سسپنس ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ
دیوتا
40
چالیسواں حصہ

دیوتا

فرہاد علی تیمور

ایک دراز دست شخص کی سرگزشت۔ ایک فسوں کار کا قصہ، جس کا جادو سر چڑھ کر بولتا تھا۔ اس شورہ پشت، شوریدہ سر کا احوال، ایک عالم جس کے خون کا پیاسا تھا۔

اُردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا طویل ترین سلسلہ

سونیا نے پہلے ہی پارس اور پورس کو سمجھا دیا تھا کہ وہ دونوں اس ویران سڑک سے واپس چلے جائیں۔ لہٰذا وہ دونوں اپنی کار کی اگلی سیٹ پر آکر بیٹھ گئے۔ پارس نے کار کو اسٹارٹ کیا پھر اسے ایک یوٹرن دے کر واپس ویانا شہر کی طرف جانے لگا۔ آگے جانے والے پیچھے پلٹ کر نہیں دیکھتے لہٰذا ان دونوں نے بھی یہ نہیں دیکھا کہ جسے گولیاں ماری گئی تھیں' وہ سڑک کے کنارے تاریکی میں گر کر دوبارہ زندہ ہوگیا ہے۔ یہ بات ابھی کسی کے علم میں نہیں تھی۔

ثانی اور فہمی نے بھی قمار خانے میں پیری ماؤنٹ کا پیچھا چھوڑ دیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ پارس اور پورس پیری ماؤنٹ کے ذریعے جیکی اولڈ تک پہنچ جائیں گے۔ صرف وہ دونوں ہی نہیں بلکہ تیج پال کے جاسوس بھی پیری ماؤنٹ کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ اپنے آلۂ کار کے ذریعے اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ انہیں بھی پوری امید تھی کہ وہ اپنے ٹارگٹ تک پہنچ سکیں گے اور وہ پہنچ بھی گئے تھے۔

جب پیری ماؤنٹ گاڑی میں بیٹھ کر باہر آیا تو دوسری طرف گاڑی سے جیکی اولڈ بھی باہر آکر دونوں گاڑیوں کی ہیڈ لائٹس کے درمیان آیا۔ پیری ماؤنٹ نے اسے دیکھتے ہی جیکی اولڈ کہہ کر مخاطب کیا تو اس کے دماغ میں روپوش ٹیلی پیتھی جاننے والے تیج پال کے آدمی نے تیج پال سے کہا "ہم پہنچ گئے ہیں۔ جیکی اولڈ اور پیری ماؤنٹ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔"

تیج پال نے کہا "جیسا کہ ہمیں پہلے معلوم ہو چکا تھا کہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر پیری ماؤنٹ کے ذریعے جیکی اولڈ کو زخمی کرو تاکہ تم اس کے دماغ میں پہنچ کر معلومات حاصل کر سکو۔"

تیج پال نے بڑی دانشمندی سے مشورہ دیا تھا لیکن جیکی اولڈ بھی کچھ کم نہ تھا۔ اس نے قمار خانے میں پیری ماؤنٹ کے دماغ کے اندر آکر غصہ نہیں دکھایا تھا کہ وہ خلافِ ہدایت کیوں شراب پی رہا ہے۔ جب وہ لڑکھڑاتا ہوا جانے لگا تو اس کے اس طرح جانے پر علی' پارس' پورس اور تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والے سب ہی سمجھ گئے تھے کہ اسے بے اختیار کہیں لے جایا جا رہا ہے اور یقیناً جہاں لے جایا جا رہا ہے۔ وہاں جیکی اولڈ ہوگا۔

ان سب کا اندازہ درست تھا جیکی اولڈ اور پیری ماؤنٹ دو کاروں کی ہیڈ لائٹس کے درمیان ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے۔ تیج پال کا ٹیلی پیتھی جاننے والا چاہتا تھا کہ پیری ماؤنٹ کے دماغ پر مسلط ہو کر اس کی جیب سے ریوالور نکال کر جیکی اولڈ کو زخمی کرے لیکن اس سے پہلے ہی جیکی اولڈ نے ریوالور نکال کر بغیر کچھ کہے اسے گولی مار دی تھی۔ جب پیری ماؤنٹ مر گیا اور اس کا دماغ مردہ ہوگیا تو مجبوراً تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو واپس آنا پڑا۔ اس نے مایوس ہو کر تیج پال سے کہا "آپ کی پلاننگ تو بہت اچھی تھی اور بڑی کامیابی ہو رہی تھی لیکن جیکی اولڈ تو ہم سے بھی زیادہ چالاک نکلا اس سے پہلے کہ میں پیری ماؤنٹ کے ذریعے گولی

چلاتا اس نے گولی چلا کر پیری ماؤنٹ کو ہلاک کردیا ہے۔ اب جیکی اولڈ تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور ہم کسی کو آلہ کار بھی نہیں بنا سکتے۔"

تیج پال نے کہا "اوہ گاڈ! اتنا سنہری موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ وہ لوگ ویانا شہر سے تقریباً تیس کلو میٹر دور ہوں گے۔ جب تک ہم کسی کو آلۂ کار بنا کر وہاں تک پہنچیں اس وقت تک جیکی اولڈ جاچکا ہوگا۔"

اولڈ بزرگ کو بھی کہتے ہیں اور پرانے وقت اور زمانے کو بھی کہتے ہیں۔ پتا نہیں نارنگ کتنا پرانا تھا۔ اب سے پہلے جب پہلی بار اسے آتما شکتی حاصل ہوئی تھی تو کتنی بار جسم تبدیل کرچکا تھا اور ہر بار نئے جوان جسم میں داخل ہو کر اپنی عمر کو جوان بناتا آیا تھا لیکن اس کی آتما پرانی اور گھسی پٹی تھی۔ اس پرانی آتما کے باعث اسے جیکی اولڈ کے بجائے نارنگ اولڈ کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

وہ سڑک کے کنارے ڈھلان کے ساتھ زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ چند منٹوں میں اس کے زخم بھر گئے تھے۔ وہ صحت مند اور توانا ہو کر وہاں سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور چڑھائی چڑھتا ہوا سڑک کے کنارے پر آکر اپنی کار میں بیٹھا اور اپنی خفیہ رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ تمام راستے پریشان ہو کر سوچتا رہا کہ آخر سونیا سے کب تک نجات ملے گی؟ کیا کوئی بھی ایسی تدبیر نہیں ہوسکتی کہ آئندہ اسے میرے پاس آنے کا موقع نہ ملے؟

پھر اس نے سوچا آخر وہ مجھ تک کیسے پہنچ جاتی ہے؟ اسے کیسے معلوم ہوجاتا ہے کہ میں ایک ملک سے کسی دوسرے ملک میں جاکر کسی دوسرے جسم میں داخل ہوچکا ہوں اور ایک نئی زندگی گزارنا چاہتا ہوں لیکن اس نے مجھے چالیس منٹ سے زیادہ کسی بھی جسم میں زندہ رہنے نہیں رہنے دیا۔

مانا کہ وہ غیر معمولی طور پر ذہین ہے اور بہت ہی مکار ہے لیکن یہ تو ایک طرح سے جادوئی تماشا ہے۔ آتما شکتی کا کھیل ہے اور وہ آتما شکتی نہیں جانتی ہے۔

یہی بات دماغ میں آئی کہ فرہاد کی فیملی والے اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہیں لیکن جب لوہے کو جواب دینا ہوتا ہے تو لوہا بن کر اسے کاٹتے ہیں۔ لہٰذا آتما شکتی کا جواب وہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے دے رہے ہیں۔ اس لیے وہ کامیاب ہورہی ہے۔ اسے ان کے جو ادارے والے بزرگ ہیں۔ جناب تبریزی اور اس کی جو ایک سوکن ہے آمنہ۔ دونوں ہی روحانیت کے حامل ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک اسے بتا دیتا ہوگا کہ میں آئندہ کس جسم میں جارہا ہوں۔ بلکہ جاچکا ہوں۔

وہ آتما شکتی کے ذریعے روحانیت کا مقابلہ کرسکتا تھا لیکن اس میں ایک خامی تھی اور وہ یہ کہ بابا صاحب کے ادارے میں جو روحانیت کے طلبا اور طالبات تھے یا جناب تبریزی اور آمنہ تھے۔ انہوں نے مثبت اور تعمیری جذبوں کے ساتھ روحانیت کا علم حاصل کیا تھا جبکہ نارنگ کے آتما شکتی حاصل کرنے کے مقاصد میں منفی اور بدی کے جذبات تھے۔ صرف خیر و شر کے تضاد کے باعث نارنگ ان سے کمزور پڑجاتا تھا۔

اب تو اس کی عقل یہی سمجھا رہی تھی کہ آئندہ اگر اسے جسم تبدیل نہیں کرنا ہے اور آتما شکتی کو مزید کمزور نہیں کرنا ہے تو اسے سونیا کے اشاروں پر چلنا ہوگا۔ یہ جیکی اولڈ امریکی ہوتے ہوئے بھی امریکا والوں کے لیے دردِ سر بنا ہوا تھا اور سونیا کہہ چکی تھی کہ جب تک وہ امریکا کے لیے مصیبت بنتا رہے گا تو وہ اسے جیکی اولڈ کے جسم میں رہنے دے گی۔

علی نے پارس اور پورس کے ذریعے معلوم کیا تھا کہ جیکی اولڈ کا کیا انجام ہوا ہے۔ ان کی باتیں سن کر علی نے کہا "پارس اور پورس تم دونوں کو چاہیے تھا کہ اسے گولی مار کر ہلاک کرنے سے پہلے اس کے چور خیالات سے ان باقی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام اور پتے معلوم کرلیتے جو اس کے زیرِ اثر ہیں۔"

پارس نے کہا "میں ایسا کرنا چاہتا تھا۔ پہلے اسے زخمی کرکے اس سے معلومات حاصل کرنے والا تھا لیکن مما نے کہا' میں اسے مار ڈالوں لہٰذا میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی اور اسے چار گولیاں مار کر ہلاک کرڈالا۔"

علی نے سونیا کے پاس آکر کہا "مما! پارس نے مجھے جیکی اولڈ کے متعلق بتایا ہے۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ اسے زخمی نہ کیا جائے۔ اس کے خیالات نہ پڑھے جائیں۔ اسے ہلاک کردیا جائے یہ حکم آپ نے کیوں دیا تھا؟"

"میں جانتی تھی کہ نارنگ اس کے جسم میں داخل ہونے والا ہے میں کسی بھی وقت معلومات حاصل کرلوں گی لہٰذا جیسے ہی وہ سڑک کے نیچے جاکر گرا اور مرگیا تو میری ہدایت کے مطابق ثانی اور فہمی نے اس کے ذہن میں رہ کر اس کے چور خیالات کے ذریعے باقی نو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام اور پتے معلوم کیے ہیں۔"

"مما جب نارنگ کی آتما جیکی اولڈ کے جسم میں داخل ہوگئی تو کیا اس نے ثانی اور فہمی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا تھا؟"

"نہیں بیٹے' اس کو چار گولیاں ماری گئی تھیں ان زخموں کو بھرنے میں چند منٹ لگے۔ ان چند منٹوں میں انہوں نے سب کچھ معلوم کرلیا ہے۔"

"ویل ڈن مما! اب تو ہم ان نو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی اپنے قابو میں رکھ سکتے ہیں۔"

"نہیں چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے قابو میں ہیں لیکن تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ثانی اور فہمی کے قابو میں نہیں آئے ہیں۔"

"ایسا کیوں ہوا؟"

"اس لیے کہ ان سب کے دماغوں میں تین ماہ کے لیے تنویمی عمل کیا گیا تھا اور وہ تین ماہ پورے ہوگئے تھے لیکن ان میں سے تین ایسے تھے جو زبردست قوت ارادی کے مالک تھے۔ انہوں نے

اپنے تنویمی عمل کے ختم ہونے سے چند گھنٹے پہلے ہی جیکی اولڈ سے نجات حاصل کرلی تھی اور کہیں گم ہوگئے تھے کیونکہ وہ سب گونگے بنے ہوئے تھے ان کے لب و لہجے کو ہم میں سے کسی نے بھی نہیں سنا تھا۔ اس لیے ثانی اور فہمی ان تینوں تک نہیں پہنچ پائے۔"

علی نے کہا "جو چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے قبضے میں آئے ہیں۔ ان کے ذریعے ان تینوں کا سراغ مل سکتا ہے۔"

"وہ سب ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دوسرے سے الگ تھے۔ کسی کو کسی کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا اس لیے ان کے دماغ میں جاکر ان کے چور خیالات پڑھ کر ان تینوں کے بارے میں معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ بہرحال صرف تین ہمارے ہاتھ سے نکل گئے لیکن ہمیں خاصی بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یہی بہت ہے۔ ابھی تو نارنگ کو اور دوڑانا ہے۔ ذرا دیکھتے جاؤ کیا ہوتا ہے۔"

"آپ تو کسی دشمن سے نمٹنے سے پہلے اس کی جڑوں تک پہنچ جاتی ہیں کیا آپ نے یہ معلوم کیا ہے کہ نارنگ کی آتما شکتی کس حد تک کمزور ہوگئی ہے؟"

"ہاں بڑی حد تک کمزور ہوگئی ہے۔ وہ اب کسی بھی یوگا جاننے والے شخص کے دماغ میں نہیں جاپائے گا۔ اس کی سوچ کی لہروں کو کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا محسوس کرلیا کرے گا۔"

"نیلماں بھی اسی طرح جسم بدل بدل کر بڑے فخر سے اپنی آتما شکتی کا مظاہرہ کرتی تھی۔ آخر وہ بالکل ہی کمزور پڑگئی تھی اور اس جسم نکل نہیں پارہی تھی۔ بڑے عرصے تک پورس نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا نہ ہی اسے دوبارہ تپسیا کرکے آتما شکتی حاصل کرنے کا موقع دیا اور آپ نے تو اسے بالکل ہی ختم کرڈالا۔ آپ اس نارنگ کو بھی ختم کریں اور یہ جو جادوئی چکر خوامخواہ چل رہا ہے۔ اس کو ہمیشہ کے لیے ختم کرڈالیں تاکہ ایسے لوگ ہماری راہ میں آکر خوامخواہ مسائل پیدا نہ کیا کریں۔"

"میں یہی کرنا چاہتی تھی نارنگ اب تک چار جسم بدل چکا ہے۔ صرف دو جسم باقی ہیں یعنی چھ جسم بدلنے کے بعد جب وہ ساتویں جسم میں جائے گا تو وہ آخری جسم ہوگا اس کے بعد اس کی آتما پھر کسی جسم میں نہیں جاسکے گی اور نہ ہی میں اسے آتما شکتی مکمل کرنے دوں گی۔"

"کیا وہ اتنی جلدی چار جسم بدل چکا ہے؟ اور اب صرف دو جسم رہ گئے ہیں۔"

"ہاں پہلا جسم خود نارنگ کا تھا میں نے اسے اس طرح مجبور کیا کہ وہ اپنا جسم چھوڑ کر ایمون گارسن نامی ایک مفرور مجرم کے جسم میں پہنچ گیا اس طرح اس کی آتما نے دو جسم تبدیل کیے۔ ایک خود نارنگ کا اور پھر اس کے بعد ایمون کا۔ ہم نے نارنگ کو سزا دینے کے لیے پاگل خانے پہنچوایا تھا لیکن انڈر گراؤنڈ اسلحہ مافیا کے گاڈ فادر نے ایمون کو پاگل خانے سے اغوا کیا پھر اپنے خفیہ اڈے میں لے جاکر اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ کر

اپاہج بنا دیا تاکہ وہ اسے دھوکا دے کر کہیں نہ جاسکے اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے کام آتا رہے۔"

"اچھا میں سمجھ گیا وہ اب کسی اپاہج جسم میں نہیں رہنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے تیسرا جسم تبدیل کیا۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ وہ جسم بدلنے کے بعد اور اپاہج ہونے کے بعد اس نے اپنی آتما شکتی کو آزمایا تو پتا چلا کہ وہ کسی یوگا جاننے والے کے دماغ میں نہیں پہنچ پاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی آتما شکتی کمزور ہوتی جارہی ہے۔ لہٰذا وہ چاہتا تھا کہ اسی طرح اپاہج بنا بستر پر پڑا تپسیا کرتا رہے اور کوئی مداخلت نہ کرے تو اسے پھر سے مکمل آتما شکتی حاصل ہوجائے گی لیکن اس اپاہج کے دماغ میں کوئی بھی آکر مداخلت کرسکتا تھا میں نے اسے موقع دیا کہ وہ اپنی تپسیا مکمل کرلے۔"

علی نے حیران ہوکر پوچھا "آپ نے اسے موقع دیا تھا؟"

"ہاں میں اسے خوش فہمی میں مبتلا رکھ کر پھر اسے مرنے اور جسم بدلنے پر مجبور کرتی رہتی تو وہ بے بس ہوجاتا اور سمجھ لیتا کہ نیلماں کی طرح اس کا انجام بھی سامنے آنے والا ہے۔ بہرحال اس نے جب چالیس دنوں تک تپسیا کرکے آتما شکتی مکمل کرلی تب میں نے کہا جس طرح میں نے تمہیں چالیس دنوں کی مہلت دی تھی۔ اب تمہیں چالیس منٹوں کی مہلت دیتی ہوں جس کے جسم میں بھی جاؤ گے چالیس منٹ کے بعد دوسرا جسم تبدیل کرنے پر مجبور ہوجاؤ گے۔"

"اسے بڑا فخر تھا کہ اب تو اسے کوئی مجبور نہیں کرسکتا جب اس کے خفیہ اڈے پر پولیس والوں نے چھاپا مارا تو وہ ایک پولیس انسپکٹر کے جسم میں چلا گیا۔ وہ پولیس انسپکٹر اور اس کی سالی دونوں بدکار اور گنہگار تھے۔ میں نے چالیس منٹ کے اندر اس انسپکٹر کو مار ڈالا تب بھٹکتی ہوئی آتما سوئٹزرلینڈ کے ایک جوان کے جسم میں گئی۔ وہاں بھی وہ چالیس منٹ کے بعد جسم بدلنے پر مجبور ہوا تو جیکی اولڈ کے جسم میں چلا گیا۔"

علی نے کہا "دوسری بار تپسیا کرکے آتما شکتی حاصل کرنے کے بعد وہ اب تک چار جسم بدل چکا ہے۔"

"میں نے اس سے کہا ہے کہ اب صرف دو جسم رہ گئے ہیں لیکن اب میں اسے چالیس منٹ کی مہلت نہیں دوں گی۔ وہ جب تک چاہے جیکی اولڈ کے جسم میں رہ سکتا ہے۔ شرط یہی ہے کہ جس طرح جیکی اولڈ امریکی ہوتے ہوئے اپنے وطن اور اپنی قوم کا باغی تھا اسی طرح اسے بھی امریکا کے خلاف محاذ بنا کر رہنا ہوگا۔ اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو وہ دیکھتا آیا ہے کہ میں کس طرح اسے مرنے اور دوسرا جسم بدلنے پر مجبور کرتی رہی ہوں۔ لہٰذا اب وہ کچھ عرصے تک جیکی اولڈ کے جسم میں رہے گا دیکھتے ہیں کہ وہ اس جسم میں رہ کر کرتا کیا ہے؟"

علی نے مسکرا کر کہا "مما وہ تو آپ کے پلے پڑا ہے۔ وہ کیا کرے گا جو کرنا ہے آپ ہی کریں گی اور بڑے بڑے انجام تک اسے پہنچائیں گی۔ اچھا میں جارہا ہوں۔ خدا حافظ۔"

نارنگ' دیانا واپس آکر اپنے پوشیدہ بنگلے میں پہنچ گیا پھر دروازہ بند کرکے ایک جگہ آرام سے بیٹھ کر سوچنے لگا اور معلوم کرنے لگا کہ جیکی اولڈ اب تک کیا کرتا رہا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے بعد اسے معلوم ہوسکتا تھا کہ آئندہ اسے کیا کرنا چاہیے اور اس کے جو ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے زیر اثر رہتے ہیں ان کے نام اور پتے کیا ہیں۔ تاکہ ان کے دماغوں میں بھی وہ پہنچ سکے۔

اب تو اسے سونیا کی طرف سے اطمینان ہوگیا تھا کہ جب تک وہ اس کے احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا۔ اسی جسم میں محفوظ رہے گا اور کبھی موقع ملے گا تو پھر سے تپسیا کرکے اپنی آتما شکتی کو مکمل طور پر حاصل کرلے گا۔

وہ جیکی اولڈ کے جسم میں تھا اور جیکی اولڈ کے جسم میں جو دماغ تھا اس کی تمام سوچ کی لہریں اس کے تمام منصوبے اور تمام اہم راز اسے بہ آسانی معلوم ہورہے تھے۔ وہ ایک ایک ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام اور پتے معلوم کرتا جارہا تھا۔ ان کے لب ولہجے کو بھی نقش کرتا جارہا تھا۔ ایسے وقت پتا چلا کہ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے لاپتا ہوگئے ہیں۔ اس نے انہیں تلاش کرنے کی کوششیں تو کیں مگر ناکام رہا۔

اس نے اسی پر اکتفا کیا کہ کم از کم چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے اب اس کے زیر اثر رہیں گے اور اب وہ سب سے پہلے ان چھ پر دوبارہ تنویمی عمل کرے گا۔ تاکہ وہ ہمیشہ اس کے معمول بن کر رہیں۔

اب وہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح خود اپنی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک فوج بنانا چاہتا تھا تاکہ زیادہ سے زیادہ طاقت حاصل کرتا رہے۔ لہٰذا وہ ایک ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں پہنچ کر ان پر تنویمی عمل کرتا رہا اور انہیں اپنا معمول اور تابع بناتا رہا۔

جب وہ مسلسل محنت کرنے کے بعد چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا عامل اور مالک و مختار بن گیا تب اس نے اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے تابع کے ذریعے ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر کی فیکس مشین پر یہ پیغام بھیجا۔

"مسٹر یوگا جاننے والے اعلیٰ افسر۔ اس وقت جیکی اولڈ آپ سے مخاطب ہے۔ آپ واقعی بہت چال باز ہیں۔ پہلے والے اعلیٰ افسر کو اس لیے فارغ کردیا کہ وہ یوگا کا ماہر نہیں تھا۔ اس کے دماغ میں کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا چلا آتا تھا۔ اب آپ کے دماغ میں کوئی نہیں آتا ہے۔ آپ بھی ہماری طرح فیکس کے ذریعے یا کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کرتے ہیں۔

یہ تو آپ لوگوں نے طے کرلیا ہے کہ میں باغی اور غدارِ وطن ہوں اور آپ کے باقی عملے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ کے

وفادار ہیں اور واقعی کچھ ٹیلی پیتھی جاننے والے آندرے کے ذریعے آپ سے رابطہ کرتے ہیں اور کچھ ٹیلی پیتھی جاننے والے تیج پال کے ذریعے رابطہ کرتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے اپنے وفادار ہونے کا یقین دلانے کے باوجود آپ سے بھی روپوشی اختیار کررکھی ہے۔ یہ وفاداری سمجھ میں نہیں آتی۔ بہرحال میں آپ کو خود اپنے سے زیادہ سمجھ دار سمجھتا ہوں۔ آپ اپنے معاملات بہتر جانتے ہیں۔

میں نے سوچا آپ کے ذریعے دوسرے امریکی اکابرین تک یہ خبر پہنچا دوں کہ آپ کے دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے مجھے گھیرنے اور مارنے کی بھرپور کوششیں کی تھیں۔ وہ سب کے سب پیری ماؤنٹ کے پیچھے پڑگئے تھے اس کا تعاقب کررہے تھے اور یہ سمجھ رہے تھے کہ پیری ماؤنٹ کہیں نہ کہیں مجھ سے ملاقات کرے گا تو وہ مجھے گرفتار کرلیں گے لیکن اب آپ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے معلوم کرلیں میں نے ان کی کوششوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ اس جڑ کو ہی اکھاڑ کر پھینک دیا ہے۔ جس کے ذریعے وہ میری ذات تک پہنچ سکتے تھے۔ یعنی میں نے پیری ماؤنٹ کو قتل کردیا ہے۔ اب کوئی میرے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔

اب آپ چاہیں تو اپنے وفادار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا محاسبہ کرسکتے ہیں اور سختی سے جواب طلب کرسکتے ہیں کہ انہیں پیری ماؤنٹ کا تعاقب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ سب کے سب ویانا کے ایک قمار خانے میں پیری ماؤنٹ کے ساتھ جوا کھیلنے والوں کے دماغوں میں پہنچے ہوئے تھے اور اتنا بھی نہیں سمجھ رہے تھے کہ اگر مجھے پیری ماؤنٹ سے ملاقات کرنا ہے تو میں اس کے دماغ میں رہ کر پہلے احتیاطاً معلوم کرتا رہوں گا کہ اس کے دماغ میں کوئی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی جسمانی طور پر اس کا تعاقب کررہا ہے لیکن میں تو پیری ماؤنٹ کے دماغ میں بڑی خاموشی سے سارے تماشے دیکھ رہا تھا۔

بائی دی وے آپ بڑے چال باز سمجھے جاتے ہیں۔ کہیں آپ نے تو اپنے وفادار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یہ مشورہ نہیں دیا تھا کہ وہ پیری ماؤنٹ کے دماغ میں رہیں؟ اگر آپ نے ہی یہ مشورہ دیا تھا تو پھر اپنا محاسبہ آپ خود ہی سختی سے کریں۔ بس مجھے اتنا ہی کہنا ہے۔ ویٹس آل۔"

اس افسر نے اسے پڑھنے کے بعد اس کی نقل سی آئی اے' آرمی ہیڈ کوارٹرز اور دوسرے امریکی اکابرین کو بھیج دی اور اپنی طرف سے بھی کہا کہ اپنے وفادار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا محاسبہ بھی کیا جائے کہ انہوں نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ پیری ماؤنٹ کا تعاقب کریں گے تو جیکی اولڈ احمق نہیں ہے کہ وہ خاموشی سے پیری ماؤنٹ کے دماغ میں رہ کر ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کارروائیاں دیکھتا رہے گا۔

اس فیکس کو اور ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر کی تحریر کو تمام متعلقہ فوجی افسران' انٹیلی جینس والے اور تمام امریکی اکابرین نے پڑھا۔ ان کے جو ٹیلی پیتھی جاننے والے کچھ آندرے کے زیر اثر تھے اور کچھ تیج پال کے ذریعے رابطہ کرتے تھے وہ دن کے وقت چار بار اور رات کے وقت دو بار رابطہ ضرور کیا کرتے تھے تاکہ اہم معاملات کو ان سے معلوم کرنے کے بعد ان سے نمٹ سکیں۔ جب تیج پال نے اور آندرے یعنی علی نے ان سے کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کیا تب سی آئی اے کے اعلیٰ افسر نے ان کا محاسبہ کیا ان سے پوچھا "تم لوگوں کو پیری ماؤنٹ کے دماغ میں رہ کر اس کا تعاقب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا اتنا بھی سمجھ نہیں پائے کہ جیکی اولڈ پیری ماؤنٹ کے دماغ میں خاموشی سے موجود رہ کر تم سب کی کارروائیاں دیکھتا رہے گا؟"

ایک طرف سے آندرے یعنی علی نے اور دوسری طرف سے تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ پیری ماؤنٹ کا تعاقب کررہے تھے۔ یہ سراسر غلط ہے۔ جیکی اولڈ نے غلط بیان دیا۔

تیج پال کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا "جیکی اولڈ کی یہ بات ایک طرح سے سچ ہوسکتی ہے۔ پیری ماؤنٹ کے دماغ میں یقیناً ٹیلی پیتھی جاننے والے گئے ہوں گے لیکن وہ ہم نہیں تھے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں الپا اس کے دماغ میں گئی ہوگی۔ جب شیر کے منہ کو انسانی خون کا چسکا پڑجاتا ہے تو وہ درندہ انسان کا ہی شکار کرتا ہے۔ اس طرح الپا نے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بڑی کامیابی سے حاصل کیا ہے اب وہ پیری ماؤنٹ کے ذریعے جیکی اولڈ پر بھی قابو پانا چاہتی تھی یا پھر اگر الپا نے یہ نہیں کیا ہے تو فرہاد علی تیمور یا اس کی فیملی والے اور بابا صاحب کے ادارے کے جتنے بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں انہوں نے پیری ماؤنٹ کے ذریعے جیکی اولڈ تک پہنچنے کی کوشش کی ہوگی ہمیں بابا صاحب کے ادارے کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔"

تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کی اس بات میں وزن تھا۔ اس نے ان سب کو قائل کردیا کہ وہ پیری ماؤنٹ کے دماغ میں نہیں تھے اور امریکی اکابرین نے بھی اسے تسلیم کرلیا۔ ان کی سوچ کا رخ بابا صاحب کے ادارے اور میری اور میرے بیٹے اور بہوؤں کی طرف ہوگیا۔ یوں بھی امریکی حکام' وہاں کی فوج کے اعلیٰ افسران اور انٹیلی جینس والے بھی یہی سمجھتے آرہے تھے کہ انہوں نے بابا صاحب کے ادارے پر دو ناکام حملے کیے اس کی سزا ہم انہیں دے رہے ہیں اور انہیں نقصان پہنچاتے جارہے ہیں۔ اس بار بھی ہم نے شاید پیری ماؤنٹ کو قتل کرکے یا دوسری چال چلنے کے بعد ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ناکام بنادیا ہے۔

وہ تمام اکابرین پہلے ہی یہ طے کرچکے تھے کہ اب ہم سے سمجھوتا کبھی نہیں ہوسکے گا۔ لہٰذا ہمارے خلاف آئندہ کوئی ایسی کارروائی کی جائے کہ جس کا الزام امریکی حکومت پر نہ آئے اور ہم

مجبور ہو جائیں کہ آئندہ امریکا کے خلاف ہم کوئی سازش نہ کریں اور نہ ہی انہیں کوئی نقصان پہنچا سکیں۔ لہٰذا وہ اسی پہلو سے ہمارے خلاف غور کرنے لگے۔

○☆○

وہ تینوں بے حد ذہین اور بہت ہی مضبوط قوت ارادی کے مالک تھے۔ ان تینوں نے مشترکہ طور پر یہ تسلیم کیا کہ انہوں نے جیکی اولڈ پر بھروسا کرکے زندگی میں بہت بڑی غلطی کی اور اس کے کہنے پر اپنے اوپر تنویمی عمل کرانے کے بعد گونگے بن گئے تھے۔ اس طرح اس نے انہیں اپنا تابع بنالیا تھا۔

اب ان تینوں نے قسم کھائی کہ آئندہ کسی پر بھروسا نہیں کریں گے۔ جیکی اولڈ تو دور کی بات ہے وہ امریکی اکابرین پر بھی اعتماد نہیں کریں گے اور جو علم انہیں حاصل ہو چکا ہے۔ اس کے ذریعے وہ خود تینوں متحد ہو کر اپنی حفاظت کریں گے اور سب سے پہلے جیکی اولڈ کے زیر اثر رہنے والے جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں ان میں سے ایک ایک کو اغوا کرکے اپنے زیر اثر لائیں گے اور اس طرح جیکی اولڈ سے بھی انتقام لیں گے۔

ان تینوں میں سے ایک کا نام جے فلو تھا، دوسرے کا نام جے سامو تھا اور تیسرے کا نام جے کافو۔ یعنی ان تینوں کے نام کے آگے جے لگا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے وہ تھری جے کہلانے لگے۔ انہوں نے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ اس دنیا میں اپنی طبعی زندگی گزارنے کے لیے کسی نہ کسی پر چھوٹے یا بڑے معاملات میں بھروسا کرنا ہی پڑتا ہے۔ لہٰذا ان تینوں کو ایک دوسرے پر بھروسا کرنا چاہیے اور وہ اس طرح کہ ان میں سے کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ ان میں سے کسی کے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے۔

وہ چاہتے تھے کہ ایک دوسرے پر تنویمی عمل کرکے اپنا لب ولہجہ بدل کر اپنے دماغ کے چور خیالات کو بالکل مقفل کردیں تاکہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے دماغوں میں پہنچ بھی جائے تب بھی۔ ان کے چور خیالات نہ پڑھ سکے۔

انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ایک پر تنویمی عمل پہلے کیا جائے جو تنویمی عمل کرے گا وہ تو عامل رہے گا لیکن تیسرا ساتھی یہ دیکھتا رہے گا کہ وہ کوئی فراڈ نہیں کررہا ہے۔ اسی طرح جب دوسرے پر تنویمی عمل ہوگا تو باقی دو میں ایک عامل بن کر تنویمی عمل کرے گا اور تیسرا اس کی نگرانی کرے گا کہ وہ کوئی دھوکا نہ دے پائے۔ اسی طریقہ کار کے مطابق ان تینوں نے ایک دوسرے پر تنویمی عمل کیا اور اپنے طور پر دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ ہو گئے۔

اس کے بعد رہائش کے لیے یہ طے کیا کہ وہ تینوں کسی ملک کے ایک ہی شہر میں رہیں گے لیکن تین مختلف علاقوں میں رہیں گے تاکہ کسی ایک پر افتاد آپڑے تو وہ باقی دو کو خیال خوانی کے ذریعے مطلع کرسکے اگر اسے اطلاع دینے کی زیادہ مہلت نہ ملے تو صرف لفظ D ادا کردے اس کا مطلب ہوگا ڈینجر یعنی خطرہ ہے اس طرح باقی دونوں اس تیسرے کی مدد کے لیے پہنچ جایا کریں گے۔

ان تھری جے نے اٹلی جیسے ملک میں بہت وقت گزارہ تھا بڑے اور چھوٹے شہروں میں رہ چکے تھے اور اٹلی زبان بڑی روانی سے بولتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے فیصلہ کیا کہ اٹلی جاکر رہنا چاہیے وہاں ایک مشہور جھیل ہے جو کئی کلومیٹر پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس جھیل کا نام گردا ہے۔ اس کے چاروں طرف گارڈن اور ہرے بھرے جنگلات ہیں۔ اگر ہوائی جہاز کی بلندی سے دیکھا جائے تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہ جھیل کوئی سوئمنگ پول ہو جس کے چاروں طرف قدرت نے چار دیواری بنا دی ہے۔ اس جھیل کے چاروں طرف بڑے شہر جیسی آبادیاں ہیں۔ ان میں سب سے بڑا شہر ڈے سین زانو ہے اس کے بعد دوسرے شہروں میں بیچرا، ری وا، سے مون، لرسے، ملے، سائین اور لیمون سل گردا ہیں۔ وہاں کے خوب صورت مناظر میں بڑی کشش ہے۔ بے شمار تفریح کے مقامات ہیں۔ دولومائٹ نامی پہاڑی سلسلہ حدِ نظر تک برف پوش چوٹیوں کے باعث جگمگاتا رہتا ہے۔

تھری جے نے بڑے شہروں کو نظرانداز کرکے اپنی رہائش کے لیے شہر لیمون سل گردا کا انتخاب کیا۔ اٹلی میں روم اور وینس جیسے بڑے بڑے شہر ہیں جہاں رومن بادشاہوں کی تاریخی یادگاریں بے شمار ہیں انہوں نے ان سب بڑے شہروں کو نظرانداز کردیا تھا کیونکہ وہاں غیر ملکی بہت زیادہ آیا کرتے تھے اور یہ اندازہ تھا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا گزر بھی وہاں سے ہوسکتا ہے۔ لہٰذا وہ ان سے دور اسی گردا جھیل کے قریب رہائش اختیار کرنے کے لیے چلے گئے۔

اٹلی کے تذکرے میں جرائم کا ذکر بھی لازمی ہے۔ مافیا اور گاڈ فادر کا لفظ اسی ملک سے شروع ہوا وہیں سے دنیا میں پہلی بار مافیا تنظیم پیدا ہوئی اور اس کا ایک گاڈ فادر منتخب ہوا۔ جس کے بعد پھر یہ مافیا اور گاڈ فادر دنیا کے تمام ملکوں میں پھیلتے چلے گئے۔ اگرچہ یہ ملک ترقی یافتہ ہے لیکن وہی جو کہتے ہیں کہ چور چوری سے جاتا ہے مگر ہیرا پھیری سے نہیں جاتا لہٰذا اس اتنے ترقی یافتہ ملک میں جرائم بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

جے تھری نے منصوبہ بنایا تھا کہ گردا جھیل کے پاس چھوٹے سے شہر لیمون سل گردا میں کوئی درمیانے درجے کا کاروبار کریں گے تاکہ انہیں ایک عام شہری کی طرح انہیں سمجھا جائے وہ بھی... خوامخواہ خیال خوانی نہیں کریں گے۔ اس چھوٹے سے شہر میں رہنے والوں اور وہاں آنے والے سیاحوں کے دماغوں میں کبھی نہیں جائیں گے۔ کبھی کوئی بہت اہم مسئلہ پیدا ہوجائے تو اس طرح ان کے دماغوں میں جائیں گے کہ کوئی ان پر شبہ نہ کرسکے۔ وہ اس چھوٹے سے شہر میں رہ کر صرف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے مخالفین کے بارے میں یہ معلوم کرتے رہیں گے کہ کون ہے اور کیا کرتا پھر رہا ہے۔ تاکہ وہ ان کے منصوبوں سے واقف رہ کر اپنی حفاظت کرتے رہیں۔

جیسا کہ شہروں کے مختلف علاقوں میں دادا قسم کے بدمعاش ہوا کرتے ہیں۔ وہاں لیمون سل گردا شہر میں بھی ایک دادا قسم کا بدمعاش تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ تین افراد وہاں کے تین مختلف علاقوں میں رہائش کے لیے آئے ہیں اور وہ کوئی کاروبار کرنے والے ہیں تو اس نے انہیں اپنے آدمیوں کے ذریعے طلب کیا وہ تینوں اس کے حکم کے مطابق اس کے شاہانہ طرز کے ایک بنگلے میں حاضر ہوگئے اور اسے جھک کر سلام کیا۔ اس نے بڑے رعب دار دبدبے سے پوچھا "تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟"

تینوں نے ایک دوسرے سے اجنبیت ظاہر کی اور اپنا الگ الگ پتا بتایا کہ وہ کچھ کمانے کے لیے بیرون ملک گئے ہوئے تھے ورنہ وہ اٹلی کے رہنے والے ہیں۔ چونکہ وہ روانی سے اطالوی زبان بول رہے تھے۔ اس لیے وہاں کے بدمعاش دادا کو یقین ہوگیا لیکن اس دوران میں اس کے آدمی ان سے بُری طرح پیش آتے رہے۔ کسی نے ان کو تھپڑ مارا، کسی نے ان کو لات مار کر گرا دیا اور ان سے بیٹھنے کے لیے بھی نہیں کہا گیا پھر وہاں کے بدمعاش دادا فرنانزو نے کہا "نہیں یہ لوگ بے ضرر ہیں ان سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اگر پہنچے گا تو انہیں کچھ کہے سنے بغیر گولی سے اڑا دیا جائے گا۔"

پھر دادا فرنانزو نے ان سے کہا "تم لوگ یہاں کاروبار کرنے آئے ہو، بے شک کرو لیکن اس کی آمدنی کا پچیس فی صد حصہ میں لیا کروں گا اگر میرے حصے میں کمی کی گئی تو تم لوگ یہاں ایک منٹ بھی نہیں رہ سکو گے۔"

انہوں نے جھک کر کہا "ہم آپ کے غلام ہیں آپ جو کہیں گے وہی کریں گے۔ بس ہم امن وامان سے یہاں کاروبار کرکے اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔"

واپسی پر جے کافو نے کہا "یہ ہم تینوں میں بہت بڑی خوبی ہے کہ ہمیں غصہ نہیں آتا۔ ہم میں برداشت کرنے کی قوت ہے۔ ورنہ جس کے پاس جسمانی قوت ہوتی ہے اور ٹیلی پیتھی جیسا ہتھیار ہوتا ہے تو وہ خود کو پوری دنیا کا حکمران سمجھ کر اپنے سے زیادہ شہہ زوروں سے ٹکرا کر چکنا چور ہو جاتا ہے۔"

جے سامو نے کہا "ہمیں یہی طرز عمل اختیار کرتے رہنا چاہیے فرض کرو یہاں اتفاق سے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آجائے اور یہاں کا بدمعاش فرنانزو اسی سے ٹکرائے تو وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کی ایسی کی تیسی بھی کرے گا اور اس کے خیالات بھی پڑھے گا اور خیالات پڑھنے کے بعد اسے جب ہم تینوں کے متعلق معلوم ہوگا تو یہی سمجھے گا کہ ہم لوگ ڈرپوک، بزدل اور پرامن شہری ہیں۔"

تیسرے ساتھی جے فلو نے کہا "ہمارا یہ طریقہ بہت اچھا ہے اس طرح ہم اس بدمعاش دادا فرنانزو کے ذریعے اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرسکیں گے۔"

جے کافو نے کہا "ایک بات میرے ذہن میں آرہی ہے اور وہ یہ کہ اتفاق سے کبھی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا یہاں آجائے اور ہمارے دماغوں میں پہنچنا چاہیے تو ہم نہ چاہتے ہوئے بھی بے اختیار اپنے ہی تنویمی عمل کے اثر سے سانس روک لیں گے اور جب سانس روکیں گے تو کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو شبہ ہوگا کہ ہم باہر سے کچھ اور اندر سے کچھ ہیں۔"

"ہاں ایسا تو ہوسکتا ہے۔"

ایک ساتھی نے کہا "اس کے لیے ہمیں پہلے سے کچھ کرلینا چاہیے۔ اگر اندیشہ ہے تو اس اندیشے کو دور کرنا چاہیے۔"

جے کافو نے کہا "میرے ذہن میں یہ تدبیر ہے کہ ہم پھر ایک دوسرے پر ایک مختصر سا تنویمی عمل کریں اس عمل کے ذریعے ہم تینوں اپنے دماغوں کے چور خیالات والے خانوں کو بالکل ہی مقفل کردیں اور اپنے ذہن کو آزاد رکھیں جو بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے دماغوں میں آنا چاہے وہ آزادی سے ہمارے اندر چلا آئے اور ہمارے تمام خیالات پڑھتا رہے۔ اس کو ہمارے ذہن سے اصل خیالات نہیں ملیں گے اور یہی معلوم ہوتا رہے گا کہ جیسے ہم باہر سے بزدل اور پرامن شہری ہیں اسی طرح ہم اندر سے بھی وہی ہیں۔ اسی لیے ہمارے دماغ بھی اندر سے وہی خیالات پیش کررہے ہیں۔"

جے فلو اور جے سامو نے کہا "بے شک تم درست کہہ رہے ہو ہم تمہاری تدبیر کے مطابق عمل کرکے ہمیشہ کے لیے دشمنوں سے محفوظ رہیں گے۔"

اس میں شبہ نہیں تھا کہ وہ تینوں اس حد تک ذہین تھے کہ اپنی حفاظت کے لیے ایسی تدبیریں کررہے تھے ورنہ اب تک جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے یہ علم حاصل کیا تھا اور بعد میں ایک دوسرے سے الگ ہوتے گئے تھے اور اپنی الگ الگ ٹیم بناتے رہے تھے۔ الگ محاذ قائم کرتے رہے تھے۔ انہوں نے اپنی حفاظت کے لیے بھی بہت کچھ کیا تھا لیکن ان میں قوت برداشت نہیں تھی۔ جیسا کہ ان تینوں میں تھی وہ تینوں طاقت ور ہونے اور ٹیلی پیتھی جیسا علم رکھنے کے باوجود بدمعاش دادا فرنانزو کے سامنے مار کھاتے رہے اور ہاتھ جوڑتے اور سر جھکائے کھڑے رہے تھے۔

بہت زیادہ طاقت ور ہوکر بہت زیادہ عاجزی اختیار کرنا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ دنیا کے ہر طاقت ور انسان کو فوراً غصہ آتا ہے تاکہ وہ جلد سے جلد اپنی طاقت کا مظاہرہ کرے ان تینوں میں یہ صلاحیت تھی کہ اپنی طاقت کو چھپا کر عاجزی اختیار کرتے رہیں اور اگر وہ ایسا ہی کرتے رہیں گے تو یقیناً اب تک کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے مقابلے میں

ہمیشہ کامیاب ہوتے رہیں گے۔ اب آنے والا وقت بتانے والا تھا کہ یہ تینوں کب تک اپنے طریقہ کار پر قائم رہتے ہیں۔

اگر تینوں اپنے طریقہ کار پر قائم رہیں گے تو ان کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ بابا صاحب کے ادارے سے روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کی طرف رخ نہیں کریں گے۔ وہ مجھے، سونیا کو میرے فیملی ممبرز کو اور ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کبھی یہ نہیں بتائیں گے کہ وہ تینوں کہاں ہیں۔ ابھی یہ تھری ہے کوئی شیطانی ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ جب وہ ہمارے خلاف شیطانی ارادے رکھیں گے۔ تب وہ مشکلات میں پڑیں گے۔ انہیں اپنی بہتری کے لیے یہی سوچتے رہنا تھا کہ ان کی موجودہ حکمتِ عملی انہیں طبعی عمر تک زندہ سلامت رکھے گی۔

○☆○

نارنگ فی الحال مطمئن تھا کہ سونیا نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا ہے اور جب تک وہ امریکا کے خلاف محاذ قائم رکھے گا اور انہیں نقصان پہنچاتا رہے گا تب تک وہ جیکی اولڈ کے جسم میں موجود رہ سکے گا۔ ورنہ اس کی آتما وہاں سے بھی نکل جائے گی اور وہ دیکھ چکا تھا کہ سونیا کئی طرح کے ہتھکنڈوں سے اسے کسی کا بھی جسم چھوڑنے پر مجبور کردیتی ہے۔

کسی سے خوف زدہ نہ رہنے والا نارنگ اب سونیا سے اندر ہی اندر خوف زدہ رہنے لگا تھا۔ اسی لیے اس نے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر دوبارہ تنویمی عمل کرکے انہیں اپنا معمول اور تابع بنانے کے بعد سب سے پہلے امریکی اکابرین سے رابطہ کیا تھا، تاکہ سونیا تک یہ بات پہنچ جائے کہ وہ ان کی مخالفت میں بول رہا تھا اور ان کے باقی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چیلنج بھی کررہا تھا۔ ایسا کرتے وقت اسے شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ وہ ایک عورت کا وفادار بن گیا ہے۔

وہ بڑی ناگواری اور بے زاری سے سوچنے لگا۔ میں بہت بری طرح پھنس گیا ہوں اگر یہ آتما شکتی اور روحانیت کا مقابلہ نہیں ہوتا تو سونیا کو ایک چٹکی میں مسل کر رکھ دیتا۔ یہ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے اسے میرے متعلق ضرور بتاتے رہتے ہوں گے۔ اسی لیے وہ مجھ پر حاوی ہوتی رہتی ہے میں کیا کروں؟

وہ بس ایک ہی سوال تھا جو بار بار اس کے دماغ میں گونجتا تھا میں کیا کروں؟ میں کیا کروں؟ میں کیا کروں.....؟

وہ بے چینی سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ سوچنے لگا کہ اب بھی وہ اس شکنجے سے نہیں نکل سکے گا۔ کسی کی مدد حاصل کرنا، کسی کو اپنا بنانا اب بہت ضروری ہوگیا ہے۔ یہ جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ مثلاً آندرے اور تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والے وہ اگر میرا ساتھ دیں تو شاید مجھے کامیابی حاصل ہوسکے۔

پھر اسے الپا کا خیال آیا وہ ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر ایک طرف خلا میں تکتے ہوئے سوچنے لگا وہ تنہا ہے اور اسے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ضرورت ہوگی میں ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چارے کے طور پر اس کے سامنے پیش کروں گا تو بات کچھ بن سکتی ہے وہ چال باز عورت میرے لیے بہت کچھ کرسکتی ہے۔

وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھ گیا پھر خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے الپا کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی کچھ وقفے کے بعد وہ دوبارہ اس کے دماغ میں جاکر بولا "پلیز سانس نہ روکو میں جیکی اولڈ بول رہا ہوں۔"

وہ بولی "اگر مجھ سے گفتگو کرنا ضروری ہے تو ابھی واپس جاؤ میں کچھ دیر میں تمہارے دماغ میں آؤں گی۔"

"کیا تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ میں تمہارے دماغ میں رہ کر تمہارے چور خیالات پڑھ لوں گا؟"

"میں صرف اپنے اصولوں کے مطابق کام کرتی ہوں۔ ویسے تمہاری مرضی ہے۔ تم میرے متعلق کوئی بھی رائے قائم کرلو۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر اپنے کمرے میں حاضر ہوگیا۔ چاروں طرف بند دروازوں اور کھڑکیوں کو دیکھا۔ یہ اطمینان کیا کہ الپا نہیں معلوم کرسکے گی کہ وہ کس جگہ اور کس شہر میں ہے اور اس وقت کس بنگلے کے کمرے میں بیٹھا ہوا ہے۔

اس نے سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر الپا کی آواز سنائی دی "ہاں میں آگئی ہوں۔ بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"تم امریکی اکابرین، فوج کے اعلیٰ افسران اور انٹیلی جینس کے شعبوں کے اہم افسران کے دماغوں میں جایا کرتی ہوگی اور تمہیں معلوم ہوتا رہتا ہوگا کہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔"

"ہاں مجھے ساری باتوں کا علم ہوتا رہتا ہے تم اپنی بات کرو۔"

"میں اپنی ہی بات کررہا ہوں کیا تمہیں پتا نہیں ہے کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے پیچھے پڑگئے تھے۔ میں پیری ماؤنٹ نامی خطرناک بدنام زمانہ قاتل کو ٹریپ کرکے اپنے پاس بلا رہا تھا اس کے ذریعے ان سب نے مجھ تک پہنچنے کی کوششیں کی تھیں اور میں نے پیری ماؤنٹ کو ہی ختم کردیا تھا۔ اس طرح مجھ تک پہنچنے کا راستہ بند ہوگیا ہے۔ ابھی میرے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس حد تک تو تمہیں معلوم ہوگا۔"

"ہاں میں یہ ساری باتیں جانتی ہوں۔"

"الپا جہاں تک میں نے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا حساب کیا ہے۔ اس کے مطابق بڑی حد تک یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تمہارے پاس دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ ہوگیا ہے۔ دیکھو اس بات سے انکار نہ کرنا میں اگر تمہارا دوست نہیں ہوں تو دشمن بھی نہیں ہوں لیکن ایک بات ہم میں مشترک ہے۔"

"وہ مشترک بات کیا ہے؟"

"یہ کہ تم بھی امریکی دوغلی پالیسیوں پر بھروسا نہیں کرتی ہو اور میں بھی امریکی ہو کر بھروسا نہیں کرتا ہوں اور یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ میں بغاوت کرچکا ہوں اور اپنے گیارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو لے کر اپنا ایک الگ محاذ بنا رہا تھا کہ ایسے میں تین ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے ہاتھ سے نکل گئے۔"

"میں یہ بھی جانتی ہوں۔"

"اس کے باوجود میں کمزور نہیں ہوں۔ میرے پاس چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں اور اب میں نے نئی پلاننگ سے انہیں اس طرح روپوش رکھا ہے کہ کوئی ان کے سائے تک بھی نہیں پہنچ پائے گا۔"

"احتیاطی تدابیر اچھی ہوتی ہیں۔ سب ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان پر عمل کرتے ہیں لیکن جب شامت آتی ہے تو تمام احتیاطی تدابیر دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ اس کا تجربہ میں برسوں سے کررہی ہوں۔ آنکھوں سے دیکھتی آرہی ہوں۔"

"تم جب سے آئی ہو۔ خشک لہجے میں بول رہی ہو۔"

"اور کیا کروں؟ تم بھی دوسرے ٹیلی پیتھی والوں کی طرح خوش فہمی میں مبتلا ہو کہ تم نے احتیاطی تدابیر کی ہیں اور تمہارے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ جبکہ تمہارے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے ہاتھوں سے پھسل چکے ہیں۔ اس کے باوجود بھی تم ایسا دعویٰ کررہے ہو تو یہ سراسر تمہاری حماقت ہے۔"

وہ ذرا چپ رہا پھر بولا "میں تمہاری بات کا برا نہیں مانوں گا واقعی ہم بعض اوقات اپنی شکست کو بھول جاتے ہیں اور طاقت کو اور فتح کو یاد رکھتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پیری ماؤنٹ کو قتل کرکے دشمنوں کا راستہ اپنی طرف سے روک دیا تھا تو اسی پہلو سے سوچ رہا تھا تم نے مجھے احساس دلایا ہے کہ مجھے اس شکست کو نہیں بھولنا چاہیے کہ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔"

"میں پہلی بار تم سے براہِ راست گفتگو کررہی ہوں۔ ورنہ امریکی اکابرین میں سے کسی نہ کسی کے دماغ میں رہ کر تمہاری باتیں کئی بار سن چکی ہوں۔ مگر اس وقت جو لہجہ تم اختیار کرتے ہو اس میں اور اب کے لہجے میں بڑا فرق ہے تم بہت ہی خاکسارانہ انداز میں مجھ سے بات کررہے ہو آخر بات کیا ہے؟"

"کنوئیں سے پانی نکالنے کے لیے جھکنا پڑتا ہے۔ کسی کو اپنا ساتھی بنانے کے لیے یا اس سے متحد ہو کر کوئی کام کرنے کے لیے دوستانہ انداز اختیار کرنا پڑتا ہے جسے تم خاکسارانہ انداز کہہ رہی ہو۔"

"اچھا تم مجھ سے متحد ہو کر کچھ کرنا چاہتے ہو۔"

"ہاں اسی نقصان کے بعد میں سوچ رہا ہوں آج میں نے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کھو دیا ہے۔ آئندہ بھی دشمن میرے خلاف کوئی ایسی چال چل سکتا ہے۔ جس کا علم مجھے بعد میں ہو اور اس وقت تک مجھے نقصان پہنچ چکا ہو۔"

"ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے اس سلسلے میں میں کیا کرسکتی ہوں۔"

امریکی اکابرین اور ان کے وفادار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا خیال ہے کہ انہیں جو مسلسل نقصانات پہنچ رہے ہیں، ان میں بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا ہاتھ ہے وہ انتقامی کارروائی کررہے ہیں لیکن اس کے علاوہ وہ مجھ پر اور تم پر بھی شبہ کررہے ہیں کیا یہ بات تم جانتی ہو؟"

"ہاں مجھے پتا ہے۔ تمام اکابرین الجھے ہوئے ہیں کہ انہیں جو نقصانات پہنچ رہے ہیں، بے شک بابا صاحب کے ادارے والے انتقامی کارروائی کررہے ہیں لیکن اس کی آڑ میں شاید میں اور تم بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔"

"جب وہ ہم دونوں پر بھی شبہ کررہے ہیں تو کیا ہم دونوں کو متحد ہو کر نہیں رہنا چاہیے۔"

"ہم متحد ہو کر کیا کریں گے؟ تم کیا کرنا چاہتے ہو، کھل کر بولو۔"

"بابا صاحب کے ادارے میں نہ جانے کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں ہیں لیکن فرہاد علی تیمور کے خاندان میں جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ان سب کو ہم جانتے ہیں کیا ہم ان میں سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے؟ کسی کو ختم نہیں کرسکتے؟ کسی کو ناکارہ نہیں بنا سکتے کہ وہ آئندہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے مقابلے پر نہ آئے؟"

"میں اپنے ملک میں آرام اور سکون سے ہوں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ میں بابا صاحب کے ادارے اور فرہاد علی تیمور کے خاندان والوں کے خلاف کوئی کام نہیں کررہی ہوں۔ انہیں شکایات کا موقع نہیں دے رہی ہوں اور تم کہتے ہو کہ میں شہد کی مکھیوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالوں؟"

"میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ ان سے دور ہی رہنا بہتر ہے لیکن ہم ایسی تدابیر پر عمل کریں کہ ان کو نقصان پہنچائیں لیکن کوئی ثبوت نہ چھوڑیں اور نہ ہی وہ ہم پر شبہ کریں اور نہ ہی ہمیں الزام دیں تب کیا ہم پر مصیبت آئے گی؟"

فرہاد علی تیمور ہم سے پہلے پیدا ہوا ہے اور ہم سے پہلے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں آیا ہے اور جب سے آیا ہے پتا نہیں کتنے برس گزر گئے کہ اس کی شادی بھی ہوگئی۔ بچے بھی جوان ہوگئے۔ بہوویں بھی آگئیں پوتے اور پوتیاں بھی ہوگئیں اور آج تک اسے کوئی بڑی سے بڑی تدبیر کے ذریعے نقصان نہ پہنچا سکا بلکہ خود نقصان اٹھا کر فنا ہوگیا۔ یہ تجربہ میرے سامنے ہے اور اب آگے کچھ بول سکتے ہو تو بولو۔"

وہ چپ رہا پھر بولا "تم نے مجھے بالکل مایوس کردیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم بالکل ٹھوس دلائل کے ساتھ بول رہی ہو۔ ایسا ہوچکا ہے۔ انہیں نقصان پہنچا تو ہے لیکن وہ نقصان ان کا کچھ بگاڑتا نہیں ہے بلکہ ان کے تجربات میں گہرائی اور شدت پیدا کرتا

ہے لیکن میں بہت پریشان ہوں چاہتا ہوں کہ تنہا نہ رہوں جبکہ میرے ساتھ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں اگر ہم متحد ہو جائیں تو یوں سمجھو کہ تمہارے پاس دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے علاوہ مزید چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ ہو جائے گا۔"

"ہاں یہ سبز باغ تو خوب دکھا رہے ہو لیکن میری بات کا جواب مجھے نہیں مل رہا ہے۔ اگر تمہاری سمجھ میں نہیں آیا ہے تو پھر میں سوال کرتی ہوں کہ کیا ہم بابا صاحب کے ادارے یا فرہاد علی تیمور کے کسی بھی رشتے دار کو چھیڑ کر امن و سکون سے کہیں بھی محفوظ رہ سکتے ہیں؟"

"تم درست کہہ رہی ہو مگر مایوس بھی کر رہی ہو کیا دنیا میں کوئی کام ناممکن ہوتا ہے۔ کام کرنے لگو تو ناممکن نظر آتا ہے۔ جب کر گزرو تو ممکن بن جاتا ہے۔ آج تک اگر انہیں مات نہیں ہوئی ہے تو کیا آئندہ بھی مات نہیں کھا سکتے۔"

"اگر وہ آئندہ بھی مات کھا سکتے ہیں اور تم نے انہیں مات دینے کی ٹھوس تدابیر سوچی ہیں یا سوچ سکتے ہو تو پھر مجھے بتاؤ۔"

"ٹھیک ہے میں تمہارے اس سوال کا جواب دوں گا پہلے اچھی طرح غور کر لوں پھر آؤں گا۔"

اس نے سانس روک لی۔ الپا اس کے دماغ سے واپس اپنی جگہ حاضر ہو گئی اس نے ٹیلی فون کے ذریعے برین آدم سے رابطہ کیا اور اسے مخاطب کیا "بگ برادر ابھی میرے دماغ میں جیکی اولڈ آیا تھا۔ میں نے اسے واپس کر دیا پھر اس کے دماغ میں جا کر باتیں کرنے لگی۔ اسے طویل گفتگو کرنے کا موقع دیا۔ تاکہ اس دوران میں اس کے چور خیالات پڑھ سکوں۔"

برین آدم نے پوچھا "کیا تم نے اس کے چور خیالات پڑھے۔"

"ہاں پہلے آپ یہ سن لیں کہ نارنگ کو اس بات کا بڑا غرور تھا کہ وہ کسی بھی یوگا جاننے والے کے دماغ میں گھس سکتا ہے اور کوئی اس کے دماغ میں نہ کبھی آسکتا ہے اور نہ کبھی اس کے چور خیالات پڑھ سکتا ہے۔ اس کا یہ غرور ٹوٹ چکا ہے۔ اب وہ کسی یوگا جاننے والے کے دماغ میں نہیں آسکتا لیکن یہ غرور اب بھی اس کے اندر ہے کہ کوئی اس کے فولادی دماغ کے اندر آ کر اس کے چور خیالات نہیں پڑھ پائے گا۔"

"الپا ابھی تم جیکی اولڈ کی بات کر رہی تھیں اور اب نارنگ کی بات کر رہی ہو۔"

"یہی تو بات ہے جب میں اس کے چور خیالات پڑھ رہی تھی تو پتا چلا کہ جیکی اولڈ مر چکا ہے اور نارنگ نے اس کے جسم پر قبضہ جمایا ہوا ہے اس کی آتما جیکی اولڈ کے جسم میں ہے۔ ابھی خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے جیکی اولڈ نہیں بلکہ اس کے اندر چھپا ہوا نارنگ بول رہا تھا۔"

"او گاڈ یہ خطرناک آدمی اس کے اندر گھسا ہوا ہے۔"

ایسے ہی وقت برین آدم نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک لی۔ فون پر کہا "الپا کوئی ابھی میرے دماغ میں آیا تھا۔ شاید پھر آئے گا۔"

"یقیناً وہی نارنگ ہو گا۔ تمہارے بھی دماغ میں آنا چاہتا ہو گا اسے ہرگز نہ آنے دینا۔"

برین آدم نے دوسری بار سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے کہا "میرے دماغ میں نہ آؤ۔ جو بات کرنا ہے۔ ٹیلی فون کے ذریعے کرو ڈیس آل۔" یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی پھر فون پر الپا سے کہا "تم نے میرا جواب سن لیا؟"

"یس برادر اسے کبھی اپنے دماغ میں نہ آنے دینا اور اگر فون پر بات کرے تو اس سے کہنا کہ چونکہ تم جیکی اولڈ ہو اور خیال خوانی جانتے ہو لہٰذا الپا سے باتیں کرو۔ اس پر کبھی آپ یہ ظاہر نہ کریں کہ ہم نے اسے نارنگ کی حیثیت سے پہچان لیا ہے۔ ہم اسے خوش فہمی میں مبتلا رکھیں گے۔"

"یہ اچھی تدبیر ہے۔ اس مغرور کو اسی خوش فہمی میں رہنا چاہیے کہ تم اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکو گی۔"

نارنگ ناکام ہو کر برین آدم کے دماغ سے چلا آیا تھا اور اسے غصہ آ رہا تھا کہ اس نے الپا کی طرح اس سے باتیں نہیں کیں۔ اسے صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ جس وقت وہ اس کے دماغ میں گیا ہوا تھا وہ ریسیور کان سے لگائے ہوئے تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ یقیناً الپا اسے یہی بتا رہی ہو گی کہ جیکی اولڈ سے ابھی خیال خوانی کے ذریعے باتیں ہو چکی ہیں۔

وہ کیا سب ہی جانتے تھے کہ الپا اور برین آدم سگے بہن بھائی سے بھی زیادہ ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اور ایک دوسرے کے بڑے اہم راز دار بن کر رہتے ہیں اور اپنی باتیں کسی تیسرے کو نہیں بتاتے۔ اسی لیے برین آدم نے کئی برس پہلے شراب پینا اور نشہ کرنا چھوڑ دیا تھا تاکہ یوگا میں مہارت حاصل کر سکے اور اب اس کے دماغ میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آکر ان کے اہم راز معلوم نہیں کر سکتا تھا۔ جب بھی اسے رابطہ کرنا ہوتا تو وہ فون کے ذریعے ہی رابطہ کر سکتا تھا۔

اس نے سوچا اگر کسی طرح برین آدم کو زخمی کیا جائے یا کسی دوا کے ذریعے اس کی دماغی توانائی کو کم کیا جائے تو اس کے دماغ میں پہنچ کر بہت سے اہم رازوں کو معلوم کیا جا سکتا ہے۔

وہ اپنے اس منصوبے پر غور کرنے لگا تو اسے خیال آیا کہ جیسے ہی برین آدم کی دماغی توانائی کمزور ہو گی الپا کو معلوم ہو جائے گا کیونکہ وہ دن رات ایک دوسرے سے رابطہ کرتے رہتے ہیں اور جب اسے معلوم ہو گا تو الپا بھی اس کی دشمن ہو جائے گی۔ سونیا تو پہلے ہی اس کے پیچھے پڑی ہوئی تھی دوسری الپا بھی پیچھے پڑ جائے گی۔

نارنگ کی خوش قسمتی صرف اتنی سی تھی کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے کے علاوہ آتما شکتی بھی کسی حد تک رکھتا تھا لیکن بدقسمتی یہ تھی کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں جس ذہانت اور حاضر دماغی کی ضرورت ہوتی ہے اس سے وہ محروم تھا یہ چاہتا تھا کہ کوئی ایسا ذہین ساتھی مل جائے جو اسے بڑی ذہانت سے کامیاب مشورے دے سکے۔ اس نے الپا سے مایوس ہو کر سوچا اب ایک تیج پال ایسا ہے جو کسی کے بھی سامنے آئے تو مخالف کے دانت کھٹے کر سکتا ہے۔

لیکن وہ کہاں ہے؟ اپنے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ کس ملک کس کس شہر میں ہے؟ یہ معلوم کرنا مشکل تھا کسی سراغ رساں کی ضرورت تھی کہ کسی طرح اس کا پتا چلایا جائے۔

تھوڑی دیر تک سوچنے کے بعد یہ بات ذہن میں آئی کہ چند ذہین اور ہوشیار سراغ رسانوں کو ٹریپ کیا جائے۔ انہیں اپنا معمول اور تابع بنا کر تیج پال کی تلاش میں لگایا جائے تو اس کا اور اس کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سراغ یقیناً مل سکتا ہے۔

یہ سوچ کر وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا اپنے چھ ٹیلی پیتھی جاننے کے دماغ میں جا کر ہدایات دینے لگا کہ زیادہ سے زیادہ ذہین اور تجربے کار سراغ رسانوں کے نام، پتے اور ٹیلی فون نمبر معلوم کرو اور مجھے جلد سے جلد اطلاع دو۔

وہ مطمئن ہو کر دماغی طور پر واپس آگیا۔ بے چارہ یہ نہیں جانتا تھا کہ جب وہ ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر تنویمی عمل کر رہا تھا تو ثانی اور فہمی بھی ان چھ کے دماغوں میں موجود تھیں اور اس نے ان چھ کے الگ الگ لب و لہجے جو ان کے دماغوں میں نقش کیے تھے وہ سب ثانی اور فہمی نے بھی یاد کر لیے تھے۔ اب وہ ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں میں جا کر معلوم کر سکتے تھے کہ آئندہ جیکی اولڈ یعنی کہ نارنگ کیا کرنے والا ہے۔

○☆○

پارس اور پورس ویانا میں تھے۔ انہیں بابا صاحب کے ادارے سے یہ ہدایات دی گئی تھیں کہ وہ آسٹریا جائیں۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ آسٹریا کے کس شہر میں جانا ہے؟ کہاں جانا ہے؟ اور کیوں جانا ہے؟ جب ایسی ہدایات ملتی تھیں تو میرے بیٹے تو کیا خود میں بھی کوئی سوال نہیں کرتا تھا کہ ہمیں وہاں کہیں جا کر کیا کرنا ہے؟ ہم سمجھ لیتے تھے کہ اس ہدایت کے پیچھے کوئی اہم معاملہ ضرور ہے۔

اسی لیے پارس اور پورس آسٹریا کے دارالحکومت ویانا میں پہنچ گئے تھے اور وہاں جا کر جو کچھ ہوا تھا، وہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ ایک بہت بڑے قمار خانے سے انہوں نے بھی پیری ماؤنٹ کا تعاقب کیا تھا۔ یوں تعاقب کرنے کے نتیجے میں انہوں نے جیکی اولڈ کو ایک ویرانے میں دیکھا تھا۔ اس نے پیری ماؤنٹ کا سامنا کرتے ہی اس کی کسی بات کا جواب دیے بغیر اسے گولی مار دی تھی اور بعد میں کہا تھا کہ اس کے مر جانے کے بعد اب کوئی اس کے دماغ میں رہ کر تعاقب کرتا ہوا اس کے پاس نہیں پہنچ پائے گا۔

جبکہ وہاں پارس موجود تھا اس نے جیکی اولڈ کو ہلاک کیا تھا۔ پورس بھی وہاں پہنچ گیا تھا لیکن انہوں نے یہ نہیں دیکھا تھا کہ جیکی اولڈ گولیاں کھانے کے بعد سڑک کے نیچے تاریکی میں جا کر دوبارہ زندہ ہو گیا ہے۔ یعنی نارنگ کی آتما اس کے جسم میں آگئی تھی۔

بہرحال پارس اور پورس کو یہ معلوم ہو گیا کہ انہیں بابا صاحب کے ادارے سے کیوں آسٹریا جانے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اس ویرانے میں ایک دشمن کے ہلاک ہو جانے کے بعد پارس اور پورس سونیا کے کہنے پر واپس ویانا جا رہے تھے۔ راستے میں سونیا نے خیال خوانی کے ذریعے بتایا کہ دراصل جیکی اولڈ مرنے کے باوجود زندہ ہے کیونکہ اس کے اندر نارنگ کی آتما سمائی ہوئی ہے اور یہ سب میری اپنی پلاننگ ہے۔ ابھی میں نارنگ کو اس کے جسم میں رہنے دوں گی۔ دیکھتی ہوں کہ وہ امریکا کے خلاف کیا کرتا ہے؟

پورس نے کہا "مما ہم تو سمجھ رہے تھے کہ جیکی کو ختم کرنے کے بعد ہمارا کام یہاں ختم ہو چکا ہے لیکن آپ نارنگ کو اس کے جسم میں پہنچانے کے بعد ہمیں یہاں رہنے کے لیے کہہ رہی ہیں۔"

"کام کیسے ختم ہو سکتا ہے؟ ابھی نارنگ زندہ ہے اور جب تک وہ زندہ ہے تب تک تم دونوں کو ویانا میں رہنا چاہیے۔"

وہ دونوں سونیا کی ہدایت کے مطابق اس رنگین و سنگین شہر میں رہ گئے تھے۔ وہاں رہنے کا مطلب یہ تھا کہ دونوں کو کوئی کام نہیں تھا پھر بھی کام تھا۔ کام یہ تھا کہ نارنگ پر نظر رکھی جائے اور کام کچھ بھی نہیں تھا کیونکہ نارنگ کا پتا ٹھکانا اور فون نمبر سب کچھ معلوم تھا اس حساب سے ان کے لیے کوئی خاص کام نہیں تھا۔ بس گھومنا پھرنا اور عیش کرنا رہ گیا تھا۔

وہ دونوں ایک ساتھ نہیں رہتے تھے۔ جس ہوٹل میں انہوں نے قیام کیا تھا اس کے الگ الگ فلور پر ان کے الگ الگ کمرے تھے اور وہ ایک دوسرے سے ملاقات بھی نہیں کرتے تھے۔ خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے سے گفتگو ہو جاتی تھی۔ خیال خوانی کرتے وقت بھی بہت محتاط رہتے تھے۔ ایک دوسرے کے دماغ میں جا کر چپکے سے تھوڑی دیر تک دیکھتے رہتے تھے اور معلوم کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ کوئی موجود ہے یا نہیں اس کے بعد ایک دوسرے کو مخاطب کرتے تھے۔

پارس نے جس ویران سڑک پر جیکی اولڈ کو گولیاں ماری تھیں وہاں اب جیکی اولڈ تو نہیں رہا تھا۔ نارنگ کی آتما اسے لے گئی تھی وہاں سڑک پر صرف پیری ماؤنٹ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ جسے پولیس والے اپنی کسٹڈی میں لے کر یہ تسلی کر چکے تھے کہ وہ وہی بدنام زمانہ خطرناک قاتل پیری ماؤنٹ ہے۔

یہ بات دوسرے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سوچنے پر مجبور کر رہی تھی کہ پیری ماؤنٹ کو کس نے قتل کیا ہے۔ آندرے عرف علی کے جو چھ ماتحت تھے انہیں تو پیری ماؤنٹ کی کچھ پروا نہیں تھی لیکن تیج پال کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے اور کون جیکی اولڈ تک پہنچنا چاہتا تھا۔

الپا بھی اپنے دو تابع ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اچھی طرح ہدایات دے چکی تھی کہ انہیں ویانا میں جیکی اولڈ کو اور پیری ماؤنٹ کے قاتل کو تلاش کرنا ہے لیکن اس طرح کہ وہ دونوں جس کے بھی دماغ میں جائیں تو ایک لفظ بھی ادا نہ کریں اور نہ ہی کھانسنے اور کھنکارنے کی آوازیں نکالیں۔ خاموشی سے معلوم کریں اگر دشمن کا سراغ مل جائے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ اس دماغ سے نکل آیا کریں۔

نارنگ کو بھی یہ سوچنا چاہیے تھا کہ پیری ماؤنٹ کا تعاقب کرکے اس کے پاس پہنچنے والے دشمن کون لوگ ہیں۔ یہ تو معلوم ہوگیا تھا کہ کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے پیری ماؤنٹ کا تعاقب صرف اس لیے کررہے تھے کہ وہ جیکی اولڈ تک پہنچ سکیں اس کا مطلب یہ ہے کہ دشمن اب بھی ویانا میں ہیں اور جیکی اولڈ کو تلاش کررہے ہوں گے اور اگر وہ مل جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نارنگ ان کے حصار میں آجائے گا لیکن نارنگ کسی دوسری سمت سوچ رہا تھا اور وہ یہ کہ اسے کوئی بہت زیادہ ذہین مشیر مل جائے پہلے اس نے الپا سے بات کی اب وہ ذہین اور تجربے کار سراغ رسانوں کی تلاش میں تھا۔ یہ بات اس کے دماغ سے نکل گئی تھی کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے دشمن اسے تلاش کررہے ہوں گے۔ دشمن تو وہ صرف سونیا کو ہی سمجھ رہا تھا۔ کسی طرح اس سے پیچھا چھڑانے کے لیے ہی وہ ایک ذہین مشیر کی تلاش میں تھا اور اس کی ہر ممکن کوشش یہی تھی کہ وہ کسی طرح تیج پال کو حاصل کرلے۔

ان حالات میں اب الپا کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے اور تیج پال کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے اس تلاش میں تھے کہ پیری ماؤنٹ کو کس نے قتل کیا ہے اور وہ کون ٹیلی پیتھی جاننے والے لوگ ہیں جو جیکی اولڈ کو تلاش کررہے ہیں؟

تیج پال کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے تربیت یافتہ تھے۔ الپا کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی نئے نئے تابع بن کر الپا کی خدمت کررہے تھے اور الپا کی ہدایات کے مطابق تربیت حاصل کررہے تھے اور الپا کا پہلا حکم یہی تھا کہ وہ تل ابیب سے باہر نہیں جائیں گے۔ جس بنگلے میں انہیں رکھا جائے گا۔ اس بنگلے سے بھی الپا کی اجازت کے بغیر باہر نہیں نکلیں گے اگر وہ ویانا جانا چاہتے ہیں تو خیال خوانی کے ذریعے جائیں گے اور وہاں کسی کو اپنا آلۂ کار بنا کر جیکی اولڈ کو اور پیری ماؤنٹ کے قاتلوں کو تلاش کریں گے۔

ایک نائٹ کلب کے ڈانسنگ فلور پر نوجوان جوڑے آرکسٹرا کی میٹھی دھن پر رقص کررہے تھے۔ ان جوانوں میں پورس بھی ایک حسین لڑکی کے ساتھ ڈانس کررہا تھا۔ اس کلب کے دوسرے حصے میں ڈائننگ ہال تھا وہاں پارس آکر بیٹھ گیا۔ سوچ رہا تھا کہ کھانے کے لیے کچھ منگوایا جائے۔ ایسے ہی وقت ایک عمر رسیدہ خاتون اس کی میز کے پاس آکر بولیں "اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟"

"ہاں ہاں ضرور میں تو تنہا ہوں اور یہاں چار کرسیاں ہیں تم بیٹھ سکتی ہو۔"

وہ خاتون تقریباً چالیس برس کی ہوگی لیکن اس نے زبردست میک اپ کیا تھا تاکہ سولہ سال کی نظر آئے۔ یہ ممکن نہیں تھا لیکن وہ کم از کم اٹھائیس یا تیس برس کی جوان عورت نظر آرہی تھی سفید بالوں کو کالا کیا ہوا تھا۔ چہرے کی شکنوں کو میک اپ کے ذریعے چھپالیا تھا۔ بہرحال پارس نے کہا "تم نے یہاں آکر میری تنہائی اور میری مایوسیاں دور کردی ہیں۔"

"اوہ تو کیا تم مایوس ہو؟ کس بات سے مایوس ہو؟"

"یہی کہ میری عمر گزرتی جارہی ہے اور میری شادی نہیں ہورہی ہے۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "کیوں مذاق کرتے ہو۔ تمہاری عمر کیا گزری ہے۔ اچھے خاصے بیس بائیس برس کے جوان نظر آتے ہو۔"

"ہاں وہ تو نظر آتا ہوں لیکن اب میں تمہیں تو کہہ نہیں سکتا کہ کیوں جوان نظر آتا ہوں۔"

"ایسی کیا بات ہے کہ مجھ سے کہنا نہیں چاہتے۔"

"دراصل بات یہ ہے کہ جب تک میری شادی نہیں ہوگی۔ تب تک میں اپنی اصلی عمر بتانا نہیں چاہتا۔"

"پلیز مجھے اپنا سمجھ کر بتاؤ۔ میں تمہاری شادی کرادوں گی۔"

"کیا وعدہ کرتی ہو۔ میں سچ بولوں گا تو میری شادی ہوجائے گی؟"

"آف کورس، تم مجھے آزما کر دیکھ لو۔"

پارس نے میز پر آگے کی طرف جھکتے ہوئے اس کے قریب ہوتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا "شاید تم یقین نہ کرو میں اس وقت پینتالیس برس کا ہوں۔"

وہ حیرانی سے بولی "نہیں کیوں مذاق کررہے ہو تم ہرگز بیس بائیس برس سے زیادہ کے نہیں ہو۔"

"یہی تو میرا کمال ہے۔ میں بڑی کامیابی سے اپنی عمر چھپالیتا ہوں۔ میں میک اپ کا ماہر ہوں۔ میں نے بال کالے کیے ہیں۔ چہرے کا میک اپ اس طرح کیا ہے کہ ایک بھی جھری نظر نہیں آتی ہے۔ چونکہ جوانی سے ورزش کرتا رہا ہوں اور باڈی بلڈنگ کرتا رہا ہوں۔ اس لیے صحت مند نظر آرہا ہوں۔"

"تعجب ہے تمہیں دیکھ کر پتا ہی نہیں چلتا کہ تم پینتالیس برس کے ہو۔" ایسا کہتے وقت وہ اپنے دل میں سوچ رہی تھی کہ میں بھی تو چالیس برس کی ہوں لیکن کم عمر دکھائی دیتی ہوں۔ اس نے پارس سے پوچھا "اچھا یہ بتاؤ میری عمر کیا ہوگی؟"

پارس نے اسے دیکھتے ہی کہا "تم...... جیسا کہ میں نے پہلی نظر میں اندازہ کیا ہے زیادہ سے زیادہ اٹھارہ برس کی ہوگی یا ہوسکتا ہے کہ ایک دو برس زیادہ ہو۔"

وہ خوش ہوگئی، پھر بولی "تمہارا اندازہ درست ہے ہاں میں اٹھارہ کی تو نہیں البتہ انیس برس کی ضرور ہوں۔"

"انیس بیس کے فرق سے کیا ہوتا ہے؟ تمہیں تو دیکھتے ہی خواہش پیدا ہوئی کہ تم میرے پاس بیٹھو اور تم نے خود ہی یہاں بیٹھنے کی اجازت طلب کی یہ میری خوش قسمتی ہے لیکن بدقسمتی بھی ہوگی۔"

"بدقسمتی کیوں ہوگی؟"

"یہ کہ جب بھی کوئی مجھے پسند آتی ہے تو وہ مجھ سے شادی کرنے سے انکار کردیتی ہے۔ معذرت چاہتی ہے کہ وہ پہلے سے انگیجڈ ہے۔ لہٰذا اب تک کوئی ایسی کنواری نہیں ملی، جس کی منگنی نہ ہوئی ہو یا شادی نہ ہوئی ہو۔ میرا خیال ہے تمہاری بھی منگنی ہوچکی ہوگی۔"

وہ شرمانے لگی جیسے واقعی انیس برس کی ہو، پھر بولی "میں ابھی کنواری ہوں۔"

ویٹر نے آکر دونوں کے سامنے مینو رکھا۔ پارس نے کہا "کھانے سے پہلے سوپ پیا جائے۔ اس خاتون نے بھی کہا "ہاں میں کھانے سے پہلے چکن سوپ پیتی ہوں۔"

پارس نے ویٹر سے کہا "ان کے لیے ایک چکن سوپ لے آؤ اور میرے لیے ایک بوڑھی مرغی کا سوپ لاؤ۔"

ویٹر نے حیرانی سے دیکھا۔ اس خاتون نے بھی حیرانی سے پارس کو دیکھتے ہوئے پوچھا "یہ بوڑھی مرغی کا سوپ کیوں پینا چاہتے ہو؟"

"میں کیا بتاؤں اس ویٹر کے سامنے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ابھی اس ویٹر کے سامنے میں بوڑھی مرغی کا سوپ طلب کررہا ہوں اگر نہیں ہے تو میں سوپ نہیں پیوں گا۔"

ویٹر نے کہا "سر آپ تشریف رکھیں۔ میں محترمہ کے لیے سوپ لے کر آرہا ہوں اور کچن کے انچارج سے معلوم کروں گا اگر کوئی بوڑھی مرغی ہوگی تو ابھی ذبح کروا کے سوپ تیار کروا کے لے آؤں گا۔"

ویٹر چلا گیا۔ خاتون نے کہا "یہ کیا بات ہے۔ تم بوڑھی مرغی کا سوپ کیوں پینا چاہتے ہو؟"

"تم سوپ کی بات کررہی ہو میں تو بوڑھے جانوروں کا گوشت بھی کھاتا ہوں۔ ہر چیز جو پرانی ہوتی ہے اسے پسند کرتا ہوں تاکہ اب میں جوان لڑکیوں کا خیال بالکل چھوڑ دوں۔ اب تو میں نے قسم کھائی ہے کہ کوئی عمر رسیدہ خاتون ہوگی تو اس سے شادی کروں گا ورنہ کنوارہ ہی مرجاؤں گا۔"

"مرنے کی بات نہ کرو۔ فی الحال مجھے بہت عمر والی سمجھ لو۔"

"توبہ توبہ کیسی باتیں کرتی ہو اتنی حسین، پرکشش اور نو عمر حسینہ میرے سامنے بیٹھی ہے اور میں اسے بوڑھی سمجھوں؟ ہرگز نہیں۔"

"بھئی میں تمہیں زندہ رکھنے کے لیے، تمہیں حاصل کرنے کے لیے بوڑھی بننے کو تیار ہوں۔"

وہ بولا "جب میں گھر جاتا ہوں تو اپنا میک اپ اتار دیتا ہوں جو بال سیاہ کیے ہیں انہیں پھر سے سفید کردیتا ہوں اور منہ میں جو نقلی دانت ہیں انہیں نکال کر رکھ دیتا ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ رہ کر ایسا کرسکتی ہو۔"

"کیوں نہیں کرسکتی ضرور کرسکتی ہوں۔ تم اگر قسم کھاؤ کہ مجھ سے شادی کروگے تو میں اپنے بال سفید کرلوں گی۔ اپنی بتیسی بھی نکلوادوں گی۔"

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں ابھی چلو میرے گھر چلو ہم ابھی بوڑھے ہوجائیں گے اور کل صبح رجسٹرار کے دفتر میں جاکر شادی کرلیں گے۔"

وہ خوش ہوکر بولی "اوہ گاڈ میں نے خواہ مخواہ جوان بننے کے لیے اتنی محنت کی۔ لعنت بھیجو سوپ پر ابھی چلتے ہیں اور ہم دونوں بوڑھے بن جاتے ہیں۔ اب میں تمہیں راز کی بات بتاتی ہوں۔ میں نے بھی بال کالے کیے ہیں اور میرے منہ میں بھی کئی دانت نقلی ہیں اور میں اکتالیس برس کی ہوں۔"

پارس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "خدا کا شکر ہے۔ تم پہلی عورت ہو۔ جو اتنی محنت کے بعد اپنی اصل عمر بتارہی ہو۔"

"جب تم سچ بول رہے ہو تو میں بھی سچ بول رہی ہوں۔"

"یہ تو اچھی بات ہے کہ سچ بولنا چاہیے لیکن ایک سچ میں نے اور چھپایا ہے۔"

"وہ کیا؟"

"وہ یہ کہ میں تم سے شادی کرنے کے بعد بھی اپنی عادت نہیں چھوڑوں گا۔ بوڑھی مرغی کا سوپ پیوں گا۔ بوڑھے جانوروں کا گوشت کھاؤں گا اور جب مجھے یہ چیزیں نہیں ملتی ہیں تو میں بوڑھی عورت کو ہی کاٹ کر کھا جاتا ہوں۔"

وہ ایک دم سے چونک کر سیدھی بیٹھ گئی "یہ کیا بک رہے ہو؟"

"دیکھو جب میں سچ بول رہا ہوں تو تمہیں بھی سچ بولنا چاہیے اور سچ سننا چاہیے۔ جیسا کہ پہلے سن چکی ہو۔"

"لیکن تم نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ کسی بوڑھی عورت کو بھی چبا جاتے ہو۔"

"یہی تو وہ بات ہے کہ کبھی کوئی بیوی میرے پاس ایک رات بھی نہیں رہ سکی۔ میں نے کئی شادیاں کیں لیکن کنوارہ ہی رہا۔"

"واہ یہ کیا بات ہوئی کہ تم شادیاں کرتے رہے پھر بھی کنوارے ہی رہے۔"

"میں کیا کروں۔ میں تو آثار قدیمہ کا ماہر ہوں مجھے تو پرانی چیزوں اور بوڑھی عورتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔ جو بھی بوڑھی دلہن بن کر میری سیج پر آتی ہے اس کا سوپ بنا کر پیتا ہوں۔ باقی صبح تک جتنی بچتی ہے اسے آثار قدیمہ کے میوزیم میں رکھ دیتا ہوں۔"

وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی، پھر بولی "کیا تم پاگل ہو۔

پاگل خانے سے آئے ہو؟"

"نہیں میں تو اس بیوٹی پارلر سے آیا ہوں جہاں سے تم انیس برس کی بن کر آئی ہو۔"

وہ ایک جھٹکے سے گھوم کر پاؤں پٹختی ہوئی چلی گئی۔ پارس جتنی دیر تک اس سے باتیں کرتا رہا یہ محسوس کرتا رہا کہ کوئی اس کے دماغ میں پہنچا ہوا ہے اور اس کے خیالات پڑھ رہا ہے۔ اس بوڑھی عورت کے جانے سے پہلے ہی وہ خیالات پڑھنے والا مایوس ہو کر چلا گیا تھا۔ اس سے اندازہ ہوا کہ کوئی خیال خوانی کرنے والا اس بوڑھی عورت کو آلۂ کار بنا کر اس کے سامنے لایا تھا۔ اس نے خاتون کے ذریعے اس کی آواز اور لب و لہجے کو سنا ہو گا پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر اس نے مطلوبہ معلومات حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی ہو گی۔

ثانی نے اس کے پاس آ کر پوچھا "کیا میں آ سکتی ہوں۔"

اس نے کہا "آؤ ضرور آؤ۔ کیا کوئی ضروری بات ہے؟"

"ضروری بات کیا ہو گی تم تو پکے بدمعاش ہو اس بوڑھی عورت کا دل توڑ دیا۔"

"اگر اس کا دل نہ توڑتا تو تمہارا دل ٹوٹ جاتا۔ تم مجھے بدمعاش کہہ رہی ہو لیکن خود مکار ہو۔ میرے دماغ میں تو نہیں آتی ہو لیکن میرے آس پاس جو افراد ہوتے ہیں۔ ان کے دماغوں میں گھس کر میری نگرانی کرتی رہتی ہو۔"

"مجھے مکار نہ کہو۔ میرا شکریہ ادا کرو کہ میں نے تمہیں کتنا نیک نیت والا بنا کر رکھا ہوا ہے۔ یہ تو ہر بیوی کا فرض ہے کہ وہ کسی نہ کسی ذریعے سے اپنے شوہر پر نظر رکھے لیکن کیا کیا جائے کہ بے حد نگرانی کے باوجود شوہر حضرات اتنے سیدھے ہوتے ہیں جتنی جلیبی ہوتی ہے۔"

"اچھا اب ذرا سنجیدگی سے بتاؤ اتنی دیر تک تم اس خاتون کے دماغ میں تھیں یا میرے دماغ میں۔"

"میں خاتون کے دماغ میں تھی۔"

"تمہیں اس کے چور خیالات سے معلوم ہوا ہو گا کہ وہ بوڑھی عورت ہے جوان عورت بن رہی ہے تو تمہیں یہ سمجھنا چاہیے تھا کہ میں اس سے فلرٹ نہیں کروں گا اور نہ ہی جوان حسینہ سمجھ کر اسے لفٹ دوں گا لہٰذا تمہیں میرے دماغ میں رہنا چاہیے تھا کیونکہ اتنی دیر تک میں کسی کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتا رہا ہوں۔ کوئی میرے خیالات پڑھتا رہا ہے۔"

ویٹر ایک ٹرے میں سوپ لے کر آیا، پھر بولا "سر! ویری ویری سوری بوڑھی مرغی نہیں مل سکتی۔"

"یہ پہلے ہی سوچنا چاہیے تھا۔ آج تک تم نے کبھی بوڑھی مرغی دیکھی ہے۔ مرغی تو بوڑھی ہونے سے پہلے ہی کاٹ کر کھالی جاتی ہے۔ انسان کب اسے بوڑھی ہونے دیتا ہے۔ صرف عورت بوڑھی رہ جاتی ہے اور اس سے پہلے کہ اس کا سوپ بنایا جائے وہ فوراً ہی اپنی کرسی چھوڑ کر بھاگ جاتی ہے۔"

اس نے مینو دیکھ کر کھانے کا آرڈر دیا۔ ویٹر چلا گیا۔ وہ سوپ پینے لگا۔ ثانی نے پوچھا "تمہارے دماغ میں کون آسکتا ہے کچھ اندازہ ہے؟"

"یہ تو یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے جو علی کے زیر اثر ہیں وہ نہیں آئیں گے پھر جیکی اولڈ کے جو چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ تم اور فہمی ان سب کے موجودہ لب و لہجوں کو جانتی ہو اور ان کے دماغوں میں جاتی آتی رہتی ہو۔ لہٰذا وہ بھی نہیں آئیں گے۔ اب دو ہی رہ جاتے ہیں۔ ایک تو الپا اور اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے تیج پال اور اس کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی۔ یہی لوگ ہمیں تلاش کر رہے ہیں اور ہمارے علاوہ جیکی اولڈ تک بھی پہنچنا چاہتے ہیں۔"

"تم ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھول رہے ہو جو جیکی اولڈ کے تنویمی عمل سے آزاد ہو کر کہیں گم ہو گئے ہیں۔"

"ہاں وہ بھی ہو سکتے ہیں لیکن ان کا کچھ پتا ٹھکانا معلوم نہیں ہو رہا ہے کہ وہ تینوں یک جا ہیں یا کہیں الگ الگ زندگی گزارنے گئے ہیں۔"

ثانی نے کہا "میں نے ممّا سے کہا تھا کہ ان تینوں کی خبر لینا چاہیے۔ انہوں نے کہا "ضرورت ہی کیا ہے۔ جب وہ ہم سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ہیں نہ ہماری دوستی میں ہیں نہ دشمنی میں تو انہیں آزادانہ طور پر زندگی گزارنے دو۔ جب ان کی شامت آئے گی وہ ہم سے کسی طرح ٹکرانا چاہیں گے تو ان سے نمٹ لیا جائے گا۔"

"تیج پال کے بارے میں بھی ہمارے بزرگوں کا یہی خیال ہے کہ وہ اپنے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ جہاں بھی ہے اس سے ہمیں کچھ لینا نہیں ہے۔ جب وہ ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھائے گا تو اس سے نمٹ لیا جائے گا۔"

ویٹر نے آکر کھانے کی ڈشیں اس کے سامنے رکھیں۔ وہ بولا "کھانا تو بہت ہے۔ ثانی کیا خیال ہے ساتھ دو گی؟"

وہ مسکرا کر بولی "ہاں تم کھاتے جاؤ میں تمہارے نوالے گنتی رہوں گی۔ بائی دی وے تمہارا وہ دوسرا بدمعاش ساتھی کہاں ہے؟"

"یہیں کلب میں ہے۔ بہت دنوں بعد بھاگ دوڑ سے نجات ملی ہے لہٰذا لائف انجوائے کر رہا ہے۔"

ثانی اس کے دماغ میں تھی۔ وہ پورس کے دماغ میں جا کر خاموش رہا۔ وہ ایک حسین لڑکی کے ساتھ ڈانسنگ فلور پر رقص کر رہا تھا۔ اس کے آس پاس کئی خوب صورت نوجوان جوڑے رقص کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جب پارس نے محسوس کیا کہ پورس اس کے سوا کسی اور سوچ کی لہریں محسوس نہیں کر رہا تھا تو اس نے کہا "میں پارس ہوں خاموشی سے دیکھ رہا تھا کہ کوئی اور موجود ہے یا نہیں۔"

"تم کیا کر رہے ہو؟"

"میں اپنا پیٹ بھر رہا ہوں۔ تمہارے بازوؤں میں تو مٹھائی ہے تمہیں تو بھوک نہیں لگ رہی ہو گی۔"

"یار کیا بتاؤں کیا زبردست چیز ہے۔ مکھن کی طرح ہے۔ ساری بھوک اڑ گئی ہے اور شاید آج یہ نیند بھی اڑا دے۔"

"اتنے خوب صورت لمحات میں تم کیا محسوس نہیں کر رہے ہو کہ میں تمہارے دماغ پر کچھ زیادہ ہی بوجھ بن گیا ہوں۔"

"ہاں بھئی یہ تو مجبوری ہے لیکن کیا کروں بوجھ تو محسوس کر رہا ہوں لیکن جب تم میرے بھائی ہو تم کو برداشت کر رہا ہوں تو بھابی کا بوجھ بھی برداشت کرنا پڑے گا۔"

ثانی نے کہا "تم دونوں بڑے مکار ہو اور پارس تم نے بڑی چالاکی سے اسے بتا دیا ہے کہ اس کے دماغ پر زیادہ بوجھ ہے یعنی تمہارے علاوہ بھی کوئی ہے اور وہ سمجھ گیا ہے۔"

پورس نے کہا "ثانی میں کوئی نادان نہیں ہوں۔ میں اپنے دماغ میں ایک سے زیادہ آنے والوں کو بھی محسوس کر لیتا ہوں۔ اب تو تم اس بات پر یقین نہیں کرو گی ہمیں مکار ہی سمجھو گی۔ بہرحال آئی ہو تو دیکھو لڑکی کیسی ہے آخر تمہیں ہی میرے لیے کوئی لڑکی پسند کرنی ہے۔"

"وہ تو پسند کر چکی ہوں۔ کوئی بھابی بن کر آئے گی تو وہ مجھے نہیں ممّا کو اور پپا کو بھی پسند آئے گی لہٰذا اب تم کسی دوسری لڑکی کو پسند کرنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ جینی کو یہاں بھیج دوں گی۔"

"ارے کیا غضب کرتی ہو میں تو یونہی مذاق کر رہا تھا۔ بس وقت گزار رہا ہوں اس کے بعد اسے چھٹی دے دوں گا پھر رات کا کھانا کھانے کے بعد اپنے ہوٹل کے کمرے میں چلا جاؤں گا۔"

"میری ایک دھمکی سے ہی تمہارے اندر کتنی شرافت آگئی ہے۔ ورنہ ابھی یہ لڑکی تمہیں مکھن جیسی لگ رہی تھی۔"

پورس نے کہا "ثانی میں اور پارس دو ایسے بے چارے سے بچے ہیں جن کی جیب میں پیسے نہیں ہیں اور وہ مٹھائی کی دکان کے سامنے کھڑے للچا رہے ہیں لیکن مٹھائی کو دیکھ سکتے ہیں کھا نہیں سکتے۔"

ان کے قریب کئی ڈانس کرنے والے جوڑے تھے۔ ان میں ایک لڑکی کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس نے حیرانی سے اپنے پارٹنر کو دیکھا۔ اس کے بوائے فرینڈ نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ بولی "مجھے پیچھے سے کسی نے لات ماری ہے۔"

انہوں نے رک کر دیکھا تو سمجھ میں نہیں آیا کہ کس نے لات ماری تھی۔ پورس کے ساتھ ڈانس کرنے والی تیزی سے رقص کرتی ہوئی ذرا دور چلی گئی تھی۔ پورس نے اسے ذرا گھور کر دیکھا پھر پوچھا "میں نہیں جانتا تھا کہ تم شرارتیں بھی کرتی ہو۔ تم نے اسے پیچھے سے لات کیوں ماری تھی؟"

"بس یونہی دل نے چاہا تھا۔ ہائے کتنا مزہ آیا وہ چیخ پڑی تھی کیا تم نے انجوائے نہیں کیا؟"

"میں کیا خاک انجوائے کروں گا اگر وہ دیکھ لیتے تو خواہ مخواہ کا جھگڑا شروع ہو جاتا۔ پلیز ایسی شرارتیں نہ کرو۔"

"کیوں شرارت کرنا کوئی بری بات ہے۔ کیا ہنسی مذاق سے تمہیں دلچسپی نہیں ہے؟"

"دلچسپی بہت ہے مگر اب میں تمہیں کیا بتاؤں۔ تمہاری اس حرکت سے مجھے کسی کی یاد آگئی ہے۔"

"اچھا تو کوئی اور بھی دل و دماغ میں سمائی ہوئی ہے۔"

"وہ تو ہمیشہ ذہن پر سوار رہتی ہے۔ دل میں سمائی رہتی ہوں۔ بس کبھی کبھی دوسرے خیالوں میں اسے بھول جاتا ہوں۔ جیسا کہ ابھی تمہارے سامنے بھول گیا تھا اب وہ پھر یاد آگئی ہے۔"

اس ایک لڑکی کے ذرا چیخنے سے کچھ ڈانس کرنے والوں نے رک کر انہیں دیکھا تھا اور پھر ڈانس کرنے لگے تھے۔ پورس کے پیچھے جو شخص ایک حسینہ کے ساتھ ڈانس کر رہا تھا اس کے لانبے بال شانوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ پورس کی گرل فرینڈ کا ایک ہاتھ پورس کے شانے پر تھا اور دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے شانے پر سے ہاتھ بڑھا کر اس شخص کے بالوں کو پکڑ کر کھینچا پھر تیزی سے رقص کرتی ہوئی پورس کو ذرا دور لے گئی۔ اس شخص نے ایک دم سے رک کر اور غصے سے پلٹ کر دیکھا اس کے ساتھ ڈانس کرنے والی نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"کسی نے میرے بالوں کو پکڑ کر کھینچا ہے۔"

پورس نے اپنی گرل فرینڈ سے پوچھا "ابھی تم نے میرے شانے پر سے ہاتھ کیوں اٹھایا تھا؟"

"وہ ادھر ایک لانبے بالوں والا شخص ڈانس کرتے کرتے رک گیا ہے۔ جا کر اسی سے پوچھو۔"

پارس نے کہا "پورس یہ تمہاری ڈانس پارٹنر شرارت کر رہی ہے۔ اسی نے ہاتھ اٹھا کر اس کے بالوں کو پکڑ کر کھینچا تھا۔"

ثانی ہنستی ہوئی بولی "پورس تمہاری شامت آگئی ہے یہاں تمہاری پٹائی ضرور ہو گی۔"

اسی وقت ایک اور چیخ سنائی دی اس کے ساتھ ہی آرکسٹرا بھی رک گیا۔ تمام ڈانس کرنے والے بھی رک گئے۔ ایک لڑکی اپنے پیچھے ہاتھ رکھ کر چلاتے ہوئے کہہ رہی تھی "کسی نے مجھے پن چبھوئی ہے۔" پھر اس کے پارٹنر نے فرش پر سے ایک بالوں میں لگانے والی پن اٹھا کر کہا "ہاں یہ پن فرش پر تو پڑی ہے کیا یہ تمہاری ہے۔"

اس لڑکی نے کہا "تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کیا میں اپنی پن اپنے ہی جسم میں چبھو سکتی ہوں؟"

اس کے پارٹنر نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا "میں یہاں کی انتظامیہ سے شکایت کروں گا یہ کیا حرکت ہے۔ کیا یہاں شریف لوگ نہیں آتے ہیں۔"

دوسری طرف سے بڑے بالوں والے نے کہا "میرے ساتھ

بھی کچھ یہی ہوا ہے کسی نے میرے بالوں کو پکڑ کر کھینچا تھا۔"

تیسری طرف سے ایک لڑکی نے کہا "اور ابھی تھوڑی دیر پہلے میں چیخ پڑی تھی کسی نے پیچھے سے مجھے لات ماری تھی۔"

آرکسٹرا اور ڈانس کے رک جانے سے کلب کے اس شعبے کے انچارج نے اپنے دو ماتحتوں کے ساتھ آکر پوچھا "کیا بات ہے؟"

اس بڑے بالوں والے شخص نے فوراً ہی اس کے گریبان کو پکڑ کر کہا "یہ تمہارا کلب ہے یا غنڈے بدمعاشوں کا اڈہ؟ کیا ہم جیسے شریف لوگوں کو یہاں نہیں آنا چاہیے۔"

انچارج کے ماتحت نے کہا "مسٹر پلیز ہمارے صاحب کا گریبان چھوڑ کر بات کریں۔"

اس نے گریبان چھوڑ کر اس کے ماتحت کے منہ پر ایک گھونسا مارا۔ انچارج نے اپنا گریبان اور نکٹائی درست کرتے ہوئے کہا "یہ۔ یہ کیا بدمعاشی ہے؟"

"بدمعاشی تو تم کر رہے ہو تم نے ہمارے کلب کے ایک معزز رکن پر ہاتھ اٹھایا ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی دوسرے شخص نے انچارج کے منہ پر گھونسا مارتے ہوئے کہا "اگر کوئی تمہاری گرل فرینڈ کو پیچھے سے لات مارے تو کیا تمہیں غصہ نہیں آئے گا۔"

ڈانس کرنے والوں میں ایک باڈی بلڈر بھی تھا اس نے سامنے آکر کہا "مسٹر یہ ہاتھ کیوں اٹھایا جارہا ہے۔ کیا زبان سے شکایت نہیں کی جاسکتی؟"

پورس کی پارٹنر اس باڈی بلڈر کے سامنے جاکر بولی "تم کیا ان کے چمچے ہو۔ ہم یہاں انجوائے کرنے آتے ہیں۔ کسی کی بدمعاشیاں برداشت کرنے نہیں آتے۔ ایک بے چاری کو پن چبھوئی گئی وہ بے چاری شرم سے بتا بھی نہیں سکتی کہ کہاں چبھوئی ہے۔ کیا تمہیں شرم آتی ہے؟"

"دیکھو تم ایک لڑکی ہو۔ میں تمہارے منہ لگنا نہیں چاہتا۔ تمہاری شکایت درست ہے۔ شکایت زبان سے ہونی چاہیے۔ شکایت ہاتھ سے ہوگی تو پھر میں یہاں اچھے اچھوں کی پٹائی کر دوں گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی پورس کی پارٹنر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا پھر جوڈو کا داؤ اس طرح استعمال کیا کہ وہ فضا میں قلابازی کھا کر اچھلتا ہوا دوسری طرف گر پڑا پھر اس کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ اس کے سر پر آپہنچی تھی۔ جیسے ہی اس نے اٹھنا چاہا اس لڑکی نے اس کے منہ پر ایک ٹھوکر ماری وہ دوسری طرف لڑھک گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہاں جس جس کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی ان کے مرد پارٹنر دوسروں سے لڑنے لگے اور عورتیں بھی ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگیں۔ ایک ہنگامہ سا برپا ہوگیا۔ پورس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر اپنی ڈانس پارٹنر کو لڑتے ہوئے اور اس باڈی بلڈر کو پٹائی کرتے ہوئے دیکھ کر کہا "اوہ مائی گاڈ اس لڑکی کے اندر جینی پہنچی ہوئی تھی میں اتنی دیر سے جینی کے ساتھ ڈانس کر رہا تھا۔ اب میری سمجھ میں بات آئی ہے۔" ثانی ہنسنے لگی۔

پورس نے کہا "تم میری حالت پر ہنس رہی ہو شرم نہیں آئی۔"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا تمہاری شادی اسی سے ہوگی جو ٹیلی پیتھی جانتی ہوگی میں نے تو اتنا ہی چیلنج کیا تھا۔ یہ تو اس سے بھی کچھ آگے ہی نکل رہی ہے۔"

پارس نے کہا "اچھا اب یہ بکواس بند کرو اور سنجیدگی سے سنو جس طرح میرے دماغ میں کوئی پہنچا ہوا تھا۔ اسی طرح اب جینی کی حرکتوں کے باعث جو ہنگامہ برپا ہو رہا ہے تو ٹیلی پیتھی جاننے والے ضرور متوجہ ہوں گے۔ لہٰذا ہم سب کو خیال خوانی سے پرہیز کرنا چاہیے ہم تمہارے دماغ سے جارہے ہیں۔ ثانی تم جینی کے پاس جاکر اسے سمجھاؤ کہ وہ خود کو پورس کے سامنے جاکر جینی کہے اور نہ خیال خوانی کرے۔"

پارس دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر کھانے میں مصروف ہوگیا۔ ادھر کلب کی انتظامیہ کے کئی افراد نے آکر انہیں آپس میں لڑنے جھگڑنے سے روکا پھر ان سے معذرت کرتے رہے۔ انہوں نے کہا "اب ہم یہ معلوم کریں گے کہ کون یہ شرارتیں کرتا رہا تھا اور کون ایک دوسرے کو آپس میں لڑا رہا تھا۔ پلیز خاموش ہوجائیں۔ ہمارے کلب کی بدنامی ہوگی۔"

ہنگامہ رک گیا۔ خاموشی چھا گئی لیکن وہ باڈی بلڈر ایک لڑکی کے ہاتھ سے مار کھا کر اپنی توہین محسوس کر رہا تھا۔ وہ چیخ کر بولا "میں اس لڑکی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ بڑے داؤ پیچ دکھا رہی تھی۔ میں اسے نچوڑ کر رکھ دوں گا۔"

کلب کے کئی افراد نے اسے چاروں طرف سے جکڑ لیا' پھر کہا۔ "ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں۔ پلیز یہاں سے چلیں ہم آئندہ ایسا نہیں ہونے دیں گے اور اگر ان مس صاحبہ کی غلطی ہوگی تو ہم ان سے بھی درخواست کریں گے کہ آئندہ یہاں ایسی حرکتیں نہ کریں۔"

وہ آگے بڑھ کر بولی "کیا یہ حرکتیں میں کر رہی تھی کیا میں کسی کو پن چبھو رہی تھی۔ کیا میں نے کسی کے بال پکڑے تھے۔ کیا میں نے کسی کو پیچھے سے لات ماری تھی۔"

جن لوگوں کے ساتھ یہ سب کچھ ہوا تھا انہوں نے اس لڑکی یعنی جینی کی حمایت میں کہا "نہیں نہیں یہ تو ہماری خاطر لڑ رہی تھی اور آپ سب اسے الزام دے رہے ہیں۔"

پھر کلب کے مالک نے کہا "دیکھیں میں کبھی اپنے دفتر سے اٹھ کر نہیں آتا لیکن یہاں اپنی نیک نامی کی خاطر آیا ہوں اور آپ لوگوں سے معافی چاہتا ہوں۔ جو کچھ ہوا ہے۔ اسے بھول جائیے۔ میرے دفتر میں آئیے۔ میں آپ لوگوں کی شکایات دور کر دوں گا۔"

اس وقت.... ثانی' جینی کے دماغ میں پہنچ کر سمجھا رہی تھی کہ آئندہ اسے کیا کرنا ہے۔ نہ پورس کے قریب رہنا ہے۔ نہ اس کے دماغ میں رہ کر اسے مخاطب کرنا ہے اور نہ خیال خوانی کرنا ہے۔

ادھر ہوٹل کی انتظامیہ پورس کے ساتھ ڈانس کرنے والی کو اور باڈی بلڈر کو اپنے ساتھ دوسرے فلور پر اپنے دفتر میں لے گئی۔ پورس وہاں سے چلتا ہوا ڈائننگ ہال کی طرف جانے لگا۔ اسے بھی اب بھوک لگ رہی تھی۔ ایسے وقت پورس اور پارس دونوں ہی خیال خوانی کر رہے تھے اور بڑی خاموشی سے اس لڑکی کے دماغ میں پہنچے ہوئے تھے۔ جس کے ساتھ پورس ڈانس کر رہا تھا۔ اس کے دماغ میں خاموش رہنے کے باوجود پہلے تو کچھ پتا ہی نہیں چلا کہ کوئی اس کے اندر موجود ہے لیکن یہ سمجھ میں آنے والی بات تھی کہ ایک حسین دوشیزہ ایک باڈی بلڈر کو یوں اٹھا کر پھینک دے اور اس کی پٹائی کرے تو وہ کوئی عام سی لڑکی نہیں ہوگی۔ یقیناً مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے خاموشی سے اس کے خیالات پڑھ رہے ہوں گے۔ ایسے وقت پورس نے اس ڈانس پارٹنر کے دماغ کو اپنے قابو میں کرتے ہوئے اس کے ذریعے یہ تاثر دیا کہ وہ کسی سے کم نہیں ہے بلکہ بہت زیادہ صلاحیتوں کی مالک ہے۔ بہترین فائٹر ہے۔ بڑے بڑے شہ زوروں کو مار گراتی ہے اور ان کے اندر کی چھپی ہوئی باتیں بھی معلوم کرلیتی ہے۔

اب اگر کوئی خیال خوانی کرنے والا اس لڑکی کے دماغ میں پورس اور پارس کی طرح خاموش ہوگا تو یہ سن کر چونک گیا ہوگا کہ وہ لڑکی ایک زبردست فائٹر ہونے کے علاوہ دوسروں کے اندر کی باتیں بھی جان لیتی ہے۔ جبکہ اس نے یہ واضح طور پر نہیں کہا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ مخالفین کو چونکانے کے لیے بس اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

اور یہ تدبیر کارگر ہوئی جب وہ لڑکی اس کلب کے مالک کے دفتر سے نکلی تو پورس کی طرف ڈانس فلور پر آنا چاہتی تھی لیکن وہ سیدھی وہاں سے باہر جانے لگی اس وقت فہمی اس کے دماغ میں آگئی تھی۔ وہ فہمی کی مرضی کے مطابق سوچ رہی تھی "پتا نہیں مجھے کیا ہوگیا تھا میں حیران ہوں کہ کس طرح اتنے بڑے باڈی بلڈر کو مار گرایا تھا اور....."

اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ فہمی نے اس کے دماغ کو ڈھیل دی وہ چلتے چلتے رک گئی۔ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر سوچنے لگی "یہ میں کلب سے باہر کیوں آگئی ہوں؟"

فہمی نے الپا کے لب ولہجے اور آواز میں کہا "بس تم آگئی ہو۔ میں نے تمہیں جس کام کے لیے منتخب کیا ہے وہ کرو اپنی کار میں بیٹھ کر یہاں سے چلو جب تم اپنی کار ڈرائیو کرتی ہوئی کلب سے باہر نکلو گی تو میں تمہیں غائب دماغ بنا کر خود اس کار کو ڈرائیو کرتی رہوں گی تاکہ تمہارے دماغ میں میرا کوئی دشمن خیال خوانی کرنے نہ آنے پائے۔"

اس کی یہ سوچ پڑھ کر مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے نے یقیناً یہ سوچا کہ اگر یہ غائب دماغ ہوجائے گی تو پھر اس کے دماغ میں جگہ نہیں ملے گی اور الپا اسے خیالات نہیں پڑھنے دے گی۔ لہٰذا وہ بھی اپنی کار میں آکر اپنے دو مسلح ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ گیا پھر اس لڑکی کی کار کا تعاقب کرنے لگا۔ کار ویانا کی سڑکوں پر دوڑنے لگی اور دوڑتی ہی رہی ایک گھنٹا' دو گھنٹے اور تین گھنٹے گزر گئے۔ اس نے ایک پٹرول پمپ پر گاڑی روک کر ٹنکی فل کروائی پھر گاڑی آگے بڑھ گئی۔ وہ گاڑی ڈرائیو کرتی ہوئی مختلف سڑکوں اور گلیوں سے گزرنے لگی۔

تعاقب کرنے والے جھنجلا گئے۔ گھنٹوں سے وہ ڈرائیو کر رہے تھے لیکن وہ نہ کہیں رک رہی تھی اور نہ ہی کسی خفیہ اڈے کی طرف جارہی تھی۔ ان میں سے ایک نے کہا "پتا نہیں یہ الپا اس لڑکی کو چکر دے کر کہاں لے جانا چاہتی ہے۔ شاید اسے شبہ ہو رہا ہوگا کہ اس کا تعاقب کیا جارہا ہے۔"

تھوڑی دیر بعد اس لڑکی کی کار ایک بنگلے کے احاطے میں داخل ہوئی وہاں ایک مسلح چوکیدار تھا اس نے گیٹ کو کھولا وہ اندر چلی گئی پھر گیٹ بند کر دیا گیا۔ وہ تعاقب کرنے والے ذرا دور رک گئے تھے اور اب خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرنا چاہتے تھے کہ لڑکی کس کے بنگلے میں گئی ہے۔ اس خیال خوانی کرنے والے کو یقین تو نہیں تھا کہ اس کے دماغ میں جگہ ملے گی لیکن جب وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے وہاں پہنچا تو لڑکی کے دماغ میں جگہ مل گئی۔ وہ بنگلا اس کا اپنا تھا اس کے باپ نے پوچھا "بیٹی دیکھو رات کے تین بج رہے ہیں اور تم اب واپس آئی ہو۔ تمہیں اتنی رات تک باہر نہیں رہنا چاہیے۔"

وہ خیال خوانی کرنے والا اس کے باپ کے خیالات پڑھنے لگا پتا چلا کہ وہ اپنے ماں باپ اور بھائی بہن کے ساتھ ایک گھریلو زندگی گزار رہی ہے۔ اس کا باپ ایک بہت بڑا بزنس مین ہے اور لڑکی بہت ہی ماڈرن اور تفریحات کی دلدادہ ہے اس لیے زیادہ وقت اپنے دوستوں میں اور تفریحات میں گزارتی ہے اور نئے دوست بھی بناتی ہے۔

اس لڑکی کے اور اس کے باپ کے چور خیالات پڑھے گئے تو پتا چلا کہ نہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے اور نہ وہ اچھی فائٹر ہے بلکہ وہ تو لڑائی جھگڑے سے گھبراتی ہے۔ ان خیال خوانی کرنے والوں کو بڑی مایوسی ہوئی۔ وہ اس کے دماغ میں سے نکل کر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوئے پھر تیج پال سے کہا "ہم خواہ مخواہ تمام رات وہاں ضائع کرتے رہے وہ لڑکی نہ تو ٹیلی پیتھی جانتی ہے نہ ہی کوئی فائٹر ہے اس کے دماغ میں الپا تھی اور اسے شاید شبہ ہوگیا تھا کہ اس لڑکی کا تعاقب کیا جارہا ہے۔ اس لیے اس نے ہمیں اتنا دوڑایا ہے اور دوڑانے کے بعد یہ نتیجہ نکلا کہ ہم اصل ٹارگٹ پر پہنچنے میں ناکام ہوگئے۔"

تیج پال نے کہا "تم سب جانتے ہو کہ الپا کتنی چال باز ہے وہ تمہیں دوڑاتی رہی اور سمجھتی رہی کہ جیکی اولڈ تک پہنچنے کے لیے کون کون ٹیلی پیتھی جاننے والے اس لڑکی کے دماغ میں جاتے ہیں۔ بہرحال وہ لڑکی کسی کام نہیں آئی لیکن اتنا ضرور معلوم ہوگیا کہ الپا کسی طرح بھی جیکی اولڈ پہنچنے کے لیے ویانا میں جاتی ہے اور وہاں کسی نہ کسی کو آلۂ کار بنا کر جیکی اولڈ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تلاش کرتی ہے۔"

ٹیلی پیتھی جاننے والے بیزون نے تیج پال سے کہا "الپا بہت ہی بدمعاش ہے۔ کم بخت ہمیں پانچ گھنٹوں تک سڑکوں پر اور گلیوں میں دوڑاتی رہی۔"

جوزف وہسکی نے کہا "میرا تو جی چاہتا ہے کہ اس کے پاس جاؤں اور بتادوں کہ ہم اس کے ارادوں سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ ویانا میں اپنے آلۂ کار بناتی رہتی ہے۔"

تیج پال نے کہا "اس کے پاس جاؤ گے۔ ایسا کہو گے تو کیا حاصل کرو گے؟ دیکھو جب بھی کوئی کام کرو تو یہ سوچ کر کرو کہ اس کام کے بدلے کچھ حاصل ہونا چاہیے۔ جب کچھ حاصل نہیں ہوگا تو خوامخواہ اپنا وقت ضائع کرو گے۔ لہٰذا اپنے اپنے دماغوں کو ٹھنڈا رکھو اور یہ بتاؤ کیا صرف اسی لڑکی کے دماغ میں گئے تھے؟"

جوزف وہسکی نے کہا "نہیں پہلے ہم نے اس کلب کے ڈائننگ ہال میں ایک نوجوان کو تنہا دیکھا۔ اس پر کچھ شبہ ہوا تو میں ایک بوڑھی عورت کے دماغ میں چلا گیا۔ اس بوڑھی خاتون کو جوان بن کر رہنے کا شوق تھا وہ جب اس جوان کے سامنے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر اس سے باتیں کرنے لگی تو میں اس جوان کے دماغ میں پہنچ گیا اس کے چور خیالات پڑھنے لگا پتا چلا کہ وہ ایک رئیس زادہ ہے اور کلبوں میں آتا جاتا اور کھاتا پیتا اور رقص کرتا ہے اور باپ کی دولت لٹاتا رہتا ہے۔"

تیج پال نے پوچھا "وہ اس بوڑھی خاتون سے کیا باتیں کر رہا تھا؟"

"وہ بڑا چالاک جوان تھا۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ وہ خاتون بڑے ہی زبردست میک اپ کے ذریعے جوان بن کر آئی ہے وہ اس کا مذاق اڑانے کے لیے اس کے سامنے ویٹر سے بوڑھی مرغی کا سوپ طلب کر رہا تھا پھر بڑھاپے اور جوانی کے بارے میں کچھ ایسا مذاق کر رہا تھا کہ وہ بوڑھی خاتون غصے سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔"

تیج پال نے یہ باتیں سن کر پوچھا "اس خاتون کے جانے کے بعد بھی تم اس جوان کے خیالات پڑھتے رہے تھے؟"

جوزف وہسکی نے کہا "اس کے خیالات کیا پڑھنے تھے۔ جو کچھ معلوم کرنا تھا وہ معلوم کر چکے تھے۔ اس کے چور خیالات تک پہنچ چکے تھے۔ وہ ہمارے کام کا آدمی نہیں تھا۔ اس لیے میں اس کے دماغ سے نکل گیا۔"

"جس طرح تم اس کا ذکر کر رہے ہو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نوجوان شریر بھی تھا اور ذہین بھی۔ اس نے بوڑھی کو بڑی ہی ذہانت سے اور شرارت سے بھگایا تھا۔ اس قسم کی حرکتیں پارس اور پورس کرتے ہیں۔ کیا یہ بات تم نہیں جانتے کہ بابا صاحب کے ادارے میں ایک نہیں کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ان کے دماغوں پر کچھ ایسا روحانی ٹیلی پیتھی کا عمل کیا گیا ہے کہ ان کے دماغ میں پہنچنے کے بعد صحیح خیالات نہیں پڑھے جاسکتے وہ جس بہروپ میں ہوتے ہیں اسی بہروپ کی مناسبت سے ان کے خیالات پڑھنے میں آتے ہیں اور پڑھنے والے دھوکا کھا جاتے ہیں۔"

پھر تیج پال نے بیزون کو دیکھتے ہوئے کہا "کیا تم اس لڑکی کے علاوہ اس جوان کے دماغ میں بھی گئے تھے جو اس کے ساتھ ڈانس کر رہا تھا۔"

بیزون نے کہا "میں اس لڑکی کے دماغ میں کچھ دیر سے پہنچا تھا۔ اس وقت وہاں ڈانسنگ فلور پر ہنگامہ شروع ہوگیا تھا۔ پتا چلا کہ کسی لڑکی کو ڈانس کرنے کے دوران میں پیچھے سے لات ماری گئی ہے اور کسی لڑکی کو پن چبھوئی گئی ہے اور کسی مرد کے بال کھینچے گئے ہیں۔ اس بات پر ہنگامہ ہو رہا تھا ایک باڈی بلڈر نے چیلنج کیا تب اس ڈانس کرنے والی لڑکی نے باڈی بلڈر کی پٹائی تو مجھے شبہ ہوا کہ اتنی حسین نازک اندام سی لڑکی ایسے باڈی بلڈر کی پٹائی کر رہی ہے تو یہ لڑکی یقیناً غیر معمولی صلاحیتوں کی مالک ہوگی لہٰذا میں اس کے دماغ میں رہا۔ اس کلب کا مالک اس لڑکی اور اس باڈی بلڈر کو لے گیا تھا اور انہیں سمجھا بجھا کر ان سے معافی مانگ کر انہیں پُرسکون رہنے اور پرامن رہنے کی التجا کی تھی۔ اس کے بعد لڑکی وہاں سے نکل کر سیدھی چلتی ہوئی ڈانسنگ فلور پر اپنے نوجوان پارٹنر کے پاس نہیں گئی بلکہ کلب کے باہر آگئی۔ وہاں اچانک اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کر تھام لیا اور اِدھر اُدھر دیکھ کر سوچنے لگی کہ میں باہر کیوں آگئی ہوں۔ ایسے ہی وقت مجھے الپا آواز سنائی دی وہ اس کے دماغ میں بول رہی تھی تب مجھے یقین ہوگیا کہ الپا نے اسے آلۂ کار بنایا ہوا ہے اور اب مجھے اس کا پیچھا کرنا چاہیے۔ میں جوزف وہسکی اور ایک مقامی آلہ کار کو ساتھ لے کر گاڑی میں بیٹھ کر اس کا تعاقب کرتا رہا اور تعاقب کا جو نتیجہ سامنے آیا وہ تو ہم آپ کو بتا ہی چکے ہیں۔"

تیج پال نے کہا "ناکامی کے باوجود ناکامی نہیں ہوئی اتنا تو معلوم ہوگیا کہ الپا وہاں دلچسپی لے رہی ہے۔"

تیج پال کو یقین ہوگیا کیونکہ اس سے پہلے الپا دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حاصل کر چکی تھی اور وہ سمجھ رہا تھا کہ اس کا لالچ بڑھ رہا ہے۔ وہ اپنی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنانا چاہتی ہے اس لیے اب ویانا میں مصروف ہوگئی ہے اور جیکی اولڈ کے پیچھے پڑگئی ہے۔

○☆○

میں اور سونیا پھر پیرس میں جھیل کے کناروں والے کاٹیج میں آ بیٹھے۔ اپنی بیٹی اعلیٰ بی بی کو بھی ساتھ لے آئے تھے۔ سونیا نے اعلیٰ بی بی اور کبریا کو جنم دیا تھا۔ ان میں سے ایک اعلیٰ بی بی سونیا کے ساتھ رہتی تھی اور کبریا علی آمنہ کے پاس رہا کرتا تھا۔ ان دنوں بابا صاحب کے ادارے کے اسکول کی چھٹیاں تھیں اس لیے اعلیٰ بی بی ہمارے ساتھ پیرس میں تفریح کے لیے آگئی تھی۔

ہمارے تینوں بیٹے علی پارس اور پورس اور تینوں بہوویں ثانی مُنی اور ہونے والی بہو جینی سب مختلف معاملات میں مختلف ملکوں میں مصروف تھے۔ ویسے تو سونیا بھی مصروف تھی لیکن اس کی مصروفیت صرف ٹارنگ تک محدود تھی اور میں نے ایک آدھ بار امریکی اکابرین کو اشارتاً یہ کہہ دیا تھا کہ ہم خاموش تماشائی کی طرح ان کی تباہی کا تماشا دیکھ رہے ہیں اور یہ کہنے کے بعد میں نے پھر ان سے رابطہ نہیں کیا تھا۔

وہ سمجھ رہے تھے کہ ہماری طرف سے انتقامی کارروائی کچھ اس طرح ہو رہی ہے کہ انہیں دشمن دوسرے نظر آرہے ہیں لیکن ان دشمنوں کے پیچھے ہمارا ہاتھ ہے اور وہ یہ بات ثابت نہیں کرسکتے تھے۔ ان کی سمجھ میں یہ بات آرہی تھی کہ جب تک وہ ہمیں کھل کر میدانِ عمل میں آنے پر مجبور نہیں کریں گے اس وقت تک وہ ہم پر کوئی الزام عائد نہیں کرسکیں گے پہلے تو ڈنکے کی چوٹ پر وہ .... شام میں ہم پر طرح طرح کے الزامات لگا رہے تھے کیونکہ ہم میں سے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں موجود تھے اور اسلامی ممالک کی حمایت میں بہت کچھ کرنا چاہتے تھے لیکن جب ہمیں معلوم ہوا کہ خود اسلامی ممالک ایسے باہمی اتحاد کے حامی نہیں ہیں اور امریکا کی طرف جھکے ہوئے ہیں تو اس سے پہلے کہ وہ اقوام متحدہ اور بڑے بڑے ممالک کی حمایت حاصل کرتے ہم خاموشی سے شام چھوڑ کر چلے آئے تھے۔ اس کے بعد اب تک کہ ہماری طرف سے کوئی واضح طور پر انتقامی کارروائی نہیں ہوئی تھی۔

سونیا نے مجھ سے کہا "وہ ہمیں کھل کر میدان عمل میں لانے کے منصوبے بنا رہے ہیں اس سے پہلے انہیں کوئی ایسا سبق سکھایا جائے کہ وہ میدانِ عمل میں ہمارا انتظار کرتے رہیں اور پھر ان کا انتظار ناکامی میں بدل جائے۔ بازی اس طرح پلٹ جائے کہ ہم پر الزام دیتے دیتے خود ان پر الزامات عائد ہونے لگیں۔"

میں نے موبائل فون کے ذریعے ایف بی آئی کے یوگا جاننے والے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا' پھر کہا کہ "میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔"

"ہاں یہ میرے لیے خوشی کی بات ہے کہ آپ جیسا ٹیلی پیتھی کا شہنشاہ ٹیلی فون پر بات کرنے کے لیے مجبور ہے کیونکہ وہ میرے دماغ میں نہیں آسکتا۔"

"ہاں بھئی میں تو یہ مانتا ہوں کہ بڑے فولادی دماغ والے ہو تمہارے اندر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں جاسکتا۔ اسی لیے فون کے ذریعے آیا ہوں۔"

"کوئی خاص بات ضرور ہے اسی لیے فون کیا ہے۔"

"خاص بات کیا ہوسکتی ہے۔ تمہارے ملک کے اکابرین' تمہارے آرمی ہیڈ کوارٹر والے اور تمہارے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے انٹیلی جینس ڈپارٹمنٹ کے سراغ رسانی کے افسران ..... آپس میں باتیں کرتے ہیں مشورے کرتے ہیں منصوبے بناتے ہیں تو وہ سب ہمیں معلوم ہوتا رہتا ہے۔ کیا اتنے بڑے امریکا میں صرف تم ہی ایک یوگا جاننے والے ماہر ہو۔"

"تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"میری سمجھ میں یہ بات اب تک نہیں آئی۔ اگر تمہارے جیسے یوگا جاننے والے چند اور افسران ہوتے اور وہ ہمارے خلاف منصوبے بناتے تو ان منصوبوں کا علم ہمیں نہیں ہوتا لیکن اب تک جو کچھ بھی ہمارے خلاف سوچا جارہا ہے۔ وہ سب ہمارے علم میں ہے۔"

"آپ بہت اچھی بات کر رہے ہیں اور ہماری بہتری کے لیے کر رہے ہیں۔ بائی دی وے ہم یوگا کے چند ماہرین پیدا کر رہے ہیں۔"

"اچھا تو کیا وہ نو ماہ کے بعد پیدا ہوں گے؟"

"پلیز مذاق نہ اڑائیں۔ ہم تنویمی عمل کے ذریعے اپنے ذہین افسران کے دماغوں کو اس طرح لاکڈ کردیں گے کہ آپ جیسا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے دماغوں میں نہیں پہنچ پائے گا۔ اس کے بعد ہم منصوبے بنائیں گے۔"

"چلو اچھا ہے۔ اتنی عقل تو آئی کہ تنویمی عمل کے ذریعے اپنے ذہین افسران کے دماغوں کو لاک کرو گے۔ انہیں شراب و شباب سے دور رکھو گے۔ تاکہ وہ کوئی نشہ نہ کریں اور ہم جیسوں کے لیے اپنے دماغ کے دروازے نہ کھولیں۔"

"مسٹر فرہاد میری یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ آج آپ ہماری بھلائی کی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟"

"اس لیے کہ بابا صاحب کے ادارے پر دوبار ناکام حملوں کی کوششیں کی گئی ہیں۔ ان حملوں سے بابا صاحب کا ادارہ بری طرح تباہ ہوجاتا لیکن اس سے زیادہ تم لوگ آہستہ آہستہ تباہی کی طرف جارہے ہو۔ یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔ تم لوگوں کو پتا ہی نہیں چل رہا کہ کیسے اہم راز تمہارے اعلیٰ افسران اور اعلیٰ اکابرین کے دماغوں سے معلوم کیے جارہے ہیں۔ تمہارے چوبیس ٹیلی پیتھی جاننے والے کانچ کے ٹکڑوں کی طرح ریزہ ریزہ ہوکر بکھر گئے ہیں اور سب نے اپنی اپنی ایک الگ ٹیم بنالی ہے۔ ادھر آندرے دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تمہارے ملک کا وفادار ہے۔ ادھر تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی بڑے دعوے کرتے ہیں۔ ان سے پہلے جیکی اولڈ نے بھی بڑے دعوے کیے تھے لیکن وہ بھی کھل کر سامنے آگیا ہے کہ وہ باغی ہے اور وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ اور امریکا کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے گا جو وہ ہم لوگوں کے ساتھ

کرنا چاہتا ہے۔"

"اچھی باتیں کر رہے ہیں۔ ہم بے خبری میں اپنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کوتاہیوں کے سبب نقصانات اٹھاتے جا رہے ہیں لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ مہربان ہو کر کیوں بول رہے ہیں۔"

"اس لیے کہ دن گزرتے جا رہے ہیں اور ہم سے انتظار نہیں ہو رہا ہے۔"

"کیسا انتظار؟"

"اس بات کا انتظار کہ تم لوگ کب اپنے منصوبوں پر عمل کرو گے کہ ہم اور بابا صاحب کے ادارے کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے کھل کر میدانِ عمل میں تمہارے خلاف آئیں۔"

"پہلے تو آپ کہہ رہے تھے کہ خاموش تماشائی بن کر دیکھ رہے ہیں۔ اب آپ فرما رہے ہیں کہ ہم آپ کو کھل کر میدان عمل میں آنے پر مجبور کریں۔"

"سیدھی سی بات ہے۔ ہم جوانی کی ابتدا سے سپاہیوں کی سی زندگی گزارتے آئے ہیں۔ بہت دنوں تک گھر کی چار دیواری میں نہیں بیٹھ سکتے۔ کیا یہ تمہاری کوئی حکمت عملی ہے کہ ہم خود ہی بیزار ہو کر تمہارے مقابلے پر دنیا والوں کے سامنے چلے آئیں۔"

"مسٹر فرہاد کیا یہ دانش مندی نہیں ہوگی کہ ہم ایک سمجھوتے کے تحت اگر ایک دوسرے کے کام نہ آئیں تو ایک دوسرے کو نقصان بھی نہ پہنچائیں۔"

"کیا یہ دانش مندی نہیں ہوگی کہ تم لوگ ہمیں مجبور اور بے بس بنا کر اپنے زیر اثر رکھنے کے خواب دیکھنا چھوڑ دو؟"

یہ کہہ کر میں نے فون بند کر دیا۔ سونیا کچن میں کافی تیار کر رہی تھی اور اعلیٰ بی بی میرے کمرے میں ایک سوئنگنگ چیئر پر بیٹھی ہوئی کبھی اِدھر کبھی اُدھر دیکھ رہی تھی اور کبھی چھت کو تک رہی تھی۔

میں نے فون بند کرنے کے بعد پوچھا "اے تم یہاں کب آئیں؟"

"کیوں پاپا اس کمرے میں آنے پر پابندی ہے؟"

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔"

"میں نے بھی تو سوال کیا ہے۔ اس سوال میں جواب بھی ہے۔ اگر پابندی نہیں ہے تو میں آئی ہوں اگر پابندی ہے تو چلی جاتی ہوں۔"

"تم سے تو تمہارا باپ بھی بات نہیں کر سکتا۔ میں کب چاہوں گا کہ میری پیاری سی گڑیا سی بیٹی میرے سامنے نہ رہے اور کسی دوسرے کمرے میں چلی جائے۔"

"پاپا دو چار برس کی بیٹی ہو تو اسے گڑیا گڈی کہا جاتا ہے۔ اب تو میں دس برس کی ہو چکی ہوں۔ بائی دی وے میرے اس کمرے میں آنے سے آپ کچھ پریشان سے ہو گئے ہیں۔"

"تمہاری ماں نے تمہیں ایسی تربیت دی ہے کہ اس عمر میں تمہیں ماہر نفسیات بنا دیا ہے۔ یعنی کہ تم اب اپنے باپ کے چہرے کو بھی پڑھنے لگی ہو۔"

سونیا کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی "یہ کیا کہہ رہی ہے؟"

اعلیٰ بی بی نے کہا "میں تو یہاں خاموش بیٹھی ہوئی تھی پاپا نے ہی کہنا شروع کیا ہے۔"

میں نے کہا "بھئی میں فون پر باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ مجھے پتا ہی نہیں چلا کہ یہ شیطان کی خالہ یہاں آ کر بیٹھی ہوئی ہے اور میری باتیں سن رہی ہے۔"

سونیا نے مجھے کافی کا ایک مگ دیتے ہوئے کہا "اس کے سننے سے کیا ہوتا ہے۔ اس نے تو سات برس کی عمر میں یہاں سے امریکا تک عملی زندگی گزاری ہے۔ دشمنوں کے چھکے چھڑائے ہیں۔"

"اس لیے تو جناب تبریزی نے کہا تھا کہ اسے بابا صاحب کے ادارے میں محبوس کر دو اسے باہر نہ جانے دو۔ اس کی تربیت مکمل ہونی چاہیے۔"

میں نے کھڑکی کے باہر دور جھیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "یہاں ہم بڑی دیر سے ہیں آؤ کافی لے کر باہر چلیں وہاں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "میں یہاں رہوں گی اور آپ لوگوں کے پیچھے نہیں آؤں گی اور نہ ہی آئندہ آپ کی باتیں سنوں گی۔"

میں نے مسکرا کر پوچھا "کیا میری بیٹی ناراض ہو گئی ہے؟"

"بیٹی کبھی اپنے باپ سے ناراض ہو سکتی ہے۔ میں تو آپ کو موقع دے رہی ہوں کہ باہر جائیں اور مما سے اپنے دل کی باتیں کریں۔ دل کی باتیں کرتے رہنے سے دماغ کا بوجھ ہلکا رہتا ہے۔"

میں نے کہا "ہاں میری ماں تم آخر پارس اور پورس کی بہن ہو.... ان کے انداز میں ہی گفتگو کرو گی۔"

میں سونیا کے ساتھ کاٹیج سے باہر آیا پھر ہم دونوں کافی کی چسکیاں لیتے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے جھیل کے کنارے آ گئے۔ اعلیٰ بی بی چیئر سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس آ گئی تھی اور وہاں سے ہمیں دیکھ رہی تھی۔ جب ہم جھیل کے کنارے پہنچ کر ایک جگہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے تو وہ کھڑکی کے پاس سے ہٹ کر میز کے پاس آئی۔ وہاں میرا موبائل فون رکھا ہوا تھا۔ اس نے اسے اٹھایا پھر ایک بار احتیاطاً کھڑکی سے ہمیں دیکھا۔ ہم اس کی طرف پشت کیے ہوئے جھیل کا نظارہ کر رہے تھے۔ اس نے ایک کرسی پر بیٹھ کر موبائل فون آن کیا پھر اس کا ری ڈائل کا بٹن دبا کر اسے کان سے لگایا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی پھر ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر نے پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

"یہی تو میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ کون ہیں؟"

"تعجب ہے جب تم مجھے نہیں جانتی ہو تو میرا نمبر کیسے ڈائل کیا ہے؟"

"بات یہ ہے کہ میں دوسرے کمرے سے اپنے پاپا کو دیکھ رہی تھی وہ اس نمبر پر کسی سے باتیں کر رہے تھے۔ ہو سکتا ہے آپ سے باتیں کر رہے ہوں۔ مجھے تجسس ہوا تو میں انتظار کرنے لگی جب پاپا کاٹیج سے باہر چلے گئے تو میں ری ڈائل کا بٹن دبا کر آپ سے مخاطب ہوں۔"

"ابھی مجھ سے مسٹر فرہاد علی تیمور باتیں کر رہے تھے۔ کیا تم مسٹر فرہاد کو پاپا کہہ رہی ہو؟"

"بالکل اس لیے کہ وہ میرے پاپا ہیں اور جنہیں آپ میڈم سونیا کہتے ہیں وہ میری مما ہیں اور میرا نام ہے اعلیٰ بی بی۔ میں نے اپنا خاندانی شجرہ بتا دیا ہے آپ کے گھر میں بھی کوئی شجر ہو تو آپ بھی بتا دیں کہ اس شجر میں کتنی شاخیں ہیں اور کتنے پھل لگے ہوئے ہیں۔ پھل سے مراد بچے ہیں۔ اگر کوئی میری عمر والی بچی ہو تو میں اس سے دوستی کروں گی۔"

"کیا تمہیں پتا ہے کہ تمہارے پاپا ہم سے دوستی نہیں کرنا چاہتے اور تم میری بیٹی سے دوستی کرنا چاہتی ہو؟"

"ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ بڑے لوگ ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہیں تو اپنے بچوں کو لڑائی جھگڑا کیوں سکھاتے ہیں؟"

"واہ بیٹی تم نے تو بڑے پتے کی بات کی ہے۔ تمہاری عمر کیا ہے؟"

"میں دس برس کی ہو چکی ہوں۔ اب گیارہواں برس چل رہا ہے۔"

"ایسے تو میری بیٹی بھی دس برس کی ہو چکی ہے لیکن اب تک مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم اپنے مما اور پاپا کے ساتھ رہتی ہو۔"

"نہیں میں دونوں کے ساتھ نہیں رہتی۔ مما کے ساتھ زیادہ اس وقت رہتی ہوں جب وہ بابا صاحب کے ادارے میں رہتی ہیں۔ کیونکہ میں وہیں تعلیم اور تربیت حاصل کر رہی ہوں۔ وہ لوگ مجھے اس ادارے سے باہر نہیں جانے دیتے ابھی اسکول کی چھٹیاں ہیں۔ اس لیے یہاں پیرس میں جھیل کے کنارے والے کاٹیج میں آ گئی ہوں۔"

"تمہیں بابا صاحب کے ادارے سے باہر کیوں نہیں جانے دیتے؟"

"آپ کو پتا نہیں ہے میری مما اور پاپا کہتے ہیں میں بہت خوب صورت ہوں اور بہت بھولی ہوں۔ اگر میں ادارے سے باہر جاؤں گی تو ان کے بہت سے دشمن ہیں وہ مجھے اغوا کر لیں گے۔ اس بار تو میں بہت ضد کر کے ان کے ساتھ یہاں پیرس آئی ہوئی ہوں۔ کیا آپ اپنی بیٹی سے دوستی کرائیں گے۔"

"ہاں بھئی ضرور دوستی کراؤں گا۔ یہ بتاؤ کہاں رہتی ہو اور تمہارا فون نمبر کیا ہے؟"

اعلیٰ بی بی نے اسے اپنا پتا اور فون نمبر بتایا پھر پوچھا "کیا آپ گھر سے بول رہے ہیں۔ آپ کی بیٹی گھر میں ہے؟"

"نہیں میں اپنے دفتر سے بول رہا ہوں۔ ابھی گھر جا رہا ہوں وہاں اپنی بیٹی سے کہوں گا کہ وہ تم سے باتیں کرے اور دوستی بھی کرے۔"

"میں آپ کو انکل کہوں؟"

"ہاں بیٹی ضرور انکل کہو۔ مجھے تم سے باتیں کر کے خوشی ہو رہی ہے۔"

"اگر آپ میرے انکل ہیں تو میری ایک بات ضرور مانیں گے۔"

"ہاں ہاں بولو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"اگر پاپا سے دوبارہ بات ہو تو انہیں کبھی یہ نہ بتایئے گا کہ میں نے آپ سے فون پر بات کی ہے۔"

"تو پھر میری بیٹی باتیں کرے گی تو کیا تمہارے پاپا نہیں دیکھیں گے؟"

"بالکل نہیں وہ تو مما کے ساتھ شاپنگ کے لیے گئے ہوئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ رات کو ڈنر سے پہلے نہیں آئیں گے۔"

"اچھی بات ہے میں ابھی گھر جا رہا ہوں۔ وہاں میری بیٹی تم سے باتیں کرے گی۔ گڈ بائے۔"

فون بند ہو گیا۔ اعلیٰ بی بی نے بھی فون بند کر کے وہیں میز پر رکھ دیا پھر واپس سوئنگنگ چیئر پر آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے سونیا سے کہا "میں تم سے کہہ رہا تھا کہ اس شیطان کی خالہ کو یہاں نہ لاؤ یہ ضرور کچھ گڑبڑ کرے گی۔"

"کوئی گڑبڑ نہیں کرے گی۔ میں اپنی بیٹی کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ بالکل میری طرح تربیت حاصل کرے۔ ادارے میں تعلیم حاصل کر رہی ہے تو میرے پاس تربیت بھی حاصل کرتی رہے گی۔ اس لیے میں اسے ساتھ رکھتی ہوں۔"

"یہ تو ٹھیک ہے کہ تم اسے اپنے ساتھ رکھتی ہو لیکن پتا ہے تم مجھ سے باتیں کر رہی ہو اور میں اس کی کھوپڑی میں تھا۔ وہ شیطان کی خالہ ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر سے باتیں کر رہی تھی۔"

سونیا نے چونک کر پوچھا "کیا....؟ یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

"وہی کہہ رہا ہوں جو ابھی اس کے دماغ میں رہ کر سن چکا ہوں اس نے کچھ اس انداز سے اور ایسے بھولے پن سے بات کی ہے جیسے نادان لڑکی ہو مگر چونکہ ہماری بیٹی ہے اس لیے باتوں باتوں میں اس نے یہ بات اس افسر کے کان میں یعنی کے دماغ میں ڈال دی ہے کہ ہمیں اس کے اغوا ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ اس لیے ہم اسے ادارے سے باہر نہیں لاتے ہیں لیکن اب وہ ضد کر کے باہر آئی ہے۔ اس کا مطلب سمجھتی ہو؟"

سونیا نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا "سمجھتی ہوں۔ اس نے دشمنوں کے لیے راستہ ہموار کر دیا ہے۔ انہیں سمجھا دیا ہے کہ

وہ اس کالج میں ہے اور یہاں سے اغوا کیا جاسکتا ہے اور جب اسے اغوا کیا جائے گا تو ہم اس کے ماں باپ ہیں۔ اس کی خاطر ضرور میدانِ عمل میں آئیں گے اور کھل کر آئیں گے۔ جیسا کہ دشمن چاہتے ہیں۔"

سونیا فوراً وہاں سے اٹھی اور تیزی سے چلتی ہوئی' کالج کی طرف جانے لگی۔ میں بھی اس کے ساتھ چل رہا تھا۔ جب ہم کمرے میں پہنچے تو سونیا نے سخت لہجے میں پوچھا "اے چڑیل کی بچی یہاں کیا کر رہی تھی؟"

"مما لینگویج پلیز۔ میں چڑیل کی نہیں آپ کی بچی ہوں۔"

سونیا نے سختی سے ہونٹوں کو بھینچ کر اسے دیکھا۔ میں نے پوچھا "کیا تم اغوا ہونا چاہتی ہو؟"

"یس پاپا' میں آپ کی پریشانی نہیں دیکھ سکتی۔"

میں نے حیران ہو کر پوچھا "میں پریشان ہوں۔ یہ تم نے کیسے سمجھا؟"

"آپ فون پر باتیں کر رہے تھے کہ بہت دن گزرتے جا رہے ہیں اور اب آپ مزید انتظار نہیں کر سکیں گے پھر آپ نے ان کے جواب میں کہا تھا کہ دشمن چاہتے ہیں آپ کھل کر میدانِ عمل میں آئیں۔ اس کے لیے وہ کسی منصوبے پر عمل کرنے میں دیر کر رہے ہیں۔ لہٰذا میں نے سوچا ان کے دیر کرنے سے پہلے میں جلدی کردوں اور وہ مجھے بچی سمجھ کر ضرور اغوا کرنے آئیں گے۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ آپ دونوں شاپنگ کے لیے گئے ہیں اور ڈنر کے وقت ہی واپس آئیں گے۔ یعنی ابھی کم از کم پانچ گھنٹے باقی ہیں۔ ان پانچ گھنٹوں میں دشمن بہت کچھ کر گزریں گے۔"

سونیا نے پوچھا "اچھا تو تم یہ ہماری پریشانیاں دور کر رہی ہو۔"

"مما وہی ہونے والا ہے جو ہونا چاہیے۔ وہ اپنے منصوبے کے تحت آپ لوگوں کو میدان عمل میں آنے پر مجبور کریں گے۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ کھیل ابھی سے شروع ہو جائے۔ پلیز مجھے اغوا ہو جانے دیں۔"

"دیکھو اعلیٰ بی بی میں تمہیں ادارے سے سمجھا کر آئی ہوں کہ تم ایسی ویسی کوئی حرکت نہیں کرو گی جو ہم بڑے کرتے ہیں تم اب سے پہلے امریکا میں بڑے ہنگامے کر چکی ہو۔ آئندہ ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے۔"

"بھئی آپ میری مما ہیں آپ میرے پاپا ہیں۔ پلیز پانچ گھنٹوں کے لیے ذرا کالج سے غیر حاضر ہو جائیں۔"

میں نے اور سونیا نے ایک دوسرے کی طرف غور سے دیکھا پھر اپنی بیٹی کے دونوں طرف آکر بیٹھ گئے۔ اس کے دونوں گالوں کو چوم کر کہا "تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گی۔ اگر انہوں نے تمہیں اغوا کر کے نقصان پہنچایا تو؟"

"یہی میں بھی سوچ سکتی ہوں کہ میری ممی اور میرے پاپا اتنے خطرات سے کھیلتے ہیں۔ کبھی انہیں نقصان پہنچا تو میرا کیا ہوگا؟ اگر آپ دونوں میرے متعلق ایسا سوچتے رہے اور میں آپ دونوں کے متعلق ایسا سوچتی رہوں تو پھر ہم لوگوں کو عام انسانوں کی طرح ایک چھوٹا سا گھر خرید کر زندگی گزارنی چاہیے۔"

میں نے اپنی بیٹی کو اپنے دونوں بازوؤں میں اٹھا کر چومتے ہوئے کہا "سونیا جاؤ لباس تبدیل کرو۔ ہم شاپنگ کے لیے جائیں گے اور اپنی اعلیٰ بی بی کو اس کالج میں تنہا چھوڑ دیں گے۔"

دوسری طرف ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر نے پیرس کی خفیہ ایجنسی کے سراغ رساں سے کہا "اپنے بہت ہی ہوشیار بندوں کو لے کر جھیل کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ ۲۸ نمبر کے کالج میں سونیا اور فرہاد ہیں یا نہیں اور اگر وہ نہیں ہیں تو کیا وہاں دس برس کی کوئی لڑکی نظر آ رہی ہے؟"

"ہم ابھی جا کر معلوم کرتے ہیں۔"

"میں جلد سے جلد اطلاع چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ جو کرنا ہے اس کے لیے وقت بہت کم ہے۔"

اس کے حکم کے مطابق خفیہ ایجنسی کے سراغ رساں جب اس جھیل کے پاس پہنچے اور دور ہی دور سے اس کالج کو دیکھنے لگے۔ انہیں دروازہ بند نظر آیا۔ اس میں سے چیف سراغ رساں نے ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر سے کہا "سر ہم دور سے نگرانی کر رہے ہیں۔ ایک سو اٹھائیس نمبر کا کالج ہمارے سامنے ہے مگر بہت دور ہے۔ اس کا دروازہ بند ہے۔ کھڑکیاں کھلی ہوئی ہیں لیکن اتنی دور سے اندر یہ نہیں دیکھا جا سکتا کہ کوئی موجود ہے یا نہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "میں نے یہ جواب سننے کے لیے تمہیں وہاں نہیں بھیجا ہے۔ مجھے ہر حال میں بتاؤ کہ وہاں سونیا اور فرہاد ہیں یا نہیں اور وہاں دس سال کی لڑکی ہے یا نہیں اگر تنہا ہے تو اسے جس طرح بھی ہو اغوا.... کرو اور اس طرح کرو کہ ان کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی تم میں سے کسی کے دماغ تک نہ پہنچ سکے اور اس کا طریقہ ایک ہی ہے کہ تم اس لڑکی کے سامنے بھی گونگے بنے رہو گے۔"

بڑے بڑے ممالک کی جتنی خفیہ ایجنسیاں ہیں ان سے ہمارا واسطہ پڑتا رہا ہے۔ برسوں سے ہم ان تمام ایجنسیوں کے انچارج اور عہدے داروں کو جانتے رہے ہیں۔ جن کا تبادلہ ایک ایجنسی سے دوسری ایجنسی میں ہوتا ہے اور جو نئے آتے ہیں۔ ان کے بارے میں بھی ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں معلومات فراہم کرتے رہتے ہیں۔

ایف بی آئی کے یوگا جاننے والے افسر نے ان سراغ رسانوں سے کہا تھا کہ وہ گونگے بن کر رہیں جبکہ ہم آسانی سے کسی وقت بھی ان کے دماغوں میں پہنچ سکتے تھے۔ کیونکہ وہ سارے کے سارے جانے پہچانے تھے۔

ہمارے کالج کے پاس جانے والے سراغ رسانوں میں سے ایک نے حوصلہ کیا پھر کالج کے احاطے میں دبے قدموں چلتا ہوا

کھڑکی کے پاس آ کر جھانکا تو ایک لڑکی نظر آئی پھر اس نے گھوم گھوم کر دوسری اور تیسری کھڑکیوں کے ذریعے دیکھا' پتا چلا کہ وہاں کوئی اور نہیں ہے۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلایا۔ وہ سب آ گئے۔ انہوں نے دروازہ پر دستک دی اندر سے اعلیٰ بی بی نے کہا "کون ہے؟ دروازہ کھلا ہوا ہے۔"

انہوں نے دروازہ کھول کر اندر آکر اسے دیکھا۔ وہ کرسی پر بیٹھی کوئی رسالہ پڑھ رہی تھی۔ انہیں دیکھ کر پوچھا "تم لوگ کون ہو اور کس لیے آئے ہو؟"

ان میں سے ایک نے کہا "ابھی تم نے اپنے ایک انکل کو فون کیا تھا۔ تم اس کی بیٹی سے دوستی کرنا چاہتی تھیں۔"

"ارے ہاں' یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی؟"

"تمہارے انہی انکل نے ہمیں یہاں بھیجا ہے۔ ان کی بیٹی کی طبیعت کچھ ناساز ہے۔ وہ یہاں نہیں آسکتی۔ اس لیے اس نے تمہیں وہاں بلایا ہے۔ کیا ہمارے ساتھ چلوگی؟"

وہ سوچنے کے انداز میں بولی "ہاں چلوں گی لیکن مما اور پاپا پتا نہیں کب یہاں آ جائیں۔ ٹھیک ہے کوئی بات نہیں میں باہر سے دروازے کو لاک کردوں گی ان کے پاس دوسری چابی ہے۔ وہ کھول کر آ جائیں گے۔"

ان سراغ رسانوں کو پہلے یقین نہیں تھا کہ وہ اتنی آسانی سے اس بچی کو وہاں سے لے جائیں گے۔ اعلیٰ بی بی ان کے ساتھ باہر آئی۔ ایک چابی سے دروازے کو لاک کیا پھر ان کے ساتھ ایک کار میں بیٹھ کر جانے لگی۔ اس نے خفیہ ایجنسی کے انچارج سے کہا "انکل سے فون پر بات ہوئی تھی۔ میں سمجھ رہی تھی وہ کسی دوسرے ملک سے بات کر رہے ہیں اگر معلوم ہوتا کہ پیرس میں ہیں تو میں ان کا پتا پوچھ کر پہلے ہی چلی جاتی اور ان کی بیٹی سے ضرور دوستی کرتی۔"

انچارج نے کہا "وہ پیرس میں نہیں ہیں لیکن اسی ملک کے دوسرے شہر میں ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایک طیارہ چارٹر کر کے تمہیں لے آئیں۔"

پھر اس نے موبائل فون کے ذریعے کسی سے کہا "ہم اعلیٰ بی بی کو ساتھ لا رہے ہیں طیارے کو رن وے پر لے آؤ۔"

اعلیٰ بی بی یوں اطمینان سے بیٹھی رہی جیسے واقعی کسی نئی لڑکی سے دوستی کر کے اسے سہیلی بنانے جا رہی ہو۔ میں نے سونیا کا موبائل فون لے کر برین آدم سے رابطہ کیا اس نے پوچھا "ہیلو تم کون ہو؟"

"میں انٹرپول کا وہی افسر ہوں جس نے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو آپ کے حوالے کیا تھا۔"

برین آدم نے خوش ہو کر کہا "اوہ مسٹر آپ ہیں۔ آپ نے تو اپنا نام بھی نہیں بتایا۔ اس کے بعد کوئی رابطہ ہی نہیں کیا۔"

"میں صرف ضرورت کے وقت رابطہ کرتا ہوں۔ اس وقت بھی ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ پلیز آپ الپا کو اپنے پاس بلائیں تاکہ ہم تینوں کے درمیان گفتگو ہو سکے۔"

"آپ صرف پانچ منٹ کے بعد فون کریں الپا میرے پاس موجود ہوگی۔"

میں نے فون بند کر دیا۔ سونیا کے ساتھ منصوبہ بنا چکا تھا کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔ پانچ منٹ کے انتظار کے دوران میں ہم نے اس موضوع پر پھر گفتگو کی۔ اس کے ہر پہلو پر غور کیا پھر میں نے فون پر برین آدم سے رابطہ کیا تو الپا کی آواز سنائی دی "ہیلو مسٹر اَن نون۔ میں تو آپ کا نام بھی نہیں جانتی۔ آپ نے اتنا بڑا احسان کیا ہے اور ہم سے اجنبی بن کر رہتے ہیں۔"

میں نے کہا "شاید آپ کو میری باتوں میں سے یہ بات یاد رہی ہوگی کہ کبھی مجھے بھی آپ لوگوں سے کام پڑ سکتا ہے۔ آپ لوگوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہر حال میں ضروری کام چھوڑ کر پہلے میری مدد کریں گے۔"

"ہاں ہمیں یاد ہے۔ ہم ضرور مدد کریں گے لیکن آپ چاہتے کیا ہیں؟"

"میں جب بھی کسی سے کچھ مدد لیتا ہوں تو پہلے اس کی مدد کرتا ہوں پھر اپنا کام نکالتا ہوں۔"

"آپ نے ہماری بڑی مدد کی ہے بلکہ احسان کیا ہے اب میرے پاس دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہو گئے ہیں۔"

"میں یہ خوش خبری سنانے آیا ہوں کہ دو اور ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ کے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ اور برین آدم دونوں ہی چونک گئے۔ وہ بولی "کیا واقعی.... دو ٹیلی پیتھی جاننے والے۔ آپ کہاں سے فراہم کریں گے؟"

"پہلے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو انٹرپول اور امریکا والوں نے جیکی اولڈ سے چھین لیا تھا کیا آپ جانتی ہیں کہ جیکی اولڈ کے پاس جو نو ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے تھے۔ ان میں سے تین لاپتا ہو گئے ہیں اور ان کی کوئی خیر خبر نہیں ہے۔"

"ہاں میں جانتی ہوں وہ ایسے گم ہوئے ہیں جیسے مر چکے ہوں۔"

میں نے کہا "یہ ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑے سخت جان ہوتے ہیں۔ معاف کیجیے گا آپ بھی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہیں۔ آپ نے بھی کتنی مشکلوں سے گزر کر خود کو زندہ سلامت رکھا ہے۔ اسی طرح ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے کہیں نہ کہیں روپوش رہ کر زندگی گزار رہے ہوں گے اور کبھی کسی نہ کسی دن ظاہر ہو جائیں گے۔"

"ہاں اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے کہ کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے روپوش ہو جاتے ہیں پھر کسی نہ کسی مجبوری کی بنا پر ظاہر بھی ہو جاتے ہیں لیکن ابھی آپ تین کی نہیں دو کی بات کر رہے تھے کہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے حوالے کریں گے۔ وہ دونوں کون

ہیں؟"

وہ دونوں بھی جیکی اولڈ کے زیر اثر ہیں۔ اس بار جیکی اولڈ نے ان پر دوبارہ تنویمی عمل کر کے ان کی آوازوں کو اور لب و لہجوں کو بدل دیا ہے۔ اس کے بعد ایک ایسا عجیب اتفاق ہوا کہ میں نے ان میں سے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لب و لہجوں کو سن لیا ہے اور انہیں اپنے ذہن میں نقش کر لیا ہے اگر میں ٹیلی پیتھی جانتا تو ان کو فوراً اپنا معمول اور محکوم بنا لیتا۔"

الپا نے کہا "ہم سمجھ رہے ہیں اگر آپ ٹیلی پیتھی جانتے تو پچھلے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی ہمارے حوالے نہ کرتے۔ بلکہ انہیں اپنا معمول بنا لیتے۔"

"ہاں یہ ساری دنیا خود غرض ہے۔ میں مانتا ہوں کہ میں بھی خود غرض ہوں۔ تم بھی خود غرض ہو لیکن خود غرضی کے باوجود ہم کسی نہ کسی طرح ایک دوسرے کے کام آ کر دشمنوں پر حاوی ہو سکتے ہیں۔"

"آپ درست فرماتے ہیں۔ میں بے چین ہوں کہ آپ ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے متعلق بتائیں۔"

"جلد بتاؤں گا لیکن اس بار پہلے میں اپنا کام کرانا چاہوں گا۔ اس کے بعد آپ ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حاصل کر سکیں گی۔"

"ہم آپ سے وعدہ کر چکے ہیں آپ کا کوئی بھی مسئلہ ہو۔ خواہ وہ ناممکن ہو ہم اسے ممکن کر دکھائیں گے۔ آپ بتائیں کیا چاہتے ہیں؟"

"میں ایک پہاڑ سے ٹکر لے رہا ہوں۔ ایک ایسے زبردست شخص سے میری دشمنی ہے کہ میں اسے کمزور بنا کر اور اسے اپنے پیچھے دوڑا دوڑا کر مارنا چاہتا ہوں۔"

"ایسا کون شخص ہے؟"

"اس کا نام فرہاد علی تیمور ہے۔"

یہ سن کر الپا اور برین آدم چند لمحوں کے لیے خاموش رہے پھر برین آدم نے کہا "آپ جانتے ہیں کہ فرہاد لوہے کا چنا ہے۔ اسے چبانے والوں کے دانت ٹوٹ جاتے ہیں اور آپ اس سے ٹکر لے رہے ہیں۔ آخر بات کیا ہے؟"

"میری ذاتی دشمنی ہے وہ جو ناقابلِ شکست کہلاتا ہے۔ میں اسے ایسی شکست دوں گا کہ اس کے خاندان والے بھی عبرت حاصل کریں گے۔"

برین آدم نے کہا "اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ کا کام کرنے کے لیے ہمیں فرہاد جیسے ناقابلِ شکست شخص سے ٹکر لینی ہوگی۔"

"جی ہاں میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہوں لیکن اس کے باوجود اسے شکست دینے کا اور اسے بری طرح ہلاک کرنے کا منصوبہ بنا چکا ہوں اگر الپا ٹیلی پیتھی جاننے اور مزید دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ کر کے بھی میرا ساتھ نہ دے سکے اور فرہاد سے ٹکر لینے کے خیال سے خوف زدہ ہو جائے تو پھر مجھے افسوس ہوگا۔"

الپا نے کہا "یہ تو آپ ضرور تسلیم کریں گے کہ فرہاد سے صرف میں ہی نہیں سب ہی خوف زدہ رہتے ہیں لیکن میں آپ کا کام کرنے سے انکار نہیں کروں گی لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ یہ کبھی فرہاد پر ظاہر نہ ہو کہ میں درپردہ تمہاری مدد کر رہی ہوں۔"

"یہ مجھے منظور ہے۔ یہ کبھی ظاہر نہیں ہوگا کہ میں تمہاری مدد کر رہا ہوں اور تم میری مدد کرتی رہی ہو۔"

برین آدم نے پوچھا "اب آپ بتائیں کہ فرہاد کے خلاف کیا قدم اٹھانا چاہتے ہیں؟"

میں نے کہا "میں وہ قدم اٹھا چکا ہوں۔ انسان کی سب سے بڑی کمزوری اس کی اپنی اولاد ہوتی ہے۔ میں نے فرہاد اور سونیا کی بیٹی اعلیٰ بی بی کو اغوا کر لیا ہے۔"

دونوں نے حیرانی سے پوچھا "کیا واقعی آپ نے اعلیٰ بی بی کو اغوا کیا ہے؟ کیسے اغوا کیا ہے؟"

"یہ تو جب اعلیٰ بی بی کو آپ اپنی تحویل میں لینا اور اسے چھپا کر رکھنا منظور کریں گی۔ تب ہی میں بتاؤں گا۔"

"میں نے کہہ دیا ہے کہ درپردہ رہ کر آپ کے لیے سب کچھ کروں گی لیکن اس کی ضمانت بھی ہونی چاہیے کہ جب میں اتنا بڑا قدم اٹھاؤں گی اور صرف فرہاد نہیں بلکہ سونیا جیسی مکارِ زمانہ عورت کی بیٹی کو اغوا کروں گی تب واقعی تم دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو میرے حوالے کرو گے۔ کیا اس کی ضمانت دے سکتے ہو؟"

"پہلے میں ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آوازیں اور لب و لہجے آپ کو سنواؤں گا۔ آپ انہیں ریکارڈ کریں یا اپنے ذہنوں میں محفوظ کریں۔ اس کے بعد ان کے دماغوں میں پہنچیں لیکن بالکل خاموشی سے۔ کیونکہ وہ ان لب و لہجوں کو نہیں جانتے ہیں۔ جیکی اولڈ اسی طرح خاموشی سے ان کے دماغوں میں پہنچتا ہے۔"

"میں اس ٹیلی پیتھی کی تکنیک کو سمجھتی ہوں۔ ٹھیک ہے پہلے یہ بتاؤ کہ وہ اعلیٰ بی بی اس وقت کہاں ہے؟ اور تم اسے کیسے مجھ تک پہنچاؤ گے یا مجھ کہیں جا کر اسے حاصل کرنا ہوگا؟"

"نہیں آپ جہاں ہیں وہیں رہیں گی اور مجھ سے بھی روپوش رہیں گی۔ میں نے اعلیٰ بی بی کو ایک طیارے میں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ روانہ کر دیا ہے وہ اسرائیل کی طرف آنے والی ہے۔ اب آپ فیصلہ کریں کہ اس طیارے کو تل ابیب کے ایئرپورٹ پر اترنے دیں گے یا کسی ویران جگہ اترنے کا سگنل دیا جائے گا۔"

"میں اپنا رازدار کسی کو بنانا نہیں چاہتی۔ میرے رازدار صرف آپ اور برین آدم ہیں۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے انسان کو زیادہ سے زیادہ محتاط رہنے کے لیے کسی کو بھی رازدار نہیں بنانا چاہیے۔ "میں یہی بات کہہ رہا ہوں کہ طیارے میں دو افسران اعلیٰ بی بی کو لے کر آ رہے ہیں جیسے ہی طیارہ آپ کے سگنل کے مطابق وہاں اترے تو آپ اعلیٰ بی بی کو اپنی کسٹڈی میں لے کر اس طیارے میں موجود تمام افسران کو فوراً ہی گولی مار دیں اور اس طیارے کو بم کے دھماکے سے اس طرح اڑا دیں کہ اس کی پہچان نہ ہو سکے۔"

"یہ اچھی تدبیر ہے۔ ہم پر الزام نہیں آئے گا ہم دھماکے سے تباہ ہونے والے طیارے کے ایک ایک ٹکڑے کو بھی زمین میں دفن کریں گے اور ایسے آثار نہیں چھوڑیں گے۔ جس سے یہ الزام آئے کہ وہ طیارہ اسرائیل آیا تھا۔"

"میں یہی چاہتا ہوں، جتنی بھی چالاکی، حاضر دماغی اور رازداری سے کام لے کر آپ اعلیٰ بی بی کو چھپا کر رکھیں گے اتنی ہی تیزی سے میری کامیابی میرے قریب آئے گی۔ آپ دیکھیں گے کہ کس طرح سونیا اور فرہاد میرے پیچھے دوڑتے پھریں گے۔ اب آپ ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آوازیں اور لب و لہجوں کو توجہ سے سنیں اور اپنے ذہن میں نقش کریں۔"

میں جیکی اولڈ یعنی نارنگ کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آوازیں اور لب و لہجے سنانے لگا۔ کئی بار سنانے کے بعد الپا نے کہا "آپ کا بہت بہت شکریہ میں نے ان آوازوں کو نقش کر لیا ہے۔"

میں نے کہا "صرف نقش کرنے سے بات نہیں بنے گی۔ پہلے آپ یقین کر لیں کہ میں آپ کے ساتھ دیانت دار ہوں۔ آپ ابھی ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں میں چپ چاپ جائیں۔ یقین کریں کہ یہ جیکی اولڈ کے زیر اثر ہیں۔ جب یقین ہو جائے تو پھر میں فون پر آپ سے پانچ منٹ یا دس منٹ بعد بات کروں گا۔"

"ٹھیک ہے آپ صرف پانچ منٹ بعد ہم سے رابطہ کریں۔"

میں نے پھر فون بند کر دیا۔ سونیا میرے دماغ میں رہ کر یہ تمام باتیں سن رہی تھی پھر بولی "یہ الپا کس قدر کمینی ہے۔ ہمارے احسانات کو بھول چکی ہے۔ جب وہ ماں بننے والی تھی اور ایسے وقت اس کا دماغ کمزور ہو گیا تھا تو کتنے ہی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے اسے اپنی معمولہ اور کنیز بنانا چاہتے تھے۔ ایسے وقت جناب تبریزی نے اس کی مدد کی تھی اور کہا تھا کہ کوئی دشمن اسے نقصان نہیں پہنچائے گا اور اسی لیے آج بھی وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے اور زندہ سلامت ہے۔ اس کے علاوہ بھی کتنے ہی چھوٹے بڑے احسانات اس پر کیے گئے لیکن اب وہ صرف دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حاصل کرنے کے لیے ہمارے تمام احسانات کو بھلا کر ہماری بیٹی کو اغوا کرنے والے کا ساتھ دے رہی ہے اور اعلیٰ بی بی کو کہیں چھپا کر رکھنا چاہتی ہے۔"

میں نے کہا "وہ تو کتے کی دم ہے۔ ٹیڑھی ہے ٹیڑھی ہی رہے گی۔"

میں نے پھر فون پر رابطہ کیا تو الپا نے خوش ہو کر کہا "بھئی آپ نے تو کمال کر دیا۔ واقعی میں ان کے دماغوں میں گئی تھی اور انہوں نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ جیکی اولڈ بھی اسی طرح ان کے دماغوں میں جاتا ہوگا۔ بہرحال اب تو کسی وقت بھی میں ان دونوں کو وہاں سے اغوا کر کے اپنے ملک میں لا سکتی ہوں۔"

"دیکھیں سودا سچا اور کھرا ہونا چاہیے۔ میں پھر کہہ دیتا ہوں کسی بھی موقع پر مجھے دھوکا نہ دینا۔ ورنہ جو شخص فرہاد علی تیمور سے ٹکر لینے کی قسم کھا کر اس کو اس طرح مار دینا چاہتا ہے تو پھر وہ آپ کے بھی پیچھے پڑ جائے گا۔ آپ دیکھیں گے کہ سونیا اور فرہاد کس طرح گھٹنے ٹیکیں گے۔"

برین آدم نے کہا "جب الپا کو یقین ہو گیا ہے کہ مزید دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہماری رینج میں آ گئے ہیں اور ہم انہیں کسی وقت بھی حاصل کر سکتے ہیں تو آپ یقین کریں کہ ہم آپ کا کام ہر حال میں کریں گے۔ جب وہ طیارہ ہمارے ملک کی طرف آ رہا ہے تو اس کے پائلٹ کو طیارہ یہاں اتارنے کے لیے کنٹرولنگ ٹاور سے اجازت لینی ہوگی۔ جب وہ اجازت لینے کے لیے بولے گا تو الپا اس کے دماغ میں پہنچ جائے گی پھر اپنی مرضی کے مطابق اسے ایسی جگہ طیارہ اتارنے پر مجبور کر دے گی۔ جہاں کوئی نہیں ہوگا۔ کسی کی آنکھ یہ نہیں دیکھے گی کہ کس طرح ہم نے اعلیٰ بی بی کو قیدی بنا کر اس طیارے کو تباہ کرنے کے بعد اسے زمین میں دفن کر دیا ہے۔"

میں نے کہا "آپ کا بہت بہت شکریہ بس میں یہی چاہوں گا کہ اعلیٰ بی بی کو قید کرنے کے بعد اسے کسی ایسی جگہ قید کریں جہاں وہ آرام سے رہ سکے۔ آپ اسے تحویل میں لیتے ہی اس کے دماغ پر تنویمی عمل کریں گی تو وہ آپ کی معمول اور محکوم بن جائے گی۔ حتیٰ کہ اپنی ماں سونیا اور اپنے باپ فرہاد کو بھی بھول جائے گی۔"

الپا نے کہا "میرے ذہن میں بھی یہی بات تھی میں اعلیٰ بی بی کو حراست میں لیتے ہی سب سے پہلے اسے تنویمی عمل کے ذریعے اپنی معمولہ بنا لوں گی اور سونیا اور فرہاد اس کی آواز اور لب و لہجے سے اسے تلاش کرتے رہ جائیں گے لیکن یہ معلوم نہیں کر سکیں گے کہ ان کی بیٹی کہاں پہنچی ہوئی ہے۔"

برین آدم نے کہا "لیکن ایک بات ہے۔ ہم اعلیٰ بی بی کو چھپانے کے لیے اپنی حکمتِ عملی سے کام لیں گے۔ اسے اپنے ملک میں رکھ کر قیدی نہیں بنائیں گے بلکہ کسی دوسرے ملک میں رکھیں گے۔ کیونکہ بابا صاحب کے ادارے میں روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ہیں شاید وہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم کر سکیں کہ اعلیٰ بی بی کہاں ہے تو ایسے وقت انہیں معلوم ہوگا کہ وہ کم از کم اسرائیل میں تو نہیں ہے۔ کسی دوسرے ملک میں ہے۔ اس طرح ہم پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔"

میں نے کہا "آپ اپنے تحفظ کے لیے جو بھی کریں گے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ میں صرف ایک بات چاہتا ہوں کہ اعلیٰ بی بی سونیا اور فرہاد کے ہاتھ نہ لگے۔ اب آپ بتائیں کہ فون بند کرنے کے بعد مجھے پھر کب رابطہ کرنا چاہیے۔ تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ آپ لوگوں نے بڑی کامیابی سے اعلیٰ بی بی کو دوسرے کسی

ملک میں چھپایا ہوا ہے۔"

"آپ ہم سے تقریباً تین گھنٹے کے بعد فون پر رابطہ کریں۔"

"ٹھیک ہے میں تین گھنٹے بعد فون پر رابطہ کروں گا لیکن فون پر اعلیٰ بی بی کی بھی آواز سنوں گا تاکہ یقین ہو جائے کہ جس دشمن کی سب سے بڑی کمزوری اس سے چھین رہا ہوں۔ وہ الپا کی تحویل میں رہنے کے باوجود میری ہی تحویل میں رہے گی۔"

"آپ اطمینان رکھیں۔ تین گھنٹے بعد آپ کو اعلیٰ بی بی کی بھی آواز سنائی جائے گی اور یہ بھی بتا دیا جائے گا کہ اسے ہم کس ملک میں لے جانے والے ہیں۔"

فون کا رابطہ ختم ہو گیا۔ اعلیٰ بی بی امریکا کی خفیہ ایجنسی کے انچارج کے ساتھ ایک خاص طیارہ میں تھی اس طیارے میں ان دونوں کے علاوہ صرف ایک پائلٹ تھا۔ اس پائلٹ کے دماغ پر ہمارے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں نے پوری طرح قبضہ جمایا ہوا تھا۔ اس بات کا اندیشہ تھا کہ ایف بی آئی کا اعلیٰ افسر اعلیٰ بی بی کو حفاظت سے لانے کے لیے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کام لے گا اور ان سے کہے گا کہ پائلٹ اور خفیہ ایجنسی کے انچارج کے دماغ پر قبضہ جمائے رکھے تاکہ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں میں نہ پہنچ پائیں۔

اس سے پہلے ہی ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس پائلٹ اور خفیہ ایجنسی کے انچارج کے دماغوں میں تھے۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ صرف تیج پال کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے جب بھی ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کریں گے تو وہ انہیں اعلیٰ بی بی کے بارے میں بتائے گا کہ کس طرح اسے ٹریپ کرکے واشنگٹن لایا جا رہا ہے اگر وہ آندرے سے رابطہ کرے گا تو آندرے ہمارا بیٹا علی ہو گا اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی اعلیٰ بی بی کو واشنگٹن نہیں پہنچنے دیں گے۔ اس کے علاوہ جیکی اولڈ سے بھی ایف بی آئی کا اعلیٰ افسر اور دوسرے امریکی اکابرین کوئی توقع نہیں رکھتے تھے۔

سونیا نے کہا "اگر تیج پال کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے اعلیٰ بی بی کو واشنگٹن لے جانے کے لیے اس طیارے میں پہنچیں گے اور پائلٹ اور انچارج کے دماغوں میں پہنچنا چاہیں گے تو ہم کسی طرح سراغ لگائیں گے کہ ان کے موجودہ لب و لہجے کیا ہیں۔ اس طرح ہم یہ جان سکیں گے کہ تیج پال نے انہیں اپنے ساتھ کہاں چھپا رکھا ہے۔"

اعلیٰ بی بی کو لے جانے والے طیارے نے پیرس سے پرواز کی تھی۔ آگے اسے بحر اٹلانٹک عبور کرکے امریکا کے شہر واشنگٹن پہنچنا تھا لیکن اس کا رخ اچانک ہی بدل گیا تھا اور وہ واپس پیرس ہوتا ہوا اٹلی کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں سے پھر وہ یونان کی طرف جانے لگا تب خفیہ ایجنسی کے انچارج نے پریشان ہو کر امریکا کے متعلقہ حکمرانوں سے رابطہ کیا اور کہا "ہمارے پائلٹ کے دماغ پر شاید کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے نے قبضہ کیا ہے۔ اب وہ اس طیارے کو مخالف سمت لیے جا رہا ہے۔ آپ فوراً کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے رابطہ کرکے اسے حکم دیں کہ وہ اس پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جمائے اور دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ناکام بنائے۔"

ایک متعلقہ حاکم نے کہا "ہم ابھی اپنے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسے فوراً ہی اس پائلٹ کے پاس بھیجیں گے۔"

لیکن امریکی اکابرین اور ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر بھی اپنے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے خود رابطہ نہیں کر سکتے تھے۔ وہ ٹیلکس کے ذریعے یا کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کرتے تھے یا پھر خود ہی کسی دوسرے حاکم یا فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں آکر بولتے تھے لیکن اس وقت کوئی ان سے رابطہ نہیں کر رہا تھا پھر آپس میں مشورہ کیا گیا کہ اس وقت الپا سے کام لینا چاہیے۔

دوسرے حکمرانوں اور فوج کے اعلیٰ افسران نے یہ بات سن کر ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایک نے کہا "الپا سے مدد لینے کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم اسے رازدار بنا رہے ہیں اور یہ بہت بڑا راز ہے کہ سونیا اور فرہاد کی بیٹی کو اغوا کیا گیا ہے۔"

"اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم الپا سے بھی مدد نہ لے سکیں اور دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا پتا نہیں اس اعلیٰ بی بی کو کہاں لے جائے یہ زیادہ سوچنے کا موقع نہیں ہے۔ آپ لوگ فوراً فیصلہ کریں۔"

کئی اکابرین گھڑی کی طرف دیکھنے لگے۔ اس طیارے میں بیٹھے ہوئے خفیہ ایجنسی کے انچارج نے پھر کہا "آپ لوگوں کی طرف سے جواب نہیں مل رہا ہے۔ یہ طیارہ اٹلی سے آگے نکل چکا ہے۔ پتا نہیں کہاں جانے والا ہے۔"

اس سے کہا گیا "ہم اسی معاملے پر غور کر رہے ہیں۔ بس ابھی فیصلہ کرتے ہیں۔ کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔"

آخر انہوں نے فون کے ذریعے پہلے برین آدم سے رابطہ قائم کیا پھر برین آدم نے الپا کو اپنے پاس بلا لیا۔ الپا نے ان کی باتیں سن کر انجان بنتے ہوئے کہا "یہ تو بہت خطرناک کام ہو رہا ہے۔ سونیا اور فرہاد کو چھیڑنا تو جیسے خود آگ میں چھلانگ لگانا ہے۔"

اس سے کہا گیا "میڈم الپا ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ سونیا اور فرہاد کو کبھی یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ اس کی بیٹی کو اغوا کرنے میں تم نے ہماری مدد کی تھی۔ پلیز کچھ کرو۔ اس طیارے کے پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جماؤ اور اسے واپس ہمارے پاس پہنچا دو۔ ہم تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولیں گے اگر آج ہم ناکام ہو جائیں گے تو ہمارا بہت نقصان ہو جائے گا۔ پچھلی بار دو حملے بابا صاحب کے ادارے پر کرنے کی ناکام کوششیں کی گئیں اس کا انجام اب تک بھگت رہے ہیں۔ پلیز اس وقت تم ہی ہمیں بچا سکتی ہو۔"

الپا نے کہا "اچھی بات ہے۔ امریکا سے ہمیں بڑی بڑی امداد حاصل ہوتی ہیں لہٰذا میں بھی تم لوگوں کی مدد کرنے سے پیچھے نہیں رہوں گی۔ اپنے آدمی سے کہو کہ فون پر مجھ سے رابطہ کرے۔"

طیارے میں بیٹھے ہوئے خفیہ ایجنسی کے انچارج سے کہا گیا کہ وہ فون کے ذریعے برین آدم سے رابطہ کرے۔ اس نے رابطہ کیا تو الپا نے کہا "تم فون بند کرو اور پائلٹ کے پاس جا کر اس سے بات کرو۔ میں تمہارے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچ جاؤں گی۔"

اس انچارج نے فوراً ہی فون بند کرنے کے بعد دروازہ کھول کر پائلٹ کیبن میں آکر اس پائلٹ کو مخاطب کیا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا پھر پوچھا "کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ طیارہ صحیح سمت جا رہا ہے یا نہیں؟"

"بالکل صحیح سمت جا رہا ہے۔ آپ کو شبہ کیوں ہو رہا ہے؟"

ان باتوں کے دوران میں الپا اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ جب اس نے اس کے دماغ پر قبضہ جمانا چاہا تو پتا چلا کہ پہلے سے وہاں کوئی موجود ہے جو اس پر قبضہ جمائے ہوئے ہے۔ تب اس پائلٹ کے دماغ میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے درمیان جیسے جنگ ہونے لگی۔ وہ ایک دوسرے پر غالب آکر پائلٹ کے دماغ پر پوری طرح مسلط ہو جانا چاہتے تھے۔ ہم نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو سمجھا دیا تھا کہ وہ تھوڑی سی جدوجہد کرنے کے بعد پائلٹ کے دماغ سے نکل جائے۔

اس سراغ رساں نے یہی کیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پائلٹ کے دماغ سے بھاگ گیا۔ الپا نے خوش ہو کر اس کے دماغ پر مسلط ہو کر پائلٹ کو طیارے کا رخ بدلنے پر مجبور کر دیا۔ اس کا رخ بدل کر پھر اٹلی کی طرف ہو گیا۔ اٹلی کے اس مشرقی ساحل پر باری نامی ایک شہر تھا الپا نے اس شہر سے بھی آگے اس طیارے کو لے جا کر ایک پہاڑی علاقے میں اتار دیا۔ اس سے تقریباً سو گز کے فاصلے پر ایک ہیلی کاپٹر کھڑا ہوا تھا۔ خفیہ ایجنسی کے انچارج نے پائلٹ کیبن کے دروازے پر آکر پوچھا "یہ تم نے طیارے کو کہاں اتارا ہے؟"

اس کی بات ختم ہوتے ہی پائلٹ نے گھوم کر اسے گولی مار دی پھر اعلیٰ بی بی کا ہاتھ پکڑ کر اسے دروازے پر لے آیا۔ اس کا دروازہ بہت اونچائی پر تھا۔ وہاں سے اترنے کے لیے سیڑھی کی ضرورت تھی۔ نیچے ایک قد آور جوان کھڑا ہوا تھا اس نے اعلیٰ بی بی کو دیکھتے ہی مسکرا کر آنکھ ماری تو وہ بھی مسکرائی پھر اس نے وہاں سے چھلانگ لگا دی۔ نیچے کھڑے ہوئے نوجوان نے اسے دونوں بازوؤں میں کیچ کر لیا پھر اسے زمین پر اتار کر اس پائلٹ سے بولا "تمہارے دماغ میں میرا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا لیکن کوئی عورت تمہارے دماغ میں آکر اس ٹیلی پیتھی جاننے والے سے لڑتی رہی۔ وہ کمزور پڑ گیا اور بھاگ گیا۔ اب تمہارے دماغ پر اس عورت کا قبضہ ہے۔ میں نے خاموشی سے تمہارے دماغ میں رہ کر اندازہ لگایا ہے کہ جو عورت اتنی شدت سے جنگ کرکے اپنے دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کو بھگا سکتی ہے اور طیارے کو یہاں تک لا سکتی ہے تو وہ سونیا ہی ہو گی اور اس لیے بھی سونیا ہو گی کہ اس کی بیٹی کو اغوا کیا جا رہا تھا لیکن سوری ٹو سے میڈم سونیا کہ اب تم اس کے دماغ میں بھی نہیں رہ سکو گی۔ نہ ہی اپنی اس بیٹی کو بچا سکو گی۔" یہ کہتے ہی اس قد آور شخص نے پائلٹ کو گولی مار دی۔ الپا کی سوچ کی لہریں اس مردہ شخص کے دماغ سے نکل گئیں۔ وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر بولی "بگ برادر یہ تو بڑی گڑبڑ ہو گئی۔ اعلیٰ بی بی میرے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔"

وہ اس کو بتانے لگی کہ اس طیارے میں اب تک کیا ہوتا رہا ہے۔ برین آدم نے سب کچھ سننے کے بعد کہا "کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اپنے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کام لے رہا تھا اور اس کا وہ ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والا صرف اس وجہ سے اس کے دماغ سے نکل گیا تھا کہ تاکہ تمہیں وہاں جگہ مل جائے اور تم اس خوش فہمی میں رہو کہ تم نے پائلٹ کے دماغ کو پوری طرح اپنے قبضے میں کر لیا ہے لیکن وہ خفیہ ایجنسی کے انچارج کے دماغ میں چھپا ہوا تھا۔ جیسے ہی طیارے کو اتارا گیا وہاں اس نے بازی پلٹ دی لیکن ایک بات ہمارے فائدے کی ہے کہ جو بھی پائلٹ کو گولی مار کر اعلیٰ بی بی کو لے گیا ہے۔ وہ یہی سمجھ رہا ہے کہ یہ سب کچھ سونیا کر رہی تھی اور سونیا کو پائلٹ کے دماغ سے بھگانے کے لیے اس نے پائلٹ کو گولی مار دی۔"

"لیکن بگ برادر سونیا کو تو اس نے بھگا دیا ہے لیکن اعلیٰ بی بی کے دماغ میں رہ کر سونیا اور فرہاد بہت کچھ معلوم کر سکتے ہیں۔"

"بے شک اس کے دماغ میں رہ کر معلوم کر رہے ہوں گے لیکن کب تک اگر دشمن اعلیٰ بی بی کو گولی مارنے کی دھمکی دے یا اس کی جان کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو سونیا اور فرہاد مجبور ہو کر اپنی بیٹی کے دماغ سے نکل جائیں گے اور انہیں نکلنا پڑے گا۔ وہ بیٹی کی قربانی نہیں دیں گے۔"

جس طرح وہ قیاس آرائیاں کر رہے تھے کہ اس پائلٹ کے دماغ میں سونیا تھی اسی طرح وہ ابھی بہت سی غلط قیاس آرائیاں کر سکتے تھے۔ انہیں یہ پتا ہی نہیں تھا کہ علی وہاں بہت پہلے سے پہنچا ہوا ہے اور اپنی بہن کو ہیلی کاپٹر میں لے گیا ہے۔

اور ایک بات علی بھی نہیں جانتا تھا اور ہم بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ بھائی بہن اس ملک میں ہیں جہاں وہ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے یعنی کہ تھری جے کہلانے والے اسی ملک میں بڑی دانش مندی اور بڑی حکمتِ عملی سے ایک سیدھی سادی اور پُرامن زندگی گزار رہے ہیں۔

O☆O

نارنگ ایک بہت ہی خوب صورت پارک میں ٹہل رہا تھا۔ وہاں رنگا رنگ پھول کھلے ہوئے تھے اور رنگا رنگ حسینائیں بھی تھیں۔ خوب صورت جوان مرد، بوڑھے بچے سب تھے لیکن وہ

تنہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ جو تین ٹیلی پیتھی جاننے والے اچانک اس کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں تو انہیں کس طرح تلاش کیا جائے۔ اس کی ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا بے حد ذہین ہے۔ شاید وہ اسے تلاش کرسکے اس کا نام پولار میین تھا۔

جیکی اولڈ نے اس وقت اپنے نو ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر عمل کیا تھا جب نارنگ اس کے جسم میں داخل نہیں ہوا تھا اور جیکی اولڈ کے کیے ہوئے تنویمی عمل کی مدت ختم ہوچکی تھی۔ اسی لیے وہ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے باقی چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے مقابلے میں تنویمی عمل کے اثر سے نکل گئے تھے اور جب نارنگ کی آتما جیکی اولڈ کے جسم میں آئی تو نارنگ کو صرف چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے مل سکے۔ اب اس کی عقل میں یہی بات آرہی تھی کہ جو چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ان میں سے جس کا نام پولار میین ہے۔ وہ شاید ان تینوں کو تلاش کرپائے گا۔ یہ سوچ کر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اور پولار میین کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اسے حیرانی ہوئی۔ اس کی سوچ کی لہریں واپس آگئی تھیں کیونکہ اسے اپنے ہی معمول پولار میین کا لب ولہجہ اور اس کا دماغ نہیں مل رہا تھا۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ کسی نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کے لب ولہجے کو بدل دیا ہے۔

وہ دماغی طور پر اس پارک میں حاضر ہو کر حیرانی سے خلا میں تکتے ہوئے سوچنے لگا یہ کیا ہوگیا؟ پہلے تین گئے تھے۔ یہ چوتھا بھی کیسے چلا گیا؟ کیا سونیا ایسا کررہی ہے؟

پھر اس نے انکار میں سرہلایا۔ اس کی موٹی سی عقل میں یہ بات آئی کہ سونیا کو اگر اس کے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر قبضہ کرنا ہوتا تو وہ صرف ایک پر قبضہ کیوں جماتی اور اس سے پہلے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس کے قبضے سے کیوں نکال لیتی۔ یہ سونیا کا نہیں کسی اور دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کا کام ہے۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والے سے رابطہ کیا اور کہا "میں تمہارا باس بول رہا ہوں۔"

اس نے کہا "لیس سر، حکم کریں؟"

ابھی میں پولار میین کے دماغ میں گیا تھا لیکن وہ مجھے نہیں ملا۔ کسی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا ہے۔ پتا نہیں اس کے موجودہ لب ولہجے کو کیسے سمجھا گیا تھا کہ اس کا وہ لب لہجہ بدل کر اب شاید اسے اپنا معمول بنا کرلے گیا ہے۔"

"سر مجھے اس بات کا علم نہیں ہے لیکن ایک بات میں ابھی آپ سے کہنے والا تھا اور سوچ رہا تھا کہ آپ کے پاس جاؤں گا۔"

"کیا بات کہنے والے تھے؟"

"ہمارا ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والا ساتھی جس کا نام جان جیلسی ہے۔ وہ بھی مجھے خیال خوانی کے ذریعے نہیں مل رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس پر بھی کسی نے قبضہ جمالیا ہے۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا میرے ہاتھ سے سارے ٹیلی پیتھی جاننے والے نکلتے جارہے ہیں۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کے ذریعے جان جیلسی کے لب ولہجے کو گرفت میں لے کر معلوم کیا تو پتا چلا کہ واقعی وہ اب اس لہجے کو فراموش کرچکا ہے اور کسی نئے لب ولہجے کے ساتھ کسی اور کا فرماں بردار بن چکا ہے۔

وہ پریشان ہو کر اپنے باقی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں میں جاکر معلوم کرنے لگا کہ وہ اس کے قابو میں ہیں یا نہیں۔ اسے اپنے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے مل گئے۔ وہ بدستور اس کے معمول اور تابع تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے صرف دو ٹیلی پیتھی جاننے والے جن میں سے ایک کا نام جان جیلسی اور دوسرے کا نام پولار میین تھا۔ انہیں اس سے چھین لیا گیا ہے۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے سونیا کو مخاطب کرکے کہا "پلیز آپ میری ایک بات سنیں۔ مجھے اپنے دماغ سے نہ بھگائیں۔"

"جلدی بولو کیا بولنا چاہتے ہو۔"

"پہلے جیکی اولڈ کے نو میں سے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے گم ہوگئے تھے اب معلوم ہوا ہے کہ میرے باقی چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے بھی دو غائب ہوگئے ہیں۔ اب ان کا لب ولہجہ وہ نہیں ہے جو میں نے تنویمی عمل کے ذریعے ان کے دماغ میں نقش کیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی اور ٹیلی پیتھی جاننے والے نے انہیں اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔"

"تو میں کیا کرسکتی ہوں۔ مجھ سے یہ باتیں کہنے کا مطلب کیا ہے؟"

"کچھ نہیں تم مجھ سے ناراض ہو۔ مجھے ہلاک کرنا چاہتی تھیں لیکن اس بار مجھ پر رحم کررہی ہو اور جیکی اولڈ کے جسم میں رہنے کی مہلت دے رہی ہو۔ میں تم پر کبھی شبہ نہیں کروں گا لیکن تم سے مدد مانگتا ہوں۔ پلیز کسی طرح بتا دو کہ میرے وہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے کہاں ہیں؟"

"میں ان کے بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں اگر تمہارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تم سے چھین سکتی ہوں تو باقی چار کو بھی چھین سکتی ہوں مجھے تمہارے کسی بھی معمول اور محکوم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میری نظر میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ہاں اگر کچھ معلوم کرنا چاہتے ہو تو فرہاد کے دماغ میں جاؤ ابھی وہ امریکی اکابرین سے گفتگو کرنے گیا ہے۔"

"کیا وہ مجھے اپنے دماغ میں آنے دیں گے؟"

"میں کہہ دیتی ہوں تمہیں ان کے دماغ میں جگہ مل جائے گی۔"

سونیا کی بات سے اسے حوصلہ ملا تو اس نے خیال خوانی کے ذریعے میرے دماغ میں آکر کہا "جناب میں میڈم سونیا کی اجازت سے آپ کے پاس آرہا ہوں کیا آپ مجھے اپنے دماغ میں رہنے دیں

گے۔"

"جب سونیا نے کہا ہے تو ضرور میرے دماغ میں رہو لیکن بالکل خاموش رہو۔"

میں نے امریکی اکابرین میں سے فوج کے ایک اعلیٰ افسر سے کہا "فیکس کے ذریعے اپنے ایف بی آئی کے یوگا جاننے والے افسر سے کہو کہ میں تمہارے دماغ میں بول رہا ہوں۔ لہٰذا میں جو کچھ بولتا رہوں اور جو کچھ تم جواب دیتے رہو اسے کمپیوٹر کے ذریعے اپنے ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر تک پہنچاتے رہو۔"

"ٹھیک ہے میں ابھی یہی کررہا ہوں۔"

اس نے میرے کہنے کے مطابق عمل کیا۔ ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر کو کمپیوٹر کے ذریعے اطلاع دی کہ میں اس افسر کے دماغ میں رہ کر بول رہا ہوں اور جو کچھ بول رہا ہوں۔ وہ ابھی ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر کے ذاتی کمپیوٹر کی اسکرین پر تحریری صورت میں آئے گا اور وہ پڑھتا جائے گا۔

پھر یہی ہونے لگا۔ میں نے کہا "تم لوگوں نے پہلے ہی کہا تھا کہ ہم خاموش تماشائی بن کر رہیں گے تو تم سب نقصان اٹھاتے رہو گے۔ بظاہر تم سب کو اور دنیا کے بڑے ممالک کو یہ معلوم ہوتا رہے گا کہ تمہارے باغی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہیں نقصان پہنچارہے ہیں یا الپا اور نارنگ سے تم لوگوں کو نقصان پہنچ رہا ہے لیکن یہ تم کھل کر نہیں کہہ سکو گے کہ ان سب کے پیچھے ہمارا ہاتھ ہے اور ہم انتقامی کارروائیاں کررہے ہیں۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "اس میں جھوٹ کیا ہے۔ سچ تو یہی ہے جو آپ کہہ رہے ہیں اور سچ تو یہ بھی ہے کہ ہم آپ کے خلاف جو بھی الزام دیں گے اسے ثابت نہیں کرسکیں گے۔"

میری اور اس کی باتیں کمپیوٹر کی اسکرین پر تحریر کی صورت میں ابھر رہی تھیں اور ایف بی آئی کا اعلیٰ افسر اسے پڑھتا جارہا تھا۔ میں نے کہا "پھر تم لوگوں نے منصوبہ بنایا کہ ہمیں خاموش تماشائی بن کر نہیں رہنے دو گے کچھ اس طرح مجبور کرو گے کہ ہم کسی طرح میدانِ عمل میں آجائیں۔ کھل کر جب سامنے آئیں گے تو دوسرے ممالک کی نظروں میں بھی رہیں گے اور سب یہ دیکھیں گے کہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے فیملی ممبر سب ہی امریکا کے خلاف اقدامات کررہے ہیں اور تم لوگوں نے اپنے اس منصوبے پر عمل شروع کردیا ہے۔"

"یہ تو اب آپ الزام لگا رہے ہیں۔ ہم نے ابھی کسی منصوبے پر عمل نہیں کیا ہے۔"

"جھوٹ نہ بولو سونیا سے پیدا ہونے والی اعلیٰ بی بی یعنی میری بیٹی کو تم لوگوں نے اغوا کیا ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟"

"سراسر جھوٹ ہے کیونکہ یہ تم محض الزام دینے کی خاطر ہم سے کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا ثبوت ہے کہ ہم نے تمہاری بیٹی کو اغوا کیا ہے؟ کیا ہم اتنے نادان ہیں کہ پہلے دو بار بابا صاحب کے ادارے پر ناکام حملے کرکے پھر تیسرا اتنا بڑا قدم اٹھائیں گے کہ سونیا کی بیٹی کو اغوا کرلیں؟ کیا ہم اتنی جرأت کرسکتے ہیں؟"

"تم نے تو جرأت کرلی ہے۔ اب یہ نہیں جانتے ہو کہ تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ تم چاہتے تھے ناں کہ ہم کھل کر میدانِ عمل میں آئیں اور اب تم دیکھو کہ ہم کس طرح میدانِ عمل میں آتے ہیں۔"

"آپ وارننگ دے رہے ہیں۔ آپ بتائیں کس طرح میدان عمل میں آئیں گے۔"

"اس طرح کہ صرف تم دیکھو گے جو کچھ ہم کریں گے لیکن دنیا والے ہماری مخالفانہ کارروائی نہیں دیکھ سکیں گے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تم ہمیں جلد ہی ہمیں کوئی بہت بڑا نقصان پہنچانے والے ہو۔"

"ہمیں اتنی جلدی نہیں ہے۔ ہم تمہیں چوبیس گھنٹوں کی مہلت دے رہے ہیں اگر چوبیس گھنٹوں کے اندر ہمیں ہماری بیٹی اعلیٰ بی بی واپس نہ ملی تو سمجھ لو کہ تمہارے ملک میں کیسی قیامت آئے گی۔ اس لیے کہ یہ صرف بابا صاحب کے ادارے کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ فرہاد اور سونیا کی بیٹی کا معاملہ ہے۔ چند اشخاص اپنی اپنی کرسیاں اور اپنے اپنے عہدے چھوڑ کر بھاگیں گے اور بھاگنے کے باوجود انہیں کہیں چھپنے کی جگہ نہیں ملے گی۔"

"دیکھیے آپ ہمارے بارے میں بالکل غلط رائے قائم کررہے ہیں۔ ہم بڑی سے بڑی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کی بیٹی کو اغوا نہیں کیا ہے۔"

"میں اب کچھ نہیں سنوں گا۔ بس گھڑی دیکھو اور چوبیس گھنٹے گنتے رہو۔ دیٹس آل!"

یہ کہہ کر میں اس اعلیٰ افسر کے دماغ سے چلا آیا۔ نارنگ میرے دماغ میں تھا۔ اس نے تعجب سے پوچھا "کیا واقعی انہوں نے آپ کی صاحب زادی کو اغوا کیا ہے؟"

"تو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں۔"

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ مم۔۔۔ میں تو یونہی پوچھ رہا ہوں۔"

"سونیا نے تمہیں اسی لیے میرے پاس بھیجا ہے کہ تمہیں بھی یہ حقیقت معلوم ہوجائے۔"

"جناب میں حیران ہوں۔ امریکا والوں کی اتنی جرأت کیسے ہوئی کہ وہ آپ لوگوں سے الجھتے الجھتے آپ کی اولاد تک پہنچ گئے ہیں اور معصوم بچی کو اغوا کیا ہے۔"

"وہ اس بچی کو ہماری کمزوری بنانا چاہتے ہیں۔"

"آپ لوگوں کے سامنے میں تو ایک ذرہ ہوں پھر بھی کہتا ہوں کہ میں اس سلسلے میں کچھ کرسکوں تو مجھے فخر ہوگا کہ میں نے آپ کا کام کیا ہے۔"

"سونیا تم سے کام لینا چاہتی ہے۔ اسی لیے تمہیں میرے پاس

بھیجا ہے۔ یہ امریکی اکابرین اس حقیقت سے انکار کررہے ہیں۔ لہٰذا ان سے سچ اگلوانے کے لیے تم ایک رول ادا کرو۔"

"آپ حکم کریں۔ جو کہیں گے وہ کروں گا۔"

"تم اس امریکی اعلیٰ افسر کے دماغ میں جاکر چیلنج کرو کہ ان لوگوں نے اعلیٰ بی بی کو اغوا کرنے کی بڑی کامیاب کوششیں کی تھیں۔ وہاں سے ایک طیارے میں اسے لے جارہے تھے لیکن تم اور تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس منصوبے سے واقف ہوچکے تھے اور تم نے اس کے پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔ لہٰذا اس نے پرواز کا رخ بدل دیا۔ تمہاری مرضی کے مطابق ایک ایسی جگہ طیارے کو پہنچا دیا جہاں اب سونیا اور فرہاد کی بیٹی تمہارے قبضے میں آگئی ہے۔"

"یہ تو میں ابھی کرسکتا ہوں۔"

"ابھی نہیں ذرا ٹھہر جاؤ۔ ایک آدھ گھنٹے بعد ان سے رابطہ کرکے ایسا کہہ دینا چونکہ ہم جانتے ہیں، تم ہمارے دشمن نہیں ہو تم نے اغوا نہیں کیا ہے۔ اس لیے ہماری طرف سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے اور سونیا نے تمہیں جیکی اولڈ کے جسم میں جو رہنے کی مہلت دی ہے۔ وہ مہلت اسی طرح طویل ہوتی جائے گی اور تم اس جیکی ادلڈ کے جسم میں محفوظ اور سلامت رہو گے۔"

"میں آپ کا اور میڈم سونیا کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساری عمر احسان مانتا رہوں گا۔"

"یہ چاپلوسی والی باتیں نہ کرو۔ بس کام کی بات یہی ہے کہ ایک آدھ گھنٹے بعد ان سے رابطہ کرکے چیلنج کرنا ہے۔"

"وہ تو میں ضرور کروں گا کیونکہ وہ مجھے پہلے ہی باغی سمجھ رہے ہیں اور یہ سوچ رہے ہیں کہ میں تو پہلے ہی ان کے خلاف محاذ بنا کر انہیں نقصان پہنچا رہا ہوں۔"

میں نے سانس روک لی۔ وہ میرے دماغ سے چلا گیا، پھر میں نے فون کے ذریعے برین آدم سے رابطہ کیا۔ اس نے کہا "جناب ہم آپ کا انتظار کررہے تھے۔"

"اور میں تین گھنٹے گزرنے کا انتظار کررہا تھا کیونکہ آپ لوگوں نے کہا تھا کہ میں تین گھنٹے بعد آؤں۔"

"ہاں میں ابھی الپا کو بلاتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں پھر پانچ منٹ کے بعد بات کروں گا۔" الپا اور برین آدم کے ہاتھوں سے اعلیٰ بی بی نکل گئی تھی اور جب سے وہ پریشان تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جب میں تین گھنٹے بعد رابطہ کروں گا تو کیا کیا جائیں ان سے یہی چاہوں گا کہ فرہاد علی تیمور کی بیٹی کو میرے حوالے کردیں تاکہ میں فرہاد سے انتقام لے سکوں۔"

وہ دونوں تھوڑی دیر تک اس معاملے پر غور کرتے رہے، پھر الپا نے کہا "میں ایک دس برس کی بچی پر ابھی تنویمی عمل کرتی ہوں اور اس کے دماغ میں اعلیٰ بی بی کی آواز اور لب ولہجہ نقش کردیتی ہوں اسی طرح ہم اپنے اس محسن کو دھوکا دے سکتے ہیں۔ اسے کسی بھی طرح خوش رکھیں گے تو وہ ہم پر اعتماد کرتا رہے گا اور آئندہ بھی ہمارے کام آتا رہے گا۔"

الپا نے اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو میری آواز اور میرا لب ولہجہ اچھی طرح سکھایا اور اسے سمجھایا کہ وہ جس طرح اسے ڈراما پلے کرنے کے لیے کہے گی۔ وہ اسی طرح کرے گا۔

میں نے پانچ منٹ کے بعد فون کیا تو برین آدم نے کہا "ہاں الپا میرے دماغ میں موجود ہے۔ الپا پلیز تم ہمارے اجنبی مہربان اور محسن دوست سے بات کرو۔"

الپا نے کہا "پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کروں گی اور اگر ساری زندگی بھی شکرادا کرتی رہوں تو کم ہوگا۔ پہلے آپ نے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے حوالے کیے۔ اس کے بعد دو اور ٹیلی پیتھی والوں کو میرے حوالے کیا اب میرے پاس چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ یہ تو رہیں آپ کے احسان کی باتیں۔ اس کے بدلے ہم نے بھی آپ کا کام کیا ہے۔ جو خصوصی امریکی طیارہ اعلیٰ بی بی کو لے کر واشنگٹن جارہا تھا ہم نے اس کا رخ بدل دیا اور ایک ایسی جگہ اتار کر اس کی بیٹی کو چھپایا ہے کہ سونیا اور فرہاد کبھی اس کے پاس نہیں پہنچ سکیں گے۔"

میں نے کہا "لیکن وہ اپنی بیٹی کے دماغ میں پہنچ سکتے ہیں۔"

"میں نے پہلے ہی ساری پلاننگ کرلی تھی۔ اعلیٰ بی بی کو حاصل کرتے ہی میں نے اسے بے ہوش کردیا تھا پھر جب وہ ہوش میں آنے لگی تو میں نے اس پر تنویمی عمل کرکے اس کے لب ولہجے میں تھوڑی سی تبدیلی کردی ہے۔ اب سونیا اور فرہاد اس کے دماغ میں پہنچنا چاہیں گے تو کبھی نہیں پہنچ پائیں گے۔"

میں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "الپا تم نے میرا بہت بڑا کام کیا ہے۔ فرہاد کی بہت بڑی کمزوری میرے ہاتھ میں دے دی ہے۔"

وہ بولی "ہم ایک دوسرے کے اسی طرح کام آتے رہیں گے تو ہمارے درمیان دوستی بھی پختہ ہوتی رہے گی اور ایک دوسرے کے درمیان اعتماد بھی مستحکم ہوتا رہے گا اب آپ فرمائیں کہ ہم فرہاد کی بیٹی اعلیٰ بی بی کو کیسے اور کہاں آپ کے حوالے کریں؟"

"نہیں! میں یہ نہیں چاہتا کہ اسے میرے حوالے کیا جائے میں چاہتا ہوں کہ وہ تمہاری قید میں اور تمہاری نگرانی میں رہے وہ وہاں بہت محفوظ رہے گی۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ اسے قیدی نہ بنایا جائے بلکہ کسی اچھے سے بنگلے میں نظر بند رکھا جائے اور اسے باہر نکلنے نہ دیا جائے۔ نہ ہی کسی کو یہ معلوم ہونے دیا جائے کہ اس بنگلے میں کوئی دس برس کی بچی رہتی ہے۔"

"ہم یہی کریں گے۔ اسے اس طرح رکھیں گے کہ کسی کو شبہ نہیں ہوگا اور آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"ہاں میں جو چاہتا ہوں اس سے تم برُا مت ماننا دراصل ابھی ہمارے درمیان اعتماد قائم ہوتے ہوتے ہوگا۔"

"ہم تمہاری کسی بات کا برا نہیں مانیں گے۔ تم ہمارے بہت بڑے محسن ہو۔"

میں نے کہا "میں اس کی یعنی کہ فرہاد علی تیمور کی بیٹی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے؟"

"بالکل ممکن ہے۔ کیا آپ فرہاد علی تیمور کی آواز کی نقل کرسکتے ہیں۔ کیا آپ اس آواز میں اعلیٰ بی بی سے بات کرسکتے ہیں۔"

"نہیں میں اس کی آواز اور لب ولہجے کو پہچانتا ضرور ہوں لیکن نقالی نہیں کرسکوں گا۔"

"کوئی بات نہیں میں اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو فرہاد کا لب ولہجہ ابھی سکھا دیتی ہوں۔ وہ فرہاد بن کر اعلیٰ بی بی سے بات کرے گا تو آپ اسے سنتے رہیں گے۔"

"لیکن تمہارا ٹیلی پیتھی جاننے والا اعلیٰ بی بی سے بات کرے گا تو میں یہاں سے کیسے سن سکوں گا۔"

"میرا وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا ابھی آپ کے دماغ میں پہنچ رہا ہے۔ آپ کو میں ایک فون نمبر بتا رہی ہوں۔ وہ نمبر آپ ڈائل کریں گے تو اعلیٰ بی بی اس فون پر بات کرے گی۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کی مرضی کے مطابق وہ آپ سے بات کرے گی آپ کا لب ولہجہ بالکل فرہاد جیسا ہوجائے گا اور آپ وہاں سے جب اس کے لب ولہجہ میں بولیں گے تو اعلیٰ بی بی کو یقین ہوجائے گا کہ وہ اپنے پاپا سے بات کررہی ہے اور آپ کو بھی یقین ہوجائے گا کہ فرہاد کی بیٹی آپ سے فون پر بات کررہی ہے۔ کیا یہ مناسب رہے گا؟"

"ہاں یہ طریقہ کار بالکل ٹھیک ہے۔"

"تو میں آپ کو پھر ایک بار زحمت دوں گی۔ آپ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد فون کریں اور اعلیٰ بی بی کا نمبر نوٹ کرلیں۔ پندرہ منٹ کی مہلت اس لیے لے رہی ہوں کہ میں اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں فرہاد کا لب ولہجہ نقش کردوں۔"

اس نے ایک فون نمبر بتایا۔ میں نے کہا "ٹھیک ہے میں نے اسے نوٹ کرلیا ہے۔ پندرہ منٹ کے بعد فرہاد کی بیٹی اعلیٰ بی بی سے بات کروں گا۔"

چال بازی اور مکاری کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ ہماری دنیا میں کہا جاتا ہے کہ چال باز وہ ہوتے ہیں جو آنکھوں سے سرمہ چرا کر لے جاتے ہیں اور جس کی آنکھوں سے سرمہ چراتے ہیں۔ اسے خبر تک نہیں ہوتی۔ یہ بظاہر بڑھ چڑھ کر بولنے والی بات لگتی ہے لیکن ہماری دنیا میں ایسے ایسے چال باز اور مکار ہیں کہ جب وہ اپنا کام کر گزرتے ہیں اور پانی سر سے گزر جاتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ واقعی مکاری کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

میں اسے فریب دے رہا تھا۔ وہ مجھے فریب دے رہی تھی۔ پندرہ منٹ کے بعد میں نے اپنے دماغ میں سوچ کی لہروں کو محسوس کیا لیکن انجان بنا رہا۔ کیونکہ میں انٹرپول کے ایک افسر کے بہروپ میں تھا۔ اسی کے لہجے میں بول رہا تھا۔ اس لیے وہ آنے والا میرے دماغ میں جو بھی خیالات پڑھتا۔ وہ انٹرپول کے افسر کے خیال کے مطابق ہی ہوتے اسے اور اس کے ذریعے الپا کو کبھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میں ہی فرہاد علی تیمور ہوں۔

اس کے ذریعے فون پر بات ہوئی تو دوسری طرف سے مجھے اپنی بیٹی اعلیٰ بی بی کی آواز سنائی دی۔ الپا نے جس بچی پر تنویمی عمل کرکے میری بیٹی کا لب ولہجہ نقش کرایا تھا اور اس کے مطابق میں جان بوجھ کر دھوکا کھاتا رہا پھر میں نے الپا سے کہا "تمہارا بہت بہت شکریہ۔ مجھے اطمینان ہوگیا ہے کہ فرہاد علی تیمور کی بیٹی تمہارے پاس ہے اور تمہارے پاس ہی محفوظ اور سلامت رہ سکے گی۔ بس میں اتنا ہی چاہتا ہوں کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچے کیونکہ فرہاد سے جب تک میری جنگ جاری رہے گی۔ وہ میرے سامنے کمزور پڑتا رہے گا۔ اسے یہ احساس ہوگا کہ میں اس سے دشمنی کررہا ہوں اور اس کی بیٹی سے کوئی دشمنی نہیں کررہا ہوں بلکہ اسے عیش و آرام سے کسی جگہ چھپا کر رکھا ہوا ہے۔"

وہ بولی "میں سمجھ گئی آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کبھی خدا نہ کرے فرہاد کے سامنے کمزور پڑجائیں۔ وہ آپ پر غالب آنا چاہے تو یہ سوچ کر آپ کو معاف کردے کہ آپ نے صرف اس کی بیٹی کو اغوا کیا تھا اور کوئی اور نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ یہ بھی ایک اچھی تدبیر ہے میں اسی پر عمل کروں گی۔"

اس نے اپنی دانست میں بہت بڑی چال بازی کی تھی۔ جسے اپنا دوست اور محسن کہہ رہی تھی اسی کو فریب دے رہی تھی اور میں نے جان بوجھ کر فریب کھالیا۔ کیونکہ میرے فریب کھانے سے وہ خود فریب کھا رہی تھی۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کرکے رابطہ ختم کردیا۔ وہ بہت خوش ہوئی اور مطمئن بھی ہوگئی۔

نارنگ نے امریکی فوج کے اس اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ کر کہا "میں جیکی اولڈ بول رہا ہوں۔"

یہ وہی افسر تھا جس کے دماغ میں، میں ایک گھنٹے پہلے جاچکا تھا۔

اس اعلیٰ افسر نے کہا "جیکی اولڈ پہلے تمہارا نام سن کر خوشی ہوتی تھی۔ ہم فخر کرتے تھے کہ تم ہمارے بہت ذہین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہو لیکن تم تو آستین کا سانپ نکلے اب کیا ڈسنے آئے ہو؟"

"سانپ ڈسنے سے پہلے بولتا نہیں ہے۔ اس لیے نہیں بولتا کہ ڈسنے کے بعد پتا چل جاتا ہے کہ جو زہر پھیل رہا ہے وہ ایک سانپ کا ہی ہے۔"

"اچھا تو تم نے کسے ڈس لیا ہے؟"

"تم لوگوں کو۔ تم تمام اکابرین کو اور اس ایف بی آئی کے یوگا جاننے والے اعلیٰ افسر کو جسے یہ غرور ہے کہ مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ میں نہیں آئیں گے اور میں نہیں گیا پھر بھی

اپنا کام کر گیا۔"

"تم جو کہنا چاہتے ہو۔ صاف الفاظ میں کہو۔"

"سیدھی سی بات ہے۔ جس مال کو واشنگٹن پہنچنا چاہیے تھا ..... وہ میرے پاس پہنچ گیا ہے۔"

اس بات پر اعلیٰ افسر نے چونک کر کہا "تم صاف صاف بات نہیں کر رہے ہو۔ کچھ ہماری سمجھ میں آرہا ہے لیکن ہم پوری طرح سمجھنا چاہتے ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے اس ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر سے کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کیا اور اسے بتایا کہ اس وقت جیکی اولڈ اس کے دماغ میں ہے اور کچھ ایسی باتیں کر رہا ہے۔ جو شاید ہمیں نقصان پہنچانے والی ہیں۔ یوں کہنا چاہیے کہ وہ ہمیں نقصان پہنچا چکا ہے۔ آپ آن لائن رہیں ہم اس کی باتیں آپ تک پہنچا رہے ہیں۔

نارنگ نے کہا "یہ تم نے اچھا کیا کہ اس یوگا جاننے والے افسر سے کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کرلیا۔ اسے بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جس اعلیٰ بی بی کو وہ حاصل کرنا چاہتے تھے اسے میں لے آیا ہوں۔"

"اچھا تو تم ہمارے پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جما کر اس طیارے کو دوسری جگہ لے گئے تھے۔ مسٹر جیکی اولڈ تم خوا مخواہ ہم سے دشمنی کیوں کر رہے ہو؟"

"دشمنی کی ابتدا میں نے نہیں کی ہے تم لوگوں نے کی ہے۔"

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"یہ بکواس نہیں ہے۔ میرے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تم نے اغوا کیا ہے اگر انہیں واپس نہیں کرو گے تو فرہاد کی بیٹی میرے پاس تمہاری امانت کے طور پر رہے گی۔ مجھے اس لڑکی سے بس اتنی ہی دلچسپی ہے کہ ایک ہاتھ سے میرے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے حوالے کرو اور دوسرے ہاتھ سے فرہاد کی بیٹی مجھ سے لے لو۔"

"یہ تم سے کس نے کہہ دیا کہ ہم نے تمہارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کیا ہے؟"

"میں سب جانتا ہوں۔ وہ آندرے تمہارا وفادار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک ٹیم بنا کر رکھے ہوئے ہے۔ دوسری طرف تمہارے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی تیج پال کی رہنمائی میں رہتے ہیں اور اس کے مشورے کے مطابق تم لوگوں سے رابطہ کرتے ہیں اور تم لوگوں کا کام کرتے ہیں۔ تمہارے ان ہی وفادار ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے میرے دو آدمیوں کو اغوا کیا ہے اور میں اچھی طرح جانتا ہوں۔"

"تم اچھی طرح نہیں بری طرح جانتے ہو اور خوا مخواہ ہم سے برائی مول لینا چاہتے ہو۔ سچ سچ بتاؤ کس نے تمہیں ہمارے خلاف بھڑکایا ہے۔"

"میں کوئی نادان بچہ نہیں ہوں کہ مجھے کوئی گمراہ کرے گا۔ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں اور تمہارے پاس آنے سے پہلے تمہارے ماتحت افسران کے دماغوں کو پڑھ چکا ہوں۔ ان کے خیالات سے پتا چلا ہے کہ فرہاد علی تیمور تمہارے پاس آیا تھا اور تم لوگوں کو وارننگ دے کر گیا ہے کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اس کی بیٹی کو واپس کیا جائے۔ ورنہ نتائج بہت برے ہوں گے۔ کیا اس بات کو جھٹلا سکتے ہو۔ کیا میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتا۔ کیا میں دوسروں کے خیالات سے یہ معلوم نہیں کر سکتا۔"

"تم فرہاد علی تیمور کی بیٹی کی بات کر رہے ہو لیکن ابھی یہ الزام دے رہے ہو کہ ہم نے تمہارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کیا ہے۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔"

"کوئی فرق نہیں ہے۔ تمہارے خیالات اور تمہارے ماتحت افسران کے خیالات بتا رہے ہیں کہ تم لوگوں کے منصوبوں میں یہ ایک اہم منصوبہ ہے کہ جیکی اولڈ کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ایک ایک کر کے چھین لیا جائے۔ جیسا کہ پہلے تم دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھین چکے ہو اور اب یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے۔ پہلے دو کو اغوا کیا ہے تو کیا پھر تم نے مزید دو کو اغوا نہیں کیا ہوگا؟"

"دیکھو جیکی اولڈ تم آباؤ اجداد کے زمانے سے امریکی ہو۔ کچھ تو اپنے وطن کا اور قوم کی تباہی کا احساس کرو اور سوچو کہ فرہاد کو اس کی بیٹی نہیں ملے گی تو یہاں ہمیں کتنے نقصانات اٹھانے پڑیں گے۔"

"اس لیے تو کہہ رہا ہوں کہ جو کام ہیں انہیں جلد سے جلد نمٹالیا جائے اور ہمارے درمیان لین دین ہو جائے۔"

وہ جھنجلا کر بولا "میں کیسے یقین دلاؤں۔ کیا تم میرے چور خیالات نہیں پڑھ سکتے کہ میں نے تمہارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا نہیں کرایا ہے۔"

"میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ میرے آدمیوں کو تم نے اغوا کرایا ہے یا نہیں بس میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرے آدمی مل جائیں اگر تم میرے مجرم نہیں ہو تو میرا مجرم کون ہو سکتا ہے۔ یہ معلوم کرو اور اس کا یقین دلاؤ تب میں مان جاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے ہمیں کم از کم ایک گھنٹا سوچنے کی مہلت دو اور پھر ہم سے رابطہ کرو۔ ہم معلوم کرتے ہیں کہ تمہارے دو آدمیوں کو کس نے اغوا کیا ہے۔"

نارنگ ان کے دماغ سے چلا گیا۔ وہ سب سوچنے لگے۔ اس افسر نے کمپیوٹر کے ذریعے ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر سے پوچھا "سر اب کیا کیا جائے۔ ہم کیسے معلوم کریں کہ اس کم بخت کے دو آدمیوں کو کون اٹھا لے گیا ہے؟"

ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر نے کہا "ایسے اہم موقع پر ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے غائب ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے کم از کم کسی ایک کو ہمیشہ ہم سے رابطے میں رہنا چاہیے۔ کیونکہ صحیح وقت

پر موجود نہ رہنے سے ہمیں الپا سے مدد لینی پڑتی ہے۔ اس سے تین باتیں کہی جائیں۔ ایک تو یہ کہ وہ کسی طرح معلوم کرے کہ جیکی اولڈ کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کس نے اغوا کیا ہے؟ دوسری بات یہ کہ وہ کسی طرح بھی جیکی اولڈ سے فرہاد کے بیٹے کو چھین لے کر آئے۔ تیسری بات یہ کہ ہمارے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرے اور انہیں ہمارے پاس فوراً بھیج دے۔"

اس ہدایت کے مطابق فوج کے اعلیٰ افسر نے ٹیلی فون کے ذریعے برین آدم سے رابطہ کیا' پھر کہا "ہم الپا سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ پلیز جتنی جلدی ہو سکے اس سے ہماری گفتگو کرائیں۔"

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ مجھے پیغام دے دیں اور میں وہ پیغام اس تک پہنچا دوں؟"

"دیکھیے ہم آپ کے ذریعے اس سے گفتگو کریں گے۔ آپ ہماری باتیں ضرور سنیں گے۔ بات ایسی ہے کہ الپا سے براہِ راست گفتگو کرنی ضروری ہے۔"

برین آدم نے پانچ منٹ کے بعد فون کرنے کے لیے کہا پھر جب پانچ منٹ کے بعد رابطہ کیا گیا تو الپا برین آدم کے دماغ میں موجود تھی۔ وہ بولا "اس وقت الپا میرے دماغ میں ہے۔ آپ اس سے بات کریں۔ یہ میرے ذریعے آپ کو جواب دے گی یا پھر آپ کے دماغ میں آئے گی۔ اسے کیا کرنا چاہیے۔ یہ خود بہتر جانتی ہے۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "میڈم الپا ہماری کچھ مدد کرو ہم بڑی مشکل میں ہیں۔ مدد سے مراد یہ ہے کہ ہمارے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ تک پہنچ سکتی ہو تو اس سے کہو ہم سے فوراً رابطہ کرے اور اگر ایسا نہیں کر سکتی ہو تو ہماری مختصر سی روداد سن لو۔ پہلے فرہاد علی تیمور ہمارے پاس آیا تھا اور وہ بری طرح غصہ دکھا رہا تھا۔ اس کی بیٹی اعلیٰ بی بی کو اغوا کیا گیا ہے اور اس نے چوبیس گھنٹے کا الٹی میٹم دیا ہے اگر چوبیس گھنٹے کے اندر اس کی بیٹی واپس نہ ملی تو وہ ہم سب کو بہت بری طرح نقصان پہنچائے گا۔"

الپا نے انجان بن کر برین آدم کے ذریعے پوچھا "آپ لوگوں نے اتنا بڑا اور اتنا خطرناک قدم کیوں اٹھایا کہ سونیا اور فرہاد کی بیٹی کو اغوا کیا ہے۔ جانتے ہیں اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟"

"اسی لیے تو ہم پریشان ہیں آخر اس کی بیٹی کو کس نے اغوا کیا ہے ہم اسی سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے سوچ بچار میں مصروف تھے کہ تقریباً ایک گھنٹے بعد جیکی اولڈ نے ہم سے رابطہ کیا۔ اب وہ بھی ہمیں غصہ دکھا رہا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ اگر ہم اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کر سکتے ہیں تو وہ بھی ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ہم ایک طیارے میں فرہاد کی بیٹی کو اغوا کر رہے تھے۔ جیکی اولڈ نے اس پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جما کر طیارے کا رخ بدل دیا۔ وہ دوسری سمت پرواز کر کے نہ جانے اس کی بیٹی کو کہاں لے گیا ہے اور کہاں چھپا کر رکھا ہے۔ اب ہم سے کہہ رہا ہے کہ جب تک ہم اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے واپس نہیں کریں گے وہ اعلیٰ بی بی کو واپس نہیں کرے گا۔"

جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے۔ اعلیٰ بی بی کو اغوا کرنے کے لیے الپا کوشش کر رہی تھی اور ناکام ہو گئی تھی۔ لہٰذا اس نے اپنے اجنبی محسن کو ایک ڈمی اعلیٰ بی بی کی آواز سنا کر مطمئن کر دیا تھا اور بگ برادر سے یہی کہہ رہی تھی کہ ہمیں جلد سے جلد معلوم کرنا چاہیے کہ اعلیٰ بی بی کو کون ہم سے چھین کر لے گیا ہے ان کا خیال کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرف جا رہا تھا اب امریکی افسر سے گفتگو کرتے ہوئے معلوم ہوا کہ جیکی اولڈ نے اعلیٰ بی بی کو اغوا کیا ہے۔

وہ برین آدم کے ذریعے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے بولی "یہ آپ سب ہی جانتے ہیں کہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا سامنے آجائے یا اس کا لب ولہجہ معلوم ہو جائے تو ہر مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والا یہی کوشش کرتا ہے کہ اسے کسی طرح بھی ٹریپ کر کے اپنا معمول اور محکوم بنا لے اگر ہم آپ کے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے لب ولہجے سے واقف ہوتے تو میں سب سے پہلے اسے ٹریپ کر کے اپنا معمول اور تابع بنا لیتی۔ یہ خود غرضی اور سیاست تو سب ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے کرتے ہیں کرتے آرہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ آپ سمجھ لیں کہ میں آپ کے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے لب ولہجے کو نہیں جانتی ہوں۔ نہ ہی ان سے رابطہ کر کے یہ کہہ سکتی ہوں کہ آپ لوگ ان کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"تم درست کہہ رہی ہو اگر ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لب ولہجے کو تم جانتیں تو ضرور انہیں ٹریپ کر لیتیں۔ بہرحال کیا تم اندازے سے یہ بتا سکتی ہو کہ جیکی اولڈ اعلیٰ بی بی کو کہاں لے گیا ہوگا؟"

"میں یہ نہیں جانتی کہ جس طیارے میں اعلیٰ بی بی کو اغوا کیا جا رہا تھا' اس طیارے نے پیرس سے کس وقت پرواز کی تھی اور کتنے گھنٹے بعد یہ معلوم ہو سکا کہ پائلٹ کے دماغ پر قبضہ کر کے اس طیارے کا رخ دوسری طرف موڑ دیا گیا ہے اگر وقت کا حساب کیا جائے تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ طیارہ یورپ میں ہوگا۔ بحر اٹلانٹک تک پہنچ سکتا ہے لیکن بحر اٹلانٹک بہت وسیع و عریض ہے۔ اسے پار کرنے میں کئی گھنٹے لگیں گے۔ لہٰذا اگر طیارے کا رخ بدل دیا گیا ہے تو اسے واپس یورپ کے کسی ملک میں لایا گیا ہوگا۔"

"طیارے کی پرواز کا حساب تو ہمارے ماہرین بھی کر سکتے ہیں کیا تم کسی طور بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہماری مدد نہیں کر سکو گی؟"

"ایک بار جیکی اولڈ نے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ اس کے بعد پھر اس نے میری طرف رخ نہیں کیا اگر اس کا وہی لب ولہجہ ہوگا تو میں اس کے دماغ میں جا کر اسے سمجھانے کی کوشش کروں گی۔ اس

سے کوئی سمجھوتا کروں گی۔ آپ مجھے بتائیں کہ اس سے کس طرح سمجھوتا کیا جاسکتا ہے۔"

"ہم اس کی یہ غلط فہمی دور نہیں کرسکتے کہ اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہم نے اغوا کیا ہے۔ وہ ہم پر یقین نہیں کررہا ہے۔ ایک ہی بات کی رٹ لگائے ہوئے ہے کہ ہم اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے واپس کریں گے تو وہ اعلیٰ بی بی کو ہمارے حوالے کردے گا۔"

"موجودہ حالات میں یہ سوچا اور سمجھا جاسکتا ہے کہ جب آپ نے اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا نہیں کیا ہے تو آپ کے وفادار ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ایسا نہیں کریں گے اگر کرتے تو وہ آپ کو ضرور اطلاع دیتے۔ میں نے بھی جیکی اولڈ کے دو آدمیوں کو اغوا نہیں کیا ہے۔ اب حساب کیا جائے تو صرف یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ سونیا اور فرہاد وغیرہ خاموش تماشائی نہیں ہیں بلکہ درپردہ آپ لوگوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ انہوں نے ہی جیکی اولڈ کے دو آدمیوں کو اغوا کیا ہوگا۔"

امریکی اکابرین مسائل میں گھر گئے تھے۔ انہوں نے پھر بابا صاحب کے ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم سے کہا "ہم مسٹر فرہاد علی تیمور سے بات کرنا چاہتے ہیں پلیز انہیں اطلاع دیں کہ وہ ہم سے رابطہ کریں۔"

تھوڑی دیر بعد میں نے اس اعلیٰ افسر کے دماغ میں آکر پوچھا "کیا بات ہے؟"

"ہمیں معلوم ہوچکا ہے کہ جیکی اولڈ نے آپ کی صاحب زادی کو اغوا کیا ہے اور اسے کہیں چھپا کر رکھا ہوا ہے۔"

"یہ مجھے کیوں سنا رہے ہو۔ وہ اغوا تو تمہارے طیارے میں کی گئی تھی۔ میں تو تم سے اپنی بیٹی لوں گا۔"

"آپ اپنی جگہ درست فرما رہے ہیں لیکن آپ درپردہ ہمیں مصائب میں مبتلا کررہے ہیں۔"

"اچھا وہ کیسے؟"

"آپ نے جیکی اولڈ کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کرکے کہیں چھپا دیا ہے۔ اب وہ ہم سے کہہ رہا تھا کہ اگر ہم نے اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے حوالے نہیں کیے تو وہ آپ کی صاحب زادی کو ہمارے حوالے نہیں کرے گا۔ دیکھیے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم کس مصیبت میں پڑ گئے ہیں۔"

میں نے سخت لہجے میں کہا "مجھ سے مکاری نہ دکھاؤ۔ میں نے اپنی بیٹی حاصل کرنے کے لیے تمہیں جتنا وقت دیا ہے۔ اتنے وقت میں مجھے وہ مل جانی چاہیے لیکن ایسا کرنے کے بجائے تم لوگ مجھے الزام دے رہے ہو کہ میں نے اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کیا ہے۔ کیا تم لوگوں کی عقل گھاس چرنے گئی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج ہے؟ ہم اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کیا اہمیت دیں گے؟ آخر ان کی حیثیت ہمارے سامنے کیا ہے؟ کیوں ہم انہیں اغوا کرکے اپنی بیٹی کو خطرے میں ڈالیں گے؟ کیا کوئی باپ ایسا کرسکتا ہے؟"

"آپ کی بات بھی درست ہے اگر آپ ان کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کرتے تو اپنی بیٹی کی خاطر انہیں واپس کردیتے؟"

میں نے کہا "جب اتنی عقل کی بات کررہے ہو تو ذرا عقل سے یہ بھی سمجھو کہ ہم نے اغوا نہیں کیا ہے اور تمہارے وفادار ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اغوا نہیں کرسکتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ الپا مکاری دکھا رہی ہے۔ اس نے ہی پہلے تمہارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کیا تھا اور اب بھی اس نے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ یعنی اب اس کے پاس چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوچکے ہیں۔ وہ اپنی طاقت بڑھا رہی ہے لیکن بہت رازداری سے۔"

میری اس بات میں وزن تھا کہ اگر جیکی اولڈ کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے پاس ہوتے تو ان کی کوئی اہمیت میری نظروں میں نہ ہوتی اور میں اپنی بیٹی کو حاصل کرنے کی خاطر ان کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے واپس کردیتا۔ اب ان کی سمجھ میں یہ آرہا تھا کہ یہ سراسر الپا کی مکاری ہے۔

امریکی اکابرین چاہتے تھے کہ ہم دنیا والوں کے سامنے کھلے میدان میں آکر ان کا مقابلہ کریں اور انہیں نقصان پہنچائیں تاکہ ہم پر الزامات عائد ہوسکیں اور ہم یہ نہیں چاہتے تھے لیکن اس فتنے نے اس چھوٹی سی چنگاری یعنی اعلیٰ بی بی نے ایسا راستہ ہموار کیا تھا کہ اب ہمیں دنیا والوں کے سامنے آنا تھا اور امریکی اکابرین کو چیلنج بھی کرنا تھا اور نقصان بھی پہنچانا تھا لیکن ہم نے بھی دوسرا راستہ اختیار کیا تھا جیسا کہ اب ہم کررہے تھے۔ ادھر دو ٹیلی پیتھی والوں کو پھر اغوا کرا کے الپا کے پاس پہنچایا تھا۔ اعلیٰ بی بی کو بھی الپا کے پاس پہنچانے کے بہانے علی کے پاس پہنچا دیا تھا۔ اب جو دشمن ہمیں دنیا والوں کے سامنے ملزم ثابت کرنا چاہتے تھے۔ وہ خود الجھ گئے تھے کہ الزام کسے دیں؟

ویسے اب یقین کی حد تک انہیں شبہ ہوگیا تھا کہ یہ تمام مکاریاں الپا کی ہیں اسی نے جیکی اولڈ کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کیا ہے۔ اب وہ انہیں جیکی اولڈ کے حوالے نہیں کرے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جیکی اولڈ اعلیٰ بی بی کو واپس نہیں کرے گا اور یہ تمام الزامات اور ساری مصیبتیں امریکی اکابرین پر آئیں گی۔

میں نے اور سونیا نے ایسی ہیرا پھیری کی تھی کہ جیکی اولڈ کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو الپا کے حوالے کیا تھا اور اعلیٰ بی بی کے اغوا کا الزام جیکی اولڈ پر لگایا تھا اور اس طرح امریکی اکابرین اب یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ ہم ان پر ظلم کررہے ہیں۔ ظلم کرنے والے تو الپا اور جیکی اولڈ تھے۔

ان اکابرین نے اسرائیل میں امریکا کی خفیہ ایجنسیوں کو اور اپنے خاص سیکرٹ ایجنٹوں کو حکم دیا کہ وہ جلد سے جلد یہ معلوم کریں کہ الپا نے اپنے چار نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کہاں چھپا کر رکھا ہے۔ کسی طرح بھی ان کا سراغ لگائیں۔ ایسے وقت تیج پال کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے بیزون نے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا اور کہا کہ "پیری ماؤنٹ آسٹریا کے شہر ویانا میں مارا گیا تھا اس کا مطلب یہی تھا کہ جیکی اولڈ اسی شہر میں ہے اور اس سے ملنے والا تھا لیکن ملنے سے پہلے ہی پیری ماؤنٹ کو ہلاک کردیا گیا۔ ہم اس کی تاک میں تھے پھر ہمیں پتا چلا کہ وہاں ایک یا دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ایک نائٹ کلب میں ہم نے ایک لڑکی کو ٹریپ کیا جو ڈانس کررہی تھی۔ اس کے خیالات سے پتا چلا کہ کوئی اس کے دماغ میں ہے۔ ہم نے اس کا تعاقب کیا۔ وہ ہمیں تقریباً پانچ گھنٹے تک ویانا کی سڑکوں اور گلیوں میں دوڑاتی رہی۔ اس کے بعد اپنے گھر میں چلی گئی پھر ہم نے اس کے ماں باپ کے دماغوں کو پڑھا تو پتا چلا کہ وہ ایک بزنس مین کی بیٹی ہے اور کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اسے آلۂ کار بنایا ہوا تھا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "تمہاری اس رپورٹ سے پتا چلتا ہے کہ یقیناً جیکی اولڈ اسی شہر میں یا اس ملک کے کسی دوسرے شہر میں ہے اور الپا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے جیکی اولڈ کو تلاش کررہے ہیں لیکن جس طرح ابھی تم نے رابطہ قائم کیا ہے۔ اس طرح آندرے اور اس کے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی ہم سے رابطہ کرنا چاہیے تھا۔ ہم بڑی مشکل میں ہیں۔ تم سب کوئی ایسا وقت مقرر کرو کہ چوبیس گھنٹوں میں کوئی نہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہم میں سے کسی ایک کے دماغ میں موجود رہے تاکہ اس کے ذریعے تم سب کو اطلاع دی جاسکے کہ تمہاری فوری ضرورت ہے۔"

بیزون نے پوچھا "آپ مشکلات کی بات کررہے ہیں۔ ہمیں بتائیے کہ کیسی مشکلات ہیں؟"

وہ اعلیٰ بی بی کے جیکی اولڈ کے پاس ہونے اور اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اغوا کی پوری روداد سنانے لگا۔ اسے سن کر بیزون نے کہا "ابھی ہم آپ کے پاس حاضر ہوں گے۔" یہ کہہ کر وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوا پھر اس نے تیج پال کو یہ ساری باتیں بتائیں۔ تیج پال تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے کہا "جیکی اولڈ کی قوت رفتہ رفتہ کم ہوتی جارہی ہے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اغوا ہوتے جارہے ہیں۔ موجودہ حساب سے اب جیکی اولڈ کے پاس صرف چار ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں۔ اس نے اپنی قوت کو دوسری طرح حاصل کرنے کے لیے یقیناً اعلیٰ بی بی کو اغوا اس طرح کرایا ہوگا کہ سارا الزام امریکی اکابرین پر آرہا ہے۔"

بیزون نے کہا "یہ تو ہم سب ہی جانتے ہیں کہ جیکی اولڈ کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو الپا نے اغوا کیا تھا لیکن ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کس نے اغوا کیا ہوگا؟ کیا انہیں بھی الپا نے ہی اغوا کیا ہے؟"

"مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے۔ جس طرح جیکی اولڈ کی قوت کم ہوتی جارہی ہے۔ اس طرح الپا اپنی قوت بڑھاتی جارہی ہے۔"

دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی بڈی رابرٹ نے کہا "الپا بہت تیزی دکھاتی جارہی ہے۔ اس کے لیے سوچا جائے۔"

تیج پال نے کہا "سوچنا کیا ہے۔ اب الپا ہمارے ٹارگٹ پر رہے گی۔ تم چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے اسرائیل میں سراغ رسانی کرو گے مختلف اکابرین، فوجی افسران اور وہاں کی انٹیلی جینس والوں کے دماغوں میں چکر لگاتے رہو گے۔ کہیں نہ کہیں سے کوئی سراغ ضرور ملے گا۔"

دوسری طرف علی نے آندرے کی حیثیت سے اس اعلیٰ افسر کو مخاطب کیا۔ اعلیٰ افسر نے اپنا غصہ برداشت کرتے ہوئے کہا "میں تم سب سے ناراض ہوں۔"

علی نے کہا "میں سمجھ رہا ہوں کہ ہم نے آپ سے رابطہ کرنے میں بہت دیر کی ہے لیکن آپ دیر کی وجہ سنیں گے تو خوش ہوجائیں گے۔"

"ایسی کیا خوشی کی بات ہے؟"

"آپ ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر سے کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کریں میں بتا رہا ہوں۔"

اس نے فوراً ہی رابطہ کیا تو علی نے کہا "میں پیرس میں تھا۔ پتا چلا کہ سونیا اور فرہاد جھیل کے پاس والے کاٹیج میں ہیں۔ میں نے اس طرف توجہ نہیں دی کیونکہ ان سے ٹکرانا مناسب نہیں تھا لیکن پھر میں نے ان کے ساتھ ان کی بیٹی اعلیٰ بی بی کو دیکھا تو ذہن میں کھٹک سی ہوئی کہ کوئی گڑبڑ ہوسکتی ہے۔ میں نے ایک شاپنگ سینٹر میں چھپ کر اعلیٰ بی بی کی آواز سنی پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ یہ یقین ہوگیا کہ آئندہ میں کسی وقت بھی اس کے دماغ میں پہنچ سکتا ہوں۔ لہٰذا میں وہاں سے واپس ہوگیا لیکن ان کی نگرانی کرتا رہا۔ اچانک چار گھنٹے بعد جب میں اعلیٰ بی بی کے دماغ میں گیا تو مجھے حیرانی ہوئی وہ ایک طیارے میں بیٹھی ہوئی تھی اور طیارہ پیرس کے رن وے پر پرواز کررہا تھا۔ اس کے ساتھ بیٹھا ہوا ایک شخص اس سے باتیں کررہا تھا۔ میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کیا وہ ہماری خفیہ ایجنسی کا انچارج تھا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ آپ لوگ اعلیٰ بی بی کو اغوا کرکے واشنگٹن پہنچا رہے ہیں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہوئی میں نے سوچا مجھے اس کے دماغ میں رہنا چاہیے تاکہ کوئی برا وقت آئے تو میں ان کے لیے کچھ کرسکوں......"

"مسٹر آندرے ہم پر تو برا وقت آچکا ہے۔"

"آپ پہلے میری پوری بات سن لیں۔ میں نے آدھے گھنٹے کے بعد محسوس کیا کہ طیارہ بحرِ اٹلانٹک تک پہنچتے پہنچتے اپنا رخ بدل رہا ہے۔ میں نے فوراً ہی اس انچارج کے ذریعے اس پائلٹ کو

مخاطب کیا پھر اس پائلٹ کے دماغ میں پہنچا تو ناکام رہا پتا چلا کہ کسی نے بڑی سختی سے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق اس طیارے کا رخ بدل کر کہیں لے جا رہا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح میں اس بازی کو پلٹ دوں اس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ انچارج اس پائلٹ کو گولی مار کر زخمی کرے تاکہ اس کا دماغ کمزور ہو جائے اور پھر میں اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اس طیارے کو واشنگٹن کی طرف لے جاؤں۔"

"پلیز آندرے مختصر حالات بیان کرو۔"

"سر اگر میں تفصیل سے یہ باتیں بیان نہیں کروں گا تو آپ کو کیسے پتا چلے گا کہ میں اپنی ذمے داریوں سے غافل تھا یا کہیں بہت زیادہ مصروف تھا۔"

"ہمیں اب یقین ہو گیا ہے کہ تم بہت مصروف رہے ہو یہ بتاؤ کہ آگے کیا ہوا؟"

"کیا ہونا تھا۔ جب میرے اکسانے پر اس انچارج نے ریوالور نکال کر پائلٹ کیبن کا دروازہ کھول کر اسے زخمی کرنا چاہا تو اس سے پہلے پائلٹ نے پلٹ کر اسے گولی مار دی۔ گویا ایک دماغ میرے قبضے میں تھا وہ بھی مردہ ہو گیا اب میں صرف اعلیٰ بی بی کے دماغ میں رہ سکتا تھا۔ اس کے دماغ میں رہ کر پتا چلا کہ طیارے کو اٹلی شہر کے مشرقی ساحل کی طرف پہاڑی علاقے کے ویرانے میں اتارا گیا ہے پھر میں اس سے آگے کچھ معلوم نہیں کر سکا۔"

"کیوں معلوم نہ کر سکے بات کیا ہوئی تھی۔"

"بات یہ ہوئی کہ پائلٹ نے طیارے کا دروازہ کھول کر اعلیٰ بی بی ... کا ہاتھ پکڑ کر نیچے اترنا چاہا۔ وہ دروازہ اونچائی پر تھا۔ اترنے کے لیے سیڑھیاں نہیں تھیں۔ میں نے اعلیٰ بی بی کے ذریعے صرف اتنا ہی دیکھا کہ وہاں نیچے ایک نوجوان کھڑا ہوا تھا۔ اس نے ریوالور نکال کر فوراً ہی پائلٹ کو گولی مار دی۔ اس کے بعد پھر اعلیٰ بی بی سے کہا "وہاں سے چھلانگ لگاؤ۔ میں تمہیں کیچ کر لوں گا۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔

اعلیٰ بی بی اس کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ لہٰذا اس نے وہاں سے چھلانگ لگائی اس نوجوان نے اسے دونوں بازوؤں میں کیچ کر لیا۔ اس کے بعد بس چند سیکنڈ گزرے ہوں گے کہ اعلیٰ بی بی کے بازو میں سوئی چبھوئی گئی اور وہ بے ہوش ہو گئی۔"

"وہ بڑی چالاکی سے کام کر رہے تھے۔ وہ یقیناً سوچ رہے ہوں گے کہ سونیا اور فرہاد اعلیٰ بی بی کے دماغ میں ہوں گے یا اسے اغوا کرنے والے اور طیارے کا رخ بدلنے والے بھی اعلیٰ بی بی کے دماغ میں ہوں گے۔ پتا نہیں کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لیے اسے پہلے سے ہی بے ہوش کر دیا تاکہ کوئی اس کے دماغ میں نہ آ سکے۔"

"ہاں سر یہی بات ہے۔ ہم سب مجبور ہو گئے۔ اس کے بعد اب تک اتنی کوششیں کر رہے ہیں لیکن ہمیں اعلیٰ بی بی کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔"

ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا "ہم آندرے سے اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے بہت خوش ہیں۔ اس حد تک تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ اعلیٰ بی بی کو اٹلی کے کسی مقام پر پہنچایا گیا ہے اور وہ مقام مشرقی حصے میں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اسے اٹلی کے مخالف سمت لے جائیں۔ آپ لوگ ہماری خفیہ ایجنسیوں اور خاص سیکرٹ ایجنٹوں کو جو اٹلی میں ہیں فوراً اطلاع دیں اور یہ سب باتیں بتا کر اعلیٰ بی بی کی عمر اس کا قد وغیرہ بتائیں۔ تاکہ اسے تلاش کرنے میں آسانی ہو سکے۔"

علی نے آندرے کی حیثیت سے کہا "اب ہمارے دو سراغ رساں اٹلی کے مختلف علاقوں کے مختلف لوگوں کے دماغوں میں پہنچتے رہیں گے اور وہاں اپنی ایجنسیوں اور سیکرٹ ایجنٹوں کی مدد کرتے رہیں گے۔ باقی دو سراغ رساں اب جیکی اولڈ کی تلاش میں لگے رہیں گے۔"

"جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ جیکی اولڈ آسٹریا کے شہر ویانا یا کسی دوسرے علاقے میں ہے جہاں پیری ماؤنٹ کو ہلاک کیا گیا ہے وہاں ہمارے سراغ رساں موجود ہیں۔ جو تیج پال کی رہنمائی میں بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔"

ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر نے کمپیوٹر کے ذریعے اپنے ایک ماتحت افسر سے کہا "اگرچہ جیکی اولڈ کو گرفتار کرنا ضروری ہے اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی گرفتار کرنا ضروری ہے لیکن سب سے ضروری کام یہ ہے کہ ہمیں فرہاد کی دی ہوئی مہلت کے مطابق اعلیٰ بی بی کو حاصل کرنا ہے لہٰذا آندرے سے کہا جائے کہ وہ اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ساتھ لے کر کسی بھی طرح اعلیٰ بی بی کو تلاش کرے اور یہ معلوم کرے کہ اسے کس نے اغوا کیا ہے۔"

علی نے بحیثیت آندرے کہا "ابھی اچانک ایک بات یاد آئی ہے۔ جب میں اس پائلٹ کے دماغ میں جانے کے لیے جدوجہد کر رہا تھا اور اس کے دماغ میں رہنے والا مجھے اس کے دماغ میں جگہ نہیں دے رہا تھا تو اس مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے سے بڑی دیر تک جدوجہد ہوتی رہی۔ وہ خاموشی سے مجھے روک رہا تھا اس وقت اس کی سوچ کی لہروں سے جو آواز ابھری وہ ایک عورت کی تھی۔ تب میں نے یہ سوچا کہ سونیا ایک ماں کی حیثیت سے اپنی بیٹی کو حاصل کرنے کے لیے طیارے کو واپس پیرس لے جانا چاہتی ہے لیکن آپ کی باتیں سن کر میں سوچ رہا ہوں کہ جب وہ پیرس لے جانا چاہتی تھی تو اس نے طیارے کو اٹلی میں کیوں اتارا؟"

"اس کی وجہ ہم سب کی سمجھ میں آ گئی ہے۔ تم جسے سونیا سمجھ رہے ہو وہ سونیا نہیں البا تھی لیکن وہ بھی اعلیٰ بی بی کو اغوا کرنے میں ناکام رہی اور جیکی اولڈ اعلیٰ بی بی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اب یہ تو معلوم ہو گیا کہ جیکی اولڈ نے اعلیٰ بی بی کو اٹلی میں چھپا کر رکھا

ہو گا۔ اس سے پہلے کہ وہ اعلیٰ بی بی کو وہاں سے لے جائے۔ ہمیں اس کے ارادے کو ناکام بنا دینا چاہیے۔ پہلے ہی ہم بابا صاحب کے ادارے والوں کی طرف سے نقصان اٹھا چکے ہیں۔ اب اولاد ایسی چیز ہے کہ سونیا اور فرہاد بپھرے ہوئے درندے بن گئے ہیں۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ چوبیس گھنٹے کے اندر انہیں ان کی بیٹی واپس مل جانی چاہیے۔ پلیز کسی طرح کوشش کرو کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اعلیٰ بی بی ہمیں واپس مل جائے تاکہ ہم اسے سونیا اور فرہاد کے حوالے کر سکیں۔"

ایسے وقت میں نے اس اعلیٰ افسر سے کہا "میں فرہاد بول رہا ہوں۔ بہت دیر سے خاموش رہ کر تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے آندرے کی گفتگو سن رہا تھا۔ اس سے پہلے میں نے تیج پال کی رہنمائی میں رہنے والے کی گفتگو بھی تمہارے دماغ میں سنی۔ میں اس بات سے مطمئن ہوں کہ تم جیکی اولڈ کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اتنی اہمیت نہیں دے رہے ہو۔ جتنی کہ میری بیٹی کو تلاش کرنے کے لیے اپنی تمام خفیہ ایجنسیوں کو اور تمام خفیہ ایجنٹوں کو لگائے ہوئے ہو۔ یہ بات میرے لیے اطمینان بخش ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "یہ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ ہماری دیانت داری سے ہونے والی جدوجہد کو دیکھ رہے ہیں۔ ہم ہر ممکن کوشش کریں گے کہ آپ کی دی ہوئی مہلت کے اندر آپ کی بیٹی واپس لے آئیں۔"

ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا "ہم مسٹر فرہاد علی تیمور سے درخواست کرتے ہیں۔ چونکہ ان کی بیٹی کا معاملہ ہے۔ اس لیے وہ بھی ہمارے ساتھ تعاون کریں اگر وہ چاہیں تو ان کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ہمارا ساتھ دے کر ہمیں اعلیٰ بی بی ... تک پہنچنے میں آسانیاں فراہم کر سکتے ہیں۔"

میں نے کہا "آپ کے کہنے سے پہلے ہی بابا صاحب کے ادارے میں جتنی فوج ہے۔ وہ سب کی سب اس وقت اٹلی کے مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ وہ ہر شخص کے دماغ کو کھنگال رہے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ تمہاری ایجنسیوں والے اور سیکرٹ ایجنٹس بھی وہاں مصروف ہیں۔ وہ ہماری بیٹی ہے۔ ہم اسے ڈھونڈ نکالنے اور واپس حاصل کرنے میں زمین آسمان ایک کر دیں گے لیکن ایک بات یاد رہے اگر ناکامی ہوئی تو میرا وہ الٹی میٹم اپنی جگہ قائم رہے گا۔ اب تک چوبیس گھنٹوں میں چار گھنٹے گزر چکے ہیں۔ صرف بیس گھنٹے رہ گئے ہیں۔"

"مسٹر فرہاد آپ ہماری دیانت داری اور کوششوں کو دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے آپ کی بیٹی کو تلاش کرنے کے لیے اپنی پوری قوت صرف کر دی ہے اور کرتے جا رہے ہیں آپ کچھ خیال کریں اور ہمیں بیس گھنٹے کے بجائے چالیس گھنٹے کا وقت دیں۔"

"نہیں جو وقت دے دیا ہے۔ وہ نہیں ٹلے گا۔ اس لیے کہ تم لوگوں کو یہ شیطانی حرکت کرنے کی ضرورت کیا تھی کہ میری بیٹی کو اغوا کرو...؟ تم میں اتنی جرأت پیدا ہو گئی۔ تمہیں اس جرأت کی سزا تو ملے گی۔ ضرور ملے گی۔"

"آپ یقین کریں کہ ہم نے یہ جرأت نہیں کی ہے۔ پیرس میں ہماری خفیہ ایجنسی کے انچارج سے یہ حماقت ہوئی تھی اور وہ حماقت کی سزا پا چکا ہے۔ اسے اس طیارے میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔"

میں نے کہا "مجھ سے فضول باتیں نہ کرو۔ تم تمام اکابرین کا یہ فیصلہ تھا کہ ہمیں اس طرح بھڑکایا جائے گا کہ ہم تمہارے سامنے میدان عمل میں آ کر تمہیں کوئی چھوٹا بڑا نقصان پہنچائیں گے تو تم اپنے اگلے پچھلے تمام نقصانات کے الزامات ہم پر عائد کرو گے۔ اب یہ پلاننگ تو کسی حد تک تمہاری کامیاب ہو گئی۔ اعلیٰ بی بی کو اغوا کر لیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ تم تک نہیں پہنچ سکی کوئی دوسرا اسے اڑا لے گیا۔ ہم دیکھیں گے کہ کسی دوسرے نے بھی اتنی جرأت کیسے کی ہے۔ بہرحال تمہارے علاوہ اس جرأت کرنے والے کو بھی بہت سخت سزا ملے گی اور ایسی سزا ملے گی کہ دنیا دیکھے گی۔ دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ عبرت ناک منظر دیکھیں گے۔ بس گھڑی دیکھتے جاؤ۔ بیس گھنٹے رہ گئے ہیں۔"

میں اس کے دماغ سے چلا آیا۔ مزید گفتگو کی ضرورت تھی اور نہ ہی معلومات حاصل کرنی تھیں کیونکہ اس کے دماغ میں علی آندرے کی حیثیت سے موجود تھا۔

○☆○

تھری جے اس گردا جھیل کے اطراف کے ایک چھوٹے سے شہر لیمون سل گردا میں اطمینان اور آرام سے تھے۔ اس بات کا انہیں اندیشہ نہیں تھا کہ وہاں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آ کر انہیں ٹریپ کر سکے گا۔

انہیں اس لیے اطمینان اور اعتماد تھا کہ ان تینوں نے آپس میں ایک دوسرے پر تنویمی عمل کر کے دماغ کے چور خیالات کے خانوں کو بالکل خالی کر دیا تھا اور ایک دوسرے کے دماغ میں یہ بات نقش کر دی تھی کہ وہ وہاں ایک عام اور پرامن شہری کی طرح رہیں گے۔ اسی حیثیت سے ان کے خیالات بھی ان کے دماغ سے ابھرا کریں گے۔ جب بھی وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کریں گے تو انجان بن کر اپنے ماضی کو اور اپنے اصلی نام کو اور اپنی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں کو بالکل بھول جائیں گے۔ اس طرح کوئی ان پر شبہ نہیں کر سکے گا۔

پھر ان تینوں نے ایک دوسرے کے دماغ میں یہ بات بھی نقش کی تھی کہ وہ خواہ مخواہ خیال خوانی نہیں کریں گے۔ کسی خاص شخص سے لے کر ایک عام آدمی کے دماغ میں بھی نہیں جائیں گے۔ جب بے حد مجبوری ہو گی اور کسی بات کی تشویش ہو گی اور خود کو خطرے میں محسوس کریں گے تو وہ کسی بھی دشمن کے سامنے کمزور پڑ جائیں گے۔ پچھلی بار انہوں نے اس شہر کے بدمعاش دادا فرنانزو کے پاس

حاضر ہو کر اس کے آدمیوں سے مار کھائی تھی اور ذلت اٹھائی تھی۔ اس بات کو انہوں نے برداشت کیا تھا اس طرح وہ آئندہ بھی کسی سے لڑائی مول لینا بھی حماقت سمجھیں گے۔

یہ بات بھی نقش کی تھی کہ وہ اپنے ٹیلی پیتھی کے علم کو اس وقت استعمال کریں گے، جب بالکل جان کے لالے پڑ جائیں گے اور بچاؤ کی کوئی صورت نہیں رہے گی یا پھر ایسے وقت بھی استعمال کریں گے جب انہیں کوئی کاروبار کرنے کے لیے یا کسی اہم ضرورت کے لیے بڑی رقم کی ضرورت ہوگی تو وہ خیال خوانی کے ذریعے بڑی رقومات بڑے بڑے امیر و کبیر لوگوں کی تجوریوں سے حاصل کرلیا کریں گے۔

فی الحال ان کی کامیابی کا راز یہ تھا کہ وہ تینوں ہم مزاج تھے اور وہ تینوں سیدھی سادی زندگی گزارنا چاہتے تھے۔ ان کے اندر کوئی لالچ نہیں تھا۔ وہ دنیا جہان کی دولت سمیٹ کر اور دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے سربراہوں کو چیلنج کرکے اپنی برتری منوانا حماقت سمجھتے تھے اور اس میں اپنی سلامتی سمجھتے تھے کہ وہ ایک عام سی پر امن زندگی گزارتے رہیں گے اور کبھی کسی کو مصیبت میں دیکھیں گے یا کسی کی زندگی کو خطرے میں دیکھیں گے تو بڑی خاموشی سے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی مدد کریں گے لیکن خوامخواہ خیال خوانی کبھی نہیں کریں گے۔

وہ اتنی دانش مندی سے اپنی حکمتِ عملی کے مطابق زندگی گزار رہے تھے کہ اب اٹلی میں پھیلے ہوئے تمام بڑے ممالک کے ایجنسیوں کے سراغ رساں اور بڑے بڑے سیکرٹ ایجنٹس بھی ان کے سامنے سے گزرتے اور ان سے باتیں کرتے تب بھی ان پر شبہ کبھی نہ کرتے کہ وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ہیں۔ انہیں تو وہ عام سا شہری سمجھ کر نظرانداز کردیتے۔

ان تھری جے نے خیال خوانی کے ذریعے روم سے ایسے کاغذات اپنی حمایت میں بنوالیے تھے۔ جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ آباؤ اجداد کے زمانے سے اس ملک کے میں رہتے آئے ہیں۔ اب گردا جھیل کے اطراف کوئی بزنس کرنے کے خیال سے ایک چھوٹے سے شہر لیمون سل گردا میں قیام کر رہے ہیں۔

وہاں ان تینوں نے یہ طے کیا کہ وہاں کے مقامی دولت مندوں سے مل کر بات کریں گے اور ان کے ساتھ کوئی کاروبار کریں گے۔ اگر وہاں کے مقامی دولت مند بزنس مین کی طرح شامل نہیں ہوں گے تو ہو سکتا ہے کہ ان تینوں پر کبھی کسی قسم کا شبہ کیا جائے لہٰذا وہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کرنا چاہتے تھے۔

انہوں نے جلد ہی دو دولت مند بھائیوں کو ایک بزنس کے لیے آمادہ کرلیا اور ان سب نے مل کر یہ پلاننگ کی کہ وہاں بیرونی ممالک کے سیاح بڑی تعداد میں آتے ہیں اور وہاں طرح طرح کے ریستوران وغیرہ بھی ہیں۔ کلب اور دوسری تفریح گاہیں بھی ہیں۔ لہٰذا وہ ایک ایسا ریستوران قائم کریں جہاں کھانے پینے اور دیگر تفریحات کا بھی سامان ہو۔ اس سلسلے میں انہیں ایک اچھی جگہ کی تلاش تھی۔

گردا جھیل کے دو کناروں پر کئی کلو میٹر تک پھیلا ہوا ایک پہاڑی سلسلہ تھا اس پہاڑی سلسلے کا نام دولومائٹ ہے۔ بہت سے لوگ ایک کنارے سے دوسرے کنارے جانے کے لیے جھیل میں کشتیاں، موٹربوٹ اور عوامی فیری کشتیاں استعمال کرتے ہیں اور بعض افراد ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی تک جانے میں جھیل کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچنے کے لیے کیبل کیبن میں سفر کرتے تھے۔ وہ کیبل کیبن بلندی پر اس جھیل کو پار کرکے انہیں دوسرے کنارے پر پہنچاتا تھا اور ہر کیبل کیبن میں چھ سیٹیں ہوا کرتی تھیں۔ ان تھری جے کے دولت مند پارٹنرز نے کہا کہ جھیل کی دوسری طرف جا کر وہاں کے کناروں پر کوئی اچھی سی جگہ ریستوران کے لیے خریدی جائے۔ لہٰذا وہ پانچ افراد ایک کیبن میں بیٹھ کر جھیل کے دوسرے کنارے گئے تھے اور صبح سے دوپہر تک وہاں کوئی اچھا سا لوکیشن تلاش کرتے رہے تھے اور کئی پلاٹوں کے مالکان سے باتیں بھی کرتے رہے تھے۔ جب وہ وہاں سے واپس دوسرے کنارے یعنی اپنے شہر لیمون سل گردا کی طرف آنے لگے تو جس کیبن میں انہیں جگہ ملی اس کی تین سیٹیں پہلے سے ریزرو تھیں۔ ان تین سیٹوں پر اعلیٰ بی بی فہمی اور علی تھے۔ علی نے فہمی کو اس لیے اپنے پاس بلایا تھا کہ دشمن صرف علی کے ساتھ ایک دس برس کی لڑکی کو دیکھ کر شبے میں مبتلا نہ ہوں۔ فہمی کے آجانے سے اب اعلیٰ بی بی فہمی کی بہن بنی ہوئی تھی۔ علی اور فہمی محض اعلیٰ بی بی کا دل بہلانے اور وہاں کے مناظر دکھانے کے لیے اس کیبل کیبن میں سفر کر رہے تھے۔ جب تھری جے اپنے دو دولت مند پارٹنروں کے ساتھ وہاں داخل ہوئے تو وہاں صرف تین سیٹیں تھیں۔ ان تھری جے میں سے ایک جے فلو اور دوسرے جے سام نے اپنے دو پارٹنرز سے کہا کہ وہ سیٹوں پر بیٹھیں وہ کھڑے ہو کر کریں گے۔

شام ہو رہی تھی۔ اندھیرا پھیلنے کے بعد کیبل کیبن بند ہو جایا کرتے تھے۔ صرف دن کو چلا کرتے تھے۔ لہٰذا وہ آخری کیبن جا رہا تھا۔ اس لیے وہ پانچوں اس کیبن میں آگئے۔ جے فلو اور جے سام ایک راڈ کو پکڑ کر کھڑے رہے۔ باقی تین بیٹھے رہے۔ جب وہ کیبن چلنے لگا تو وہ پانچوں ایک دوسرے سے کاروباری سلسلے میں گفتگو کرنے لگے۔ علی اور فہمی ان پانچوں کو دیکھ رہے تھے۔ انہیں ان پر کسی قسم کا شبہ نہیں ہو رہا تھا کیونکہ وہ صرف بزنس کی باتیں کر رہے تھے۔

ایک کنارے سے دوسرے کنارے پہنچنے تک ان تھری جے نے علی، فہمی اور اعلیٰ بی بی کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی صرف ایک بار سرسری نظروں سے دیکھا تھا پھر اپنے پارٹنرز سے باتیں کرنے لگے تھے۔ انہیں اس بات کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ خوامخواہ

خیال خوانی کرتے اور معلوم کرتے کہ ان کے ہم سفر کون ہیں۔ علی اور فہمی کو بھی کسی قسم کا شبہ نہیں ہوا۔ انہوں نے بھی ان کے خیالات پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

ویسے بھی وہ ان تھری جے کے دماغوں میں جاتے تو ان کی اصلیت معلوم نہ ہوتی وہ تینوں اپنے دماغوں میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی اپنے ماضی کو بھول جاتے اپنی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں کو اور اپنے نام کو بھی بھول جاتے۔ ان کا موجودہ نام ہی انہیں یاد رہتا اور اسی کے مطابق ان کے خیالات ان کے دماغ سے ابھرتے۔

دوسرے کنارے پہنچنے کے بعد وہ ایک ایک کرکے کیبن سے اترنے لگے۔ کیبن ذرا پہاڑوں کی بلندی پر تھا اور وہاں سے نیچے جانے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ وہ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے نیچے گئے۔ نیچے ایک قیمتی کار کھڑی ہوئی تھی ایک ڈرائیور نے ان دونوں دولت مند پارٹنرز کے لیے کار کا پچھلا دروازہ کھولا وہ دونوں اندر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

وہاں کے بدمعاش دادا فرنانزو نے ایسے وقت کار کی پچھلی سیٹ کے قریب آکر کھڑکی پر جھکتے ہوئے کہا "مسٹر میری معلومات کے مطابق تم دونوں اس شہر میں نہیں رہتے ہو بلکہ یہاں سے کئی کلو میٹر دور جھیل کے کنارے جو شہر ہے وہاں بزنس کرتے ہو۔"

ایک شخص نے کہا "ہم دونوں وہاں کے بزنس مین ہیں اور یہ تینوں شریف آدمی ہیں ہم ان کے ساتھ بزنس کرنا چاہتے ہیں۔ اسی سلسلے میں یہاں آئے ہیں، بائی دی وے آپ کون ہیں؟"

فرنانزو نے پلٹ کر اپنے آدمیوں کو مسکراتے ہوئے دیکھا پھر اس دولت مند سے کہا "یہاں کا بچہ بچہ فرنانزو کے نام سے واقف ہے۔"

"اوہ، آئی سی آپ مسٹر فرنانزو ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ آپ یہاں کے محنت کرنے والوں سے اور کاروبار کرنے والوں سے بھتا وصول کرتے ہیں۔ آپ اعتماد رکھیں۔ آپ کا مطالبہ ہم پورا کریں گے۔"

یہ کہہ کر اس نے ڈرائیور سے گاڑی آگے بڑھانے کو کہا۔ ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھائی اور وہ کار چلی گئی۔ فرنانزو نے پھر جے تھری کی طرف گھوم کر کہا "کیا تم لوگوں کو پتا نہیں ہے کہ یہاں کوئی کام کرنے سے پہلے مجھ سے اجازت لی جاتی ہے۔ تم تینوں نے تیجرا شہر جا کر ان دولت مندوں سے ملاقات کی۔ ان سے کاروبار کے معاملات طے کیے اور مجھے اب خبر ہو رہی ہے۔"

تھری جے میں سے ایک نے کہا "جناب ابھی تو معاملہ طے ہو رہا ہے۔ کل کاروبار کے سلسلے میں آخری فیصلہ ہونے والا ہے۔ اگر فیصلہ ہوگیا تو ہم آپ کو ضرور اطلاع دیں گے بلکہ خود آپ کے پاس آکر کاروبار کی تفصیلات بھی بتائیں گے پھر آپ سے معلوم بھی کریں گے کہ آپ ہم سے اس کاروبار کے سلسلے میں کتنا کمیشن لیا کریں گے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی فرنانزو نے اس کے منہ پر گھونسا مارا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے چلا گیا پھر فرنانزو نے کہا "مجھے بیوقوف بناتے ہو۔ کاروباری معاملات پہلے طے کر رہے ہو۔ پہلے اپنا منافع دیکھو گے اور جس طرح انکم ٹیکس لینے والوں سے رقم بچائی جاتی ہے۔ اس طرح اپنا منافع کم سے کم ظاہر کرو گے کیا میں تمہیں احمق نظر آتا ہوں۔"

پھر اس نے تھری جے میں سے ایک کا گریبان پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے کہا "اچھی طرح سن لو کل آخری فیصلہ ہونے والا ہو تو پہلے میرے پاس آؤ۔ میرے پاس بیٹھ کر فیصلہ کرو مجھے بتاؤ کہ کیا کرنا چاہتے ہو؟ کس کاروبار میں کتنا منافع ہوگا؟ یہ ساری باتیں میرے علم میں آئیں گی تو تم یہاں رہ کر کاروبار کرسکو گے۔ ورنہ میں تم تینوں کو اٹھا کر جھیل میں پھینک دوں گا۔"

اعلیٰ بی بی نے آگے بڑھ کر کہا "ارے تم کتنے طاقت ور ہو۔ ان تینوں کو اٹھا کر کیسے جھیل میں پھینکو گے؟"

فرنانزو نے علی اور فہمی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا یہ تمہاری بچی ہے؟"

علی نے کہا "ہاں ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے۔ اس نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ ایک آدمی تین آدمیوں کو اٹھا کر جھیل میں پھینک دیتا ہو۔ اس لیے اسے حیرانی ہو رہی ہے۔ آخر بچی ہے۔"

"بچی ہے تو اسے یہاں سے لے جاؤ۔ تم لوگ یہاں تفریح کے لیے آئے ہو۔ تفریح کرکے جہاں جانا ہے وہاں چلے جاؤ۔"

علی نے کہا "ایسے کیسے چلے جائیں۔ یہ تینوں بے چارے شریف آدمی ہیں ہم نے ان کے ساتھ کیبل کیبن میں سفر کیا ہے اور اندازہ لگایا ہے کہ یہ کسی کو نقصان پہنچانے والے نہیں ہیں اور تم انہیں مار کر کیا یہاں کے شہہ زور اور حاکم بن رہے ہو؟"

فرنانزو نے علی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا "اچھا تو مجھے تمہیں یہ بتانا ہوگا کہ میں یہاں کا حاکم ہوں یا نہیں؟ میرے سر پر تاج نہیں ہے لیکن میں یہاں کا بادشاہ ہوں اور شہہ زور بھی ہوں۔ میری طاقت دیکھنا چاہتے ہو؟"

یہ کہتے ہی اس نے ہاتھ گھما کر علی کے منہ پر مارنا چاہا لیکن فہمی نے اس کی کلائی پکڑلی پھر یک بارگی جوڈو کا ایسا داؤ استعمال کیا کہ وہ الٹ کر دوسری طرف جا پڑا۔ تھری جے نے حیرانی سے فہمی کو دیکھا پھر آگے بڑھ کر کہا "یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ پلیز دیکھیے آپ اس معاملے میں نہ پڑیں آپ تفریح کے لیے آئے ہیں۔ اس بچی کو ساتھ لے جائیں۔ یہ خطرناک لوگ ہیں آپ لوگوں کو زندہ نہیں جانے دیں گے۔"

اپنے بادشاہ کو ایک عورت سے مار کھاتے دیکھ کر اس کے تین ماتحت بپھر گئے تھے۔ وہ آگے بڑھ رہے تھے اور تھری جے انہیں روکنے اور سمجھانے کی کوششیں کر رہے تھے۔ فرنانزو نے زمین پر

سے اٹھ کر اپنے ماتحتوں سے کہا "ٹھہر جاؤ میں دھوکا کھا گیا تھا۔ اس نے تو کچھ نہیں کیا لیکن اس کی عورت بڑی تیز لگتی ہے۔ ابھی اس کی تیزی اور طراری ختم کرتا ہوں اس کے ماتحت پیچھے ہٹ گئے۔

علی نے ٹھری جے کو بھی پیچھے ہٹا کر اعلیٰ بی بی کا ہاتھ پکڑ کر کہا "آجاؤ اس غنڈے بدمعاش نے یہاں کا بادشاہ ہو کر اب تک تاج نہیں پہنا تھا۔ یہ عورت اس کو کانٹوں کا تاج پہنائے گی۔"

فرنانزو نے غصے سے کہا "ابے مرد ہو کر اپنی عورت کو لڑنے کے لیے آگے بڑھاتا ہے اور خود پیچھے ہٹ کر باتیں بناتا ہے۔ دیکھ یہاں سب کے سامنے اس کی کیا حالت کرتا ہوں۔ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گا۔"

علی نے کہا "تیرے اس شہر میں بے شمار مرد ہیں۔ وہ اب تک تجھ سے ڈرتے رہے۔ تیرا نام سن کر مرتے رہے تو تو نے یہ سمجھ لیا کہ جو مرد دکھائی دیتے ہیں۔ وہ مرد نہیں ہوتے اور عورت تو کسی گنتی میں نہیں ہوتی میں زہریلا ہوں یا نہیں لیکن اتنا جانتا ہوں کہ جب تو کٹر سے مر سکتا ہے تو تجھے زہر دینے کی کیا ضرورت ہے؟"

فہمی نے کہا "میرا مرد بہت غیرت مند ہے وہ اس لیے دور کھڑا ہوا ہے کہ مجھے مارنا تو دور کی بات ہے۔ میرا ہاتھ بھی تو نہیں پکڑ سکے گا۔ لے میرا ہاتھ پکڑ۔" فہمی نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

فرنانزو نے کہا "میں خوب سمجھتا ہوں۔ پہلی بار میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا تو تو نے جوڈو کا داؤ آزما کر مجھے گرا دیا تھا۔ اب دیکھ میں کیا کرتا ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے فضا میں اچھل کر اس کے منہ پر لات ماری پھر زمین پر کھڑا ہو گیا تب اسے پتا چلا کہ فہمی اپنی جگہ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ فلائنگ کک مارتے ہوئے وہاں سے پلٹ کر اپنے ماتحت کی طرف گھوم گیا تھا اور اسے فلائنگ کک ماری تھی اس نے پریشانی سے گھوم کر فہمی کو دیکھا پھر کہا "ابھی میں اپنے ماتحت کو لات مارتا رہا تھا کہ تیری کیا حالت کروں گا۔ اب دیکھو...."

وہ دیکھنے کو کہہ رہا تھا اور لوگوں کی بھیڑ دیکھنے لگی تھی۔ سب فرنانزو سے خوف زدہ رہتے تھے۔ اس لیے دور دور تھے اور وہ ٹھری جے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے کیونکہ جس انداز میں فرنانزو نے فہمی کو کک مارنے کے بجائے گھوم کر اپنے ماتحت کو کک ماری تھی اس سے یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ یا تو پاگل ہے یا پھر اس کے دماغ پر کسی نے قبضہ جما کر اسے اپنے ہی ماتحت کو مارنے پر مجبور کیا تھا۔

اس کے ماتحت کی ناک اور باچھوں سے خون رسنے لگا تھا۔ فرنانزو نے اپنے دوسرے ماتحت کو قریب بلایا وہ سہما ہوا سا قریب آیا۔ اس کے آتے ہی فرنانزو نے اس کے منہ پر پیٹ پر گھونسوں کی بارش کر دی۔ اتنا مارا کہ وہ جھکتا ہوا کراہتا ہوا چیختا ہوا زمین پر گر پڑا پھر فرنانزو نے پلٹ کر فہمی سے کہا "دیکھا میں ایسے پٹائی کرتا ہوں۔ اب مار کھانے کے لیے تیار ہو جا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی فہمی نے اچانک ایک لات گھوم کر اس کے منہ پر ماری اس سے پہلے کہ وہ لڑکھڑا کر پیچھے جاتا اس نے گھوم کر دوسری لات ماری۔ وہ ایک دم سے زمین پر چاروں شانے چت ہو گیا پھر زمین پر لیٹے ہی لیٹے سر کو چاروں گھما کر دیکھنے لگا۔ ہر طرف لوگوں کی بھیڑ تھی۔ زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ وہ اپنے ٹاؤن کے لوگوں کے سامنے کسی عورت سے مار کھا کر زمین پر گر پڑا تھا۔ اس نے فوراً ہی اپنے لباس کے اندر سے ریوالور نکالا پھر فہمی کا نشانہ لینا چاہتا تھا۔ اسی وقت اعلیٰ بی بی اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی پھر اس کے ریوالور والے ہاتھ کو پکڑ کر بولی "انکل ایسے نہیں نشانہ ایسے لیا جاتا ہے۔"

اعلیٰ بی بی نے دونوں ہاتھوں سے اس کے ہاتھ کو موڑ دیا تو ریوالور کی نال خود بہ خود فرنانزو کی کنپٹی سے لگ گئی۔ وہ کوشش کرنے لگا کہ اس بچی سے ہاتھ چھڑا کر فہمی کو گولی مارے لیکن وہ محسوس کر رہا تھا کہ اس میں سکت نہیں ہے وہ اپنا ہاتھ نہیں گھما سکتا ہے اور نہ ہی اس بچی سے اپنا ہاتھ چھڑا سکتا ہے۔

ٹھری جے اب اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ یہ سب کچھ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہو رہا ہے۔ وہاں ایسی بھیڑ لگی ہوئی تھی جیسے میلہ لگا ہو۔ اس بھیڑ میں سے دو افراد دوڑتے ہوئے فرنانزو کی طرف آنے لگے تاکہ اس کی مدد کریں۔ اس کا ریوالور اس کی اپنی کنپٹی سے لگا ہوا تھا اعلیٰ بی بی نے اسے گھما کر آنے والے دو آدمیوں کی طرف کیا پھر ٹرائیگر کو دبا دیا۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گولی چلی اور ایک کے پاؤں میں لگی وہ لڑکھڑا کر گرا۔ ایک کو گرتے دیکھ کر دوسرا واپس بھاگنے لگا۔ اعلیٰ بی بی نے پھر اس ریوالور کو گھما کر اس بار فرنانزو کے شانے پر ریوالور کو رکھا اور ٹرائیگر کو دبایا تو فرنانزو کی حلق سے چیخ نکل گئی۔ گولی اس کے شانے کی ہڈی کو توڑتی ہوئی نکل گئی تھی۔ وہ وہیں زمین پر تڑپنے لگا تھا۔

اعلیٰ بی بی ریوالور لے کر کھڑی ہو گئی اس کے چیمبر سے تمام گولیاں نکالنے کے بعد ریوالور کو ایک طرف پھینک دیا پھر فہمی اور علی کے پاس آ گئی۔ علی نے ذرا آگے بڑھ کر بلند آواز سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا "اے لوگو! تم یہاں ہزاروں کی تعداد میں ہو اور اس طرح شہر کے دوسرے علاقوں میں بھی ہزاروں لوگ ہیں پھر کیا بات ہے کہ اس ایک بدمعاش سے ڈرتے اور سہم کر زندگی گزارتے رہے ہو۔ جسے ایک بچی نے گولی ماری ہے اور جس کی پٹائی میری بیوی نے کی ہے۔ کیا تم میری بیوی جیسی عورتوں سے بھی گئے گزرے ہو کہ ایک غنڈے اور بدمعاش کو اپنے علاقے پر حکمرانی کرنے دیتے ہو؟ ہم تفریح کے لیے یہاں آئے تھے اور اب جا رہے ہیں لیکن یہ بات ہم فرنانزو سے کہہ رہے ہیں کہ وہ یہ علاقہ چھوڑ کر چلا جائے کیونکہ ابھی ہم یہاں کے دوسرے شہر میں رہیں گے۔ اگر ہمیں یہ اطلاع ملی کہ فرنانزو نے یہ شہر نہیں چھوڑا ہے تو پھر ہم یہاں آ کر اسے گولی مار کر ہمیشہ کے لیے دنیا چھوڑنے پر مجبور کر دیں

گے۔"

علی، فہمی اور اعلیٰ بی بی کے ساتھ ایک کرائے کی کار میں آیا تھا وہ ان کے ساتھ اس کار میں جاکر بیٹھ گیا پھر تھری جے کو بلایا وہ تینوں اس کے قریب آئے پھر اس نے کہا "انسان کو سیدھا سادہ اور پرامن شہری ہونا چاہیے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہیے کہ بے جا ظلم برداشت کرے۔ تم لوگ اس کی گالیاں سنتے رہے اور مار کھاتے رہے۔ اپنے اندر حوصلہ پیدا کرو۔ اس سے زیادہ میں اور کوئی مشورہ نہیں دے سکتا۔" یہ کہہ کر علی نے کار اسٹارٹ کی پھر اسے ڈرائیو کرتا ہوا آگے چلا گیا۔

وہ تھری جے اس آگے جانے والی کار کو دیکھتے رہے پھر ایک دوسرے کے بالکل قریب ہو کر زیرِ لب کہتے رہے "یہ نوجوان ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ ہم نے جو تماشا دیکھا ہے اور سمجھا ہے وہ دوسرے تماشا دیکھنے والے سمجھ نہیں پائے ہیں۔"

ان تھری جے میں سے جے کافو نے کہا "تھینکس گاڈ ہم نے اپنے آپ کو روپوش رکھنے کے سلسلے میں بڑی حکمت عملی سے کام لیا ہے۔ ورنہ ہم آج ضرور بے نقاب ہو جاتے۔"

اسی وقت انہوں نے دیکھا کہ علی کی گاڑی پھر واپس آرہی ہے اور اس کے آگے پیچھے پولیس والوں کی دو گاڑیاں ہیں۔ وہ سب پھر فرنانزو کے قریب آکر رک گئے علی نے کار سے اتر کر کہا "یہ تمہارے شہر کا بے تاج بادشاہ ہے اور تم پولیس والوں کا ہیرو ہے۔ اسے دیکھو یہ ایک زخمی کتے کی طرح پڑا ہوا ہے۔ کوئی آگے بڑھ کر اسے اٹھانے کی جرأت نہیں کر رہا ہے۔ اب تم پولیس والے ہی اس کے لیے کچھ کر سکتے ہو۔ انسپکٹر نے کہا "ہم تو اس کے لیے جو کچھ بھی کریں گے لیکن تم کو یہاں سے نہیں جانے دیں گے۔ تم نے یہاں کا امن و امان خراب کیا ہے۔"

علی نے مسکرا کر کہا "اچھا تو اب سے پہلے بہت امن و امان تھا یہاں کے لوگوں کو لوٹا جا رہا تھا اور تم لوگ اس بھتا لینے والے فرنانزو سے بھتا لے کر اسے آزادی دیتے تھے کہ یہ یہاں اپنا ظلم و ستم جاری رکھے۔"

انسپکٹر نے کہا "یو شٹ اپ، تمہارا ایسا کہنے سے ہم پولیس والوں پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ یہاں کے لوگوں میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ ہمارے خلاف کچھ بول سکیں۔"

علی نے پھر بلند آواز سے کہا "اے لوگوں تم سن رہے ہو۔ اب بھی وقت ہے۔ کہو کہ یہاں عزت سے اور خود داری سے جینا چاہتے ہو یا ایسے حرام خور اور بھتا خور بدمعاشوں کے سائے میں رہ کر بزدلوں کی طرح زندگی گزارنا چاہتے ہو۔"

ایک شخص نے ہاتھ اٹھا کر چیختے ہوئے کہا "ہم عزت سے اور خودداری سے یہاں رہیں گے۔ اس کے ساتھ ہی پھر دوسرے بھی بولنے لگے اور جیسے جیسے بولنے لگے پورا مجمع بھی چیخنے لگا۔ ان پولیس والوں کو پتھروں سے مارنے لگے۔ وہ پولیس والے فوراً ہی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ علی نے ہاتھ اٹھا کر کہا "رک جاؤ ابھی ایسی حرکتیں نہ کرو۔ ابھی ان کا فیصلہ ہو جائے گا۔"

سب رک گئے۔ علی نے انسپکٹر سے کہا "اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر آؤ اور اس بدمعاش کو اٹھا کر اس شہر سے دور کہیں لے جاؤ لیکن جانے سے پہلے یہ سرکار کے نام عرضی لکھ کر جاؤ کہ تم نے یہاں بدمعاشوں کے ساتھ رہ کر بڑے جرائم کیے تھے یہاں کے لوگ تمہیں ناپسند کرتے ہیں۔ اس لیے تم یہاں سے جا رہے ہو اگر نہیں جاؤ گے تو اس شہر کے لوگ تمہیں جینے نہیں دیں گے۔"

وہ کاغذ قلم لے کر لکھنے لگا۔ جب تحریر مکمل ہو گئی تو علی نے اسے پڑھا پھر اسے ایک ہاتھ سے پکڑ کر کہا "دیکھو اس انسپکٹر نے اپنے جرم کا اقبال کیا ہے۔ تم میں سے یہاں کا جو سب سے بزرگ اور محترم شخص ہے۔ وہ آگے آئے اور اس کاغذ کو اپنے پاس رکھ کر اپنی ایک جماعت بنائے جو یہاں امن و امان قائم رکھ سکے اور کسی غنڈے کو یہاں رہنے کی اجازت نہ دے۔"

دو افراد اس مجمع میں سے نکل کر آئے۔ انہوں نے وہ کاغذ لیا پھر تمام افراد کہنے لگے "ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں۔ آئندہ ہم وہی کریں گے۔ جو آپ کہہ رہے ہیں۔"

علی نے کہا "انسپکٹر چلو اس زخمی غنڈے کو اٹھا کر اس شہر سے باہر چلے جاؤ۔"

انسپکٹر نے اس کے حکم کے مطابق فرنانزو کو اٹھایا۔ اپنی گاڑی میں ڈالا پھر وہاں سے جانے لگا۔ جب علی کار میں بیٹھ کر جانے لگا تو سب لوگ تالیاں بجا بجا کر اس کی تعریفیں کرنے لگے۔ وہ ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتا ہوا، دوسرا ہاتھ کھڑکی سے باہر نکال کر الوداعی انداز میں ہلاتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔

تھری جے مسکراتے ہوئے خوش ہو کر علی کی گاڑی کو دور جاتے دیکھ رہے تھے اور یہ تسلیم کر رہے تھے کہ اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کا تعلق یقیناً بابا صاحب کے ادارے سے ہوگا۔ کیونکہ اسی ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے تعمیری عمل کو پسند کرتے ہیں اور تخریبی عمل کے خلاف جہاد کرتے رہتے ہیں۔ یہ بھی تھری جے کی خوش قسمتی تھی کہ وہ تینوں فطرتاً تعمیری عمل کی طرف راغب تھے اور ان تینوں نے اب تک کوئی تخریبی کارروائی نہیں کی تھی۔ اسی لیے وہ علی اور فہمی کے قریب رہ کر بھی بے نقاب ہونے سے محفوظ رہے تھے۔ اس طرح محفوظ رہنے کی وجہ یہ بھی تھی کہ جناب تبریزی اور آمنہ اور ادارے کے دوسرے چند علمائے کرام جو عبادت اور ریاضت کے ذریعے علم روحانیت کے مراحل سے گزر رہے تھے۔ ان میں سے کسی نے علی اور فہمی کو نہیں بتایا تھا کہ وہاں تین مثبت اور نیک خیالات رکھنے اور ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔

○☆○

امریکا کے تمام اکابرین، تمام سراغ رساں اور تمام خفیہ ایجنسیاں اور ان کے علاوہ ان کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے سب ہی نے الپا کو اپنا ٹارگٹ بنا لیا تھا۔ ان سب کو یقین ہو چلا تھا کہ اس نے اعلیٰ بی بی کو اغوا کر کے کہیں چھپایا ہے اور وہ اسرائیل کے ہی کسی علاقے میں ہوگی۔

الپا اور برین آدم کو خفیہ طور پر رپورٹ مل رہی تھی کہ اسرائیل میں امریکی جاسوس اور خفیہ ایجنسی والے دیکھے جا رہے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ہوں گے جو ابھی پہچانے نہیں گئے ہیں۔ امریکا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی یہاں کسی نہ کسی کو آلۂ کار بنا کر موجود ہوں گے۔ گویا کہ وہ اعلیٰ بی بی کو اس جگہ تلاش کرنا چاہتے ہیں۔

برین آدم اور الپا نے اپنی اور تمام اسرائیلی اکابرین کی حفاظت کے لیے سخت انتظامات کیے تھے۔ وہاں کے حساس شعبوں میں یہ حکم جاری کیا گیا تھا کہ اس شعبے میں داخل ہونے والے جو افسران ہیں وہ فی الحال چھٹی پر رہیں گے۔ چند افسران ڈیوٹی پر رہا کریں گے اور جب وہ ڈیوٹی پر جائیں گے تو پہلے الپا ان کے خیالات پڑھے گی پھر انہیں اپنے شعبے میں کام کرنے کی اجازت دے گی اور یہ بھی حکم صادر کیا گیا تھا کہ ان کے ملک میں غیر ملکی سراغ رسانوں کی بھرمار ہو رہی ہے۔ لہٰذا ان سے چوکس رہا جائے۔ انہیں تلاش کیا جائے۔ اس بات کی تصدیق ہوتے ہی کہ وہ غیر ملکی سراغ رساں یا سیکرٹ ایجنٹس ہیں انہیں فوراً ہی گولی مار دی جائے۔ ایسے ہی وقت میں نے برین آدم کو فون کے ذریعے کہا "میں وہی اجنبی ہوں۔ آپ فوراً الپا کو بلائیں میں پانچ منٹ بعد فون کروں گا۔"

اس میں شبہ نہیں تھا کہ امریکی اکابرین یہ اچھی طرح سمجھ رہے تھے کہ ان کی دشمن فی الحال نہ الپا ہے، نہ جیکی اولڈ ہے اور نہ کوئی دوسرا دشمن ہے۔ صرف ہم درپردہ ان کے لیے دردِ سر بنتے جا رہے ہیں اور مسائل پر مسائل پیدا کرتے جا رہے ہیں۔

ہمارا طریقہ کار ایسا تھا کہ وہ براہ راست اپنے مسائل حل کرنے کے لیے ہم سے رجوع نہیں کر سکتے تھے۔ جب یہ معلوم ہوا کہ اعلیٰ بی بی، الپا کے پاس ہے تو وہ الپا کی طرف دوڑ رہے تھے۔ یہ معلوم ہو رہا تھا کہ جیکی اولڈ آسٹریا میں ہے تو وہ جیکی اولڈ کی طرف دوڑ رہے تھے۔ کسی نہ کسی کو گرفت میں لے کر اپنے مسائل کو کم سے کم کرنے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔

میں نے دوبارہ فون پر رابطہ قائم کیا تو برین آدم کے پاس الپا موجود تھی۔ میں نے کہا "ہم نے اعلیٰ بی بی کو اغوا کر کے چھپایا ہے تو اب سب ہی لوگ پریشان ہیں۔ امریکی اکابرین کی پریشانیاں قابل دید ہیں۔ مجھے تو بڑا لطف آرہا ہے کہ ایک طرف امریکی اکابرین پریشان ہیں اور دوسری طرف سونیا اور فرہاد اپنی بیٹی کو ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔"

الپا نے مسکرا کر کہا "آپ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ چار ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے حوالے کیے ہیں تو بھلا میں آپ کے کام کیسے نہ آتی۔"

"شاید تمہیں یہ بات معلوم ہوگی کہ جیکی اولڈ نے امریکی اکابرین سے رابطہ کیا تھا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس نے سونیا اور فرہاد کی بیٹی اعلیٰ بی بی کو اغوا کر کے کہیں چھپایا ہوا ہے۔"

"ہاں ہم نے سب سنا ہے اور ان کی غلط فہمی پر خوش ہو رہے ہیں۔ اگر وہ جیکی اولڈ پر شبہ کر رہے ہیں تو کرتے رہیں۔ ہمارا کچھ نہیں بگڑے گا۔"

"ہاں اب انہوں نے پھر انٹرپول والوں سے مدد لی ہے۔ آسٹریا میں جو انٹرپول والے ہیں۔ ان سے ملاقات کے لیے ہمارے چند افسران یہاں آسٹریا کے شہر ویانا پہنچے ہوئے ہیں۔ ان افسران میں، میں بھی موجود ہوں اور ہم نے اپنے طور پر کام کرتے ہوئے یہ معلوم کر لیا ہے اور بڑی اچھی طرح تصدیق کی ہے کہ جیکی اولڈ ویانا میں ہی ہے۔"

یہ سن کر الپا اور برین آدم کچھ پریشان ہوئے کہ اگر جیکی اولڈ گرفتار ہوگا اور اس کے دعوے کے مطابق اعلیٰ بی بی اس کے پاس سے برآمد ہوگی تو ان کا اجنبی محسن ان سے بدظن ہو جائے گا پھر کبھی الپا اور برین آدم کے لیے کام نہیں کرے گا۔ نہ ہی انہیں مزید ٹیلی پیتھی جاننے والا فراہم کرے گا۔ الپا نے پریشان ہو کر مجھ سے پوچھا "یہ تو اچھی بات ہے کہ آپ بھی انٹرپول کے افسران کے ساتھ ویانا شہر میں موجود ہیں۔ کیا جیکی اولڈ کا کوئی سراغ مل رہا ہے؟"

"اس حد تک معلوم ہو چکا ہے کہ اسٹیڈیم کی طرف جانے والی شاہراہ کے بائیں طرف نفتہ اسٹریٹ سے لے کر الیون اسٹریٹ تک کے درمیانی علاقے میں کسی بنگلے کے اندر چھپا ہوا ہے۔ میک اپ میں ہے اسے پہچاننا مشکل ہے لیکن ہم پہچاننے کی کوشش کریں گے۔"

"مسٹر ان نون میں آپ سے ایک درخواست کرتی ہوں پلیز آپ مجھ پر بھروسا کریں اور مجھے تھوڑی دیر تک اپنے دماغ میں اس وقت آنے دیں جب یہ معلوم ہو جائے کہ وہ جیکی اولڈ کس اسٹریٹ کے کسی بنگلے میں ہے۔"

میں نے کہا "میڈم الپا آپ نے تو میری منہ کی بات چھین لی۔ میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ اگر جیکی اولڈ کا صحیح سراغ مل جائے اور ہم ٹھیک اس کے بنگلے میں پہنچ جائیں تو ایسے وقت آپ کی موجودگی لازم ہے تاکہ وہ دوسروں کے سامنے زبان کھولنا چاہے تو آپ اس کی زبان بند رکھیں اور اسے ٹریپ کر کے کسی طرح اسے وہاں سے نکال لے آئیں تاکہ وہ بھی آپ کا معمول اور تابع بن جائے۔"

"اوہ میں کس زبان سے آپ کا شکر ادا کروں مجھے تو زندگی میں اب تک اتنا بڑا محسن نہیں ملا ہے۔ جیکی اولڈ میرا تابع بن جائے اور وہ بھی آپ کے ذریعے تو میں زندگی بھر آپ کو اپنا محترم بزرگ

مان کر آپ کی ہر بات پر عمل کیا کروں گی۔"

"آپ احسان مندی کی باتیں نہ کریں۔ بس بالکل تیار رہیے میں اگلے کسی بھی لمحے میں آپ لوگوں سے رابطہ کر سکتا ہوں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ آپ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد میرے دماغ میں تھوڑی تھوڑی دیر تک آتی اور جاتی رہیں۔ اس طرح آپ کو ہماری مصروفیات کا علم ہوتا رہے گا۔"

"یہ بالکل صحیح طریقہ ہے۔ میں آدھے گھنٹے کے بعد آپ کے دماغ میں آنا شروع کروں گی۔"

میں نے فون کا رابطہ بند کردیا۔ یہ بات درست تھی کہ انٹرپول والے ویانا میں جیکی اولڈ کو تلاش کر رہے تھے اور انہیں یقین تھا کہ وہ اسی شہر میں ہے اور اگر کسی دوسرے شہر میں ہوگا تو وہاں کے سراغ رساں ان کو فوراً ہی مطلع کریں گے۔ مجھے اور سونیا کو اعلیٰ بی بی ... کی فکر نہیں تھی۔ وہ تو اپنے بھائی علی کے پاس تھی۔ ہم پیرس سے بہت پہلے ہی روانہ ہو کر ویانا پہنچ گئے تھے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں رپورٹ دے رہے تھے کہ انٹرپول والے کس طرح مصروف ہیں اور کہاں کہاں جیکی اولڈ کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ وہ سب انٹرپول کے اہم افسران کے دماغوں میں تھے ان کے ذریعے بھی ان کے دماغوں میں ضرورت کے وقت پہنچ جایا کرتے تھے۔

جیکی اولڈ کو یعنی نارنگ کو صرف سونیا سے خوف آتا تھا وہ اس سے بے زار بھی رہتا تھا' پریشان بھی ہوتا تھا اور اس کا فرماں بردار بھی بنا رہتا تھا تاکہ وہ اسے جیکی اولڈ کے جسم میں رہنے کا زیادہ سے زیادہ موقع دیتی رہے۔ اسے پورا یقین تھا کہ امریکا کے اکابرین ہوں یا انٹرپول والے ہوں کوئی بھی اس کے قریب نہیں پہنچ سکے گا اگر پہنچے گا تو وہ اپنے بچاؤ کا راستہ بنا لے گا۔

اس یقین کے باوجود وہ سمجھ رہا تھا کہ کوئی اس کے قریب پہنچے یا نہ پہنچے مگر سونیا کسی وقت بھی پہنچ جاتی ہے اور یہ درست تھا کیونکہ سونیا کی پشت پر آمنہ تھی اور آمنہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ آتما شکتی کو شیطانی شکتی بنا کر استعمال کرے اور دوسروں کو نقصان پہنچاتا رہے۔ لہٰذا وہ اسے کسی ایک جسم میں محدود کردینا چاہتی تھی۔ تاکہ آئندہ وہ پھر کبھی پوری طرح آتما شکتی حاصل نہ کرسکے اس کے لیے پہلے سے منصوبہ بنایا جاچکا تھا کہ اب کیا ہونا چاہیے۔

آدھے گھنٹے بعد الپا میرے دماغ میں آئی۔ جیسا کہ اس کی عادت تھی۔ اس نے میرے چور خیالات پڑھنے کی کوشش کی تو اسے یہی معلوم ہوا کہ میں انٹرپول کا ایک افسر ہوں اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا "مسٹر میں آپ کے خیالات سے آپ کا نام معلوم کرچکی ہوں اور آپ کا نام ہے ڈی کوسٹا نارو۔"

میں نے مسکرا کر کہا "اپنے دماغ میں کسی خیال خوانی کرنے والے کو آنے کی اجازت دینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ ہمارے ذاتی معاملات بھی معلوم کرلیتا ہے۔ بہرحال آپ سے تو دوستی اور اعتماد قائم کرنا ہے۔ آپ میرے خیالات بڑی آزادی سے پڑھ سکتی ہیں۔ جو معلوم کرنا چاہیں کرسکتی ہیں۔ فی الحال ایک ضروری کام کریں' ہمیں معلوم ہوگیا ہے کہ وہ سیونتھ اسٹریٹ کے پانچویں بنگلے میں رہتا ہے اور ابھی انٹرپول والے اسے چاروں طرف سے گھیر کر اس کے بنگلے کے اندر داخل ہونے والے ہیں۔"

"مسٹر ڈی کوسٹا نارو! کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ اپنے اور دو چار افسروں سے باتیں کریں۔ تاکہ میں ان کے دماغوں میں بھی جاتی رہوں اور اس طرح یہ کہ انہیں بھی اپنا آلۂ کار بناتی رہوں۔"

"ہاں میں ان سے باتیں کر رہا ہوں آپ ان کے دماغوں میں بھی پہنچ سکتی ہیں کیونکہ ان میں کوئی بھی یوگا کا ماہر نہیں ہے۔"

میں نے اپنے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے دو سراغ رسانوں سے باتیں کیں اور ان کے دماغوں میں الپا کو پہنچا دیا۔ انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ انٹرپول کے افسروں کا رول ادا کریں گے۔ اس لحاظ سے الپا نے ان کے خیالات پڑھے تو اسے یہی معلوم ہوا کہ وہ انٹرپول کے افسران ہیں پھر وہ سب اس بنگلے میں داخل ہوئے جہاں نارنگ جیکی اولڈ کے جسم میں تھا۔ اس وقت وہ ایک حسینہ کے ساتھ بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ مجھے اور دو افسروں کو داخل ہوتے دیکھ کر ایک دم سے اچھل کر کھڑا ہوگیا پھر پوچھا "کون ہو تم لوگ؟"

ہمارے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں نے کہا "ہم انٹرپول والے ہیں اور تمہیں گرفتار کرنے آئے ہیں۔"

"کس جرم میں گرفتار کرنے آئے ہو؟"

"اس لیے کہ تم جیکی اولڈ ہو اور ہم تمہیں گرفتار کرکے جب ٹارچر سیل میں لے جائیں گے اور تمہارے چہرے سے میک اپ دھو کر تمہاری اصلیت معلوم کریں گے تو سب معلوم ہوجائے گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی اس کے ساتھ شراب پینے والی حسینہ قہقہہ لگاتی ہوئی ایک طرف گئی پھر پلٹ کر نارنگ سے بولی "ہیلو نارنگ کیا میں نے اپنی آواز اور لب و لہجے کو بدلا ہے تو مجھے پہچان سکتے ہو؟"

وہ حیرانی سے بولا "تم؟ تم تو الپا ہو۔ ہاں میں تمہاری اس نائٹ پارٹنر کے دماغ میں رہ کر بول رہی ہوں۔ تمہیں اپنی آتما شکتی پر بڑا غرور تھا اور دو بار تم میرے دماغ میں زبردستی گھس آئے تھے۔ یاد ہے یا نہیں۔"

ہمارے ایک سراغ رساں نے اس عورت کو دیکھتے ہوئے کہا "میڈم الپا ہم اس وقت مسٹر فرہاد کی اغوا ہونے والی بیٹی اعلیٰ بی بی کو اس کے پاس سے برآمد کرنے آئے ہیں۔ اس نے اس بچی کو کہیں چھپا کر رکھا ہے۔ پہلے ہمیں ہمارا کام کرنے دیں۔ اس کے بعد آپ اپنے معاملات کے مطابق مداخلت کریں۔"

نارنگ نے مجھے اور دونوں سراغ رسانوں کو دیکھ کر حقارت سے کہا "میں جانتا ہوں تم لوگ امریکا کی طرف سے آئے ہو۔ مجھے

گرفتار کرکے اعلیٰ بی بی کو برآمد کرنا چاہتے ہو لیکن یہ کبھی ہو نہیں سکے گا۔"

میں نے اور دونوں سراغ رسانوں نے اپنے اپنے ریوالور نکال کر اسے نشانے پر رکھا۔ پھر کہا "اگر تم نے زبان نہیں کھولی اور اعلیٰ بی بی کو ہمارے حوالے نہ کیا تو ہم تمہیں گولی ماردیں گے۔"

وہ قہقہے لگانے لگا پھر بولا "مجھے مار کر بھی نہیں مار سکو گے۔ اس لیے کہ میں مرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ مر کر زندہ رہنے والوں میں سے ہوں۔"

الپا نے اس عورت کی زبان سے کہا "یہ درست کہہ رہا ہے۔ دراصل یہ جیکی اولڈ نہیں ہے وہ تو کب کا مرچکا ہے۔ نارنگ کی آتما اس کے جسم میں سمائی ہوئی ہے۔ یہ دراصل گرو گھنشام نارنگ ہے جو رفتہ رفتہ اپنی آتما شکتی کو کھو رہا ہے اور آج میں اس کی آتما شکتی کو اور زیادہ کمزور کروں گی۔ یہ کہتے ہی اس نے ہمارے ایک سراغ رساں کے دماغ پر قبضہ جمایا اس سراغ رساں نے ہماری پلاننگ کے مطابق یہی ظاہر کیا کہ اس کا دماغ الپا کے قبضے میں آگیا ہے۔ الپا نے اس کے ذریعے ریوالور سے گولی چلائی۔ ٹھائیں ٹھائیں کی آواز کے ساتھ دو گولیاں نارنگ کے جسم میں لگیں۔ وہ لڑکھڑا کر صوفے پر الٹ گیا پھر اٹھنا چاہتا تھا کہ الپا نے اس سراغ رساں کے ذریعے اس پر مزید گولیاں برسائیں۔ اس کے جسم کو جیسے گولیوں سے چھلنی کردیا۔ اب وہ بے دم ہو کر فرش پر چاروں شانے چت ہوچکا تھا۔ یعنی کہ مرچکا تھا۔

الپا نے نارنگ کے کچھ اور کہنے سے پہلے کہ اعلیٰ بی بی اس کے پاس ہے یا نہیں۔ یا اس نے امریکی اکابرین سے جھوٹ کہا ہے' یا سچ کہا ہے۔ یہ اعتراف کرنے سے پہلے ہی اسے گولی ماردی۔ اس طرح الپا نے اس کی زبان بند کردی۔ اب نارنگ' جیکی اولڈ کی حیثیت سے یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ اس نے اعلیٰ بی بی کو اغوا کیا ہے تو کہاں چھپا کر رکھا ہے؟

الپا نے اس لیے بھی اسے فوراً گولیوں سے چھلنی کردیا تاکہ وہ میرے سامنے بھی یہ اعتراف نہ کرے کہ اس نے اعلیٰ بی بی کو کہاں قید کیا ہے۔ کیونکہ وہ مجھے اپنا دوست مہربان اور محسن کہتی تھی اور ہمیشہ مجھے فریب دے کر اپنا ساتھی بنائے رکھنا چاہتی تھی۔

وہ جیکی اولڈ کو ہلاک کرنے کے بعد میرے دماغ میں آکر بولی "مسٹر ڈی کوسٹا نارو! آپ مطمئن ہیں نا؟ میں نے دشمن کو ختم کردیا ہے۔"

میں بولا "یہ آپ نے درست نہیں کیا ہے۔ اگر وہ زندہ رہتا تو اس سے اور بہت سی باتیں اگلوائی جاسکتی تھیں۔"

"ہمیں اس سے کوئی اور بات اگلوانے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ کیونکہ اعلیٰ بی بی تو ہمارے پاس ہے اور آپ نے اس سے باتیں بھی کی ہیں اس کی آواز بھی سنی ہے پھر آپ کو اس سے زیادہ اور کیا چاہیے۔"

"میڈم الپا آپ ایک بات بھول گئیں۔ آپ کو بھی ایک نقصان پہنچ رہا ہے۔"

"کیسا نقصان؟"

"اگر جیکی اولڈ زندہ رہتا تو آپ اس کے دماغ میں گھس کر باقی چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لب و لہجوں کو معلوم کرکے ان کے دماغوں میں جاکر انہیں بھی اپنا معمول اور محکوم بنا سکتی تھیں۔"

"اوہ گاڈ' یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ مجھ سے یہ بہت بڑی غلطی ہوئی ہے۔"

وہ محض باتیں بنا رہی تھیں۔ ورنہ وہ جانتی تھی کہ جیکی اولڈ کے جسم میں نارنگ تھا اور نارنگ کسی بھی جسم میں جائے گا تو کسی نہ کسی طرح اس سے رابطہ ہوگا۔ وہ اس کے ذریعے ان چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک پہنچنے کی کوشش کرے گی۔ فی الحال اس کے نزدیک اہم بات یہ تھی کہ مجھے ڈی کوسٹا نارو سمجھ کر فریب دے کر میرا اعتماد قائم رکھنا چاہتی تھی اس لیے اس نے جیکی اولڈ کے جسم کو گولیوں سے چھلنی کردیا تھا۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہوئی اور اب وہ اپنے بگ برادر سے رابطہ کرنا چاہتی تھی۔ ایسے وقت سوچ کی لہریں محسوس ہوئیں پھر سونیا کی آواز ابھری "سانس نہ روکنا میں سونیا بول رہی ہوں اور تمہاری

بھلائی کے لیے کچھ کہنے آئی ہوں۔"

وہ بولی "میرا اصول ہے میں اپنے دماغ میں کسی کو آنے نہیں دیتی اگر مجھ سے باتیں کرنا چاہتی ہو تو میں تمہارے دماغ میں آؤں گی۔"

سونیا نے کہا "بے شک' میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں فوراً آؤ تمہارے لیے اچھی بات ہے۔"

سونیا چلی گئی۔ الپا اس کے دماغ میں پہنچی پھر بولی "تم کیا کہنے کے لیے میرے پاس آئی تھیں؟"

سونیا نے کہا "کیا تم یہ نہیں جانتی تھیں کہ میں کتنے عرصے سے نیلماں کے بعد نارنگ کے پیچھے پڑی ہوئی ہوں اور اس کے جسم بدل بدل کر اس کی آتما شکتی کمزور کر رہی ہوں۔"

"ہاں میں جانتی ہوں۔ نارنگ تم سے پریشان ہے لیکن اس کا مجھ سے کیا تعلق ہے؟"

"بہت گہرا تعلق ہے۔ تم جانتی ہو کہ اس کی آتما شکتی کمزور ہوتی جا رہی ہے لیکن اتنی بھی کمزور نہیں ہے کہ وہ کسی زندہ آدمی کے جسم سے اس کی روح نکال کر اس کی جگہ خود داخل نہ ہو سکتا ہو۔ ابھی اس کے پاس اتنی آتما شکتی ہے۔"

الپا نے کہا "میری بلا سے اگر وہ کسی زندہ انسان کے جسم کی روح اپنے منتروں کے ذریعے نکال کر اور اپنی روح اس کے جسم میں داخل کرتا ہے تو کرتا رہے میں نے تو اس کی آتما شکتی کچھ اور کمزور کردی ہے۔"

"تم خود کو بہت چالاک سمجھتی ہو۔ میری بیٹی اعلیٰ بی بی کو اغوا کر کے چھپا رہی ہو اگر ایسا نہیں کر رہی ہو تو ڈی کوستا نارو کو کیوں یہ کہہ رہی ہو کہ تم نے اعلیٰ بی بی کو اغوا کیا ہے؟"

"یہ میرا اور ڈی کوستا نارو کا معاملہ ہے۔ تم صرف اپنی بات کرو۔"

"اعلیٰ بی بی میری بیٹی ہے اس لیے یہ میری بات ہے۔ بہرحال میں بات مختصر کرتی ہوں تم اعلیٰ بی بی کو یعنی میری بیٹی کو ایک کھلونا سمجھتی رہو اور اس کے ذریعے دوسروں کو بے وقوف بناتی رہو پھر یہ دیکھو کہ تم کیسی بے وقوف بن رہی ہو؟"

"یعنی تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ تم نے میرے خلاف کوئی چال چلی ہے؟"

"میں کیا کہوں گی تم خود آزما لو۔ جاؤ اپنے بگ برادر کے دماغ میں جاؤ اور پوچھو کہ کیا وہ تمہیں اپنے دماغ میں آنے دے گا جبکہ وہ تمہیں اپنی چھوٹی بہن سمجھتا ہے اور تم سے بہت محبت کرتا ہے۔ میرے دماغ سے جاؤ میں تمہاری واپسی کا انتظار کر رہی ہوں۔"

"خود کو بہت زیادہ چال باز اور مکار نہ سمجھو میں تمہارے پاس دوبارہ واپس نہیں آؤں گی۔"

یہ کہہ کر وہ سونیا کے دماغ سے چلی آئی۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ بگ برادر کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی پھر تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا "بگ برادر میں الپا بول رہی ہوں۔ آپ سانس نہ روکیں۔" مگر اس نے پھر سانس روک لی۔

وہ حیران ہوئی اس نے فون کے ذریعے اپنے بگ برادر سے رابطہ کیا۔ فون پر اس کی آواز سنائی دی۔ وہ بولی "بگ برادر کیا بات ہے؟ میں آپ کے دماغ میں آنا چاہتی ہوں اور آپ مجھے آنے نہیں دے رہے ہیں؟"

برین آدم نے ایک قہقہہ لگایا پھر کہا "کون برین آدم؟ کون بگ برادر؟ تم بڑی زبردست چالیں چل رہی تھیں ناں اور ابھی آخری چال تمہاری یہی تھی کہ جیکی اولڈ کو گولیوں سے چھلنی کر کے اسے ختم کردو تاکہ وہ یہ نہیں بتا سکے کہ اس نے اعلیٰ بی بی کو کہاں چھپا کر رکھا ہے لیکن تم نہیں جانتی تھیں کہ اس کے اندر نارنگ چھپا ہوا ہے۔"

وہ حیرانی سے بولی "بگ برادر آپ کو یہ کیا ہوا ہے۔ ہم دونوں ہی یہ جانتے تھے کہ نارنگ' جیکی اولڈ کے اندر چھپا ہوا ہے۔"

"تعجب ہے یہ جانتے ہوئے بھی تم نے اسے گولیوں سے چھلنی کردیا اور یہ نہیں سوچا کہ نارنگ پھر اپنا جسم بدلے گا کسی کے بھی جسم میں جائے گا اگر تم نے مجھے گولیاں ماری ہیں تو میں تم سے انتقام لینے کے لیے کیوں نہ برین آدم کے جسم میں آؤں؟ اب تو میں برین آدم ہوں۔ مجھے تم نارنگ کہہ سکتی ہو لیکن دنیا والوں پر یہ ثابت نہیں کرسکتیں کہ میں برین آدم نہیں ہوں اور اس جسم کے اندر نارنگ سمایا ہوا ہے اور اس وقت تم کو ایک حقیر چیز سمجھ کر تم پر تھوک رہا ہوں؟"

اس نے آخ تھو کہہ کر فون بند کردیا۔ الپا سکتے کی کیفیت میں تھی۔ اسی وقت سونیا نے اس کے دماغ میں آکر کہا "تمہارے اصولوں کی ایسی کی تیسی تم ابھی مجھے اپنے دماغ سے نہیں نکال سکو گی۔ میری بات سن لو وہ تمہارا بگ برادر تمہارا چاہنے والا بھائی جسمانی طور پر زندہ ہے۔ کیا تم اسے یعنی اپنے بھائی کو زندہ نہیں رہنے دو گی؟ کیا تم اسے بھی گولیوں سے چھلنی کر کے نارنگ کو وہاں سے نکالو گی؟ اب اگر نارنگ کو نکالو گی تو تمہارا بھائی برین آدم مر جائے گا اور اگر برین آدم کے جسم کو زندہ رکھو گی تو نارنگ آسیب کی طرح تمہارے سر پر سوار رہے گا۔ اب تم فیصلہ کرو کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ چال بازی بچوں کا کھیل نہیں ہے جاؤ اپنے بھائی کو گولی مار دو یا نارنگ سے سمجھوتا کرو۔

○☆○

نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن!

الپا کی یہی حالت ہو گئی تھی نہ چلنے کو پاؤں رہ گئے تھے نہ پاؤں کے نیچے زمین رہ گئی تھی۔ اتنی بڑی دنیا میں صرف ایک برین آدم ہی اس کا ایسا محبت کرنے والا بھائی تھا جسے وہ ہمیشہ سے بگ برادر کہتی آئی تھی۔ وہ برین آدم اتنا ذہین اور حاضر دماغ تھا کہ الپا جیسی ذہین اور چالاک عورت بھی پیچیدہ مسائل میں اس سے مشورے لیا کرتی تھی اور اس کی ہدایت پر عمل کرتی تھی۔

آج وہ برین آدم اس کا بگ برادر بظاہر مر چکا تھا لیکن اس طرح زندہ تھا کہ اس کے اندر نارنگ کی آتما سما گئی تھی یعنی وہ جسمانی اعتبار سے برین آدم تھا مگر باطن میں نارنگ' جو اس کا جانی دشمن تھا اور یہ بات صرف الپا ہی جانتی تھی۔

اب اس کا یہی ایک مسئلہ تھا کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ نہ وہ نارنگ سے پیچھا چھڑانے کے لیے اپنے عزیز ترین بھائی برین آدم کو ہلاک کرسکتی تھی اور نہ ہی نارنگ کو برداشت کرنے اور اسے اپنے سر پر مسلط رکھنے کے لیے اپنے بھائی کے جسم کو زندہ رکھنا چاہتی تھی مگر اس کے چاہنے یا نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ اسے کسی ایک فیصلے پر پہنچنا تھا۔

میں نے اور سونیا نے اسے اس مسئلے کی دلدل میں دھنسا دیا تھا۔ پچھلے کئی دنوں سے وہ بڑی چالاکیاں دکھا چکی تھی۔ مجھے انٹرپول کا ایک افسر سمجھ کر مجھ سے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے حاصل کر چکی تھی اور دھوکا یہ دے رہی تھی کہ امریکا والے جب میری بیٹی اعلیٰ بی بی کو اغوا کر رہے تھے تو وہ اس اغوا کی سازش میں شریک ہو گئی تھی۔ خود اعلیٰ بی بی کو اغوا کرنا چاہتی تھی اگرچہ ناکام رہی تھی لیکن مجھے اس طرح بے وقوف بنا رہی تھی کہ ایک ڈی اعلیٰ بی بی تیار کر کے مجھ سے فون پر گفتگو کرا کے یہ یقین دلا چکی تھی کہ وہ میرے کام آ رہی ہے اور اس نے اعلیٰ بی بی کو اغوا کر کے ایک جگہ چھپا کے رکھا ہوا ہے۔ وہ اس حقیقت سے بے خبر تھی کہ انٹرپول کا وہ افسر میں ہی ہوں اور وہ میری بیٹی کو اغوا کرنے کا جھوٹا بہانہ کر کے خود اس کے باپ کو بے وقوف بنا رہی ہے۔

میں نے اور سونیا نے اس سے کوئی دشمنی نہیں کی تھی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا اس کے باوجود وہ جب اور جہاں اپنا فائدہ دیکھتی تھی وہاں وہ دوستی یا دشمنی کا خیال کیے بغیر صرف فائدہ اٹھانے کی بات سوچتی تھی اور اس پر عمل کرتی تھی۔ اس طرح وہ چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا معمول اور تابع بنا کر اس کامیابی کے نشے میں ڈوبی ہوئی تھی۔

ایسے ہی وقت سونیا نے اس کے پاس آکر بتایا کہ اس نے کس طرح اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے۔ اس نے جس جیکی اولڈ کو گولی ماری تھی اس کے اندر چھپا ہوا نارنگ وہاں سے نکل آیا ہے۔ اسے اب ایک نئے جسم کی ضرورت تھی اس لیے اس کی آتما اس کے اپنے ہی بھائی برین آدم کے جسم میں داخل ہو گئی تھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ برین آدم یوں تو مر چکا ہے صرف جسمانی طور پر دکھاوے کے لیے زندہ ہے۔ وہ پہلے کی طرح الپا کے کام نہیں آئے گا۔ کیونکہ اس کے اندر سمایا ہوا نارنگ اسے اپنے قابو میں کر کے اپنی مرضی کے مطابق چلاتا رہے گا اور الپا یہ برداشت نہیں کرسکتی تھی۔

اس بات کے تصور سے ہی کانپ جاتی تھی کہ وہ اپنے عزیز ترین بھائی برین آدم کو ہلاک کرے گی اور نارنگ کو اسرائیل سے بھاگنے پر مجبور کرے گی لیکن اس کے لیے یہ ضروری بھی ہو گیا تھا۔ اگرچہ محبت کہتی تھی کہ بھائی کا جسم چلتا پھرتا ہوا زندہ ہی سہی وہ اسے دیکھتی رہے لیکن عقل کہتی تھی کہ وہ ایک بھائی کی صورت میں اپنے ہی ملک کے اندر ایک دشمن کی پرورش کرے گی اور اسے اپنے سر پر مسلط رکھے گی۔ یہ لازمی ہو گیا تھا کہ برین آدم کو ہلاک کردیا جائے لیکن اسے ہلاک کرنے سے پہلے وہ سوچنا اور اچھی طرح سمجھنا چاہتی تھی کہ بھائی کو ہلاک کیے بغیر کس طرح نارنگ سے پیچھا چھڑایا جاسکتا ہے۔

ابھی وہ بہت بڑے نقصان میں تھی اور جلد سے جلد اس نقصان سے نکلنا چاہتی تھی۔ وہ اس حقیقت سے واقف نہیں تھی کہ اس کے علاوہ بھی وہ اپنی چالاکیوں کی دوسری سزائیں پا رہی ہے۔ اس نے جو چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا معمول اور محکوم بنایا تھا تو انہیں اپنا تابع بناتے وقت بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں وہاں موجود تھے اور اس کے تنویمی عمل کو دیکھ رہے تھے۔ اس نے اپنے محکوموں کے دماغوں میں جو لب و لہجہ نقش کیا تھا ہمارے سراغ رسانوں نے اسے یاد رکھا تھا۔ اب انہوں نے اسی لب و لہجے میں ان چاروں کو ٹریپ کرلیا تھا ان پر تنویمی عمل کر کے انہیں اپنا معمول اور تابع بنا لیا تھا اور جہاں ان چاروں کو محبوس رکھا گیا تھا۔ وہاں سے وہ انہیں نکال لائے تھے۔ پھر دوسری جگہ پہنچا کر ان چاروں کو میک اپ کے ذریعے تبدیل کردیا تھا تاکہ وہاں کے جاسوس انہیں پہچان نہ سکیں اور نہ ہی گرفتار کرسکیں جب تک الپا' برین آدم اور نارنگ کے مسئلے میں الجھی رہی۔ اس وقت تک ہمارے سراغ رساں ان چاروں کو اس کے ملک سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

جب الپا کو پہلی بار معلوم ہوا تھا کہ برین آدم اس دنیا میں نہیں رہا لیکن جسمانی طور پر موجود ہے اور اس کے اندر نارنگ پہنچ چکا ہے۔ تب الپا کو یقین نہیں آیا تھا۔ اس نے فوراً ہی برین آدم سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ قائم کیا تو پتا چلا' اس کی جگہ نارنگ بول رہا ہے اور اس نے بڑی حقارت سے الپا کو دھتکار دیا تھا۔ تب سونیا نے اسے کہا تھا کہ تم بہت اونچی اڑ رہی تھیں اور اب اس کا انجام بھی دیکھو اب تمہارے سامنے صرف ایک ہی راستہ رہا ہے یا تو بھائی کو مار ڈالو اور نارنگ کو دوسرا جسم بدلنے پر مجبور کردو یا پھر بھائی سے بے انتہا محبت ہے تو اسے جسمانی طور پر

زندہ رہنے دو اور دماغی طور پر نارنگ کو اپنے آپ پر مسلط کرلو اور اس کے اشاروں پر ناچتی رہو۔

ویسے وہ لاشعوری طور پر یہ فیصلہ کرچکی تھی کہ نارنگ کو وہاں نہیں رہنے دے گی۔ کیونکہ برین آدم اسرائیلی حکومت کے اور اسرائیلی فوج کے تمام اہم راز جانتا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اب نارنگ کو سب معلوم ہورہا ہوگا اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ صرف ایک بھائی کو زندہ رکھ کر پورے ملک اور پوری قوم کو نقصان پہنچائے۔ برین آدم کو مرنا ہی تھا لیکن اسے ہلاک کرنے سے پہلے وہ کوئی دوسرا راستہ تلاش کرنے کی کوشش کررہی تھی کہ نارنگ سے نجات مل جائے اور بھائی بھی زندہ رہے۔

یہ ناممکن تھا۔ نارنگ سے نجات ملتے ہی بھائی کا جسم مردہ ہوجاتا۔ وہ خیال خوانی کرتی ہوئی دوسری بار برین آدم کے دماغ میں پہنچی اور بولی' نارنگ سانس نہ روکنا میں تم سے کچھ بولنا چاہتی ہوں۔"

نارنگ نے کہا "ہاں تم بول بھی سکتی ہو اور برین آدم کے رشتے سے مجھے بگ برادر بھی کہہ سکتی ہو کیونکہ میں تمہارا بھائی اور اس ملک و قوم کا بہت بڑا رازدار بھی ہوں۔"

"پلیز مجھے یہ بتاؤ تم نے میرے بگ برادر کو واقعی مار ڈالا ہے؟ میرا مطلب ہے کیا اس کے جسم سے آتما نکال ڈالی ہے اور وہ آتما تم دوبارہ واپس لاسکتے ہو؟"

"سوری' میں اس کی آتما واپس نہیں لاسکوں گا کیونکہ مجھے اس کے جسم سے نکلنا پڑے گا۔"

"تم میرے بگ برادر کے جسم میں اس کی آتما لانے کے بدلے مجھ سے جو چاہو گے میں تمہاری وہ بات تسلیم کروں گی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "میں تو کیا تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اچھی طرح تمہیں پہچان گئے ہیں۔ تم اپنا کام نکالتے ہی ان سے ایسی دغا کرتی ہو کہ انہیں دن میں تارے نظر آجاتے ہیں۔"

"میں اپنے ملک اور قوم کی قسم کھا کر کہتی ہوں' پہلے جس طرح تم مجھ سے اتحاد چاہتے تھے۔ اب وہی اتحاد قائم رہے گا ہم دونوں مل کر مخالفین سے مقابلہ کریں گے۔ ان سے برتر رہیں گے۔ پلیز میرے بھائی کی آتما کو اس کے جسم میں واپس لے آؤ۔"

"میں اب تک پانچ جسم بدل چکا ہوں اگر تمہارے بھائی کے جسم کو چھوڑ کر جاؤں گا تو وہ چھٹا جسم ہوگا۔ آتما شکتی کے حوالے سے وہ آخری جسم ہوگا۔ جب میں اس جسم سے نکل کر ساتویں جسم میں جاؤں گا تو میری آتما شکتی بالکل ختم ہوچکی ہوگی اور میں اس ساتویں جسم سے پھر کبھی نہیں نکل سکوں گا۔ مجھے افسوس ہے' نہ میں تم سے اتحاد کرسکتا ہوں نہ تمہارے بھائی کی آتما کو اس کے جسم میں واپس لاسکتا ہوں۔"

"میں ایک بات کہتی ہوں اس پر اچھی طرح غور کرو' تم میرے بگ برادر کے جسم میں رہ کر میرے ملک و قوم کو نقصان پہنچاتے رہو گے لیکن میں بھی تمہیں سکون سے نہیں رہنے دوں گی۔ تمہارے ہر معاملے میں مداخلت کرکے تمہیں ناکام بناؤں گی۔ اس پر بھی تم باز نہیں آؤ گے تو اپنے بھائی کو ہلاک کروں گی۔ اس کے بعد مجبور ہوکر صرف ایک ہی جسم میں اور آخری جسم میں جاسکو گے اپنی مجبوریوں کو سمجھو۔ مجھ سے اتحاد کرو۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ تم جیسے ہی ساتویں جسم میں جاؤ گے میں تمہیں کسی جگہ چھپا کر رکھوں گی اور تم روپوش رہ کر پھر ایک بار آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے تپیا کرسکو گے۔"

"کیا تم میڈم سونیا سے زیادہ ذہین اور چالاک ہو میں نے پہلے جو اپنی آتما شکتی مکمل کی تھی وہ سونیا کی مدد سے کی تھی۔ وہ جب چاہے مجھے اس جسم سے نکال کر کسی دوسرے جسم میں جانے پر مجبور کرسکتی ہے تم اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہو۔"

"مجھے ایک بار موقع دو۔ میں ثابت کرکے دکھاؤں گی کہ سونیا بھی میرا اور تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔"

"جب میں بار بار میڈم سونیا سے ٹھوکریں کھا چکا ہوں تو اب اس سے غداری نہیں کروں گا۔ چھٹے جسم میں جاکر مجھے تپیا مکمل کرنی ہوگی تو میں سونیا کے آگے گڑگڑاؤں گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ پھر مجھے آتما شکتی مکمل کرنے کا موقع دے گی۔ میں تمہارے ساتھ تعاون کرکے میڈم سونیا اور مسٹر فرہاد سے کبھی دشمنی مول لینے کی جرأت نہیں کروں گا۔"

"وہ سمجھ گئی کہ نارنگ قابو میں نہیں آئے گا اسے باتوں سے بہلا کر اس کے خلاف فوری کارروائی کرنی ہوگی وہ اسے باتوں میں الجھانے کے لیے بولی "اچھا یہ بتاؤ واقعی تم نے میڈم سونیا اور فرہاد کی بیٹی اعلیٰ بی بی کو اغوا کیا ہے؟"

اس نے کہا "جب تم دیکھ رہی ہو کہ میں ان دونوں کا اس قدر وفادار بن گیا ہوں اور ان کے خلاف کوئی قدم اٹھانا نہیں چاہتا تو ان کی بیٹی کو اغوا کرنے کی حماقت کیسے کروں گا؟"

"تو پھر کسی اور نے ایسی جرأت کی ہوگی تمہیں کچھ اندازہ تو ضرور ہوگا کہ اعلیٰ بی بی کو کون اغوا کرسکتا ہے؟"

"پہلے تو تم پر شبہ تھا کہ تم نے ہی ایسا کیا ہے لیکن اب میں برین آدم کے دماغ میں ہوں اور یہ معلوم کرچکا ہوں کہ تم نے جس اعلیٰ بی بی کو چھپا کر رکھا ہے وہ میڈم سونیا اور مسٹر فرہاد کی بیٹی اعلیٰ بی بی نہیں ہے۔ تم انٹرپول کے ایک افسر کو اُلو بنانے کے لیے یہ ڈراما کررہی ہو۔"

وہ ایک طرف اس سے باتیں کررہی تھی۔ دوسری طرف خیال خوانی کے ذریعے فوج کے ایک اعلیٰ افسر کو چار مسلح جوانوں سمیت برین آدم کے بنگلے کی طرف روانہ کردیا تھا اور اس کو حکم دیا تھا کہ ایک شخص برین آدم کا بھیس بدل کر اس بنگلے میں موجود ہے۔ اس کے پاس جاتے ہی اس کی کوئی بات سنے بغیر اسے گولیوں سے چھلنی کردو۔ وہ ادھر حکم دے رہی تھی۔ ادھر یہ کہہ رہی تھی کہ تم سے گفتگو کرنے کے دوران میں' میں دیکھ رہی ہوں' تم اپنے چہرے پر میک اپ کررہے ہو' یعنی چہرہ تبدیل کررہے ہو۔

"تم کسی کو آلۂ کار بنا کر یہاں بھیج سکتی ہو اور مجھے ہلاک کراسکتی ہو اس لیے میں میک اپ کرکے کہیں روپوش ہوجاؤں گا۔"

وہ بولتا جارہا تھا اور الپا خیال خوانی کے ذریعے فوج کے اعلیٰ افسر سے کہہ رہی تھی "تم فوراً اس کے بنگلے میں پہنچو۔ وہ میک اپ کرکے وہاں سے نکلنے والا ہے اگر ہاتھ سے نکل جائے گا تو ہمیں بہت نقصان پہنچائے گا۔"

اعلیٰ افسر اپنے مسلح جوانوں سمیت وہاں پہنچ چکا تھا اور اب برین آدم کو بنگلے کے مختلف حصوں میں تلاش کررہا تھا لیکن وہ نظر نہیں آیا۔ الپا نے پوچھا "کیا ہوا وہ کہاں ہے؟"

"میڈم ہم اسے تلاش کررہے ہیں۔ مگر یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔"

نارنگ نے کہا "کیا تم مجھے اتنا احمق سمجھتی ہو۔ میں نے برین آدم کے جسم میں داخل ہوتے ہی وہ بنگلا چھوڑ دیا تھا اور اب دوسری جگہ ہوں۔ میرے خیالات سے معلوم کرلو' میں کہاں ہوں اور اب کس طرح تم سے چھپ کر تمہاری جان کا عذاب بن سکتا ہوں۔"

"نارنگ صرف تم ہی ایک چالاک نہیں ہو۔ میں تم جیسوں کو انگلیوں پر نچانا جانتی ہوں۔ میں نے بھی بہت پہلے اپنا بنگلا چھوڑ دیا تھا۔ تم بھی مجھے تلاش کرنا چاہو گے تو نہیں کرسکو گے۔ اب ہمارے درمیان آنکھ مچولی ہوگی۔"

"ابھی میرے اندر اتنی آتما شکتی ہے کہ تم میرے چور خیالات نہیں پڑھ سکوگی۔ اب تو میں تمہیں اپنے دماغ میں آنے ہی نہیں دوں گا۔"

یہ کہتے ہی نارنگ نے سانس روک لی۔ الپا دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی' فوج کے اعلیٰ افسر سے بولی "تم فون کے ذریعے تمام فوجی افسران کو بتاؤ اور میں خیال خوانی کے ذریعے تمام سراغ رساں ایجنسیوں کو بتاتی ہوں کہ برین آدم کے اندر نارنگ کی آتما گھس آئی ہے۔ اس نے برین آدم کو ہلاک کردیا ہے۔ اب اس کے جسم میں رہ کر ہمارے بہت سے راز معلوم کررہا ہے اسے کسی طرح تل ابیب سے باہر جانے نہ دیا جائے اگر وہ باہر جانے والا ہے یا جاچکا ہے تو اسے اپنے ملک سے باہر جانے کا موقع نہ دیا جائے۔ یہ کام جتنی جلدی ہوسکے مکمل کرنا ہے۔"

پھر وہ خیال خوانی کے ذریعے انٹیلی جنس کے اعلیٰ عہدے داروں اور موساد کے بڑے بڑے افسران سے بولنے لگی کہ برین آدم ملٹری سیکریٹ ایجنسی کا ڈائریکٹر جنرل تھا اور اب نارنگ اس کے اندر سمایا ہوا ہے تو اسے وہاں کے سارے راز معلوم ہورہے ہوں گے۔ وہ وہاں کے سراغ رسانوں سے اپنا کام لے سکتا ہے اور ہمارے خلاف اقدامات کرسکتا ہے لہٰذا اسے کسی جگہ بھی تلاش کیا جائے۔ اس کے قد اور جسامت سے اندازہ کرو کہ وہ جسمانی طور پر برین آدم ہے۔ تم لوگ اسے کسی طرح بھی پہچاننے کی اور گرفتار کرنے کی کوشش کرو۔ وہ تل ابیب سے یا ہمارے ملک سے باہر جانے نہ پائے۔

دوسری طرف نارنگ ایک موبائل فون کے ذریعے ملٹری سیکریٹ ایجنسی کے ماتحت افسران سے کہہ رہا تھا "میں تمہارا ڈائریکٹر جنرل برین آدم بول رہا ہوں۔ ہمارے کسی دشمن نے الپا کو اپنی معمولہ بنالیا ہے اب وہ ہماری دشمن بن گئی ہے اور سب سے پہلے مجھے نقصان پہنچانا چاہتی ہے۔ تاکہ میں نہ رہوں تو وہ تنہا یہاں رہ کر ہماری یہودی قوم کو اور ہمارے ملک کو نقصان پہنچاتی رہے۔ وہ اپنے عامل کی مرضی کے مطابق یہاں کے مختلف افسروں اور عہدے داروں کو بھڑکا رہی ہے۔ میں اپنی جان کی سلامتی کے لیے ایک جگہ چھپا ہوا ہوں اور اپنے چہرے کو تبدیل کرچکا ہوں۔ جب تک الپا ہمارے قابو میں نہیں آئے گی۔ مجھے اسی طرح روپوش رہنا ہوگا۔"

ملٹری انٹیلی جنس کے ایک ماتحت افسر نے کہا "سر آپ جہاں بھی ہیں۔ ہمیں رازداری سے بتادیں ہم آپ کو یہاں لاکر ایسی جگہ چھپا کر رکھیں گے کہ الپا یا اس پر تنویمی عمل کرنے والا عامل کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔"

"احمقانہ باتیں نہ کرو۔ کیا تم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا مقابلہ کرسکو گے' کیا تم نہیں جانتے کہ الپا تمہارے اور تمہارے جیسے تمام افسران کے دماغوں میں جاسکتی ہے اور تم لوگوں کو اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔

"تم لوگ اسی خوش فہمی میں رہو گے کہ مجھے کہیں چھپا رہے ہو اور وہ کسی کو آلۂ کار بنا کر مجھے ہلاک کردے گی۔ میں جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو۔ کسی طرح بھی اسے گرفتار کرکے اس کے دماغ پر دوبارہ تنویمی عمل کراکے اس عامل سے الپا کو نجات دلانی ہوگی۔ ورنہ ہمارا ملک ٹیلی پیتھی جاننے والی کے بغیر خالی رہے گا۔ ہم بہت کمزور ہوجائیں گے۔"

ایک طرف الپا اعلیٰ حکام' فوجی افسران اور انٹیلی جنس کے سراغ رسانوں کو یقین دلانے کی کوشش کررہی تھی کہ وہ سچ بول رہی ہے اور کسی کی معمولہ نہیں ہے۔ دوسری طرف نارنگ فون کے ذریعے ان سب کو یقین دلا رہا تھا کہ ہمارے لیے خطرات منڈلا رہے ہیں۔ الپا کو فوراً گرفتار کرکے اس پر تنویمی عمل کرکے اسے دشمن عامل سے نجات دلائی جائے۔

اسرائیل کے تمام یہودی اکابرین جن میں اعلیٰ حکام' فوجی افسران اور انٹیلی جنس کے اہم سراغ رساں تھے' وہ سب الجھ گئے تھے۔ ان میں بھی اختلاف پیدا ہورہے تھے کسی کا خیال تھا' الپا درست کہہ رہی ہے اور کوئی کہہ رہا تھا' برین آدم نے کبھی جھوٹ

نہیں کہا ہمیشہ اس ملک کی خدمت کرتا رہا ہے۔

ان سب کی بنیادی سوچ یہی تھی کہ وہ اپنی ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا سے محروم نہ ہو جائیں۔ لہٰذا اسی بات پر زور دے رہے تھے کہ پہلے الپا کو تلاش کیا جائے اور اس سے کہا جائے کہ وہ خود کو سب کے سامنے یا کسی یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے سامنے پیش کرے تاکہ اس کے دماغ پر تنویمی عمل کرکے یہ معلوم کیا جاسکے کہ وہ کسی کی معمولہ بن چکی ہے یا نہیں؟ اگر بن چکی ہے تو اس کے دماغ سے دشمن عامل کے تنویمی عمل کا توڑ کیا جائے۔

اس فیصلے پر پہنچنے کے بعد الپا جس سے بھی رابطہ کررہی تھی وہ اسے یہی کہہ رہا تھا کہ وہ خود کو تنویمی عمل کرنے والے یہودی عامل کے سامنے پیش کرے لیکن الپا اس وقت کسی کا بھی سامنا کرنے سے انکار کررہی تھی۔ وہ خوب سمجھ رہی تھی کہ جس کا بھی سامنا کرے گی، نارنگ اس کے دماغ میں پہنچ کر اسرائیل کی اس اکلوتی ٹیلی پیتھی جاننے والی کو ختم کردے گا۔

وہ اپنے طور پر درست سمجھ رہی تھی لیکن بہت سے یہودی اکابرین ناراض ہو کر کہہ رہے تھے کہ الپا اپنے بڑوں کا حکم نہیں مان رہی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کسی دشمن کی آلۂ کار بن چکی ہے۔

برین آدم (نارنگ) سے بھی کہا جارہا تھا کہ وہ روپوش رہ کر یہ ثابت کرے کہ نارنگ اسے ہلاک کرکے اس کے جسم میں سمایا ہوا نہیں ہے اگر ثابت کرنے میں دشواری ہو تو اکابرین میں سے دو چار پر بھروسا کرے اور ان سے خفیہ طور پر ملاقات کرے۔ وہ اکابرین اپنے طور پر سچ اور جھوٹ کو سمجھ لیں گے۔

نارنگ نے الپا کو اس طرح الجھا دیا تھا کہ وہ اپنی سلامتی کی فکر میں اپنے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خیریت معلوم کرنے کا وقت نہیں نکال پائی تھی۔ جب اس نے ان چاروں میں سے ایک کے دماغ میں جانے کی کوشش کی تو اس ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت کا دماغ اسے نہیں ملا۔ اس نے باقی تین ماتحتوں کے دماغوں میں جانے کی کوشش کی۔ ناکامی سے سمجھ میں آیا کہ ان چاروں کے لب ولہجوں کو بدل دیا گیا ہے۔ اب وہ انہیں اپنے لیے استعمال نہیں کرسکے گی۔

اس نے بحری فوج، برّی فوج اور فضائیہ کے تین سب سے اعلیٰ افسروں کے دماغوں میں جھانک کر دیکھا۔ پتا چلا، وہ تینوں افسران اس وقت اپنی رہائش گاہ میں ہیں اور نارنگ نے ابھی تک انہیں ٹریپ نہیں کیا ہے۔ اس نے فوراً ہی بری فوج کے اعلیٰ افسر کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے تھپک کر سلا دیا۔ پھر اس پر مختصر سا تنویمی عمل کیا۔ اس کے دماغ میں ایک نیا لب ولہجہ نقش کرکے حکم دیا کہ اس کا دماغ لاک رہے گا۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں آنا چاہے تو وہ فوراً ہی سانس روک کر اسے واپس جانے پر مجبور کردے گا۔

اسی طرح اس نے بحریہ اور فضائیہ کے اعلیٰ افسران کے دماغوں پر مختصر تنویمی عمل کرکے اپنے قابو میں کرلیا۔ نارنگ اس وقت دوسرے افسران اور حکام کو ٹریپ کرنے میں مصروف تھا اس لیے وہ الپا کی ان مصروفیات سے بے خبر رہا۔

وہاں کے اکابرین بھی کچھ سمجھ نہیں پارہے تھے۔ تنویمی عمل دونوں طرف سے کیے جارہے تھے اس طرح ان حکام کے فوجی افسران اور انٹیلی جنس کے سراغ رسانوں کے دو گروہ ہو گئے تھے۔ ایک گروہ نارنگ کا معمول اور فرماں بردار بن گیا تھا دوسرا گروہ الپا کے زیر اثر آگیا تھا۔

نارنگ تو ایک مضبوط اور ناقابلِ شکست چٹان کی طرح الپا کے مقابلے میں ڈٹ گیا تھا۔ اسے اس بات کا خوف نہیں تھا کہ سونیا کی طرف سے اور میری طرف سے اس کے معاملات میں مداخلت کی جائے گی۔ وہ ہماری مرضی کے مطابق اسرائیل اور امریکا کے خلاف محاذ بنا رہا تھا۔ ابھی اسرائیلی اکابرین کو پریشان کررہا تھا۔ آئندہ امریکی اکابرین کی شامت آنے والی تھی۔

○☆○

ہمارے سراغ رسانوں نے الپا کے چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا معمول اور فرماں بردار بنا کر وہاں سے نکال لیا تھا۔ ان میں سے پہلے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام پولا ریمسن اور جان جیلسی تھے۔ فی الحال ان دونوں کا ذکر نہیں کیا جائے گا اس کے بعد دو ٹیلی پیتھی جاننے والے جنہیں الپا نے اپنے قابو میں کیا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام لیزی گارڈ اور دوسرے کا نام کینی بال تھا۔ ان دونوں کو امریکا کے ایک ساحلی شہر بالٹی مور پہنچا دیا گیا تھا۔ وہاں پارس اور پورس پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے ان دونوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔

میں نے اپنے دونوں بیٹوں کو جو ذمے داریاں دی تھیں وہ ان پر عمل کرنے لگے۔ پارس نے لیزی گارڈ پر اور پورس نے کینی بال پر دوبارہ تنویمی عمل کیا اور اس عمل کے ذریعے اپنے لب ولہجے اور آواز کو، اپنے اپنے چلنے پھرنے اور بولنے کے انداز کو اور اپنی شرارتوں کے طریقوں کو ان کے دماغوں میں نقش کیا۔ پارس نے لیزی گارڈ کو پارس بنا دیا اور پورس نے کینی بال کو پورس بنا کر ان کے چہروں پر اپنے چہرے کے مطابق میک اپ کردیا۔

دوسرے دن وہ دونوں بالکل پارس اور پورس نظر آنے لگے۔ ان کے چلنے پھرنے کا انداز اور ان کے بولنے میں جو طنز اور شرارتیں ہوا کرتی تھیں۔ وہ سب ان کے دماغوں میں نقش ہو گئی تھیں اگر وہ کہیں بھول چوک کرتے تو اصل پارس اور پورس ان کے دماغوں میں رہ کر ان کی خامیاں درست کرسکتے تھے۔

دونوں بھائیوں نے اپنے اپنے چہروں پر ایسی تبدیلیاں کی تھیں کہ اب وہ پارس اور پورس نظر نہیں آتے تھے۔ وہ بالٹی مور کے ہی ایک مکان میں پے اِنگ گیسٹ کی حیثیت سے ایک بوڑھے میاں بیوی کے ساتھ رہنے لگے۔ انہوں نے اپنی ڈمیوں کو آزاد چھوڑ دیا کہ جاؤ اور اس شہر میں عیش کرو۔

وہ دونوں ایک عرصے سے پہلے جیکی اولڈ کے زیر اثر رہے اور اس کے تابع بن کر اس کی پابندی میں رہے۔ اس کے بعد الپا نے ان دونوں پر قبضہ جمایا تھا اور انہیں اپنا محکوم بنا کر رکھا تھا۔ پھر ہمارے سراغ رسانوں نے انہیں ٹریپ کرکے بالٹی مور پہنچا دیا تھا۔ اس طرح ان دونوں کو پہلی بار آزادی نصیب ہوئی تھی۔

وہ رہائی پانے والے قیدیوں کی طرح بے لگام آزادی کا جشن منانے کے لیے اس شہر کے ساحلی علاقے میں آئے جہاں مچھیروں اور ملاحوں وغیرہ کی رہائش تھی۔ وہاں کے ماہی گیر اور ملاح ساحلی علاقے میں رہتے تھے اور وہیں سے سمندر میں مچھلیاں پکڑنے یا اپنی موٹر بوٹس اور لانچیں وغیرہ چلانے کے لیے جاتے تھے۔

وہ پس ماندہ اور ترقی پذیر ممالک کے ماہی گیروں اور ملاحوں کی طرح غریب نہیں تھے۔ خوب کماتے تھے اور خوب عیش کرتے تھے۔ بڑی بڑی رقمیں بچایا کرتے تھے۔ اس کے باوجود امریکا جیسے ملک میں ان کی حیثیت سرمایہ دار کی نہیں تھی۔ بس وہ کمانے والے اور عیش کرنے والے خوش حال لوگ کہلاتے تھے۔ ایسی جگہ داداگیری کرنے والے بے تاج بادشاہوں اور بگ باس کہلانے والوں کی حکمرانی رہا کرتی ہے۔ وہاں مجرموں کے دو گروہ تھے ایک گروہ باس نمبرون اور دوسرا گروہ ماسٹر نمبرون کہلاتا تھا۔ باس نمبر ون کا کیسینو یعنی جوئے کا اڈا ساحلی علاقے کی ایک بہت بڑی عمارت میں نیچے سے اوپر تک چھ فلور میں تھا۔ ماسٹر نمبرون نے اپنے گاہکوں کی تفریح اور عیاشی کے لیے کھلے سمندر میں ایک بحری جہاز میں کیسینو اور نائٹ کلب قائم کیا تھا۔ بڑے بڑے سرمایہ دار اپنی محبوباؤں کے ساتھ سمندری کیسینو میں جاتے تھے۔ انہیں سمندر میں رہ کر تفریح کرنے کا زیادہ مزہ آتا تھا۔

وہ ڈمی پارس اور پورس اسی بحری کیسینو کی طرف گئے۔ اس وسیع وعریض بحری جہاز تک پہنچنے کے لیے ساحل سے بہت سی موٹر بوٹس چلتی تھیں اور اس جہاز کے قریب لاکر پہنچاتی تھیں۔ جہاز کے دونوں طرف چار لفٹیں تھیں جن کے ذریعے وہاں تفریح کے لیے آنے والے اپنی عورتوں کے ساتھ اوپر بحری جہاز میں جاتے تھے۔

دونوں نے پہلے جہاز کے عرشے پر پہنچ کر دیکھا۔ وہاں اوپر ریستوران تھا۔ اس کے نچلے حصے میں کیسینو تھا۔ جہاں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جوا کھیلنے کے کیبن اور بڑے ہال تھے۔ اس کے نچلے تیسرے حصے میں نائٹ کلبز تھے۔ وہاں رنگ برنگی روشنیوں میں رنگ برنگی حسینائیں اپنے دوستوں اور عاشقوں کے ساتھ دکھائی دے رہی تھیں۔ آخری نچلے حصے میں بڑے آرام دہ ڈبل بیڈ روم بنے ہوئے تھے۔ جن کی ایک دیوار سے پورا سمندر شیشے کے آرپار دکھائی دیتا تھا۔ طرح طرح کی رنگین مچھلیاں اور سمندری مخلوقات دکھائی دیتی تھی۔ اندر بیڈ روم کی آرائش ایسی تھی کہ وہاں پہنچتے ہی جذبات بھڑکنے لگتے تھے۔ پھر حسینائیں ان جذبات کو اور بھڑکاتی تھیں۔ کینی بال عرف پورس نے کہا "یار امریکا بھی کیا ملک ہے جس شہر میں جاؤ، وہاں تفریح اور عیاشی کے لیے اتنی فراخ دلی سے اور اتنی خوب صورتی سے انتظامات کیے جاتے ہیں۔ جیسے آنے والوں کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے گئے ہوں۔"

لیزی گارڈ عرف پارس نے کہا "اس جنت میں حوریں زیادہ ہیں تاکہ گاہک فرشتے انہیں دیکھ کر خوب ٹھوک بجا کر ان کی قیمت ادا کرکے اپنی تفریح کا ساتھی بنا سکیں۔"

"وہ تو ہے۔ ہم بھی طرح طرح کی تفریح کرسکتے ہیں لیکن ایک کمی رہ جاتی ہے۔ ہم شراب نہیں پی سکتے۔ کسی قسم کا نشہ نہیں کرسکتے۔"

"ہاں کروگے تو ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن تمہارے دماغ میں آکر تمہاری خیریت پوچھیں گے۔"

"یہی تو مشکل ہے کہ بیمار نہ ہونے کے باوجود پرہیز کرنا پڑتا ہے۔"

وہ دونوں نائٹ کلب کے میوزک اور ڈانس والے حصے میں آئے۔ وہاں پہنچتے ہی ان کے چہروں پر فلیش لائٹ کی روشنی بجلی کی طرح چمک کر بجھ گئی۔ انہوں نے تصویر کھینچنے والی حسینہ کو دیکھا۔ وہ مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلا کر کہہ رہی تھی "ہیلو تم دونوں خوب صورت اور اسمارٹ ہو۔ اس لیے میں نے تم دونوں کو اپنے کیمرے میں محفوظ کرلیا ہے۔"

"ایک کیمرے میں ہم دونوں کی تصویریں آسکتی ہیں لیکن تمہارے دل میں ہم بیک وقت نہیں آسکتے۔ کیا خیال ہے۔ کس کا انتخاب کررہی ہو؟"

"سوری میں کوئی تفریح کا سامان نہیں ہوں، خود تفریح کرنے آئی ہوں۔"

"چلو یہی سہی کس کے ساتھ تفریح کروگی؟"

"جب میں کسی کے ساتھ انجوائے کروں گی تو دنیا دیکھے گی تم دونوں بھی دیکھ لینا فی الحال بائے بائے۔"

وہ مسکراتی ہوئی جانے لگی۔ دونوں نے خیال خوانی کی پرواز کی اور اس کے دماغ میں پہنچے پتا چلا اس کا تعلق انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ سے ہے۔ اس نے انہیں پارس اور پورس کی حیثیت سے پہچان لیا تھا۔ اسی لیے ان کی تصویر اتاری تھی اور ابھی فیکس کے ذریعے اپنے ڈپارٹمنٹ میں وہ تصویر بھیجنے والی تھی۔

پارس نے کہا "یہاں پہنچتے ہی کام بن گیا۔"

پورس نے کہا "ہاں ہم جو چاہتے تھے اب وہی ہوگا۔"

اس جاسوس حسینہ نے جو تصویر اتاری تھی اسے دھونے اور پرنٹ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ انسٹینٹ کیمرا تھا۔ براہ

راست تصویر اتر گئی تھی اب وہ انہیں فیکس کرنے کے لیے اس کیسینو کے مالک کے دفتر کی طرف جارہی تھی۔ اچانک پارس نے اسے غائب دماغ بنا دیا۔ وہ ادھر سے پلٹ کر اوپر جہاز کے عرشے پر آئی۔ پھر ریلنگ کے پاس پہنچ کر اس نے ان کی تصویر ہینڈ بیگ سے نکال کر اسے سمندر میں پھینک دیا۔ واپس اسی جگہ آئی' جہاں اسے دماغی طور پر غائب کردیا گیا تھا۔ پارس نے اس کے دماغ کو ڈھیل دی پھر وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر اس کیسینو کے مالک ماسٹر نمبر ون کے دفتر میں آئی اسے اپنا کارڈ دکھا کر کہا "ایک ضروری پیغام (MASSAGE) فیکس کرنا ہے۔"

ماسٹر نمبرون نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "بے شک آپ لوگوں کے لیے تمام سہولتیں دستیاب ہیں۔ اس دوسرے کمرے میں چلی جائیں اور پیغام فیکس کردیں۔"

وہ دوسرے کمرے میں آئی پھر اپنے ہینڈ بیگ میں ہاتھ ڈال کر ان دونوں کی تصویر ڈھونڈنے لگی۔ تصویر نہیں مل رہی تھیں اس نے ہینڈ بیگ کو اچھی طرح دیکھ لیا' وہاں تمام سامان موجود تھا۔ صرف ان دونوں کی تصویر نہیں تھی۔ وہ کرسی پر بیٹھ کر سوچنے لگی' آخر یہ تصویر کہاں چلی گئی؟

پھر اس نے فون کے ذریعے اپنے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا۔ اس سے کہا "سر! میں نے پارس اور پورس کو اس بحری کیسینو میں دیکھا ہے۔ ان کی تصویر بھی اتاری تھی اور اسے اپنے بیگ میں رکھا تھا اور آپ کے نام فیکس کرنا چاہتی تھی لیکن تصویر نہیں ہے میں نے پورا بیگ اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "پھر تو تصدیق ہوگئی' وہ واقعی پارس اور پورس ہیں۔ انہوں نے تمہارے دماغ میں گھس کر معلوم کرلیا ہوگا کہ تم نے انہیں پہچان لیا ہے اور اب وہاں کے دوسرے سراغ رسانوں کو بلانے والی ہو۔ اسی لیے انہوں نے اپنی تصویر تمہارے بیگ سے چرالی ہے یا تمہارے ہی ہاتھوں سے کسی طرح ضائع کرا دی ہے۔ بہرحال ہمارے سراغ رساں وہاں پہنچ رہے ہیں۔ تم ان دونوں پر نظر رکھو۔"

وہ آفس سے نکل کر ان دونوں کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھٹکنے لگی پھر لفٹ کے پاس آئی۔ وہ دونوں نظر آگئے اس نے ان کے قریب آتے ہوئے کہا "ہائے...."

پورس نے کہا "ہائے تو ہمیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ تم ہمارے ہاتھوں سے پھسل گئی ہو۔"

وہ مسکراتی ہوئی بولی "لفٹ کے پاس کیوں کھڑے ہو؟"

"ہم جارہے ہیں۔ یہاں مزہ نہیں آرہا ہے۔ باس ون کے کیسینو میں جاکر مزے کریں گے۔"

وہ کچھ سوچنے لگی۔ پارس نے کہا "کیا ہمارے جانے سے تم اکیلی ہوجاؤ گی۔"

وہ مسکرا کر بولی "کیا تمہارا جانا ضروری ہے؟"

"ہمارا جانا ضروری نہیں ہے تو تمہارا یہاں رہنا بھی ضروری نہیں ہے۔ ہمارے ساتھ چلنا چاہو تو ساحل کی طرف چلو۔ باس ون کے کیسینو میں تفریح کریں گے۔"

وہ ان کے ساتھ لفٹ میں آئی۔ اسے ان پر نظر رکھنے کے لیے کہا گیا تھا۔ اس نے سوچا ابھی ساحل پر پہنچ کر موقع ملتے ہی فون کے ذریعے بتائے گی کہ وہ دونوں بحری کیسینو میں نہیں بلکہ باس ون کے کیسینو میں آگئے ہیں۔

وہ ان کے ساتھ لفٹ کے ذریعے ایک موٹر بوٹ میں آئی پھر وہ تینوں ساحل کی طرف جانے لگے۔ اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے۔ پارس نے کہا "اب ساتھ چل رہی ہو تو یہ بتادو' ہم دونوں میں سے کون اچھا لگتا ہے؟"

"دیکھو میں کہہ چکی ہوں' میں کوئی کال گرل یا بکاؤ مال نہیں ہوں۔"

"اچھا اچھا تم نے کہا تھا اور ہم بھول گئے لیکن جو کہا تھا اس کے خلاف بھی تم کرسکتی ہو۔"

"ہرگز نہیں' میں بہت سوچ سمجھ کر لفٹ دیتی ہوں۔"

"اب دیکھنا ہوگا کہ تم کتنا سوچتی ہو اور کس کو لفٹ دیتی ہو۔"

وہ ساحل پر پہنچ گئے اس بار پورس نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا پھر اسے اپنے ساتھ ایک ٹیکسی میں بٹھا کر کسی ہوٹل کی طرف لے گیا۔ اس نے اسے فون کرنے پر مائل کیا۔ وہ اپنا موبائل فون نکال کر رابطہ کرنے کے بعد بولی "سر! مجھے ابھی فون کرنے کا موقع ملا ہے اور میں نئی اطلاع دے رہی ہوں۔ آپ سراغ رسانوں کو بحری کیسینو میں نہ بھیجیں۔ وہ دونوں ساحل پر آگئے ہیں۔ اب باس نمبرون کے کیسینو میں جانے والے ہیں لہٰذا سراغ رسانوں کو وہاں بھیجا جائے۔"

یہ کہہ کر اس نے فون بند کردیا پھر پورس کی مرضی کے مطابق اسے دیکھ کر مسکرانے لگی۔

پارس ساحلی سڑک کے کنارے ایک طرف پیدل چلنے لگا ادھر بڑی رونق تھی۔ جگہ جگہ ریستوران اور نائٹ کلب دکھائی دے رہے تھے۔ چھوٹے بڑے کلبوں اور ریستورانوں میں خوب روشنی تھی۔ دوسری طرف ساحل پر ایک قطار میں موٹر بوٹس اور لانچیں بہت روشن تھیں۔ موبائل گاڑیوں میں چلتی پھرتی دکانیں سجائی گئی تھیں اور پھیری لگانے والی عورتیں اور مرد بھی کچھ نہ کچھ سامان بیچتے نظر آرہے تھے۔ وہ ایسی جگہ تھی جہاں امریکا کے مختلف شہروں سے بھی لوگ آیا کرتے تھے اور سمندری جزیروں میں رہنے والے بھی وہاں تفریح کے لیے آتے تھے پھر صبح چلے جاتے تھے۔

وہاں کا منظر بہت ہی دلچسپ تھا۔ ضرورت کا مال خریدنے اور فروخت کرنے والوں کے درمیان بحث و تکرار بھی ہورہی تھی۔ ہنسی مذاق بھی ہورہا تھا۔ کئی جوان لڑکیاں اور عورتیں میوزک پر ڈانس کرتی ہوئی اپنی دکان کا سامان فروخت کررہی تھیں۔ ایسے میں گاہک ضرورت کا سامان خریدنے آتے تھے اور ان کے خریدار بن کر رہ جاتے تھے۔ ایک جوان عورت نے پارس کو آواز دی۔ "ہائے۔ اِدھر سے اُدھر جارہا ہے۔ ذرا ادھر بھی تو آ۔"

اس نے اس جوان عورت کو دیکھا پھر قریب آیا۔ وہ بولی "میں دور سے دیکھ رہی ہوں۔ پیدل ایسے ٹہل رہا ہے جیسے اپنے باغیچے میں ہو۔ ارے یہاں تو لینے دینے والا بازار ہے بول کیا خریدے گا؟"

"کیا بیچو گی؟"

"دکان کے اندر جو کچھ ہے سب بیچنے کے لیے ہے۔"

"دکان کے اندر تو بھی ہے۔"

"میری قیمت کوئی نہیں ادا کرسکتا۔"

"تو پھر قیمت بتا۔"

"مردانگی اور دلیری۔ مردانگی عورت کو دکھائی جاتی ہے اور دلیری مدِ مقابل کو' لہٰذا پہلے میرے چار غنڈے بھائیوں کو دلیری دکھاؤ جب وہاں کامیاب ہوجاؤ تو پھر مجھے مردانگی دکھانے آؤ۔"

"یہ تو کوئی قیمت نہ ہوئی' جیب سے ایک ڈالر بھی نہیں جائے گا اور تم مل جاؤ گی۔"

"تم نے میرے بھائیوں کو نہیں دیکھا ہے پورے علاقے میں ان چاروں کی دہشت طاری رہتی ہے۔ ان کا نام سنتے ہی بڑے سے بڑا بدمعاش راستہ بدل کر چلا جاتا ہے۔"

"وہ اپنے کام سے راستہ بدل کر جاتے ہوں گے اور تمہارے بھائی سمجھتے ہوں گے' ان کے خوف سے راستہ بدل رہے ہیں۔"

"ہرگز نہیں میرے بھائیوں کی دہشت ایسی ہے کہ انہیں دیکھتے ہی بڑے سے بڑا بدمعاش خوف سے کانپنے لگتا ہے۔"

"پھر غلط کہہ رہی ہو۔ تم نے اس کانپنے والے کا ٹمپریچر نہیں دیکھا ہوگا۔ ہوسکتا ہے وہ بخار سے کانپ رہا ہو۔"

اس نے پارس کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر مسکرا کر بولی۔ "ویری اسمارٹ' میرے سامنے میرے بھائیوں کا مذاق اڑا رہے ہو۔ ابھی ان کے دھندے کا وقت ہے میں انہیں فوراً یہاں نہیں بلاسکتی۔ پھر بھی معلوم کرتی ہوں کہ وہ میری خاطر کب تک یہاں پہنچ سکتے ہیں۔"

"انہیں یہاں بلانے کی کیا ضرورت ہے؟ صرف اتنا معلوم کرلو کہ وہ کہاں ہیں پھر میں خود ہی تمہارے رشتے کی بات کرنے وہاں پہنچ جاؤں گا۔"

وہ اسے گھور کر دیکھتی ہوئی بولی "تمہارے پاس موبائل فون ہوگا؟"

پارس نے فون نکال کر اسے دیا۔ وہ اسے لے کر آن کرنے کے بعد نمبر پنچ کرنے لگی۔ پارس نے اس کے دماغ میں یہ خیال پیدا کیا کہ بھائیوں کا پتا معلوم ہوجائے گا تو وہ خود اسے لے کر ان کے پاس جائے گی۔ رابطہ ہونے پر وہ بولی "برادر میں لیزا بول رہی ہوں اس وقت میرے سامنے ایک قد آور صحت مند اور بہت ہی اسمارٹ نوجوان کھڑا ہوا.... مجھ سے میرا مطالبہ کررہا ہے۔ ذرا تم چاروں اس کی خیریت معلوم کرلو۔ اس کا جغرافیہ بگاڑ دو۔ پھر اس کی سمجھ میں بات آجائے گی کہ پہلے دلیری دکھائی ہوتی ہے تب ہی مرد اپنی مردانگی سے پہچانا جاتا ہے۔"

"ٹھیک ہے ہم اس سے نمٹ لیں گے ہوسکے تو اسے باس ون کے کیسینو میں بھیج دو۔"

"کیا میں دوسرے برادر سے بھی رابطہ قائم کروں؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہے میں اور میرے ساتھ ایک بھائی ہے۔ ہم دونوں اس پر بھاری پڑیں گے۔ تم اس سے کہو' یہاں آئے اور چینی کا نام لے۔ لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ میرے پاس پہنچا دیں گے۔ میں اسے کیسینو کے ٹاپ فلور کی چھت پر لے جاکر زمین کی پستی میں پھینک دوں گا۔"

"برادر میں بھی آرہی ہوں۔"

"تمہیں آنے کے لیے خوامخواہ دکان بند کرنا ہوگی۔"

"کوئی بات نہیں' یہ بندہ بڑا دلچسپ ہے ذرا میں دیکھوں گی کہ جتنا اکڑ کر بولتا ہے اتنا ہی دلیر ہے بھی یا نہیں؟"

"ٹھیک ہے۔ دکان بند کرکے اسے یہاں لے آؤ۔"

لیزا نے فون بند کرکے پارس کو واپس کیا پھر دکان بند کرنے لگی۔ باس ون کے کیسینو میں وہاں کے انٹیلی جنس کے تین سراغ رساں آئے تھے اور پارس اور پورس کو تلاش کررہے تھے۔ انہوں نے کیسینو کے باس سے بھی پوچھا اور ان کا حلیہ بتا کر کہا "اپنے آدمیوں سے کہا جائے کہ اس حلیے کے دو جوان نظر آئیں تو فوراً انہیں پکڑ کر اس کے دفتر میں لے آئیں۔"

وہ انہیں تلاش کرتے رہے پھر ناکام ہو کر اس کیسینو سے چلے گئے۔ اپنے اعلیٰ افسر کو اطلاع دی "وہ یہاں نہیں ہیں۔ بحری جہاز والے کیسینو میں بھی دو سراغ رساں گئے تھے انہوں نے بھی یہی اطلاع دی۔ انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر نے اس جاسوسہ سے رابطہ قائم کرنا چاہا جو پورس کے ساتھ گئی تھی لیکن اس سے رابطہ نہیں ہورہا تھا۔ ظاہر ہے پورس نے اسے اپنے لوگوں سے غافل کردیا ہوگا۔

وہ اعلیٰ افسر واشنگٹن کے ہیڈ کوارٹر میں سی آئی اے کے اعلیٰ افسر کو پارس اور پورس کی موجودگی کے بارے میں رپورٹ دے چکا تھا۔ اس نے پھر اس سے رابطہ کرکے کہا "وہ دونوں بالٹی مور میں موجود ہیں لیکن دو بڑے کیسینو میں سے کہیں نہیں ہیں اور جس جاسوسہ نے انہیں دیکھا تھا اور انہیں ٹریپ کررہی تھی وہ لاپتا ہے۔ انہوں نے یقیناً ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے ہم سے دور کردیا ہے۔"

سی آئی اے کے اعلیٰ افسر نے کہا "تیج پال کی رہنمائی میں ہمارے چار ٹیلی پیتھی جاننے والا اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کررہے

ہیں۔ ان میں سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا... بیزون اس وقت میرے دماغ میں ہے اور آپ کی بھی آوازیں سن رہا ہے۔ ابھی وہ آپ کے پاس خیال خوانی کے ذریعے آئے گا۔ ویسے ان دونوں کو ڈھونڈنا اور اپنی حراست میں لینا بہت ضروری ہے ان کا باپ فرہاد علی تیمور ہمیں بہت الجھا رہا ہے۔ اس نے ہمیں چوبیس گھنٹے کی مہلت دی تھی کہ ہم نے اس کی بیٹی اعلیٰ بی بی کو واپس اس کے پاس نہ پہنچایا تو یہاں ایسی تخریبی کارروائیاں شروع کروے گا جس کا الزام اس کو نہیں دیا جاسکے گا۔"

اس افسر نے کہا "لیکن اعلیٰ بی بی تو بابا صاحب کے ادارے میں موجود ہے۔ انہوں نے سیٹلائٹ کے ذریعے ایک چینل پر اسے بابا صاحب کے ادارے میں دکھایا تھا۔"

"ہاں فرہاد دوہری چالیں چل رہا ہے۔ ایک طرف عالمی میڈیا کے ذریعے سب کو یقین دلا رہا ہے کہ اس نے ہمیں چوبیس گھنٹے کی مہلت نہیں دی ہے اور اعلیٰ بی بی کو بھی اغوا کیا گیا ہے؟ اعلیٰ بی بی تو ان کے ادارے میں موجود ہے۔ دوسری طرف وہ درپردہ ہمیں دھمکیاں دے رہا ہے اور یہ چیلنج کررہا ہے کہ تخریبی کارروائیاں شروع کرنے کے لیے چوبیس گھنٹے کی مہلت ختم ہوتی جارہی ہے اور اب صرف پانچ گھنٹے رہ گئے ہیں۔"

ان افسران نے فون کا رابطہ ختم کیا۔ اسی وقت بیزون نے بالٹی مور والے افسر کے دماغ میں آکر کہا "میں بیزون بول رہا ہوں کیا آپ کے پاس اس جاسوسہ کی آواز کا کوئی ٹیپ موجود ہے؟"

"جی ہاں ہمارے ریکارڈ روم میں ہے۔"

"پلیز آپ مجھے سنائیں میں خیال خوانی کے ذریعے آپ کی اس جاسوسہ کو تلاش کروں گا۔"

"تھوڑی دیر بعد ایک کیسٹ ریکارڈر کے ذریعے اس جاسوسہ کی آواز سنائی دی۔ بیزون توجہ سے سنتا رہا۔ اس کی آواز اور لب ولہجے کو اپنے ذہن میں نقش کرتا رہا۔ پھر اس نے کہا "ٹھیک ہے۔ آپ بند کردیں میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

بیزون نے دماغی طور پر حاضر ہو کر تیج پال کو تمام باتیں بتائیں۔ تیج پال نے کہا "جیسا کہ تم رپورٹ دے رہے ہو' اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ واقعی پارس اور پورس ہیں اگر انہیں گرفتار کرلیا جائے گا تو مسٹر فرہاد کی یہ دوہری چال ناکام ہوجائے گی۔ ہم یہ ثابت کرسکیں گے کہ ایک طرف فرہاد اپنے آپ کو بے قصور اور خود کو امریکی معاملات سے الگ تھلگ ثابت کررہا ہے اور دوسری طرف یہاں تخریبی کارروائیاں کرنے کے لیے اپنے دونوں بیٹوں کو بالٹی مور میں چھپا رکھا ہے۔"

"میں خیال خوانی کے ذریعے اس جاسوسہ کے دماغ میں جارہا ہوں اس کے ذریعے حقیقت معلوم ہوجائے گی کہ پارس اور پورس نے ہی اسے ٹریپ کیا ہے یا وہ جاسوسہ خود ہی عیاش ہے اور چپ چاپ رات بھر کے لیے غائب ہوگئی ہے۔"

تیج پال نے کہا "اپنے ساتھ مائیک مورو کو لے جاؤ اور بالٹی مور کے افسر سے کہو کہ وہ دونوں بڑے کیسینو کے مالکان سے فون کے ذریعے رابطہ کرے۔ مائیک مورو اس افسر کے دماغ میں رہ کر ان مالکان کی آواز سنے گا پھر خیال خوانی کے ذریعے ان کے دماغوں میں پہنچ کر معلوم کرے گا کہ واقعی وہ دونوں وہاں آئے تھے یا نہیں؟"

مائیک مورو اپنے ساتھی بیزون کے دماغ میں آیا۔ بیزون اس بالٹی مور والے افسر کے پاس آکر بولا "آپ کے دماغ میں ہمارا ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود رہے گا۔ آپ وہاں کے دو بڑے کیسینو کے مالکان سے فون پر رابطہ کریں یہ ان کی آوازیں سن کر ان کے دماغوں میں جاکر پارس اور پورس کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرے گا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ دونوں میں سے کسی ایک کیسینو میں موجود ہوں اور اس کی خبر کسی اور کو نہ ہو لیکن یہ جو مالکان ہوتے ہیں اپنے دفتروں میں بیٹھ کر ٹی۔ وی اسکرین کے ذریعے اپنے پورے کیسینو کے مختلف حصوں کو دیکھتے رہتے ہیں ہوسکتا ہے انہوں نے پارس اور پورس کے حلیے کے نوجوانوں کو دیکھا ہو۔"

اس افسر نے کہا "میں ابھی فون پر رابطہ کررہا ہوں۔"

بیزون خیال خوانی کے ذریعے اس جاسوسہ کے دماغ میں پہنچا۔ پھر فوراً ہی واپس ہوگیا۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر تیج پال سے بولا۔ "میں اس جاسوسہ کے دماغ میں پہنچ گیا تھا لیکن وہاں پہنچتے ہی فوراً واپس آگیا۔"

"کیا وہ جاسوسہ یوگا کی ماہر ہے۔ سانس روک لیتی ہے؟"

"ایسی بات نہیں ہے بس میں اس کے خیالات نہ پڑھ سکا۔"

"اس کے خیالات پڑھنے میں کیا دشواری پیش آرہی ہے؟"

"میں کیا بتاؤں۔ یہاں میری بیوی مونا رٹیا ہے اور تم جانتے ہو کہ میں اپنی مونا رٹیا سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ کسی دوسری عورت کی تنہائی نہیں دیکھ سکتا۔ وہ جاسوسہ ایسی حالت میں ہے کہ میں اس کے دماغ میں نہیں رہ سکتا۔"

اس کی بیوی مونا رٹیا نے خوش ہو کر اس کے شانے پر سر رکھ کر کہا "دیکھو تیج پال! میرا بیزون مجھ سے کتنی محبت کرتا ہے۔ میں نے اسے منع نہیں کیا لیکن یہ خود ہی میرا ایسا دیوانہ ہے کہ کسی اور کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔"

تیج پال نے پریشان ہو کر کہا "مونا رٹیا یہاں دیوانگی' فرماں برداری اور محبت کا کوئی سوال نہیں ہے۔ ابھی ہمیں اپنے بہت اہم مسئلے کو حل کرنا ہے۔"

وہ بولی "آپ کسی کنوارے کو بھیج دیں لیکن میرا شوہر وہاں نہیں جائے گا۔"

تیج پال نے کہا "بڈی رابرٹ تم اس جاسوسہ کے دماغ میں جاؤ۔ بیزون تمہیں وہاں پہنچاوے گا۔"

انہوں نے اس کی ہدایات پر عمل کیا۔ بیزون نے اسے وہاں پہنچا دیا چند ہی لمحوں کے بعد بڈی رابرٹ نے واپس آکر ہچکچاتے ہوئے کہا "سوری تیج پال! ہم تھوڑی دیر بعد خیال خوانی کے ذریعے اس جاسوسہ کے بارے میں اور پارس اور پورس کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرلیں گے۔"

تیج پال نے کہا "تھوڑی دیر بعد کیوں ابھی کیوں نہیں؟"

"بھئی سمجھا کرو۔ میں کنوارا ہوں۔ میں ابھی اس کے پاس جا کر خیال خوانی نہیں کرسکتا۔"

تیج پال نے پریشان ہو کر کہا "کیا مصیبت ہے۔ بیزون شادی شدہ ہے اس لیے نہیں جاسکتا اور تم کنوارے ہو اس لیے نہیں جاسکتے پھر وہاں کون جاسکتا ہے؟"

بیزون نے کہا "تیج پال! تمہیں خود سمجھنا چاہیے کہ وہاں کوئی نہیں جاسکتا۔ وہاں دو شیطان پارس اور پورس میں سے کوئی موجود ہوگا۔"

"ہم ایسے کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ ٹھوس ثبوت ہونا چاہیے اور خیال خوانی کے ذریعے تم لوگ پورے یقین سے معلوم کرسکتے ہو کہ وہاں پورس یا پارس موجود ہیں یا نہیں؟"

بڈی رابرٹ نے کہا "ہم تمہاری ہدایات پر عمل کرتے رہتے ہیں اور مشکل سے مشکل مرحلے سے گزرتے رہتے ہیں۔ پلیز ہمیں اس مرحلے سے گزرنے کو نہ کہو۔"

تیج پال نے جوزف وسکی کو دیکھ کر پوچھا "تم بھی ایسے ہی دل و دماغ کے کمزور ہو؟ کیا ایسے مشکل وقت میں تم ایسی جگہ نہیں جاسکتے جہاں جانا مناسب نہیں ہے لیکن حالات مجبور کریں اور ہمیں دشمنوں تک جلد سے جلد پہنچنا ضروری ہو تو کیا اپنے فرائض کی ادائیگی سے انکار کروگے؟"

جوزف وسکی نے کہا "انکار نہیں کروں گا۔ بیزون تم مجھے اس کے پاس پہنچادو۔"

بیزون نے اسے جاسوسہ کے دماغ میں پہنچا دیا اور خود واپس چلا آیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا "تیج پال! میں نے اس جاسوسہ کے ذریعے ایک مردانہ آواز سنی پھر اس کے لب ولہجے کو گرفت میں لے کر اس کے دماغ میں پہنچا اور اس کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ وہ پورس ہے۔"

تیج پال نے کہا "ناممکن' یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ پورس ہو اور تم اس کے خیالات پڑھ کر آرہے ہو۔"

"میں جانتا ہوں کہ ہم ان کے دماغوں میں نہیں پہنچ سکتے۔ جانا چاہیں گے تو وہ سانس روک لیں گے لیکن میری پوری بات تو سنو۔"

"اچھا کوئی اور بات ہے بتاؤ؟"

"وہ اپنی عادت اور مزاج کے خلاف آج دو پیگ پی چکا ہے۔ اس جاسوسہ نے بڑی محبت سے اسے پلایا ہے۔ عورت ایسی ہوتی ہے کہ بادشاہ اس کے لیے تخت و تاج چھوڑ دیتا ہے۔ پورس نے اس پر لٹو ہو کر اس کے ہاتھوں سے پی لی ہوگی۔"

تیج پال سوچ میں پڑ گیا۔ اس کا ذہن تسلیم نہیں کررہا تھا کہ پورس نشہ کرنے کی غلطی کرے گا۔ ایسے وقت ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے مائیک مورو نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا "میں باس ون کے دماغ میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس نے چینی برادرس کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں۔ یہ چینی بہت ظالم اور قاتل ہے اس کے تین بھائی ہیں اور وہ تینوں بھی ویسے ہی ہیں۔ کسی کی بھی زندگی یوں چھین لیتے ہیں' جیسے کسی چیونٹی کو چٹکی میں مسل رہے ہوں لیکن وہ چاروں بھائی اس وقت کیسینو کے ایک بڑے ہال میں بُری طرح زخمی پڑے ہوئے تھے۔ ایک نوجوان وہاں آیا تھا اور ان چاروں کی پٹائی کرنے کے بعد ان کی بہن کو لے کر وہیں ایک ریستوران میں کھانے کے لیے گیا ہے۔"

تیج پال نے پوچھا "کیا اس ایک نوجوان نے ان چاروں بدمعاشوں کو زخمی کیا ہے؟"

"ہاں ان زخمی غنڈوں کے خیالات بتا رہے ہیں کہ ان کی پٹائی عجیب و غریب طرح سے ہوئی ہے۔ وہ نوجوان چپ چاپ ایک جگہ کھڑا ہوگیا تھا کبھی کبھی انہیں دو چار ہاتھ مار دیتا تھا ورنہ وہ چاروں بھائی بے اختیار لڑ پڑے تھے اور ایک دوسرے کو زخمی کرتے جاتے تھے۔ اب وہ اس قابل نہیں رہے کہ زخموں سے چور ہونے کے بعد فرش پر اٹھ سکیں۔ انہیں کیسینو کے ملازمین نے اٹھایا اور کرسی پر بٹھایا ہے ان کی بہن اس نوجوان کے ساتھ چلی گئی ہے۔ جب کہ اسے اپنے زخمی بھائیوں کے ساتھ رہنا چاہیے تھا۔ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے' وہ نوجوان ٹیلی پیتھی جانتا ہے ایک تو اس نے خیال خوانی کے ذریعے چاروں بھائیوں کو آپس میں لڑنے پر مجبور کیا۔ جب وہ بری طرح زخمی ہوگئے تو اس نے ان کی بہن کے دماغ پر قبضہ جمایا اور وہ مجبور ہو کر اس کے ساتھ چلی گئی۔"

"تو پھر فوراً جاؤ اور اس نوجوان تک پہنچنے کی کوشش کرو۔ یہ یقین ہورہا ہے کہ وہ پارس یا پورس ہوگا لیکن ہمیں پوری طرح تصدیق کرنی چاہیے۔"

تیج پال کے وہ چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے باس ون کے دماغ میں پہنچے اور اسے مجبور کرکے وہاں لے گئے۔ جہاں پارس اس حسینہ کے ساتھ بیٹھا کھا رہا تھا۔ باس نے اس سے پوچھا "مسٹر! تم نے اپنا نام نہیں بتایا۔ واقعی بہت دلیر ہو۔ میں چاہوں گا کہ تم کھانے کے بعد مجھ سے ملاقات کرو۔"

اس کے جواب میں پارس نے کہا "میں ابھی مصروف ہوں۔ جب میری مصروفیات ختم ہوجائیں گی تو شاید میں کل دن کو کسی وقت تم سے ملاقات کروں گا فی الحال ہمیں ڈسٹرب نہ کرو چلے جاؤ۔"

پارس کی آواز سنتے ہی ان چاروں نے بیک وقت اس کے

دماغ کے اندر پہنچنے کی کوشش کی لیکن پارس نے سانس روک لی۔ ان میں سے بیزون نے دوسری بار دماغ میں جا کر کہا "پلیز سانس نہ روکو۔ میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

اس نے بات نہیں سنی۔ پھر سانس روک لی۔

تیج پال یہ رپورٹ سن کر گہری سنجیدگی سے سوچ رہا تھا پھر اس نے کہا "یہ پارس ہو سکتا ہے۔ اپنے دماغ میں نہیں آنے دے رہا ہے۔ ادھر پورس اس حسین جاسوسہ کی قربت سے دیوانہ ہو کر نشے کو منہ لگا رہا ہے۔"

بیزون نے پوچھا "ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"تم چاروں وہاں کے انٹیلی جنس والوں کے دماغوں میں جاؤ اور ان سے کہو فوراً باس ون کے کیسینو میں جا کر پارس کو گھیرے میں لے کر فرار نہ ہونے دیں۔ اسے ہر حال میں گرفتار کریں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ دونوں بھائی جلد ہی گرفتار کر لیے جائیں گے۔"

اس کی ہدایت کے مطابق وہ چاروں بالٹی مور کے افسران کے دماغوں میں گئے اور بتایا کہ پارس اور پورس کو گرفتار کرنے کے لیے کہاں پہنچا جا سکتا ہے؟ اور انہیں کس قدر محتاط رہ کر دونوں بھائیوں کو گرفتار کرنا ہوگا اگر ان کی ذرا سی بھی غفلت یا حکمتِ عملی سے انہیں فرار ہونے کا موقع ملے گا تو امریکی اکابرین ایک بڑا گیم ہار جائیں گے۔ یہ ثابت نہیں کر سکیں گے کہ فرہاد دوہری چال چل رہا ہے۔ اپنے دو بیٹوں کو بالٹی مور بھیج کر دی ہوئی مہلت ختم ہوتے ہی ان اکابرین کو زبردست نقصان پہنچانے والا ہے۔

پارس اس کیسینو میں چار غنڈے بھائیوں کی اکلوتی بہن لیزا کے ساتھ ریستوران میں بیٹھا ہوا ڈنر میں مصروف تھا۔ لیزا نے کہا۔ "تم بڑے اطمینان سے کھا رہے ہو اور مجھ سے ایک لقمہ بھی کھایا نہیں جا رہا ہے۔ میرے چاروں بھائی بری طرح زخمی ہو گئے ہیں۔ مجھے ان کے پاس جانا چاہیے تھا مگر تم کیا ہو کہ میں اپنی مرضی کے خلاف ان بھائیوں کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ یہاں آگئی ہوں۔"

پارس نے کہا "تم نے اپنی قیمت بتائی تھی کہ مردانگی اور دلیری۔ مردانگی عورت کو دکھائی جاتی ہے اور دلیری مرد کو لہٰذا میں نے تمہارے چار مرد بھائیوں کو دلیری دکھا دی۔ مردانگی تمہیں دکھاؤں گا اس طرح میں نے تمہاری بتائی ہوئی قیمت ادا کی ہے تم میرے ہاتھ بک چکی ہو اب بکنے کے بعد خریدار کی مرضی پر ہو اور خریدار کی مرضی یہ ہے کہ تمہارے کسی سوال کا جواب نہ دے۔"

"تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ اس کے ذریعے تم نے میرے بھائیوں کو آپس میں لڑا دیا اور ایک طرف کھڑے تماشا دیکھتے رہے۔"

"جھوٹ بول رہی ہو۔ میں نے دلیری دکھانے کے لیے تمہارے چاروں بھائیوں کو کبھی کبھی ایک دو ہاتھ جمائے ہیں۔ تم بھول رہی ہو۔"

"یہ کون سی مردانگی ہے کہ میرے دماغ پر قبضہ جما کر یہاں آئے۔"

"جب میں نے تمہیں خرید لیا ہے تو میں تمہارے صرف ہی نہیں تمہارے دماغ پر بھی حکومت کرنے کا حق رکھتا ہوں۔"

"تم نے صحیح طریقے سے میری قیمت ادا نہیں کی ہے۔ پیتھی کے ذریعے میرے بھائیوں کو شکست دی ہے جبکہ تمہیں مرد کی طرح ان سے مقابلہ کرنا چاہیے تھا۔"

"اچھا میں خالی ہاتھ تمہارے چار بھائیوں سے مقابلہ کرتا وہ مجھے اپنے ہتھیاروں سے بھون کر رکھ دیتے۔ میں نے اپنا پیتھی کا ہتھیار استعمال کیا ہے تو اس پر تم اعتراض کر رہی ہو۔ ایک دوسرے کے مقابلے پر آتے ہیں تو اپنے اپنے پاس رہے ہوئے ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔"

"مگر عورت کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے زیر نہ کرو۔ اپنی مردانگی سے زیر کرو۔"

"آئندہ میں تمہارے دماغ میں نہیں آؤں گا۔ تم آزاد رہو اور دیکھو گی کہ میں تمہیں کس طرح قابو میں کرتا ہوں۔"

"اگر تم زبان کے سچے ہو اور واقعی ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال نہیں کرو گے تو قیامت تک مجھے حاصل نہیں کر سکو گے۔"

"مجھے تمہارا چیلنج منظور ہے۔"

وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر بولی "میں پھر ایک بار تمہارا موبائل فون استعمال کرنا چاہتی ہوں۔"

پارس نے اسے اپنا فون دیا۔ وہ اسے لے کر آن کرنے کے بعد نمبر پنچ کرنے لگی۔ جب رابطہ ہوا تو اس نے کان سے لگا کر پوچھا۔ "ہیلو میرے چاروں بھائی کہاں ہیں؟"

وہ دوسری طرف کی باتیں سننے لگی۔ پارس اس کے دماغ میں نہیں جا رہا تھا۔ اس کے خیالات نہیں پڑھ رہا تھا اور اسے یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ دوسری طرف کون ہے؟ اور اس سے کیا کہہ رہی ہے؟

لیزا نے کہا "اچھا تو وہ چاروں اسپتال میں ہیں۔ مرہم پٹی ہو چکی ہے؟ کوئی تشویش کی بات تو نہیں ہے؟"

وہ پھر کچھ سننے کے بعد بولی "او گاڈ! اتنے زخمی ہیں کہ اپنے پیروں پر چل نہیں سکتے۔ ایک دو دن لگیں گے۔"

یہ کہتے وقت وہ گھور کر پارس کو دیکھ رہی تھی پھر فون پر بولی "اگر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے تو کیا یہاں پولیس فورس کی کمی ہے؟ اسے چاروں طرف سے گھیر کر گرفتار نہیں کیا جا سکتا؟ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا کتنے پولیس والوں کے دماغوں میں بیک وقت جا سکے گا؟"

وہ پھر دوسری طرف کی باتیں سننے لگی۔ اس کے بعد بولی "ٹھیک ہے۔ میں یہاں ہوں اس کے بعد اپنے بھائیوں سے ملنے اسپتال جاؤں گی۔"

یہ کہہ کر اس نے فون کو آف کیا۔ اسے پارس کے سامنے ہاتھ بڑھا کر رکھ دیا۔ اس نے کہا "میں نے ٹیلی پیتھی کا سہارا نہیں لیا تمہارے خیالات نہیں پڑھے لیکن تمہاری باتوں سے اندازہ لگایا ہے 'ابھی تم کسی پولیس افسر سے باتیں کر رہی تھیں۔"

وہ بولی "ہاں میں نے پولیس والوں کو سمجھایا ہے کہ تمہیں گھیر کر گرفتار کیا جا سکتا ہے۔"

"لیکن کس جرم میں؟"

"جب کسی کو گرفتار کیا جاتا ہے تو وہ ملزم کہلاتا ہے۔ جرم ثابت ہو جائے تو پھر مجرم کہلاتا ہے۔ فی الحال اتنا ہی جرم کافی ہے کہ تم نے اس کیسینو میں ہنگامہ برپا کیا ہے۔ لڑائی جھگڑا کر کے میرے چار بھائیوں کو زخمی کیا ہے اور یہاں کے قیمتی سامان کو توڑ پھوڑ ڈالا ہے۔ اس کے بعد پولیس والے تم سے نمٹ لیں گے۔"

"ہوں! مجھے عارضی طور پر حراست میں رکھنے کے لیے اتنے الزامات کافی ہیں۔ میں بھی پولیس والوں سے نمٹ لوں گا۔ ویسے تم میری مرضی کے بغیر بھائیوں سے ملنے کے لیے اسپتال نہیں جاؤ گی۔"

"وہ تو مجھے جانا ہی ہے۔ یہ میری شرافت ہے کہ میں تمہارا کھانا ختم ہونے کا انتظار کر رہی ہوں اس سے پہلے نہیں جاؤں گی۔"

"کھانا ختم ہونے کا انتظار کر رہی ہو یا پولیس والوں کی آمد کا؟"

"تم کچھ بھی سمجھ سکتے ہو اگر خطرہ محسوس کر رہے ہو اور تنہا ٹیلی پیتھی کا ہتھیار بے شمار پولیس والوں پر آزما نہیں سکو گے تو یہاں سے بھاگ جاؤ۔"

"میں میدان چھوڑ کر بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں۔"

اس وقت کیسینو کا مالک باس نمبر ون اپنے باڈی گارڈز کے ساتھ آیا اور بولا "وہ چاروں اسپتال میں ہیں اور بڑی تشویش ناک حالت میں ہیں۔ آپ نے میرے ان چار سیکیورٹی گارڈز کو بری طرح زخمی کیا ہے پھر میرے کیسینو کا بہت سا قیمتی سامان تباہ کر دیا ہے۔ میں آپ کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا صرف ایک التجا کرتا ہوں۔"

"میں سمجھ رہا ہوں' آپ التجا کریں گے کہ یہاں سے چلا جاؤں اور کھانے کا بل بھی ادا نہ کروں۔"

"آپ کا احسان ہوگا۔ بل کی کوئی بات نہیں ہے آپ صرف چلے جائیں تاکہ اس بات کی ضمانت ہو کہ آئندہ یہاں کوئی ایسی... گڑبڑ نہیں ہوگی۔"

"تمہارے غنڈے جب گڑبڑ کرتے ہیں تو اسے تم جائز قرار دیتے ہو۔ کیونکہ وہ تمہارے کیسینو کے ناجائز معاملات کی حمایت میں خون خرابا کرتے ہیں اور یہاں کے لوگوں کو مار پیٹ کر نکال دیتے ہیں لیکن میں نے جو دنگا فساد کیا ہے وہ تمہارے اصولوں کے خلاف ہے۔ بہرحال میں کھانے کے بعد چلا جاؤں گا۔"

وہ بولا "میں اسپتال اپنے چاروں سیکیورٹی گارڈز کی خیریت معلوم کرنے جا رہا ہوں۔ کیا میں ان کی بہن لیزا کو لے جا سکتا ہوں؟"

پارس نے کہا "اب یہ میری ہے۔ اس لیے میرے ساتھ جائے گی۔"

"آپ ان بہن بھائیوں سے کیوں دشمنی کر رہے ہیں؟"

"دشمنی میں نہیں کر رہا ہوں اسی حسینہ نے کہا تھا' اس کی قیمت ہے مردانگی اور دلیری اور دلیری یہ ہوگی کہ میں اس کے چاروں بھائیوں سے نمٹنے کے بعد اس کا ہاتھ پکڑوں۔ لہٰذا میں نے ان سے نمٹ لیا ہے اب اس سے نمٹنا رہ گیا ہے۔"

ایک باڈی گارڈ نے کہا "مسٹر! مس لیزا اکیلی رہ گئی ہے۔ یہ ہمارے باس کے چار سیکیورٹی گارڈز کی بہن ہے۔ اس کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔ ٹھیک ہے کہ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو لیکن باس نے اور ہم دونوں باڈی گارڈز نے اپنے اپنے ہتھیار نکال لیے تو تم تنہا بیک وقت ہم تینوں کو کیسے قابو میں کر سکو گے۔"

پارس نے کہا "پہلے یہی بات لیزا کہہ رہی تھی کہ کئی پولیس والے یہاں آجائیں تو میں کس طرح انہیں قابو میں کر سکوں گا؟"

اس کی بات ختم ہوتے ہی بھاری بھرکم جوتوں کی آوازیں سنائی دیں پھر کئی پولیس والے اس ریستوران میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی پارس نے پہلے باس ون کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے فوراً ہی اپنا ریوالور پارس کی طرف اچھالا۔ پارس نے اسے کیچ کر لیا۔ باڈی گارڈ بول رہا تھا اس کی آواز بھی پارس سن چکا تھا۔ اس نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تو اس نے بھی اپنا ریوالور اس کی طرف اچھال دیا۔ پارس نے اس دوسرے ریوالور کو کیچ کرنے کے بعد ایک ریوالور سے باس ون کا نشانہ لیا اور دوسرے سے لیزا کا پھر پولیس افسر اور دوسرے سپاہیوں سے بولا "اگر کسی نے میری طرف بڑھنے کی یا مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں باس کو اور لیزا کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اگر ان دونوں کی زندگی چاہتے ہو تو فوراً واپس جاؤ۔"

تمام پولیس والے ذرا دور ہو گئے۔ پارس نے باس کے دونوں باڈی گارڈز سے کہا "تم دونوں یہاں کیوں ہو ذرا دور رہو جاؤ۔"

وہ بھی ذرا دور چلے گئے۔ ایک افسر نے کہا "ہم جانتے ہیں آپ ان دونوں کو گولی مار سکتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہو کہ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ ان دونوں کی زندگی بچانا ہم پولیس والوں کا فرض ہے۔ ہم آپ سے التجا کرتے ہیں پلیز قانون کو ہاتھ میں نہ لیں ہمارے ساتھ تھانے چلیں۔ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

پارس نے مسکرا کر کہا "واہ پولیس والوں سے نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہ تو لطیفہ ہو گیا۔ ہنسنا چاہیے مگر مجھے ہنسی نہیں آرہی ہے۔"

ایک پولیس افسر کے موبائل فون سے بزر کی آواز سنائی دی۔ اس نے فون کو آن کردیا اور کان سے لگایا اور کہا "ہیلو...؟"

وہ دوسری طرف کی باتیں سننے لگا۔ پارس اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ دوسری طرف سے کوئی پولیس افسر کہہ رہا تھا "ہم اس ہوٹل کو چاروں طرف سے گھیر کر اس کمرے میں گئے۔ وہاں انٹیلی جنس کی جاسوسہ ایک نوجوان کے ساتھ تھی اور وہ نوجوان نشے میں مدہوش تھا۔ ہم نے اسے گرفتار کرلیا ہے۔"

پارس نے سمجھ لیا کہ پورس گرفتار ہوچکا ہے۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے پورس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ واقعی نشے کے باعث مدہوش تھا۔ پولیس افسر نے فون کے ذریعے کہا "اس جاسوسہ کو اور اس کے جوان ساتھی کو حراست میں لے کر پولیس اسٹیشن لے آؤ۔ ہم اسے واشنگٹن میں سی آئی اے والوں کے حوالے کریں گے۔"

دوسری طرف سے ایک پولیس افسر نے کہا "ہم نے ان دونوں کو حراست میں لے لیا ہے لیکن ہمارے دماغ میں آنے والوں نے ہم سے کہا ہے' صرف اسے گرفتار کرنا کافی نہیں ہوگا۔ یہ ہوش میں آتے ہی گرفت سے نکل جائے گا۔ لہٰذا اسے زخمی کیا جائے تاکہ یہ خیال خوانی کے قابل نہ رہے۔"

"نہیں' اسے زخمی نہ کرو۔ پہلے تھانے لے آؤ۔"

"افسوس ہمارے ایک سپاہی نے اس پر گولی چلا کر اس کے بازو کو زخمی کردیا ہے۔ ہم تھانے لے جا کر اس کی مرہم پٹی کرنے والے ہیں۔"

"آل رائٹ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔"

اس نے فون بند کردیا۔ پارس نے کہا "میں نے تمہاری باتیں سن لی ہیں لیکن مجھے گرفتار نہیں کرسکو گے۔ یہاں سے فوراً جاؤ۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی اچانک ٹھائیں سے فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ کسی نے کہیں سے چھپ کر گولی چلائی تھی۔ وہ گولی پارس کے بازو میں آکر لگی۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ دوسرے ریوالور سے گولی چلاتا دونوں باڈی گارڈز نے اس پر چھلانگ لگائی پھر اس کے ریوالور کو چھین لیا۔

تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بیزون نے ایک پولیس والے کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا۔ اسے اس بھیڑ سے ذرا دور لے گیا تھا پھر اسے مجبور کیا تھا کہ وہ پارس کے بازو کو زخمی کرے اور اس نے یہی کیا تھا۔

ڈمی پارس اور پورس دونوں ہی زخمی ہوگئے تھے۔ کسی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنے دماغ میں آنے سے اور خیال خوانی کرنے سے نہیں روک سکتے تھے۔ ویسے اصل پارس اور پورس بھی یہی چاہتے تھے کہ مخالفین ان کے دماغوں میں جاکر خیالات پڑھیں اور یہی معلوم کریں کہ وہ کوئی بہروپیے نہیں' بلکہ پارس اور پورس ہی ہیں۔

تیج پال کے چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے واشنگٹن کے سی آئی اے اور ایف بی آئی کے اعلیٰ افسروں کو خوش خبری سنائی "پارس اور پورس حراست میں ہیں انہیں زخمی کردیا گیا ہے... فی الحال خیال خوانی نہیں کرسکیں گے اور فرار نہیں ہوسکیں گے لہٰذا انہیں بڑی سخت نگرانی میں رکھا جائے تاکہ ان کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اور بابا صاحب کے ادارے کے سراغ رساں فرہاد کے ان دونوں بیٹوں تک نہ پہنچ سکیں۔

میں نے انہیں چوبیس گھنٹے کی مہلت دی تھی۔ دو گھنٹے بعد مہلت ختم ہونے والی تھی۔ اس سے پہلے ہی امریکی اکابرین نے بازی جیت لی تھی۔ وہ خوش تھے کہ پارس اور پورس ان کی قید میں رہیں گے تو میں انہیں نقصان پہنچانے کے لیے کوئی کارروائی نہیں کرسکوں گا۔

لیکن دو گھنٹے ختم ہوتے ہی ان کی خوش فہمی بھی ختم ہوگئی اچانک پتا چلا آرمی ہیڈ کوارٹر میں جو اسلحہ خانہ ہے اور جہاں جدید ترین اسلحے کا ذخیرہ ہے وہاں اچانک دھماکا ہوا ہے اور کروڑوں ڈالر کا اسلحہ تباہ ہوچکا ہے۔ میں نے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا "میں نے جو کہا تھا وہ کر دکھا رہا ہوں۔ مہلت ختم ہوچکی ہے انتقامی کارروائی شروع ہوچکی ہے۔ یہ انتقامی کارروائی کا پہلا مرحلہ ہے۔ تمہارے کروڑوں ڈالرز کا جدید اسلحہ تباہ ہوچکا ہے اب جہاں بھی جتنے بھی تمہارے باپ ہیں' ان سے میرے خلاف شکایت کرو لیکن میرے خلاف شکایت کرنے کے لیے ٹھوس ثبوت ضرور پیش کرنا جب کہ ایک بھی ٹھوس ثبوت تمہیں نہیں مل سکے گا۔"

○☆○

اسرائیل میں الپا اور نارنگ کے درمیان زبردست رسہ کشی ہورہی تھی۔ یہ صرف الپا جانتی تھی کہ اس کا مقابل اس کا دشمن نارنگ ہے۔ وہ بظاہر جسمانی طور پر برین آدم تھا۔ آرمی انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل اور تمام یہودی اکابرین یہی سمجھ رہے تھے کہ الپا برین آدم سے دشمنی کررہی ہے اور برین آدم' الپا سے دشمنی کررہا ہے۔

ان کی دشمنی کے باعث یہودی اکابرین کے بھی دو گروہ بن گئے تھے۔ ایک گروہ الپا کی حمایت کررہا تھا اور دوسرا گروہ کہہ رہا تھا کہ آرمی انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل کئی برسوں سے اس ملک کا وفادار رہا ہے اور اس نے الپا کو یہاں کا وفادار بنا کر رکھا تھا۔ الپا بھی اس کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں کرتی تھی۔ آج الپا اس سے خوامخواہ دشمنی کررہی ہے اور دشمنی کا یہ جواز پیش کررہی ہے کہ وہ برین آدم نہیں ہے۔

اکابرین میں سے دوسرے گروہ کے ایک افسر نے کہا۔ الپا درست کہہ رہی ہے اگرچہ وہ جسمانی طور پر ہمیں برین آدم نظر آرہا ہے لیکن یہ ایک دھوکا ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں پہلے نیلماں ا[illegible]

آتما شکتی کے ذریعے جسم تبدیل کیا کرتی تھی۔ اب نارنگ ایسا کررہا ہے۔ لہٰذا نارنگ اس وقت برین آدم کے روپ میں ہم پر مسلط ہوگیا ہے۔

برین آدم کی حمایت کرنے والوں میں سے ایک شخص نے پوچھا "کیا ثبوت ہے کہ برین آدم کے جسم میں نارنگ کی روح سمائی ہوئی ہے۔ سیدھی سی بات ہے وہ ہماری پہلے والی الپا نہیں رہی ہے۔ کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اسے بڑی کامیابی سے ٹریپ کیا ہے۔ اس نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنی معمولہ اور تابع بنالیا ہے۔ وہ اس کے اشارے کے مطابق سب سے پہلے برین آدم سے دشمنی کررہی ہے کیونکہ برین آدم ہی کو ہماری مملکت اسرائیل میں ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا ہے۔ پہلے وہ اس ہڈی کو توڑنا چاہتی ہے۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "یہاں دو گروہ بن چکے ہیں۔ ہم میں سے ایک الپا کی حمایت میں سوچ رہا ہے اور بول رہا ہے دوسرا گروہ برین آدم کی حمایت کررہا ہے۔ دیکھا جائے تو یہ اچھی بات ہے۔ ہم ایک دوسرے پر تنقید کررہے ہیں اور یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں میں سچ کون بول رہا ہے اور دھوکا کون دے رہا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس سلسلے میں ایک اجلاس طلب کرنا چاہیے۔ الپا سے اور برین آدم سے کہا جائے کہ وہ بھی اجلاس میں حاضر ہوں۔ تاکہ ہم ان کے درمیان صلح کراسکیں یا پھر حقیقت معلوم کرسکیں کہ ان دونوں کے درمیان کیوں اتنی خطرناک حد تک دشمنی چل پڑی ہے کہ ہم اکابرین بھی دو حصوں میں تقسیم ہوگئے ہیں۔ اس طرح تو ملک تباہ ہوتا چلا جائے گا۔"

الپا اور برین آدم دن اور رات میں کئی بار ان اکابرین سے رابطہ کیا کرتے تھے۔ انہیں کہا گیا کہ شام چار بجے ایک اجلاس منعقد کیا جارہا ہے۔ ان دونوں کو اس اجلاس میں بہ نفس نفیس حاضر ہونا چاہیے۔

الپا نے کہا "میں وہاں موجود رہوں گی اور اپنی موجودگی کا یقین بھی دلاؤں گی لیکن کسی کو نظر نہیں آؤں گی۔"

نارنگ نے کہا "میں بھی وہاں موجود رہوں گا لیکن کسی کو نظر نہیں آؤں گا۔"

ایک نے پوچھا "مسٹر برین آدم! آپ تو ٹیلی پیتھی نہیں جانتے ہیں پھر کس طرح حاضر ہوکر بھی ہمیں نظر نہیں آئیں گے؟"

"آپ حضرات جانتے ہیں میری اور الپا کی کوششوں سے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے ہاتھ آگئے تھے۔ ان میں سے الپا کی غفلت کے باعث دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ اس سے پہلے کہ باقی دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے ہاتھ سے نکلتے' میں نے انہیں پوری طرح جکڑلیا ہے۔ ایک عامل کے ذریعے ان پر تنویمی عمل کرانے کے بعد انہیں اپنا معمول اور تابع بنالیا ہے لہٰذا آج شام جو اجلاس ہوگا میں ایک کے ذریعے وہاں موجود رہوں گا۔ آپ لوگوں کی باتیں سنتا رہوں گا اور اپنی طرف سے جواب دیتا رہوں گا۔"

ان سے کہا گیا کہ وہ اجلاس میں آنے سے پہلے چند مفید تجاویز سوچ کر آئیں کہ ان دونوں میں کن شرائط پر صلح ہوسکتی ہے اور اگر صلح نہ ہوسکی اور دونوں کو ایک دوسرے سے خطرہ رہے گا تو ہم سب کس طرح یقین کے ساتھ سمجھ سکیں گے کہ دونوں میں سے کون ہمیں دھوکا دے رہا ہے اور کون ہم سے مخلص ہے؟

جہاں تک یہودیوں کی بہتری اور سلامتی کا تعلق تھا تو الپا ان سے مخلص تھی لیکن ثابت کرنا مشکل تھا کہ وہ پہلے کی طرح اب بھی اپنے ملک اور قوم کے لیے پریشان ہے اور نارنگ اسے کسی طرح فنا کرنا چاہتا ہے۔

یہی نارنگ کو شکایت تھی کہ الپا اس کے ہاتھ نہیں آرہی تھی کہیں روپوش ہوگئی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو تلاش کررہے تھے اور دونوں ہی نے یہ سوچ رکھا تھا کہ جب بھی وہ ایک دوسرے کو نظر آئیں گے اور یقین ہوجائے گا کہ وہی نارنگ ہے یا وہی الپا ہے تو فوراً اسے گولی ماردیں گے۔

میں نے اور سونیا نے نارنگ کو اس مقام پر پہنچا دیا تھا اور اسے یقین دلا دیا تھا کہ جب تک وہ ہمارا فرماں بردار رہے گا اور ہماری مرضی کے مطابق اسرائیل میں اور امریکا میں ایک محاذ قائم کرتا رہے گا۔ اس وقت تک سونیا اس سے دشمنی نہیں کرے گی اور نہ ہی اسے موجودہ جسم چھوڑنے پر مجبور کرے گی لیکن وہ اسرائیل میں اپنے طور پر جو کچھ کرے گا' اس میں سونیا مداخلت نہیں کرے گی کیونکہ اب ہم دوسری جگہ مصروف تھے اور یہ چاہتے تھے کہ نارنگ اپنے طور پر الپا سے مقابلہ کرے اور جہاں تک ہمیں رپورٹ مل رہی تھی وہ یہی تھی کہ وہ بڑی کامیابی سے مقابلہ کررہا ہے اور ایسا عذاب بن چکا ہے جو پہلے کبھی الپا پر نازل نہیں ہوا تھا۔

دوسرے لفظوں میں الپا سے نمٹنے کے لیے نہ ہم اسے مشورہ دے رہے تھے نہ کسی طرح کی مدد کررہے تھے۔ البتہ کبھی کبھی معلوم کرلیتے تھے کہ وہ الپا کے مقابلے میں ثابت قدمی سے ڈٹا ہوا ہے یا نہیں؟ اگر وہ کمزور پڑجاتا یا الپا اس پر غالب آتی تو ہم کسی حد تک اس کی مدد کرسکتے تھے۔

الپا نے نارنگ سے زیادہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں تجربات حاصل کیے تھے اور طرح طرح کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح طرح کی مکاریاں سیکھی تھیں اگرچہ نارنگ اس کے مقابلے میں ناقابلِ شکست بن چکا تھا' اس کے باوجود وہ مایوس ہونے اور حوصلہ ہارنے والی عورت نہیں تھی۔ وہ سوچتی رہتی تھی کہ کس طرح اس پر غالب آسکتی ہے اور کس طرح اس کی سازشوں سے محفوظ رہ کر خود کو زندہ سلامت رکھ سکتی ہے۔

اس نے خوب سوچ سمجھ کر ایک تدبیر پر عمل کیا۔ ایک رات بڑی رازداری سے جمال رابن کی رہائش گاہ کی طرف آئی یہ وہی جمال رابن تھا جو بہت ہی تجربہ کار وچ ڈاکٹر تھا۔ اس نے پچھلے دنوں اپنے جادوئی عمل سے الپا اور برین آدم کے سروں کے پچھلے حصوں میں دو جادوئی کیلیں پیوست کی تھیں جس کے نتیجے میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے دماغوں میں آتا تو یہی معلوم ہوتا کہ ان کے دماغ مردہ ہو چکے ہیں جبکہ وہ زندہ تھے اور دماغی طور پر بھی صحت مند تھے۔

اب الپا کو اسی جادوئی عمل کی ضرورت تھی۔ وہ زندہ رہ کر تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دھوکا دینا چاہتی تھی کہ وہ مردہ ہو چکی ہے۔ دماغ مر چکا ہے اور وہ بھی مر چکی ہے لیکن ایسا کرنے والا وچ ڈاکٹر جمال رابن زندہ نہیں رہا تھا۔

جینی اور پورس نے اس وچ ڈاکٹر کو ہلاک کر دیا تھا۔ بعد میں الپا اور برین آدم کے حکم کے مطابق اس کے بنگلے کو لاک کر دیا گیا تھا۔ اب وہ بنگلا مقفل ہی ہوگا۔ الپا نے سوچا کہ اس بنگلے کا دروازہ کھول کر اندر جا سکتی ہے۔ اگرچہ جمال رابن مر چکا تھا لیکن اس کے تمام جادوئی حربے ایک ڈائری میں لکھے ہوئے تھے اور بہت سا ایسا سامان تھا جن کے ذریعے جادوئی عمل کیا جا سکتا تھا۔ الپا نے سوچا اگر وہ اس موٹی سی ڈائری کا مطالعہ کرے اور اس کے جادوئی عمل کرے، خود کو اس عمل کے مطابق مردہ ثابت کرے اور رو تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یقین ہو جائے کہ الپا مر چکی ہے۔

وہ یہی سمجھنے آئی تھی کہ وہ جادوئی عمل کرنا چاہے تو اس میں کتنا عرصہ لگے گا۔ وہ کب تک اس عمل کو سیکھ پائے گی؟ دل کہہ رہا تھا "ایک ہی عمل کو سیکھنا ہے۔ اس ڈائری کو پڑھ کر سمجھ کر اور اس کے طریقۂ کار پر عمل کر کے اپنے دماغ کو مردہ بنانے میں شاید زیادہ دشواری پیش نہیں آئے گی اور زیادہ دن نہیں لگیں گے۔

بہرحال وہ ایک تجربہ کرنا چاہتی تھی اس کی سلامتی کے لیے لازمی تھا اس لیے وہ وچ ڈاکٹر رہائش گاہ کے دروازے پر آئی۔ وہاں کے مقفل دروازوں کی چابیاں جس افسر کے پاس تھیں۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے اسے غائب دماغ بنا کر اپنے پاس بلایا تھا اور اس سے چابیاں لے لی تھیں۔ اب وہ وہاں پہنچ کر ان چابیوں سے دروازہ کھول کر اندر آئی دروازے کو اندر سے بند کیا پھر ایک الماری کی آڑ میں آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے اندر آتے ہی محسوس کیا تھا کہ وہ اس مقفل بنگلے میں تنہا نہیں ہے۔ اس وقت کوئی اور بھی موجود ہے کیونکہ ڈرائنگ روم کے دوسری طرف جو کوریڈور تھا۔ وہاں ایک زیرو پاور کا بلب روشن تھا۔

وہ جانتی تھی جب اس بنگلے کو مقفل کیا گیا تھا تو کسی بلب کو آن نہیں رکھا گیا تھا اور اب ایک زیرو پاور کی روشنی بتا رہی تھی کہ خطرہ ہے۔ کیا نارنگ بھی یہاں کسی ایسے ہی مقصد کے لیے آیا ہے اور جمال رابن کی ڈائری کو چرانا چاہتا ہے۔ یقیناً یہی بات ہو سکتی تھی۔ نارنگ بھی جادوگر تھا وہ اپنے علم میں اضافہ کرنے کے لیے جمال رابن کی وہ اہم ڈائری چرانے کے لیے آ سکتا تھا۔

وہ الماری کی آڑ میں کھڑی رہی۔ جہاں تک دیکھ سکتی تھی دیکھتی رہی۔ کوئی نظر آ رہا تھا اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اور نارنگ کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ وہ دوبارہ اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "میں الپا بول رہی ہوں۔ میری بات سن لو۔"

اس نے کہا "میں تمہاری کوئی بات نہیں سننا چاہتا۔ تم میرے دماغ میں رہ کر کوئی چالا کی دکھانے آئی ہو۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ اتنی دیر میں الپا نے یہ سمجھ لیا کہ ابھی نارنگ جس کمرے میں بیٹھا ہوا ہے وہاں اندھیرا نہیں روشنی ہے جبکہ جمال رابن کے بنگلے کے اندر اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ صرف ایک ہی زیرو پاور والا بلب روشن تھا۔

اس طرح اسے اطمینان ہو گیا کہ نارنگ وہاں نہیں ہے بلکہ کوئی اور ہے۔

کوئی اور کون ہو سکتا ہے؟

وہ محتاط انداز میں قدم بڑھاتی ہوئی اس ڈرائنگ روم سے باہر آئی۔ اسے یہ خوف نہیں تھا کہ وہاں نارنگ ہے۔ وہاں تو جو کوئی بھی ہوگا الپا اسے نمٹ سکتی تھی۔

وہ دبے پاؤں چلتی ہوئی ایک کمرے کے سامنے آئی اس کا دروازہ بند تھا۔ اس نے کھڑکی کے پاس آ کر پردے کو ذرا سا ہٹا کر دیکھا تو وہاں بھی زیرو پاور کا بلب روشن تھا۔ بستر پر ایک شخص چاروں شانے چت لیٹا ہوا تھا اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ آنکھیں بالکل ساکت تھیں۔ جسم بھی بالکل ساکت تھا وہ بڑی دیر تک دیکھتی رہی تب یقین ہوا کہ وہ مر چکا ہے۔

پندرہ منٹ گزر چکے تھے۔ اس مردے نے پلکیں نہیں جھپکائی تھیں۔ ایسا زندہ انسان نہیں کر سکتا تھا۔ اتنی دیر میں وہ ایک آدھ بار ضرور پلک جھپکتا پھر اس کے جسم کے کسی بھی حصے نے ایک ذرا سی بھی حرکت نہیں کی تھی۔ پتا نہیں وہ کون تھا؟ اس مقفل بنگلے کے اندر کیسے آیا تھا؟ شاید کمرے کے اندر جا کر اس کے متعلق کچھ معلوم ہو سکتا تھا۔

وہ دروازے پر آئی پھر ایک چابی نکال کر اس دروازے کو کھولا۔ جب وہ دروازہ کھول کر اندر آئی تو ایک دم سے ٹھٹک گئی۔ اس کے حلق سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی وہ جو مردہ تھا، اٹھ کر بیٹھ گیا تھا اور اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔ "آپ شاید میڈم الپا ہیں؟ اس مقفل بنگلے میں اور کوئی نہیں آ سکتا اس لیے اندازے سے کہہ رہا ہوں۔"

الپا نے کہا "تمہارا اندازہ درست ہے مگر تم کون ہو؟"

"میں جمال رابن کا بھائی ہوں۔ جب مجھے یہ خبر ملی کہ اسے کسی نے ہلاک کر دیا ہے تو میں یہاں آیا۔ اس وقت تک یہاں سے

اس کی لاش کو لے جا کر دفن کر دیا گیا تھا اور اس بنگلے کو مقفل کر دیا گیا تھا۔ میں اپنے عمل سے مقفل دروازوں کو کھول کر اندر جا سکتا ہوں اور دوبارہ ان دروازوں کو مقفل کر سکتا ہوں۔ لہٰذا میں نے یہاں آ کر رہائش اختیار کی اس مقفل بنگلے میں رہنے لگا۔ جادوئی عمل سے معلوم کرنے لگا کہ میرے بھائی کو کس نے ہلاک کیا ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے دو چہرے آتے ہیں ایک نوجوان لڑکی اور ایک نوجوان لڑکے کا لیکن میں انہیں نہیں پہچان سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ جو چہرے مجھے نظر آ رہے ہیں، وہ میرے بھائی کو ہلاک کرتے وقت میک اپ میں ہوں۔"

الپا نے کہا "نارمن اسٹون نامی ایک نوجوان یہاں الیکٹرک کمپنی میں انجینئر تھا وہ لندن گیا تھا وہاں سے روبی نامی ایک لڑکی سے شادی کر کے آیا تھا۔ روبی اور نارمن اسٹون نے ہی تمہارے بھائی کو ہلاک کیا ہے۔ ہمیں بھی نقصان پہنچایا ہے لیکن یہ معلوم ہونے تک وہ دونوں یہاں سے کہیں فرار ہو گئے ہیں۔ بائی دی وے ابھی میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا تھا، تم بالکل مردہ نظر آ رہے تھے۔"

"میں ایک عمل کر رہا تھا۔ میں کسی طرح اپنے بھائی کے قاتلوں تک پہنچنا چاہتا ہوں لیکن ان کے چہرے نظر آ رہے ہیں اور کوئی پتا ٹھکانا نہیں معلوم ہو رہا ہے۔ جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ جو چہرے نظر آ رہے ہیں، وہ شاید اصلی نہیں ہیں۔ اسی لیے میں اپنے عمل سے ان کا پتا ٹھکانا معلوم کرنے میں ناکام ہو رہا ہوں۔"

"وہ یقیناً بھیس بدل کر یہاں آئے ہوں گے۔ اب وہ روبی اور نارمن اسٹون نہیں رہے ہوں گے۔ بہرحال تم اپنے بھائی کی طرح وچ ڈاکٹر ہو، یہ سن کر مجھے خوشی ہو رہی ہے۔"

وہ بستر سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھر ادب سے ہاتھ باندھ کر بولا۔ "مجھے بھی آپ سے مل کر بہت خوشی ہو رہی ہے اور اس بات کی خوشی اور زیادہ ہو رہی ہے کہ آپ نے میری یہاں موجودگی کا برا نہیں منایا ہے۔"

"ہاں مگر تمہیں یہاں آنے سے پہلے مجھ سے ملاقات کرنا چاہیے تھی اور دیکھنا چاہیے تھا کہ میں تم سے تعاون کرتی ہوں یا نہیں؟"

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں، اپنے بھائی کی طرح آپ کا وفادار ہوں۔ میں یہ دیکھ کر الجھ گیا تھا کہ آپ میں اور مسٹر برین آدم میں کون اصلی ہے اور کون نقلی۔ جب تک آپ یا برین آدم میرے پاس میرے سامنے نہ آئیں اصلی اور نقلی کو پہچان نہیں سکتا تھا۔"

"اس وقت میں تمہارے سامنے آئی ہوں تم کس طرح پہچان سکتے ہو کہ میں اصلی ہوں؟"

"اگر آپ نقلی ہوتیں تو ابھی آپ کے آدھے چہرے پر ایک سایہ سا رہتا یعنی آدھا چہرہ کسی حد تک تاریکی میں اور آدھا چہرہ کسی حد تک روشنی میں ہوتا۔ میں سمجھ لیتا کہ آپ اصلی نہیں ہیں۔ میں اپنی ایک جادوئی صلاحیت کے باعث اپنے سامنے والے کے چہرے پر جیسے ہی نظر ڈالتا ہوں، مجھے اس کے چہرے پر یا تو مکمل روشنی دکھائی دیتی ہے یا پھر آدھا چہرہ روشن ہوتا اور آدھا چہرہ تاریک، تب میں سمجھ لیتا ہوں کہ میں کسی فراڈ سے مل رہا ہوں یا کسی معقول شخص سے....."

"تھینکس گاڈ تم نے مجھے پہچان کر اور میرے اصلی ہونے پر یقین کر کے میرا حوصلہ بڑھایا ہے۔ میں یہاں جس مقصد سے آئی ہوں، مجھے لگتا ہے وہ مقصد جلد ہی تمہارے ذریعے پورا ہو سکے گا۔"

وہ سر جھکا کر بولا "آپ میرے بھائی کی جگہ مجھے اپنا خادم اور وفادار سمجھ لیں اور یہ آزما کر دیکھ لیں کہ میں آپ کے کتنے کام آتا ہوں۔"

"میں اپنا مقصد بیان کرنے سے پہلے یہ پوچھنا چاہتی ہوں، کیا تم بہت دیر تک سانس روک کر خود کو مردہ بنا لیتے ہو؟"

"ہاں جب تک میرا جادوئی عمل مکمل نہیں ہوتا، اس وقت تک میں سانس روک کر مردہ بن جاتا ہوں۔"

"کیا مردہ بننے کے بعد تمہاری روح تمہارے جسم سے باہر نکل جاتی ہے؟"

"نو میڈم ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں آپ کے سوال کو سمجھ رہا ہوں۔ نیلماں آتما شکتی کے ذریعے ایسا کرتی تھی۔ اپنے جسم سے اپنی آتما کو باہر نکال لیتی تھی اور کسی دوسرے کے جسم میں اس آتما کو داخل کر دیتی تھی۔ اب وہ مر چکی ہے۔ نارنگ ایسا کرتا ہے۔ آپ کے اصلی ہونے کا یقین ہونے کے بعد میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ برین آدم کے جسم میں نارنگ کی آتما سمائی ہوئی ہے اور وہ کسی وقت بھی آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

"یہی پریشانی مجھے یہاں تک لے آئی ہے۔"

"اچھا ہوا آپ آ گئیں۔ میں آپ کی مشکل آسان کر دوں گا۔ بائی دا وے آپ کیا سوچ کر آئی ہیں؟"

"تمہارے بھائی جمال رابن نے مجھ پر ایک عمل کیا تھا۔ ایک کیل میرے سر کے پچھلے حصے میں پیوست کی تھی جس کے نتیجے میں دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے میرا دماغ مردہ ہو چکا تھا۔ ان کی سوچ کی لہریں جب بھی میرے دماغ تک پہنچتی تھیں تو انہیں یہی تاثر ملتا کہ میں مر چکی ہوں۔ میں یہی سوچ کر آئی ہوں تمہارے بھائی نے مرنے کے بعد یہاں ایک ڈائری چھوڑی تھی۔ اس میں یہ عمل ضرور لکھا ہوا ہوگا کیا میں اس عمل کو پڑھ کر سمجھ کر اس کے ذریعے اپنے دماغ کو بظاہر مردہ بنا سکتی ہوں؟"

"میں سمجھ گیا۔ آپ پہلے کی طرح اپنے دماغ کو مردہ ظاہر کر کے نارنگ سے محفوظ رہنا چاہتی ہیں اور آپ ایسا کر سکیں گی۔ میں آپ پر یہ عمل کروں گا۔"

وہ تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے قریب آئی پھر اس کے

ہاتھوں کو تھام کر بولی "میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میری مشکل اتنی آسانی سے حل ہو جائے گی۔"

"آپ مجھ پر بھروسا کریں اور میرے ساتھ آئیں میں اس عمل کی تیاریاں شروع کرتا ہوں۔"

"کیا تم اپنے دماغ میں سوچ کی لہروں کو محسوس کرسکتے ہو؟"

"محسوس تو کرلیتا ہوں۔ کیا آپ میرے خیالات پڑھنا چاہتی ہیں۔"

"کچھ خیال نہ کرنا میں مطمئن ہونا چاہتی ہوں۔"

"آپ آزادی سے میرے دماغ میں آئیں۔ میرے چور خیالات پڑھیں میں اپنے کام میں مصروف رہوں گا۔"

وہ دونوں اس بڑے سے کمرے میں آئے جہاں بہت عرصہ پہلے جمال رابن نے اس پر اور برین آدم پر جادوئی عمل کیا تھا جس کے ذریعے وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے، یوگا جاننے والے اور آتما شکتی جاننے والے نارنگ سے محفوظ رہے تھے۔

وہاں پہنچ کر جمال رابن کا بھائی اس عمل کی تیاریاں کرنے لگا۔ الپا اس کے دماغ میں پہنچ کر چور خیالات پڑھنے لگی اور مطمئن ہونے لگی۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ قسمت کی دھنی تھی۔ کئی بار ایسے ایسے دشوار گزار مراحل سے گزر چکی تھی۔ جہاں وہ زندہ نہیں رہ سکتی تھی اگر زندہ بھی رہتی تو کسی دشمن کی کنیز بن کر رہتی لیکن کبھی بابا صاحب کے ادارے سے جناب تبریزی صاحب نے اس کی مدد کی۔ کبھی جمال رابن نے اسے نارنگ کی آتما شکتی سے بچایا اور اب اس کا بھائی اسے بچانے کے لیے اس عمل کی تیاریاں کررہا تھا۔ الپا اس کے چور خیالات پڑھ کر مطمئن ہوگئی تھی۔ اب آنکھیں بند کرکے اس پر بھروسا کرسکتی تھی کہ وہ جیسا بھی عمل کرے، اسے نارنگ کی دشمنی سے محفوظ رکھے گا۔

الپا اور نارنگ نے ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے کے لیے وہاں کے تمام اکابرین کے علاوہ دوسرے ایسے افراد پر بھی تنویمی عمل کیا تھا اور انہیں اپنی حمایت پر مجبور کیا تھا جو اہم ضرورت کے وقت کام آسکتے تھے۔ مثلاً نارنگ نے کئی سراغ رسانوں اور دوسرے فوجی جوانوں اور پولیس افسروں کو اپنا آلۂ کار بنایا تھا۔ ان میں سے پانچ آلۂ کار ایسے تھے جن کے دماغ میں الپا بھی پہنچ گئی تھی اور اسے معلوم ہوگیا تھا کہ وہ نارنگ کے زیر اثر آئے ہوئے ہیں۔ اس نے ان پر دوبارہ تنویمی عمل کرکے یہ باتیں نقش کی تھیں کہ وہ بدستور نارنگ کے آلۂ کار رہیں گے لیکن ضرورت کے وقت ایک خاص لب ولہجے میں انہیں مخاطب کیا جائے تو وہ الپا کے بھی کام آئیں گے۔

الپا کی یہ حکمت عملی اب کام آرہی تھی۔ اس نے دوسری صبح تین آلۂ کاروں سے کہا "جیوز کالونی کے بنگلا نمبر ۲۴۔ جے میں الپا رہتی ہے، وہاں جاتے ہی اسے گولی مار دو پھر اس کی لاش کو آرمی ہیڈ کوارٹر کے سامنے پھینک دو۔"

وہ حکم کی تعمیل کے لیے جانے لگے تو الپا نے کہا تھا "یہ کام کرنے کے بعد تم تینوں یہ بھول جاؤ گے کہ میری ہدایات کے مطابق تم لوگوں نے ایسا کیا تھا۔ تم نارنگ کو بتاؤ گے کہ اس بنگلا نمبر ۲۴۔ جے کے سامنے سے گزر رہے تھے تب الپا سے سامنا ہوا۔ وہ تم میں سے ایک کے دماغ میں آنا چاہتی تھی۔ تم نے سانس روک لی اور اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ یہ شاید ٹیلی پیتھی جانتی ہے، یہ ابھی میرے دماغ میں آنا چاہتی ہے۔ تب الپا نے کہا۔ ہاں میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔ مگر تم لوگ کون ہو؟ اور مجھے کس طرح پہچان رہے ہو؟ اس کی یہ بات سنتے ہی تم میں سے ایک نے اسے فوراً گولی ماردی اور اس کی لاش کو اٹھا کر آرمی ہیڈ کوارٹر کے سامنے پھینک کر چلے آئے۔"

یہ تمام باتیں اس نے ان تینوں آلۂ کاروں کے دماغوں میں نقش کردی تھیں۔ اس دوران میں جمال رابن کا بھائی اس پر جادوئی عمل کرنے کی تیاریاں مکمل کرچکا تھا۔ الپا نے جتنی ہیرا پھیری سے یہ منصوبہ بنایا تھا اتنی ہیرا پھیری نارنگ نہیں جانتا تھا۔ حالانکہ وہ جھوٹا، فریبی اور مکار تھا لیکن الپا کی طرح حکمت عملی سے زبردست کامیابی حاصل کرنے کے منصوبے نہیں بنا سکتا تھا۔ نہ ان پر عمل کرسکتا تھا اور جہاں تک عمل کرنے کا تعلق تھا۔ خوش قسمتی نے بھی الپا کا ساتھ دیا تھا۔

وہ آدھی رات کے بعد جمال رابن کے مقفل بنگلے میں آئی تھی اور اس کے بھائی سے ملاقات کی تھی۔ اس کے بعد اس سے معاملات طے ہونے کے بعد اس پر عمل کیا گیا تھا پھر دوسری صبح تک اس کا دماغ بظاہر مردہ ہوچکا تھا۔ جبکہ وہ دماغی اور جسمانی طور پر زندہ تھی۔ اس عمل کے بعد ہی اس نے دوسری صبح نارنگ کے ان تین آلۂ کاروں کو حکم دیا تھا کہ ایک بنگلے میں جاکر الپا کو ہلاک کرکے اس کی لاش آرمی ہیڈ کوارٹر کے سامنے پھینک کر چلے جائیں اور ان تینوں نے اس کے حکم پر عمل کیا تھا۔

ایک اعلیٰ افسر جو الپا کا معمول اور تابع تھا، اس نے اس کے حکم کے مطابق دوسرے یہودی اکابرین کو اطلاع دی کہ آرمی ہیڈ کوارٹر کے سامنے ایک جوان عورت کی لاش پائی گئی ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ قاتل نے اس کی لاش آرمی ہیڈ کوارٹر کے سامنے کیوں پھینکی ہے؟

نارنگ نے اپنے معمول اور تابع افراد کو ایک موبائل فون نمبر دیا تھا تاکہ ضرورت کے وقت اسے رابطہ کیا جاسکے۔ ان تین آلۂ کاروں نے اس نمبر پر نارنگ کو بتایا کہ انہوں نے کس طرح الپا کو ہلاک کیا ہے اور اس کی لاش کو آرمی ہیڈ کوارٹر کے سامنے پھینک دیا ہے۔

نارنگ نے یہ سنتے ہی کہا "فون بند کردو۔ ابھی میں تمہارے دماغوں میں آؤں گا۔"

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی اور الپا کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس کی سوچ کی لہریں بھٹکتی رہ گئیں۔ اسے الپا کا دماغ نہیں ملا۔ تب اسے یقین ہونے لگا کہ وہ مرچکی ہے۔ یوں تو یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی سوچ کی لہروں کو جگہ نہیں ملتی اور جو اپنا لب ولہجہ بدل لیتے ہیں ان کے دماغوں میں بھی جگہ نہیں ملتی لیکن مردہ دماغ میں جگہ نہ ملے تو اس کی پہچان یہ ہے کہ سوچ کی لہریں جب ادھر جاتی ہیں تو انہیں سناٹا محسوس ہوتا ہے۔ سوچ کی لہریں اسی سناٹے میں بھٹکتی رہ جاتی ہیں۔

نارنگ یقین کررہا تھا لیکن یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اس میں دھوکا ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی الپا اور برین آدم نے اپنے دماغ کو بظاہر مردہ بنالیا تھا۔ اس جادوئی عمل کے باعث وہ اس کی آتما شکتی سے محفوظ رہے تھے، پھر بعد میں یہ راز کھلا کہ وہ دماغی طور پر زندہ رہے ہیں۔

نارنگ اب دھوکا نہیں کھانا چاہتا تھا۔ اس لیے سوچ رہا تھا کیا الپا نے پھر کوئی ایسی چال چلی ہے۔ یہ سوچتے ہی اس نے فوج کے ان دو اعلیٰ افسروں کو حکم دیا جو اس کے محکوم تھے اور کہا "ابھی جمال رابن کے مقفل بنگلے میں جاؤ۔ اسے کھول کر دیکھو وہاں کوئی ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو وہاں جو سامان پہلے موجود تھا، وہ موجود ہے یا نہیں؟"

وہ اس کے حکم کی تعمیل کے لیے چند فوجی جوانوں کو لے کر اس بنگلے میں گئے۔ وہ پہلے کی طرح مقفل تھا۔ انہوں نے اسے کھولا اور اندر گئے ہر چیز وہاں اپنی جگہ موجود تھی۔ جمال رابن جادو کے سلسلے میں جو سامان استعمال کرتا تھا وہ بھی موجود تھا۔ اس کی وہ موٹی ڈائری بھی تھی لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔

نارنگ خیال خوانی کے ذریعے ان افسروں کے دماغوں میں رہ کر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ جمال رابن تو مرچکا ہے۔ اس کا جو سامان ہے وہ سب یہاں موجود ہے۔ حتیٰ کہ اس کی موٹی سی ڈائری بھی رکھی ہوئی ہے۔ اس نے ایک افسر کو حکم دیا کہ وہ ڈائری کھول کر پڑھے۔

اس افسر نے حکم کی تعمیل کی۔ الپا اتنی نادان نہیں تھی۔ اس نے ڈائری بدل دی تھی اور اس ڈائری میں بھی جادوئی نسخے لکھے ہوئے تھے لیکن وہ نسخے نہیں تھے جو جمال رابن جانتا تھا اور یہ سب کچھ اب اس کے بھائی کو معلوم تھا۔ ڈائری سے ان نسخوں کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

جو افسر ڈائری کو پڑھ رہا تھا۔ وہ پڑھتے پڑھتے جب آخری صفحے پر پہنچا تو وہاں لکھا ہوا تھا "ڈائری ختم ہوچکی ہے اور میں نے وہ بہت اہم نسخے نہیں لکھے ہیں۔ جو دوسرا کوئی وچ ڈاکٹر نہیں جانتا، صرف میں جانتا ہوں اور وہ نسخے مجھے زبانی یاد ہیں۔ انہیں میں کسی دوسری ڈائری میں نہیں لکھوں گا۔"

نارنگ نے اس افسر کے ذریعے یہ معلوم کرنے کے بعد سمجھ لیا کہ دماغ کو مردہ ظاہر کرنے کا جو نسخہ جمال رابن جانتا تھا۔ وہ اس کے ساتھ ہی فنا ہوگیا ہے۔ اب کوئی وچ ڈاکٹر یہ نہیں جانتا کہ زندہ دماغ کو بظاہر کس طرح مردہ بنا کر رکھا جاسکتا ہے؟

اتنی انکوائری کے بعد اور اس ڈائری کو ایک افسر کے ذریعے پڑھنے کے بعد اسے یقین کرنا ہی پڑا کہ اس بار الپا نے کوئی چال نہیں چلی ہے اور زندہ رہ کر بظاہر اپنے دماغ کو مردہ ظاہر کرنے والے کسی جادوئی عمل سے گزرنے کا اسے موقع نہیں ملا ہے، جو وچ ڈاکٹر جمال رابن جانتا تھا وہ مرچکا تھا اور اب الپا بھی یقینی طور پر ہمیشہ کے لیے فنا ہوگئی ہے۔ اب اس کی راہ میں دیوار بننے کے لیے نہیں آئے گی۔

شام کو تمام یہودی اکابرین اجلاس میں شریک ہونے کے لیے آئے تو نارنگ نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "میں اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ذریعے آپ لوگوں کو مخاطب کررہا ہوں اور یہ خوش خبری سنانا چاہتا ہوں کہ جو الپا ہمارے دشمنوں کی آلہ کار بن گئی تھی اور بری طرح ان کے شکنجے میں آگئی تھی، اسے میں نے ڈھونڈ لیا تھا۔ وہ ایک بنگلے میں روپوش تھی۔ میں نے اپنے آلۂ کاروں سے کہا کہ وہاں پہنچتے ہی اسے فوراً گولی ماردیں اگر ذرا بھی دیر کی جائے گی تو ہمارے دشمن اسے پھر بچا کر کہیں دوسری جگہ چھپا دیں گے پھر اس کے ذریعے نقصان پہنچاتے رہیں گے۔

"یہ خوش خبری سنا رہا ہوں کہ الپا مرچکی ہے۔ آرمی ہیڈ کوارٹر کے سامنے جس عورت کی لاش پائی گئی وہ الپا ہے۔ یہ خوش خبری سناتے ہوئے میرا دل صدمے سے ٹوٹ رہا ہے کیونکہ میں نے ہمیشہ اسے چھوٹی بہن کی محبت دی ہے اور وہ ہمارے ملک میں ایک ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتی تھی لیکن میں نے اس لیے بھی اسے ہلاک کرایا ہے کہ اب ہمارے پاس دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں اب میں انہیں اس طرح تربیت دوں گا کہ وہ الپا سے بھی زیادہ بہتر انداز میں ہمارے ملک اور قوم کی خدمت کرتے رہیں گے۔"

اس کی باتیں سن کر پورے اجلاس میں سناٹا چھا گیا۔ وہ سب ہی الپا سے بے انتہا محبت کرتے تھے اور اس کی برسوں کی خدمت کو سراہتے تھے۔ وہ اچانک ان سے ہمیشہ کے لیے جدا ہوگئی تھی اور ایسی موت ماری گئی تھی جس کی وہ توقع نہیں کرسکتے تھے۔ وہ تمام عمر مملکت اسرائیل سے وفاداری کرتی رہی آخری وقت غداری کرنے کے باعث ماری گئی اور وہ غداری بھی ایسی کہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ اپنے ہی ملک اور اپنی ہی قوم سے دشمنی کررہی ہے وہ بے چاری مجبور تھی لیکن برین آدم (نارنگ) بھی مجبور تھا اور تمام اکابرین بھی مجبور تھے اگر ان حالات میں الپا اکابرین میں سے کسی کو نظر آتی تو وہ بھی اسے گولی ماردیتا۔

وہ سب اپنے اپنے دلی جذبات و خیالات کا اظہار کررہے تھے پھر تعزیت کے طور پر سب اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ وہ سر جھکائے آدھے منٹ تک اسی طرح کھڑے رہے پھر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جو لاش آرمی ہیڈ کوارٹر کے سامنے پائی گئی ہے اسے نہایت احترام

کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔ انہوں نے پورے شہر اور پورے ملک میں یہ اعلان کرا دیا کہ آج رات ہر جگہ روشنی رہے گی کسی مکان، کسی سڑک یا کسی گلی میں اندھیرا نہ رہے۔ کل صبح اس الپا کی تدفین ہوگی جو تمام عمر یہودیوں کی خدمت کرتی رہی اور مملکت اسرائیل کے لیے ڈھال بن کر زندگی گزارتی رہی۔

تمام اکابرین نے برین آدم (نارنگ) سے فون پر رابطہ کیا۔ انہوں نے کہا اب تو یہ خطرہ نہیں رہا کہ الپا دشمن کی آلہ کار بن کر آپ کو ہلاک کر سکتی ہے۔

وہ بولا "میں آپ لوگوں کی بات سمجھ رہا ہوں۔ اب مجھے کھل کر سامنے آنا چاہیے جس طرح میں پہلے ڈیوٹی پر آیا کرتا تھا اس طرح مجھے اپنے شعبے میں آکر اپنے دفتر میں بیٹھنا چاہیے ایک افسر نے کہا "ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ الپا کی تدفین کے موقع پر آپ ہمارے ساتھ رہیں۔"

"اس کی تدفین کل ہوگی۔ میں اس وقت آپ لوگوں کے پاس ضرور آؤں گا اور آپ لوگوں کے ساتھ اس کی آخری آرام گاہ تک جاؤں گا۔"

الپا ان اکابرین کے دماغوں میں جاکر معلومات حاصل کر رہی تھی۔ اسے معلوم ہوا کہ کل صبح وہ الپا کی تدفین کے وقت قبرستان تک یہودی اکابرین کے ساتھ جائے گا لیکن الپا نادان نہیں تھی وہ سمجھ گئی تھی کہ نارنگ اتنی جلدی یقین نہیں کرے گا۔ ہر پہلو سے یقین ہونے کے باوجود وہ خود کو یوں منظر عام پر نہیں لائے گا بلکہ اپنی کسی ڈی کو پیش کرے گا۔ ایک نئی ڈی بنانے کے لیے صبح تک وقت تھا وہ اپنا ایک ہم شکل برین آدم بنا کر تمام یہودی اکابرین کو دھوکا دے سکتا تھا۔

دوسری صبح الپا کے جنازے کے ساتھ قبرستان تک جانے والوں میں برین آدم نظر آنے لگا۔ وہ یہودی اکابرین کے ساتھ تھا اور الپا ان اکابرین کے دماغوں میں جا رہی تھی جو برین آدم کے قریب قریب تھے۔ ان کے ذریعے وہ اسے تاڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ یہ اچھی طرح سمجھنا چاہتی تھی کہ وہ برین آدم کا جسم لے کر نارنگ آیا ہے یا اس نے برین آدم کے کسی ہم شکل کو وہاں پیش کیا ہے؟

تمام ممالک الپا کی ہلاکت پر تعزیتی پیغامات بھیج رہے تھے اور جتنے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ وہ یہودی اکابرین کے دماغوں میں آکر اپنے صدمے کا اظہار کر رہے تھے۔ افسوس ظاہر کر رہے تھے۔ افسوس ظاہر کرنے کے لیے وہ برین آدم کے بھی دماغ میں آ رہے تھے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے جو چار افراد تیج پال کی رہنمائی میں تھے انہوں نے امریکی اکابرین سے کہا "دال میں کچھ کالا ہے۔" ہم خیال خوانی کے ذریعے تعزیت کرنے برین آدم کے دماغ میں گئے تو پہلے اس نے سانس روک لی اور جب دوسری بار ہم نے کہا "تعزیت کے لیے آئے ہیں" تو اس نے تھوڑی دیر کے لیے دماغ میں جگہ دی اور سر جھکا کر کہا "مجھے الپا کی موت کا اس لیے بھی افسوس ہے کہ میں ہمیشہ اسے چھوٹی بہن سمجھتا رہا ہوں۔"

ایسا کہنے کے دوران ہم نے اس کے اطراف کے ماحول کو دیکھا تو وہ کسی قبرستان میں نہیں تھا بلکہ کسی کمرے کی چار دیواری میں تھا۔"

چھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے علی کے زیر اثر تھے اور علی ان میں سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے آندرے کی حیثیت سے امریکی اکابرین سے رابطہ کیا کرتا تھا اس نے بھی یہی کہا "اس وقت قبرستان میں تدفین کے وقت جو برین آدم موجود ہے وہ فراڈ ہے اصلی نہیں ہے۔"

ایک امریکی حاکم نے ہاٹ لائن پر اسرائیلی اکابرین میں سے ایک حاکم کی گفتگو سنی اور اس سے کہا "اس وقت آپ لوگوں کے درمیان جو برین آدم ہے، وہ نقلی ہے۔ کیا اس نے آپ لوگوں کو یہ بتایا ہے کہ وہ خود منظر عام پر نہیں آئے گا، بلکہ اپنی ایک ڈی پیش کرے گا؟"

اسرائیلی حاکم نے کہا "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ابھی برین آدم سے بات کرتا ہوں۔"

اس نے تدفین کے بعد یہودی اکابرین کے درمیان برین آدم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں تم سے جو پوچھتا ہوں۔ اس کے جواب میں سچ بولو، کیا تم برین آدم ہو؟"

اس نے پوچھا "آپ مجھ پر کیوں شبہ کر رہے ہیں؟"

"جتنے امریکی اکابرین تمہارے دماغ میں تعزیت کے لیے آتے رہے۔ انہوں نے تمہیں اس قبرستان میں نہیں، بلکہ کسی کمرے کی چار دیواری میں پایا ہے۔"

میں نے خیال خوانی کے ذریعے فوج کے ایک اعلیٰ افسر سے کہا۔ "میں یہ بھی کہتا ہوں اور میرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی یہی کہتے ہیں 'یہ برین آدم نہیں ہے۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے برین آدم سے کہا "سب ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے یہی کہہ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ مسٹر فرہاد بھی یہی کہہ رہے ہیں اگر آپ سے مسٹر فرہاد وغیرہ کو دشمنی ہے تو کیا امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی آپ سے دشمنی کر رہے ہیں کیا سارے ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ کے دشمن بن گئے ہیں۔ وہ سب جھوٹ کہہ رہے اور آپ سچ بول رہے ہیں؟"

برین آدم کی ڈی نے کہا "نہیں، وہ سچ کہہ رہے ہیں۔ میں برین آدم کی ڈی ہوں۔ اصل برین آدم کو ابھی منظر عام پر نہیں آنا چاہیے۔ جب یہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے فوراً ہی میری اصلیت پہچان سکتے ہیں تو آپ لوگ ذرا غور فرمائیں جن دشمنوں نے الپا کو اپنی معمولہ اور تابع بنا کر اپنے اشاروں پر نچانا چاہا تھا وہ الپا کی موت پر اپنی ناکامی سے جھنجلا گئے ہوں گے۔ اب ان کی یہی کوشش ہوگی کہ الپا کے بعد وہ مجھے گولی مار دیں۔ ان کی ناکامی کا ذمے دار میں ہوں۔ وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے اس لیے میں نے منظر عام پر آنا مناسب نہیں سمجھا اور اپنی ڈی کو بھیج دیا۔"

کسی نے کہا "دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ہماری حمایت میں یہ ضرور کہیں گے کہ ہم کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے ایسی دشمنی نہیں کرتے کہ اسے بڑا اپنا معمول اور تابع بنائیں الپا کو اپنی گرفت میں لینا اور اسے اپنا محکوم بنانا ہمارے لیے کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے لیکن ہم نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ اس کے برعکس آپ لوگوں نے دیکھا ہے کہ الپا جب بھی کسی مشکل میں پڑی تو بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے اس کی مدد کی جاتی رہی ہے۔"

علی نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی حیثیت سے کہا "میں آندرے بول رہا ہوں۔ امریکا کی طرف سے یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم میں سے کسی نے الپا کے دماغ پر قبضہ نہیں جمایا تھا۔ الپا اتنی ہوشیار اور اتنی حاضر دماغ تھی کہ کوئی اسے ٹریپ نہیں کر سکتا تھا اگر وہ ٹریپ کی جا سکتی تو بہت پہلے ہی کوئی نہ کوئی امریکی اسے اپنے شکنجے میں لے سکتا تھا لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔ بہر حال الپا کو ہم نے اپنی معمولہ نہیں بنایا تھا۔"

نارنگ نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے سونیا سے کہا۔ "میڈم! یہ کیا ہو رہا ہے؟ میں تو آپ کی مرضی کے مطابق ان یہودیوں کے خلاف محاذ بنانے میں کامیاب ہو رہا ہوں لیکن فرہاد صاحب بیان دے رہے ہیں کہ الپا کو کسی نے اپنی معمولہ نہیں بنایا تھا۔"

سونیا نے کہا "ہمیں ایسا بیان تو دینا ہی ہوگا۔ ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ ہم میں سے کسی نے الپا کو اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا تھا۔ فرہاد اپنے طور پر صفائی پیش کر رہے ہیں اگر یہ بات تمہارے خلاف ہو رہی ہے تو تم اس کا توڑ کرو فرہاد کے بیان کو بھی جھٹلاؤ ہم اس کا برا نہیں منائیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تمہاری حکمت عملی ہوگی اور تم ہماری مرضی کے مطابق ہی عمل کرتے رہو گے۔"

نارنگ الجھ کر رہ گیا اگرچہ اس نے اپنی دانست میں الپا کو ہلاک کرا دیا تھا اور اپنے محاذ پر کامیاب رہا تھا۔ اب یہودی اکابرین اسے منظر عام پر آنے کے لیے کہہ رہے تھے تو وہ مزید باتیں بنا سکتا تھا۔ دوسری طرف سونیا کو بھی خوش رکھنا لازمی تھا۔ اس لیے میں نے جو بیان دیا تھا اس بیان کے خلاف وہ کچھ بول نہیں سکتا تھا۔ بات اس کی سمجھ میں آگئی تھی کہ ہم اس کے دشمن نہیں ہیں اگر دشمن ہوتے تو اسے اتنا موقع نہ دیتے کہ وہ الپا کو ہلاک کرا سکتا۔

مرنے کے بعد کوئی خود اپنی لاش کی تدفین نہیں کرتا لیکن الپا کے ساتھ ایسا ہو رہا تھا۔ وہ اپنی ہی ڈمی کی تدفین کے لیے قبرستان پہنچی ہوئی تھی اسے کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔ وہ برین آدم سے کچھ فاصلے پر تھی۔ وہاں اسے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اصلی نہیں ہے بلکہ برین آدم کی ڈی ہے۔

وہ اس ڈی برین آدم کو سر سے پاؤں تک بڑی توجہ سے دیکھنے لگی۔ وہ برین آدم کے چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے اور باتیں کرنے کے ایک ایک انداز سے واقف تھی۔ وہ ڈی چلنے پھرنے کے دوران میں کچھ مختلف سا تھا پھر یہ کہ وہ یہودی اکابرین میں سے کسی کی بات کا جواب دینے سے پہلے ایک ذرا چپ رہتا تھا پھر بولتا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ دوسری طرف چھپا ہوا نارنگ اسے کچھ سمجھاتا تھا۔ تب وہ اسی کے مطابق ان اکابرین کو جواب دیتا تھا۔

آئندہ کبھی نارنگ، برین آدم کے جسم سے باہر نکل کر کسی سے گفتگو کرتا تو وہ گفتگو کے انداز سے اسے پہچان لیتی۔ اس کے پاس ایک موبائل فون تھا۔ اکابرین کے دماغوں سے معلوم ہو چکا تھا کہ اس فون کا نمبر کیا ہے؟ الپا نے اس نمبر کے مطابق اس فون کی کمپنی والوں سے رابطہ کیا پھر فون پر ان کی آواز سن کر ان کے دماغوں میں پہنچ گئی۔

اکثر ٹیلی فون کال اگر غلط ہو تو ایک ٹیپ چلتا ہے اور خاتون کی ریکارڈ شدہ آواز سنائی دیتی ہے "آپ نے غلط نمبر ڈائل کیا ہے۔ کبھی آواز سنائی دیتی ہے آپ کے مطلوبہ نمبر پر ابھی خاموشی ہے۔ پلیز تھوڑی دیر بعد رابطہ کریں۔ شکریہ....."

اس کمپنی کی جس خاتون کی آواز ٹیپ کرنے کے بعد وہاں رکھی گئی تھی۔ اسی خاتون کی آواز میں الپا نے دوسری باتیں ریکارڈ کرائیں اور کمپنی والوں کو مجبور کیا کہ پہلا ٹیپ ہٹا کر اس کی جگہ دوسرا ٹیپ رکھا جائے۔ انہوں نے غائب دماغ رہ کر اس کے حکم کی تعمیل کی۔ وہ جیسا چاہتی تھی ویسا ہی کیا گیا۔

جب اتنی محنت کی جائے تو محنت کا صلہ ضرور ملتا ہے۔ نارنگ اپنے موبائل فون کے ذریعے یہودی اکابرین سے رابطہ کرنے لگا تو ٹیپ سے آواز آئی "آپ نے رانگ نمبر پنچ کیا ہے۔ پلیز صحیح نمبر پر رابطہ کریں۔"

اس نے دوسری بار کیا تو پھر یہی آواز آئی۔ تیسری بار کیا تو اسی خاتون کی آواز نے کہا "آپ کے موبائل فون میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے پلیز آپ کمپنی والوں سے رجوع کریں۔"

اس نے فون کے ذریعے اس کمپنی کے متعلقہ افسر سے رابطہ کیا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں جا سکتا تھا اور اس سے بہت کچھ بول سکتا تھا لیکن اس طرح یہ ظاہر ہو جاتا کہ اس موبائل فون کا حامل ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔

الپا یہ جانتی تھی کہ وہ کسی وقت بھی متعلقہ افسر سے فون پر رابطہ کرے گا یا خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں آئے گا۔ اس سے پہلے ہی الپا نے اس افسر کے دماغ پر قبضہ جما لیا تھا پھر اس نے نارنگ کی آواز سنی وہ برین آدم کی حیثیت سے فون پر پوچھ رہا تھا "آخر میرے فون میں کیا گڑبڑ پیدا ہو گئی ہے؟"

افسر نے کہا "سر! آپ کے فون کو چیک کرنے کے بعد ہی بتایا جا سکتا ہے۔"

"جب تک اس فون کو چیک کیا جائے گا اس وقت تک میں اپنی ضروری کالیں کیسے ریسیو کروں گا یا ضروری باتیں دوسروں سے کس طرح کر سکوں گا؟"

"نو پرابلم' یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ وہ فون ہمیں دیں۔ ہم فوراً ہی اس کی جگہ دوسرا فون آپ کو دیں گے۔ آپ اسی فون کو مستقل اپنے پاس رکھیں یا فون چیک کرانے اور مرمت کرانے کے بعد دوبارہ اسے لے جائیں۔"

"مجھے نیا فون دیا جائے۔ میرا ایک آدمی فون لے کر آپ کے پاس آئے گا آپ اس سے یہ فون لے کر نیا فون دے دیں۔ شکریہ۔"

اب وہ اپنے کسی آلہ کار کے ذریعے اپنا فون وہاں بھیج کر دوسرا نیا فون وصول کرنے والا تھا۔ جو بھی آلہ کار وہ فون لے کر اس کمپنی کے متعلقہ افسر کے پاس آتا تو الپا اسے دیکھتی' اس کا تعاقب کرتی' پھر یقینی طور پر نارنگ تک پہنچ جاتی۔ کیونکہ نارنگ کو وہ فون لینے کے لیے اپنے اس آلہ کار کے روبرو آنا پڑتا۔

منصوبہ اس قدر جامع اور مکمل ہو تو کامیابی ضرور ہوتی ہے۔ دو گھنٹے کے اندر الپا نے ایک آلہ کار کا تعاقب کرتے ہوئے اس خفیہ رہائش گاہ کو دیکھا' جہاں وہ آلہ کار موبائل فون لے کر گیا تھا۔

الپا نے دور ہی سے اس بنگلے کو دیکھا پھر خیال خوانی کے ذریعے اپنے ایک آلہ کار کو مخاطب کرتے ہوئے ہدایت دینے لگی "اپنے چھ مسلح ساتھیوں کے ساتھ مطلوبہ بنگلے کا محاصرہ کرو۔ محاصرہ کرنے کے بعد جو بھی شخص اس بنگلے سے نکل کر بھاگنا چاہے پہلے اسے ایک گولی مار کر زخمی کرو پھر میرے دوسرے حکم کا انتظار کرو۔"

اس کے احکامات کی تعمیل ہونے لگی۔ اس بنگلے کے اندر چھپے ہوئے نارنگ نے کئی مسلح افراد کو دیکھا یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ اس کا گھیراؤ کیا جا رہا ہے۔ وہ فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے فوج کو اپنی مدد کے لیے بلانا چاہتا تھا لیکن اسے خیال خوانی کا موقع نہ مل سکا۔ اس نے دیکھا کہ وہ مسلح افراد دندناتے ہوئے بنگلے کے احاطے میں داخل ہو کر اب اندر پہنچنے والے تھے اگرچہ دروازہ اندر سے بند تھا لیکن دروازے کو توڑنے میں دیر نہ لگتی۔

وہ پچھلے دروازے سے باہر نکلا یہ سوچتا ہوا کہ جس مسلح شخص سے بھی سامنا ہو گا وہ اس سے کچھ بولے گا۔ جواباً اس کی آواز سنے گا پھر اس کے دماغ میں قبضہ جما کر وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن یہ اس کی بھول تھی۔ جس سے اس کا سامنا ہوا' اس نے فوراً گولی چلا دی۔ اس کا بازو زخمی ہوتے ہی اس نے اپنے دماغ میں الپا کی آواز سنی "ہیلو نارنگ اب کیا کہتے ہو؟ تم مجھے ہلاک کر چکے ہو۔ اب تمہارے ہلاک ہونے کی باری ہے۔"

وہ حیرانی سے بولا "تم! الپا تم زندہ ہو؟"

"مریں میرے دشمن' ابھی تو میرے کھانے پینے کی عمر ہے اور تمہارے مرنے کی عمر ہو چکی ہے۔ زیادہ جی کر ہمارے دماغ پر بوجھ نہ بنو۔ رخصت ہو جاؤ۔"

اس نے حکم دیا' اسے گولیوں سے چھلنی کر دو حکم کی تعمیل ہوئی پھر اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔

الپا نے یہودی اکابرین میں سے ایک کو کہا "آپ تمام اکابرین کو یہ خوش خبری سنا دیں کہ الپا زندہ ہے۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "الپا زندہ ہے؟ تم..... تم الپا بول رہی ہو؟"

"ہاں الپا بول رہی ہوں۔ ابھی آپ میں سے کسی کو یقین نہیں آئے گا لیکن میں یقین دلانا جانتی ہوں۔ یہ بھی جانتی ہوں کہ سانپ کو اس کے بل سے کیسے نکالا جاتا ہے' وہ سانپ بل سے نکل گیا تھا اور اس کے نکلتے ہی میں نے اس کا سر کچل دیا ہے۔"

○☆○

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ وہ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے جے تھری یعنی جے فلو' جے سامو اور جے کافو بہت ہی شرافت سے پر امن زندگی گزارنے کے لیے گردا جھیل کے پاس ایک چھوٹے شہر لیمون سل گردا پہنچے ہوئے تھے اور وہاں اپنی خواہش کے مطابق واقعی بڑی شرافت سے پر امن زندگی گزار رہے تھے۔

وہاں کے بدمعاش بے تاج بادشاہ فرنانزو نے ان تینوں کو بہت پریشان کیا تھا۔ ان تینوں نے فرنانزو اور اس کے آدمیوں سے مار کھا کر ایسی ذلتیں برداشت کی تھیں کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا یوں برداشت نہ کرتا۔ جھنجلا کر ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتا اور انتقامی کارروائیاں بھی ضرور کرتا۔

لیکن ان تینوں کی قوت برداشت غیر معمولی تھی۔ انہوں نے ذلتیں برداشت کیں لیکن اپنی خیال خوانی کی صلاحیتوں کا مظاہرہ نہیں کیا۔ وہ خوب جانتے تھے کہ خود کو رازداری سے روپوش رکھ کر فرنانزو اور ان کے آدمیوں کا سر کچل سکتے ہیں۔ مگر یہ بات دور تک پھیلے گی دشمنوں کو پتا چل جائے گا کہ وہ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے کہاں روپوش رہ کر زندگی گزار رہے ہیں۔

انسان کو اپنے صبر کا پھل ملتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل علی' فہمی اور اعلیٰ بی بی وہاں سیرو تفریح کی غرض سے پہنچ گئے۔ یہ بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ کس طرح فرنانزو کی شامت آئی تھی۔ وہ ان سے ٹکرایا تو چکنا چور ہو گیا اپاہج بن گیا۔ علی نے اس اپاہج کو وہاں کے کرپٹ پولیس افسران کے حوالے کرتے ہوئے کہا تھا "تم لوگوں کی پشت پناہی کے باعث یہ یہاں کا بے تاج بادشاہ بن کر خوب عیش کر چکا ہے اب اس کے ساتھ اس علاقے کو چھوڑ کر جاؤ۔ دوبارہ ادھر آؤ گے تو تم سب کو بھی اپاہج بنا دیا جائے گا۔"

وہ افسران اپاہج نہیں بننا چاہتے تھے۔ فرنانزو کو لے کر روم پہنچے اس شہر میں فرنانزو کے دو مجرم بھائی باقاعدہ ایک گینگ بنا کر واردات کیا کرتے تھے۔ جب انہوں نے اپنے بھائی کا یہ حشر دیکھا تو

غصے سے تلملا کر رہ گئے۔ انہوں نے قسم کھائی کہ علی' فہمی اور دس برس کی بچی اعلیٰ بی بی سے انتقام لیں گے۔ تمام مخالفوں کو کچل کر کرپٹ افسروں کو وہاں ڈیوٹی کرنے کا موقع دیں گے پھر ان میں سے ایک بھائی وہاں منتقل ہو کر اپنے اپاہج بھائی فرنانزو کی طرح بے تاج بادشاہ بن کر رہے گا۔ دوسرا بھائی بعد میں روم واپس چلا جائے گا۔

جس بھائی نے روم واپس آنے کی بات کی تھی اسے روم سے بہت محبت تھی۔ اس شہر کو اپنی ہستی سے منسلک کرنے کے لیے اس نے اپنا نام کنگ رومن رکھا تھا۔ اس کے دوسرے بھائی کا نام کنگ بونز تھا۔ بڑی بڑی وارداتوں میں کامیاب ہونے کے بعد وہ شہر کے تمام مجرموں اور قانون کے محافظوں پر چھا گئے تھے انہیں کمتر بنا کر خود برتر بن گئے تھے اور اس برتری کی بنا پر انہوں نے اپنے ناموں کے ساتھ کنگ لگا رکھا تھا۔

اپاہج فرنانزو کو وہاں لانے والے کرپٹ افسران نے انہیں بتایا کہ وہ دونوں بھائی جن سے مقابلہ کرنے جا رہے ہیں۔ وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں کیونکہ جس انداز میں انہوں نے فرنانزو کو اپاہج بنایا ہے' اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پاس ٹیلی پیتھی کا ہتھیار ہے۔

کنگ رومن اور کنگ بونز نے ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر غالب آنے کے لیے ٹھوس پلاننگ کی۔ انہوں نے یہ طے کیا کہ وہ دونوں اپنے چند ماتحتوں کے ساتھ پہلے عام لوگوں کی طرح اس لیمون سل گردا جائیں گے اور وہاں کا جائزہ لیں گے اپنے دشمنوں کو دور سے دیکھیں گے۔ اس دوران میں وہ گونگے بنے رہیں گے بہت کم کسی سے باتیں کریں گے اور بات کرنے سے پہلے یہ معلوم کر لیں گے کہ جس سے بھی وہ گفتگو کر رہے ہیں وہ دشمن نہیں ہے اور نہ ہی وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ دشمنوں کو اچھی طرح دیکھنے اور سمجھنے کے بعد کوئی مناسب موقع دیکھ کر اچانک ان پر اس طرح حملہ کریں گے کہ وہ نہ تو ان کا مقابلہ کر سکیں اور نہ ہی فرار ہو سکیں۔ انہوں نے فرنانزو کو اپاہج بنایا تھا وہ انہیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔

وہ مکمل منصوبے اور ان پر عمل کرنے کی مکمل تیاریوں کے ساتھ جھیل کے کنارے واقع لیمون سل گردا میں آئے پھر علی' فہمی اور اعلیٰ بی بی کو تلاش کرنے لگے۔ وہ تینوں کب کے جا چکے تھے۔ اس لیے دو دنوں تک تلاش کرنے کے باوجود نظر نہیں آئے۔ فرنانزو کے جانے کے بعد وہاں کے مقامی بدمعاش جیسے یتیم ہو گئے تھے۔ ان کی بدمعاشی نہیں چلتی تھی۔ اس شہر کے تمام لوگ متحد ہو کر یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ اب وہاں کسی کی بدمعاشی کو پنپنے نہیں دیں گے۔

کنگ رومن اور کنگ بونز نے وہاں پہنچنے کے بعد ان کمزور پڑ جانے والے بدمعاشوں سے رابطہ کیا تو ان بدمعاشوں کو جیسے نئی زندگی مل گئی۔ انہوں نے بتایا کہ جنہیں تلاش کیا جا رہا ہے' وہ اسی دن یہاں سے چلے گئے تھے۔ دوبارہ اب تک واپس نہیں آئے ہیں۔

کنگ رومن نے ناگواری سے کہا "ہم کتنی زبردست پلاننگ کے ساتھ آئے تھے۔ اب یہی کیا جائے کہ یہاں اپنی طاقت کی دھونس جما کر پھر سے بے تاج بادشاہت شروع کی جائے۔"

ایک مقامی بدمعاش نے کہا "تین شریف آدمی یہاں رہتے ہیں۔ ان کی وجہ سے جھگڑا شروع ہوا تھا وہ تینوں کسی سے لڑتے جھگڑتے نہیں ہیں لیکن وہ دور کھڑے فرنانزو کی شکست کا تماشا دیکھتے رہے تھے۔"

دوسرے مقامی بدمعاش نے کہا "دیکھا جائے تو وہ تینوں بظاہر بے قصور ہیں لیکن قصوروار بھی ہیں۔ ان کی ہی وجہ سے فرنانزو کی وہ حالت ہوئی تھی پھر اسے یہ علاقہ چھوڑ کر جانا پڑا تھا۔"

کنگ رومن نے کہا "ٹھیک ہے۔ یہاں مجرمانہ کارروائیاں شروع کرنے کا ایک بہانہ ہاتھ آ گیا ہے۔ ہم اپنے بھائی فرنانزو کا حوالہ دے کر ان تینوں کو سزائیں دیں گے پھر دیکھیں گے کہ یہاں کے لوگ متحد ہو کر بھی ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟"

علی' فہمی اور اعلیٰ بی بی جا چکے تھے۔ ان دونوں بھائیوں نے سوچا جب ٹیلی پیتھی جاننے والے لوگ نہیں رہے تو گونگے بن کر نہیں رہنا چاہیے لہٰذا وہ آزادی سے بولنے لگے۔ دوسرے دن وہ جھیل کے ساحل پر آئے وہاں وہ تھری جے یعنی جے فلو' جے سامو اور جے کافو موجود تھے اور موٹر بوٹ کے ذریعے جھیل کے اس پار جانا چاہتے تھے۔

ایک ماتحت مجرم دوڑتا ہوا آیا پھر اس بوٹ پر جا کر بولا "اے تم کہاں جا رہے ہو؟ تم تینوں کی موت جھیل کے دوسرے کنارے پر نہیں ہے۔ اسی کنارے پر ہے وہ دیکھو فرنانزو کے دو بھائی تمہاری موت بن کر آ رہے ہیں۔"

ان تینوں نے ادھر دیکھا کنگ رومن اور کنگ بونز سینہ تانے گردن اکڑائے شاہانہ انداز میں چلتے ہوئے آ رہے تھے۔ ان کے پیچھے ان کے چھ مجرم ماتحت بھی تھے۔

وہ تھری جے نہیں چاہتے تھے کہ وہاں لڑائی جھگڑا ہو اور مجرم کسی کو قتل کریں۔ انہوں نے بڑی خاموشی سے خیال خوانی کی۔ آس پاس اور ذرا دور جو لوگ تھے ان کے دماغوں میں جا کر ان کی ہی سوچ میں بولنے لگے۔ جن لوگوں کے دماغوں میں وہ باتیں آ رہی تھیں' وہ چونک کر ان دو بھائیوں کو دیکھ رہے تھے۔ وہ دونوں بھائی تھری جے کے قریب پہنچ کر بولے "تم تینوں وہی ہو' جن کی وجہ سے ہمارے بھائی فرنانزو کو اپاہج بنا دیا گیا ہے۔ ہم تم سے پوچھنا چاہتے ہیں' وہ جوان جو اپنی عورت اور بچی کے ساتھ آیا تھا' کہاں ہے؟ اگر تم ان کا پتا بتا دو اور ہمیں ان کے پاس پہنچا دو تو ہم تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے ورنہ یہ سمجھ لو کہ اپنے بھائی کی طرح تم تینوں کو اپاہج بنا دیں گے۔"

جے کافو نے ہاتھ جوڑ کر کہا "اگر آپ فرنانزو صاحب کے

بھائی ہیں تو ہمارے مائی باپ ہیں۔ ہم آپ سے جھوٹ نہیں بولیں گے۔ وہ تینوں کون تھے۔ کیوں فرنانزو صاحب سے لڑ پڑے تھے، ہم اس سلسلے میں کچھ بھی جانتے تو آپ کو ضرور بتا دیتے۔ آپ یقین کریں وہ اسی دن چلے گئے تھے پھر واپس نہیں آئے اب وہ کہاں ہیں، ہم نہیں جانتے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی کنگ رومن نے الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کیا۔ وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے گیا پھر اس نے مار کھانے کے باوجود ہاتھ جوڑ کر کہا "مائی باپ! آپ ہمیں جان سے مار ڈالیں گے تب بھی ہم ان کا پتا اس لیے نہیں بتا سکیں گے کہ ہم سچ مچ نہیں جانتے وہ کہاں ہیں؟"

اس بار کنگ بونز مارنے کے لیے آگے بڑھا تو تھری جے میں سے دو نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کو رکنے کا اشارہ کیا اور کہا "آپ کیوں ہم پر ظلم کرتے ہیں ہم سچ کہہ رہے ہیں اس مار پیٹ سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔"

کنگ بونز یہ کہنے والے کو مارنا چاہتا تھا۔ اسی وقت ایک شخص نے للکار کر کہا "اے رک جاؤ۔"

پھر دوسرے شخص نے للکارنے کے انداز میں کہا "اگر زیادہ بدمعاش بنے تو تمہاری بدمعاشی جھیل میں پھینک دی جائے گی۔"

دونوں بھائی کنگ رومن اور کنگ بونز نے آس پاس دیکھا۔ ان کے چاروں طرف لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی اور بھیڑ میں سے ہٹے کٹے جوان اور بوڑھے سب ہی کہہ رہے تھے کہ وہاں اب کسی کی۔ بدمعاشی نہیں چلے گی فرنانزو کی طرح کوئی وہاں دادا بننے کی کوشش کرے گا تو ہم اسے بھی اپاہج بنا کر یہاں سے روانہ کردیں گے۔"

لوگ پہلے ایک ایک کرکے بول رہے تھے پھر سب کے سب بولنے لگے ہاتھ اٹھا کر چیخنے لگے "شرافت سے رہنا ہے تو یہاں رہو۔ ورنہ ابھی یہ جگہ چھوڑ کر چلے جاؤ۔"

کنگ رومن اور کنگ بونز نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے ایک دوسرے سے کہا "حالات ہمارے خلاف ہیں۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اتنے دنوں بعد بھی یہ لوگ متحد ہوں گے۔ ہم کوئی دوسرا راستہ نکال لیں گے فی الحال ہمیں یہاں سے جانا چاہیے۔ کنگ رومن نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا "خاموش ہو جاؤ۔ خاموش ہو جاؤ۔ ہم نے سمجھ لیا ہے۔ ان تینوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ جنہوں نے ہمارے بھائی کو اپاہج بنا دیا تھا وہ یہاں نہیں ہیں۔ ویسے ہم اس شہر میں رہیں گے۔ یہاں ہمارے بھائی فرنانزو کے مکانات اور زمینیں ہیں ہم ان کی دیکھ بھال کریں گے۔"

یہ کہہ کر وہ اپنے مجرم ماتحتوں کے ساتھ جانے لگے۔ تمام لوگ ان کا مذاق اڑانے کے لیے قہقہے لگانے لگے۔ وہ تعداد میں دو سو سے زیادہ تھے ایک بوڑھے نے ہاتھ اٹھا کر مٹھی باندھتے ہوئے کہا۔ "ہمارا اتحاد ہماری قوت ہے اگر یہ ہتھیار استعمال کریں گے تو

زیادہ سے زیادہ دو چار کو مار سکیں گے۔ اس کے بعد ان کی موت آجائے گی۔ ہمیں ان سے کبھی خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔"

وہ خوش ہو کر اپنا اپنا کام نمٹانے کے لیے واپس جا رہے تھے تھری جے خاموش کھڑے ہوئے خیال خوانی کے ذریعے کنگ رومن اور کنگ بونز کے دماغوں میں پہنچے ہوئے تھے۔ وہ دونوں بھائی دھیمی آواز میں باتیں کرتے جا رہے تھے۔ کنگ رومن نے کہا۔ "ان لوگوں کا اتحاد بہت مضبوط ہے اور یہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں ابھی تو دو سو سے کم نہیں ہوں گے معاملہ بگڑے گا تو اور زیادہ چلے آئیں گے۔ ہمیں بڑی چال بازی سے کام لے کر ان کے اتحاد کو کمزور کرنا ہوگا اور ان تینوں کو تو ہم ضرور سزا دیں گے۔"

کنگ بونز نے کہا "ان تینوں کو بڑی رازداری سے ایک ایک کرکے موت کے گھاٹ اتارا جائے گا۔ ان کی لاشیں کہیں پھینک دی جائیں گی۔ جب وہ تینوں دکھائی نہیں دیں گے یا ان کی لاشیں ملیں گی تو یہاں کے لوگ ہمیں الزام نہیں دے سکیں گے کہ ہم نے انہیں قتل کیا ہے۔ ان کے پاس ہمارے خلاف کوئی ثبوت ہوگا اور نہ ہی کوئی چشم دید گواہ ہوگا۔"

ان تھری جے نے موٹر بوٹس کے ذریعے جھیل کے دوسرے کنارے جانے کا ارادہ بدل دیا۔ وہ اپنی رہائش گاہ میں چلے آئے وہاں بیٹھ کر یہ طے کرنے لگے کہ جب تک وہ دونوں بھائی یہاں رہیں گے تب تک ہم تینوں کو ایک ساتھ رہنا ہوگا اور زیادہ سے زیادہ تنہائی میں رہنا ہوگا اس طرح ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر خیال خوانی کرتے رہیں گے اور اپنے دشمنوں کی سازشوں کو سمجھتے رہیں گے۔

دونوں بھائیوں نے فی الوقت خاموشی اختیار کی اپنے ماتحتوں کو جاسوسی کے لیے روانہ کیا۔ انہیں حکم دیا ان تینوں پر نظر رکھو۔ دیکھتے رہو وہ کہاں ہیں؟ اور کہاں جا رہے ہیں؟ جب وہ تینوں ایک ساتھ نہ ہوں اور الگ الگ کہیں مصروف ہوں تو فوراً رپورٹ دی جائے۔ رپورٹ ملتے ہی پہلے ہم ایک پر، پھر دوسرے پر، پھر تیسرے پر حملے کریں گے۔

ان کے ماتحت جاسوسی کے لیے چلے گئے۔ کنگ بونز نے کہا۔ "برادر! یہ اچھی بات ہوگی اگر وہ تینوں مارے جائیں گے۔ یہاں کے لوگوں پر تھوڑی بہت دہشت قائم ہوگی پھر اس اتحاد کو قائم رکھنے والے دو چار اہم افراد کی لاشیں ملیں گی تو یہ بات سمجھ میں آنے لگے گی کہ اتحاد ہونے کے باوجود وہ کمزور ہیں اور خفیہ طور سے حملہ ہو تو انہیں کوئی بچانے نہیں آئے گا۔"

جے تھری نے ان جاسوسی کرنے والوں میں سے تین کے دماغوں پر قبضہ جمایا پھر انہیں ایک موٹر بوٹ کی طرف لے گئے۔ انہوں نے موٹر بوٹ والے کو کرایہ دیا اور کہا "ہمیں دوسرے کنارے پر پہنچا دو۔"

وہاں سے موٹر بوٹ چل پڑی۔ جب وہ جھیل کے درمیان گہرائی میں پہنچے تو جے تھری کی مرضی کے مطابق وہ ایک ایک کرکے موٹر بوٹ سے چھلانگیں لگا کر جھیل کے پانی میں پہنچ گئے۔ انہیں تیرنا آتا تھا لیکن تھری جے نے انہیں تیرنے نہیں دیا۔ ہاتھ پاؤں چلانے کا موقع نہیں دیا۔ اس طرح وہ جھیل کی گہرائیوں میں ڈوبتے چلے گئے۔ موٹر بوٹ چلانے والا حیرانی سے انہیں دیکھتا رہا اور پکارتا رہا پھر واپس کنارے پر آکر اپنے ساتھیوں سے بولا "عجیب بات ہوگئی۔ یہاں سے میں تین آدمیوں کو موٹر بوٹ میں لے کر گیا تھا۔ وہ جھیل کے گہرے پانی میں پہنچتے ہی چھلانگ لگا کر ڈوب گئے۔ انہوں نے تیرنے کے لیے ہاتھ پاؤں بھی نہیں مارے اور خاموشی سے ڈوب گئے۔ میں حیران ہوں کہ دیکھنے میں تو وہ بالکل صحیح الدماغ تھے پھر انہوں نے پاگلوں جیسی حرکتیں کیوں کیں؟"

یہ بات اس ساحلی علاقے میں گشت کرتی ہوئی شہر میں پہنچ گئی۔ سب لوگ حیران تھے کہ وہ تین پاگل کون تھے؟ پتا چلا کہ فرنانزو کے دو بھائیوں کے ساتھ آئے تھے۔ پتا نہیں انہوں نے کس وجہ سے ایسی اجتماعی خودکشی کی ہے؟

وہاں اتحاد قائم رکھنے والے دو اہم افراد نے کنگ رومن اور کنگ بونز سے یہ سوالات کیے۔ ان سے پوچھا "آپ بتا سکتے ہیں، ان تینوں کی ذہنی حالت کیسی تھی؟ اور اگر وہ ذہنی طور پر بالکل نارمل تھے تو انہوں نے خودکشی کیوں کی؟ کیا آپ نے ان پر ظلم کیا تھا یا انہیں اپنی ملازمت سے نکال دیا تھا۔ جس کے باعث وہ دل برداشتہ ہو کر جان دینے پر مجبور ہوگئے۔"

کنگ رومن نے کہا "ہم سے فضول سوالات نہ کیے جائیں۔ وہ تینوں نارمل تھے۔ ہمیں بھی حیرانی ہے کہ انہوں نے خودکشی کیوں کی ہے؟ ہم نے انہیں ملازمت سے نکالا تھا اور نہ ہی ان پر کوئی ظلم کیا تھا۔ پلیز آپ لوگ جائیں اور ہمیں پریشان نہ کریں۔"

اتحاد قائم رکھنے والے وہ افراد وہاں سے چلے گئے لیکن دونوں بھائی پریشان ہوگئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد ایک نے کہا "یہ تو عجیب سی بات ہے۔ ہمارے وہ تینوں ماتحت بالکل نارمل تھے اگر انہوں نے اچانک چھلانگ لگا کر جھیل میں خودکشی کی ہے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اس خودکشی کے پیچھے ٹیلی پیتھی کا ہتھیار ہے۔"

تھری جے میں سے ایک نے کہا "میں تنہا باہر جا رہا ہوں وہ جاسوس مجھے تنہا دیکھ کر انہیں رپورٹ دیں گے۔ تم دونوں محتاط رہو میں بھی ان دونوں کے دماغوں میں رہوں گا۔ پتا نہیں کون مجھ پر حملہ کرنے آئے گا؟"

تھوڑی دیر بعد ان دونوں بھائیوں کو رپورٹ ملی کہ ان تینوں میں سے ایک شخص مکان سے باہر آکر پہاڑی کی طرف جا رہا تھا۔

دونوں بھائی ایک ایک ریوالور اور ایک ایک رائفل لے کر اپنی رہائش گاہ سے باہر آگئے اور اس طرح اس چھوٹی پہاڑی کی طرف جانے لگے کہ کوئی ان پر کسی طرح کا شبہ نہ کرے اور نہ ہی انہیں توجہ سے دیکھے۔

وہ دونوں تھوڑی دور تک پیدل چلتے رہے پھر شہری آبادی سے باہر آگئے۔ وہ پہاڑی علاقہ تھا۔ دونوں بھائی چڑھائی پر چڑھتے جا رہے تھے اور منصوبے کے سلسلے میں باتیں بھی کرتے جا رہے تھے۔ ایسے ہی وقت اچانک کنگ بونز کے قدم لڑکھڑا گئے۔ وہ چلتے چلتے گرا پھر نشیب کی طرف لڑھکتے ہوئے جانے لگا۔ نشیب میں کئی پتھر تھے جن سے وہ ٹکراتا جا رہا تھا آخر ایک بڑے پتھر سے ٹکرا کر رک گیا۔

اپنے بھائی کو گرتے دیکھ کر کنگ رومن نے اسے آواز دی۔ اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ بھائی کے قریب پہنچتا وہ بھی اوندھے منہ گر پڑا پھر قلابازی کھاتا اور لڑھکتا ہوا اس سے بھی نیچے چلا گیا۔ ایک جگہ جا کر رک گیا۔ اس کی بھی وہی حالت ہوئی جہاں جا کر رکا وہاں تک پہنچتے پہنچتے وہ بھی لہولہان ہوگیا۔

کنگ بونز ذرا اونچائی پر تھا ایک بڑے سے پتھر کے باعث دور تک لڑھکنے سے بچ گیا تھا۔ وہیں رک گیا تھا لیکن کنگ رومن اس سے زیادہ دور لڑھکتا ہوا جانے کے باعث پستی میں پہنچ گیا تھا۔ ویسے دونوں ایک دوسرے کو دور سے دیکھ سکتے تھے اور دونوں ہی ایک دوسرے کو لہولہان دیکھ رہے تھے۔

پتھروں پر لڑھکنے اور پتھروں سے ٹکراتے رہنے کے باعث ان کے جسموں کی ہڈیاں دکھنے لگی تھیں۔ وہ تکلیف برداشت کر رہے تھے۔ مگر اپنے اپنے جسم کو سہلاتے ہوئے کراہ رہے تھے۔ کنگ رومن نے پوچھا "بونز! تم کیسے گر پڑے تھے؟"

"میں کیا بتاؤں جو ہونی ہے ہو کر رہتی ہے۔ بس اچانک میرے قدم لڑکھڑا گئے تھے اور میں گر پڑا تھا لیکن تم کیسے گر پڑے؟"

"میں تمہیں سنبھالنے کے لیے دوڑ پڑا تھا پھر اچانک ہی مجھے محسوس ہوا کہ میرا سر چکرا رہا ہے۔ ایسے وقت میں اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ شاید اسی وجہ سے گرتا ہوا لڑھکتا ہوا یہاں پہنچ گیا ہوں۔"

وہ ایک پتھر پر بیٹھ کر ہانپنے لگا۔ کنگ بونز اونچائی سے سنبھل سنبھل کر اترتا ہوا اس کے پاس آکر بولا "کیا اوپر چڑھ سکیں گے؟"

کنگ رومن نے انکار میں سر ہلا کر کہا "ہمارا خون کتنا بہہ رہا ہے پہلے مرہم پٹی کرانی ہوگی پھر ہڈیاں بھی دکھ رہی ہیں۔ ایسے وقت کسی پر جان لیوا حملہ کرنے کے لیے جانا دانشمندی نہیں ہے۔ واپس چلو۔"

وہ اپنے اپنے رومال سے لہو پونچھتے ہوئے رہائش گاہ کی طرف جانے لگے۔ کنگ رومن نے کہا "تعجب ہے۔ ہم پہلے کئی بار اونچی اونچی پہاڑیوں پر چڑھتے رہے ہیں۔ کبھی اس طرح نہیں گرے۔ اس بات پر بھی تعجب ہے کہ ایک نہیں دونوں بھائی گر پڑے۔ کیا یہ محض اتفاق ہے؟"

کنگ بونز نے بھائی کو حیرانی سے دیکھ کر پوچھا "آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں یہ تو واقعی اتفاق تھا۔"

وہ انکار میں سرہلا کر بولا "نہیں مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے ہمیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے گرایا گیا ہے۔"

بونز چلتے چلتے رک گیا پھر پریشان ہو کر بھائی کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "او گاڈ! میں ٹیلی پیتھی کے ہتھیار کو بھول گیا تھا۔ اب تو میرے دماغ میں یہ بات چبھ رہی ہے۔ ہم جسے قتل کرنے کے ارادے سے جارہے تھے اس ارادے کو ملتوی کررہے ہیں یعنی اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنا بچاؤ اس طرح کیا ہے۔ ہم اس کی طرف جارہے تھے۔ اس نے ہمارا راستہ بدل دیا ہے۔"

"بونز تمہاری باتوں سے یہ ظاہر ہورہا ہے کہ تم ان تینوں میں سے کسی ایک کو خیال خوانی کرنے والا سمجھ رہے ہو؟"

"اور کیا سمجھا جائے؟ جو ٹیلی پیتھی جاننے والا اپنی بیوی اور بچی کے ساتھ آیا تھا۔ وہ یہاں نہیں ہے پتا نہیں کہاں جاچکا ہے پھر یہاں کون خیال خوانی کے ذریعے ہمارے خلاف ایسی حرکتیں کررہا ہے۔ ہمارے تین ماتحت جھیل میں چھلانگ لگا کر ڈوب گئے۔ ہم پہاڑیاں چڑھتے چڑھتے نیچے گر پڑے۔ یہ محض اتفاق نہیں ہوسکتا۔"

وہ سوچتے ہوئے جانے لگے۔ دونوں کے دماغوں میں یہ حقیقت چبھ رہی تھی کہ یہاں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے' جو ان کے خلاف ایسے اقدامات کررہا ہے اور بڑے اطمینان سے تھوڑا تھوڑا کرکے انہیں نقصان پہنچارہا ہے۔

وہ اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔ ایک بھائی نے مرہم پٹی کے لیے فرسٹ ایڈ بکس نکالا۔ پہلے زخموں کو صاف کرنے کے لیے ہلکے گرم پانی کی ضرورت تھی اس لیے دوسرے نے ہیٹر کو آن کیا لیکن ایک سے چھوٹے سے برتن میں پانی لے کر اس پر رکھتے وقت وہ ہیٹر پر گر پڑا اس کے حلق سے چیخ نکلی دوسرے بھائی نے فوراً ہی دوڑ کر سوئچ کو آف کردیا۔ اس وقت تک اس کے چہرے کا نچلا حصہ یعنی ٹھوڑی اور سینہ جل گیا تھا۔ وہ پریشان ہوگئے۔ ایک نے فوراً ہی دوسرے کے جلے ہوئے حصوں پر دوا لگائی۔ تاکہ جلن کچھ کم ہوسکے پھر وہ کرسی سے اٹھ کر بولا "میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ ان تینوں میں سے کوئی ایک ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ میں ان تینوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

وہ اپنا ریوالور اور ایک رائفل اٹھانے لگا۔ ایسے وقت اس کے دماغ میں خیال آیا "پہلے چیک کرنا چاہیے کہ یہ دونوں ہتھیار پوری طرح لوڈ ہیں یا نہیں؟"

اس نے چیک کرنے کے لیے ریوالور کے ٹریگر پر انگلی رکھی پھر ریوالور کا رخ اپنے ایک پیر کی طرف کرکے ٹریگر کو دبا دیا۔ ٹھائیں سے گولی چلتے ہی اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس نے اپنے ہی ایک پاؤں پر گولی مار کر زخمی کیا تھا وہ ایک پیر سے اچھلتا ہوا' بستر پر آکر گر پڑا۔ ایک بھائی فرش پر پڑا تھا اور دوسرا بھائی بستر پر دونوں ہی تکلیف سے کراہ رہے تھے پھر کنگ بونز فرش پر اٹھ کر بیٹھ گیا کراہتے ہوئے بولا "نہیں' نہیں' ہم سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے ہمیں گونگا بن کر رہنا چاہیے تھا۔ ہم نے اپنی زبانیں کھولیں تو... کے ساتھ ہمارے دماغوں کے دروازے بھی کھل گئے ہیں اب... ان کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔"

اس نے اپنے ماتحتوں کو بلا کر کہا "ہمارا سامان پیک کرو... ابھی یہاں سے جائیں گے۔"

ایک ماتحت نے حیرانی سے پوچھا "باس! اتنی کیا جلدی ہے... کیا آپ ان تینوں سے انتقام نہیں لیں گے؟"

وہ جھلا کر بولا "جو کہا جارہا ہے' وہی کرو۔ ہماری حالت... رہے ہو میں جل چکا ہوں اور اس نے اپنے ہی ہاتھوں سے خو... زخمی کرلیا ہے اس سے پہلے ہم پہاڑی پر سے گر کر لہولہان ہو... تھے۔ یہ سب ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہورہا ہے۔ ہم ان کا مقابلہ نہ... کرسکیں گے۔"

کنگ بونز نے کہا "اس سے پہلے کہ ہم بھائی فرنازد کی طر... ہاتھوں اور پیروں سے اپاہج ہوجائیں۔ ہمیں یہاں سے فوراً... چاہیے۔ جان ہے تو جہان ہے اگر کبھی موقع ملے گا تو ہم ان... ضرور انتقام لیں گے لیکن ابھی نہیں۔"

ان کے ماتحت ان کے سامان کی پیکنگ کرنے لگے۔ دوسر... طرف تھری جے بھی اپنا ضروری سامان اپنے اپنے سفری بیگ... رکھ رہے تھے۔ انہوں نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ اب ان... وہاں رہنا مناسب نہیں ہے اور یہ بات چھپی نہیں رہے گی... فرنازو کے دو بھائی انتقامی کارروائی کے لیے آئے تھے لیکن... طرح زخمی ہو کر چلے گئے۔ ان کے تین ماتحتوں نے از خود موٹر... سے چھلانگ لگا کر جھیل میں اپنی جان دے دی تھی۔ یہ ا... پراسرار ہلاکت تھی کہ خیال سیدھا ٹیلی پیتھی کی طرف جاتا... جے کافو نے اپنی سفری بیگ میں سامان رکھتے ہوئے کہا "وہ دو... روم سے آئے تھے اور روم واپس جارہے ہیں۔ ہمیں اس سے... آگے فلورنس سٹی جانا چاہیے وہ ایک خوب صورت شہر ہے اور... خیال ہے' وہاں ہم روپوشی اختیار کرنے میں کامیاب رہیں گے..."

دونوں نے تائید میں کہا "ہاں فلورنس ایک خوب صورت... ہے ہم وہاں رہیں گے۔"

ایسے وقت سامو کچھ اداس سا تھا اور بڑی بے دلی سے ا... سفری بیگ میں سامان رکھ رہا تھا۔ جے فلو نے پوچھا "کیا بات... تم کچھ بدلے بدلے ہوئے سے دکھائی دے رہے ہو۔"

اس نے کہا "ہم عجیب زندگی گزار رہے ہیں۔ ٹیلی پ... ہمارے لیے باعثِ رحمت بھی ہے اور باعثِ زحمت بھی۔ ہم ا... اور مضبوط ہتھیار رکھنے کے باوجود دشمنوں سے چھپتے ہیں اور... دشمن سامنے آجائے تو اپنی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں کو چھپانے... لیے ان سے مار بھی کھالیتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں ذلیل بھی ہو... ہیں لیکن ہر حال میں خود کو چھپا کر رکھتے ہیں۔"

جے فلو نے پوچھا "تم آخر کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میں کیا کہوں گا؟ ہم تینوں ہی ایسی زندگی گزار رہے ہیں اور اپنی قوت ارادی کے باعث سب کچھ برداشت کررہے ہیں لیکن جو قدرت کی مرضی ہے اس کے خلاف ہم کچھ نہیں کرسکیں گے۔"

"صاف صاف بولو' قدرت کی مرضی کیا ہے؟"

"میں یہاں ایک لڑکی سے محبت کرتا ہوں بہت ہی خوب صورت اور بہت ہی اچھی اور پیاری سی ہے۔ میں نے اس کے چور خیالات سے سمجھا ہے کہ وہ ہماری ہم خیال ہے۔ بہت ہی دیانت دار اور سچی لڑکی ہے۔ اس کے خیالات کے مطابق نہ اس نے کبھی کسی سے جھوٹ بات کی ہے اور نہ کسی کو فریب دیا ہے۔"

"اچھا تو یہ عشق کا معاملہ ہے۔ ویسے یہ قدرتی معاملہ ہے اگر دل کسی پر آجائے تو اس سے نظریں چرانا اور اسے بھول جانا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن ہم یہ بھی تو سوچتے ہیں کہ ہماری زندگی میں ایک عورت آئے گی تو پھر ہم تین ہیں تین عورتیں آئیں گی۔ ہم فیملی لائف گزاریں گے۔ ہمارے بچے بھی ہوں گے۔ ہماری بیویوں اور بچوں سے یہ بات چھپی نہیں رہے گی کہ ہم خیال خوانی کی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ اس طرح یہ بات دشمنوں تک پہنچے گی۔ ابھی تو ہم خطرے سے گزر رہے ہیں۔ بعد میں ہماری بیویاں اور بچے بھی ان خطرات سے دوچار ہوتے رہیں گے۔"

جے سامو نے کہا "یہی تو مشکل ہے۔ ہم اپنے تحفظ کی خاطر اور سلامتی کی خاطر زیادہ سے زیادہ اپنی طبعی عمر گزارنے کی خاطر چھپتے پھر رہے ہیں اور جو ٹیلی پیتھی جاننے والے عیش و عشرت کی زندگی گزارتے رہتے ہیں۔ ویسی زندگی سے ہم محروم ہیں۔ یہ محرومیت ہمیں تحفظ دے رہی ہے لیکن ہم سے بہت سی مسرتیں چھین رہی ہے۔ کیا ایسی کوئی صورت نہیں ہوسکتی کہ ہم محبت سے ازدواجی گھریلو زندگی بھی گزاریں اور اس کا علم دشمنوں کو نہ ہو؟"

جے کافو نے اپنا سفری بیگ اٹھاتے ہوئے کہا "پہلے یہاں سے نکلو۔ ہم سفر کے دوران میں یہ گفتگو کرسکتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ تمہاری یہاں ایک محبوبہ ہے تو تم خیال خوانی کے ذریعے اس کی نگرانی کرسکتے ہو۔ اسے تحفظ دے سکتے ہو اگر تم نے اس سے محبت کا اظہار کیا ہے اور وہ بھی تم سے محبت کرتی ہے تو اس کے دماغ میں رہ کر اسی کی سوچ کے ذریعے یہ اعتماد پیدا کرو کہ تم بے وفا نہیں ہو۔ ایک دن ضرور تم اس سے ملاقات کروگے اور اس سے شادی بھی کروگے۔ کم آن ہمیں چلنا چاہیے۔"

وہ رہائش گاہ سے باہر آکر ایک کار میں بیٹھ گئے پھر اسے ڈرائیو کرتے ہوئے جانے لگے۔ جے سامو نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا "آہ میں ایسے محسوس کررہا ہوں جیسے میں اپنی ساری زندگی اور ساری دنیا یہاں چھوڑ کر جارہا ہوں۔"

"میرے دوست! اتنے جذباتی نہ بنو۔ ہم کوئی اچھا فیصلہ کریں گے۔ ہم بھی انسان ہیں ہمارے بھی دل محبت کے لیے دھڑکتے ہیں۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی میں کوئی ایسی محبت کرنے والی آئے جو صرف ہماری ہو۔"

جے فلو نے کہا "دوستو! میری زندگی میں بھی ایک خوب صورت لڑکی آچکی ہے۔ میں نے بہت صبر اور ضبط سے کام لیتے ہوئے اس سے دوری اختیار کی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں' اس سے ہمیشہ دور نہیں رہ سکوں گا۔ جب وہ مجھے دیکھتی تھی تو ایسا لگتا تھا جیسے اپنی نظروں کے ذریعے مجھے اپنی طرف کھینچ رہی ہے اور مجھے ساری دنیا سے بیگانہ کررہی ہے۔"

جے کافو نے کہا "تعجب ہے۔ تم دونوں چپکے چپکے محبت کرتے رہے اور مجھے پتا نہ چلا۔"

"تمہیں اس وقت پتا چلے گا۔ جب تمہاری زندگی میں بھی کوئی ایک محبت کرنے والی آئے گی۔"

جے کافو نے ایک جگہ کار روک دی پھر پوچھا "سامو! وہ لڑکی کہاں رہتی ہے؟ اس کا کیا نام ہے؟ اس کے ماں باپ کیا کرتے ہیں؟"

"اس کا نام مونا ہے اس کے ماں باپ مرچکے ہیں وہ بالکل تنہا ہے۔ مچھلیاں سپلائی کرنے والے ٹھیکے دار کے ہاں ملازمت کرتی ہے اور اچھے دنوں کی امید پر تنہا زندگی گزار رہی ہے۔"

"کیا وہ ملازمت چھوڑ کر اور یہ شہر چھوڑ کر تمہارے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے راضی ہے؟"

"میں نے اس کے خیالات پڑھے ہیں۔ وہ میری مرضی کے مطابق زندگی گزارنے پر راضی ہوجائے گی۔"

"تو پھر دیر کیوں کرتے ہو۔ اسے خیال خوانی کے ذریعے اپنے پاس بلاؤ۔ اس سے پوچھو کہ ابھی ہمارے ساتھ یہ شہر چھوڑ کر چلے گی؟ اور تمہارے ساتھ ایک گھریلو ازدواجی زندگی گزارے گی؟"

جے سامو خوش ہو کر خیال خوانی کے ذریعے مونا کے دماغ میں پہنچ گیا۔ جے فلو نے کہا "یار کافو! تم یہ کیا کررہے ہو اگر مونا ہمارے ساتھ سفر کرے گی اور سامو اس کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارے گا تو وہ بیوی اور بچوں کا پابند ہوتا رہے گا۔ اس طرح ہم دشمنوں کے لیے اپنی طرف آنے کی راہیں ہموار کرتے جائیں گے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہوگی۔ ہم ابھی اس سلسلے میں پلاننگ کرتے ہیں۔ پہلے مونا راضی ہوجائے۔"

تھوڑی دیر بعد مونا وہاں آگئی۔ جے سامو نے کار سے اتر کر اس سے مصافحہ کیا اور کہا "مونا میں یہ جانتا ہوں کہ تم مجھے دل و جان سے چاہتی ہو۔ ابھی اور اسی وقت فیصلہ کرو کیا تم میری خاطر اس ملازمت کو' اس شہر کو چھوڑ کر میرے ساتھ چل سکتی ہو؟ ہم یہ جگہ چھوڑ کر جارہے ہیں۔"

"کہاں جارہے ہو؟"

"ہم راستے میں بتائیں گے مگر تمہیں کسی ایسی جگہ نہیں لے

جائیں گے، جہاں تمہارے مستقبل کو کوئی نقصان پہنچے۔"

"مجھے تم پر بھروسا ہے۔ میں تو دن رات تمہارے بارے میں سوچتی رہتی ہوں۔ تم اچانک مجھے یہاں سے چلنے کو کہہ رہے ہو، کچھ عجیب سا لگ رہا ہے لیکن دل مسرتوں سے بھر گیا ہے۔ میری زندگی تو تم سے ہے۔ تم جہاں کہو گے وہاں چلوں گی۔"

"پھر تو کوئی سامان لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں میرے ساتھ کار میں بیٹھو۔ آگے کسی شہر میں پہنچ کر تمہاری ضرورت کا تمام سامان خرید لیا جائے گا۔"

وہ خوش ہو کر اس سے لپٹ گئی۔ اس کے ساتھ کار کی پچھلی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ جے فلو اور کافو نے مسکرا کر اسے خوش آمدید کہا اور اسے یقین دلایا کہ خدا نے چاہا تو اس کی آئندہ زندگی بہت ہی اچھی گزرے گی۔

وہ اس شہر سے باہر نکل آئے۔ جے فلو نے خیال خوانی کے ذریعے جے کافو سے پوچھا "اب بتاؤ کہ ازدواجی زندگی کیسے گزاری جائے گی۔ کیا اس طرح ہم دشمنوں کے لیے راہ ہموار نہیں کر رہے ہیں؟"

"نہیں کچھ حکمتِ عملی سے کام کرنا ہوگا۔ ہمیں دوہری زندگی گزارنی ہوگی۔"

"دوہری زندگی کیسے گزاریں گے؟"

"ہمارا دوست سامو اپنی محبوبہ کے ساتھ ایک الگ رہائش گاہ میں زندگی گزارے گا۔ مونا پر تنویمی عمل کر کے اس کے ذہن سے یہ بھلا دیا جائے گا کہ وہ جھیل کے ساحلی شہر لیمون سل گردا کے تین دوستوں کے ساتھ آئی ہے۔ اس کے ذہن میں یہ نقش کیا جائے گا کہ وہ ایک اچھی فیملی سے تعلق رکھتی تھی۔ شادی کے بعد جے سامو کے ساتھ آ کر ایک اچھی ازدواجی زندگی گزار رہی ہے اور اس کے ساتھ جے سامو جب تک زندگی گزار رہا ہے گا اس کا نام بھی تبدیل کر دیا جائے گا۔ یعنی مونا کا نام مونا اور سامو کا نام سامو نہیں رہے گا۔ ان کے ذہن میں یہ بھی نقش کیا جائے گا کہ سامو کبھی ایک دن کے لیے کبھی ایک ہفتے کے لیے ضروری کام سے اسے چھوڑ کر اس شہر سے دور کہیں جاتا ہے اس بات کو، مونا کبھی مائنڈ نہیں کرے گی اور نہ ہی اس سلسلے میں کسی سے سوالات کرے گی۔"

جے فلو نے کہا "اچھا آئیڈیا ہے اس طرح جب بھی ہمیں سامو کی ضرورت پڑے گی، ہم اسے خیال خوانی کے ذریعے بلا لیا کریں گے۔ وہ مونا کو اس کی رہائش گاہ میں چھوڑ کر ہمارے پاس آیا کرے گا پھر جو اہم معاملات ہوں گے ان سے نمٹنے کے بعد دوبارہ مونا کے پاس چلا جایا کرے گا۔"

"یہی تم بھی کر سکتے ہو۔ تم بھی کسی لڑکی سے محبت کرنے لگے ہو اسے بھی اپنے پاس بلاؤ۔ اس کی رضامندی حاصل کرو کہ وہ اپنے تمام رشتے داروں کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے تیار ہے یا نہیں؟ وہ راضی ہوگی تو مونا اور سامو کی طرح تم بھی اس کے ساتھ دوہری زندگی گزارو گے۔"

ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ہمیشہ یہی ہوتا آیا تھا کہ جب بھی کوئی روپوش رہ کر خیال خوانی کرتا تھا تو اس کی روپوشی زیادہ عرصے تک برقرار نہیں رہتی تھی۔ تھری جے بھی خیال خوانی کا مظاہرہ کرنے کے بعد اس شہر میں نہیں رہ سکتے تھے۔ انہوں نے یہ دانش مندی کی کہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو خبر ہونے سے پہلے ہی انہوں نے وہ شہر چھوڑ دیا تھا اور آئندہ بھی سلامتی اور امن و امان سے رہنے کے لیے احتیاطی تدابیر پر عمل کر رہے تھے۔

وہ دونوں بھائی بری طرح زخمی ہو کر روم میں واپس آئے۔ یہ بات دور تک پھیلتی گئی کہ اپنے بھائی فرنانڈو کی طرح وہ بھی زخمی ہو کر آئے ہیں۔ ان کے بیان کے مطابق وہ بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے زخمی کیے گئے تھے۔

یہی ٹیلی پیتھی والی بات خاص طور پر دور تک پھیلتی گئی۔ دوسرے دوست اور دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی معلوم ہوتا گیا کہ شہر لیمون سل گردا میں تین مخفص رہتے ہیں۔ ان میں کوئی ایک یا تینوں ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور جب تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا خیال آیا تو یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ وہی تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں جو پہلے جیکی اولڈ کے تابع تھے۔ اسی کے تنویمی عمل سے نجات حاصل کرنے کے بعد انہوں نے ایک طویل عرصے تک روپوشی اختیار کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی۔ اب مجبور ہو کر پھر ظاہر ہونے والے ہیں۔

جو دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ان تینوں کو تلاش کر رہے تھے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اور اپنے آلہ کاروں کے ذریعے لیمون سل گردا کے ساحلی شہر میں پہنچے۔ ان تینوں کو تلاش کیا تو پتا چلا کہ وہ تینوں اچانک ہی کہیں چلے گئے ہیں اور وہ جس دن گئے ہیں۔ اسی دن سے مونا نامی ایک لڑکی بھی غائب ہے یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ شاید وہ ان تینوں کے ساتھ گئی ہے۔

دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا خیال تھا کہ انہوں نے مونا کو ساتھ لے جا کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ آئندہ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے جس تنہا لڑکی کو تین آدمیوں کے ساتھ دیکھیں گے تو اس کے دماغ میں جا کر یہ معلوم کریں گے کہ وہی تین ٹیلی پیتھی جاننے والے تھری جے ہیں۔

بڑی مدت کے بعد تھری جے کا سراغ ملا تھا۔ دشمن یہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ پھر کہیں روپوش ہو جائیں فی الحال اتنا معلوم تھا کہ وہ اٹلی سے باہر نہیں جائیں گے وہیں کسی شہر یا چھوٹے قصبے میں پناہ لیں گے اگر باہر جائیں گے تو ایئرپورٹ اور بندرگاہ اور ہائی وے کے راستے جاتے ہوئے ان کی نظروں میں آ جائیں گے۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان تمام مقامات پر اپنے جاسوس مقرر کر دیے تھے۔

تھری جے بڑی ذہانت، تحمل اور امن پسندانہ جذبوں سے کام کرتے تھے اسی لیے دشمنوں کی گرفت میں نہیں آتے تھے۔ اس

وقت بھی انہوں نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ انہیں ملک سے باہر نہیں جانا چاہیے ورنہ دشمنوں کی نظروں میں آ جائیں گے۔ انہوں نے ٹاؤن اریزو کا رخ کیا تھا۔ وہ تین دوستوں کی طرح وہاں رہائش اختیار کرنے والے تھے۔ سامو، مونا کے ساتھ فلورنس میں ازدواجی زندگی گزارنے والا تھا۔ جے فلو بھی اپنی محبوبہ کو حاصل کر لیتا تو وہ بھی سامو کی طرح دوہری زندگی گزارتا۔ ان سب کے نام اور خیالات تنویمی عمل کے ذریعے بدل دیے جاتے۔ اس طرح دشمن بھٹکتے رہ جاتے لیکن ان کے سائے تک بھی نہ پہنچ پاتے۔

○☆○

ڈی پارس اور پورس کو گرفتار کرنے کے بعد واشنگٹن پہنچا دیا گیا تھا۔ امریکی اکابرین خوش تھے کہ اب میرے خلاف ثبوت کے طور پر انہوں نے میرے دونوں بیٹوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ آئندہ وہ سب کے سامنے ڈنکے کی چوٹ پر کہہ سکیں گے کہ میں دوہری چالیں چل رہا تھا اور چھپ کر امریکا جیسی سپر پاور کو نقصان پہنچا رہا تھا اور ایسا کرنے کے لیے اپنے دونوں بیٹوں کو استعمال کر رہا تھا۔

تج پال کے چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اس بات کی تصدیق کی تھی کہ وہ واقعی پارس اور پورس ہیں۔

ڈی پارس اور پورس کو ایف بی آئی کے یوگا جاننے والے افسران کے حوالے کیا گیا تھا۔ آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے یوگا جاننے والے ایک افسر سے کہا "آپ ان دونوں کو جلد سے جلد اس طرح چھپائیں کہ ان کا باپ فرہاد علی تیمور ان کے دماغوں تک نہ پہنچ سکے۔ ابھی ہم فرہاد کو اس سلسلے میں مخاطب کرنے والے ہیں۔"

یوگا جاننے والے افسر نے کہا "ان دونوں کو انجکشن کے ذریعے بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ اب ایک خفیہ جگہ لے جا کر انہیں چھپا رہے ہیں۔ آپ فرہاد علی تیمور سے رابطہ کر سکتے ہیں۔"

اس افسر نے فون کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم سے رابطہ کیا "ہم مسٹر فرہاد علی تیمور سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ پلیز ان سے رابطہ کرا دیں۔"

"آپ انتظار کریں۔ ابھی مسٹر فرہاد آپ کے دماغ میں پہنچ جائیں گے۔"

تھوڑی دیر بعد میں نے اس اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ کر کہا۔ "ہیلو میری کیا ضرورت آ پڑی ہے۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"مسٹر فرہاد! تم نے ہمیں بہت نقصان پہنچایا ہے اور ہمارے کروڑوں ڈالرز کے جدید اسلحے کا ذخیرہ تباہ کرنے کے بعد بھی یہ بڑے فخر سے کہا تھا کہ ہم تمہاری انتقامی کارروائیوں کے خلاف کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکیں گے۔"

میں نے کہا "یہ بات پرانی ہو چکی ہے۔ کوئی نئی بات کرو۔"

"نئی بات کرنے کے لیے ہی آپ کو گفتگو کرنے کی زحمت دی ہے۔ اب ہمارے ہاتھ ایسے ٹھوس ثبوت لگ گئے ہیں جن کے ذریعے ہم آپ کو صرف ملزم ہی نہیں مجرم بھی ثابت کر سکیں گے۔"

میں نے حیرانی کا اظہار کیا پھر کہا "یہ تو تم لوگوں نے کمال کر دیا۔ وہ ٹھوس ثبوت کیا ہیں؟"

"ہم سے سوال نہ کریں۔ پہلے یہ معلوم کریں کہ آپ کی کون سی دو اہم چیزیں گم ہو گئی ہیں؟"

"اچھا پہیلی بجھوا رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں پہیلی بوجھنے کی کوشش کرتا ہوں بعد میں تم سے رابطہ کروں گا۔"

"ہم چاہتے ہیں، جلدی رابطہ کریں۔ یہ پہیلی مشکل نہیں ہے۔ آپ کے گھر کی بات ہے ہمارا خیال ہے اتنا ہی اشارہ کافی ہے۔"

"اچھی بات ہے میں دو ایک گھنٹے کے بعد رابطہ کروں گا۔"

میں ان کے دماغ سے چلا آیا پھر پارس اور پورس کے پاس پہنچ کر بولا "وہ بے چارے بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ تم دونوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور میرے خلاف تمہیں ثبوت کے طور پر پیش کرنے والے ہیں۔"

پورس نے کہا "پاپا! وہ آپ کو الجھانا چاہتے ہیں۔ اب ہم انہیں اس طرح الجھائیں گے کہ وہ سر پکڑ کر رہ جائیں گے۔"

میں نے کہا "میں جانتا ہوں۔ تم دونوں بہت کچھ کرو گے۔ بہرحال میں جا رہا ہوں جو کرنا ہے وہ کرتے رہو۔"

میں ان کے پاس سے چلا آیا۔ وہ دونوں ایک بوڑھے میاں بیوی کے مکان میں پے اِنگ گیسٹ کی حیثیت سے تھے۔ انہوں نے عارضی میک اپ کے ذریعے اپنے چہروں پر تبدیلیاں کی تھیں۔ اب انہوں نے وہ تبدیلیاں ختم کر دیں۔ اپنے اصلی رنگ و روپ میں آ گئے۔ پھر اس گھر سے نکل کر بذریعہ کار ایک طرف روانہ ہو گئے۔

مقامی انٹیلی جنس کے دفتر میں اعلیٰ افسر کے سامنے وہ حسین جاسوسہ اور لیزا بیٹھی ہوئی تھیں۔ لیزا کو پارس نے چیلنج کیا تھا کہ وہ اس کے بھائیوں کو دلیری سے اور اسے مردانگی سے جیت لے گا اور حسین جاسوسہ کو پورس اپنے ساتھ ایک ہوٹل کے کمرے میں لے گیا تھا۔ وہ دونوں حسینائیں یہی جانتی تھیں۔ یہ نہیں جانتی تھیں کہ ابھی جاننے کے لیے بہت کچھ رہ گیا ہے۔

انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر نے کہا "میں نے تم دونوں کو اس لیے بلایا ہے کہ تمہیں یہ شہر، یہ جگہ چھوڑ کر آئندہ ایک آدھ ہفتے تک کہیں نہیں جانا ہے۔ کیونکہ فرہاد علی تیمور کے خلاف بہت بڑا مقدمہ دائر کیا جا رہا ہے۔ اس کے خلاف ٹھوس ثبوت کے طور پر پارس اور پورس ہماری گرفت میں آ گئے ہیں۔ اس سلسلے میں تم دونوں چشم دید گواہ ہو۔ پارس نے لیزا کو اور پورس نے ہماری اس جاسوسہ کو بہت پریشان کیا ہے۔ تم دونوں ان دو بھائیوں کے بہت قریب رہ چکی ہو اور ان کے خلاف بہت کچھ بول سکتی ہو۔"

لیزا نے کہا "مجھے تو غصہ آ رہا ہے۔ میں کچھ بولنا نہیں چاہتی۔ ان کا خون پی جانا چاہتی ہوں۔"

اسی وقت اس کے اور حسین جاسوسہ کے دماغ میں یہ بات آئی کہ ان دونوں کو اعلیٰ افسر کے پیچھے والی کھڑکی کی طرف دیکھنا

چاہیے۔ انہوں نے ادھر دیکھا۔ کھڑکی کے باہر پارس اور پورس کھڑے ہوئے مسکرا رہے تھے۔ نظریں ملتے ہی انہوں نے اپنا ایک ایک ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنا دوسرا ہاتھ ہائے کے انداز میں سینے پر رکھ لیا۔

وہ دونوں بڑی حیرانی اور پریشانی سے کھڑکی کے باہر ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔ یقین نہیں آرہا تھا کہ جو گرفتار ہو کر واشنگٹن پہنچائے جا چکے تھے' وہ اتنی جلدی یہاں کیسے آسکتے ہیں؟"

اعلیٰ افسر نے لیزا کو اور اپنی جاسوسہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا "تم دونوں کچھ پریشان دکھائی دے رہی ہو۔ بات کیا ہے؟"

جاسوسہ نے کہا "سر! وہ۔ وہ.... اس نے...."

اس نے کھڑکی کی طرف انگلی اٹھائی۔ اعلیٰ افسر نے پوچھا۔ "وہ ... وہ کیا؟ بات کیا ہے؟ بولتی کیوں نہیں ہو؟"

لیزا نے کہا "آپ پیچھے گھوم کر دیکھیں۔ کھڑکی کے باہر وہ دونوں کھڑے ہوئے ہیں۔"

اس نے اپنی ریوالونگ چیئر پر بیٹھے بیٹھے گھوم کر پیچھے کھڑکی کی طرف دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ اس نے پھر گھوم کر ان دونوں سے پوچھا "کون دونوں یہاں تھے؟ تم دونوں کو کیا ہوا ہے؟ یہاں تو کوئی نہیں ہے۔"

لیزا نے کہا "سر! ابھی پارس اور پورس وہاں کھڑے ہوئے تھے۔ آپ کے گھومتے ہی وہاں سے چلے گئے۔ ابھی اسی عمارت میں ہوں گے۔"

اعلیٰ افسر نے اپنے ماتحت افسر سے کہا "فوراً جاؤ اور اپنے آدمیوں سمیت ہر طرف انہیں تلاش کرو۔"

ماتحت افسر وہاں سے چلا گیا۔ اعلیٰ افسر نے کہا "تمہارے کہنے پر میں نے انہیں تلاش کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ واشنگٹن میں ایف بی آئی کے حوالے کیے گئے ہیں۔ وہ ایسی جگہ ہیں' جہاں سے پارس اور پورس کی ٹیلی پیتھی جاننے والی پوری فیملی بھی ان دونوں کو رہائی نہیں دلا سکے گی۔"

جاسوسہ نے کہا "میں جانتی ہوں ایف بی آئی والوں کی کسٹڈی سے نکل کر آنا ناممکن ہے۔ وہ یہاں نہیں آسکتے۔ لیکن ہم نے اپنی کھلی آنکھوں سے انہیں دیکھا ہے۔"

انٹیلی جنس کے کئی سراغ رساں اور جونیئر سراغ رساں پوری عمارت میں انہیں تلاش کرتے پھر رہے تھے لیکن وہ نظر نہیں آئے۔ آخر انہوں نے اعلیٰ افسر کے پاس آکر کہا "سر! ہم نے پوری عمارت اوپر سے نیچے تک دیکھ لی ہے۔ وہ دونوں یہاں نہیں ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "یہی تو میں کہہ رہا ہوں' وہ واشنگٹن سے یہاں کیسے آسکتے ہیں؟ اور وہ بھی ایف بی آئی کی کسٹڈی سے؟ ناممکن بالکل ناممکن ہے۔"

پھر اس نے لیزا سے اور اپنی جاسوسہ سے کہا "وہ تم دونوں کے حواس پر چھا گئے ہیں۔ انہیں اپنے دماغ سے نکالو اور کام کی باتیں سوچو۔ اس بات پر غور کرو کہ عدالت میں پیشی ہوئی تو تم فرہاد علی تیمور کے دونوں بیٹوں کے خلاف کیا کچھ کہہ سکو گی؟"

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر سوچنے لگیں "یہ ہمارا وہم نہیں ہو سکتا ہم نے پورے ہوش و حواس میں رہ کر ان دونوں کو کھڑکی کے باہر دیکھا ہے۔ عجیب بات ہے وہ پلک جھپکتے ہی کہاں گم ہو گئے کہ کسی کے ہاتھ نہیں آئے۔"

وہ دونوں اسپتال پہنچ گئے۔ لیزا کے چاروں بھائی بُری طرح زخمی ہو کر وہاں پہنچ گئے تھے۔ مرہم پٹی کرانے کے بعد انہیں ذرا آرام آیا تھا۔ وہ ایک کھلی بالکونی میں آکر بیٹھ گئے تھے اور وقت گزارنے کے لیے پتے کھیل رہے تھے۔ اسی وقت پارس اور پورس اس بالکونی میں آگئے۔ انہیں دیکھتے ہی ان کے ہاتھوں سے تاش کے پتے چھوٹ گئے۔ وہ سہم کر اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پارس نے کہا۔

"تمہاری بہن تو کہتی تھی' تم چاروں بہت خطرناک ہو تمہارا نام سنتے ہی بڑے سے بڑا مجرم راستہ بدل کر چلا جاتا ہے اور تمہارے سامنے آنے والا مجرم خوف سے کانپنے لگتا ہے۔ اب تم چاروں ہمیں دیکھ کر خوف زدہ کیوں ہو گئے ہو۔"

ان میں سے ایک نے کہا "مسٹر پارس! آپ ہم سے خوامخواہ دشمنی کر رہے ہیں۔ ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ اپنی مردانگی اور دلیری دکھانے کے لیے ہمارے پاس آئیں اور ہمیں ایک دوسرے سے لڑا کر اس بری طرح زخمی کر دیں۔ آپ ہماری حالت دیکھ رہے ہیں؟"

"دیکھ رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں' ابھی تو آرام سے بیٹھے ہو۔ یہاں دل بہلا رہے ہو۔ تم لوگوں کو بستر پر لیٹے رہنا چاہیے۔"

لیزا کے دوسرے بھائی نے کہا "ٹھیک ہے۔ آپ کہتے ہیں تو ہم ابھی اپنے اپنے بستروں پر جا کر لیٹ جائیں گے۔"

"بستر پر لیٹنے سے کیا ہوتا ہے۔ تم لوگوں کو اسپتال کے بستر پر بیمار بن کر یا بری طرح زخمی ہو کر لیٹنا چاہیے۔"

پورس نے کہا "ہم انہیں کچھ زیادہ زخمی کر دیں گے تو یہ بستر پر لیٹنے کے قابل ہو جائیں گے۔"

انہوں نے انکار میں ہاتھ ہلا کر کہا "نہیں۔ نہیں۔ ہمیں معاف کر دیں۔ ہمیں چھوڑ دیں پلیز' ہم اپنے اپنے بستروں پر جا رہے ہیں۔"

وہ دونوں ایک طرف ہٹ گئے۔ وہ بالکونی سے گزر کر ایک ہال سے گزرنے لگے تو ان میں سے ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو ایک الٹا ہاتھ منہ پر رسید کیا۔ دوسرے نے تیسرے کو ایک لات ماری پھر وہ چاروں ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔ ٹیلی پیتھی کی قوت انہیں کتوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑنے ایک دوسرے پر بھونکنے اور ایک دوسرے کو کاٹنے پر مجبور کر رہی تھی۔

انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر کے کمرے سے لیزا اور وہ جاسوسہ جا چکی تھی۔ اعلیٰ افسر اپنے ماتحت سے کہہ رہا تھا "پارس اور پورس کی گرفتاری کے سلسلے میں پوری رپورٹ ٹائپ کرنے کے بعد میرے

پاس لاؤ۔ میں دستخط کر کے اس کی ایک کاپی واشنگٹن ارسال کروں گا۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا دوسری طرف سے آواز آئی "سر! میں پولیس انسپکٹر بول رہا ہوں۔ یہاں اسپتال میں لیزا کے چاروں بھائی پھر بری طرح زخمی ہو گئے ہیں۔ وہ پہلے کی طرح آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے رہے تھے جب انہیں ان کے اپنے بستروں پر پہنچا کر ان کی مرہم پٹی کی جانے لگی تو انہوں نے بیان دیا کہ وہاں پارس اور پورس آئے تھے۔ ان دونوں نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے انہیں آپس میں لڑنے اور مزید زخمی ہونے پر مجبور کر دیا۔"

اعلیٰ افسر نے حیرانی سے کہا "کیا کہہ رہے ہو؟ وہ دونوں واشنگٹن میں ایف بی آئی کی کسٹڈی میں ہیں۔ وہ بھلا یہاں کیسے آسکتے ہیں؟"

"سر! آپ یقین کریں۔ ان چاروں نے یہی بیان دیا ہے۔"

اعلیٰ افسر سوچ میں پڑ گیا پھر بولا "اچھی بات ہے میں ابھی آرہا ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ اب وہ سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ بات کیا ہے پہلے یہاں لیزا اور جاسوسہ پورے یقین سے کہہ رہی تھیں کہ انہوں نے کھڑکی کے باہر پارس اور پورس کو پورے ہوش و حواس کے ساتھ دیکھا ہے۔ اب اسپتال سے رپورٹ آرہی ہے کہ ان دونوں نے وہاں پہنچ کر ان چاروں بھائیوں کو پھر سے زخمی کیا ہے۔

وہ اپنی ریوالونگ چیئر سے اٹھ کر ٹہلتے ہوئے سوچنے لگا۔ بظاہر یہ ناقابل یقین بات ہے لیکن ان کی موجودگی کے سلسلے میں یہاں کئی چشم دید گواہ ہیں۔ تعجب ہے کہ وہ ایف بی آئی کی کسٹڈی سے نکل آئے ہوں؟"

وہ فون کے پاس آیا۔ پھر ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کرنے کے بعد کہنے لگا "سر! یہاں میرے دفتر میں میری جاسوسہ نے اور لیزا نے پارس اور پورس کو میرے پیچھے والی کھڑکی کے باہر دیکھا تھا لیکن جب میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ نظر نہیں آئے۔ پھر آدھے گھنٹے بعد یہ رپورٹ ملی کہ پارس اور پورس نے دوبارہ ان چاروں بھائیوں کو آپس میں لڑنے اور زخمی ہونے پر مجبور کیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا' جب وہ دونوں آپ لوگوں کی کسٹڈی میں ہیں تو یہاں کیسے دیکھے جا رہے ہیں؟"

ایف بی آئی کے اس افسر نے یوگا جاننے والے اعلیٰ افسر سے فون پر رابطہ کیا پھر اس سے یہی باتیں کیں۔ اسے بتایا کہ پارس اور پورس بالٹی مور میں دوبارہ دیکھے جا رہے ہیں "سر! آپ مائنڈ نہ کریں۔ میں یہ پوچھنے پر مجبور ہوں کیا وہ دونوں آپ کی کسٹڈی سے فرار ہو گئے ہیں؟"

اس کے سینیئر یوگا جاننے والے افسر نے کہا "ذرا عقل سے کام لو میں نے تمہارے سامنے ان دونوں کو انجکشن کے ذریعے بے ہوش کرایا تھا پھر انہیں اپنی کسٹڈی میں لے کر یہاں ایک خفیہ قید خانے میں آیا ہوں۔ یہ دونوں اب بھی میرے سامنے بے ہوش پڑے ہیں۔"

"سوری سر۔ آپ کی بات بالکل درست لیکن ہم بالٹی مور سے ملنے والی رپورٹ کو بھی نظرانداز نہیں کر سکتے۔"

"ہاں یہ ذرا سوچنے کی بات ہے' وہاں وہ دونوں نظر آرہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ فرہاد کوئی چال چل رہا ہے۔ ہمیں الجھا رہا ہے۔"

میں اس افسر کے دماغ میں تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا۔ میں نے اور علی نے وہاں کے دو سراغ رسانوں کے دماغوں میں جگہ بنائی وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کر چلتے ہوئے اس اعلیٰ افسر کے دفتر میں گئے جو ابھی فون کے ذریعے یوگا جاننے والے افسر سے باتیں کر رہا تھا۔ ہمارے آلہ کار دو سراغ رساں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو ثانی نے اس اعلیٰ افسر کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔ اس کی مرضی کے مطابق اس افسر کو یوں لگا جیسے دروازہ کھول کر اس کے دفتر میں دو سراغ رساں نہیں بلکہ پارس اور پورس آئے ہوں۔ وہ کان سے ریسیور لگائے ہوئے تھا اور حیرانی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے پارس کے لب و لہجے میں ایک سراغ رساں کے ذریعے پوچھا "ہیلو افسر! کیا اپنے اعلیٰ افسران کو رپورٹ دے رہے ہو؟ ٹھیک ہے یہ تو تمہاری ڈیوٹی ہے۔ اس سے کہہ دو کہ ہم تمہارے سامنے موجود ہیں۔"

علی نے پورس کے لب و لہجے میں کہا "یہ کہہ دینا کہ پارس اکیلا نہیں ہے اس کے ساتھ پورس بھی ہے۔"

یہ کہہ کر وہ دونوں اس دفتر سے باہر چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی اعلیٰ افسر نے تقریباً چیختے ہوئے کہا "سر! ابھی ابھی وہ دونوں میرے دفتر میں آئے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھا ہے اور ان کی باتیں بھی سنی ہیں۔ اگرچہ وہ مجھ سے فاصلے پر تھے لیکن شاید ان کی آواز آپ نے میرے فون کے ذریعے سنی ہو؟"

"ہاں دھیمی دھیمی سی آوازیں آرہی تھیں۔ کیا وہ پارس اور پورس تھے؟"

"جی ہاں' وہ ابھی چند باتیں کر کے باہر گئے ہیں۔ سر! میں پھر آپ سے رابطہ کروں گا میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں گئے ہیں؟"

وہ ریسیور رکھ کر فوراً تیزی سے چلتا ہوا دفتر کے باہر آیا پھر دوسرے سراغ رسانوں اور وہاں کام کرنے والوں سے بولا "یہاں پارس اور پورس آئے ہوئے ہیں فوراً انہیں تلاش کرو۔ دفتر کے ایک ایک حصے کو دیکھو وہ کہیں چھپ سکتے ہیں۔"

بالٹی مور اور واشنگٹن میں ان دونوں کو تلاش کیا جا رہا تھا۔ وہ دونوں پرائیویٹ فلائنگ کلب میں آئے وہاں سے ایک ہیلی کاپٹر کرائے پر حاصل کیا۔ پھر اس کے ذریعے واشنگٹن پہنچے۔ ایسی جگہ ہیلی کاپٹر کو اتارا جو تقریباً ویران تھی۔ وہ وہاں سے چلتے ہوئے ایک

مین روڈ پر آئے پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر یوگا جاننے والے افسر کے بنگلے کے سامنے پہنچ گئے۔ ان کے پاس ایک انسٹنٹ کیمرا تھا۔ اس بنگلے کے سامنے سیکیورٹی گارڈز تھے۔ سیکیورٹی افسر نے پوچھا "آپ دونوں کون ہیں یہاں کیوں آئے ہیں؟"

اس کی بات سنتے ہی ہمارے ایک سراغ رساں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا پھر اسے دوسرے گارڈز سے گفتگو کرنے پر مجبور کیا۔ دوسرے گارڈز بھی جواباً کچھ کہنے لگے تو دوسرے سراغ رساں گارڈز کے دماغوں پر قبضہ جماتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ وہ سب زیر اثر آگئے۔ جب پارس اور پورس اس بنگلے کے احاطے میں داخل ہوئے تو ان میں سے کسی نے ان کے اس طرح آنے پر اعتراض نہیں کیا۔ وہ دونوں بنگلے کے اندر گئے۔ وہاں یوگا جاننے والے افسر کی بیوی اور ایک دو برس کا بچہ تھا۔ جسے وہ گود میں لیے ایک کھلونے سے بہلا رہی تھی۔ دو اجنبی جوانوں کو دیکھتے ہی وہ حیرت سے اٹھ کر بولی "کون ہو تم لوگ اور یہاں کیسے آئے ہو؟"

پورس نے کہا "جب تمہارے سیکیورٹی افسر اور دوسرے گاردز نے ہمیں یہاں آنے کی اجازت دی ہے تو یقیناً ہم اجنبی ہونے کے باوجود دشمن نہیں ہیں یہ انسٹنٹ کیمرا ہے اور ہم اس کے ذریعے تمہارے ساتھ اپنی تصویریں اتاریں گے۔ لہٰذا ذرا ادھر لائٹ میں چلی آؤ۔"

وہ انکار نہیں کرسکتی تھی کیونکہ اس کے دماغ پر بھی قبضہ جمالیا گیا تھا۔

پورس نے کیمرے کو ایک جگہ رکھ کر اسے کیمرے کے فریم میں سیٹ کیا' کیمرا آن ہونے کے لیے وقت مقرر کرکے اس کا بٹن دبایا پھر پارس کے ساتھ اس عورت کے اطراف آکر کھڑا ہوگیا۔ اس کے بچے کو اپنی گود میں لے لیا۔ اس سے بولا "کیمرا آن ہونے والا ہے۔ مسکراؤ۔"

وہ عورت جبراً مسکرانے لگی۔ ذرا سی دیر میں تصویر اتر گئی۔ پورس شکریہ کہہ کر کیمرے کے پاس آیا پھر اس سے کھینچی ہوئی تصویر نکالی نیگیٹیو کے بغیر واضح طور پر یہ تصویر اتر گئی۔ اس تصویر میں یوگا جاننے والے افسر کی بیوی کھڑی ہوئی تھی اور اس کے آس پاس پارس اور پورس تھے۔ پورس کی گود میں ان کا دو برس کا بچہ تھا۔

پارس نے وہ تصویر لے کر اس عورت کو دیتے ہوئے کہا۔ "اسے اپنے پاس رکھو اور اپنے شوہر کو فون کرکے بتا دینا کہ یہاں پارس اور پورس آئے تھے۔ یہ ایک یادگار تصویر اتار کر چلے گئے ہیں اور کہہ گئے ہیں کہ ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اور نہ ہی ہم ان دو جوانوں کو رہا کرانا چاہتے ہیں جو اس وقت تمہارے شوہر کے خفیہ قید خانے میں ہیں۔ ہم تمہیں اور معصوم بچے کو یرغمال بنا کر یہ نہیں کہنا چاہتے کہ جب تک انہیں رہا نہیں کیا جائے گا تم ماں بچے کو بھی ہم یرغمال بنا کر رکھیں گے۔"

پورس نے کہا "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم صرف یہ تصویر ثبوت کے طور پر اتروانا چاہتے تھے۔ اب یہ اپنے شوہر کو دکھا دینا۔"

یہ کہہ کر وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ وہ عورت بچے کو گود میں لیے تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر اس نے ٹیلی فون کے ذریعے اپنے شوہر سے رابطہ کیا۔ رابطہ ہونے پر اس نے کہا "آپ کہاں ہیں؟"

"میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں۔ کوئی ضروری بات ہو تو بتاؤ؟"

"بہت ضروری بات ہے۔ یہاں پارس اور پورس نام کے دو جوان آئے تھے۔"

وہ چونک کر بولا "کیا کہہ رہی ہو؟ کیا میرے بنگلے میں آئے تھے؟"

"جی ہاں سیکیورٹی افسر اور سیکیورٹی گارڈز نے انہیں نہیں روکا۔ وہ اندر آگئے تھے۔ انہوں نے میرے اور جونی کے ساتھ تصویر اتاری ہے۔ یہ تصویر مجھے دے گئے ہیں اور کہہ گئے ہیں کہ وہ مجھے اور اس معصوم بچے کو یرغمال بنا کر یہ مطالبہ نہیں کرنا چاہتے کہ دو جوان جو آپ کی قید میں ہیں انہیں رہا کردیا جائے۔ انہوں نے رہائی کا مطالبہ نہیں کیا ہے۔ صرف یہ تصویر دے کر چلے گئے ہیں۔"

میں نے فوج کے اعلیٰ افسر کے پاس پہنچ کر کہا "تم نے مجھے ایک پہیلی بوجھنے کے لیے کہا تھا یعنی یہ کہا تھا کہ میری دو اہم چیزیں گم ہوگئی ہیں۔ مجھے معلوم کرنا چاہیے کہ وہ گم ہوجانے والی دو چیزیں کیا ہیں؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "میرا خیال ہے کہ آپ سمجھ گئے ہیں؟"

"مجھے کیا سمجھنا ہے اگر میری کوئی چیز گم ہوتی ہے تو اسے تلاش کرنے کے لیے میں دوسروں کو یہ ذمّے داری دیتا ہوں۔ اب تمہارے جتنے بھی سی آئی اے' ایف بی آئی اور آری کے افسران ہیں وہ میری گمشدہ دو چیزوں کو بالٹی مور سے لے کر واشنگٹن تک تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ جب وہ چیزیں مل جائیں گی تو مجھے خوش خبری سنائیں گے۔ پھر وہ چیزیں میرے حوالے کردیں گے۔"

"مسٹر فرہاد! آپ بہت خوش فہمی میں ہیں۔ وہ دو چیزیں جو ہمارے قبضے میں آگئی ہیں۔ انہیں ہم آپ کے حوالے نہیں کریں گے۔"

اسی وقت دو ماتحت افسران اس کے پاس آئے پھر اسے سیلوٹ کرنے کے بعد بولے "سر! بالٹی مور سے رپورٹ ملی ہے کہ وہاں پارس اور پورس کو دیکھا گیا ہے۔ انہیں وہاں کئی افراد نے دیکھا ہے۔ یہاں ایف بی آئی کے اعلیٰ افسر نے ان دونوں کو اپنے دفتر میں دیکھا تھا۔ اس کے بعد انہیں تلاش کیا گیا لیکن وہ نظر نہیں آئے۔"

اعلیٰ افسر نے ناگواری سے پوچھا "تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ پارس اور پورس ہمارے یوگا جاننے والے افسر کی کسٹڈی میں نہیں ہیں؟"

"سر وہ دونوں ان کی کسٹڈی میں ہیں۔ لیکن ان کی وائف نے انہیں ایک رپورٹ دی ہے۔ جس کے مطابق پارس اور پورس ان کے بنگلے میں آئے تھے۔ ان کی بیوی اور بچی کے ساتھ انہوں نے ایک تصویر کھینچی پھر وہ تصویر انہیں دے کر واپس چلے گئے۔ وہ تصویر اس بات کا ثبوت ہے کہ پارس اور پورس آزاد ہیں اور وہ قیدی نہیں بنائے گئے ہیں۔"

"یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ پارس اور پورس کو بالٹی مور میں دیکھا گیا ہے پھر ان دونوں کو یہاں بھی واشنگٹن میں دیکھا گیا ہے؟"

میں نے اس کے دماغ میں کہا "مسٹر! یہ ناممکن تو نہیں ہے۔ پارس اور پورس بالٹی مور میں ہیں۔ انہوں نے فلائنگ کلب سے ایک ہیلی کاپٹر لے کر واشنگٹن پہنچ کر جو کرنا تھا وہ کر گئے ہیں۔ جو کہنا تھا۔ وہ کہہ گئے ہیں۔ اب آپ کے سمجھنے کی باری ہے اگر عقل آگئی ہے تو سمجھ لیں ورنہ سمجھنے میں دیر کی تو اندھیرا ہوجائے گا۔"

اس اعلیٰ افسر نے انٹرلنک ٹیلی فون اور ٹی وی کے ذریعے تمام اکابرین سے رابطہ کیا۔ وہ اکابرین اپنے اپنے ٹی وی اسکرین پر اس اعلیٰ افسر کو دیکھنے لگے۔ اعلیٰ افسر نے کہا "جن پارس اور پورس کو گرفتار کیا گیا ہے وہ مشکوک ہیں ہمیں کسی طرح اور تصدیق کرنی ہوگی۔"

ایک حاکم نے کہا "تصدیق تو ہوچکی تھی۔ اسی لیے ان دونوں کو ایک خفیہ قید خانے میں رکھا گیا ہے اور ان کی نگرانی یوگا جاننے والے افسران کررہے ہیں۔"

"یہ سب کچھ اپنی جگہ درست ہے لیکن پارس اور پورس بالٹی مور میں اور واشنگٹن میں آزادی سے گھومتے پھرتے دیکھے گئے ہیں۔"

"یہ کیسے ہوسکتا ہے؟"

"یہ ہورہا ہے۔ ہمارے کئی معتبر افسران نے اور دوسرے افراد نے انہیں ان دو شہروں میں کئی جگہ دیکھا ہے۔"

"یہ مسٹر فرہاد کی کوئی نئی چال ہوسکتی ہے۔"

"چال ہوسکتی ہے اور حقیقتاً ہم دھوکا بھی کھا سکتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں پھر تصدیق کرنی چاہیے۔ اگر ہمارے پاس پارس اور پورس نہیں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مسٹر فرہاد کے پاس ان کے دونوں بیٹے موجود ہیں۔ لہٰذا ہمارے پاس جو قیدی ہیں' پہلے ان کے اصلی ہونے کی تصدیق کی جائے۔"

ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا "ان معاملات میں تیج پال بہت ذہین ہے۔ ہم پہلے اس سے بات کریں گے پھر یہ تصدیق کی جائے گی کہ دھوکا کھا رہے ہیں یا بازی جیتنے والے ہیں؟"

جب تیج پال کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ان سب سے رابطہ کیا تو اسے کہا گیا "صورتِ حال بدل گئی ہے پارس اور پورس گرفتار ہونے کے باوجود بالٹی مور اور واشنگٹن میں دیکھے گئے ہیں اور انہوں نے اپنی موجودگی کے ثبوت بھی چھوڑے ہیں۔"

بیزون نے کہا "میں ابھی تیج پال کے پاس جاکر اس سلسلے میں مشورہ کرتا ہوں۔"

وہ تیج پال کے پاس دماغی طور پر حاضر ہوا۔ پھر اس نے وہ تمام باتیں بتائیں۔ تیج پال سننے کے بعد سنجیدگی سے غور کرنے لگا پھر بولا۔ "کچھ گڑبڑ ہے۔"

بیزون نے کہا "گڑبڑ کیسے ہوسکتی ہے؟ ہم چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے قیدی بننے والے پارس اور پورس کے دماغ میں جاکر ان کے چور خیالات اچھی طرح پڑھے ہیں اور یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ واقعی پارس اور پورس ہیں۔"

تیج پال نے کہا "یہ بھی تو ہوسکتا ہے جس وقت تم سب ان کے چور خیالات پڑھ رہے تھے تو ان کے دماغوں میں مسٹر فرہاد اور ان کے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی موجود ہوں اور وہ ان کے ذریعے ایسے ہی چور خیالات پیش کررہے ہوں۔ انہوں نے چور خیالات کے ذریعے یہ ثابت کردیا تھا اور ہمیں یقین دلا دیا تھا لیکن یہ دھوکا بھی تو ہوسکتا ہے؟"

بیزون اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کہا "ہاں ہوسکتا ہے۔"

تیج پال نے کہا "ان دونوں کو گرفتار کرنے کے بعد ان کے چہروں کا اور جسموں کا اچھی طرح معائنہ کیا گیا تھا اور یہ ثابت ہوگیا تھا کہ نہ انہوں نے عارضی میک اپ کیا ہے' نہ ماسک میک اپ کیا ہے۔ ممکن ہے کہ پلاسٹک سرجری کے ذریعے انہیں پارس اور پورس بنایا گیا ہو۔ اب وہ دونوں کون ہیں؟ یہ معلوم کرنے کے لیے ان پر تنویمی عمل کرانا ضروری ہے۔"

بیزون نے ان امریکی اکابرین کے پاس آکر کہا "آپ نے ان دونوں کا جسمانی معائنہ کرایا ہے۔ وہ پارس اور پورس ہی لگ رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے ان پر پلاسٹک سرجری سے میک اپ کرایا گیا ہو ہم انہیں اوپر سے معلوم نہیں کرسکتے۔ اندر سے جو چور خیالات پڑھے گئے ہیں۔ ان میں ہیرا پھیری کی جاسکتی ہے۔ مسٹر فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان دونوں کے دماغوں پر قبضہ جما کر جیسے چور خیالات پیش کیے ہوں گے ویسے ہی ہم نے پڑھے ہیں۔ اسی کے مطابق ہم نے رپورٹ آپ کے سامنے پیش کی تھی۔"

ایک حاکم نے پوچھا "یعنی دھوکا کھائے جانے کے امکانات ہیں۔ ٹھیک ہے۔ ہم ان دونوں کے دماغوں پر تنویمی عمل کرائیں گے۔ پہلے ان کا برین واش کرائیں گے تاکہ اگر انہیں تنویمی عمل کے ذریعے معمول اور تابع بنایا گیا ہوگا تو پہلا تنویمی عمل ختم ہوجائے۔ اس کے بعد ہی وہ اپنی اصلیت بیان کریں گے۔"

ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا "لیکن تنویمی عمل کے وقت مسٹر فرہاد اور ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے آکر کوئی گڑبڑ کرسکتے ہیں؟"

"بے شک وہ ایسا کرسکتے ہیں۔ آپ حضرات کو خوب سوچ سمجھ کر ایسے وقت یہ تنویمی عمل کرانا ہوگا جب ان دونوں قیدیوں کے دماغوں میں مسٹر فرہاد اور ان کی ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود نہ ہوں۔"

"یہ ہم کیسے سمجھ پائیں گے کہ ان دونوں کے دماغوں میں ہمارے مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے کب موجود ہیں اور کب موجود نہیں ہیں؟"

"اس کی بھی ایک ہی صورت ہے۔ تنویمی عمل کے وقت ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں میں موجود رہیں گے۔ اس بات کا یقین کرتے رہیں گے کہ ان کے اندر دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے نہیں ہیں۔ اس بات کا یقین ہونے کے بعد آپ ان دونوں پر تنویمی عمل کرا سکتے ہیں۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "تم چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں میں مستقل رہو اور معلوم کرتے رہو کہ ہمارے مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں کچھ گڑبڑ کرنے والے ہیں یا نہیں؟ ہم ان پر تنویمی عمل کرانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔"

بالٹی مور میں ڈمی پورس کے ساتھ وقت گزارنے والی حسین جاسوسہ اور پارس کو مردانگی اور دلیری کے حوالے سے چیلنج کرنے والی لیزا بری طرح سہمی ہوئی تھیں۔ لیزا کے علاوہ اس کے چاروں بھائی بھی خوف زدہ تھے کہ پارس اور پورس پھر ان کے پاس آئیں گے اور انہیں پھر بری طرح زخمی کریں گے۔

چاروں بھائیوں نے اپنی بہن لیزا سے پوچھا "تم نے اسے چیلنج کیوں کیا تھا؟ اور چیلنج کر ہی چکی ہو تو ہمارے حال پر رحم کرو۔ وہ واقعی دلیر ہے۔ اس نے ثابت کردیا ہے۔ تمہارے چیلنج کا جواب دیا ہے۔ اب اسے قبول کرلو اور ہار مان لو اور ہمیں کسی طرح اس سے نجات دلاؤ۔"

لیزا نے اپنا سر تھام کر کہا "میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ کم بخت اتنا زبردست نکلے گا۔ میں بھی سوچ رہی ہوں، مجھے ہار مان لینی چاہیے اگر وہ آئے گا تو میں اس کے سامنے اپنی زبان سے شکست تسلیم کروں گی۔"

اس اسپتال میں جاسوسہ کے ساتھ انٹیلی جنس کا افسر بھی آیا ہوا تھا۔ ان کی خیریت معلوم کر رہا تھا۔ جب پارس اور پورس کی بات شروع ہوئی تو اس افسر نے کہا "وہ دونوں ہم سب کے لیے دردِ سر بن گئے ہیں۔ واشنگٹن میں بھی سب ہی ان کی وجہ سے پریشان ہیں۔ اب تک اس بات کی تصدیق نہیں ہو سکی کہ جو قیدی بنے ہوئے ہیں وہ اصل پارس اور پورس ہیں یا جو آزاد گھوم رہے ہیں وہ اصلی ہیں؟"

اسی وقت پارس اور پورس وہاں آگئے۔ انہیں دیکھتے ہی سب خوف سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ انہوں نے کہا "ہم سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تم میں سے کسی کو نقصان پہنچانے نہیں آئے ہیں۔"

لیزا نے پارس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا "میں ابھی ا بھائیوں سے کہہ رہی تھی کہ تم سے سامنا ہوگا تو میں اپنی زبان شکست تسلیم کرلوں گی۔ مان لوں گی کہ تم واقعی دلیر بھی ہو ا بھی ہو۔"

وہ بولا "اور تم مغرور بھی ہو اور بے وقوف بھی۔ خوا کسی مرد کو چیلنج کرتی ہو۔ اس غرور سے کہ تمہارے چار بھائی ب زبردست غنڈے بدمعاش ہیں۔ ان کے پاس جدید اسلحہ ہوتا ہ وہ ناقابلِ شکست ہیں اب تم دیکھ رہی ہو، وہ کس طرح شکست اسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔"

"مجھ سے غلطی ہوئی۔ ایسی غلطی آئندہ نہیں ہوگی۔ میں آپ کو تمہارے حوالے کرتی ہوں۔ مجھ سے جو سلوک کرنا کرسکتے ہو۔"

"یہی تو ہم نہیں کرسکتے اور یہی بتانے آئے ہیں کہ اصل پا اور پورس کی پہچان کیا ہے؟"

انٹیلی جنس کے افسر نے فوراً ہی پوچھا "ان کی اصل پہچا ہے؟"

"یہ ہے کہ پارس اور پورس اپنی خیال خوانی کی صلاحیتو ذریعے کبھی کسی عورت کی مجبوریوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں۔"

پورس نے کہا "اس جاسوسہ کے ساتھ جس نے ہو وقت گزارا تھا۔ وہ ڈمی پورس تھا۔"

پارس نے کہا "اور لیزا نے جس پارس کو مردانگی اور د کے حوالے سے چیلنج کیا تھا، وہ بھی ڈمی تھا اور وہ دونوں اس واشنگٹن میں قیدی بنے ہوئے ہیں۔ ہم اصلی ہیں اور ہماری پہچا ہے کہ نہ میں لیزا سے کوئی دلچسپی رکھتا ہوں اور نہ ڈمی پور طرح میرا یہ بھائی اس جاسوسہ کا طلب گار ہے۔"

پورس نے کہا "تم سب نے دیکھا ہے۔ ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور تم سب ہماری مرضی کے مطابق ہماری انگلیو ناچتے ہو۔ اگر تم کھڑے ہو تو ہم تمہیں بیٹھنے پر مجبور کردیتے ہ اگر بیٹھے ہوں تو اٹھ کر بھاگنے پر مجبور کردیتے ہیں اگر تم نے لبا پہنا ہے تو ہم تمہیں بے لباس ہونے پر مجبور کردیتے ہیں۔"

چار زخمی بھائیوں میں سے ایک نے کہا "ہم نے ٹیلی پیتھی عجیب و غریب تماشے دیکھے ہیں۔ ہم جو نہیں چاہتے وہ بھی کر مجبور ہوجاتے ہیں۔ فار گاڈ سیک ہمیں معاف کردو۔"

"ہم معاف کرنے ہی آئے ہیں۔ اور یہ کہنے آئے ہیں ک ڈمی پارس اور پورس اپنے طور پر جو کچھ بھی کر گئے وہ ان کے ا ہیں اور ہمارے اعمال یہ ہیں کہ ہم ان دو عورتوں کو ہاتھ لگائے یہاں سے جا رہے ہیں۔ اپنے دلوں سے ہمارا خوف نکال دو۔ واپس نہیں آئیں گے۔"

وہ دونوں وہاں سے جانے لگے۔ لیزا نے فوراً ہی آگے بڑ

پارس کے بازو کو تھام لیا۔ پھر کہا "تم دونوں نے شرافت کی انتہا کردی۔ تمہارے پاس ٹیلی پیتھی جیسا خطرناک ہتھیار ہے۔ تم اپنی زندگی میں ہر بازی جیت سکتے ہو لیکن یہ جیتنے والی بازی ہار کر جارہے ہو۔ میں سب کے سامنے کھلے دل سے اعتراف کرتی ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہے میں تمہارے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔"

پارس نے اپنے بازو سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا "سوری زندگی بہت مختصر ہے اور کام بہت زیادہ ہے اتنا زیادہ کہ میں تم سے محبت کرنے اور تمہارے ساتھ زندگی گزارنے کا وقت نہیں نکال سکوں گا۔ کسی اچھے شریف نوجوان کا انتخاب کرو۔ اس سے شادی کرو اور اس کے ساتھ ایک اچھی ازدواجی زندگی گزارو۔ میں یہ نیک مشورہ دے سکتا ہوں۔ کسی بزرگ کی طرح دعائیں نہیں دے سکتا۔ او..... کے سو فار!"

وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ لیزا' جاسوسہ' انٹیلی جنس کا وہ افسر اور وہ چاروں بھائی گم صم سے رہ گئے تھے۔ ایک دوسرے کو خاموشی سے تک رہے تھے۔ وہ سب پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے تھے کہ ابھی جو یہاں سے گئے ہیں وہ اصلی پارس اور پورس ہیں۔

ان کے یقین کرنے سے کیا ہو سکتا تھا؟ حکومت کے اصل بڑے بڑے لوگ تو واشنگٹن میں تھے۔ وہ اپنے طور پر تصدیق کرنے کے بعد ہی یقین کرسکتے تھے۔

وہاں تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ بیزون اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اس بات کا یقین دلایا تھا کہ ان دونوں کے دماغوں میں کوئی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے اور اگر تنویمی عمل کے دوران میں کسی قسم کی گڑ بڑ ہوگی تو وہ ان دونوں کے دماغوں کو اپنے قابو میں رکھیں گے۔

بہرحال ان دونوں پر دو عاملوں کے ذریعے تنویمی عمل شروع کیا گیا۔ ان کے دماغوں کو تنویمی عمل کے شکنجے میں جکڑ کر سوالات کیے گئے۔ سب سے اہم سوال یہی تھا کہ وہ دونوں اصلی پارس اور پورس ہیں یا نہیں؟

ڈمی پارس نے ایک معمول کی حیثیت سے جواب دیا "میرا نام لیزی گارڈ ہے۔ تنویمی عمل کے ذریعے میری اپنی شخصیت کو مٹا کر مجھ پر پارس کی شخصیت مسلط کردی گئی تھی۔ پارس کا ہم شکل بنانے کے لیے میرے چہرے پر پلاسٹک سرجری کرائی گئی ہے۔"

ڈمی پورس نے بھی ایک معمول کی حیثیت سے جواب دیا۔ "میرا نام کینی بال ہے۔ اور مجھ پر پورس کی شخصیت مسلط کردی گئی تھی۔ مجھے بھی پورس کا ہم شکل بنانے کے لیے میرے چہرے پر پلاسٹک سرجری کی گئی ہے۔"

ان دونوں کے جوابات نے تمام شکوک و شبہات ختم کردیے۔ یہ یقین دلا دیا کہ وہ پارس اور پورس نہیں بلکہ ان ہی کے ٹیلی پیتھی جاننے والے لیزی گارڈ اور کینی بال ہیں۔ جو ان سے غداری کرکے جیکی اولڈ کے ماتحت بن گئے تھے۔ اس طرح غداری کے نتیجے میں انہیں ٹھوکریں ملتی رہیں۔ وہ جگہ جگہ ٹھوکریں کھاتے ہوئے آخر اپنے ملک میں اپنے اکابرین کے پاس پہنچ گئے ہیں۔

اس حقیقت کا انکشاف ہونے کے بعد امریکی اکابرین کو ایک طرف سے نقصان پہنچ رہا تھا اور دوسری طرف سے فائدہ' نقصان اس طرح کہ اب وہ میرے خلاف کسی سے یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ انہوں نے میرے دونوں بیٹوں کو اپنی قید میں رکھا ہے اور ان کے ذریعے یہ ثبوت پیش کررہے ہیں کہ امریکا میں جو بھی تخریبی کارروائیاں ہورہی ہیں فرہاد علی تیمور اور ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے ہورہی ہیں۔

اب وہ میرے دونوں بیٹے ان کے پاس نہیں تھے۔ ان کے پاس تو ان کے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے لیزی گارڈ اور کینی بال تھے۔ اور اس طرح انہیں فائدہ پہنچ رہا تھا۔ ان کے ہاتھ سے نکلے ہوئے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے واپس مل گئے تھے۔ اب ان کے پاس دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی قوت پیدا ہوگئی تھی۔ یوں تو ان کے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے لیکن ان کے قابو میں نہیں تھے۔ سب نے الگ الگ راستہ اختیار کیا تھا۔ لیکن حب الوطنی کے تقاضے پورے کررہے تھے۔ جیسے تیج پال کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے اور آندرے کے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے امریکا کے اب بھی وفادار تھے اور ان ہی کے لیے کام کررہے تھے۔

دوسری صبح تمام اکابرین کو یہ اعصاب شکن خبر ملی کہ ان کے جتنے میزائل پیڈز تھے وہ سب بم دھماکوں سے تباہ کردیے گئے ہیں۔ میں نے ان سے رابطہ کیا پھر کہا "یہ وہی میزائل پیڈز تھے' جہاں سے بابا صاحب کے ادارے پر حملہ کرنے کی تیاری کی گئی تھی میں نے ان سب کو ختم کردیا ہے۔ یہ میری انتقامی کارروائی کا دوسرا مرحلہ ہے لیکن اب تیسرا مرحلہ نہیں آئے گا۔ جانتے ہو کیوں؟"

ان لوگوں نے پوچھا "کیوں؟"

"جناب تبریزی نے ہدایات کی ہے کہ مزید انتقامی کارروائی نہ کی جائے۔ جو نقصان پہنچایا جاچکا ہے وہ تم سب کے لیے عبرت کا باعث ہے۔ اگر عقل ہے' شرافت ہے' تو سمجھنا چاہیے کہ ہمارے پورے ادارے کو تباہ کرنے کا انتقام ہم نے پوری طرح نہیں لیا' صرف اس لیے انتقام ادھورا چھوڑ دیا تاکہ تم لوگوں کو اپنی غلطی کا احساس ہو اور تم آئندہ ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی جرات نہ کرسکو۔"

ان اکابرین میں سے ایک نے کہا "ہم جناب تبریزی کے بہت ہی شکر گزار ہیں۔ انہوں نے ہمارے درمیان بڑھتی ہوئی دشمنی کو روک دیا ہے اور یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ ہم آئندہ دشمنی سے توبہ کرنے والے تھے۔ آپ نے توبہ سے پہلے ہی ہمیں معاف کردیا۔ اب ہم چاہیں گے کہ ہمارے درمیان کسی بات کا تنازعہ نہ رہے اگر ہم دوست نہ بن سکیں تو دشمن کی حیثیت سے بھی ایک دوسرے کو کبھی نقصان نہ پہنچائیں۔"

میں نے کہا "یہ تمہارے سوچنے کی بات ہے۔ ہم نے تمہیں اس وقت نقصان پہنچایا ہے۔ جب تم نے ہمیں بہت زبردست نقصان پہنچانے کی ناکام کوشش کی۔ آئندہ ایسی غلطیاں نہیں کرو گے تو ہماری طرف سے تمہیں کبھی کوئی شکایت نہیں ہوگی۔"

یہ کہہ کر میں وہاں سے چلا آیا۔ اتنا تو معلوم تھا کہ کچھ عرصے تک سکون رہے گا۔ انہیں ہمارے خلاف کوئی سازش کرنے کی جرات نہیں ہوگی۔ ویسے کتے کی دم ٹیڑھی کی ٹیڑھی رہتی ہے۔ پھر ایک دن انہیں کھجلی ہوگی اور وہ کسی نہ کسی معاملے کو کھجاتے کھجاتے رائی سے پربت بنا دیں گے۔ بہرحال یہ دیکھنا تھا کہ پھر انہیں کب کھجلی ہوگی؟

O☆O

جیت کی خوشی اچھی ہوتی ہے مگر جیت کا نشہ جیتنے والوں کو ڈبو دیتا ہے۔ یہ بات الپا اچھی طرح جانتی تھی کہ نارنگ پر جیت کا نشہ چڑھے گا تو وہ پوری طرح محتاط رہنا بھول جائے گا کہیں نہ کہیں غلطی ضرور کرے گا۔ اس لیے اس نے خود کو مردہ ظاہر کرکے اسے خوش فہمی میں مبتلا کردیا تھا۔

دوسری طرف نارنگ بظاہر محتاط نظر آتا تھا لیکن اسے یہ اطمینان ہوگیا تھا کہ اس کی سب سے بڑی دشمن اس دنیا سے نابود ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود وہ منظر عام پر نہیں آتا تھا۔ چھپ کر رہتا تھا۔ اپنی ایک ڈمی کو آرمی انٹیلی جنس کے دفتر میں برین آدم کی حیثیت سے بھیجتا تھا اور اسی کے ذریعے یہودی اکابرین سے گفتگو کرتا تھا۔

یہ سب ہی جانتے تھے کہ الپا بلا کی مکار ہے۔ نارنگ بھی جانتا تھا لیکن یہ اطمینان ہوگیا تھا کہ اب وہ مکاری دکھانے والی اس دنیا میں نہیں آئے گی۔ یہی اطمینان اسے لے ڈوبا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک موبائل فون کا معمولی سا معاملہ لے کر الپا اتنی بڑی چال چلے گی۔ اسے بل سے نکلنے پر مجبور کردے گی۔ اور جب وہ اپنی خفیہ پناہ گاہ سے باہر نکلا تو موت اس کی منتظر تھی باہر نکلتے ہی اسے گولیاں لگیں۔ جس کے نتیجے میں برین آدم کا جسم مردہ ہوگیا اور نارنگ کی آتما باہر نکل گئی۔

اس نے اپنی آتما کو جیسے ایک خارش زدہ کتا بنا دیا تھا۔ کتا لاکھ وفادار سہی لیکن وہ خارش زدہ ہو تو کوئی اسے اپنے گھر میں گھسنے نہیں دیتا۔ یہی حال اس کا تھا وہ جس بدن کے گھر میں بھی جاتا وہاں سے کچھ عرصہ بعد ہی اسے لات مار کر نکال دیا جاتا تھا۔

آتما جسم سے نکلنے کے بعد بھٹکتی ہے۔ کبھی سست رفتاری سے بھٹکتی ہے اور کبھی تیز رفتاری سے پلک جھپکتے ہی دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ جاتی ہے۔ نارنگ ذرا تیز رفتاری سے بھٹک رہا تھا کوئی ایسا صحت مند جسم تلاش کررہا تھا جو خوب رو اور پرکشش بھی ہو اور جو کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے تعلق نہ رکھتا ہو۔

ایسا جسم تلاش کرنے کے لیے اسے بڑی دیر تک بھٹکنا پڑا۔ پہلے اس نے سوچا قبرستان کی طرف جائے گا پھر اس نے سوچا نہیں اس سے پہلے وہ ایک قبرستان میں مردہ جسم کے اندر گیا تھا جسے دفن کیا جارہا تھا اس کے جسم میں جانے کے بعد پتا چلا' وہ ایک بہت بڑا مجرم ہے۔ اس کے اندر رہ کر اسے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

پھر اس نے سوچا کسی اسپتال میں جانا چاہیے لیکن یہ بھی نادانی ہوتی اسپتال میں مریض ہوتے ہیں۔ اس کے دماغ میں بات آئی' وہاں سے دور کسی بڑے امیر کبیر گھرانے میں جائے۔ جہاں لوگ خوش حال ہوں اور صحت مند بھی ہوں۔

وہ بھٹکتا ہوا ایک ایسے ہی گھرانے میں پہنچ گیا۔ وہاں ابھی ابھی ایک صحت مند نوجوان کی موت واقع ہوئی تھی۔ وہ نوجوان صحت مند تھا لیکن کچھ بیمار سا تھا اب وہ کس قسم کا بیمار تھا' یہ نارنگ معلوم نہیں کرسکتا تھا۔ جب تک اسے کسی جسم کا دماغ نہ ملتا اس وقت تک وہ خیال خوانی کرکے کسی کے اندر پہنچ کر معلومات حاصل نہیں کرسکتا تھا کہ اس گھر کے لوگ کیسے ہیں؟ کیا خیالات رکھتے ہیں؟ اور مرنے والا اپنی زندگی میں کیسا تھا؟ اور اس کی موت کیوں واقع ہوئی تھی؟

یہ سب کچھ معلوم کرنے کے لیے خیال خوانی ضروری تھی اور خیال خوانی کے لیے ایک دماغ لازمی تھا۔ یہ اس کی مجبوری تھی۔ بہرحال ایک تازہ مردہ جسم اس کی آنکھوں کے سامنے ایک بیڈ پر پڑا تھا۔ اس کے چند رشتے دار اس کے آس پاس تھے اور اس کی موت پر رو رہے تھے۔ جب نارنگ کی آتما اس کے جسم میں سما گئی۔

دوسرے ہی لمحے اس مردہ جوان نے آنکھیں کھول دیں اور چھت کو تکنے لگا۔ اس کے آنکھیں کھلتے ہی ایک نوجوان عورت نے خوشی سے چیخ کر کہا "امی امی۔ وہ دیکھیں یہ تو زندہ ہیں۔ ہم خوامخواہ رو رہے ہیں۔" کہنے والی نے جس انداز میں امی کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ اس سے پتا چلا وہ کسی مسلمان گھرانے میں آگیا ہے۔ وہ نوجوان عورت اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ دوسرے رشتے دار بھی قریب آگئے تھے اور دلی خوشی کا اظہار کررہے تھے۔

نارنگ نے اپنے پاس بیٹھی ہوئی عورت کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ وہ جس کے جسم میں ہے' وہ اس کی شریک حیات ہے۔ بیوہ ہونے والی تھی اب پھر سہاگن بن گئی ہے۔

پھر اسے معلوم ہوا کہ وہ پاکستان کے ایک شہر لاہور میں ہے۔ اس کے آس پاس جو لوگ ہیں ان میں سے ایک اس کی ساس اور دوسرا سسر ہے۔ ایک جوان سالی اور ایک جوان سالا بھی تھا۔ یعنی اس کے اطراف پورا سسرال تھا۔ اس کی بیوی کے خیالات نے بتایا کہ شوہر وہاں گھر داماد بن کر رہتا ہے۔

اس سے آگے وہ خیال خوانی نہ کرسکا۔ اسے اچانک تکلیف محسوس ہونے لگی۔ کچھ ایسا لگ رہا تھا جیسے جسم کے اندر اینٹھن سی

ہورہی ہو اور بدن کے اندر ایسی جلن ہورہی تھی۔ جیسے انگارے دہک کر بجھ رہے ہوں۔ اس تکلیف کے باعث اس کی دماغی توانائی کچھ کمزور ہوگئی تھی۔ اب وہ خیال خوانی کے قابل نہیں رہا تھا۔

وہ آنکھیں بند کرکے گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ اسے تھوڑا سا آرام محسوس ہورہا تھا لیکن وہ سمجھ رہا تھا' ابھی خیال خوانی کے قابل نہیں ہے کچھ اور آرام آئے گا تو اپنے ٹیلی پیتھی کے علم کے ذریعے وہاں کے لوگوں کے دماغوں میں جاکر بہت کچھ معلوم کرے گا۔ اس وقت وہ کچھ معلوم نہیں کرسکتا تھا۔

فی الحال وہ اندھیرے میں تھا۔ کچھ سمجھ نہیں سکتا تھا کہ کہاں چلا آیا ہے؟ اور آئندہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ اس نے آنکھیں کھول کر اپنے پاس بیٹھی ہوئی نوجوان عورت کو دیکھا' وہ اب اس کی بیوی تھی۔ اس نے کہا "شازیہ! میں تنہائی چاہتا ہوں۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے صرف تم یہاں رہو۔"

شازیہ نے اپنے والدین سے اور بھائی بہن سے کہا "پلیز۔ آپ لوگ جائیں۔ ابھی انہیں تنہا چھوڑ دیں۔"

اس کی ساس نے جاتے ہوئے کہا "ٹھیک ہے۔ ہمارے داماد بیٹے کو پوری طرح آرام ملنا چاہیے۔"

سسر نے کہا "ہمارے لیے یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہماری بیٹی کا سہاگ سلامت ہے۔ ہم اپنی خوشی کا اظہار کیسے کریں' سمجھ میں نہیں آتا؟"

اس کی ساس نے کہا "اس میں سمجھنے کی کیا بات ہے؟ ہم ابھی داتا دربار جائیں گے اور وہاں پچاس دیگیں پکوائیں گے۔ غریبوں اور محتاجوں میں کھانا تقسیم کریں گے۔"

وہ یہی باتیں کرتے ہوئے اس کمرے سے چلے گئے۔ جب کوئی نہ رہا تو اس نے اس جوان عورت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "شازیہ! میں بہت پریشان ہوں' مجھ سے باتیں کرو۔"

"باتوں سے آپ کا دل بہلتا ہے تو میں خوب باتیں کروں گی۔"

اس نے پوچھا "میں تھوڑی دیر پہلے کہاں تھا؟ کہاں گم ہوگیا تھا؟ مجھے کچھ پتا نہیں ہے کیا میں مرچکا تھا؟"

شازیہ نے اس کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر کہا۔ "مریں آپ کے دشمن' ویسے یہ بڑی عجیب بات ہے۔ ہم نے آپ کا اچھی طرح معائنہ کیا تھا۔ ابو نے نبض دیکھی تھی میں نے سینے کی دھڑکن محسوس کرنے کی کوشش کی تھی۔ دھڑکنیں بھی خاموش تھیں۔ نبض بھی گم ہوگئی تھی اور آپ کی سانسیں بھی ختم ہوچکی تھیں۔ پانچ منٹ گزر گئے' دس منٹ گزر گئے پھر بیس منٹ گزر گئے۔ تب ہمیں یقین ہوگیا' آپ ہمارے درمیان نہیں رہے ہیں میری تو دنیا ہی اجڑ گئی تھی۔ میں زمین پر سر پٹخ کر مرجانا چاہتی تھی لیکن امی اور ابو نے مجھے پکڑلیا۔ ایسا کرنے نہیں دیا۔"

اس نے پوچھا "مجھے کیا ہوگیا تھا؟"

شازیہ نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ پھر ہچکچاتے ہوئے پوچھا "آپ نہیں جانتے کیا ہوگیا تھا؟"

"میں بہت کمزوری محسوس کررہا ہوں۔ میرا دماغ بھی کچھ کمزور ہوگیا ہے۔ کچھ یاد ہے اور کچھ بھول رہا ہوں اسی لیے تم سے پوچھ رہا ہوں۔"

"یہ اچھا ہے کہ آپ بھول گئے ہیں۔ آپ کو بھول جانا چاہیے اور مجھے یاد نہیں دلانا چاہیے۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو۔ میں یاد نہیں کرپاؤں گا تو بے چینی میں مبتلا رہوں گا۔"

"وہ بے چینی بہتر ہوگی اور یہ بے چینی آپ کے لیے صرف بدتر ہی نہیں بلکہ جان لیوا ہوگی۔"

"آخر وہ کیا باتیں ہیں' جن کی وجہ سے تم لوگوں نے مجھے مردہ سمجھ لیا تھا۔ پلیز مجھ سے نہ چھپاؤ مجھے بتاؤ۔"

"آپ ضد نہ کریں۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کو زیادہ بولنا نہیں چاہیے۔ آپ کہتے ہیں تو میں بولتی رہوں گی۔ آپ کا دل بہلاتی رہوں گی لیکن کوئی ایسی بات نہ کریں۔ نہ میری زبان سے کوئی ایسی بات سنیں جس سے آپ کو پھر کوئی صدمہ پہنچے اور طیش میں پھر......"

وہ کہتے کہتے رک گئی۔ وہ کچھ اور بے چین ہوکر بولا "پلیز آگے بولو۔ خاموش کیوں ہوگئیں؟ دیکھو میرے صبر کا امتحان نہ لو۔"

"آپ کیسی باتیں کررہے ہیں۔ میں آپ کے صبر کا امتحان کیوں لینا چاہوں گی۔ میں تو آپ کی بھلائی کے لیے کہہ رہی ہوں۔ پلیز خاموشی سے آنکھیں بند کرلیں۔ میں آپ کا سر سہلاتی ہوں آپ کو نیند آجائے گی۔"

"ابھی تو موت کی نیند سو کر اٹھا ہوں۔ تم پھر کیوں سلانا چاہتی ہو؟"

وہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر بولی "آپ کیسی باتیں کررہے ہیں۔ موت آئے آپ کے دشمنوں کو' دیکھیں اللہ تعالیٰ ہم پر کتنا مہربان ہے۔ اس رب کریم نے آپ کو آپ کی زندگی اور مجھے میرا سہاگ لوٹا دیا ہے۔"

نارنگ بے چینی سے سوچنے لگا "آخر اس عورت سے کیسے اگلوایا جائے کہ میں جس کے جسم میں ہوں اسے کیا ہوا تھا؟ وہ کیوں مرگیا تھا؟ اس کے ساتھ کیا دکھ بیماری تھی؟ کیا میں اس کے جسم میں آکر پھنس گیا ہوں؟ ایسا نہ ہو کہ اس کی بیماری میرے لیے دلدل ثابت ہو۔"

وہ شازیہ کی طرف دیکھ کر سوچنے لگا "اس سے اپنے مطلب کی بات اگلوانے کے لیے رومانس کرنے والا شوہر بننا ہوگا۔"

شازیہ نے پوچھا "آپ میری طرف کیوں تک رہے ہیں؟ آنکھیں کیوں نہیں بند کررہے ہیں؟"

وہ دونوں ہاتھ بڑھا کر اس کے دونوں بازوؤں کو تھام کر بولا۔ "میں نے ایک نئی زندگی پائی ہے۔ یہ کتنی خوشی کی بات ہے اور اس خوشی میں تم میرے گلے نہیں لگ رہی ہو۔"

"میں تو ساری عمر آپ کی دھڑکنوں سے لگ کر رہوں گی۔ لیکن ابھی ذرا دور اس لیے ہوں کہ آپ کی طبیعت ناساز ہے۔ ایسے وقت بیوی کو شوہر سے الگ کر نہیں' ذرا فاصلہ رکھ کر اس کی خدمت کرنی چاہیے۔"

"نہیں میں تم سے دور نہیں رہنا چاہتا۔ آؤ میرے گلے لگ جاؤ۔"

وہ اس کے دونوں بازوؤں کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا تھا۔ اچانک اس نے ایک جھٹکے سے اپنے بازوؤں کو چھڑالیا۔ اس سے ذرا دور ہوکر بستر سے اتر کر فرش پر کھڑی ہوگئی۔ وہ حیرانی سے بولا۔ "کیا ہوا؟"

وہ تیور بدل کر بولی "کیا تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے؟"

"یہ کیا کہہ رہی ہو؟ یہ تمہارا انداز کیوں بدل گیا ہے؟"

"تم مجھے ہاتھ لگانا اور پھر مجھے گلے سے لگانا چاہتے ہو' کیا میں اس کی اجازت دوں گی؟ تم کیا ہو اور میں کیا' تمہیں اس بات کا اندازہ نہیں ہے؟"

وہ الجھے ہوئے تعجب سے اسے دیکھ کر بولا "تم اچانک ایسی باتیں کیوں کررہی ہو۔ ان باتوں کا مطلب کیا ہے؟"

"تم خوب سمجھتے ہو اور سمجھ کر یہ بھول رہے ہو کہ میں ایک مسلمان گھرانے کی مسلمان عورت ہوں اور تم ہندو ہو۔"

وہ ایک دم سے چونک کر اٹھ کر بیٹھا۔ پھر بولا "یہ.... یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"اگر مجھے معلوم نہ ہوتا تو تم ایک مسلمان عورت کو ہاتھ لگانے اور دل مچلنے لگتا تو اس کی عزت سے بھی کھیلنے سے باز نہ آتے۔ تم تو اوّل درجے کے کمینے ہو۔"

وہ ایک دم سے پریشان ہوکر دروازے کی طرف دیکھنے کے بعد بولا "یہ تم مجھے کمینہ کہہ رہی ہو۔ دیکھو تمہارے ماں باپ نے سن لیا تو کیا کہیں گے؟"

"میرے ماں باپ سنیں گے۔ وہ تمہارے تو کوئی نہیں ہیں؟ وہ مجھے یہ سمجھ کر تمہارے پاس تنہا چھوڑ گئے ہیں کہ تم ان کے داماد ہو۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے کہ ان کا داماد مرچکا ہے اور تم ایک بہروپیے ہو۔"

وہ ایک مجرم کی طرح سہما ہوا تھا۔ اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا "م.... مگر تم یہ سب کچھ کیسے جانتی ہو؟ کیا تم غیر معمولی صلاحیتوں کی حامل ہو؟ کیا تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو؟ کیا تم میرے دماغ میں آکر میرے خیالات پڑھ رہی ہو؟"

"مجھے تمہارے خیالات پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ میں پچھلے پانچ جسموں سے تمہیں لات مار کر کتے کی طرح باہر نکالتی رہی ہوں۔ اب تم چھٹے جسم کے مکان میں آئے ہو۔"

یہ بات کرتے وقت اس کا لب ولہجہ بدل گیا تھا۔ وہ پہچان گیا' اس وقت سونیا بول رہی تھی۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر دیدے پھاڑ پھاڑ کر اپنے سامنے کھڑی ہوئی شازیہ کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا "میڈم آپ؟ آپ اس کے اندر موجود ہیں؟ اتنی دیر سے آپ ہی بول رہی تھیں۔ آپ یہ سمجھ رہی تھیں کہ میں ہندو ہوں اور اس مسلمان عورت شازیہ کا شوہر مرچکا ہے۔ مجھے اسے ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔"

"ہاں' میں نے مجبور ہوکر خود کو ظاہر کیا ہے۔ اگر ظاہر نہ کرتی تو تمہارے جیسا کمینہ اس کی عزت محفوظ رہنے نہ دیتا۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا "میڈم آپ مجھے کمینہ کہتی ہیں تو دل خوش ہوجاتا ہے۔ آپ کے گالیاں دینے سے مجھے یقین ہوجاتا ہے کہ میں سچ مچ آپ کا غلام ہوں اور آپ میری مالکن ہیں۔"

"تو پھر مالکن کی بات غور سے سنو۔ تم اس جسم میں رہ سکتے ہو لیکن اس سامنے کھڑی ہوئی عورت کو کبھی ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ تمہیں اس سے دور رہنا ہوگا۔"

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ آپ کا حکم تو میرے لیے دیوی ماتا کا حکم ہے اور آپ دیکھتی آرہی ہیں' جیسا آپ کہتی ہیں میں ویسا ہی کرتا ہوں۔ آپ کے کہنے کے مطابق میں نے اسرائیل میں الپا کے خلاف محاذ قائم کیا تھا۔ اس کے بعد امریکی اکابرین کے خلاف محاذ بنانے والا تھا لیکن اس کم بخت الپا نے مجھے اس کا موقع نہیں دیا۔"

"اسی لیے تو میں نے سوچا ہے کہ تمہارے جیسے احمق کی پشت پناہی نہیں کرنی چاہیے۔ تم ایک عورت سے شکست کھا کر پانچواں جسم چھوڑ کر' چھٹے جسم میں آئے ہو۔ آئندہ مجھ سے کسی قسم کی مدد کی توقع نہ رکھنا۔"

"میڈم! یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ آپ کی مدد کے بغیر میں بالکل یتیم ہوجاؤں گا۔"

"تم یتیم ہوجاؤ یا مرجاؤ۔ لیکن مرنے کے بعد بھی زندہ رہو گے۔ یہ چھٹا جسم چھوڑ کر ساتویں جسم میں پناہ لوگے اور وہ آخری جسم ہوگا۔"

"نہیں میڈم نہیں' اس وقت آپ نے مجھ سے ہمدردی نہیں کی تو میں اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ اپنی آتما شکتی بھی ہمیشہ کے لیے گنوا دوں گا۔"

اس نے پھر پہلے جیسی تکلیف محسوس کی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اندر سے اینٹھن سی ہو رہی ہو اور جسم کے اندر کہیں کہیں ایسی جلن محسوس ہو رہی تھی۔ جیسے انگارے دہک رہے ہوں اور پھر بجھ رہے ہوں۔ وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا "یہ۔ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟ تھوڑی دیر پہلے بھی ایسی ہی تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ میڈم آپ کو اپنے خدا کا واسطہ مجھے کم از کم یہ بتا دیں' میں جس کے جسم میں ہوں' اسے آخر تکلیف کیا تھی؟ کیا وہ کسی تشویش ناک بیماری میں مبتلا تھا؟"

سونیا کی آواز سنائی دی "ہاں بہت ہی تشویش ناک اور جان لیوا مرض میں مبتلا تھا۔ یہ تمہاری بدقسمتی ہے' تم بھٹکتے ہوئے اس جسم میں آ گئے ہو۔ یہاں تم زیادہ عرصے تک نہیں رہ سکو گے۔ رہنا چاہو گے تو اس تکلیف کو زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کر پاؤ گے۔ مجبور ہو کر کسی نہ کسی دن تمہیں یہ جسم چھوڑنا پڑے گا۔"

"پلیز مجھے بتائیں کہ یہ کس قسم کا مریض ہے؟ اسے کیا ہو گیا تھا؟"

"کیا ہو گیا تھا نہیں' کیا ہو رہا ہے۔ وہ مریض تو چل بسا ہے۔ لوگ مر جاتے ہیں ان کے جسم سے روح تو نکل جاتی ہے لیکن ان کا مرض اسی جسم میں رہ جاتا ہے اور تم نے اس جسم میں آ کر اس مرض کو گلے لگا لیا ہے۔"

"او بھگوان! آخر میں کیوں اس طرح مصیبت میں پھنس جاتا ہوں۔ پلیز میڈم مجھے بتائیں اسے کیا مرض تھا۔ میرا مطلب ہے کیا مرض ہے؟"

سونیا نے کہا "یہ سن کر تم پر بجلی گرے گی کہ تم بلڈ کینسر میں مبتلا ہو گئے ہو۔"

اس پر ایک دم سے سکتہ طاری ہو گیا۔ وہ دیدے پھاڑ پھاڑ کر سامنے والی دیوار کو تکنے لگا۔ سوچنے لگا "کیا میں اس جسم میں رہ کر بلڈ کینسر کے عذاب سے گزرتا رہوں یا مجھے اس جسم کو فوراً چھوڑ دینا چاہیے؟"

سونیا نے کہا "میں تمہارے خیالات پڑھ رہی ہوں اور تم سے پوچھ رہی ہوں۔ اس کو اتنی جلدی چھوڑ کر ساتویں جسم میں جاؤ گے تو وہ آخری جسم ہو گا۔ تمہاری آتما شکتی ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد تمہاری آتما پھر کوئی جسم بدل نہیں سکے گی۔ اپنے موجودہ حالات پر اچھی طرح غور کرو۔

کیا تم ساتویں جسم میں جا کر اپنی تمام آتما شکتی سے محروم ہو جاؤ گے؟ "کیا تم اسی جسم میں رہ کر بلڈ کینسر کے عذاب سے گزرتے رہو گے؟"

"اور یہ بھی سوچو کہ میں تمہیں کس طرح ایک ایک جسم کے اندر سے لاتیں مار مار کر نکالتی رہی ہوں۔ پانچویں جسم سے الپا نے تمہیں نکالا ہے۔ کب تک ایسی بے حیا اور بے غیرتی والی زندگی گزارو گے اور عورتوں سے ٹھوکریں کھاتے رہو گے؟"

"میں بڑے فخر سے آپ کے جوتے کھاتا رہوں گا۔ لیکن الپا جیسی کسی بھی عورت سے ملنے والی ذلتوں کو برداشت نہیں کروں گا۔ آپ ایک بار مجھے سہارا دیں۔ میں الپا سے ایسا انتقام لوں گا کہ پوری یہودی قوم دیکھ کر عبرت حاصل کرے گی۔"

"تمہاری نجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔"

اس نے جلدی سے پوچھا "کون سا راستہ؟ پلیز مجھے بتائیں؟"

"یہی کہ ایک بار پھر چالیس دنوں تک تپسیا کرو اور مکمل آتما شکتی حاصل کر لو۔"

وہ خوش ہو کر بولا "آپ میرے دل کی بات کہہ رہی ہیں؟"

"لیکن اس بار میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گی۔ اب یہاں سے جاؤں گی تو پلٹ کر تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔ صرف یہ دیکھتی رہوں گی کہ تم اس مسلمان عورت کی عزت رکھ رہے ہو یا نہیں؟ اگر تم نے اسے ہاتھ بھی لگایا تو میں تمہیں چھٹے جسم سے ساتویں جسم میں پہنچاؤں گی۔ پھر ساتویں جسم سے نکلنے پر مجبور کروں گی تو تمہارے پاس اتنی آتما شکتی نہیں رہے گی کہ پھر کسی جسم میں داخل ہو کر اس دنیا میں رہ سکو۔"

"میں اس عورت کو کبھی ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ آپ مجھ پر اتنی مہربانی کریں۔ اس چھٹے جسم میں رہ کر تپسیا کرنے کا موقع دیں۔"

"تم اس جسم میں رہ کر تپسیا نہیں کر سکو گے۔ یہ بیمار جسم ہے۔ تمہاری تپسیا بار بار بھنگ ہوتی رہے گی اور تم بار بار ناکام ہوتے رہو گے۔"

"آپ درست کہتی ہیں۔ میں ساتویں جسم میں جا کر تپسیا کروں گا۔ آپ مجھے اس کا موقع دیں گی نا؟"

"میں تو تمہیں تپسیا کرنے کا موقع دوں گی لیکن اس بات کی ذمے داری نہیں لوں گی کہ الپا کو تمہارا سراغ لگانے سے روکتی رہوں۔ وہ ضرور تمہیں تلاش کر رہی ہو گی۔"

وہ پریشان ہو کر اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر کہنے لگا "میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ آپ مجھ پر مہربانی کر رہی ہیں۔ لیکن وہ دشمن عورت کبھی مجھ پر مہربان نہیں ہو گی۔ مجھے تو ساتویں جسم سے بھی باہر آنے پر مجبور کرے گی۔ پھر میں اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے نابود ہو جاؤں گا۔"

یہی نارنگ کی خوش فہمی تھی کہ وہ ہمیشہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں جا کر نئی نئی زندگیاں نئے نئے جسم حاصل کرتا رہے گا اور روز آخر تک زندہ رہے گا۔ کبھی نہیں مرے گا۔

جب کوئی کہتا ہے ہستی کو کہ ہستی خوب ہے
اس کی غفلت پر فنا اس وقت ہنستی خوب ہے

○☆○

نارنگ ایک نیا جسم حاصل کرنے کے بعد پلنگ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے بستر کے قریب مرنے والے کی بیوی شازیہ کھڑی ہوئی تھی۔ سونیا' شازیہ کو غائب دماغ بنا کر اس کی زبان سے بول رہی تھی۔ اس کی ایک ہی بات نارنگ پر بجلی بن کر گری تھی کہ اس بار وہ ایک بلڈ کینسر کے مریض کے جسم میں داخل ہو گیا ہے۔

شازیہ پلنگ کے سرے پر آ کر پہلے کی طرح بیٹھ گئی۔ سونیا اس کے دماغ کو آزاد چھوڑنے سے پہلے اس کی سوچ میں بولی "میرا سر چکرا گیا تھا۔"

اس نے یہ کہتے ہی اس کے دماغ کو ڈھیل دی۔ وہ غائب دماغ تھی۔ اب حاضر ہو گئی۔ اس کے ذہن کو ہلکا سا جھٹکا لگا تو اس نے سوچا "میرا سر ذرا چکرا گیا تھا۔"

اس نے سر اٹھا کر اپنے شوہر یعنی نارنگ کو دیکھا پھر پوچھا۔ "آپ اٹھ کر کیوں بیٹھ گئے ہیں۔ آپ کو آرام سے لیٹے رہنا چاہیے۔"

نارنگ نے شازیہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر سمجھ گیا کہ سونیا نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا ہے۔ اب وہ غائب دماغ نہیں ہے۔ اسی لیے شازیہ کا لب و لہجہ سنائی دے رہا ہے اور سونیا خاموش ہو گئی ہے۔ یہ پتا نہیں کہ چلی گئی ہے یا چپ چاپ شازیہ کے دماغ میں موجود ہے۔ اس نے سونیا کو مخاطب کرنے کے لیے خیال خوانی کی پرواز کی پھر یہ دیکھ کر خوش ہوا کہ اس کی دماغی توانائی بحال ہو گئی ہے اور اب وہ خیال خوانی کر سکتا ہے۔ اس نے سونیا کے پاس پہنچ کر کہا "میڈم! کیا آپ شازیہ کے دماغ میں نہیں ہیں؟"

"نہیں میں وہاں سے چلی آئی ہوں اب تم میرے دماغ سے جاؤ۔"

"پلیز میڈم! میری ایک بات سن لیں۔"

"میں پہلے کہہ چکی ہوں' تمہارے کسی معاملے سے دلچسپی نہیں لوں گی۔ اس دنیا میں رہنے کے لیے تمہارے پاس دو ہی جسم رہ گئے ہیں۔ ایک موجودہ جسم ہے اور دوسرا کسی کا ساتواں جسم ہو گا۔ اس کے بعد تم آتما شکتی سے محروم ہو جاؤ گے۔ تمہاری آتما ساتویں جسم کے بعد پھر کسی جسم میں داخل نہیں ہو سکے گی۔"

"میڈم! یہی تو پریشانی ہے۔ اسی لیے میں آپ سے التجا کر رہا ہوں۔"

"تم پھر بھول رہے ہو۔ اس سے پہلے کہ میں سانس روک کر تمہیں بھگا دوں بہتر ہے خود چلے جاؤ۔ ان دو جسموں میں رہنے تک اپنی ذہانت اور حکمتِ عملی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کرو کہ تپسیا کر کے دوبارہ آتما شکتی حاصل کر سکو۔ اسی طرح تم اس دنیا میں رہ سکو گے ورنہ فنا تو ہونا ہی ہے۔"

سونیا نے سانس روک لی۔ نارنگ کی سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے نکل آئیں۔ وہ دماغی طور پر پھر شازیہ کے سامنے حاضر ہو گیا۔ شازیہ نے پوچھا "آپ یوں گم صم کیوں ہیں؟ کیا سوچ رہے ہیں؟ کہاں پہنچے ہوئے ہیں؟"

وہ بولا "شازیہ! تم میری بات کا برا نہ ماننا میں اس وقت بالکل تنہائی چاہتا ہوں۔ کیا تم مجھے کچھ دیر کے لیے تنہا چھوڑ دو گی؟"

"آپ اندر سے بہت پریشان ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو تنہا چھوڑ دوں۔ جبکہ بیوی تنہائی کی ساتھی ہوتی ہے۔"

"میں مانتا ہوں تم میری تنہائی کی ساتھی ہو۔ مجھ سے بہت محبت کرتی ہو لیکن اس وقت میں بہت بری طرح الجھا ہوا ہوں۔ بہت پریشان ہوں۔ بھگوان کے لیے مجھے تنہا چھوڑ دو۔"

شازیہ نے چونک کر اسے دیکھا پھر پوچھا "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ بھگوان کا نام لے رہے ہو؟ کیا خدا کا نام بھول گئے ہو؟"

وہ ایک دم سے گڑبڑا گیا۔ جلدی سے بات بناتے ہوئے بولا۔ "وہ بات یہ ہے کہ تم خود سمجھ سکتی ہو' میرا ذہن کس طرح الجھا ہوا ہے میں خدا کا نام لینے کے بجائے بھگوان کا نام لے رہا ہوں۔"

نارنگ یہ کہتے ہی شازیہ کے دماغ میں آیا پھر اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کی سوچ کے ذریعے بولا "میں کیسی شریکِ حیات ہوں' اپنے شوہر کی پریشانیوں کو نہیں سمجھ رہی ہوں یہ تنہائی چاہتے ہیں۔ بہتر ہے کہ میں انہیں تنہا چھوڑ دوں واقعی ان کا ذہن الجھا ہوا ہے کہنا کچھ چاہتے ہیں اور کہتے کچھ ہیں۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی پھر بولی "اچھی بات ہے' میں جا رہی ہوں۔ جب بھی ضرورت ہو تو تم مجھے آواز دے کر بلا لینا۔"

وہ اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے شانے پر رکھتے ہوئے بولی "آپ آرام سے لیٹ جائیں۔"

وہ اپنے شانے پر سے اس کا ہاتھ ہٹا کر بولا "ہاں میں ابھی لیٹ جاؤں گا۔"

وہ حیرانی سے بولی "آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ میرا ہاتھ اپنے شانے سے ہٹا رہے ہیں؟ ایسی بھی کیا پریشانی ہے کہ میری موجودگی آپ پر گراں گزر رہی ہے؟"

اب وہ اس سے کیسے کہہ سکتا تھا' سونیا نے اسے سختی سے وارننگ دی تھی کہ اس مسلمان عورت کو ہاتھ بھی نہ لگانا جبکہ وہ اسے ہاتھ لگا رہی تھی۔ اس کے شانے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔ وہ بڑی مصیبت میں پڑ گیا تھا ایک تو اس کی زندگی اور موت کا اہم مسئلہ پیدا ہو گیا تھا۔ اسے بڑی سنجیدگی سے اور بڑی ذہانت سے سوچنا تھا کہ وہ اپنی زندگی کو طول دینے کے لیے کس طرح چالیس دنوں تک تپسیا کا موقع حاصل کر سکتا ہے؟ دوسری طرف سونیا کی وارننگ کے مطابق اسے شازیہ سے دور رہنا تھا اگر وہ اسے ہاتھ لگاتا یا شازیہ اسے ہاتھ لگاتی تو سونیا اس کے ساتھ بری طرح پیش آتی۔

وہ عاجزی سے بولا "شازیہ مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔ تمہاری موجودگی مجھ پر گراں نہیں گزر رہی ہے لیکن میں کیا کروں میں اس وقت بالکل تنہائی اور خاموشی چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے میں چلی جاتی ہوں مگر ایک بار مجھے اپنے گلے سے لگالو۔"

وہ ایک دم سے چیخ کر پیچھے ہٹتے ہوئے دوسری طرف پلنگ سے اتر گیا پھر بولا "نہیں نہیں میرے قریب نہ آنا۔"

شازیہ حیرانی اور پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی پھر اس نے پوچھا "یہ کیا پاگل پن ہے۔ آپ ایسے بھاگ رہے ہیں' جیسے میں آپ کی بیوی نہیں ہوں' کوئی زہریلی ناگن ہوں آپ مجھے گلے لگائیں گے تو میں آپ کو ڈس لوں گی۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "نن..... نہیں۔ نہیں۔ بھگوان نہیں خدا۔ اے خدا میں کیا کروں' شازیہ کو کیسے سمجھاؤں؟"

وہ شازیہ کو کیا سمجھاتا۔ شازیہ اسے حیرانی اور پریشانی سے دیکھ رہی تھی اور کہہ رہی تھی "اوہ میں بھول گئی۔ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ وقت پر آپ کا تمام خون تبدیل نہ کیا گیا تو اس زہریلے خون کا اثر دماغ تک پہنچے گا اور میں دیکھ رہی ہوں کہ ایسا ہی کچھ ہو رہا ہے۔ میں ابھی ڈاکٹر سے فون پر بات کرتی ہوں اگر یہاں خون کی تبدیلی کا انتظام نہ ہوسکا تو میں آپ کو کسی بھی پہلی فلائٹ سے لندن لے جاؤں گی۔"

وہ ڈاکٹر سے فون پر بات کرنے کے لیے چلی گئی۔ نارنگ نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازے کو اندر سے بند کر دیا پھر ایک گہری سانس لے کر دل ہی دل میں بولا "بھگوان تیرا شکر ہے۔ تھوڑی سی تنہائی نصیب ہوئی ہے۔ اب مجھے کام کی بات سوچنی چاہیے۔"

کام کی بات سوچنے کے لیے موجودہ مسائل کو سمجھنا ضروری تھا۔ ایک مسئلہ یہ تھا کہ وہ بلڈ کینسر کے مریض کے جسم میں پہنچ گیا تھا۔ اس مرنے والے مریض کے حصے میں جتنی بھی تکالیف تھیں اب اسے ان تکالیف سے گزرنا تھا اگر وہ ان تکالیف کو برداشت نہ کرنا چاہتا تو پھر اس کے جسم کو چھوڑنا ضروری تھا اور وہ فوراً ہی ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ وہ سونیا کی وارننگ کے مطابق اپنی موجودہ مسلمان بیوی کو ہاتھ نہیں لگا سکتا تھا۔ وہ بے چاری یہ نہیں جانتی تھی کہ مسلمان شوہر کے اندر ایک ہندو کی آتما سما گئی ہے۔ اس لیے سونیا نے پہلے ہی اسے اچھی طرح جتا دیا تھا کہ یہ غلطی کبھی نہ کرے اگر اس نے مسلمان عورت کو ہاتھ لگایا تو پھر اسے ساتواں جسم بھی نصیب نہیں ہوسکے گا۔

ایک سوال پریشان کر رہا تھا کہ وہ کب تک شازیہ سے دور رہ سکے گا۔ وہ تو اپنی کوششوں سے دور رہ سکتا تھا لیکن ایک کہاوت ہے کہ میں تو کمبل کو چھوڑنا چاہتا ہوں' لیکن کمبل ہی مجھے نہیں چھوڑ رہا ہے۔ اس کہاوت کے مطابق وہ شازیہ کو چھوڑ سکتا تھا لیکن شازیہ بار بار اس سے لپٹنے کے لیے آتی رہتی۔ وہ کب تک اس سے بچ سکتا تھا؟

ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ وہ کینسر کا مریض بن کر مسلسل تپسیا نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے خون میں زہر کی مقدار بڑھتی رہتی تو وہ تکلیف میں مبتلا ہو جاتا۔ اس طرح تپسیا جاری رکھنے کے قابل نہیں رہتا۔

وہ فرش پر بیٹھا دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچ رہا تھا "اے بھگوان میں کیا کروں؟ میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا ہے تو انترگیانی ہے۔ میری مصیبتوں کو سمجھ رہا ہے مجھے تھوڑی عقل دے کہ میں اس مصیبت سے نکل سکوں۔"

وہ دل ہی دل میں پرارتھنا کرتا رہا اور سوچتا رہا پھر اسے اچانک ہی اپنے چیلے (شاگرد) کی یاد آئی۔ بہت ذہین اور بڑی ہی لگن سے اس کی طرح تپسیا کرنے والا چیلا تھا۔ اس کا نام بھیا داس تھا۔ وہ آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے بڑی لگن سے تپسیا میں مصروف رہا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ ٹیلی پیتھی کا علم سیکھنے کے مراحل سے بھی گزرتا رہتا تھا۔ ایک بار اس نے کہا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی کے علم کو جلد ہی سیکھنے والا ہے۔ اسے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ کبھی کبھی کسی نہ کسی کے دماغ میں عارضی طور پر پہنچتا ہے پھر اس کی سوچ کی لہریں بھٹک جاتی ہیں۔ ابھی اس کی خیال خوانی میں پختگی نہیں آئی ہے۔

یہ بہت دنوں کی بات تھی۔ اب تو شاید اس نے ٹیلی پیتھی کا علم سیکھ لیا ہوگا اور شاید اس کی تپسیا بھی کسی حد تک مکمل ہوگئی ہوگی۔ اس نے بھیا کے متعلق سوچا پھر خیال خوانی کی پرواز کر کے اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

بھیا پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتا تھا لیکن اس وقت اس نے سانس نہیں روکی۔ وہ اپنے گرو کی سوچ کی لہروں کو خوب پہچانتا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے سر جھکا کر کہا "پرنام گرو دیو! آپ نے بڑی مدت کے بعد اپنے داس کو یاد کیا ہے۔ آپ آگیا دیں۔ میں آپ کی سیوا کرنا چاہتا ہوں۔"

"بھیا! میں بڑی مصیبت میں ہوں۔ بہت ہی مختصر کر کے اپنے بارے میں بتا رہا ہوں۔ میری کچھ مدد کرو۔"

"گرو دیو! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ اور مصیبت میں ہیں؟ میں تو اپنی جان کی بازی لگا دوں گا۔ مجھے بتائیں آپ کہاں ہیں اور میں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہوں؟"

نارنگ اسے اپنے حالات بتانے لگا۔ بھیا نے اس کی تمام روداد سننے کے بعد کہا "گرو دیو! آپ نے ٹھیک وقت پر اپنے داس کو یاد کیا ہے آپ کو یہ خوش خبری سناتا ہوں کہ میں نے سوچ یاترا (ٹیلی پیتھی) کی ودیا سیکھ لی ہے۔ میں کسی کے بھی دماگ میں پہنچ سکتا ہوں آپ حکم دیں۔ میں دن رات آپ کے کام آتا رہوں گا۔"

"دھنے ہو بھیا! تم سچ مچ ایک سچے چیلے ہونے کا ثبوت دے رہے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بلڈ کینسر والے مریض کے جسم سے مکتی حاصل کرلوں لیکن ساتویں جسم میں جاؤں گا تو میری آتما شکتی برائے نام رہ جائے گی۔ یعنی میں صرف خیال خوانی کے قابل رہوں گا اگر مجھے چالیس دنوں تک تپسیا کرنے کا موقع ملا تو تپسیا کر کے دوبارہ آتما شکتی حاصل کرلوں گا۔"

"گرو دیو! آپ جو چاہتے ہیں' وہ بھگوان کی کرپا سے جرور ہوگا۔ آپ جتنی جلدی ہوسکے' اس کینسر والے کا جسم چھوڑ دیں۔ کسی اچھے تندرست آدمی کے جسم میں جائیں۔ میں آپ کے ساتھ ساتھ رہوں گا۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا لیکن سونیا میرے راستے کی دیوار بن جاتی ہے جیسا کہ میں تمہیں اس کے متعلق اپنی روداد میں سب کچھ بتا چکا ہوں۔"

"میں مانتا ہوں' میڈم سونیا کی پہنچ بڑی دور تک ہے۔ وہ پتا نہیں کیسے کیسے ہتھکنڈوں سے آپ کے دماگ میں پہنچ جایا کرتی ہے اور اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ نے کب اور کہاں کس کا جسم حاصل کیا ہے۔"

"یہی مجھے اندیشہ ہے۔ جب میں ساتویں جسم میں جاؤں گا تو سونیا کو اس کی خبر ہو جائے گی۔ شاید وہ مجھے چالیس دنوں تک تپسیا کرنے کا موقع نہ دے۔"

"آپ نے کہا ہے کہ سونیا آپ کے راستے کی رکاوٹ بھی بنتی تھی لیکن آپ سے ہمدردی بھی کرتی تھی۔ اس نے آپ کو دوبارہ آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے تپسیا کرنے کا موکا دیا تھا۔ آپ اس سے ایک بار پھر پرارتھنا کریں کہ جب آپ ساتویں جسم میں رہ کر تپسیا کریں گے تو وہ آپ کے کام میں رکاوٹ نہیں بنے گی۔"

"ہاں میں سونیا سے کہوں گا۔ ابھی میں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کوئی اچھا سا صحت مند جسم دیکھ کر اس میں داخل ہو جاؤں گا۔"

"آپ ایسے جسم میں ہیں کہ اچانک آپ پر بیماری کا زبردست حملہ ہوسکتا ہے۔ ابھی آپ سوچ یاترا کے قابل ہیں تو اس سے پھائدہ اٹھائیں اور پہلے سونیا سے بات کریں۔ اگر اچانک بیماری حملہ کرے گی تو آپ سوچ یاترا کے قابل نہیں رہیں گے۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں ابھی سونیا سے بات کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر سونیا کی دماغ میں پہنچا وہ بولی "تم پھر آگئے۔ میں نے تمہیں منع کیا تھا۔"

"میں بہت مجبور ہو کر آیا ہوں۔ آپ کو کوئی تکلیف نہیں دوں گا۔ یہ بھی نہیں کہوں گا کہ میری مدد کریں۔"

"پھر کس لیے آئے ہو؟"

"یہ التجا کرنے آیا ہوں کہ میں اپنی کوششوں سے ساتویں جسم میں جا کر تپسیا کروں گا تو آپ کبھی مداخلت نہیں کریں گی۔"

"میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں' تمہارے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کروں گی۔ تمہارے اطمینان کے لیے صاف صاف کہہ دوں کہ ہم جناب تبریزی کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں اور ان کی ہدایت ہے کہ آئندہ ہم تمہارے کسی معاملے میں مداخلت نہ کریں۔ یہ ایسی بات ہے کہ تمہیں مطمئن ہو جانا چاہیے۔"

"دھنے ہو۔ آپ کو آپ کا خدا ہمیشہ خوش رکھے۔ جناب تبریزی صاحب کو بھی خوش رکھے۔ میں مطمئن ہو گیا ہوں آپ کا بہت بہت شکریہ۔"

وہ اس کے دماغ سے چلا آیا پھر بھیا کے دماغ میں پہنچ کر بولا۔ "بڑی خوشی کی بات ہے۔ جناب تبریزی نے سونیا سے کہا ہے' وہ میرے معاملات میں مداخلت نہ کرے اور جناب تبریزی کی ہدایت ایسی ہوتی ہے کہ کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ مجھے اس طرف سے اب کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ میں ساتویں جسم میں جا کر تمہاری مدد سے چالیس دنوں تک تپسیا کرنے کے قابل رہوں گا۔"

یہ بڑی کھشی کی بات ہے۔ آپ کے راستے سے بہت بڑی رکاوٹ دور ہو گئی ہے۔ آپ کے اس گھر میں جو آپ کی دھرم پتنی ہے۔ اسے بلائیں اور مجھے اس کی آواز سنائیں میں اس کے دماغ پر قبضہ جما لوں گا۔ آپ یہاں سے دھن دولت جو بھی لے جانا چاہیں' لے جائیں گے۔ میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ جب کبھی آپ پر بیماری کا حملہ ہوگا اور آپ سوچ یاترا کے قابل نہیں رہیں گے تو میں آپ کے پاس ڈھال بن کر رہوں گا۔"

وہ دونوں گرو اور چیلا منصوبہ بنانے لگے کہ کس طرح وہاں سے نکلا جائے گا پھر انہیں کس ملک میں کس شہر میں کسی ایسے جسم کو تلاش کرنا ہوگا جسے نہ کوئی بیماری ہو' نہ وہ کوئی قانون کا مطلوبہ مجرم ہو۔ وہ بالکل پرامن شہری ہو۔ اسے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی جانتا نہ ہو۔ ایسے کسی جسم میں داخل ہونے کے بعد وہ اپنے چیلے کی مدد سے چالیس دنوں تک تپسیا کر سکے گا۔

پھر ایک بار نارنگ کی قسمت کا ستارہ چمکنے والا تھا ویسے وہ حساس اور غیرت مند ہوتا تو مر جاتا لیکن وہ ایک بار پھر نئی نئی زندگیاں حاصل کر کے نئی نئی اذیت ناک ٹھوکریں کھانے کے راستے پر چل پڑا تھا۔

○☆○

جے تھری میں سے دو دوست جے فلو اور جے کافو فلورنس میں آگئے تھے۔ وہاں ایک بڑا سا بنگلا کرائے پر حاصل کر کے رہنے لگے تھے۔ ان کا تیسرا ساتھی جے سامو اپنی محبوبہ مونا کے ساتھ فلورنس سے تقریباً دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر ٹاؤن اریز میں گیا تھا۔ وہاں اس نے بھی ایک بنگلا رہائش کے لیے کرائے پر لیا تھا۔ اس بنگلے ... میں پہنچ کر مونا پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اس کے ذہن سے اس کے ماضی کو بھلا کر اس کے لب و لہجے کو بدل دیا تھا۔ یہ بات اس کے دماغ میں نقش کی تھی کہ اس کا محبوب جے سامو اکثر اسے چھوڑ کر کسی کام سے جایا کرے گا کوئی اہم کام نمٹانے کے لیے اسے کبھی ہفتے دو ہفتے اور کبھی مہینے دو مہینے لگ سکتے ہیں۔ لہٰذا جب تک اس کا سامو اس سے دور رہے تو اسے فکر مند نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی سامو سے یہ پوچھنا چاہیے کہ وہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے؟

اس طرح سامو نے اس کے ذہن سے اس کی پچھلی زندگی کو بھلا دیا پھر میک اپ کے ذریعے اس کے چہرے پر چند تبدیلیاں کیں۔ ان تبدیلیوں کے بعد کوئی اسے مونا کی حیثیت سے نہیں پہچان سکتا تھا۔ مونا نے اس کی معمولہ بننے کے بعد اس سے کبھی یہ نہیں پوچھا کہ وہ کیا کرتا ہے؟ اور اس کی آمدنی کے ذرائع کیا ہیں؟

جے سامو اپنے دونوں ساتھیوں سے دور ہوگیا تھا لیکن ٹیلی پیتھی جاننے والے دور ہونے کے باوجود دماغوں میں رہتے ہیں۔ اس طرح خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے کے اندر پہنچ کر دور ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی قربت حاصل کرتے رہتے ہیں۔

جے کافو اور جے فلو نے سامو کے دماغ میں آکر پوچھا "ہیلو سامو! زندگی کیسی گزر رہی ہے؟"

وہ خوش ہو کر بولا "زندگی پہلے ایسی خوب صورت نہیں تھی۔ میں کیا بتاؤں کہ مونا نے مجھے زندگی کا وہ حسین اور رنگین پہلو دکھایا ہے' جو اب تک میری نظروں سے اور میرے ذہن سے اوجھل تھا۔ جب سے مونا میری زندگی میں آئی ہے۔ تب سے میری عمر کے ایک ایک لمحے کو مسرتوں سے مالا مال کرتی جارہی ہے۔"

جے کافو نے کہا "ارے بھئی ہم نے تمہاری خیریت پوچھی تھی اور جواب میں تم شاعری کرتے جارہے ہو اگر ہم سنتے رہیں گے تو تم سناتے ہی چلے جاؤ گے۔"

جے فلو نے کہا "میں سامو کے دل و دماغ کی کیفیت کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں۔ کیونکہ میں بھی کسی کی زلفوں کا اسیر ہوں۔"

جے سامو نے کہا "یار کافو! تم بھی میری طرح اور جے فلو کی طرح کسی سے محبت کرو۔ پھر تمہیں پتا چلے گا کہ تم اپنی دنیا' اپنی زندگی کی کتنی بڑی خوش نصیبی سے محروم رہے تھے۔"

جے فلو نے کہا "میں بھی کافو سے یہی کہتا ہوں کہ ٹیلی پیتھی کا بہت بڑا ہتھیار ہمارے پاس ہے لیکن ہم اسے چھپائے رکھتے ہیں۔ دنیا کی بہت ہی خوشیوں سے اور بہت سی نعمتوں سے محروم رہتے ہیں لیکن ہمیں محبت جیسی نعمت سے محروم نہیں رہنا چاہیے۔"

"تم دونوں مجھے اپنے رنگ میں رنگنا چاہتے ہو مگر میں پتھر ہوں اور پتھر میں پھول نہیں کھلتے۔ تم نے اکثر دیکھا ہوگا خواہ کتنی حسین لڑکی سامنے سے گزر جائے۔ میں اسے ایک بار دیکھتا ہوں پھر دوسری بار کبھی نہیں دیکھتا۔"

"کسی کو دیکھنے سے یا اپنے دل کو کسی کی طرف جبراً مائل کرنے سے محبت نہیں ہوجاتی۔ محبت تو بے اختیار ہوتی ہے اور جب ہوتی ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اچانک دل کی دنیا کیسے بدل گئی؟"

"جب دل کی دنیا میں انقلاب آئے گا تو دیکھا جائے گا۔۔۔ فی الحال تم دونوں عاشق دیوانے ہو۔ مجھے تو ہوش مند رہنے دو۔ دیوانگی کے عالم میں تم میں سے کسی نے غلطی کی تو میں اسے سنبھال سکوں گا۔"

"کافو! تم اٹھائیس برس کے ہوچکے ہو۔ پتا نہیں تمہارا دل و دماغ کیسا ہے۔ تم پھول' خوشبو' رنگ' دھنک' رنگ ترنگ ... مستی اور وجودِ زن سے ہے کائنات میں رنگ والی باتوں سے ... نہیں ہوتے ہو۔ تم ان لوگوں میں سے ہو جنہیں زبردستی ... لے جاتے ہیں اور کسی عورت سے شادی کردیتے ہیں پھر نہ تم ... سے محبت کرپاتے ہو' نہ تمہارے اندر کسی قسم کے عشق کی ... بھڑکتی ہے۔ جس انجانی عورت سے تمہاری شادی کروا دی ... ہے۔ اسی کو ساری عمر بھگتتے رہتے ہو۔"

"تم لوگوں نے پہلے حسن و شباب اور زندگی کی رنگین ... پڑھ کر سنا دی' مجھ پر اثر نہیں ہوا۔ اب مجھے طعنے دے رہے ... کوئی بات نہیں یاروں کے طعنے بھی برداشت کرلوں گا لیکن ... انہونی ہے اسے ہونی کرنے میں وقت ضائع نہ کرو۔ جب سامو ... اپنا گھر بسالیا ہے تو تم بھی اپنا گھر بساؤ۔ ہم تمہارا ساتھ دیں گے ... بتاؤ کہ تمہاری وہ محبوبہ کون ہے؟"

سامو نے پوچھا "یار فلو! یہ بتاؤ' وہ تمہیں لفٹ دیتی ہے ... نہیں؟"

"کیا مجھ میں کوئی کمی ہے کہ کوئی حسینہ مجھے لفٹ نہ دے؟"

"یہ بات نہیں ہے۔ میں نے یہ سوچ کر پوچھا' اگر تم نے ... ٹیلی پیتھی کے ذریعے مائل کیا ہے تو پھر وہ محبت نہیں ہوگی ... ہوگا۔"

جے فلو نے کہا "ہم تینوں کا مزاج ایسا ہے کہ ہم خود پر ... کرلیتے ہیں لیکن کسی دوسرے پر جبر نہیں کرتے۔ میرا اس سے ... بار سامنا ہوا۔ ہم نے دور دور سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ا... وقت وہ بے اختیار مجھے نظریں چرا چرا کے دیکھتی رہی تھی۔"

"صرف آنکھوں سے دیکھتی رہی یا دل سے بھی دیکھتی رہی؟"

"میں نے ایک بار اس کی آواز سنی پھر اس کے دماغ میں ... کر خیالات پڑھے' پتا چلا کہ وہ میری طرف مائل ہوچکی ہے۔ ... بہت پسند کرنے لگی ہے اور چاہتی ہے کہ میں اس سے باتیں کر... میں پہل کروں۔"

"تو پھر تم نے اس سے باتیں کیں؟"

"موقع ہی نہیں ملا۔ میرا مطلب ہے' ان دنوں ہم بہت ... رہتے تھے۔ دوستوں اور دشمنوں سب ہی سے چھپ کر رہنے ... منصوبے پر عمل کررہے تھے۔ اس لیے میں نے اس کے پاس جا... گفتگو نہیں کی۔ یہ سوچ کر صبر کرلیا کہ اس کے دماغ میں پہنچ ... ہوں۔ جب بھی ضرورت ہوگی تو اس کا پتا ٹھکانا معلوم کر کے ا... کے پاس پہنچ جاؤں گا۔"

"چلو اس کا پتا ٹھکانا تو معلوم ہے۔ اب اس کے دماغ میں ... وقت بھی پہنچ سکتے ہو یہ بتاؤ وہ کون ہے اور کہاں رہتی ہے؟"

ہم جھیل کے کنارے والے شہر لیمون سل گردا میں رہتے ... تھے۔ اسی جھیل کے کنارے والے بڑے شہر ڈی سیزانو میں وہ رہتی ... ہے۔ سیر و تفریح کے لیے ہمارے چھوٹے سے ٹاؤن میں آئی تھی۔ ... میں نے اسے دیکھا تھا پھر ایک بار ہمارے ٹاؤن میں میلا دیکھنے آئی تھی۔ اس طرح میں نے اسے دوبار دیکھا ہے۔"

جے سامو نے کہا "دوبار ملاقات ہوئی۔ تم دور سے آنکھیں سینکتے رہ گئے۔ بات آگے نہیں بڑھائی۔ تم دیکھ رہے ہو کہ میں مونا کے ساتھ گھریلو ازدواجی زندگی گزار رہا ہوں۔ پھر تم کیوں دیر کررہے ہو؟"

جے کافو نے کہا "جو سامو نے کیا ہے۔ وہی تم بھی کرو۔ ہماری زندگی میں ان عورتوں کی وجہ سے رونق آجائے گی۔ میں تم دونوں کی خوشگوار گھریلو ازدواجی زندگی دیکھ کر خوش ہوتا رہوں گا۔"

"جیسے گھر کے بڑے بزرگ دیکھ کر خوش ہوتے رہتے ہیں۔"

"فار گاڈ سیک تم دونوں مجھ سے نہ عشق کرنے کی فرمائش کرو اور نہ مجھ سے یہ توقع رکھو کہ میں ابھی شادی کروں گا۔ ابھی تو صرف جے فلو سے کہہ رہا ہوں۔ سامو نے اپنا گھر بسالیا۔ اب فلو کو بھی یہی کرنا چاہیے اور ابھی کرنا چاہیے۔"

جے فلو نے پوچھا "کیا کہہ رہے ہو' ابھی کیا کروں میں؟"

"کرنا کیا ہے پہلے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرو' وہ کہاں ہے؟ کیا کررہی ہے؟ یہ بھی معلوم کرو' وہ تمہارے بارے میں کچھ سوچتی بھی ہے یا نہیں؟"

جے فلو شرماتے ہوئے اور ہچکچاتے ہوئے بولا "وہ۔۔۔ وہ مجھے ہمیشہ یاد کرتی رہتی ہے اور تصور میں میری صورت دیکھتی رہتی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے تم برابر اس کے دماغ میں جاتے رہتے ہو؟"

"ہاں مگر خاموشی سے جاتا ہوں اسے پتا بھی نہیں چلتا۔ اس کے خیالات پڑھ کر بہت مزہ آتا ہے اور میں اس کی محبت کو اپنے لیے صرف اپنے لیے دیکھ کر بڑا فخر محسوس کرتا ہوں۔"

"ارے تو پھر دیر کیوں کررہے ہو؟ ابھی اس کے دماغ میں جاؤ۔ پہلے خاموشی سے معلومات حاصل کرو پھر اس سے فون پر رابطہ کرو۔ اس سے پوچھو کیا وہ تمہارے ساتھ رہنے کے لیے اپنے گھر والوں کو چھوڑ سکتی ہے؟"

"میں ابھی جاتا ہوں پھر خیال خوانی کے ذریعے واپس آکر فون کے ذریعے اس سے رابطہ کروں گا۔ ویسے تم دونوں چاہو تو میرے ذریعے دماغ میں بھی پہنچ کر اس کے خیالات اور جذبات جو میرے لیے ہیں' وہ معلوم کرسکتے ہو۔"

جے کافو نے کہا "نہیں یہ ہر انسان کا ذاتی معاملہ ہوتا ہے۔ ہم تینوں گہرے دوست ہیں لیکن اس معاملے میں ہمیں ذرا سی راز داری برتنا چاہیے کیونکہ جو عورتیں ہم سے محبت کرتی رہیں گی ہمیں ان کی عزت اور شرم کا بھی لحاظ کرنا ہوگا۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنی محبوبہ ہیلو ریٹا کے پاس گیا پھر تھوڑی دیر بعد واپس آکر بولا "وہ یہیں فلورنس میں تفریح کے لیے آئی ہے۔ یہاں کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں ہے۔"

"معلوم ہوتا ہے بہت امیر کبیر ہے۔ ہمیشہ تفریح کرتی رہتی ہے۔ جب ہم لیمون سل گردا میں تھے تو وہاں بھی تفریح کرنے آئی تھی۔ فلورنس جیسے خوب صورت شہر میں بھی تفریح کرنے کی غرض سے آئی ہے۔ معلوم تو کرو آخر وہ کون ہے؟ کیا کرتی ہے؟ اور اس کی آمدنی کے ذرائع کیا ہیں؟"

"میں معلوم کرچکا ہوں۔ اس کا بھائی امریکا میں رہتا ہے۔ اس نے ایک برس پہلے اسے دس کروڑ ڈالر دیے تھے اور کہا تھا کہ خوب عیش کرو۔ کسی کی محتاج بن کر نہ رہو۔ کوئی تمہیں پسند آجائے تو مجھے بتانا' میں اس سے تمہاری شادی کرا دوں گا۔"

"دس کروڑ ڈالر کوئی معمولی رقم نہیں ہے اس کا بھائی تو بہت ہی رئیسِ اعظم ہوگا۔ معلوم کرو وہ کیا کاروبار کرتا ہے؟"

"وہ نہیں جانتی تقریباً دس ماہ گزر چکے ہیں۔ اس کا بھائی اس سے دور رہتا ہے۔ کبھی کبھی ٹیلی فون کے ذریعے اس سے رابطہ کرتا ہے اس کی خیریت معلوم کرتا ہے اور اسے تسلیاں دیتا ہے کہ وہ جلد ہی آئے گا اگر اسے دولت اور جائیداد کی کمی ہو تو وہ اسے پورا کرتا رہے گا۔"

"کیا وہ صرف بہن اور بھائی ہیں۔ ان کے ماں باپ اور دوسرے رشتے دار نہیں ہیں؟"

"ماں باپ نہیں ہیں۔ دور کے رشتے دار ہیں لیکن وہ اپنے رشتے داروں سے دور رہتی ہے کبھی کوئی خوشی کی تقریب ہو تو ان سے ملنے چلی جاتی ہے۔ جب سے بھائی گیا ہے وہ تنہا ڈی سیزانو کے ایک خوب صورت بنگلے میں رہ رہی ہے۔ تفریح کی غرض سے مختلف مقامات کی سیر کرتی رہتی ہے اور اب اسی سلسلے میں فلورنس میں آئی ہوئی ہے۔"

جے سامو نے کہا "اسے کہتے ہیں دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ تم کافو کے ساتھ فلورنس میں پہنچے ہو۔ وہ بھی وہاں پہنچ گئی ہے۔ اب سوچتے کیا ہو۔ ٹیلی فون کے ذریعے رابطہ کرو۔"

جے فلو نے اس کے پاس آکر خیال خوانی کے ذریعے اس کے ہوٹل کا کمرا نمبر اور ٹیلی فون نمبر معلوم کیا پھر دماغی طور پر حاضر ہو کر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد رابطہ قائم ہوگیا۔ دوسری طرف سے ہیلو ریٹا نے پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

"میں فی الحال ایک اجنبی ہوں لیکن ہم ایک دوسرے کو تقریباً دو ماہ سے جانتے ہیں۔ ہم نے دوبار ایک دوسرے کو لیمون سل گردا میں دیکھا ہے اگرچہ تم مجھ سے ذرا دور دور تھیں مگر تمہاری نظروں نے اور تمہاری اداؤں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ تم مجھے دل و جان سے چاہتی ہو۔ میں تمہیں پسند کررہا ہوں اور تم مجھے پسند کرنے لگی ہو۔"

ہیلو ریٹا تھوڑی دیر تک چپ رہی پھر بولی "میں ایک اجنبی کو دل و جان سے چاہتی ہوں۔ جب سے اسے دیکھا ہے' پتا نہیں مجھے

کیا ہوگیا ہے میں دن رات اس کے بارے میں سوچتی ہوں اور اپنے دل سے پوچھتی ہوں 'کیا وہ بھی مجھے یاد کررہا ہوگا؟"

جے فلو نے کہا "ہاں وہ بھی یاد کرتا رہتا ہے اور اس وقت بھی تمہیں اس فون کے ذریعے یاد کررہا ہے۔ تمہیں دیکھ نہیں رہا ہے مگر تمہاری آواز سن رہا ہے۔"

"میں کیسے یقین کروں کہ تم وہی ہو؟"

"جب کبھی مجھے سامنے دیکھو گی تو یقین آجائے گا۔"

"میں ایسے ہی خوش نصیب لمحات کے انتظار میں ہوں۔"

"تمہارا آئیڈیل یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ تم اسے کس قدر چاہتی ہو؟ کیا تم اس کے لیے اپنا سب کچھ یعنی کہ اپنے رشتے دار اپنا گھر چھوڑ کر اس کے ساتھ رہ سکتی ہو؟"

"تم کوئی نئی بات نہیں کہہ رہے ہو۔ دنیا کی سب ہی لڑکیاں یہی کرتی ہیں۔ اپنے آئیڈیل کے لیے' اپنے جیون ساتھی کے لیے اپنے رشتے داروں کو چھوڑ کر اس کے گھر چلی جاتی ہیں۔"

"ہاں مگر اپنے میکے والوں سے کبھی نہ کبھی ملتی رہتی ہیں لیکن میں چاہتا ہوں' ایک بار میرے پاس آنے کے بعد پھر کبھی اپنے میکے والوں کے پاس نہ جاؤ۔"

"تمہارے چاہنے یا نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ مجھ سے صرف میرے آئیڈیل کی بات کرو اگر میرا آئیڈیل مجھے دل و جان سے چاہتا ہے تو وہ کبھی یہ نہیں چاہے گا کہ مجھے میرے میکے والوں سے جدا کردے جبکہ میرے میکے والوں میں میرا صرف ایک ہی بھائی رہ گیا ہے۔"

"تمہارا وہ بھائی کیا کرتا ہے؟ اور کہاں رہتا ہے؟"

"میں نے اپنے بھائی سے کبھی نہیں پوچھا۔ ویسے ہم اتنے دولت مند ہیں کہ اپنی دولت اور جائیداد کا حساب کسی کو بتانا ضروری نہیں سمجھتے۔"

"جو آئیڈیل تمہاری زندگی میں آئے گا' وہ ضرور معلوم کرنا چاہے گا کہ تمہارا بھائی کون ہے اور کیا کرتا ہے؟"

"جب وہ میری زندگی میں آئے گا تو میرے برادر اسے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیں گے۔"

"جو تمہاری زندگی میں آنے والا ہے۔ وہی تم سے کہہ رہا ہے۔ پہلے اس بات کا وعدہ کرو کہ اس کی خاطر تم ساری دنیا کو چھوڑ دو گی۔ صرف اس کے ساتھ ایک علیحدہ زندگی گزارو گی پھر کسی سے تعلق نہیں رکھو گی۔"

اسی وقت ہیلو ریٹا کے موبائل فون سے بزر کی آواز ابھرنے لگی۔ وہ بولی "جسٹ اے منٹ' میں ابھی بات کرتی ہوں۔"

اس نے اپنے موبائل فون کو آن کیا پھر اسے کان سے لگا کر بولی "ہیلو کون ہے؟"

"ہیلو ریٹا میں ہوں تمہارا برادر!"

وہ خوش ہو کر بولی "اوہ برادر تم کہاں ہو۔ میں تمہیں یاد کرتی رہتی ہوں۔ آخر مجھ سے اتنی دور کیوں رہتے ہو؟"

کچھ مجبوریاں ہیں۔ بہت اہم کام میں مصروف ہوں۔ ابھی نہیں آسکتا لیکن جلدی آؤں گا۔"

"تم نہیں آسکتے تو مجھے اپنے پاس بلالو۔"

"اگر بلانا ہوتا تو بہت پہلے ہی بلالیا ہوتا۔ صبر سے ذرا انتظار کرو میں جلد ہی تمہارے پاس آؤں گا۔ بائے دی وے یہ تم سے کون شخص فون پر باتیں کررہا ہے۔"

وہ حیرانی سے بولی "یہ۔ یہ آپ کیسے جانتے ہیں؟"

"جو میں پوچھ رہا ہوں' اس کا جواب دو۔"

"برادر! میں نے لیمون سل گردا میں ایک جوان کو دیکھا تھا وہ مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے بارے میں دن رات سوچتی رہتی ہوں میں نے یہ بھی سوچ رکھا ہے کہ آپ آئیں گے تو میں اس کا ذکر آپ سے کروں گی۔"

"وہ شخص کون ہے؟ اور کیسا ہے؟ کیا تم جانتی ہو؟"

"نہیں۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ ابھی فون پر مجھ سے باتیں کررہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ وہی میرا آئیڈیل ہے۔"

"یہ کیسا آئیڈیل ہے کہ تمہیں مجھ سے دور کرنا چاہتا ہے تمام رشتے داروں سے دور کرنا چاہتا ہے؟ اور شرط عائد کررہا ہے کہ اس سے شادی کرنے کے بعد تم کسی سے ملاقات نہیں کرو گی۔ اس طرح اس کی خودغرضی ظاہر نہیں ہوتی ہے؟ کیا یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ وہ کوئی اچھا آدمی نہیں ہے اگر اچھا ہوتا تو تمہارے میکے والوں سے تمہیں دور کردینے کی کوشش نہیں کرتا۔"

"برادر! میں نہیں جانتی کہ فون پر وہی بول رہا ہے یا کوئی اور شخص ہے۔"

"تو پھر تمہیں جاننا چاہیے۔ اس سے کہیں ملاقات کا وقت مقرر کرو میں اپنے آدمیوں سے کہوں گا کہ وہ فلورنس میں تمہاری نگرانی کریں اگر وہ غلط آدمی ہوگا تو اسے اس کی غلطیوں کی اسی وقت سزا دیں۔"

"برادر! تم کیسی پراسرار زندگی گزار رہے ہو؟ مجھ سے ملاقات نہیں کرتے ہو اور کہہ رہے ہو کہ تمہارے آدمی میری نگرانی کررہے ہیں۔ کیا اس ہوٹل کے کمرے کے اندر بھی میری نگرانی کررہے ہیں؟"

"یہ کیا کہہ رہی ہو؟ کیا ہوٹل کے بند کمرے میں کوئی تمہاری نگرانی کرنے آسکتا ہے؟"

"اگر نہیں آسکتا ہے تو آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا' وہ فون پر مجھے اپنے میکے والوں سے دور کردینے کی کوشش کررہا ہے؟"

"دیکھو زیادہ باتیں نہ کرو۔ میرے اپنے ذرائع ہیں میں تمہاری بہت سی باتیں معلوم کرلیتا ہوں۔ اسی لیے تمہیں کہتا ہوں کہ ایک اچھی زندگی گزار رہی ہو۔ تمہارے پاس مال و دولت کی کمی نہیں ہے۔ سیرو تفریح کرتی ہو اور خوش رہتی ہو۔ یہ دیکھ کر مجھے اطمینان رہتا ہے۔ ابھی تم نے اسے فون پر انتظار کرنے کے لیے کہا ہے۔ اس سے بات کرو اور ملاقات کا کہیں وقت مقرر کرو۔ میں اس کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ بس اب میں فون بند کررہا ہوں تم اس سے باتیں کرو۔"

اس کے بعد برادر نے فون کا رابطہ ختم کردیا۔ وہ موبائل فون آف کرکے ایک طرف رکھتی ہوئی ریسیور اٹھا کر کان سے لگا کر بولی۔ "ہیلو کیا تم موجود ہو؟"

"میں تم سے دل بھر کر باتیں کیے بغیر کہاں جاسکتا ہوں؟"

"خوب باتیں کرنا چاہتے ہو تو مجھ سے فلورنس میوزیم کے پیچھے والے گارڈن میں ملاقات کرو۔ میں ایک گھنٹے بعد وہاں تمہارا انتظار کروں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ایک گھنٹے بعد گارڈن کے فوارے کے قریب آؤں گا۔ ویٹس آل!"

اس نے رابطہ ختم کردیا پھر خیال خوانی کے ذریعے جے سامو سے بولا "تم میرے دماغ میں آؤ۔ میں کافو سے اہم باتیں کررہا ہوں۔"

سامو اس کے دماغ میں آگیا۔ جے فلو نے کافو سے کہا "کہا جاتا ہے کہ سر منڈاتے ہی اولے پڑے تو اپنی محبوبہ سے محبت کا آغاز کرتے ہی مصیبت کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔"

"کیسی مصیبت؟"

"میں ابھی اس سے فون پر باتیں کررہا تھا۔ اچانک اس کے موبائل فون سے اس کے بھائی نے رابطہ کیا پھر پوچھنے لگا کہ فون پر اس سے کون گفتگو کررہا ہے؟"

جے کافو نے پوچھا "اس کے بھائی کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ ہوٹل کے بند کمرے میں تم سے فون پر باتیں کررہی ہے؟"

"یہی تو حیرانی کی بات ہے۔ اس بات پر ہیلو ریٹا کو بھی حیرانی ہوئی اس نے بھائی سے پوچھا کہ یہ راز وہ کیسے جانتا ہے۔ تب اس نے کہا اس سے بحث نہ کی جائے وہ اپنے معلومات کے ذرائع رکھتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ میں اسے اس کے بھائی سے جدا کرکے اس کے میکے والوں سے دور اپنے ساتھ کہیں روپوشی کی زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔"

"یار فلو! اس سے تو صاف ظاہر ہورہا ہے کہ اس کا بھائی ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اپنی بہن کے دماغ میں آتا جاتا رہتا ہے۔ اس نے اس کے دماغ میں رہ کر تمہاری فون والی گفتگو سنی ہے۔"

جے کافو یہ کہتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہوگیا پھر بولا "فلو! یہاں خطرہ ہے اگر وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے تو اسے معلوم ہوچکا ہوگا کہ ہم اس شہر کے اس بنگلے میں رہتے ہیں۔ وہ ہمیں کسی طرح گھیر سکتا ہے۔ یہاں اس کے آلہ کار موجود ہوں گے۔ دانش مندی یہ ہے کہ ہم سب یہاں سے نکل چلیں۔"

انہوں نے جلدی جلدی اپنے اپنے سفری بیگ میں تمام ضرورت کا سامان رکھا پھر وہاں سے نکل پڑے اس بنگلے سے بہت دور آنے کے بعد جے سامو نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "واہ یار! تم نے بھی کس لڑکی سے دل لگایا ہے۔ وہ تو ہمارے لیے خطرات پیدا کرنے لگی ہے۔"

جے فلو نے کہا "مجھے کیا معلوم تھا کہ اس کا بھائی ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔"

جے کافو نے کہا "اب ہم کسی ایک خوب رو اور اسمارٹ جوان کو اپنا آلہ کار بنائیں گے۔ ہم تینوں اس کے دماغ میں رہ کر اسے اپنے قابو میں رکھیں گے اور ہیلو ریٹا کا آئیڈیل بنا کر اس گارڈن میں بھیجیں گے۔"

"یہی کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس کا بھائی ضرور اپنے ماتحتوں کے ذریعے اس گارڈن میں پہنچے گا اور پھر پتا نہیں ہونے والے بہنوئی کے خلاف کیا طریقہ کار اختیار کرے گا۔ یہ ہم دیکھیں گے۔"

فلورنس میوزیم کے قریب ہی ایک خوب رو اور قد آور شخص نظر آیا جے فلو نے اسے مخاطب کیا "ہیلو مسٹر! کیا آپ سگریٹ پیتے ہیں؟"

"سوری میں سگریٹ نہیں پیتا۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے۔ ہم لوگوں سے یہی پوچھتے پھرتے ہیں اگر کوئی سگریٹ پیتا ہے تو اسے سمجھاتے ہیں کہ وہ سست رفتاری سے زہر پی رہا ہے سگریٹ نوشی اس کی عمر کم کرتی جارہی ہے۔"

جے کافو کی باتوں کے دوران میں جے سامو اور جے فلو نے اس شخص کے دماغ پر قبضہ جمالیا پھر کافو بھی اس کے دماغ میں آگیا وہ تینوں اسے لے کر فلورنس میوزیم کے پیچھے والے گارڈن میں آگئے۔ ہیلو ریٹا مقررہ وقت کے مطابق آگئی تھی اور فوارے کے پاس ایک بینچ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ اجنبی اس کے پاس پہنچ گیا "جے فلو نے اس کی زبان سے کہا ہیلو۔ ہیلو ریٹا ویسے تمہارا نام بھی خوب ہے۔ کسی کو بھی مخاطب کرتے وقت ہیلو کہا جاتا ہے اور تمہارے نام کے آگے ہی مخاطب کرنے سے پہلے ہیلو لگا ہوا ہے۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی پھر بولی "کیا تم وہی ہو؟"

"ہاں میں وہی ہوں ابھی ایک گھنٹا پہلے تم سے فون پر باتیں کررہا تھا۔"

"اور تم نے فون پر دعویٰ کیا تھا کہ تم میرے آئیڈیل ہو جبکہ نہیں ہو۔"

"میں سمجھ رہا ہوں تم نے جھیل کنارے لیمون سل گردا میں جس آئیڈیل کو دیکھا تھا اس کی صورت میری جیسی نہیں ہے۔"

ایسے ہی وقت تین شخص ان کے قریب آگئے۔ ایک نے کہا۔ "ہم سب کی جیبوں میں ریوالور ہیں اور تم ان کے نشانے پر ہو۔ ہمارے ساتھ خاموشی سے چلو۔"

ہیلو ریٹا نے ان تینوں سے پوچھا "تم سب کون ہو؟"

ایک نے کہا "مس' ہم آپ کے برادر کے نمک خوار اور

آپ کے سیکورٹی گارڈ ہیں یہ شخص بہروپیا ہے۔ ہم اس سے تنہائی میں کچھ باتیں کریں گے۔"

جے کافو نے جے فلو سے کہا "تم ہیلوریٹا کے پاس جا کر اس سے باتیں کرو۔ میں اس آلۂ کار کو ان تینوں کے ساتھ لے جا رہا ہوں اور سامو جب تک اپنا یار، فلو اپنی اس محبوبہ کے ساتھ رہے اس وقت تک تم اس کی محبوبہ کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمائے رکھو تاکہ اس کا برادر اس کے دماغ میں آ کر ہمارے دوست کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔"

اس پلاننگ کے تحت جے کافو اس اجنبی کے دماغ میں رہ کر ان تینوں کے ساتھ گارڈن میں دور ایک طرف آیا پھر اس نے اسی اجنبی کے دماغ میں ایک اجنبی آواز سنی یعنی ہیلوریٹا کا بھائی بول رہا تھا "تم کون ہو اور اس اجنبی شخص کو اپنا آلۂ کار بنا کر میری بہن کے پاس کیوں لائے ہو؟"

جے کافو نے کہا "میرا ایک دوست تمہاری بہن کو دل و جان سے چاہتا ہے لیکن ہم نے یہ اندازہ کیا کہ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ تم نے میرے دوست کو ٹریپ کرنے کے لیے اپنی بہن کے ذریعے اسے اس گارڈن میں بلایا ہے۔ لہٰذا ہم بھی بہت محتاط ہو کر آئے ہیں۔"

"اچھا تو تمہارا دوست میری بہن سے محبت کرتا ہے۔ اب میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تم صرف دو دوست نہیں ہو بلکہ تین ہو اور تم جے تھری ہو۔"

"ہم انکار نہیں کریں گے۔ بے شک ہم جے تھری ہیں۔ اب تم اپنے بارے میں بتاؤ۔"

"میں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک ہوں اگر مجھے دشمن نہ سمجھو تو دوست بن کر میری باتیں سنو۔ میرے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کی بات کوئی نہیں ہوگی کہ میری بہن کی زندگی میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا۔۔۔ جیون ساتھی آئے۔ وہ جیون ساتھی میری بہن کو مکمل تحفظ دے اور اس کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دے۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو۔ اس لیے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے خود ہی مصائب میں مبتلا رہتے ہیں۔"

"تم تھری جے میں سے کوئی ایک بھی ایسی غلطی نہیں کرتا ہے اس لیے تم تینوں کبھی دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے شکنجے میں آسانی سے نہیں آؤ گے۔"

"جب تم سمجھتے ہو کہ ہم اپنے بہترین طریقۂ کار کے ذریعے محفوظ رہتے ہیں اور کسی کے غلام بن کر نہیں رہتے تو پھر تم بھی ایسی زندگی کیوں نہیں گزارتے ہو؟"

"میرے لیے بہت دیر ہو چکی ہے اگر ابتدا سے میں تم تینوں کا ساتھی ہوتا تو تمہاری طرح ایک آزادانہ زندگی گزارتا رہتا لیکن میں مصائب میں مبتلا رہتا ہوں۔ پہلے جیکی اولڈ کا غلام بنا رہا پھر پارس اور پورس کے زیرِ اثر رہا۔ اب امریکی اکابرین کی پناہ میں آگیا ہوں۔ یہاں میں آزاد تو ہوں لیکن پابندی ہے کہ آرمی ہیڈ کوارٹر سے باہر نہیں جا سکتا۔"

"کیا تم اپنا نام بتانا پسند کرو گے؟"

"میرا نام کینی بال ہے اور میرے ساتھی کا نام لیزی کارل ہے۔ ہم آزاد ہوتے ہوئے بھی تم تینوں کی طرح آزاد نہیں ہیں۔"

"اگر تم وہاں سے نکلنا چاہو تو ہم تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔"

"اس سے اچھی بات کیا ہوگی۔ میری بہن کا رشتہ ہونے سے پہلے ہمارے درمیان اعتماد کا رشتہ قائم ہو جائے گا۔ میں تم لوگوں کی مدد سے اپنی بہن کے پاس پہنچ جاؤں گا تو پھر میری طرح کا خوش نصیب کوئی اور نہیں ہوگا۔"

"تمہاری باتوں سے خلوص اور نیک نیتی جھلک رہی ہے لیکن ہم اتنی جلدی بھروسا نہیں کریں گے۔ تمہاری مدد کرنے کے دوران میں ہم تینوں پہلے کی طرح روپوش رہا کریں گے۔ تم ہمارا سراغ نہیں لگا سکو گے اور نہ ہی لگانے کی کوشش کرو گے۔"

"میں اپنی پیاری اور لاڈلی بہن کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کبھی تم لوگوں کے خلاف نہیں سوچوں گا اور نہ ہی تم لوگوں کی غفلت سے کوئی فائدہ اٹھاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے ہم اپنے دوست کو سمجھائیں گے۔ تم اپنی بہن کو سمجھاؤ کہ جب تک تم وہاں سے نکل نہیں آؤ گے، اس وقت تک وہ دونوں ایک دوسرے سے ملاقات نہیں کریں گے۔"

"میں ابھی اپنی بہن کو سمجھاؤں گا۔"

ان کا خیال خوانی کا رابطہ ختم ہو گیا۔ جے کافو نے اپنے دوست کے پاس آ کر کہا "فلو! تم ہیلوریٹا سے صاف صاف کہہ دو کہ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو اور اس کا بھائی بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ ابھی اس کا بھائی اس کے دماغ میں آ کر اس سے باتیں کرنے والا ہے۔ جب وہ بہن بھائی باتیں کرنے لگیں تو تم میوزیم کے سامنے چلے آنا۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔"

پھر اس نے جے سامو سے کہا "سامو! میرے دماغ میں آجاؤ۔ تھوڑی دیر بعد جے فلو آئے گا تو ہم موجودہ صورتِ حال پر غور کریں گے۔"

جے فلو، ہیلوریٹا سے بولا "میں تم سے ایک اہم اور راز کی بات کہنا چاہتا ہوں۔ تم نے مجھے صورت سے تو پہچان لیا ہے، میں وہی ہوں، جو تمہیں دور ہی دور سے دیکھتا رہا۔ لیکن یہ نہیں جانتی ہو کہ میں اور میرے دو دوست ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

وہ حیرانی سے بولی "واقعی؟ کیا تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟ میرے دماغ میں بھی آ کر بول سکتے ہو؟"

"میں تمہارے دماغ میں بھی آ کر بول سکتا ہوں اور تمہیں یہ سن کر حیرانی ہوگی کہ تمہارا بھائی بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور ابھی تمہارے دماغ میں آ کر باتیں کرنے والا ہے یا شاید تمہارے دماغ میں آچکا ہے۔"

ہیلوریٹا نے اپنے دماغ میں اپنے بھائی کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا "ہیلوریٹا! میں تمہارا بھائی کینی بال بول رہا ہوں۔ تمہیں حیرانی ہوگی لیکن تمہارا یہ محبوب جو کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے۔ یہ بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور میں بھی جانتا ہوں۔ آج تک میں نے یہ بات اس لیے چھپا رکھی تھی کہ تمہیں معلوم ہوتا اور کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا تمہارے دماغ میں آتا تو میری بہن ہونے کے باعث تمہیں کسی طرح بھی نقصان پہنچاتا۔ اب مجھے اطمینان ہے۔ تم نے جیون ساتھی کے لیے جس کا انتخاب کیا ہے وہ اور اس کے دو دوست ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور بہت ذہین ہیں۔ دشمنوں سے محفوظ رہنے کے طریقوں پر عمل کرتے رہتے ہیں۔"

وہ جے فلو سے بولی "تم ٹھیک کہہ رہے تھے۔ میں اپنے دماغ میں برادر کی آواز سن رہی ہوں۔"

پھر وہ اپنے برادر سے بولی "تم نے اپنی بہن کو یہ کبھی نہیں بتایا کہ تم کہاں ہو اور کیا کرتے ہو؟"

"میں نے جے فلو اور اس کے دونوں ساتھیوں کو بتا دیا ہے کہ میں مصائب میں مبتلا رہتا ہوں۔ اسی لیے تم سے گفتگو کرنے کے سلسلے میں محتاط اور تم سے بہت سی باتیں چھپاتا ہوں۔ اب اطمینان ہو رہا ہے کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے محبوب کی موجودگی میں تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔"

وہ بولی "آج اچانک بہت ساری باتیں مجھے حیران بھی کر رہی ہیں اور خوشی بھی ہو رہی ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ صرف تم ہی نہیں، میرا ہونے والا جیون ساتھی بھی میرے بھائی سے کم نہیں ہے۔"

کینی بال نے کہا "ہیلوریٹا! تم بہت خوش نصیب ہو لیکن تم لوگوں کو کچھ عرصے تک جدا رہنا پڑے گا اور میں تمہارے ذریعے جے فلو سے کہہ رہا ہوں کہ اب وہ یہاں سے جائے بعد میں اس سے گفتگو ہوگی۔"

جے فلو نے رخصت ہوتے وقت ہیلوریٹا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر کہا "ہم عارضی طور پر جدا ہوں گے پھر خدا کی مرضی ہوگی تو جلد ہی ایک دوسرے کے شریکِ سفر بن جائیں گے۔"

اس کے بعد وہ جدا ہو گئے۔ جے فلو میوزیم کے باہر آیا۔ وہاں جے کافو انتظار کر رہا تھا اور جے کافو کے دماغ میں جے سامو موجود تھا۔ ان تینوں کی توقعات کے خلاف حالات کا رخ بدل گیا تھا۔ انہیں یہ فیصلہ کرنا تھا کہ ہیلوریٹا کے بھائی کینی بال پر کس حد تک بھروسا کیا جا سکتا ہے؟ اور بھروسا کرنے کے لیے یہ لازمی تھا کہ بہت محتاط ہو کر اسے آزمایا جائے۔

جب تک کینی بال امریکی اکابرین کی قید سے رہائی حاصل نہ کر لیتا اور ان تینوں کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو جاتا۔ اس وقت تک ان کے درمیان بات نہیں بن سکتی تھی۔

ان تھری جے نے ابتدا میں ہی یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ تینوں کسی چوتھے فرد پر کبھی بھروسا نہیں کریں گے اگر کوئی معصوم ہو اور مجرمانہ زندگی نہ گزارتا ہو، تب بھی اس سے محتاط رہیں گے اگر کوئی مجرمانہ زندگی گزارتا ہو لیکن بہت مجبور ہو۔ کسی کے شکنجے میں اور اپنے اختیار میں نہ ہو تب بھی وہ پسِ پردہ رہ کر اس کی زیادہ سے زیادہ مدد کریں گے۔ اگر وہ کینی بال اپنی بہن کی بہتری کے لیے اس کا مستقبل شاندار بنانے کے لیے ان تھری جے پر اعتماد کر رہا تھا ان سے دوستی کرنا چاہتا تھا تو اس سلسلے میں ان تینوں کو بہت دور تک بہت کچھ سوچنا تھا۔

انہوں نے سب سے پہلے اس پہلو سے سوچا کہ جب کینی بال ان تینوں سے اپنی بہن کے مستقبل کے بارے میں اور ان سے اپنی دوستی کے بارے میں کہہ رہا تھا تو کیا اس کینی بال کے دماغ میں کوئی دوسرا امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود نہیں ہوگا؟

یقیناً موجود ہوگا۔ امریکی اکابرین نے کینی بال کو یونہی آزادی سے خیال خوانی کرنے کا موقع نہیں دیا ہوگا۔ دوسرے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے اس وقت کوئی نہ کوئی اس کے دماغ میں موجود رہا ہوگا۔

کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی موجودگی کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ کینی بال کے ذریعے تھری جے کو ٹریپ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی بہن سے رشتے داری کرانے کی آڑ میں کسی دن، کسی وقت بھی ان تینوں کو پھانس کر انہیں اپنا معمول اور تابع بنانا چاہتے ہیں۔

تھری جے ایسے نادان نہیں تھے۔ وہ دور تک ہر معاملے کو ہر پہلو سے سمجھتے تھے۔ پھر عمل کرتے تھے۔ وہ دوستی اور رشتے داری کرنے سے پہلے ان حالات اور تجربات کی روشنی میں پوری ذہانت سے تمام پہلوؤں پر غور کر رہے تھے۔

○☆○

اسرائیل اور یہودی قوم کو ان کی ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا واپس مل گئی تھی لیکن تمام یہودی اکابرین اس کشمکش میں مبتلا تھے کہ جو الپا واپس آئی ہے وہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آلۂ کار بن کر آئی ہے یا پہلے کی طرح کسی کے دباؤ میں نہیں ہے؟

الپا نے خیال خوانی کے ذریعے تمام اکابرین سے کہا "تارنگ میرے بگ برادر کے جسم میں رہ کر آپ لوگوں کے دل و دماغ میں میرے خلاف زہر پھیلا چکا ہے۔ میں اپنی سچائی کا یقین نہیں دلا سکوں گی۔ یہ بات آپ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کو یقین آئے یا نہ آئے۔ میں تو ہر حال میں یہاں پہلے والی الپا بن کر رہوں گی۔ آپ مجھے اس ملک سے نہیں نکال سکیں گے۔ میں یہاں تمام معاملات میں مداخلت کروں گی۔ آپ سب بے بسی سے دیکھتے رہیں گے اگر میں چیلنج کروں گی کہ میں دشمنوں کی آلۂ کار ہوں تب بھی آپ لوگ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بے شک! تم دشمن بن کر بھی

ہم سے گفتگو کروگی تو ہم تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

"اور میں دشمن بن کر کبھی آپ لوگوں سے گستاخی نہیں کروں گی۔ ایک دن یقین دلاؤں گی کہ میں آپ لوگوں کی وہی الپا ہوں۔ میں اپنے ملک اور قوم کی وفادار تھی۔ وفادار ہوں اور وفادار رہوں گی۔"

ایک حاکم نے کہا "تم نے اپنی موت کا ڈراما کیوں کیا تھا' ویسے ہم سمجھ رہے ہیں۔ تم نے نارنگ کو ٹریپ کرنے کے لیے وہ چال چلی تھی۔"

دوسرے حاکم نے کہا "اور جب نارنگ مرگیا تو تم واپس آگئیں۔ ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے' جس طرح تم ڈرامائی انداز میں مرنے کے بعد واپس آئی ہو' کیا نارنگ بھی اسی طرح واپس آسکتا ہے؟"

"ہاں واپس آسکتا ہے لیکن اسے میرے بگ برادر کا جسم واپس نہیں ملے گا۔ وہ کسی دوسرے کے جسم میں جاکر ایک نئی زندگی حاصل کرچکا ہوگا۔"

"پھر تو وہ تم سے انتقام لینے کے لیے یہاں ہم سب کے لیے بھی مسائل پیدا کرتا رہے گا۔"

"بے شک میں اس بارے میں سوچتی رہتی ہوں۔ پتا نہیں وہ کس کے جسم میں گیا ہوگا۔ کیا کررہا ہوگا اور پھر ہمیں پریشان کرنے کے لیے کب اچانک ہی آجائے گا؟"

"کیا وہ ابھی تک ہمارے ملک میں ہوگا؟"

"میں اندازے سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ مجھ سے انتقام لینے کے لیے اسی ملک میں ہوگا۔ پتا نہیں اس نے ہمارے کس یہودی جوان کا جسم حاصل کیا ہے۔ اس کی یہ آتما شکتی بہت ہی خطرناک ہے۔"

"الپا! تم نے ہمیشہ بڑی ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔ اس بار بھی اسے ڈھونڈ نکالنے کے لیے اپنی ذہانت سے کام لو۔ کچھ کرو۔ ورنہ وہ دشمن جادوگر جب تک تم سے انتقام نہیں لے لے گا' ہمیں اور ہمارے ملک کو طرح طرح سے نقصان پہنچاتا رہے گا۔"

"میں بھی آپ کی طرح فکر مند ہوں۔ ابھی جارہی ہوں۔ اپنے کچھ ذرائع اختیار کروں گی۔ دیکھتی ہوں شاید اس کا سراغ مل جائے اگر سراغ مل گیا تو میں آپ لوگوں کو اطلاع دوں گی۔"

اس نے رابطہ ختم کردیا۔ اپنی ایک خفیہ پناہ گاہ میں دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ وہ ایک خوب صورت سا بنگلا تھا لیکن وہ وہاں تنہا نہیں تھی۔ اس کے ساتھ وچ ڈاکٹر جمال رابن کا بھائی بھی تھا اس کا نام جیکب رابن تھا۔

پہلی ملاقات میں یا ابتدائی چند ملاقاتوں میں انسان کی نیت اور اس کے چھپے ہوئے ارادے سمجھ میں نہیں آتے۔ جب وہ پہلی بار جیکب رابن سے ملی تو اس نے بڑی فراخ دلی سے کہا "آپ میرے دماغ میں آکر میرے چور خیالات پڑھ سکتی ہیں۔"

اور اس نے جیکب رابن کے چور خیالات پڑھے تھے۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ اپنے بھائی جمال رابن کی طرح اس کا وفادار ہے اور اس کی خدمت کرکے دلی مسرتیں حاصل کرتا ہے۔

اس کے وہ خیالات پڑھ کر الپا مطمئن ہوگئی تھی۔ اس وقت یہ بھول گئی تھی کہ وہ ایک وچ ڈاکٹر بھی ہے۔ جب وہ الپا پر ایسا عمل کرسکتا ہے کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں نہ آئے تو اس نے خود پر بھی ایسا کوئی عمل کیا ہوگا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ میں تو آئیں لیکن اس کے چور خیالات کو طور پر پڑھنے نہ پائیں۔

جیکب رابن کے دماغ کا چور خیالات والا خانہ ایک بھول بھلیاں تھا۔ الپا وہاں پہنچ کر بھول بھلیوں میں گم ہوگئی تھی۔ جو ہو اسے معلوم ہوا اس سے مطمئن ہوگئی تھی۔ کالے جادو کے سلسلے میں جیکب رابن اپنے بھائی جمال رابن سے زیادہ باکمال تھا۔ جمال رابن' الپا کا فرماں بردار تھا اور یہ جیکب رابن' الپا کا طلب گار تھا۔ اسے پہلی بار دیکھتے ہی اس کے شیطانی ارادوں نے کہا "حسین بھی ہے اور عمر زیادہ ہونے کے باوجود بھرپور جوان بھی پھر ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ میرے بہت کام آئے گی۔ اسرائیلی اکابرین یہاں کے ظاہری حکمران ہیں اور الپا درپردہ ان سب پر حکمرانی کرتی آرہی ہے اور کئی برسوں سے وہاں کی بے تاج ملکہ بنی ہوئی ہے۔ ایسی بھرپور عورت میرے زیرِ اثر رہ کر مجھے مملکت اسرائیل کا حکمران بنائے رکھے گی۔"

اس نے یہ طے کرلیا تھا کہ جب وہ اپنے دماغ کو مردہ بنانے آئی ہے تو اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اس نے بظاہر دماغ کو مردہ کرنے والی کیل پر کئی طرح کے منتر پڑھ کے اس کے سر کے پچھلے حصے میں اسے پیوست کردیا تھا۔ وہ اس وقت غافل تھی۔ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہورہا ہے؟ اس نے دوسری کیل پر بھی کئی طرح کے منتر پڑھے تھے پھر اسے بھی سر کے پچھلے حصے میں پیوست کردیا تھا۔ وہ دوسری کیل الپا کو اس کی معمولہ اور تابع بنائے رکھنے کے لیے تھی۔

وہ دوسری صبح تک غفلت کی نیند سوتی رہی۔ جب بیدار ہوئی تو اس نے بستر کے قریب جیکب رابن کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ اس وقت وہ بہت ہی خوب رو اور پرکشش لگ رہا تھا۔ وہ اپنی دونوں بانہیں آگے بڑھا کر بولی "تم؟ تم میرے خوابوں میں اور خیالوں میں آتے رہے اور مجھے تڑپاتے رہے۔ میں تمہارے بغیر ادھوری تھی۔ تم آج میری نگاہوں کے سامنے آگئے ہو تو دور کیوں ہو؟ میری دھڑکنوں سے لگ جاؤ۔"

جیکب رابن نے قریب آکر اس کی بانہوں کو اپنے گلے کا ہار بننے دیا۔ عورت جب ہارتی ہے تو اسی طرح گلے کا ہار بننے کے لیے رہ جاتی ہے۔

الپا پہلے کی طرح ذہین اور حاضر دماغ تھی۔ پہلے کی طرح آزاد اور خود مختار تھی اور اپنی خوش قسمتی کے مطابق پہلے کی طرح کسی کے دباؤ میں نہیں تھی۔ یہ جان نہیں سکتی تھی کہ اس پر جیکب رابن نے صرف ایک کیل کے ذریعے عمل کیا ہے اور اسے ہمیشہ کے لیے اپنی معمولہ اور تابع بنالیا ہے۔ یہ بات وہ کبھی سمجھ نہیں سکتی تھی۔

جیکب رابن... اپنا عمل کرنے کے بعد دوسرے دن جادو کے سلسلے میں استعمال ہونے والا تمام سامان لے کر الپا کے بنگلے میں آگیا۔ الپا اس کے ساتھ بہت خوش تھی۔ اپنی نادانستگی میں اپنی مرضی سے اس کے تصرف میں رہنے لگی۔ اس نے کہا "جیکب! میں خیال خوانی میں مصروف رہتی ہوں ایسا نہ کروں تو دشمن مجھے ایک پل کے لیے بھی جینے نہیں دیں گے۔ اب تم سے ایک گزارش ہے۔ تم اپنے جادوئی عمل سے معلوم کرنے کی کوشش کرو نارنگ میرے بگ برادر کا جسم چھوڑ کر کہاں چھپا ہوا ہے؟ میں بھی اسے تلاش کررہی ہوں۔"

یہ معلوم کرنا ضروری تھا۔ ورنہ نارنگ اس کی بے خبری میں اچانک حملہ کرسکتا تھا۔ لہٰذا پھر وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنے مختلف ذرائع استعمال کرتے ہوئے معلوم کرنے کی کوشش کررہی تھی اور جیکب رابن بھی اپنے کالے عمل کے ذریعے اسے تلاش کررہا تھا۔

دو دنوں کے بعد اسرائیلی فوج کے اعلیٰ افسر نے اپنے دماغ میں ایک آواز سنی "ہیلو کمانڈر انچیف! میں برین آدم بول رہا ہوں۔"

اعلیٰ افسر نے حیرانی سے پوچھا "تم؟ برین آدم ہو؟ لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ برین آدم کو ہلاک کیا جاچکا ہے۔ ہم نے اسے پورے اعزازات کے ساتھ سپردِ خاک کیا تھا پھر تم کون سے برین آدم ہو؟"

"میں اصلی برین آدم ہوں جسے تم لوگوں نے دفن کیا ہے' وہ نقلی تھا۔ میں نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے اسے اپنا ہم شکل بنایا تھا۔ تاکہ الپا دھوکا کھا جائے۔ اسے اصلی برین آدم یعنی الپا اپنا بگ برادر سمجھ کر اسے ہلاک کرادے اور اس نے یہی کیا تھا۔"

"اگر تم برین آدم ہو تو بتاؤ یہ کیا تماشا ہے؟ ایک بار الپا مرجانے کے بعد زندہ ہو کر آگئی ہے۔ دوسری بار تم مرجانے کے بعد زندہ ہونے کا دعویٰ کررہے ہو۔"

اس اعلیٰ افسر نے اپنے فون کو تمام اکابرین کے ذاتی فون سے منسلک کیا۔ اس طرح انٹرلنک کے ذریعے وہ اپنے ایک فون سے تمام اکابرین تک اپنی آواز پہنچا سکتا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کی باتیں سن سکتا تھا۔ اس نے کہا "اس وقت برین آدم خیال خوانی کے ذریعے میرے دماغ میں ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ برین آدم ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا اور یہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے برین آدم ہونے کا دعویٰ کررہا ہے۔"

نارنگ نے کہا "میں تمہارے دماغ میں بول رہا ہوں میری باتیں تمہارے ذریعے دوسروں تک پہنچ رہی ہیں۔ لہٰذا تمہیں یاد دلاؤں کہ میں ٹیلی پیتھی نہ جاننے کے باوجود خیال خوانی کے ذریعے اس طرح تم لوگوں کے پاس آتا رہا۔ میرے پاس دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ جن کا ذکر میں پہلے بھی کرچکا ہوں اور پہلے بھی ان کے ذریعے تم لوگوں سے گفتگو کرچکا ہوں۔ میری یہ بات تمام اکابرین تک پہنچادو۔ اس کے بعد دوسری بات ہوگی۔"

اس نے تمام اکابرین کو یہ باتیں بتائیں۔ ان میں سے ایک حاکم نے کہا "الپا نے اور برین آدم نے ہم سب کو بری طرح الجھا کر رکھ دیا ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے ہم کسے سچا سمجھیں اور کسے جھوٹا؟"

نارنگ تک یہ بات پہنچی تو اس نے کہا "جس طرح آپ لوگ الپا پر بھروسا کررہے ہیں کہ وہ کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کی آلۂ کار نہیں ہے۔ کسی کے دباؤ میں نہیں ہے۔ اس طرح مجھ پر بھروسا کیا جائے۔ آنے والا وقت بتائے گا کہ ہم دونوں میں سے کون قابل اعتبار ہے کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟"

"پتا نہیں کب حقیقت سامنے آئے گی؟ تم میں سے کوئی ایک ہمارے ملک کا اور ہماری قوم کا دشمن ہے۔ جب تک تم دونوں کی حقیقت سامنے آئے گی اس وقت تک تم میں سے کوئی ایک دشمن بن کر ہمارے ملک کے اہم راز چراتا رہے گا۔"

نارنگ نے کہا "الپا یہی کررہی ہے۔ میں اسی لیے واپس آیا ہوں۔ الپا کو اپنے ملک اور اپنی یہودی قوم کے لیے دردِ سر بننے نہیں دوں گا۔ یہاں کا ایک راز بھی وہ چرا کر اپنے کسی عامل کو نہیں دے سکے گی۔"

اسی وقت الپا خیال خوانی کے ذریعے اکابرین میں سے ایک کے دماغ میں آئی تو اسے پتا چلا کہ برین آدم کے نام سے نارنگ واپس آگیا ہے اور خیال خوانی کے ذریعے دعویٰ کررہا ہے' جس طرح الپا مرنے کے بعد زندہ ہوگئی تھی۔ اسی طرح وہ بھی زندہ ہو کر واپس آیا ہے۔

وہ کمانڈر انچیف کے دماغ میں جاکر نارنگ کی باتیں سننے لگی۔ اس کی آواز اور لب و لہجے کو اپنی گرفت میں لیا پھر خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔

اس نے پھر خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی پھر بولی "نارنگ سانس نہ روکنا' میری ایک بات سن لو۔"

مگر اس نے ایک بات بھی نہیں سنی۔ سانس روک کر اسے بھگا دیا۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر اپنے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اپنے بیڈ روم سے نکل کر بنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتی ہوئی آخری کمرے میں آئی۔ اس کمرے میں کوئی سامان نہیں تھا۔ صرف کالے عمل کے سلسلے میں ضرورت کا کچھ سامان رکھا ہوا تھا۔ کمرے کے وسط میں جیکب رابن بیٹھا ہوا کچھ منتر پڑھ رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی الپا ٹھٹک گئی۔

اگر وہ اس کی تنہائیوں کا رازدار نہ ہوتا تو الپا دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ کر وہاں سے پلٹ کر بھاگ جاتی۔ کیونکہ اس کے بدن پر لباس نہیں تھا۔ وہ ننگ دھڑنگ ننگے فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے چاروں طرف دو دو بڑی کیلیں پیوست تھیں۔ آدھی سر میں گھسی ہوئی تھیں اور آدھی باہر نکلی ہوئی تھیں۔ اس کے دونوں ہاتھ فضا میں اٹھے ہوئے تھے اور دونوں مٹھیوں میں ایک ایک خنجر تھا۔ اس نے خنجر کی دھار کو مٹھیوں سے اس طرح جکڑ رکھا تھا کہ اس کی ہتھیلیاں اور انگلیاں کسی حد تک کٹ چکی تھیں اور لہو خنجر کی دھار سے ہو کر خنجر کی نوک سے ٹپکتا ہوا فرش پر بہہ رہا تھا۔ اس کے سامنے کچھ فاصلے پر ایک انسانی کاسۂ سر رکھا ہوا تھا۔ اس سر پر انگارے دہک رہے تھے اور ان انگاروں سے لوبان کا دھواں نکلتا ہوا کمرے کی فضا میں پھیل رہا تھا۔

الپا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے ایک رات پہلے اسے کہا تھا "کبھی کبھی کالے جادو میں ناکامی ہوتی ہے تو شیطان کو خوش کرنے کے لیے اپنا لہو بہانا پڑتا ہے۔ تب شیطان خوش ہوتا ہے اور اپنے من کی مراد پوری ہوتی ہے۔"

الپا نے پوچھا تھا "آخر کب ہماری مراد پوری ہوگی؟ کب نارنگ ہماری مٹھی میں آئے گا؟ ہم اسے چھٹے جسم میں پہنچا کر پھر ساتویں جسم میں پہنچا کر..... کب ہلاک کریں گے؟ اس سے کب ہمیشہ کے لیے پیچھا چھوٹے گا؟"

جیکب رابن نے کہا تھا "اگر مجھے ایسے ہی ناکامی ہوتی رہی تو میں پھر ایسا عمل کروں گا جس میں صرف ہمارے جیسے وچ ڈاکٹر ہی اپنا لہو بہا کر اور اذیتیں برداشت کر کے شیطان کو خوش کرتے ہیں۔"

اور الپا دیکھ رہی تھی کہ وہ اپنا لہو بہا رہا تھا۔ اپنے سر کے چاروں طرف دو دو کیلیں پیوست کر کے اذیتیں برداشت کر رہا تھا۔

الپا کھلے ہوئے دروازے کی چوکھٹ سے لگ کر اور بری طرح سہم کر بولی "اوہ گاڈ! مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ جیکب یہ تم کیا کر رہے ہو؟ فار گاڈ سیک یہ عمل نہ کرو۔ تم مر جاؤ گے۔ میں اکیلی رہ جاؤں گی۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی جیکب نے ایک گہری سانس اپنے اندر لی پھر سانس جھٹکے سے باہر کی تو دونوں ہاتھوں سے خنجر چھوٹ کر فرش پر گر پڑے۔ اس نے پھر ایک گہری سانس لی پھر سانس کو ایک جھٹکے سے باہر نکالا تو سر سے دو کیلیں نکل کر گر پڑیں۔ اس نے پھر گہری سانس اندر لی پھر ایک جھٹکے سے سانس باہر کی تو دو کیلیں اور نکل کر گر پڑیں۔ اس کے اس طرح عمل کرتے رہنے سے سر کی تمام کیلیں نکل گئیں۔ اس نے آنکھیں کھولیں پھر الپا کی طرف سر گھما کر دیکھا۔ وہ آنسوؤں سے رو رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"تم بالکل پریشان نہ ہو' آنسو پونچھ لو۔ یہ نارنگ پر محض جادوئی حملہ تھا۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ پلیز خاموش ہو جاؤ۔"

وہ آنسو پونچھتے ہوئے اس کے قریب آئی پھر بولی "کچھ کامیابی ہوئی؟"

"ہاں کامیابی ہوئی بھی اور نہیں بھی۔"

"میرا خیال ہے وہ اسی ملک میں ہے۔ اسی شہر میں ... ہمارے اکابرین سے میرے خلاف بول رہا تھا۔"

"وہ نہیں بول رہا تھا۔"

الپا نے حیرانی سے پوچھا "کیا کہنا چاہتے ہو؟ کیا ابھی ... جو آواز سنی ہے' وہ نارنگ کی نہیں تھی؟"

"نارنگ اس وقت تپیا میں مصروف ہے۔ میں نے ... آنکھوں کے پیچھے دیکھا' وہ ایک اونچی جگہ پر بیٹھا ہوا ہے اور ... کے چاروں طرف ایک دائرہ سفید رنگ سے بنایا ہوا ہے۔ ... سر میں پیوست رہنے والی دو کیلیں اس کی طرف جا رہی تھیں ... وہ اس حلقے کے باہر رک گئیں۔ اس دائرے پر عمل کیا گیا ہے ... اس کے اندر نہ کوئی چیز جا سکتی ہے' نہ وہاں انسانی قدم پہنچ سکتے ہیں۔ نہ ہی ہمارا منتر کچھ اثر دکھا سکتا ہے۔"

وہ بولی "ٹھہرو میں فرسٹ ایڈ بکس لاتی ہوں۔ پہلے تمہارے زخموں کی مرہم پٹی کروں گی۔"

وہ اس کی طرف دونوں ہتھیلیاں بڑھا کر بولا "جب تک یہ کالا عمل جاری تھا۔ میرے ہاتھوں میں خنجر تھا۔ عمل ختم ہوتے ہی خنجر ہاتھوں سے نکل گیا ہے۔ لہو بہنا بند ہو گیا ہے۔ یہ دیکھو۔"

اس نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اس کی طرف بڑھایا۔ واقعی لہو نہیں بہہ رہا تھا۔ جہاں جہاں ہتھیلیوں اور انگلیوں کی کھال کٹ گئی تھی' وہاں خون جم گیا تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ وہ زخم بھرنے والے ہیں وہ مسکرا کر بولا "میری فکر نہ کرو اور یہ سنو کہ نارنگ کیسی چالیں چل رہا ہے۔"

"ہاں اس کے بارے میں کچھ بتاؤ کیا وہ ہمارے قابو میں آجائے گا؟"

"یہی ابھی سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ تم کہہ رہی ہو کہ نارنگ ابھی یہاں کے اکابرین سے خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کر رہا ... اور میں بڑی دیر سے عمل کر رہا ہوں۔ اسے اس دائرے کے اندر تپیا کرتے دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ تپیا میں مصروف ہے تو پھر یہاں کے اکابرین سے کون گفتگو کر رہا ہے؟"

الپا نے کہا "اور کون گفتگو کرے گا؟ اگر وہ خود اکابرین سے نہیں بول رہا تھا تو اس نے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے دوستی کی ہوگی۔ اس کا وہی ٹیلی پیتھی جاننے والا دوست نارنگ بن کر ہمارے اکابرین سے بول رہا ہوگا۔"

اس نے الپا سے کہا "تم میرے دماغ میں آؤ میں آنکھیں بند کر کے منتر پڑھ رہا ہوں۔ میرے منتر کی آواز جس سمت جائے گی اسی سمت وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا دوست موجود رہے گا۔ تم اس کی آواز سن سکو گی پھر اس کے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے پاس پہنچ سکو گی۔"

الپا خیال خوانی کے ذریعے جیکب کے دماغ میں آگئی۔ جیکب آنکھیں بند کیے دونوں ہتھیلیاں فضا میں پھیلا کر اونچی آواز سے منتر پڑھنے لگا۔ الپا اس کے اندر رہ کر اس کی آواز سن رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی اسے وہی نارنگ کی آواز سنائی دی۔ وہ اکابرین میں سے ایک فوجی افسر کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا "مسٹر کمانڈر انچیف! آپ کا مطالبہ بچکانا ہے نہ میں آپ کے سامنے آؤں گا نہ ہی الپا آئے گی۔ میں پھر ایک بار یقین دلاتا ہوں' ذرا صبر کریں' میں جلد ہی الپا کو اس کی خفیہ پناہ گاہ سے نکال کر اس کی لاش تحفے کے طور پر آپ لوگوں کو پیش کروں گا اور جب پورا یقین ہو جائے گا کہ وہ مر چکی ہے تو میں خود ہی منظر عام پر آجاؤں گا۔"

الپا' جیکب کے دماغ میں رہ کر اس کی باتیں اور آوازیں سن رہی تھی۔ اس کے لب و لہجے کو اپنے ذہن میں نقش کر رہی تھی پھر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اور اس بولنے والے کے دماغ میں پہنچی تو اس نے سانس روک لی۔

اس نے پھر خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "پلیز سانس نہ روکنا۔ مجھ سے دو باتیں کر لو۔"

وہ بولا "میں جہاں تک سمجھ رہا ہوں۔ تم شاید الپا ہو۔"

"ہاں میں الپا ہوں مگر تم کون ہو؟"

"میرا نام بھیما داس ہے۔ میں گرو نارنگ کا چیلا ہوں۔ اپنے گرو کی سیوا کرنا میرا دھرم ہے۔ مگر تعجب ہے تم نے میری آواز کیسے سنی ہے؟ یہاں میرے دماغ تک کیسے پہنچ گئی ہو؟"

"ایک تم اور تمہارا گرو ہی کالا جادو نہیں جانتے ہیں۔ میرا ایک ساتھی بھی بہت بڑا جادوگر ہے۔ اسی نے میرے دماغ کو بظاہر مردہ بنا دیا ہے۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے اندر نہیں آسکتا۔"

"گرو نے مجھے بتایا تھا کہ تم کسی وچ ڈاکٹر کے ذریعے یہ عمل کراتی ہو اور دشمنوں سے محفوظ رہتی ہو۔"

"صرف اتنا ہی نہیں' میں نے اس وچ ڈاکٹر ساتھی کے ذریعے تمہارے گرو کو ڈھونڈ لیا ہے لیکن اس کے قریب نہیں پہنچ پا رہی ہوں۔ اس کے چاروں طرف جو دائرہ ہے اس کے اندر میرا وچ ڈاکٹر ساتھی نہیں پہنچ پا رہا ہے۔"

بھیما نے ہنستے ہوئے کہا "وہ دائرہ نہیں' لکشمن ریکھا ہے۔ تم نہیں جانتیں کہ یہ لکشمن ریکھا کیا ہوتی ہے۔ بس اتنا سمجھ لو کہ یہ ایک ایسی لکیر ہوتی ہے' جس کے اندر کوئی گیانی بھی قدم نہیں رکھ سکتا۔ میں نے گرو کے دائرے کی طرح لکیر کھینچی ہے' وہ لکیر دیوار بن گئی ہے۔ تمہارے ساتھی کا کوئی جادو اس دیوار سے گزر کر میرے گرو دیو تک نہیں پہنچ سکے گا۔"

الپا اس سے باتیں کر رہی تھی۔ اس کے چور خیالات کے ذریعے معلوم کر رہی تھی کہ وہ ایک کمرے میں بیٹھا ہوا ہے اور کھڑکی کے باہر دیکھ رہا ہے۔ باہر سڑک کے دوسری طرف ایک بہت بڑا مندر دکھائی دے رہا تھا۔ بہت سی ہندو عورتیں اور مرد آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ نارنگ ہندوستان پہنچ گیا ہے۔ الپا۔۔۔ بھیما کو باتوں میں لگا کر اسی حد تک معلومات حاصل کر سکتی تھی۔ وہ اس کے چور خیالات کو یہ اگلنے پر مجبور نہیں کر سکتی تھی کہ وہ ہندوستان کے کس شہر میں ہے اگر وہ اس کے چور خیالات کو چھیڑتی تو بھیما سمجھ لیتا کہ الپا اس کے اندر رہ کر مکاری کر رہی ہے۔

اس نے پوچھا "بھیما! کیا ہماری دوستی ہو سکتی ہے؟"

"ہونے کو بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن میرے گرو دیو نے کہا ہے' کہ تمہاری دوستی اور دشمنی بھی مہنگی پڑتی ہے۔ یہ تو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں' تمہاری دشمنی کی وجہ سے گرو دیو مرتے مرتے بچ گئے ہیں۔ میں نہ ہوتا تو تم انہیں مار چکی ہوتیں۔"

"تم دوستی کرو گے تو میں تمہارے گرو دیو سے دشمنی نہیں کروں گی۔ تم سے التجا کروں گی کہ اپنے گرو دیو کو سمجھاؤ' وہ میری مخالفت نہ کریں۔ میری دشمنی کی صرف یہی ایک وجہ ہے اگر وہ میرے ملک میں نہیں آئیں گے تو میں ان کی بہترین دوست بن کر دکھاؤں گی۔"

"تم درست کہتی ہو۔ میرے گرو دیو تم سے اور تمہارے ملک سے صرف اس لیے دشمنی کر رہے تھے کہ میڈم سونیا کے تابع تھے۔ انہیں خوش کرنے کے لیے تمہیں پریشان کر رہے تھے۔"

"یہ شرم کی بات ہے کہ تمہارے گرو دیو ہندو ہو کر مسلمانوں کی غلامی کرتے ہیں۔"

میں ہندو ہوں اور تم یہودی ہو ہم دونوں متحد ہو جائیں تو ان مسلمانوں کو ہر معاملے میں شکست دیتے رہیں گے۔

وہ خوش ہو کر بولی "تم ایک بار مجھ سے دوستی کر کے دیکھو۔ ہم دونوں مل کر واقعی انہیں ہر قدم پر شکست دیتے رہیں گے۔ میں ایک بات کہنا چاہتی ہوں۔"

"ہاں۔ ضرور کہو میں سن رہا ہوں۔"

"تم اس دوستی کے سلسلے میں گرو دیو سے کیوں بات کرنا چاہتے ہو؟ وہ تو چالیس دنوں تک تپیا میں مصروف رہیں گے۔ کیا ہم چالیس دنوں تک دوست بن کر نہیں رہیں گے؟"

"ایسی بات نہیں ہے۔ ہم آج ہی سے اور ابھی سے دوستی کے معاملات اس طرح طے کریں گے کہ بعد میں گرو دیو اس بات کا برا نہیں مانیں گے۔"

"واہ' بھیما تم نے اپنی دانش مندی سے دل خوش کر دیا ہے۔ میں سوچ رہی تھی پتا نہیں' تم کون ہو؟ کیسے ہو؟ تمہاری باتوں سے تو میں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ بہت ذہین ہو اور حاضر دماغی سے فیصلہ کر لیتے ہو لیکن ظاہری طور پر کیسے ہو؟ قد آور ہو؟ اسمارٹ ہو؟ میں تمہیں ایک نظر ضرور دیکھوں گی۔"

"الپا! تم ٹیلی پیتھی کی دنیا میں برسوں سے نام کماتی آرہی ہو۔

آج میرے بارے میں اتنی لگن سے سوچ رہی ہو تو مجھے خوشی ہو رہی ہے۔ آج میں جیسا بھی دکھائی دیتا ہوں کچھ دنوں بعد ویسا نظر نہیں آؤں گا۔ میں پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنے چہرے کو اور بدن کی رنگت کو بدل رہا ہوں۔ میرا قد ساڑھے چھ فٹ ہے اور اتنا صحت مند ہوں کہ میرا بدن پھولاد نہیں 'فولاد' وہ بات یہ ہے کہ میں یہاں دن رات ہندی بولتا ہوں اس لیے زبان سے ہندی تلفظ ادا ہو جاتا ہے مگر میں جب سے عربی اور تمہاری عبرانی زبان سیکھ رہا ہوں' تب سے صحیح طرح بولنا آگیا ہے۔ کیا میں تمہاری عبرانی زبان کسی حد تک صحیح بول رہا ہوں تم بتاؤ؟"

"اوہ فنٹاسٹک! تم تو عبرانی زبان ایسے ہی بول رہے ہو جیسے کٹر یہودی ہو۔ تم نے ہماری زبان پر عبور حاصل کرلیا ہے کیا بہت عرصے سے سیکھ رہے ہو؟"

وہ مسکرا کے بولا "نہیں میں نے عبرانی زبان سیکھنے کے لیے ایک یہودی کو ٹریپ کیا تھا۔ ایک عامل کو حکم دیا تھا کہ وہ یہ زبان میرے ذہن پر نقش کرے۔ مجھ پر تنویمی عمل کرکے پہلے عربی زبان نقش کرائی گئی۔ اس طرح میں انگریزی' فرانسیسی' عربی' عبرانی اور روسی زبان اچھی طرح سمجھنے اور بولنے لگا ہوں۔"

"بے شک ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو وہ تمام زبانیں سیکھ لینا چاہئیں جو تمام دنیا میں زیادہ سے زیادہ بولی جاتی ہیں۔"

"ہمیں دوستی کے سلسلے میں چند اہم باتوں کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے۔ پہلی بات یہ کہ ہم دونوں کبھی ایک دوسرے کے سامنے نہیں آئیں گے اور ایک دوسرے کو اپنے اپنے دماغ میں بھی نہیں آنے دیں گے۔ میرے ساتھ ایک آلۂ کار رہے گا۔ تم بھی کوئی اپنا آلہ کار بنا کر رکھو۔ ہم ان آلۂ کاروں کے دماغوں میں پہنچ کر گفتگو کیا کریں گے۔"

"یہ احتیاطی تدابیر ضروری ہیں۔ میں تسلیم کرتی ہوں۔ ہم انہی تدابیر پر عمل کرتے رہیں گے۔"

"تم یہاں کے وقت کے مطابق کل صبح دس بجے میرے دماغ میں آؤ۔ میں اس وقت تک کسی کو اپنا آلۂ کار بنالوں گا۔ تم آؤ گی تو میں تمہیں اس کے دماغ میں پہنچا دوں گا۔ پھر میں تمہارے کسی آلۂ کار کے دماغ میں آؤں گا۔ کیا یہ ٹھیک رہے گا؟"

اس نے تائید کی "بالکل ٹھیک رہے گا۔ ہم دونوں ہم مزاج ہیں جیسا میں سوچتی ہوں' ویسا ہی تم کہہ رہے ہو۔ مجھے پوری امید ہے' ہم دونوں کی دوستی رنگ لائے گی اور ہم ہمیشہ کامیاب و کامران رہا کریں گے۔ اب میں جارہی ہوں کل صبح دس بجے تمہارے پاس آجاؤں گی۔"

ان کا رابطہ ختم ہوگیا۔ الپا دماغی طور پر جیکب رابن کے سامنے حاضر ہوگئی۔ اسے بتانے لگی کہ اس نے کس طرح نارنگ کے چیلے بھیما داس کو شیشے میں اتارا ہے اس سے دوستی کر رہی ہے۔ آئندہ اس کی دوستی سے بہت سے فائدے اٹھانے والی ہے۔

دوسری طرف بھیما نے فون کے ذریعے کہا "ہیلو مسٹر جیرالڈ! تم چاند ماری پہنچ گئے ہو؟"

"یس سر! میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی آرہا ہوں۔"

"اس نے فون بند کیا پھر اپنے رہائشی مکان سے نکل کر اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا۔ اسے ڈرائیو کرتے ہوئے ایک طرف جانے لگا۔ ایک برس پہلے تک وہ ایک معمولی ہندوستانی جوان تھا جس نے صرف آٹھ جماعتوں تک ہندی پڑھی تھی۔ اس سے آگے وہ کچھ نہیں جانتا تھا لیکن ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کے بعد اس نے بہت کچھ سیکھ لیا تھا۔ کئی زبانیں سیکھنے کے علاوہ اس نے ڈرائیونگ سیکھی تھی۔ سوٹ بنک ٹائی پہن کر اونچی سوسائٹی میں جانے اور وہاں کے طور طریقوں کو سمجھنے کے مراحل سے بھی گزر چکا تھا۔ ابھی وہ چاند ماری کی طرف جارہا تھا۔

چاند ماری اس جگہ کو کہتے ہیں' جہاں رائفل شوٹنگ کی تربیت حاصل کی جاتی ہے۔ ایک بدنام زمانہ قاتل اور دیگر جرائم میں ملوث رہنے والا جیرالڈ وہاں آیا کرتا تھا۔ اسے موجودہ جدید اسلحے کے بارے میں تفصیل سے بتایا کرتا تھا اور انہیں استعمال کرنے کے طریقے بھی سکھایا کرتا تھا۔

جیرالڈ بہت ہی خطرناک مجرم تھا۔ کبھی قانون کی گرفت میں نہیں آتا تھا لیکن بھیما کی گرفت میں آگیا تھا۔ بھیما نے اسے ٹریپ کیا تھا پھر اسے اپنا معمول اور آلۂ کار بنالیا تھا۔ ایسا خطرناک بدنام زمانہ مجرم آئندہ اس کے بہت کام آسکتا تھا۔

وہ چاند ماری پہنچ کر جیرالڈ سے جدید اسلحے کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا اور انہیں استعمال کرنے کے طریقے سیکھتا رہا۔ دو گھنٹے بعد وہ وہاں سے واپس ہوا۔ ایک گھنٹے تک ڈرائیو کرتے رہنے کے بعد ایک بڑے سے خالی مکان کے سامنے پہنچا۔ وہ مکان خالی نہیں تھا۔ اس کے ایک بہت بڑے کمرے میں نارنگ ایک ذرا اونچی جگہ بیٹھا ہوا تپسیا میں مصروف تھا۔ اس کے چاروں طرف سفید رنگ سے ایک دائرہ کھینچا گیا تھا۔ وچ ڈاکٹر جیکب رابن کا کوئی جادو اس دائرے کے اندر نہیں پہنچ سکتا تھا نہ ہی نارنگ کو کوئی نقصان پہنچا سکتا تھا اگر کوئی دشمن وہاں پہنچ جاتا تو اس دائرے کے اندر قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔

لیکن بھیما اس دائرے کے اندر آگیا پھر نارنگ کے قریب اس کے شانہ بشانہ اونچی جگہ پر بیٹھ گیا۔ اس کی طرح تپسیا کا آسن اختیار کرتے ہوئے آدھے گھنٹے تک گیان دھیان میں مصروف رہا پھر نارنگ کے دماغ میں پہنچ کر بولا "کیسے ہو؟"

اس کی آواز سن کر نارنگ تھوڑی دیر کے لیے تپسیا کے دھیان سے نکل آیا۔ اس کی طرف دیکھ کر اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولا "بھیما مہاراج! میں آپ کا سیوک ہوں اور آپ کا احسان مانتا ہوں۔ آپ نے مجھے ساری دنیا سے چھپا کر تپسیا کرنے کا موقع دیا۔"

"ہاں موقع دیا ہے۔ کبھی تم میرے گرو تھے اور میں تمہارا چیلا تھا۔ آج میں تمہارا گرو ہوں اور تم میرے چیلے ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ آتما شکتی حاصل کرنے کے بعد تم میرے جادوئی عمل سے نکل کر مجھ پر برتری حاصل کرو اس لیے تمہاری آتما شکتی مکمل ہونے تک میں تمہارے دماغ پر جادوئی عمل اور تنویمی عمل کرتا رہوں گا۔ تم مہان آتما شکتی مان بن کر بھی میرے سیوک بنے کر رہو گے۔"

وہ بولا "گرو بھیما داس! میں آپ کے پیروں کی دھول۔۔۔ اور دھول بن کر رہنے والا سیوک ہی پھول کی طرح اپنے گرو کے سامنے ترو تازہ رہتا ہے۔ کیا اب میں آپ کا دھیان کروں؟"

"ہاں دھیان کرو اور صرف مجھے دیکھتے رہو۔"

اس نے آنکھیں بند کرلیں پھر بند آنکھوں کے پیچھے بھیما کو دیکھنے لگا۔ بھیما ہر روز کی طرح اس پر تنویمی عمل کرنے میں مصروف ہوگیا۔ وہ دن کے بارہ بجے اور رات کے بارہ بجے اسی طرح عمل کیا کرتا تھا۔ تاکہ وہ آتما شکتی مکمل طور پر حاصل کرلے تو اس کے بعد بھی وہ بھیما کے مسلسل عمل کی وجہ سے اس کا غلام بنا رہے۔

ٹیلی پیتھی کی دنیا میں سب ہی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وچ ڈاکٹر جیکب رابن نے بھی موقع سے فائدہ اٹھا کر الپا کو اپنی معمولہ اور تابع بنالیا تھا۔ ادھر بھیما نے بھی موقع سے فائدہ اٹھایا تھا۔ وہ نارنگ کو اپنا گرو مان کر ہمیشہ اپنے اوپر مسلط نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے برعکس وہ نارنگ کی ٹیلی پیتھی سے اور اس کی مکمل آتما شکتی سے آئندہ فائدے اٹھانا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے اپنے گرو کو اپنا غلام بنالیا تھا۔

اس نے نارنگ پر اپنے اعتماد اور اطمینان کی حد تک عمل کیا پھر اسے اپنی تپسیا جاری رکھنے کا حکم دے کر وہاں سے باہر آیا۔ وہاں سے کار میں بیٹھ کر اس سرجن کی طرف جانے لگا' جو آج اس کے چہرے کی پلاسٹک سرجری کرنے والا تھا اور سرجری کے ذریعے ہی اس کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کو گردن سے نیچے سینے تک کے حصے کا رنگ بدل کر اسے گورا چٹا بنانے والا تھا۔ لباس پہننے کے بعد اس کے ہاتھ پیر اور گردن سے نیچے سینے کے کچھ حصے تک بدن جھلک سکتا تھا اور اس حد تک جھلکنے والا حصہ گورا چٹا نظر آتا۔ لباس کے اندر چھپا ہوا بدن پہلے کی طرح کالا ہی رہتا۔

دیکھا جائے تو اکثر لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں اوپر سے اجلے اور اندر سے کالے۔

○☆○

بابا صاحب کے ادارے میں عبداللہ واسطی نامی ایک بزرگ رہا کرتے تھے۔ ان کا وطن جمہوریہ چین کا علاقہ لاؤس تھا۔ وہ دینی اور دنیاوی علوم حاصل کرنے کے لیے مختلف ممالک کا سفر کرتے ہوئے بابا فرید واسطی کے ادارے میں آئے تھے۔ وہاں کا ایمان پرور ماحول دیکھ کر وہیں رہ گئے تھے۔ بابا فرید واسطی کی تعلیمات سے اتنے متاثر ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے نام عبداللہ کے ساتھ واسطی کا اضافہ کرلیا تھا اور اب عبداللہ واسطی کہلانے لگے تھے۔ اس ادارے میں جتنے بزرگ روحانیت کے مراحل طے کرنے کے لیے عبادات اور ریاضت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ ان میں سب سے پہلا نام عبداللہ واسطی کا تھا۔ یہ طے پا چکا تھا کہ جناب تبریزی کے بعد جناب عبداللہ واسطی کو ہی بابا صاحب کے ادارے کا چیف بزرگ رہنما تسلیم کیا جائے گا۔

جناب عبداللہ واسطی ایک دن فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد جناب تبریزی کے حجرے میں تشریف لائے پھر مودبانہ انداز میں کہا "آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ میں اپنی پچھلی زندگی کے بارے میں بتا چکا ہوں۔ اس کے مطابق میرا ایک بھائی اور اس کے خاندان کے افراد لاؤس میں تھے۔ آپ جانتے ہیں' کمیونزم کی بنیاد پر چین میں جمہوریت قائم ہوگئی۔ وہاں کے لوگ محنت' لگن اور خود اعتمادی کے باعث ترقی کرتے چلے آرہے ہیں لیکن جو لوگ کمیونزم کے رہنما کہلائے تھے اور جن کے ارادے نیک نہیں تھے۔ وہ جمہوریہ چین سے نکل کر لاؤس اور کمبوڈیا کی طرف چلے آئے تھے۔ انہوں نے ان ممالک میں اقتدار حاصل کرنے کے لیے عام لوگوں پر ظلم و ستم کی انتہا کردی۔ وہاں کی زراعت' صنعت اور معیشت کو بالکل تباہ کردیا۔ لوگ فاقوں سے مرنے لگے۔ بے روزگاری سے تنگ آکر انہوں نے کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہو کر ہتھیار اٹھالیے۔ وہاں کے سیاسی حالات نے میرے بھائی اور ان کے بچوں پر بہت برا اثر کیا ہے۔ وہ کھانے اور کپڑے کے محتاج ہو کر وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔"

جناب تبریزی نے کہا "اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ آپ نے ان کے بارے میں کیا معلومات حاصل کی ہیں؟ اب وہ کس حال میں ہیں؟"

"آپ جانتے ہیں' ہم روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے دنیاوی معاملات میں دلچسپی نہیں لے سکتے۔ کسی اہم ضرورت کے وقت ہمیں اجازت ہوتی ہے کہ جو دین دار ہیں اور جن کے لیے سلامتی لازمی ہے ہم اس کی کچھ مدد کریں۔ لہٰذا میں نے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے بھائی' ان کے بچوں اور دوسرے مسلمان خاندانوں کے بارے میں مختصر سی معلومات حاصل کی ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ لاؤس کے شہر ڈین بین پھو' سے ہجرت کرکے بن نام چان شہر میں آئے ہیں۔"

جناب تبریزی نے کہا "جب وہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہو رہے ہیں' تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی مدد کریں اور انہیں یہاں لے آئیں یا وہ جس ملک میں سلامتی سے پناہ لینا چاہیں' ہم انہیں اس ملک میں پہنچا دیں۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ' میں یہی چاہتا ہوں۔ مسلمانوں کی نسل کے تحفظ' سلامتی اور بقا کے لیے انہیں وہاں سے نکال کر کسی

محفوظ مقام تک پہنچا دیا جائے۔"

"اس میں مجھ سے کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس ادارے میں آپ کا ایک بلند مقام ہے۔ آپ اس ادارے کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہدایات دے سکتے ہیں۔ اللہ نے چاہا تو ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے انہیں بحفاظت کسی محفوظ مقام تک پہنچا دیں گے۔"

"اللہ تعالیٰ کی مرضی سے آپ حضرات نے مجھے یہاں ایک نمایاں مقام دیا ہے۔ اس کے باوجود آپ یہاں کے بزرگ رہنما ہیں۔ لہٰذا آپ ہی یہاں کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہدایات دیں۔ آپ کی نوازش ہوگی۔"

اسی وقت سونیا نے حجرے کے دروازے پر آکر کہا "میں آپ سے شرفِ باریابی چاہتی ہوں۔"

انہوں نے کہا "آجاؤ۔"

وہ حجرے کے اندر آئی پھر دونوں بزرگوں کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ جناب تبریزی نے کہا "تم بروقت آئی ہو۔ آؤ یہاں بیٹھو۔"

وہ ان کے قریب آکر دو زانو ہو کر بیٹھ گئی۔ جناب تبریزی نے اسے عبداللہ واسطی کے بھائی اور دوسرے مسلمانوں کے مصائب کے متعلق بتایا پھر کہا "وہاں پارس اور پورس کو جانا چاہیے۔"

سونیا نے کہا "میں بھی کچھ یہی کہنے آئی تھی۔ پارس اور پورس واشنگٹن کے معاملات سے فارغ ہو چکے ہیں۔ انہیں کسی دوسری جگہ مصروف رکھنا چاہیے پھر میں بھی فارغ نہیں بیٹھنا چاہتی۔"

"ٹھیک ہے تم بھی پارس اور پورس کے ساتھ جاؤ۔ خود کو کبھی ظاہر نہ کرو کہ وہاں ایک خاتون ٹیلی پیتھی جاننے والی موجود ہے۔ آگے چل کر پھر امریکا سے ٹکراؤ ہو سکتا ہے فرہاد سے یہ معاملہ طے ہو چکا ہے کہ آئندہ امریکیوں سے نہ دوستی ہوگی' نہ دشمنی ہوگی اور ہم واقعی ان سے دشمنی نہیں کریں گے لیکن وہ لاؤس' کمبوڈیا یا تھائی لینڈ میں خوامخواہ مداخلت کریں گے تو پھر ان کے مقابلے پر ڈٹ کر رہنا ہی ہوگا۔ پارس اور پورس بھی خود کو فرہاد کے بیٹے کی حیثیت سے اور اس ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کی حیثیت سے کبھی ظاہر نہ کریں۔"

"ہم آپ کی تمام ہدایات پر عمل کریں گے کیا میں اس سلسلے میں ابھی پارس اور پورس کو بتاؤں؟ انہیں اب امریکا سے نکل جانا چاہیے۔"

"بیشک تم ان سے رابطہ کرو اور جناب عبداللہ واسطی کے حالات سے آگاہ کرو۔"

سونیا نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر پارس اور پورس کو باری باری مخاطب کرتے ہوئے کہا "تم دونوں میرے دماغ میں آؤ۔"

وہ اس کے دماغ میں آئے۔ اس نے کہا "اس وقت میں جناب تبریزی اور عبداللہ واسطی کے سامنے موجود ہوں۔ جناب تبریزی کی آئندہ کے لیے جو ہدایات تمہارے لیے ہیں وہ میں بیان کر رہی ہوں۔"

سونیا ان دونوں کو جناب عبداللہ واسطی کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگی پھر انہیں یہ بھی بتایا کہ جناب تبریزی نے وہاں جاکر کس طرح مصروف رہنے کے لیے کہا ہے۔ انہیں وہاں ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرنے کی اجازت ہے لیکن خود کو پارس اور پورس کی حیثیت سے کبھی ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔

پھر اس نے جناب عبداللہ واسطی سے کہا "جناب میں چاہتی ہوں کہ آپ پارس اور پورس کو اپنے دماغ میں آنے کی اجازت دیں تاکہ وہ ضروری معلومات حاصل کر سکیں۔"

انہوں نے کہا "بے شک وہ ابھی میرے پاس چلے آئیں۔"

پارس اور پورس ان کے دماغ میں پہنچ گئے۔ سونیا نے سوال کیا "آپ کے بھائی اور ان کے بچوں کا نام کیا ہیں۔ ان کے بارے میں کوئی اور معلومات ہو تو فراہم کریں؟"

جناب عبداللہ واسطی نے کہا "میرے بھائی کا نام کولا ژیونگ ہے۔ اصل نام کلام ژیونگ ہے لیکن وہاں کی زبان کے مطابق کولام ژیونگ کہا جاتا ہے اسی طرح ژیونگ کا ایک بیٹا تیس برس کا ہے۔ اس کا نام سلام ژیونگ ہے لیکن سولام ژیونگ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ ان کی ایک بیٹی پچیس برس کی ہے اور اس کا نام سلمٰی یونگ ہے۔ وہ وہاں کی زبان کے مطابق سولما چے کہلاتی ہے۔ دوسری بیٹی بائیس برس کی ہے۔ اس کا نام رابعہ ہے۔ وہاں کی زبان کے مطابق روباچے کہا جاتا ہے۔ میرے بھائی کلام ژونگ نے امریکا درخواست بھیجی ہے کہ وہ اور اس کے تمام بچے مقامی زبان کے علاوہ انگریزی سمجھتے اور بولتے ہیں۔ ان کا بیٹا مکینک ہے اور بیٹی اسکول ٹیچر ہے انہیں امریکا بلا کر پناہ دی جائے۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ وہ امریکا جائیں۔"

سونیا نے کہا "آپ اطمینان رکھیں۔ ہم انہیں وہاں سے نکال لائیں گے اور ان کی مرضی کے مطابق کسی دوسرے ملک میں جہاں سلامتی ہو اور انہیں پوری طرح تحفظ حاصل ہو' وہاں پہنچا دیں گے۔"

وہ دونوں بزرگوں کو سلام کر کے حجرے سے باہر آئی۔ پارس اور پورس اس کے دماغ میں تھے۔ پارس نے کہا "مما! ہم آج ہی یہاں کسی روٹ سے روانہ ہو جائیں گے لیکن انٹرنیشنل فلائٹ کے مطابق ہم بنکاک پہنچیں گے۔ آپ کیا چاہتی ہیں ہمیں بنکاک سے کہاں جانا چاہیے؟"

"میری معلومات کے مطابق تھائی لینڈ کے شمالی شہر بان وِنائی میں پناہ گزینوں کے لیے کیمپ لگائے گئے ہیں اگر کلام ژیونگ اپنے بچوں کے ساتھ ہجرت کر کے اپنا وطن چھوڑ چکا ہے تو وہ اسی کیمپ میں آ سکتا ہے۔ میں وہیں بان ونائی میں تم سے ملوں گی۔"

پورس نے پوچھا "مما آپ اس سلسلے میں اور کوئی اہم مشورہ دیں گی؟"

"ہاں کمبوڈیا میں ایک شخص ہے۔ جس کا نام پال پوٹ ہے وہ کمیونسٹ لیڈر ہے لیکن ایک جابر حکمران کی طرح پورے ملک کمبوڈیا پر مسلط ہو گیا ہے اور وہاں طرح طرح کے مظالم ڈھا رہا ہے تم دونوں اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرو اگر کہیں سے معلومات نہ حاصل ہو سکیں تو پھر میں تمہیں بتاؤں گی۔"

"ہم معلومات حاصل کرلیں گے۔"

پارس اور پورس نے امریکی وزارت خارجہ کے سیکریٹری کے دماغ میں آکر معلومات حاصل کیں کہ تھائی لینڈ کے سفیر کا نام اور پتا کیا ہے؟ اس کا فون نمبر کیا ہے؟ سیکریٹری نے ان کی مرضی کے مطابق فون اٹھا کر ہاٹ لائن پر تھائی لینڈ کے سفیر سے رابطہ کیا۔ اس سے کچھ باتیں کیں۔ پارس اور پورس اس سفیر کی آواز اور لہجہ سن کر اس کے دماغ میں پہنچ گئے۔ سفیر کے خیالات کمبوڈیا اور وہاں کے مردِ آہن کمیونسٹ لیڈر پال پوٹ کے بارے میں بہت کچھ بتانے لگے۔

پال پوٹ کی کمیونسٹ پارٹی کا نام کھیم راؤج تھا اس پارٹی نے جب کمبوڈیا کے شہر انلانگ وینگ پر قبضہ جمالیا تو اس کے بعد سے دہشت گردی شروع ہو گئی وہ دہشت گرد اپنے لیڈر پال پوٹ کی طرح بہت ہی بے رحم اور سنگ دل تھے۔ اسپتالوں میں جو کمزور مریض ہوا کرتے تھے' انہیں اٹھا کر سڑک پر پھینک دیا کرتے تھے۔ پوری شہری آبادی کو ہانک کر چاول کے کھیتوں میں پہنچا دیتے تھے۔ تاکہ وہ کمبوڈیا کے لیے اناج پیدا کریں۔ تمام اسکول' کالج' بینک' دکانیں کاروبار سب.... بند کر دیے گئے تھے۔ جب مقامی باشندوں کو انہوں نے صفحۂ ہستی سے مٹانے کی مہم شروع کی تو وہ سب سے پہلے اساتذہ' سرکاری ملازمین' سابق حکومت کے فوجی افسران کے اہلِ خاندان بیوی اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتارنے لگے۔ پال پوٹ اتنا ظالم تھا کہ نوزائیدہ بچوں کو چیر پھاڑ کر رکھ دیتا تھا۔ لاتیں مار مار کر عورتوں کے حمل گرا دیا کرتا تھا۔ جو کھیتوں سے اس کے عقوبت خانوں سے بھاگ کر پناہ لینے جاتے تھے' انہیں پکڑ کر گردن تک مٹی میں دفن کر دیا کرتا تھا اس نے سولہ سو سے زیادہ مزدور عورتوں اور بچوں کو تفتیش کے بہانے اذیت گاہوں میں لے جا کر اذیتیں دے دے کر مار ڈالا تھا۔ جب اس کے پاس اسلحے کی کمی ہو گئی تو وہ گولیاں اور گولہ بارود بچانے کے لیے اپنے قیدیوں کے اور اپنے مخالفین کے سروں پر بھاری بھاری پتھر مار کر انہیں ہلاک کرا دیا کرتا تھا۔

اس کے ظلم و ستم کی داستان بہت طویل تھی۔ کمبوڈیا کے ایک ایک بوڑھے اور ایک ایک بچے کی یہ خواہش تھی کہ اسے کتے کی موت ملے اسے اس طرح تڑپا تڑپا کر سزائیں دی جائیں اور ہلاک کیا جائے کہ وہ تمام ڈکٹیٹر اور فرعون بننے والوں کے لیے عبرت کا سبق بن جائے لیکن اس کے ظلم و ستم کی داستان جتنی طویل تھی اتنی ہی اس کی موت کی روداد بھی طویل ہوتی گئی۔

ایک دن اچانک اعلان ہوا کہ پال پوٹ تھائی لینڈ کی سرحد کے قریب پوشیدہ پناہ گاہ میں حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے مر گیا ہے۔ یہ ایسی خبر تھی کہ کمبوڈیا کے تمام لوگ مایوس ہو گئے۔ وہ تو اسے کتے کی موت مرتے دیکھنا چاہتے تھے لیکن اس کی موت بڑے ہی پراسرار طریقے سے ہوئی تھی اور اس کی موت مشکوک تھی لوگ کہتے تھے کہ وہ قدرتی موت نہیں مرا ہے۔ بلکہ اسے قتل کیا گیا ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ شاید وہ نہیں مرا ہے۔ اس سے مشابہت رکھنے والا کوئی دوسرا شخص مر چکا ہے جسے پال پوٹ کہا جا رہا ہے۔

کمبوڈیا کے سرکاری افسران نے تھائی حکومت سے مطالبہ کیا کہ پال پوٹ کی لاش کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے اور اس لاش کو ان کے حوالے کیا جائے لیکن نہ لاش کا پوسٹ مارٹم کرایا گیا اور نہ ہی لاش ان کے حوالے کی گئی۔ یہ بھی انکشاف ہوا کہ تھائی لینڈ کے فوجی افسران تقریباً بیس سال سے خفیہ طور پر پال پوٹ کی حمایت کرتے رہے تھے اور اسے بڑے ہی خفیہ طور پر اسلحہ وغیرہ سپلائی کیا کرتے تھے۔ ان افسران نے اعلان کیا کہ دوسرے دن اس کی لاش کو اس کے لکڑی کے مکان میں جلا دیا جائے گا۔

جب اس لکڑی کے مکان میں اس کی لاش کو جلایا گیا تو وہاں سے اٹھنے والا فلک بوس دھواں کمبوڈیا کے لوگوں نے بھی دیکھا۔ ایک طرح سے اس کی موت راز میں ہی رہی کیونکہ کمبوڈیا میں جو پال پوٹ کے حمایتی تھے' نہ انہوں نے اس کی آخری رسومات میں شرکت کی اور نہ ہی صحافیوں کو وہاں جانے کی اجازت دی گئی۔ آخر میں یہ بات وثوق سے کہی گئی کہ وہ اپنی زندگی میں دس لاکھ افراد کو قتل کر چکا تھا۔

پارس اور پورس بنکاک پہنچ گئے۔ وہاں سے انہیں بان ونائی جانا تھا۔ جہاں پناہ گزینوں کے لیے کیمپ لگائے گئے تھے لیکن انہوں نے ایک شام اور ایک رات بنکاک میں گزاری۔ بازاروں میں گھوم پھر کر میک اپ کا سامان خریدا پھر اپنے ہوٹل کے کمرے میں آکر اپنے چہرے پر تبدیلیاں کیں۔ وہاں کے لوگوں کی ناک بالکل چپٹی تو نہیں تھی مگر ذرا دبی ہوئی تھی اور آنکھوں کے پپوٹے بھاری ہوا کرتے تھے عام طور پر چہرے کا رنگ زرد ہوا کرتا تھا۔ انہوں نے اس کے مطابق میک اپ کیا۔ دوسری صبح انہوں نے اسپیڈ بوٹ کے مالک کو منہ مانگی رقم دی پھر اس میں بیٹھ کر دریائی راستے سے بان ونائی کی طرف چل پڑے۔

پورس نے پارس سے کہا "ہم تقریباً پندرہ گھنٹے بنکاک میں رہے۔ اتنی دیر میں یہ معلومات حاصل ہوئیں کہ تھائی لینڈ کی حکومت بے شمار پناہ گزینوں کے آنے سے پریشان ہے لیکن امریکا ان پناہ گزینوں میں دلچسپی لے رہا ہے۔ اس کی ہدایت کے مطابق تھائی حکومت نے کئی جگہ ان مہاجرین کے لیے کیمپ قائم کر دیے

ہیں۔"

پارس نے کہا "اس طرح یہ معلوم ہوچکا ہے کہ امریکا تھائی لینڈ کے ذریعے کمبوڈیا اور لاؤس وغیرہ جیسے ممالک کے بدترین سیاسی حالات سے دلچسپی لے رہا ہے۔"

پورس نے کہا "امریکا تو کسی کے معاملے میں بھی ٹانگ اڑاتا رہتا ہے۔ کمبوڈیا کے پڑوسی ملک ویت نام میں بری طرح تاریخی شکست کھانے کے بعد وہاں سے ذلتیں اٹھا کر واپس جانے کے بعد بھی انہی علاقوں میں قدم جمانے کی کوششیں کررہا ہے۔"

"پاپا نے ان امریکی اکابرین سے سمجھوتا کرلیا تھا کہ آئندہ ان سے نہ دوستی ہوگی نہ دشمنی ہوگی لیکن وہ دشمنی کے حالات پیدا کرلیتے ہیں۔ کہاں دنیا کے ایک سرے میں امریکا ہے اور کہاں دنیا کے دوسرے حصے کے قریب یہ مشرقِ بعید ہے لیکن امریکی اکابرین کو بین الاقوامی پولیس بننے کا بہت شوق ہے۔ اس لیے وہ دنیا کے ہر ملک کے ذاتی معاملات میں ٹانگ اڑانے کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔"

پارس اور پورس بان ونائی میں پہنچ گئے۔ وہاں پہنچتے ہی انہوں نے خیال خوانی کے ذریعے سونیا سے رابطہ کیا پھر کہا "ہم اس شہر میں پہنچ گئے ہیں۔ آپ کہاں ہیں؟"

"میں رفیوجی کیمپ کی طرف جارہی ہوں تم دونوں وہاں چلے آؤ۔"

وہ دونوں ایک رکشا میں بیٹھ کر وہاں پہنچے پھر خیال خوانی کے ذریعے اپنی مما کے قریب ہوتے گئے۔ جب وہ دونوں سونیا کے سامنے پہنچے تو ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے کیونکہ سونیا نے بھی ویسا ہی میک اپ کیا تھا۔ جیسے وہ لاؤس یا کمبوڈیا سے تعلق رکھنے والی کوئی عورت ہو۔ ویسی ہی ناک دبی ہوئی تھی نتھنوں کے اندر چھوٹی سی اسپرنگ رکھی گئی تھی جس کی وجہ سے ناک پھیل گئی تھی۔ اوپری حصہ ذرا نیچے دب گیا تھا آنکھوں کے پپوٹے بھی بھاری دکھائی دے رہے تھے اور چہرے کا رنگ کچھ زرد سا ہوگیا تھا۔ اس نے دونوں بیٹوں سے پوچھا "کچھ معلومات حاصل ہوئیں؟"

"اس حد تک کہ امریکا یہاں بھی پہنچا ہوا ہے اور یہاں آنے والے بے شمار مہاجرین سے دلچسپی لے رہا ہے۔ اس کا مطلب صاف سمجھ میں آرہا ہے کہ کہیں نہ کہیں ہم سے ٹکراؤ ہوگا۔"

"ہاں وہ تو بین الاقوامی پولیس ہے۔ کہیں نہ کہیں اس سے جھڑپ ہوتی ہی رہتی ہے اور ہوتی رہے گی۔ یہ رفیوجی کیمپ دیکھ رہے ہو۔ یہاں تقریباً پینتالیس ہزار پناہ گزین تھے۔ کچھ کم ہوگئے ہیں اور بھی مزید کم ہونے چاہئیں حالانکہ لاؤس اور کمبوڈیا میں کمیونسٹوں کا زور کم ہوگیا ہے۔ وہاں ان کی مقامی حکومتیں قائم ہونے کے آثار پیدا ہوگئے ہیں۔ ان مہاجروں کو اپنے وطن واپس جانا چاہیے لیکن نہیں جارہے ہیں۔"

پارس نے پوچھا "ایسی کیا بات ہے؟ آپ نے کچھ معلوم کیا ہے؟"

"اسی کیمپ سے کئی مہاجر خاندان شمال کی طرف اپنے [illegible] لاؤس واپس گئے تھے لیکن وہ یا تو کہیں گم ہوگئے یا ان کی لاشیں سرحدی علاقوں میں پائی گئی ہیں۔"

"کیا تھائی حکومت ان پراسرار اغوا اور قتل کے سلسلے [illegible] نوٹس لے رہی ہے؟"

میں دریا کے اس پار والے شہر ناتک کھائی میں گئی تھی۔ وہا[ں] بھی اتنی ہی مقدار میں پناہ گزین موجود ہیں وہ بھی یہ کہہ رہے [ہیں] کہ تھائی لینڈ کے چند فوجی افسران پال پوٹ کے حمایتی تھے۔ ان[ہوں] نے پال پوٹ کی لاش اپنے قبضے میں رکھی تھی اور اس کی آخ[ری] رسومات ادا کی تھی کسی کو دیکھنے نہیں دیا تھا۔ اب شبہ پیدا ہ[وا] ہے کہ پال پوٹ مردہ نہیں زندہ ہے۔ وہ کہیں روپوشی کی زندگی [گزار] رہا ہے۔ جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہوئے کمبوڈیا چھوڑ کر [تھائی] لینڈ میں پناہ لینے آئے تھے، انہیں تھائی لینڈ کے فوجی افسران [کے] ذریعے قتل کرا رہا ہے یا اغوا کرا رہا ہے۔"

"پھر تو معاملہ سنگین ہے۔ ہم ان چند فوجی افسران کے دماغ کو کھنگالنا شروع کریں گے تو حقیقت سامنے آجائے گی۔"

پارس نے پوچھا "آپ نے کلام ژیونگ اور اس کے [گھر والوں] کے بارے میں کچھ معلوم کیا ہے؟"

"میں جناب عبداللہ واسطی کے دماغ میں رہ کر ان کے [ذریعے] کولام ژیونگ کے دماغ میں پہنچی تھی۔ ان کے ذریعے ان کے [بیٹے] کی بھی خیریت معلوم کی وہ بھی اپنی پوری فیملی کے ساتھ وا[پس] لاؤس جانا چاہتے تھے لیکن سرحد کی طرف جانے والوں کی لاش[یں] پائی جاتی ہیں۔ اس لیے انہوں نے وطن واپس جانے کا ارادہ [ملتوی] کردیا ہے۔"

"ان کا رک جانا، ان کے حق میں بہتر ہورہا ہے۔ ورنہ [وہ] سرحدی علاقے میں مارے جاتے یا ان کی جوان بیٹیوں کو اغوا [کرلیا] جاتا۔"

پورس نے سونیا کے دونوں ہاتھوں میں دو بڑے بڑے [بھرے] ہوئے بیگ دیکھ کر پوچھا "ان میں کیا ہے؟"

"سر میں لگانے کا تیل ہے، کنگھی ہے، پیسٹ، ٹوتھ بر[ش] نہانے اور کپڑے دھونے کے صابن اور دوسری بہت سی ضرور[ت] کی چیزیں ہیں۔ کچھ بسکٹ، ٹافیاں وغیرہ ہیں جو لوگ مہاجر کیمپ [میں] آتے ہیں۔ وہ اسی طرح کا سامان لاتے ہیں اور ان مہاجروں [میں] تقسیم کرتے ہیں۔"

"تو پھر چلیں۔ ہم بھی تقسیم کریں۔"

"میں نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا ہے، کلام ژیو[نگ] اور اس کی فیملی کون سے کاٹیج میں ہیں۔ ہم سیدھے وہیں [چلیں] گے۔"

وہ سیدھے اسی کاٹیج کے سامنے پہنچے۔ کلام ژیونگ کی [بی]

بی بیٹھی ہوئی باتیں کررہی تھی۔ اندر دو مردوں کے لڑنے جھگڑنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ سونیا نے ایک لڑکی سے پوچھا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"

اس نے جواب دیا "سولماچے (سلمٰی) اور یہ میری چھوٹی بہن روباچے (رابعہ) ہے۔"

یعنی بڑی بہن سلمٰی ان سے مخاطب تھی اور اس کی چھوٹی بہن کا نام رابعہ تھا۔ سلمٰی نے کہا "شاید آپ ہمارے لیے کچھ ضرورت کی چیزیں لائے ہیں اگر ہماری مقامی زبان سمجھتے ہیں تو اندر کی آوازیں سنیئے میرا بڑا بھائی میرے باپ سے اس بات پر لڑ رہا ہے کہ ہمارے ڈیڈی نے ہمیں یہاں لاکر بھکاری بنا دیا ہے۔ رفیوجی کیمپ میں جو بھی آتے ہیں ہماری ضرورت کی چیزیں خیرات کرکے چلے جاتے ہیں۔"

سونیا نے کہا "یہ خیرات نہیں ہے۔ خیرسگالی کے جذبے سے ہم یہ ضرورت کی چیزیں دے رہے ہیں۔ برے وقت میں کسی کی مدد کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسے خیرات دی جارہی ہے۔"

"یہی ڈیڈی میرے بھائی کو سمجھا رہے ہیں۔ مگر اس کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔"

اس وقت ایک جواں مرد غصے سے باہر آیا پھر سونیا اور پارس اور پورس کو دیکھ کر رہ گیا۔ ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے بیگ دیکھ کر بولا "اچھا تو تم لوگ بھی خیرات دینے کے لیے آئے ہو؟"

سونیا نے کہا "تم غلط سمجھ رہے ہو اگر یہ خیرات ہے تو اس مہاجر کیمپ میں بھی جو کچھ مل رہا ہے وہ جذبۂ ہمدردی سے نہیں بلکہ خیرات کے طور پر مل رہا ہے۔ تم نے پہلے ہی دن سے اس مہاجر کیمپ میں رہنے سے انکار کیوں نہیں کیا؟"

"میں پہلے ہی دن سے انکار کرتا آرہا ہوں۔"

"اچھا انکار کروگے تو کہاں جاؤ گے؟"

"میں جوان مرد ہوں خود اپنی محنت سے کما سکتا ہوں اور اپنے پورے خاندان کو کھلا سکتا ہوں۔"

"تھائی لینڈ میں تمہیں مہاجر کیمپ سے باہر جانے نہیں دیا جائے گا۔ تم اپنے وطن واپس جاؤ گے تو وہاں کے سیاسی حالات تمہارے خلاف ہوں گے۔"

"کوئی خلاف نہیں ہیں۔ وہاں کمیونسٹ گوریلوں کو مجھ جیسے مقامی لوگوں کی ضرورت ہے۔ میں جاؤں گا تو مجھے اچھے خاصے معاوضے پر رکھ لیا جائے گا۔"

"واہ کیا سوچ ہے تمہاری؟ تم اپنے بوڑھے باپ کے اور دو جوان بہنوں کے ایک ہی بیٹے اور بھائی ہو۔ تم گوریلا جنگ میں مارے جاؤ گے تو کیا یہ ساری زندگی مہاجر کیمپ میں خیرات کا کھانا کھاتے ہوئے گزار دیں گے۔ اس وقت تمہیں غیرت نہیں آئے گی؟"

وہ غصے سے بولا "اے میڈم! مجھ سے بحث نہ کرو۔ میں اپنے ڈیڈی کا فیصلہ سن چکا ہوں۔ آج ہی میں اپنے وطن لاؤس واپس جاؤں گا۔ وہاں کمیونسٹ گوریلوں کو مجھ جیسے مکینک کی ضرورت ہے۔ جب میں خود کماؤں گا تو میرے ڈیڈی کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ میری بہنوں کو لے کر اپنے وطن واپس آئیں گے وہاں کمیونسٹ گوریلے انہیں پورا تحفظ دیں گے۔"

سونیا نے کہا "واہ شاباش، جن کمیونسٹوں نے وہاں تم سب پر ظلم و ستم ڈھائے جن کی وجہ سے تم جوان بہنوں کی عزت آبرو بچانے کے لیے یہاں چلے آئے اب پھر وہاں واپس انہی ظالم درندے کمیونسٹ گوریلوں کی پناہ میں جانا چاہتے ہو۔ یہ کون سی دانش مندی ہے؟"

"دیکھو میڈم! میں پہلے کہہ چکا ہوں، مجھ سے بحث نہ کرو۔ جو سمجھانا ہے وہ میرے ڈیڈی کو اور میری بہنوں کو سمجھاؤ۔ میں بہت ضدی ہوں، فیصلہ کرچکا ہوں اور ابھی اپنے وطن واپس جارہا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ جانے لگا۔ پورس نے اس کے دماغ میں رہ کر اس کے دونوں پیروں کو ایک دوسرے سے ٹکرایا۔ وہ چلتے چلتے لڑکھڑا کر اوندھے منہ گر پڑا۔ جہاں گرا وہاں ایک چھوٹا سا پتھر تھا پیشانی اس پتھر پر لگی۔ اسے دن میں تارے نظر آنے لگے۔ بہنوں نے اپنے بھائی کی پیشانی سے خون بہتے دیکھا تو اپنے ڈیڈی کو آوازیں دیتی ہوئیں بھائی کی طرف دوڑ پڑیں۔ انہوں نے دونوں طرف سے بھائی کو سنبھالا پھر اسے زمین پر بٹھایا اس کا سر چکرا گیا تھا۔ وہ بولا "میں بالکل ٹھیک ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔"

کلام ژیونگ نے دروازے پر آکر کہا "ہاں اسے چھوڑ دو، نہ روکو، یہ ایسے ہی جائے گا اور اوندھے منہ گرتا رہے گا اس کم بخت کو اپنے پیروں پر اچھی طرح چلنا نہیں آیا ہے اور یہ گوریلا فوج میں جارہا ہے۔ جاتے ہی کہیں سے ایک گولی آکر لگے گی اور قصہ تمام ہوجائے گا۔ مرنے کے بعد اسے پتا بھی نہیں چلے گا کہ اس کا بوڑھا باپ اور اس کی جوان بہنیں اس کے پیچھے ماتم کررہی ہیں۔"

پارس نے کلام ژیونگ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے تھپکتے ہوئے کہا "آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ کا بیٹا کہیں نہیں جائے گا۔ آپ کے بڑھاپے کا سہارا بن کر رہے گا۔"

اس کا بیٹا سلام ژیونگ زمین پر سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ کپڑے جھاڑتے ہوئے بولا "میں ضرور جاؤں گا۔ میرے ڈیڈی میری بات نہیں مانتے ہیں تو میں بھی ان کا سہارا نہیں بنوں گا۔ کیا تم مجھے جانے سے روک سکتے ہو؟"

پارس نے کہا "میں تمہیں نہیں روکوں گا لیکن تمہارے ساتھ جاؤں گا۔"

بوڑھا باپ اور جوان بہنیں اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگیں۔ سلام ژیونگ نے غصے سے پوچھا "کیا؟ کیا تم میرے ساتھ جاؤ گے؟ وہ تمہاری ماں ہیں یا آنٹی ہیں۔ میں نہیں جانتا وہ تو مجھے

جانے سے روک رہی ہیں اور تم میرے ساتھ گوریلا فوج میں جاؤ گے؟"

"ہاں میں نے جنگلوں میں قد آور سیاہ فام گوریلا جانور دیکھا ہے لیکن گوریلے انسان نہیں دیکھے۔ تمہارے ساتھ جا کر دیکھوں گا۔"

وہ آگے بڑھ کر اس کے لباس سے مٹی جھاڑتے ہوئے بولا۔ "آؤ ہم چلیں۔"

سلام پیچھے ہٹ کر بولا "میں تنہا جاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے' ہم ایک دوسرے سے ذرا دور دور رہیں گے۔ تم اپنی جگہ رہو گے۔ میں اپنی جگہ رہوں گا لیکن تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"

"یہ کیا زبردستی ہے؟ تم کیوں میرے ساتھ جاؤ گے؟"

"تم بوڑھے باپ اور جوان بہنوں کو چھوڑ کر کیوں جاؤ گے؟ اگر تم اپنی ضد منوا سکتے ہو تو میں بھی اپنی ضد پر قائم ہوں۔ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"

وہ تنبیہہ کے انداز میں انگلی دکھاتے ہوئے بولا "دیکھو مسٹر! میں بہت ڈینجرس آدمی ہوں۔ میرا ایک ہاتھ پڑ جائے گا تو تم ابھی مٹی چاٹنے لگو گے۔"

"تم اپنی یہ حسرت بھی پوری کرلو۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی اس نے ایک گھونسا اسے مارنا چاہا۔ پارس نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے حملہ کرنا چاہا۔ پارس نے دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اس نے ایک لات مارنی چاہی تو پارس نے اپنی ایک ٹانگ سے اس کی لات روک دی۔ وہ جھلا کر اپنے دونوں ہاتھ اس کے ہاتھوں کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگا اور اپنی ناکامی پر جھلانے لگا۔ اس نے خود کو چھڑانے کے دوران میں اچھل اچھل کر حملے بھی کیے۔ اس کا ہر حملہ ناکام ہوتا رہا۔ بڑی دیر بعد وہ تھک کر ہانپنے لگا پھر شکست خوردہ انداز میں بولا "تم کون ہو؟ کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو؟"

"ہم تمہارے ڈیڈی اور تمہاری جوان بہنوں کی بھلائی چاہتے ہیں۔ یہ نہیں چاہتے کہ ایک بوڑھا اپنے بیٹے سے اور بہنیں اپنے جوان بھائی سے محروم ہو جائیں اگر تم اپنی ضد پر اڑے رہو گے اور اپنے وطن واپس جانا چاہو گے تو میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔"

سونیا نے اس سے کہا "تم دیکھ چکے ہو' میرا یہ بیٹا کتنا شہزور ہے۔ تم اس کے ہاتھوں سے اپنے دونوں ہاتھ نہیں چھڑا سکے۔ اس پر ایک بھی حملہ نہیں کر سکے اور اب ایک بھونکنے والے کتے کی طرح ہانپ رہے ہو۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ رک جاؤ۔ نہیں رکو گے تو جاؤ' تمہارے ساتھ یہ سائے کی طرح جائے گا۔"

وہ پیر پٹختا ہوا جانے لگا۔ پارس بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ کلام ژیونگ نے سونیا اور پورس کو دیکھتے ہوئے کہا "تم لوگ کون ہو؟ ہم سے اتنی ہمدردی کر رہے ہو کہ اپنے ایک بیٹے کو میرے سرپھرے بیٹے کے ساتھ بھیج دیا ہے؟"

سونیا نے کہا "آپ فکر نہ کریں۔ آپ کے بیٹے کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ میرا بیٹا اسے جلد ہی واپس لے آئے گا۔"

"اگر ایسا ہو جائے اور میرا جوان بیٹا واپس آجائے تو میں آپ لوگوں کا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔"

"اس میں احسان کی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ لوگ کچھ وقت ہمارے ساتھ گزاریں۔ میں چاہتی ہوں آپ اور آپ کی دونوں بیٹیاں رات کا کھانا ہمارے ساتھ کسی ہوٹل میں کھائیں۔"

کلام ژیونگ نے کہا "ہمیں اس رفیوجی کیمپ سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم آپ کی دعوت قبول نہیں کر سکیں گے۔"

"آپ اس کی فکر نہ کریں۔ ہم رفیوجی کیمپ کے منتظمین سے اجازت حاصل کرلیں گے۔"

"اجازت مل جائے تو اس سے اچھی بات کیا ہے۔ میری بیٹیاں اس کیمپ سے باہر جانے کے لیے ترس گئی ہیں۔ یہ بھی ذرا تفریح کرلیں گی۔"

"بے شک ہم انہیں خوب تفریح کرائیں گے۔ خوب کھائیں گے پئیں گے۔ آپ سب خوب انجوائے کریں گے۔"

پورس نے کہا "پلیز یہ دونوں بیگ رکھ لیں اپنے بیٹے کی طرح اسے خیرات نہ سمجھیں۔ یہ ہماری محبت کا اظہار ہے۔"

پورس نے وہ دونوں بیگ ان دونوں لڑکیوں کے سامنے رکھ دیے۔ انہوں نے شکریے کے ساتھ انہیں قبول کیا پھر سونیا اور پورس اس کیمپ سے باہر چلے آئے۔ اس نے کہا "تم بھائی کے دماغ میں جاؤ اس سے کہو ہم اہم معلومات حاصل کر رہے ہیں اور وہ تمام معلومات اسے فراہم کرتے رہیں گے۔ فی الحال وہ خیال خوانی نہ کرے اور سلام کے ساتھ رہ کر محتاط رہے۔ وہ سرحد کی طرف جا رہا ہے ضرور کہیں نہ کہیں سے دشمن حملہ کریں گے۔"

"پارس کے لیے بھی خطرہ ہے۔ دشمن چھپ کر گولیاں چلائیں گے۔"

"فکر نہ کرو پارس اسے سرحد تک پہنچنے نہیں دے گا۔"

سلام کیمپ کے باہر آیا پھر ایک ٹیکسی والے کو روک کر پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بولا "ریور سائیڈ چلو۔"

پارس اگلی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ سلام اعتراض نہیں کر سکا۔ اس کا دماغ پارس کی مٹھی میں تھا۔ جب ٹیکسی اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھنے لگی۔ تب اس نے چونک کر پوچھا "تم میری ٹیکسی میں کیوں بیٹھ گئے ہو؟"

"ٹیکسی کسی کی نہیں ہوتی تم کرایہ دو گے میں بھی کرایہ دے دوں گا۔"

وہ خاموشی سے پارس کو تکنے لگا۔ کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس

کی ٹیلی پیتھی کے زیر اثر تھا۔ دریا کے کنارے پہنچ کر ٹیکسی رک گئی۔ اس نے ٹیکسی سے اتر کر کرایہ ادا کیا۔ پارس نے بھی ٹیکسی سے اتر کر پوچھا "کیا دریا کے کنارے خودکشی کرنے آئے ہو پہلے دیکھ لو کہ پانی کس طرف گہرا ہے۔"

اس نے چونک کر دریا کے کنارے کو اور آس پاس کے مناظر کو دیکھا پھر اپنی پیشانی پر انگلی رگڑتے ہوئے بولا "میں ادھر کیوں چلا آیا؟"

ٹیکسی ڈرائیور اپنی گاڑی کو واپسی کے لیے موڑ رہا تھا۔ پارس نے کہا "ذرا ٹھہرو' یہ صاحب شاید واپس جائیں گے۔"

وہ جھلا کر بولا "ہرگز نہیں۔ میں واپس نہیں جاؤں گا۔"

"میں تم سے یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ڈیڈی اور بہنوں کے پاس جاؤ۔ بہرحال یہاں سے تو کہیں جانا ہی ہے۔"

وہ کچھ پریشان ہو کر اپنے آپ بڑبڑانے لگا "پتا نہیں' میں یہاں کیوں چلا آیا؟ کیا ہو گیا ہے میرے دماغ کو کچھ سمجھ میں نہیں آتا؟"

پارس نے کہا "جب حد سے زیادہ غصہ کیا جائے تو دماغ اسی طرح کام نہیں کرتا ہے۔ سوچو کچھ' ہوتا کچھ ہے۔"

اس نے ناگواری سے پارس کو دیکھا پھر تیزی سے چلتا ہوا ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور سے بولا "فن فیر گراؤنڈ تک چلو۔"

پارس بھی ٹیکسی کی اگلی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی اسٹارٹ ہو کر جانے لگی۔ پارس اس کے دماغ میں تھا۔ اس کی اپنی سوچ میں رہ کر کہنے لگا "میں کیا کر رہا ہوں؟ ایک تو اپنے ڈیڈی سے بدتمیزی کرتا رہتا ہوں پھر اپنی جوان بہنوں کو بے سہارا چھوڑ کر ان سے بہت دور جانا چاہتا ہوں۔ کیا یہ دانش مندی ہے؟"

سلام نے اپنی سوچ میں کہا "میں اپنی بہنوں کی بہتری کے لیے جانا چاہتا ہوں۔"

پارس نے پھر اس کی اپنی سوچ میں کہا "بہتری کیسے ہوگی؟ کیا جن کمیونسٹوں نے اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔ ہمیں گھر سے بے گھر کیا۔ وہ ہمیں پھر ایک گھر دے سکیں گے؟ یا صرف اپنی غرض کے لیے مجھے اپنے ساتھ رکھیں گے۔ جب کام نکل جائے گا تو گولی مار دیں گے۔ انہیں یہ اندیشہ ہو گا کہ میں ان کا کام چھوڑ کر مقامی حکمرانوں کے پاس جاؤں گا اور ان کے تمام راز اگل دوں گا۔"

دماغ میں ایسے خیالات آنے لگے تو وہ پچھلی سیٹ پر بے چینی سے پہلو بدلنے لگا۔ یہ حقیقت اس کی نظروں میں تھی۔ پال پوٹ نے کمبوڈیا میں اپنے مخالفین کے ساتھ یہی سلوک کیا تھا۔ انہیں فاضل پرزوں کی طرح کھیتوں میں اور کارخانوں میں استعمال کرتا رہا۔ جب ان کی ضرورت نہیں رہی تو انہیں گولیوں سے ہلاک کر دیا۔

ٹیکسی فن فیر گراؤنڈ کے بڑے سے گیٹ کے قریب رک گئی۔ وہ ٹیکسی سے اتر گیا۔ پارس نے ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا پھر سلام کے پاس آکر بولا "ہاں یہاں اچھا خاصا میلا لگا ہوا ہے۔ طرح طرح کے کھیل کھیلے جا سکتے ہیں۔ جھولوں میں جھولا جا سکتا ہے۔ ائرگن سے نشانے بازی کی مشق کی جا سکتی ہے۔ تم صحیح جگہ آئے ہو کیونکہ ابھی تمہارے کھیلنے اور کھانے کے دن ہیں۔"

اس نے حیرانی سے پارس کو دیکھا پھر فن فیر گراؤنڈ کی طرف دیکھنے لگا۔ وہاں رنگ برنگی روشنیوں میں خوشیوں کا میلا لگا ہوا تھا۔ عورتیں مرد بوڑھے اور بچے سب ہی خوشیاں منانے اور تفریح کرنے آئے تھے۔ سلام کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیوں وہاں آیا ہے؟

اس نے غصے سے پوچھا "تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟"

پارس نے حیرانی سے کہا "تعجب ہے۔ تم نے خود ٹیکسی ڈرائیور سے پہلے کہا کہ دریا کے کنارے جانا چاہتے ہو پھر وہاں ڈرائیور سے کہا کہ یہاں فن فیر گراؤنڈ میں آنا چاہتے ہو۔ اب مجھے الزام دے رہے ہو کہ میں تمہیں یہاں لایا ہوں۔"

وہ جھلا کر بولا "مجھے کیا ہو گیا ہے؟ جہاں جانا چاہتا ہوں وہاں نہیں جا رہا ہوں' کیا تم جادو جانتے ہو' مجھے اپنے راستے سے بھٹکا کر ان راستوں پر پہنچا رہے ہو؟"

"واہ تم نے پہلے مجھے الزام دیا کہ میں تمہیں فن فیر میلے میں لایا ہوں۔ اب جادو کرنے کا الزام دے رہے ہو کہ جادو کے ذریعے میں تمہیں یہاں سے وہاں بھٹکا رہا ہوں۔"

"تم میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو؟"

"تم غلط کہہ رہے ہو۔ میں ٹیکسی میں آگے بیٹھ کر آتا رہا ہوں۔ تم پیچھے بیٹھتے رہتے ہو۔ پیچھا تم کرتے ہو۔"

"بکواس مت کرو۔ تم یہاں کھڑے رہو گے۔ میں تنہا ٹیکسی میں بیٹھ کر جا رہا ہوں۔ خبردار میرے ساتھ نہ آنا۔"

"وہ تو میں آؤں گا۔ تمہارے ڈیڈی سے اور تمہاری بہنوں سے کہہ چکا ہوں' تمہاری حفاظت کروں گا اور تمہیں ان کے پاس کیمپ میں واپس لاؤں گا۔"

اسی وقت ایک فوجی جونیئر افسر تین فوجی جوانوں کے ساتھ وہاں آیا پھر بولا "تم رفیوجی کیمپ سے باہر کیوں آئے ہو؟ جو لوگ اجازت کے بغیر کیمپ سے باہر جاتے ہیں۔ وہ چوری کی واردات کرتے ہیں یا لاؤس اور کمبوڈیا کے کمیونسٹوں سے مل کر تخریبی کارروائیاں کرتے ہیں۔"

سلام نے کہا "میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔ میں تو اپنے وطن لاؤس واپس جانا چاہتا ہوں۔"

"بکواس مت کرو۔ کیا وہاں جا کر بھوکے مرو گے؟ تمہیں پتا ہے' وہاں کے لوگ دانے دانے کو ترس رہے ہیں۔ مرد' عورتیں بچے اور بوڑھے کئی کئی وقتوں کے فاقے کر رہے ہیں۔ چھوٹے بچے فاقے کرتے کرتے ہڈیوں کا ڈھانچا بنتے جا رہے ہیں۔"

پارس نے اس جونیئر فوجی افسر کے مختصر سے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ وہ لوگ سلام کا تعاقب نہیں کررہے تھے بلکہ پارس' پورس اور سونیا پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہ تینوں کہاں سے آئے ہیں اور رفوجی کیمپ کس لیے گئے تھے؟ اور اب ایک شخص یعنی پارس رفوجی کیمپ میں رہنے والے سلام کے ساتھ کہاں گھومتا پھر رہا ہے؟

اسی وقت ایک ادھیڑ عمر شخص نے دور سے سلام کو مخاطب کیا "ہیلو سلام تم یہاں ہو؟ تم نے کہا تھا' اندھیرا ہوتے ہی ہم سے ملو گے پھر ہمارے ساتھ جاؤ گے۔"

وہ شخص قریب آکر سلام سے مصافحہ کرنے کے بعد فوجی جونیئر افسر سے بولا "کیپٹن! یہ مسٹر سلام ہیں۔ بہت اچھے مکینک ہیں۔ ہمارے بہت کام آئیں گے۔ میں انہیں اپنے ساتھ لے جارہا ہوں۔"

سلام نے کہا "جی ہاں۔ میں انہیں تلاش کررہا تھا اور ان کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن پتا نہیں کیسے راستوں سے بھٹک کر یہاں آگیا؟"

دور کھڑے ہوئے ایک مقامی شخص نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر کہا "میں اس نوجوان کو بھٹکا رہا ہوں اور تم بھی بھٹکا رہے ہو۔ اسے اپنے ساتھ سرحد پار کمیونسٹ گوریلوں کے پاس لے جانا چاہتے ہو۔ یہ فوجی افسر تم سب کی سازشوں میں شریک ہے۔"

فوجی کیپٹن نے غصے سے کہا "یہ کیا بکتا ہے۔ اسے گرفتار کرو۔"

دو فوجی جوان اسے گرفتار کرنے کے لیے جانا چاہتے تھے۔ اسی وقت کیپٹن نے ایک الٹا ہاتھ فوجی جوان کے منہ پر مارا پھر دوسرے جوان کو گھونسا مارتے ہوئے بولا "میں نے گرفتار کرنے کے لیے کہا اور تم گرفتار کرنے جارہے ہو۔ یہ نہیں سوچتے کہ وہ ایک شریف اور پرامن شہری ہے۔"

جو ادھیڑ عمر کا شخص سلام کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ اس نے کیپٹن سے کہا "کیپٹن! تم بہت بڑے فوجی افسر بن رہے ہو۔ جبکہ تم دوغلے ہو ایک طرف تھائی لینڈ کے فوجی افسر ہو اور دوسری طرف کمیونسٹ گوریلوں کے دلال ہو اسی لیے سلام جیسے ہنرمند اور جنگ جو نوجوانوں کو لاؤس یا کمبوڈیا کے کمیونسٹ گوریلوں کے پاس بھیجتے رہتے ہو۔"

کیپٹن نے تعجب سے اس ادھیڑ عمر کے شخص کو دیکھا پھر پوچھا "مسٹر چن! تم میرے خلاف بول رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے؟ یہ کیوں ظاہر کررہے ہو کہ ہم کون ہیں اور درپردہ کیا کررہے ہیں؟"

اس کی بات ختم ہوتے ہی مسٹر چن نے کیپٹن کے منہ پر ایک گھونسا مارا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے چلا گیا۔ دو سپاہیوں نے اسے تھام لیا۔ ورنہ وہ زمین پر جا پڑتا پھر ایک فوجی آگے نے مسٹر چن کو رائفل کے نشانے پر رکھتے ہوئے کہا "خبردار! ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا۔ سر! مجھے حکم دیں میں اسے گولی ماروں؟"

"نہیں ٹھہرو کچھ گڑبڑ ہے۔ ہمیں پہلے بتا دیا گیا تھا کہ کچھ خطرناک لوگ باہر سے یہاں آئے ہیں اور وہ دماغوں میں گھس گھس کر مار ڈالتے ہیں۔"

مسٹر چن نے اپنا سر کھجاتے ہوئے کہا "مجھے کچھ ایسا ہی لگ رہا ہے۔ ابھی میں نے تمہیں اپنی مرضی سے گھونسا نہیں مارا تھا اور تمہارے خلاف کچھ نہیں بولنا چاہتا تھا مگر بے اختیار بولتا چلا گیا۔"

دور کھڑے ہوئے مقامی جوان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "میں تمہارے دماغوں میں گھسنا چاہتا ہوں۔ ابھی میں نے کیپٹن کے دماغ میں گھس کر اس کے فوجی جوانوں کی پٹائی کی پھر مسٹر چن! تمہارے دماغ میں گھس کر کیپٹن کو گھونسا مارا۔ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔ میرا نام جیری وانگ ہے۔"

ان کی باتوں اور حرکتوں کے دوران میں پارس نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا' جو خود کو جیری وانگ کہہ رہا تھا وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا۔ اس کے دماغ میں پورس موجود تھا۔

تھائی لینڈ کے فوجی افسران جو لاکھوں افراد کے قاتل پال پوٹ کی حمایت کرتے رہے تھے اب بھی اس کی کمیونسٹ پارٹی کے لیے درپردہ کام کررہے تھے۔ ان کی اس مخالفت میں مصروفیات کے باعث بڑی حد تک یقین ہو رہا تھا کہ پال پوٹ ابھی زندہ ہے۔ تھائی لینڈ کے فوجی افسران نے اس کی موت کا جھوٹا اعلان کیا تھا اور کسی دوسرے کی لاش اس لکڑی والے مکان میں جلا کر یہ یقین دلایا تھا کہ پال پوٹ مرچکا ہے۔

ابھی سونیا اور پورس کو زیادہ خیال خوانی کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ وہ تھائی لینڈ کے چند افسران کے دماغوں میں پہنچ پائے تھے۔ ان سے اسی حد تک معلومات حاصل کی تھیں کہ پال پوٹ شاید کہیں روپوش ہے اور اسی کے احکامات کے مطابق لاؤس اور کمبوڈیا سے آنے والے مہاجرین پر بڑی خاموشی سے ظلم کیا جارہا ہے۔ ان کی جوان بیٹیوں کو اور بہنوں کو اغوا کیا جارہا ہے۔ ان کے جوان بیٹوں اور بھائیوں کو کمیونسٹ فوج میں ایندھن بننے کے لیے سپلائی کیا جارہا ہے اور ایسا کرنے کے لیے ان کے خاندانوں کو رفیوجی کیمپ سے نکال کر سرحد کی طرف جانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جب وہ سرحد کی طرف جاتے ہیں تو جوان مردوں اور جوان لڑکیوں کو اغوا کرلیا جاتا ہے اور بوڑھوں اور بچوں کو قتل کردیا جاتا ہے۔

تشویش کی بات یہ تھی کہ لاؤس اور کمبوڈیا کی طرف واپس جانے والے خاندان کے افراد جب ایک ساتھ سفر کرتے تھے اور سرحد پار کرنا چاہتے تھے تو ان سب کو بیک وقت قتل کردیا جاتا تھا۔ تقریباً آٹھ سے دس افراد پر مشتمل بڑے بڑے چھ خاندانوں کو بڑی بے رحمی سے قتل کیا گیا تھا ان میں سے دو خاندانوں کا تعلق بدھ مت سے تھا اور چار خاندانوں کے تمام افراد مسلمان تھے۔ جناب تبریزی اور جناب شیخ عبداللہ واسطی ان علاقوں میں مسلمانوں کا تحفظ چاہتے تھے۔ مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کو قائم و دائم رکھنے کے لیے انہوں نے سونیا' پارس اور پورس کو وہاں مصروف رہنے کی ہدایت کی تھی۔

سونیا اور پورس نے وہاں کے ایک مقامی نوجوان کو اپنا آلۂ کار بنایا اسے فن فیئر گراؤنڈ کے پاس پہنچا کر سلام' مسٹر چن اور فوجی افسر وغیرہ کے سامنے اپنے آلۂ کار کو یہ ڈینگیں مارنے پر مائل کیا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے انہیں ایک دوسرے کو مارنے پیٹنے پر مجبور کررہا ہے۔

فوجی افسر نے اپنے جوانوں کو حکم دیا "اسے پکڑو اگر وہ بھاگنا چاہے تو گولی ماردو۔"

دو مسلح جوان چند قدم آگے بڑھے پھر پلٹ کر ایک دوسرے کو گن پوائنٹ پر لیا۔ اس کے بعد اچانک گولیاں چلا دیں۔ وہ ایک دوسرے کی فائرنگ سے ہلاک ہو کر دوسروں کے لیے عبرت کا نمونہ بن گئے۔ ایک مسلح جوان زندہ رہ گیا تھا اس نے حیران ہو کر اس مقامی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو دیکھا پھر اپنے افسر کو تکنے لگا۔ اسی وقت پورس نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس جوان نے اپنے افسر کو گن پوائنٹ پر لے کر کہا "اب تمہاری باری ہے۔"

افسر نے ایک دم سے چونک کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا "تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ میں ابھی تمہیں شوٹ کردوں گا۔"

وہ اپنا ریوالور نکالنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی فوجی جوان نے اسے گولی ماردی۔ مسٹر چن خوف زدہ ہو کر فوجی افسر کو زمین پر تڑپتے ہوئے دیکھ رہا تھا پھر وہ ایک دم سے بھاگنے لگا مگر کتنی دور بھاگ کر جاسکتا تھا۔ فوجی جوان نے اسے بھی گولی ماردی پھر سلام کی طرف گھوم کر بولا "تم نے دیکھا کہ یہاں تمہارے حمایتی کس طرح حرام موت مارے گئے ہیں اگر اب بھی تم دشمنوں پر بھروسا کرو گے اور اپنے بوڑھے باپ اور جوان بہنوں کو چھوڑ کر جانا چاہو گے تو تمہیں بھی یہاں ایسے ہی موت ملے گی۔"

سلام نے سہم کر کہا "نہیں' نہیں' میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ میں اپنے ڈیڈی اور اپنی بہنوں کے پاس جاؤں گا۔"

پارس نے مسکرا کر کہا "خدا کا شکر ہے۔ صبح کا بھولا شام کو گھر واپس جارہا ہے۔"

فن فیئر گراؤنڈ میں مرد' عورتیں' بوڑھے' بچے ہزاروں کی تعداد میں تفریح کے لیے آئے تھے۔ فائرنگ کی آواز سن کر کتنے ہی لوگ گراؤنڈ کے گیٹ کے باہر آئے پھر لاشیں دیکھ کر سب پر دہشت طاری ہوگئی۔ مسلح فوجی جوان نے ایک ہوائی فائر کرنے کے بعد کہا "خبردار! کوئی قریب نہ آئے۔ تم لوگ تفریح کے لیے آئے ہو بہتر ہے واپس جا کر تفریح کرو۔ جو یہاں کھڑا رہ کر تماشا دیکھے گا۔ اسے گولی ماردی جائے گی۔"

اس کی دھمکی سن کر سب واپس جانے لگے۔ اس فوجی جوان نے اپنے مردہ افسر کی جیب سے موبائل فون نکالا پھر نمبر پنچ کرنے لگا۔ رابطہ ہونے کے بعد اس نے کہا "سر! یہاں گڑبڑ ہوئی ہے۔ کیپٹن صاحب اور وہ ہمارا خاص آدمی مسٹر چن مارے گئے ہیں۔ یہاں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا آیا ہے۔ اس نے ان دونوں کے دماغوں میں گھس کر پہلے ان دونوں کو آپس میں لڑایا پھر وہ میرے دماغ میں گھس گیا۔ اس نے میرے ہاتھوں سے فائرنگ کرائی اور اس فائرنگ کے نتیجے میں کیپٹن صاحب اور مسٹر چن ہلاک ہوگئے ہیں۔"

دوسری طرف سے پوچھا گیا "وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا وہاں موجود ہے؟"

"جی ہاں مجھ سے کچھ دور کے فاصلے پر بڑے اطمینان سے کھڑا ہوا ہے۔"

"تم اسے گرفتار کرنا چاہو گے تو وہ تمہارے ہی دماغ میں گھس آئے گا۔ تم اچانک ہی اسے گولی مار کر زخمی کردو۔ اس طرح وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہارے اندر نہیں آئے گا اور نہ ہی وہاں سے فرار ہوسکے گا۔"

پورس نے اس کی زبان سے کہا "ہیلو میجر! یہ مجھے گولی نہیں مارے گا۔ میرا نام جیری وانگ ہے۔ میں ابھی اسے خودکشی کرنے پر مجبور کردوں گا کیونکہ مجھے تو چہرے سے پہچاننے والا یہی ایک فوجی جوان رہ گیا ہے۔ اس کی موت کے بعد تم سب مجھے تلاش کرتے رہو گے۔ میں جب بھی سامنے آؤں گا تم لوگ مجھے چہرے سے نہیں پہچان سکو گے۔ لو اب ایک گولی چلنے کی آواز سنو۔ اس کے بعد تمہارا فوجی جوان ہمیشہ کے لیے خاموش ہوجائے گا۔"

اس فوجی جوان نے موبائل فون کو زمین پر رکھا۔ رائفل کی نال کو اپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھا پھر انگوٹھے سے ٹریگر کو دبا دیا۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ وہ اچھل کر زمین پر گرا اور ذرا دیر تڑپ کر ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا پڑگیا۔ اس موبائل فون کے ذریعے دوسری طرف میجر نے گولی چلنے کی آواز سنی تھی اور ہیلو ہیلو کہہ رہا تھا لیکن اس کی ہیلو کا جواب دینے والا اب کوئی نہیں رہا تھا۔

پارس نے کہا "بھئی سلام یہ ٹیلی پیتھی بھی کیا چیز ہے۔ ہاتھ میں ہتھیار نہیں ہوتا لیکن مقابلے میں آنے والے دشمن ہلاک ہوتے رہتے ہیں۔ جو دشمن دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں وہ بھی فنا ہوتے رہتے ہیں جیسا کہ تم ابھی دیکھ رہے ہو۔"

سلام نے کہا "میں اس بات پر حیران ہوں کہ جو ٹیلی پیتھی جاننے والا وہاں کھڑا ہوا ہے۔ اسے مجھ سے میرے ڈیڈی سے میری بہنوں سے کیا ہمدردی ہے؟ اس نے ان تمام لوگوں کو مار ڈالا ہے جو مجھے گمراہ کررہے تھے۔"

پارس نے کہا "ہوسکتا ہے وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا ان مرنے والوں سے دشمنی رکھتا ہو۔ اس لیے انہیں جہنم میں پہنچانے کے بعد

دیکھو آرام سے جارہا ہے۔"
سلام نے کہا "ہمیں اس کے پاس جا کر شکریہ ادا کرنا چاہیے۔"
"کس بات کا شکریہ ادا کرو گے۔ میں نے کہا نا اس کی اور ان مرنے والوں کی آپس میں دشمنی تھی۔ اس نے تمہاری خاطر یہ سب نہیں کیا ہے۔ اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کو بھول جاؤ۔ یہ بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ چلو تمہارے ڈیڈی اور تمہاری بہنیں انتظار کررہی ہوں گی۔"
وہ سر جھکا کر پارس کے ساتھ کیمپ کی طرف جانے لگا۔

○☆○

ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہوتا۔ یہ علم جاننے والے بظاہر ایک دوسرے سے دوستی کرتے ہیں' ہمدردی کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اندر ہی اندر جڑیں کاٹنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔
بھیا بارہ برس کی عمر سے نارنگ کا چیلا تھا اور دن رات اس کی خدمت کرتا رہتا تھا۔ نارنگ خود کہا کرتا تھا کہ اس کے تمام چیلوں میں بھیا سب سے زیادہ وفادار اور سب سے زیادہ گنی ہے۔ یہ ایک دن ضرور آتما شکتی اور ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرے گا۔
اس کی پیش گوئی کے مطابق بھیا نے ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کا علم حاصل کرلیا تھا اور یہ علم حاصل کرتے ہی اس نے سب پر برتری حاصل کرنے کی تدابیر پر عمل شروع کیا تھا۔ اس کے سامنے فی الحال اس کا اپنا گرو تھا جو بہت زبردست تھا۔ آتما شکتی کے لیے تپسیا کررہا تھا۔ تپسیا مکمل ہونے کے بعد وہ آتما شکتی حاصل کرلیتا تو وہ چیلے سے بھی زیادہ زبردست ہوجاتا۔ اس سے پہلے ہی چیلے نے اس کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا۔ آتما شکتی کی تپسیا شروع کرنے سے پہلے ہی اس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا معمول اور فرماں بردار بنا کر اس کے دماغ میں یہ نقش کردیا کہ وہ مکمل آتما شکتی حاصل کرنے کے بعد بھی اپنے چیلے بھیا سن کا محکوم بن کر رہے گا اور اسے کبھی یہ معلوم نہیں ہوگا کہ اس کے ہی چیلے نے اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔
نارنگ اس حقیقت سے بے خبر تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے تپسیا میں مصروف ہوگیا تھا اور اسے یقین تھا کہ اس کے چیلے نے اسے تپسیا مکمل کرنے کا موقع دیا ہے تو وہ ضرور آتما شکتی حاصل کرلے گا۔
جب ایک فاتح ایک ملک کو فتح کرلیتا ہے تو پھر دوسرے تیسرے ممالک کو فتح کرتے ہوئے سکندر اعظم بننا چاہتا ہے۔ بھیا نے بھی اپنے گرو کو فتح کرنے اور اپنے زیر اثر لانے کے بعد یہ طے کیا کہ گرو کی الپا سے کبھی نہیں بنتی تھی۔ الپا بھی زبردست ہے۔ اسے بھی کسی طرح ٹریپ کرنا چاہیے پھر یہ کہ الپا نے خود ہی اس سے رابطہ کیا تھا۔ ان دونوں کے درمیان بڑے اچھے انداز میں گفتگو ہوئی تھی اور یہ طے پایا تھا کہ وہ ایک دوسرے کے بہترین دوست بن کر رہیں گے لیکن ایک دوسرے کے دماغ میں نہیں آئیں گے۔ اپنا اپنا خاص آلہ کار بنا کر رکھیں گے۔ جس کے دماغ میں پہنچ کر وہ ایک دوسرے سے گفتگو کیا کریں گے۔
اس طریقہ کار کے مطابق انہوں نے اپنے ایک آلہ کار کے دماغ میں پہنچ کر باتیں کیں۔ بھیا نے کہا "میڈم الپا! آپ سے پہلی بار ہی گفتگو کرکے مجھے ایسی خوشی ہوئی تھی کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ آپ نے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بہت کمال کیا ہے۔ برسوں سے اسرائیل کی تنہا ٹیلی پیتھی جاننے والی رہی ہیں۔ تنہا کتنے ہی دشمنوں سے مقابلہ کرتی رہی ہیں۔ اس طرح اپنے ملک اور قوم کی خدمت کرتی رہی ہیں۔ آپ کا جواب نہیں ہے۔ میں آپ کی زندگی سے' آپ کی جدوجہد سے بہت کچھ سیکھنا چاہتا ہوں۔"
وہ ہنستی ہوئی بولی "تم مجھے آسمان پر چڑھا رہے ہو۔ یہودی قوم کی خدمات کے سلسلے میں جس طرح تم مجھے سراہ رہے ہو۔ اسی طرح تم بھی قابل تعریف ہوسکتے ہو۔ ابھی تم نے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ابتدا کی ہے اگر میری طرح خوددار رہو گے۔ تنہا رہو گے اور میرے تعاون پر اعتماد کرو گے تو بہت جلد ایک نمایاں مقام حاصل کرلو گے۔"
"میڈم! آپ میرے دل کی بات کہہ رہی ہیں۔ میں کسی شک وشبے کے بغیر آپ پر اعتماد کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے بتائیں کہ ایسا کس طرح ممکن ہے؟"
"جب تک اپنا دل و دماغ مائل نہ ہو' اس وقت تک مجھ پر اعتماد نہیں کرسکو گے۔"
"میرا دل آپ کی طرف مائل ہے اگر دل کو قبول کرلیں گی تو دماغ بھی مائل ہوجائے گا۔"
"تم اشارتاً عشق و محبت کی بات کررہے ہو۔ کھل کر بولو۔"
"آپ سمجھ تو گئی ہیں اور کیا بولوں؟ اگر ہم دونوں ایک ہوجائیں تو ایک دوسرے کے سامنے آسکتے ہیں اور لائف پارٹنر بن کر ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزار سکتے ہیں۔"
اگرچہ تم بہت بڑی بات کہہ رہے ہو لیکن میرے حالات کے مطابق کہہ رہے ہو۔ میں برسوں سے تنہا ہوں۔ اب شدت سے سمجھ رہی ہوں کہ میری تنہائی کے سبب دشمن مجھ پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں تمہارے گرو نارنگ نے مجھ پر بڑے سخت حملے کیے تھے۔ مجھے میرے ہی ملک میں پریشان کیا ہے۔ اس وقت مجھے تنہائی کا احساس ہوا تھا۔ سوچتی تھی کاش میرا کوئی مددگار ہوتا تو گرو نارنگ کی اتنی جرأت کبھی نہ ہوتی۔"
"بے شک! آپ کے خیالات آپ کو اس طرح سوچنے پر مجبور کرتے ہوں گے۔ آپ کو اس سوچ کے مطابق میری پیشکش قبول کرلینی چاہیے۔"
میں انکار نہیں کروں گی لیکن آخری فیصلہ کرنے کے لیے مجھے

وقت چاہیے۔ میں ہر پہلو سے غور کروں گی پھر کسی نتیجے پر پہنچوں گی۔"

"بے شک! آپ ایک دو دن نہیں ایک دو ہفتے' ایک دو مہینے غور کریں اور اس دوران میں مجھے بھی آزماتی رہیں۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ مجھے بے لوث اور بے غرض ساتھی پائیں گی۔"

"اگر میرا فیصلہ تمہاری خواہش کے مطابق ہو اور میں تمہاری بیوی بن کر زندگی گزارنے کے لئے راضی ہو جاؤں تو ہماری ملاقات کیسے اور کہاں ہوگی؟"

"تم جہاں کہو گی' وہاں ہوگی۔ مجھے اپنے ملک اسرائیل آنے کے لیے کہو گی' میں آجاؤں گا۔"

"میں تمہیں آنے کے لیے کہہ سکتی ہوں لیکن نہیں کہوں گی ہماری جو لائف پارٹنر شپ ہوگی' وہ راز میں رہے گی۔ میں اپنی یہودی قوم کو نہیں بتاؤں گی۔ یہاں کے اکابرین اعتراض کریں گے۔ اس لیے تم یہاں نہیں آؤ گے۔"

"اس کا مطلب ہے' تم میرے پاس ہندوستان آؤ گی؟"

"جب ساتھ زندگی گزارنی ہے تو میں تمہارے پاس آؤں گی لیکن اس طرح کہ دو چار دن تمہارے ساتھ رہا کروں گی پھر اپنے ملک واپس آجایا کروں گی۔ اس طرح یہاں کوئی میری کمی محسوس نہیں کرے گا۔ کسی کو پتا نہیں چلے گا کہ میں کہاں جاتی رہتی ہوں۔"

"اس طرح میں بھی رازداری سے اسرائیل آسکتا ہوں۔ دو چار روز تمہارے ساتھ گزار کر رازداری سے واپس جاسکتا ہوں۔ کسی کو پتا نہیں چلے گا۔"

"ہاں ایسا بھی ہوسکتا ہے۔ کبھی میں تمہارے پاس آیا کروں گی۔ کبھی تم میرے پاس آجایا کرو گے۔ میں دو چار دنوں میں اپنا فیصلہ سناؤں گی۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں دو چار دن تک بڑے صبر سے انتظار کروں گا۔"

"اب میں چلتی ہوں۔ تمہارے اور اپنے معاملے پر سنجیدگی سے غور کروں گی۔ او کے سی یو اگین۔"

وہ رابطہ ختم کرکے اپنے صوفے پر سے اٹھ گئی پھر کمرے سے نکل کر بنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتی ہوئی اس کمرے میں آئی' جہاں جیکب رابن جادوئی عمل میں مصروف رہا کرتا تھا۔

وہ اس کے پاس آکر بیٹھ گئی "اس نے پوچھا "کیا خبر ہے؟ کیا بھیما سے باتیں کررہی تھیں؟"

"ہاں۔ وہ بے وقوف کا بچہ پہلے تو دوستی کرنا چاہتا تھا۔ آج کھل کر کہہ رہا ہے کہ مجھ پر مرمٹا ہے۔ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔"

جیکب رابن نے گھور کر الپا کو دیکھا پھر کہا "بھیما کی شامت آگئی ہے۔ اس نے آتما شکتی حاصل کرنے کے بعد خود کو ناقابل شکست سمجھ لیا ہے۔ وہ میری جادوئی قوت کو کبھی سمجھ نہیں پائے گا۔ جب میں اس پر حملے کروں گا تب اسے دن میں تارے نظر آئیں گے۔"

"تمہیں ناراض ہونے اور غصے میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹھنڈے دماغ سے میری پلاننگ کو سمجھو میں اپنی ایک ڈمی اس کے سامنے پیش کروں گی۔ تم اپنے جادوئی عمل سے اس ڈمی کو مکمل الپا بناؤ گے یعنی بھیما کو یہ موقع نہیں دو گے کہ وہ اپنے جادوئی عمل سے ڈمی کی اصلیت معلوم کر سکے۔"

"یہ تو میں کرلوں گا۔ اس کا باپ بھی ڈمی کی اصلیت معلوم نہیں کرسکے گا لیکن اہم مسئلہ یہ ہے کہ تمہاری ڈمی ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہوگی۔ خیال خوانی کا مسئلہ رہے گا۔ اگر بھیما تمہاری ڈمی سے یہ فرمائش کرے کہ وہ اس کے دماغ میں آئے تو ڈمی اس کے دماغ میں نہیں جاسکے گی۔ ایسے وقت کیا کرنا چاہیے؟"

"یہ ایک مسئلہ ہے اگر میری ماتحت کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہوتی تو میں اسے ڈمی بنا کر بھیج دیتی اب تو میں دو تین دن کے لیے اس کے پاس جایا کروں گی تو مجھے دو تین دنوں تک ڈمی کے دماغ میں موجود رہنا ہوگا۔"

"لیکن دن رات اس کے دماغ میں کس طرح موجود رہ سکتی ہو؟"

"میں کوشش کروں گی کہ زیادہ سے زیادہ اس کے دماغ میں رہوں اور بھیما کو ہماری چال بازی کا ذرا سا بھی شبہ نہ ہو۔"

وہ دونوں ٹیلی پیتھی کے مسئلے پر غور کرنے لگے۔ ان کی پلاننگ اچھی تھی لیکن یہی ایک کمزوری رہ گئی تھی۔ وہاں بھیجی جانے والی ڈمی خود ٹیلی پیتھی نہ جانتی اور خیال خوانی کے ذریعے بھیما کے دماغ میں پہنچ نہ پاتی تو اسے شبہ ہوتا بلکہ یقین ہوجاتا کہ اسے دھوکا دیا جارہا ہے۔

بڑی دیر تک غور کرنے کے بعد الپا نے کہا "میری ڈمی بھیما کے پاس ضرور جائے گی۔ میں نے سوچ لیا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"مجھے بتاؤ کیا کرنا چاہتی ہو؟"

"میرے ذہن میں ایک منصوبہ ہے لیکن ابھی کچا ہے۔ میں اس منصوبے کو ذرا اچھی طرح پکالوں پھر تمہیں بتاؤں گی۔ اس وقت تک تم ایک ڈمی تیار کرو اور اس پر اس طرح جادوئی عمل کرو کہ بھیما کا جادو اس پر کوئی اثر نہ کرسکے۔"

الپا کے ذہن میں ایک دھندلی سی تدبیر تھی۔ اس نے برسوں ٹیلی پیتھی کی دنیا میں رہ کر گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا تھا۔ نت نئے تجربات سے گزرتی رہی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ اپنی تدبیر پر تمام پہلوؤں سے غور کرے گی اور اسے قابل عمل بنائے گی تو بھیما کی شامت آجائے گی۔

○☆○

کہا جاتا ہے کہ سر منڈواتے ہی اولے پڑنے لگتے ہیں۔ جے سامو اور جے فلو کے ساتھ یہی ہونے لگا تھا۔ انہوں نے جیسے ہی عشق شروع کیا دشمن آسمان سے اولے کی طرح سر پر پڑتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ کافو نے کہا "یارو! یہ تم دونوں کے دلوں کے معاملات ہیں اور دل کے معاملات میں عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ میں تم دونوں کو سمجھاؤں گا کہ دل سے زیادہ عقل سے سوچو۔ ورنہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنی نادانیوں سے پھنستے آئے ہیں۔ ہم بھی ان کی طرح دشمنوں کے جال میں پھنس جائیں گے۔"

جے سامو نے کہا "یار کافو! یہ اچھا ہوا کہ تم نے ہماری طرح کسی سے دل نہیں لگایا ورنہ ہم تینوں بیارِ محبت بن جاتے۔ عقل سے سوچنے والا کوئی نہ رہتا۔ اب تم ہی بتاؤ کیا کرنا چاہیے۔"

جے فلو نے کہا "اس نے کسی سے دل نہیں لگایا ہے۔ یہ تو بے رحمی سے کہہ دے گا کہ میں ہیلو ریٹا سے تعلقات ختم کردوں اس کی محبت کو بھول جاؤں۔ یہ نہیں جانتا کہ محبت کو بھلانا اور محبوبہ کو یادوں سے نکالنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ نیندیں حرام ہوجاتی ہیں۔ کھانا پینا چھوٹ جاتا ہے۔ عقل کسی اہم مسئلے پر سوچنے کے قابل نہیں رہتی۔"

جے کافو نے کہا "مگر تم عقل کی بات کہہ رہے ہو۔ جو بات میرے دماغ میں ہے اور میں کہنا چاہتا ہوں وہ ابھی تم نے کہہ دیا ہے۔ دانش مندی یہی ہے کہ ہیلو ریٹا سے دور ہوجاؤ۔ کیا عقل اتنی سی بات نہیں سمجھتی کہ اس کا ٹیلی پیتھی جاننے والا بھائی امریکی اکابرین کے چنگل میں ہے۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ میں جاتے آتے ہوں گے اور اسے اس بات کی خبر نہیں ہوتی ہوگی۔ وہ یہی سمجھتا ہوگا کہ وہاں امریکی اکابرین کے سائے میں محفوظ ہے اور کسی کا معمول نہیں ہے۔"

ہیلو ریٹا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھائی کا نام کینی بال تھا۔ یہ وہی کینی بال تھا جو اپنے ایک ساتھی لیزی گارڈ کے ساتھ گرفتار ہوگیا تھا۔ گرفتار ہونے سے پہلے پارس اور پورس نے اسے معمول بنا کر رکھا تھا۔ ان حالات میں عقل یہی کہتی تھی کہ وہ امریکی اکابرین کی پناہ میں رہ کر کسی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کا معمول اور ماتحت بن چکا ہوگا۔ جب بھی کوئی معمول بنتا ہے تو اسے اس بات کی خبر نہیں ہوتی کہ وہ کسی کا غلام بنا ہوا ہے۔

جے فلو نے کہا "بے شک اگر ہمیں بھی کسی نے قید کیا اور کسی نے ہمیں بھی اپنا معمول اور تابع بنالیا تو اس کی خبر ہمیں نہیں ہوگی۔ ہم اس خوش فہمی میں مبتلا رہیں گے کہ آزاد اور خود مختار ہیں لیکن ہمیں دوسرے پہلو سے بھی سوچنا چاہیے۔"

جے کافو نے کہا "وہ دوسرا پہلو کیا ہے؟"

"یہی کہ امریکی اکابرین کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے پر بھروسا نہیں کرتے ہیں۔ وہ اپنے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے یعنی لیزی گارڈ اور کینی بال پر کسی دوسرے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو تنویمی عمل کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ انہیں یہ اندیشہ رہے گا کہ ان کا اپنا ہی ٹیلی پیتھی جاننے والا عامل بن کر لیزی گارڈ اور کینی بال کو اپنا تابع۔ اور معمول بنالے گا اور اس کی خبر امریکی اکابرین کو نہیں ہوگی۔"

"اس پہلو سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ لیزی گارڈ کو کسی نے اپنا تابع نہیں بنایا ہوگا اور وہ بالکل آزاد اور خود مختار ہے۔"

جے فلو نے کہا "میں یہی کہنا چاہتا ہوں۔"

"کہنا تو چاہتے ہو لیکن اسے ثابت کرنا ہوگا۔ ہم تینوں کو یہ معلوم کرنا ہوگا کہ کینی بال پر کسی نے تنویمی عمل نہیں کیا ہے۔"

"یہ معلوم کرنے کے لیے ہمیں کسی ٹھوس پلاننگ پر عمل کرنا ہوگا۔"

جے کافو نے کہا "تم خیال خوانی کے ذریعے ہیلو ریٹا سے رابطہ کرو اور اسے بھرپور محبت کا یقین دلا کر اپنا پتا ٹھکانا بتا دو۔"

"جب میں اسے اپنا پتا اور ٹیلی فون نمبر وغیرہ بتاؤں گا تو وہ خوش ہوجائے گی۔ اسے میری بھرپور محبت کا یقین ہوجائے گا۔"

"پھر وہ اپنے بھائی کو تمہارا پتا اور فون نمبر بتائے گی۔ ہم یہ جگہ چھوڑ دیں گے۔ یہاں قریب ہی کوئی بنگلا کرائے پر لے لیں گے۔ وہاں رہ کر اس خالی بنگلے کی نگرانی کرتے رہیں گے۔ کینی بال اگر کسی کا معمول ہوگا تو وہ عامل ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ سے ہمارا پتا اور فون نمبر معلوم کرلے گا۔ کوئی رہتا بھی ہے یا نہیں؟"

جے فلو نے کہا "میں تمہاری پلاننگ سمجھ رہا ہوں۔ ہم یہ جگہ چھوڑ دیں گے لیکن کسی دوسرے افراد کو اپنا آلہ کار بنا کر یہاں رکھیں گے تاکہ کینی بال کے عامل ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یقین ہوجائے کہ اس بنگلے میں دو شخص رہتے ہیں اور ان دونوں میں سے ایک شخص جے فلو ہوگا جو کینی بال کی بہن سے محبت کرتا ہے۔"

"ہاں وہ اس بنگلے کو گھیر کر ان دونوں کو ضرور گرفتار کریں گے۔ اس طرح ہم تصدیق کریں گے کہ کینی بال کسی کا معمول اور فرماں بردار ہے؟"

جے سامو خیال خوانی کے ذریعے اپنے دونوں ساتھیوں کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے کہا "یہ اچھی تدبیر ہے۔ اس طرح دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوجائے گا اگر وہ کینی بال کسی کا معمول ہے تو ہم کسی مصیبت میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں گے۔"

اس پلاننگ کے مطابق جے فلو نے خیال خوانی کے ذریعے ہیلو ریٹا کو مخاطب کیا۔ وہ خوش ہو کر بولی "ہیلو فلو! میں اپنے دماغ میں تمہاری باتیں سن رہی ہوں۔"

"ٹیلی پیتھی جاننے والے سے محبت کرنے کا ایک فائدہ یہی

ہے کہ جدائی کے لمحات زیادہ تڑپاتے نہیں ہیں۔ تم مجھ سے ابھی جدا ہو لیکن اپنے دماغ میں اس طرح محسوس کررہی ہوں جیسے میں تمہارے پاس ہوں۔"

"واقعی مجھے ایسے ہی لگ رہا ہے جیسے تم میرے سامنے ہی نہیں بلکہ میرے اندر سما گئے ہو۔ بائے دی وے ہم کب تک اتنے قریب رہ کر بھی دور دور رہا کریں گے؟"

"ہم جلد ہی ایک دوسرے کے ہوجائیں گے۔ ہماری شادی ہوگی پھر تم ہمیشہ کے لیے میرے پاس آجاؤگی۔"

"مگر ایسا کب ہوگا؟"

"پہلے تمہارے بھائی سے ضروری باتیں ہوجائیں پھر تم سے شادی کے معاملات بھی طے ہوجائیں گے۔"

"پتا نہیں کب ایسا ہوگا۔ اس وقت تک مجھے تم سے دور رہنا ہوگا۔"

"کیا ہم دوسروں سے اور خاص طور پر ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں سے چھپ کر نہیں مل سکتے؟"

"میں تم سے ملنے آؤں گا تو کسی کی بھی نظروں میں آسکتا ہوں۔ ویسے تم مجھ سے ملنے آسکتی ہو۔ میں تمہیں اپنا پتا اور فون نمبر بتا سکتا ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولی "تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو۔ اتنے اہم راز کی باتیں مجھے بتانا چاہتے ہو۔ مجھے یہ بھی بتاؤ کہ میں تمہارے بنگلے میں کس وقت ملاقات کے لیے آسکتی ہوں؟"

"جب تک میں نہ کہوں' میرے بنگلے کی طرف نہ آنا۔ ویسے جب چاہو مجھے فون کرسکتی ہو۔ میرا فون نمبر اور بنگلے کا پتا نوٹ کرو۔"

وہ کاغذ قلم لے کر لکھنے لگی جے فلو جب تک ہیلو ریٹا سے باتیں کرتا رہا۔ اس وقت تک جے کافو اور جے سامو نے دو جوانوں کو ٹریپ کیا۔ ان کے دماغوں پر قبضہ جمایا پھر انہیں آلہ کار بنا کر اس بنگلے میں پہنچا دیا۔ جہاں اس وقت جے کافو اور جے فلو موجود تھے۔

جے فلو نے ہیلو ریٹا کو اپنا موبائل فون نمبر بتایا تھا۔ جے کافو نے بنگلے کے ٹیلی فون کو بیکار بنا دیا۔ فلو نے اپنی محبوبہ سے کہا "میں نے تمہیں اپنا موبائل فون نمبر لکھوایا ہے۔ جب بنگلے کا فون ٹھیک ہوجائے گا تو میں یہ نمبر بھی لکھوا دوں گا۔"

"میں بنگلے کا فون نمبر لے کر کیا کروں گی۔ مجھے یہی خوشی ہے کہ تم نے اپنا ذاتی فون نمبر دیا ہے میں آدھی رات کو بھی تم سے بات کرسکتی ہوں۔"

"میں بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے آدھی رات کو تمہیں نیند سے جگا سکتا ہوں۔ فی الحال میں رابطہ ختم کررہا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگیا۔ ہیلو ریٹا نے پوچھا "فلو کیا تم جا چکے ہو؟"

اس نے جواب نہیں دیا۔ اس کے دماغ میں خاموش رہا۔

تب اس نے سمجھ لیا کہ اس کا محبوب جا چکا ہے۔ وہ محبت سے اس کے بارے میں سوچنے لگی۔ اسی وقت اسے اپنے بھائی کی آواز سنائی دی۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے بول رہا تھا "ہیلو ریٹا میں ہوں' تمہارا بھائی کینی بال۔ میں سوچ رہا تھا کہ جے فلو اور جے کافو سے دماغی رابطہ کروں پھر میں نے یہ سوچ کر رابطہ نہیں کیا کہ میں ان کے دماغوں میں جاؤں گا تو وہ بھی میرے دماغ میں آنا چاہیں گے اور یہ دماغی رابطہ مناسب نہیں ہے۔ اس طرح ہم اچھے دوست ہو کر بھی ایک دوسرے کے چور خیالات پڑھ لیتے ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے اگر میرے خیالات پڑھنے سے انہیں نقصان پہنچ سکتا ہے تو ان کے خیالات کے پڑھنے سے مجھے بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

"فلو نے اپنے بنگلے کا پتا اور فون نمبر بتا دیا ہے۔ تم میرے سگے بھائی ہو اس لیے میں اس کا پتا اور فون نمبر بتا رہی ہوں۔ پلیز نوٹ کرو۔"

"تم بتاؤ میں اسے ذہن میں نقش کرلوں گا۔"

ایک بہن نے اپنی معصومیت کے ساتھ بھائی کو اپنے محبوب کا پتا اور فون نمبر بتا دیا۔ بھائی نے بھی معصومیت سے اسے اپنے ذہن میں نقش کرلیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کسی نے اسے بھی اپنا معمول بنایا ہوا ہے اور کوئی اس وقت اس کے دماغ میں رہ کر جے فلو کا پتا اور فون نمبر معلوم کررہا ہے؟

جے فلو اور جے کافو نے دو گھنٹے کے اندر دوسرا بنگلا رہائش کے لیے حاصل کرلیا۔ ان کے پہلے والے بنگلے میں ان کے دو معمول جوان موجود تھے۔ جے سامو نے ان دونوں پر مختصر سا تنویمی عمل کرکے انہیں پوری طرح اپنی گرفت میں رکھا تھا۔ وہ ان تینوں کی اجازت کے بغیر اس بنگلے سے کہیں جا نہیں سکتے تھے۔

کینی بال نے ٹیلی فون کے ذریعے جے فلو کو مخاطب کیا پھر کہا "میں اپنی بہن ہیلو ریٹا کے پاس گیا تھا۔ وہاں سے تمہارا یہ فون نمبر معلوم کیا ہے۔"

جے فلو نے کہا "تم ہمارے درمیان رابطہ قائم رکھنے کے سلسلے میں محتاط ہو۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے بات نہیں کرنی چاہیے۔"

"یہ ہم دونوں کے لیے بہتر رہے گا۔ کبھی ایک دوسرے پر یہ شبہ نہیں ہوگا کہ ہم ایک دوسرے کے چور خیالات پڑھتے رہتے ہیں۔"

"ٹھیک سوچ رہے ہو' ہمیں زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے کا اعتماد حاصل کرنے والی باتوں پر عمل کرنا چاہیے لیکن یہ خیال بھی پریشان کرتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے کب تک چھپ کر رہیں گے۔ جبکہ ہمارے درمیان سگی رشتے داری قائم ہورہی ہے۔ تمہاری سگی بہن میری شریک حیات بننے والی ہے۔"

"یہ پریشانی مجھے بھی ہے لیکن اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ میں اپنی بہن کی شادی میں شریک نہیں ہوسکوں گا۔"

"اور مجھے بھی تمہاری بہن کے ساتھ بڑی رازداری سے شادی کرنی ہوگی اگر میں چرچ میں جا کر شادی کروں گا تو اندیشہ ہے کہ دشمنوں کی نظروں میں آجاؤں گا۔"

"ٹیلی پیتھی کا علم خدا کا بہترین عطیہ ہے۔ ہم اس کے ذریعے اپنی اور اپنے رشتے داروں کی حفاظت کرتے ہیں لیکن اپنے سگے رشتے داروں کے غم یا خوشی میں شریک نہیں ہوسکتے۔ میں بہت سوچ سمجھ کر اس نتیجے پر پہنچ رہا ہوں کہ تمہیں خفیہ طور پر میری بہن سے شادی کرکے ایک گھریلو ازدواجی زندگی گزارنی چاہیے۔ میری بہن جس حال میں خوش رہے گی میں اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا رہوں گا۔"

"یہ باتیں اپنی بہن سے کہہ دو کہ تم اس کی خفیہ شادی پر اعتراض نہیں کروگے پھر وہ خوش اور مطمئن رہے گی۔"

"میں ابھی اس سے کہہ دوں گا۔ جب تم دونوں شادی کرلو تو مجھے اطلاع دینا۔ مجھے یہ اطمینان ہوجائے گا کہ میں اپنی جوان بہن کی ذمے داریوں سے سبکدوش ہوچکا ہوں۔ بہرحال میں ہیلو ریٹا کو خفیہ شادی کرنے کی اجازت دینے جا رہا ہوں پھر تم سے رابطہ کروں گا۔"

وہ چلا گیا۔ جے سامو اور جے کافو نے جن دو جوانوں کو معمول بنا کر پہلے والے بنگلے میں رکھا تھا۔ انہیں یہ اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ کوئی اجنبی ملاقات کے لیے آئے تو ان میں سے ایک اجنبی سے بات کرے اور دوسرا کسی کمرے میں جا کر موبائل فون کے ذریعے انہیں یہ اطلاع دے کہ کوئی اجنبی ان سے ملنے آیا ہے۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد ایک جوان نے فون کے ذریعے بتایا کہ ٹیلی فون کے محکمے سے کوئی فون ٹھیک کرنے آیا ہے۔

یہ سنتے ہی جے کافو' جے سامو اور جے فلو تینوں ہی خیال خوانی کے ذریعے اپنے ان دو نوجوانوں کے دماغوں میں پہنچ گئے۔ ان کے ذریعے اس شخص کے دماغ میں پہنچ گئے۔ جو ٹیلی فون کے محکمے سے آیا تھا۔ وہ واقعی اس محکمے سے آیا تھا۔ وہ کوئی دشمن نہیں تھا۔ اس کے خیالات سے پتا چلا کہ اس بنگلے کا فون خراب ہونے کی اطلاع فون کے ذریعے کسی نے دی تھی۔ اس کے مطابق وہ فون درست کرنے آیا ہے۔

اس شخص کی آمد سے یہ ظاہر ہوگیا کہ کینی بال کے دماغ پر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا مسلط ہے۔ اس نے اسے اپنا معمول اور محکوم بنا رکھا ہے۔ اسی عامل نے کینی بال کے خیالات پڑھ کر یہ معلوم کیا ہوگا کہ جے فلو کے بنگلے کا فون خراب ہے۔ جے فلو اور جے کافو نے فون کی خرابی کی شکایت کی ہے۔ جبکہ کسی نے شکایت نہیں کی تھی۔

کینی بال کے عامل نے یہی سوچا کہ جب ان کی طرف سے شکایت کی گئی ہے اور فون کے محکمے والے دیر کررہے ہیں تو اس عامل نے خود ہی اپنے کسی آلہ کار کے ذریعے شکایت کی بلکہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس شخص کو فوراً ہی اس محکمے سے روانہ کروا دیا۔

وہ یقیناً یہی چاہتا ہوگا کہ بنگلے کا فون ٹھیک ہوجائے تاکہ فون کے ذریعے یہ صحیح طرح سے معلوم کیا جائے گا کہ وہاں کافو اور جے فلو موجود ہیں یا نہیں؟ جے فلو کے موبائل فون سے صحیح معلومات حاصل نہیں ہوسکتی تھیں کیونکہ اس کے موبائل فون پر رابطہ کیا جاتا تو وہ کسی بھی جگہ سے بات کرتا۔ یہی تاثر دیتا کہ وہ اپنے پہلے والے بنگلے سے بول رہا ہے۔

جو شخص ٹیلی فون کے محکمے سے آیا تھا وہ ... فون درست کرنے کے دوران میں ان دو نوجوانوں سے باتیں کرنے لگا۔ اس نے پوچھا کہ ان کے نام کیا ہیں؟

دونوں جوانوں نے اپنے نام جے کافو اور جے فلو بتائے۔ اصلی جے کافو' جے فلو ان کے دماغوں میں موجود تھے اگر وہ کوئی غلطی کرتے تو وہ دونوں اس غلطی کو درست کرسکتے تھے۔

اس بات کی پوری طرح تصدیق ہوچکی تھی کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے متعلق معلومات حاصل کررہا ہے اور ان دو جوانوں کے دماغوں میں اس لیے نہیں آرہا ہے کہ وہ انہیں یوگا جاننے والے جے کافو اور جے فلو سمجھ رہا ہے۔ یہ اندیشہ ہے کہ وہ دونوں سانس روک لیں گے پھر یہ سازش ظاہر ہوجائے گی کہ کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا ٹیلی فون درست کرنے والے کے دماغ میں گھس کر ان کے بنگلے میں گھس آیا ہے۔

جے کافو نے اس ٹیلی فون درست کرنے والے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "ہیلو گمنام ٹیلی پیتھی جاننے والے! تم چالیں بہت اچھی چل رہے ہو اور ہمارے بنگلے تک بھی پہنچ چکے ہو۔"

ٹیلی فون درست کرنے والے نے حیرانی سے پوچھا "یہ آپ مجھ سے کیا کہہ رہے ہیں؟"

جے کافو کے معمول جوان نے کہا "میں تم سے نہیں تمہارے دماغ میں چھپے ہوئے دشمن سے کہہ رہا ہوں۔ وہ میری باتیں سن رہا ہے۔"

تب اس گمنام ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اس شخص کی زبان سے کہا "ہوں۔ تم ہماری چال کو سمجھ چکے ہو لیکن وہاں سے نکل نہیں پاؤ گے۔"

جے کافو نے کہا "کون بے وقوف یہاں سے نکلنا چاہے گا۔ ہم دونوں اس بنگلے میں آرام سے بیٹھے رہیں گے۔ تم آرام سے اپنے آلہ کاروں کو بھیج کر ہمیں گرفتار کرسکتے ہو۔ ہمیں زخمی کرکے یا دواؤں کے ذریعے ہمیں اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کرکے ہمارے دماغوں پر قبضہ جما سکتے ہو۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "تمہیں اتنا اطمینان کیوں ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہاں رہو گے تو تمہیں گرفتار نہیں کیا جاسکے گا؟"

"ہم یہاں موجود رہیں گے' اس کے باوجود تم یا تمہارے پیچھے پورے امریکا کی قوت بھی ہمیں اپنے شکنجے میں نہیں لے سکے گی۔"

"پھر یہی سہی۔ میں وارننگ دے رہا ہوں' باہر جانے کی حماقت نہ کرنا۔ کہیں سے بھی آنے والی دواندھی گولیاں تم دونوں کو ہماری جھولی میں پہنچا دیں گی۔"

...ٹیلی فون درست کرنے والا اپنا کام کر کے چلا گیا۔ جے کافو نے اپنے دوست فلو سے کہا "تم ہیلو ریٹا کے دماغ میں جاؤ۔ ابھی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے سلسلے میں مصروف رہیں گے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ہیلو ریٹا پر مختصر سا تنویمی عمل کرو اس کے دماغ کو لاک کردو۔ تاکہ آئندہ اس کا بھائی اور اس کے پیچھے چھپے ہوئے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن تمہاری ہیلو ریٹا کے دماغ تک نہ پہنچ سکیں۔ تنویمی عمل کرنے کے بعد اسے وہاں سے دوسری جگہ منتقل کردیا جائے گا۔"

جے فلو نے خوش ہو کر کہا "شکریہ کافو! تم میرے دلی جذبات کو سمجھتے ہوئے ہیلو ریٹا کو میرے لیے اغوا کرنے کی تجویز پر عمل کررہے ہو پھر ایک بار شکریہ۔"

وہ ہیلو ریٹا کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی ایک رسالہ پڑھ رہی تھی اس نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر وہاں سے اٹھا دیا۔ وہ اپنے بنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتی ہوئی بیڈ روم میں آئی پھر بستر پر لیٹ گئی۔ جے فلو نے اسے مخاطب نہیں کیا اگر مخاطب کرتا تو اسے باتیں کرنے میں دیر ہوجاتی۔ وہ پہلے اپنا کام کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تھپک تھپک کر سلا دیا۔ جب وہ گہری نیند میں ڈوب گئی تو پھر اس کے دماغ پر تنویمی عمل کرنے لگا۔

اس کے دونوں ساتھی جے کافو اور جے سامو نے اسے تنویمی عمل کرنے کا موقع دیا اور دشمنوں کو اپنے معمول جوانوں کو ساتھ الجھائے رکھا۔ انہوں نے ان دو جوانوں .... کے پاس دو ریوالور چھوڑ دیے تھے تاکہ بوقتِ ضرورت کام آئیں اور اب وہ کام آنے والے تھے ان دونوں نے بنگلے کے دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔ آگے پیچھے والے کمروں کی ایک ایک کھڑکی کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ وہاں سے انہوں نے دیکھا' کئی مسلح افراد اس بنگلے کو چاروں طرف سے گھیر چکے تھے اور اب وہ احاطے کے اندر بہت محتاط انداز میں آرہے تھے۔ اسی وقت ایک جوان نے گولی چلائی۔ جس کے نتیجے میں ایک مداخلت کار مارا گیا۔ باقی دوسرے فوراً ہی بھاگ کر مختلف جگہوں پر چھپنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا "جے کافو اور جے فلو ہم وارننگ دے رہے ہیں۔ گولیاں چلا کر اور ہمارے چند آدمیوں کو ہلاک کرکے یہاں سے فرار نہیں ہوسکو گے۔ بہتری اسی میں ہے کہ خود کو گرفتاری کے لیے پیش کردو۔"

جے کافو نے ایک معمول جوان کی زبان سے بلند آواز میں کہا۔ "جب تک ہمارے پاس بلٹس کا ذخیرہ ہے۔ ہم گولیاں چلاتے رہیں گے۔"

دشمنوں نے بھی اپنے آلہ کاروں کو پورے انتظامات کے ساتھ بھیجا تھا۔ انہوں نے چھپ کر فائرنگ کی پھر فائرنگ کے نتیجے میں جو گولیاں برآمدے میں اور کھڑکیوں کے راستے کمروں میں پہنچیں ان سے گیس نکلنے لگی۔ اس گیس کے اثر سے آنکھوں میں جلن ہونے لگی۔ آنسو بہنے لگے۔ دونوں بری طرح کھانسنے لگے باہر سے بلند آواز میں کہا گیا "بہتری اسی میں ہے کہ ہتھیار پھینک کر دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر باہر آجاؤ۔ نہیں آؤ گے تو زیادہ دیر اس گیس کے اثرات برداشت نہیں کرپاؤ گے۔ بے ہوش ہوجاؤ گے۔ پھر ہم آسانی سے تمہیں اٹھا کر لے جائیں گے۔"

جے کافو اور جے سامو نے اپنے اپنے معمول جوانوں کے دماغوں میں رہ کر یہ سمجھ لیا کہ واقعی وہ اب اس گیس کے اثرات کو برداشت کرنے کے قابل نہیں رہے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے ان دونوں کو باہر جانے دیا۔ وہ دروازہ کھول کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر باہر آگئے۔ کھلی فضا میں گہری گہری سانس لینے لگے۔ کئی مسلح شخص چاروں طرف سے انہیں نشانے پر رکھ کر قریب آرہے تھے۔ جے کافو نے اپنے معمول کی زبان سے کہا "تم لوگ کیوں ہمیں گرفتار کرنا چاہتے ہو؟ کیا ہمارے دماغوں میں آکر خیالات پڑھ کر یہ معلوم نہیں کرسکتے کہ ہم نہ کافو ہیں اور نہ فلو ہیں۔"

جو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان دونوں کو گھیر کر گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ وہ ان کے دماغوں میں اسی وقت پہنچ گئے تھے' جب وہ گیس کے اثرات سے مسلسل کھانسنے لگے تھے۔ انہیں ان دونوں کے دماغوں میں جگہ مل گئی تھی پھر ان کے خیالات پڑھ کر وہ سب بری طرح مایوس ہوگئے تھے۔

بیزون نے تیج پال کے پاس آکر کہا "ہم دھوکا کھا گئے ہیں۔ وہ تھری جے بہت چالاک ہیں۔ پتا نہیں وہ کب سے کہاں روپوش ہیں اور اپنی جگہ انہوں نے وہاں اپنی ڈمیاں چھوڑ رکھی ہیں اور ان کے ذریعے ہمیں دھوکا دیتے آرہے ہیں۔"

تیج پال نے کہا "میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ تینوں اس طرح ہماری چالوں کو ناکام بنا دیں گے۔ بہرحال تم میں سے ایک کینی بال کی بہن ہیلو ریٹا کے دماغ میں جائے۔ ان تینوں تک پہنچنے کا وہی ایک ذریعہ رہ گئی ہے۔"

اس کی ہدایت پر عمل کرنے کے لیے بیزون اور اس کے ساتھیوں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ ہیلو ریٹا کے دماغ میں پہنچنا چاہا مگر سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ جے کافو اور جے سامو نے ان کے آلہ کاروں کو اور ان تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تین گھنٹوں تک الجھائے رکھا تھا۔ اتنی دیر میں ہیلو ریٹا پر تنویمی عمل ہوچکا تھا۔ وہ ایک گھنٹے کی نیند سونے کے بعد بیدار ہوگئی تھی۔ اب جے فلو اس کا محبوب بھی تھا اور اس کا عامل بھی۔ وہ اپنے عامل کی ہدایت کے مطابق فوراً ہی اپنا ضروری سامان لے کر اپنے بنگلے سے نکل گئی پھر فاؤنٹین اسکوائر کی طرف جانے لگی۔ جہاں جے فلو اس کا انتظار کررہا تھا۔

وہاں جاتے وقت ہیلو ریٹا نے اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا۔ پھر فوراً ہی سانس روک لی۔ جے فلو نے اس کے دماغ کو لاک کردیا تھا۔ اب کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں نہ آسکتا تھا۔ نہ یہ معلوم کرسکتا تھا کہ وہ کہاں ہے؟

بیزون اور اس کے ساتھیوں نے تیج پال کے پاس آکر کہا "ہم جو سوچتے ہیں' وہ تینوں اس سے پہلے ہی اس کا توڑ کرلیتے ہیں۔ انہوں نے کینی بال کی بہن کے دماغ کو لاک کردیا ہے۔ اب ہم میں سے کوئی نہ اس کے دماغ میں جاسکے گا اور نہ ہی اس کے ذریعے ان تینوں کا سراغ لگا سکے گا۔"

تیج پال نے کہا "اپنے تمام آلہ کاروں کو اور امریکی خفیہ ایجنسی والوں کو کہہ دو کہ تمام راستوں کی ناکہ بندی کردیں۔ ائرپورٹ پر بھی نگرانی کرائیں۔ تین جوان لڑکے اور دو جوان لڑکیاں یعنی تھری جے' مونا اور ہیلو ریٹا فضائی راستے سے' بحری راستے سے یا خشکی کے راستے سے فرار نہیں ہوسکیں گے۔"

تمام امریکی ایجنٹس امریکی خفیہ ایجنسیاں اور دوسرے تمام آلہ کار ان کی تلاش میں دور دور تک پھیل گئے۔ جے کافو نے خیال خوانی کے ذریعے کینی بال کے دماغ میں پہنچ کر کہا "ہیلو کینی بال! میں کافو بول رہا ہوں۔ ہمیں ایک دوسرے سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ تو نہیں کرنا چاہیے لیکن مجبور ہوں۔ تمہیں ایک بری خبر سنانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ تم کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے معمول اور محکوم ہو اور ایک غلام بن جانے والی بدقسمتی سے بے خبر ہو۔"

اس نے کہا "یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ میں تو بالکل آزاد ہوں۔ خود مختار ہوں۔"

"اگر خود مختار ہو تو ابھی یہاں چلے آؤ پھر دیکھو' تمہیں کوئی آنے دیتا ہے یا نہیں؟"

"مجھے کوئی نہیں روکے گا لیکن ہم امریکی ہیں۔ یہاں کے قوانین اور اصولوں کے خلاف اپنی من مانی نہیں کرسکتے۔ مجھے اپنے فوجی اکابرین سے اجازت لینی ہوگی۔ اس کے بعد میں آسکوں گا۔"

"دیر کس بات کی ہے؟ ابھی جاؤ اور اجازت لو تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ تمہاری حیثیت ایک آزاد ٹیلی پیتھی جاننے والے کی ہے یا ایک غلام خیال خوانی کرنے والے کی؟"

"تم میرے دماغ میں رہو۔ میں ابھی فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کرتا ہوں۔"

اس نے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا پھر کہا "میں اپنی بہن سے ملنے کے لیے اٹلی کے شہر فلورنس۔۔ پہلی فلائٹ سے جانا چاہتا ہوں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ذرا ہوش کی باتیں کرو۔ پہلے تم جیکی اولڈ کے غلام بنے ہوئے تھے۔ وہاں سے نجات ملی تو پارس اور پورس کے غلام بن گئے۔ ہم نے بڑی مشکلوں سے تمہیں رہائی دلائی اور اپنے پاس حفاظت سے رکھا ہے۔ تم تنہا جانا چاہو گے تو پھر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن تمہیں ٹریپ کرے گا۔"

"میں بہت محتاط رہوں گا۔ کوئی مجھے ٹریپ نہیں کرسکے گا۔"

اکثر ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہاری طرح خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں اور کسی نہ کسی دن دشمنوں کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤ گے تو ہم تم سے اور تمہاری صلاحیتوں سے محروم ہوجائیں گے۔ کیا تم اپنے ملک اور قوم کو بھی اپنی ذات سے محروم کرنا چاہتے ہو؟ تم اپنی خیال خوانی کے ذریعے ہم سب کو فائدہ نہیں پہنچانا چاہتے؟"

"میں ہر طرح کی خدمت کرنے کو تیار رہوں لیکن بہن کے پاس جانا بھی ضروری ہے۔"

"اگر ضروری ہے تو ہم تمہاری بہن کو تمہارے پاس پہنچا دیں گے۔"

"میری بہن کو یہاں لانا مناسب نہیں ہے۔ وہاں اس کی شادی ہونے والی ہے۔ میں دراصل اس کی شادی میں شریک ہونے کے لیے جانا چاہتا ہوں۔"

"بہن کو یہاں لے آؤ۔ اس کی شادی ہوجائے گی۔"

"آپ کیسی باتیں کررہے ہیں؟ شادی وہاں ہوگی۔ اس نے اپنے لیے ایک جیون ساتھی پسند کیا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے سخت لہجے میں کہا "تم بہت بحث کررہے ہو۔ تمہارا فرض ہے کہ اپنے اعلیٰ افسران کے حکم کی تعمیل کرو اور تعمیل کرنے سے پہلے کوئی سوال نہ کرو۔"

بیزون کی آواز سنائی دی۔ اس نے کہا "میں کینی بال کے دماغ میں ہوں اور آپ سے مخاطب ہوں یہ خود اپنی بہن کے پاس جانا نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ تھری جے اسے بہکا رہے ہیں ہم ان تینوں کو گرفتار کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں' وہ تینوں ہمیں ناکام بنانے کے بعد اب کینی بال کو ٹریپ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس کی بہن کو اغوا کرکے کہیں لے گئے ہیں۔ اب اس کو بھی لے جانا چاہتے ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "کینی بال تم بیزون کی باتیں سن رہے ہو۔ اب تمہیں عقل آجانی چاہیے۔"

کینی بال نے کہا "ہاں اب عقل آرہی ہے۔ میں شراب نہیں پیتا کوئی نشہ نہیں کرتا۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک کر بھگا دیتا ہوں لیکن یہ بیزون میرے دماغ میں کیسے موجود ہے؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "تم امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہو۔ تم سب ایک دوسرے کے دماغ میں آسکتے ہو جاسکتے ہو۔"

"بے شک پھر مجھے بھی بیزون اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے

والوں کے دماغوں میں کسی رکاوٹ کے بغیر جانا چاہیے۔"

"ضرور جانا چاہیے لیکن ابھی تم ابتدائی مراحل میں ہو۔ ہم نے تمہارے ذہن کو واش کرکے تمہارے دماغ سے پارس اور پورس کے تنویمی عمل کو صاف کیا ہے۔ تمہیں آزاد اور خود مختار بنایا ہے۔ رفتہ رفتہ تم اپنے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے امریکی ساتھیوں کے دماغوں میں جاسکو گے۔"

کینی بال نے کہا "جب بھی کسی کے دماغ میں جاؤں گا یا کوئی میرے دماغ میں آئے گا تو اس کے آتے ہی میں اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیا کروں گا۔ اسی طرح دوسرے بھی میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیا کریں گے۔ یہ ٹھیک ہے نا؟"

"بالکل ٹھیک ہے۔"

"تو پھر میں نے بیزون کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا؟ یہ بڑی دیر سے میرے دماغ کے اندر تھا اور میرے دماغ میں یہ بات نقش کردی ہے۔ جب بھی اس کی سوچ کی لہریں میرے دماغ میں آئیں گی تو میں اسے محسوس نہیں کرپاؤں گا۔ اب بولیں کیا یہ درست نہیں ہے؟"

"تم خواہ مخواہ بحث کررہے ہو۔ ہم اپنے ملک و قوم کے لیے جو بہتر سمجھتے ہیں۔ وہ کرتے ہیں تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوئی ہے۔ تمہیں بھی ایسی سہولتیں دی جائیں گی۔"

"آپ مجھے سبز باغ نہ دکھائیں۔ صرف اس سوال کا جواب دیں کہ آپ نے کیوں مجھے بیزون کا معمول بنایا ہے؟ کیوں میں اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرپاتا ہوں؟ اور آپ لوگوں نے اس بات سے مجھے بے خبر کیوں رکھا تھا؟"

"وقت آنے پر تمہارے سوالوں کا جواب دے دیا جائے گا۔ فی الحال ہم پر اعتماد کرو۔ ویسے اعتماد نہیں کروگے تو پھر کیا کروگے؟ کیا ہم سے بغاوت کروگے؟ کیا یہاں سے بھاگ جاؤ گے؟"

"میں کیا کروں گا یہ نہیں جانتا لیکن آپ لوگوں نے مجھ جیسے محب وطن کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے۔"

پھر اس کی آواز بدل گئی۔ اس کا لہجہ بدل گیا۔ اس کی زبان نے کہا "میں جے کانو بول رہا ہوں۔ تھری جے میں سے ایک ہوں اور بڑی دیر سے کینی بال کے دماغ میں رہ کر تم سب کی باتیں سن رہا ہوں۔ بیزون بھی کینی بال کے دماغ میں ہے اس کی موجودگی میں اعلیٰ افسر سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کی حکمت عملی بہت بچکانہ ہے۔ آپ نے بیزون اور اس کے ساتھیوں پر اعتماد کیا ہے جبکہ وہ بیزون، تیج پال پر اعتماد کرتا ہے۔ اصول کے مطابق بیزون اور اس کے تینوں ساتھیوں کو صرف امریکی اکابرین کے ماتحت ہونا چاہیے۔ کسی تیج پال یا دوسرے کسی ذہین پلان میکر کے زیر اثر نہیں رہنا چاہیے۔ اس کے برعکس کینی بال صرف آپ لوگوں کا ماتحت ہے۔ آپ لوگوں کا وفادار ہے اور جو آپ کا اپنا ہے' اسے آپ نے بیزون کا غلام بنا رکھا ہے۔ یہ کون سی دانش مندی ہے؟"

بیزون نے پوچھا "یہ کہاں کی دانش مندی ہے کہ تم تھری جے اپنے ملک و قوم سے دور ہو کر اپنی ایک الگ دنیا بسا کر زندگی گزار رہے ہو۔ اپنے ملک کے کام آنا نہیں چاہتے ہو۔"

"ہم صرف اس لیے ایسا کررہے ہیں کہ امریکی اکابرین کی حکمت عملی ہمیشہ ناکام رہتی ہے۔ جیسا کہ ابھی تم جیسے غیروں کو گلے سے لگایا ہوا ہے اور اپنے وفادار کینی بال کو تمہارا غلام بنا رکھا ہے۔ جب تک یہ ایسی الٹی سیدھی تدابیر پر عمل کرتے رہیں گے اس وقت تک ہم امریکی اکابرین کے زیر اثر کبھی نہیں آئیں گے۔"

"تم تھری جے ہم سے مذاکرات کا سلسلہ شروع کرو۔ مجھے اور دوسرے اکابرین کو قائل کرو۔ ہماری غلطیاں ثابت کرو۔ اس ملک اور قوم سے وفادار رہنے کی ضمانت دو۔ پہلے ہمارا اعتماد حاصل کرو۔"

"ہم آج ہی سے آپ لوگوں کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی وفاداری کا ثبوت دیتے رہیں گے لیکن ہماری ایک شرط ہے۔"

"کیا شرط ہے؟"

"آپ نے تیج پال کے زیر اثر رہنے والے اپنے چار امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر بھروسا کیا ہے تو ہم تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر بھی بھروسا کریں۔ کینی بال کو ہمارے زیر اثر رہنے دیں۔ ہم اس کے دماغ سے بیزون وغیرہ کے تنویمی عمل کو مٹا دیں گے۔ اسے ہماری اپنی اور بیزون وغیرہ کی طرح آزاد اور خود مختار بنائیں گے۔ تاکہ یہ بھی آپ لوگوں پر بھرپور اعتماد کرتا رہے۔"

بیزون اعلیٰ افسر کے دماغ میں تھا۔ اس نے کہا "واہ بہت خوب چالیں چل رہے ہو۔ پہلے اس کی بہن کو اغوا کیا۔ اس کے دماغ پر تنویمی عمل کرکے اسے ہم سب سے دور کردیا۔ اب کینی بال پر تنویمی عمل کرکے اسے بھی ہم سے دور کردینا چاہتے ہو۔ کیا ہمیں نادان سمجھتے ہو؟"

"تم ہمارے اعلیٰ افسران کو نادان سمجھ کر بہکا رہے ہو۔ اتنا بھی نہیں سوچتے جب ہم کینی بال پر تنویمی عمل کریں گے تو وہ اعلیٰ افسر کے اور دوسرے امریکی اکابرین کے پاس ہی رہے گا۔ وہاں سے بھاگ کر تم لوگوں کی طرح تیج پال کا غلام نہیں بنے گا اور نہ ہی ہمارا غلام بن کر رہے گا۔ یہ سیدھی سی سمجھ میں آنے والی بات ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "تمہاری باتیں بڑی حد تک معقول ہیں۔ میں دوسرے تمام اکابرین سے مشورہ کرنے کے بعد تمہاری باتوں کا جواب دوں گا۔"

بیزون نے کہا "سر! آپ اس کی باتوں میں نہ آئیں۔ یہ ایسی ہی چالیں چل کر کینی بال کو ہم سے الگ کردے گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "بیزون تم چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہم سے الگ ہو گئے۔ تیج پال کے ساتھ رہتے ہو۔ ہم نے پھر بھی تم پر

بھروسا کیا ہے۔ اس طرح ہم ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کینی بال پر بھروسا نہیں کرسکتے؟ بہرحال میں نے کوئی آخری فیصلہ نہیں سنایا ہے۔ پہلے تمام اکابرین سے گفتگو کروں گا۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ سنایا جائے گا۔"

کینی بال نے کہا "میں تھری جے کا شکر گزار ہوں۔ یہ میرے لیے امریکی اکابرین کا اعتماد حاصل کرنے کی راہ نکال رہے ہیں۔ میں بھی یہ یقین دلاتا ہوں جس طرح بیزون اور اس کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی تیج پال کے زیر اثر رہ کر امریکا کے وفادار ہیں۔ اس طرح میں تھری جے کا دوست اور رشتے دار بن کر اپنے ملک اور اپنی قوم کی خدمت کرتا رہوں گا۔"

جے کانو نے کہا "میں اعلیٰ افسر سے ایک آخری بات کہتا ہوں۔ ہمارے ساتھ کینی بال شامل ہو جائے گا تو ہماری تعداد بھی چار ہو گی' لہٰذا چار ادھر ہیں اور چار تیج پال کے ساتھ ہیں۔ تمام اکابرین کو ہمیں اپنا کر اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد بڑھانا چاہیے۔ میں جارہا ہوں۔ ایک گھنٹے بعد آکر معلوم کروں گا کہ آپ کا اور دیگر اکابرین کا فیصلہ کیا ہے؟"

وہ کینی بال سے بولا "میں جارہا ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ ہمارے اکابرین تمہارے حق میں بہتر فیصلہ کریں گے۔"

وہ اس کے دماغ سے بھی چلا گیا۔ تیج پال بیزون اور اس کے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے امریکی اکابرین کے تعاون سے تھری جے کی روپوشی ختم کرنا چاہتے تھے۔ انہیں ٹریپ کرنا چاہتے تھے اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتے تو تھری جے کو امریکی اکابرین کے زیر اثر لاکر انہیں کینی بال کی طرح اپنا معمول اور محکوم بنا لیتے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہوتی لیکن تھری جے نے بازی پلٹ دی تھی۔ ان کے منصوبے کے برعکس وہ کینی بال کو آزاد کرانے کی بڑی کامیاب چالیں چل رہے تھے۔

○☆○

سلام صبح کا بھولا تھا۔ شام کو پارس کے ساتھ گھر واپس آگیا۔ مہاجر کیمپ کے ایک کاٹیج میں اس کے ڈیڈی اور اس کی دونوں بہنوں نے جب اسے آتے دیکھا تو خوشی سے کھل گئے۔ دونوں بہنیں دوڑتی ہوئی آئیں پھر بھائی کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر بولیں۔ "برادر! تم آگئے ہو؟"

دوسری بہن نے پوچھا "واپس تو نہیں جاؤ گے؟"

پارس نے کہا "نہیں اب یہ نہیں جائے گا۔ بہنوں کی محبت اسے دوبارہ کھینچ لائی ہے۔"

اس کے ڈیڈی گم صم سے ہو کر بیٹے کو دیکھ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ بیٹا آگے بڑھا تو انہوں نے گلے سے لگالیا پھر پارس کو دیکھ کر کہا "بیٹے! تم کون ہو؟ کوئی جادوگر معلوم ہوتے ہو۔ میرا بیٹا مجھ سے سخت ناراض تھا۔ لڑ جھگڑ کر گیا تھا اور تم اسے منا کر واپس لے آئے ہو۔"

پارس نے کہا "میرے کسی جادو سے نہیں یہ باپ کی دعاؤں سے واپس آیا ہے۔"

اسی وقت وہاں پورس بھی آگیا۔ اس نے کہا "ہماری آنٹی نے آپ لوگوں سے کہا تھا کہ آج تفریح کے لیے باہر جائیں گے اور آپ لوگوں کے ساتھ رات کا کھانا بھی کھائیں گے لیکن آنٹی دوسری جگہ مصروف ہوگئی ہیں۔ لہٰذا ہم دونوں کے ساتھ آپ چلنا چاہیں گے تو ہمیں بہت خوشی ہوگی۔"

سلام کی بہن سلمٰی جے نے کہا "آپ کے اس دوست نے بھائی کی صورت میں ہمیں بہت بڑا انعام دیا ہے۔ ہمیں باہر جاکر آپ لوگوں کے ساتھ انجوائے کرنے میں خوشی ہوگی۔"

دوسری بہن رابعہ جے نے کہا "لیکن ایک مسئلہ ہے۔ کیمپ سے باہر جانے کے لیے اجازت حاصل کرنی پڑتی ہے۔"

پارس نے کہا "فکر نہ کرو۔ ہم یوں چٹکی بجا کر اجازت حاصل کرلیں گے۔"

اس کے ڈیڈی نے کہا "بیٹے یہ بہت مشکل ہے۔ یہاں بڑی سختی ہے۔ یہ لوگ بڑے ہی سنگ دل اور خود غرض ہیں۔ اپنی مرضی ہوتی ہے تو پورے خاندان کو باہر جانے بلکہ کیمپ چھوڑ کر جانے کی اجازت دے دیتے ہیں اور جب نہیں چاہتے تو کسی ایک بندے کو بھی یہاں سے نکلنے نہیں دیتے۔ اس کیمپ کو ہمارے لیے جیل بنا کر رکھ دیا ہے۔"

"آپ لوگ تیار ہوجائیں۔ کسی بات کی فکر نہ کریں۔ ہم ابھی اجازت حاصل کرلیں گے۔"

دونوں بہنیں کاٹیج کے اندر گئیں پھر لباس تبدیل کرکے باہر آگئیں۔ وہ سب مہاجر کیمپ کی انتظامیہ کے دفتر میں آئے۔ پورس نے کہا "ہم یہاں کے مقامی باشندے ہیں۔ یہ ہمارا شناختی کارڈ ہے اور ہم ان بزرگ کو اور ان کے بچوں کو اپنے ساتھ تفریح کے لیے لے جانا چاہتے ہیں۔ رات گیارہ بجے سے پہلے واپس پہنچا دیں گے۔"

وہاں کے انچارج نے سلمٰی جے اور رابعہ جے کو بڑی شوخ نظروں سے دیکھا پھر ان کے ڈیڈی کلام ژیونگ سے کہا "آپ کی درخواست منظور ہو کر آگئی ہے۔ درخواست کے مطابق آپ کو پوری فیملی کے ساتھ یہ کیمپ چھوڑ کر اپنے وطن واپس جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔"

کلام ژیونگ نے حیرانی سے پوچھا "میں نے تو ایسی کوئی درخواست نہیں دی تھی۔ ہم یہ کیمپ چھوڑ کر اپنے وطن نہیں جائیں گے۔ وہاں ابھی خطرات منڈلا رہے ہیں۔"

"ہم کچھ نہیں جانتے۔ درخواست آپ نے دی تھی۔ وہ منظور ہوگئی ہے۔"

سلام نے کچھ شرمندہ سا ہو کر کہا "ڈیڈی! بات یہ ہے کہ درخواست میں نے ہی آپ کے نام سے دی تھی۔ میں چاہتا تھا ہم

وطن واپس چلے جائیں لیکن اب میری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ ہم مسلمانوں اور بدھ مت کے لوگوں کے خلاف سازشیں ہورہی ہیں۔ اب تک جتنے بھی خاندان اس کیمپ سے سرحد کی طرف گئے ہیں وہ یا تو مسلمان تھے یا مہاتما بدھ کو ماننے والے تھے۔ ان سب کو قتل کردیا گیا ہے۔ ان کی جوان بیٹیوں اور بہنوں کو اغوا کرلیا گیا ہے۔"

پھر اس نے اس انچارج سے کہا "میں اس درخواست سے انکار کرتا ہوں۔ ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔"

پارس اس انچارج کے دماغ پر قبضہ جما چکا تھا۔ وہ درخواست نکال کر انہیں دکھاتے ہوئے بولا "یہ تم لوگوں کی دی ہوئی درخواست ہے اور منظور ہوچکی ہے۔ جب انکار کررہے ہو تو پھر یہ درخواست بیکار ہوچکی ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے درخواست کو پھاڑ کر پھینک دیا پھر پوچھا "اور کوئی خدمت؟"

کلام ژیونگ نے کہا "ہم اپنے میزبانوں کے ساتھ باہر تفریح کے لیے جانا چاہتے ہیں۔ گیارہ بجے رات تک اجازت دے دی جائے۔"

اس نے ایک اجازت نامے پر ان کے نام لکھ کر دستخط کیے پھر وہ کاغذ انہیں دے دیا۔ وہ جانے لگے تو اسی وقت ایک فوجی افسر دو مسلح جوانوں کے ساتھ آیا پھر کہا "ہالٹ! ابھی یہاں سے کوئی نہیں جائے گا۔"

پھر سلام کی طرف انگلی اٹھا کر بولا "یُو۔ یُو۔ تم اس کیمپ سے باہر گئے تھے۔ تمہارے سامنے ایک فوجی افسر اور فوجی جوانوں کو قتل کیا گیا تھا۔ کیا یہ درست ہے؟"

پارس نے فوراً ہی کہا "نہیں آپ کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔"

افسر نے اس سے کہا "یُو شٹ اَپ! میں اس جوان سے پوچھ رہا ہوں۔"

پارس سلام کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بولا "دیکھیے میں باہر ضرور گیا تھا لیکن میں بالکل نہیں جانتا' کس فوجی افسر کو اور فوجی جوانوں کو مارا گیا ہے اور کس نے مارا ہے۔ یہاں سے کئی جوان اور بوڑھے کسی نہ کسی ضرورت سے باہر جاتے رہتے ہیں۔ آپ انچارج سے پوچھ لیں۔ آج یہاں سے کتنے لوگ باہر گئے تھے۔"

فوجی افسر نے انچارج کی طرف دیکھ کر کہا "ہمیں ان تمام لوگوں کے نام بتاؤ اور انہیں یہاں لاؤ جو کیمپ سے باہر گئے تھے۔"

پورس اس افسر کے دماغ پر قبضہ جما چکا تھا۔ اس افسر نے کلام ژیونگ سے کہا "ٹھیک ہے۔ آپ اپنی فیملی کے ساتھ جاسکتے ہیں۔"

وہ سب کیمپ سے باہر آگئے۔ سلام نے کہا "یہ اچھا ہوا کہ جو فوجی افسر اور فوجی جوان مارے گئے ہیں۔ ان کا چشم دید گواہ کوئی نہیں ہے۔ کوئی ہوتا تو یہ ثابت ہوجاتا کہ میں وہاں موجود تھا۔"

انہوں نے دو ٹیکسیوں کو روک کر کہا "ہم فن فیئر گراؤنڈ چلیں گے۔"

سلام نے کہا "پھر وہاں جائیں گے' کوئی گڑبڑ نہ ہو۔"

وہاں ہمیں کوئی پہچانتا نہیں ہے۔ کوئی ہمارے خلاف گواہ نہیں ہے۔ گڑبڑ کوئی نہیں ہوگی۔ فن فیئر گراؤنڈ میں کھیل تماشے ہیں اور طرح طرح کی تفریح کا سامان ہے۔ سلمیٰ اور رابعہ خوب انجوائے کریں گی۔"

ایک ٹیکسی میں کلام ژیونگ رابعہ اور پورس بیٹھ گئے دوسری ٹیکسی میں سلام سلمیٰ اور پارس بیٹھ گئے۔ پارس اور پورس نے خیال خوانی کے ذریعے طے کیا کہ وہ الگ الگ ٹیکسی میں بیٹھ کر جارہے ہیں لیکن ایک ہی طرح کی باتیں ان سے کریں گے۔

یہ طے کرنے کے بعد پورس نے رابعہ اور اس کے ڈیڈی کو دیکھا پھر پوچھا "آپ لوگ اس کیمپ میں کیوں رہتے ہیں؟ اتنا عرصہ گزر چکا ہے۔ آپ کو جوان بچوں کے ساتھ کسی دوسرے ملک میں جانا چاہیے۔"

کلام نے پوچھا "بیٹے دوسرا ملک کون سا ہے؟ اگر ہم وہاں جائیں گے تو روزگار کا مسئلہ ہوگا۔ جوان بیٹیوں کے ساتھ رہائش کا بھی مسئلہ رہے گا۔"

"آپ ان مسائل کی پروا نہ کریں۔ سارے انتظامات ہوجائیں گے۔"

رابعہ نے پوچھا "انتظامات کیسے ہوں گے؟ کیا آپ ہمارے لیے زحمت اٹھائیں گے؟"

"زحمت کی کیا بات ہے۔ آپ لوگوں کے کام آنا ہمارا انسانی فرض ہے پھر آپ میرے ہم مذہب ہیں۔ مجھے تو پہلی فرصت میں آپ کے تحفظ اور سلامتی کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور میں دیر کررہا ہوں۔"

"بیٹے! دنیا میں تمہارے جیسے لوگ کم ہیں' جو اپنی ذمے داریوں کو محسوس کرتے ہیں اور دوسروں کا دکھ درد سمجھتے ہیں۔ میں نے کئی بار سوچا کہ اپنے بچوں کو لے کر یورپ کی طرف جاؤں گا اور اپنے بھائی عبداللہ کو تلاش کروں گا۔ وہ یورپ کے ہی کسی ملک میں ہے۔"

پارس نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ ان کے بھائی عبداللہ واسطی صاحب کو اچھی طرح جانتا ہے۔ ابھی یہ باتیں راز میں رکھی جارہی تھیں۔ خدانخواستہ کلام یا اس کے جوان بچوں کو گرفتار کیا جاتا اور ان سے اگلوایا جاتا تو یہ بات وہ ضرور کہتے کہ دونوں جوان انہیں یورپ ان کے بھائی کے پاس پہنچانا چاہتے ہیں پھر معلوم ہوتا کہ بھائی کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ اس طرح یہ بات ظاہر ہوجاتی کہ وہاں تھائی لینڈ میں ایسے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ جن کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔

سونیا تھائی لینڈ آنے سے پہلے ہی وہاں کے سفیر کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ اب اس کے ذریعے مختلف عہدے داروں اور فوجی افسروں کے دماغوں میں رفتہ رفتہ پہنچنے لگی تھی۔ ان کے خیالات پڑھنے لگی تھی۔ یہ معلوم ہوتا گیا کہ تھائی لینڈ کے پچیس فوجی افسران ایسے ہیں جو وہاں کے حکمرانوں کے لیے درد سر بنے ہوئے ہیں۔ ان پچیس افسران کے خلاف محاسبہ نہیں کیا جارہا تھا کیونکہ ایسا کرنے سے فوجی بغاوت کا اندیشہ تھا۔

سونیا ان پچیس افسران کے دماغوں میں باری باری جانے لگی۔ مسلسل کوششیں کرتے رہنے کے بعد وہ اٹھارہ فوجی افسران کے دماغوں تک پہنچ گئی۔ باقی سات افسران سے رابطہ نہ ہوسکا۔ ان کے خیالات سے پتا چلا کہ وہ ساتوں ریٹائرڈ فوجی افسر ہیں۔ ریٹائرڈ ہونے کے باوجود اپنی رہائش گاہوں پر آرام نہیں کرتے ہیں۔ کہیں مصروف رہتے ہیں۔ ان کے باقی اٹھارہ فوجی افسران سے ان کا سامنا نہیں ہوتا ہے۔ صرف فون کے ذریعے رابطہ ہوا کرتا ہے۔

ان اٹھارہ فوجی افسران کے خیالات پڑھ کر اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ ان سب کا تعلق پال پوٹ کی کمیونسٹ پارٹی سے ہے لیکن ان اٹھارہ افسران کے خیالات یہ نہ بتاسکے کہ پال پوٹ واقعی مرچکا ہے یا بڑی رازداری سے روپوش رہ کر زندگی گزار رہا ہے۔

اس حد تک معلوم ہوا کہ جو سات فوجی افسران ریٹائرڈ ہیں اور کسی کا سامنا نہیں کرتے ہیں۔ وہ بعض اوقات ان اٹھارہ افسران کو ایسے احکامات دیتے ہیں۔ جس سے شبہ ہوتا ہے کہ وہ احکامات کہیں سے موصول ہوتے ہیں اور ان کی تعمیل وہ سب کررہے ہیں۔

رات کے آٹھ بجے ان اٹھارہ میں سے ایک افسر نے ایک ریٹائرڈ افسر کی فون کال موصول کی۔ اس ریٹائرڈ افسر کا نام رابرٹ وانگ تھا۔ اس نے افسر سے پوچھا "ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا کوئی سراغ ملا؟"

"نو سر! ہم کوشش کررہے ہیں۔ انہیں پورے تھائی لینڈ میں خصوصاً مہاجر کیمپوں کے اطراف تلاش کررہے ہیں۔"

"میں یہ نہیں جاننا چاہتا کہ تم لوگ کتنی محنت کررہے ہو اور ہمارے کتنے وفادار ہو۔ مجھے ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں صبح سے پہلے معلومات حاصل ہونی چاہیے۔ صرف اتنا ہی نہیں' انہیں گرفتار بھی کرو تم تمام جونیئر افسران کو ان کی تلاش پر مامور کرو۔ ان کو وارننگ دو کہ انہیں صبح تک ان کا سراغ نہ ملا اور وہ گرفتار نہیں کیے گئے تو ان جونیئر افسران کو قتل کردیا جائے گا۔"

"سر! لاؤس سے آنے والی ایک مسلمان فیملی مہاجر کیمپ میں ہے۔ ان کے ساتھ ایک عورت اور دو جوان افراد کو دیکھا جارہا ہے اور یہ شبہ کیا جارہا ہے کہ شاید وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

"اس عورت کو اور اس کے دو جوان ساتھیوں کو اس طرح چھیڑو اور پریشان کرو کہ وہ خیال خوانی کرنے پر مجبور ہوجائیں۔ تمام افسران اور جونیئر افسران کو حکم دو جیسے ہی ان کی ٹیلی پیتھی کا انکشاف ہو فوراً ہی انہیں گولی ماردی جائے۔ جسٹ اے منٹ میں ابھی بات کرتا ہوں۔"

اس نے فون پر ہونے والی بات ادھوری چھوڑ دی۔ سونیا اس ریٹائرڈ فوجی افسر کے دماغ میں پہنچ چکی تھی۔ وہ ایک جنگل کے اندر لکڑی کے کاٹیج میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ دو اور ریٹائرڈ فوجی افسران بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک افسر کہہ رہا تھا "پلیز آپ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو گولی مارنے کا آرڈر نہ دیں انہیں زندہ گرفتار کرنا ضروری ہے۔ امریکی خفیہ ایجنسی یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا تعلق کس ملک سے ہے؟ کس ادارے سے ہے؟ انہیں شبہ ہے کہ وہ بابا صاحب کے ادارے سے یہاں آئے ہیں۔"

اس افسر نے تائید میں سرہلایا پھر فون کے ذریعے بولا "میری بات غور سے سنو۔ میں نے ابھی حکم دیا تھا کہ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو گولی ماردی جائے لیکن یہ حکم واپس لیا جاتا ہے۔ انہیں کسی بھی طرح بڑی ہوشیاری سے گرفتار کیا جائے۔ انہیں فرار ہونے کا موقع نہ دیا جائے۔"

"یس سر! میں ان لوگوں کو ہر ممکن طریقے سے زندہ گرفتار کرکے آپ تک پہنچاؤں گا۔"

ریٹائرڈ افسر نے فون کا رابطہ ختم کردیا پھر اپنے پاس بیٹھے ہوئے دونوں افسران سے بولا "ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی موجودگی ظاہر نہیں ہورہی ہے جبکہ فن فیئر گیٹ کے سامنے چند افراد بڑے ہی پراسرار طریقے سے ہلاک کیے گئے پھر جس میجر نے ان ہلاک ہونے والوں سے رابطہ کیا تھا۔ وہ یقین سے کہہ رہا تھا کہ انہوں نے ہلاک ہونے سے پہلے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا مقامی باشندہ وہاں موجود تھا اور وہاں سے جانے والا تھا۔"

دوسرے افسر نے کہا "اس کا مطلب ہے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والا کوئی مقامی باشندہ ہے اور غیر ملکی نہیں ہے۔"

"کوئی غیر ملکی ہے۔ یہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہمارے ملک میں اور آس پاس کے تمام ممالک میں مشرق بعید میں کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے پھر ایک مقامی باشندہ کہاں سے ٹیلی پیتھی سیکھ کر آجائے گا؟"

"مجھے تو یقین کی حد تک شبہ ہے کہ یہاں بابا صاحب کے ادارے سے ٹیلی پیتھی جاننے والے آئے ہیں اور خود کو چھپا رہے ہیں۔"

"میں بھی یہی سمجھتا ہوں ہر شخص اپنی ذات سے پہلے محبت

کرتا ہے پھر اپنے ہم مذہب سے کرتا ہے۔ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے ایک بنیادی غلطی ہوچکی ہے۔ انہوں نے یہاں آکر مسلمان فیملی سے دوستی کی ہے اگرچہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی صلاحیتوں کو چھپا رہے ہیں لیکن کل صبح تک چھپا نہیں پائیں گے۔"

ایک ریٹائرڈ افسر نے کہا "بھئی، ہم صبح سے شام تک اپنے ہی مسائل میں الجھے رہتے ہیں۔ اب تو رات کا اندھیرا پھیل گیا ہے۔ تفریح کا سامان تو ہونا چاہیے۔ امپورٹڈ وسکی ہے لیکن شراب کے ساتھ شباب نہیں ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک فوجی جوان نے اندر آکر انہیں سلیوٹ کیا پھر کہا "سر ایک مخبر آیا ہے۔ اس کے ساتھ تین عورتیں ہیں۔"

ایک افسر نے مسکرا کر اپنے ساتھیوں سے کہا "دیکھو ابھی کچھ اور مانگتے تو مل جاتا۔ تم نے جس کی فرمائش کی وہ چیزیں آ پہنچی ہیں۔"

اس نے جوان سے کہا جاؤ "انہیں اندر بھیج دو۔"

وہ چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک فوجی مخبر تین جوان عورتوں کے ساتھ وہاں آیا۔ ان تینوں افسران نے عورتوں کو سر سے پیر تک دیکھا پھر کہا "بہت خوب وہاں بیٹھو۔ ابھی ہم باتیں کرتے ہیں۔"

ایک ریٹائرڈ افسر نے مخبر سے پوچھا "کوئی خاص خبر؟"

"ابھی دس منٹ پہلے اطلاع ملی ہے کہ مسلمان فیملی دو افراد کے ساتھ کیمپ سے نکل کر فن فیر گراؤنڈ کی طرف گئی ہے۔"

"تم ریٹائرڈ میجر کے پاس جاؤ۔ ان سے کہو ان دو جوانوں اور اس مسلمان فیملی کے بارے میں ہمارے دوسرے جونیئر افسران کو اطلاع دیں۔ ان سے کہا جائے کہ ان لوگوں کو گرفتار کرکے ایک خفیہ سیل میں پہنچایا جائے۔ ان سے حقیقت اگلوائی جائے گی۔"

مخبر حکم سن کر سلیوٹ کرنے کے بعد وہاں سے چلا گیا۔ ان تینوں افسران نے تینوں حسین عورتوں کو دیکھا۔ ایک سے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے اور کہاں رہتی ہو؟"

ایک عورت بڑے ناز و انداز سے اٹھ کر ٹہلنے کے انداز میں چلتی ہوئی ان افسران کے قریب آئی پھر ایک کرسی پر بیٹھ کر بولی "میں کہاں رہتی ہوں؟ میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ میرا کیا نام ہے؟ یہ بھی میں یقین سے نہیں کہہ سکتی کیونکہ نام بدلتی رہتی ہوں۔"

"تم بہت اسمارٹ بن رہی ہو۔ جیسا کہہ رہی ہو ویسی عورتیں تو بڑی پراسرار ہوتی ہیں۔"

"تم نے ٹھیک سمجھا ہے۔ میں بہت پراسرار ہوں۔ میری اصلیت معلوم ہوگی تو شراب کی بوتل کھولنا بھول جاؤ گے۔"

تینوں نے گہری سنجیدگی سے اسے دیکھا پھر پوچھا "کیا بکواس کررہی ہو؟ کون ہو تم؟"

شاید تم میرا نام نہیں جانتے لہٰذا امریکی خفیہ ایجنسی والوں سے پوچھ سکتے ہو کہ نیلماں کون ہے؟"

"کیا تمہارا نام نیلماں ہے؟"

"مجھ سے سوالات کرو گے تو وقت ضائع ہوگا۔ بہتر ہے امریکی خفیہ ایجنسی والوں سے رابطہ کرو۔"

اس افسر نے فون کے ذریعے رابطہ کیا پھر وہاں کے انچارج سے پوچھا "کیا آپ لوگ نیلماں نامی کسی عورت کو جانتے ہیں؟"

انچارج نے پوچھا "نیلماں؟"

اس نے ذرا غور کیا پھر کہا "ہاں ایک بہت ہی خطرناک ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت کا نام نیلماں تھا۔ وہ آتما شکتی کے ذریعے اپنا جسم بدل لیا کرتی تھی لیکن اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔"

ریٹائرڈ فوجی افسر نے کہا "لیکن وہ تو زندہ ہے۔ ابھی ہمارے سامنے موجود ہے۔"

انچارج نے حیرانی سے پوچھا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ نیلماں تو بہت پہلے ہی مرچکی ہے۔ ایسی حرام موت اسے نصیب ہوئی تھی کہ اس کے جسم کے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔"

سونیا اس انچارج کے دماغ میں پہنچ چکی تھی۔ وہ قہقہہ لگا کر بولی "ہاں میرے جسم کے چیتھڑے اڑ گئے تھے لیکن تم سب یہ بھول گئے کہ میں کسی دوسرے جسم میں سما سکتی ہوں۔ سب یہی جانتے تھے کہ میری موت ہوئی تو وہ میرا آخری جسم تھا۔ سب نے حساب اور گنتی میں غلطی کی تھی۔ یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ ایک جسم اور باقی تھا جس میں سما کر میں آج اس دنیا میں زندہ ہوں۔"

خفیہ ایجنسی کے انچارج نے فون کے ذریعے کہا "میں اپنے دماغ میں نیلماں کی باتیں سن رہا ہوں۔ آپ فون بند کریں۔ میں تھوڑی دیر بعد آپ سے رابطہ کروں گا۔ آپ کے سامنے جو نیلماں موجود ہے اسے فی الحال کسی طرح کا نقصان نہ پہنچائیں ورنہ بات بگڑ جائے گی۔"

اس انچارج نے فون کا رابطہ ختم کرنے کے بعد کہا "مس نیلماں ہم مانتے ہیں کہ ہم سے حساب میں غلطی ہوئی ہوگی۔ تم نے ایک دوسرا جسم حاصل کرلیا ہے اور اب تک زندہ ہو لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مشرق بعید میں کیا کرنے آئی ہو؟"

"میں نے بہت دنوں تک خاموش رہ کر فیصلہ کیا ہے کہ کہاں زیادہ پریشانیوں سے اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی دشمنی سے محفوظ رہ سکتی ہوں۔ یہ سوچ کر میں یہاں آئی ہوں کیونکہ مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے۔ یہاں کوئی آکر مجھ سے دشمنی نہیں کرے گا۔ مگر دیکھ رہی ہوں، مجھ سے پہلے دشمن یہاں موجود ہیں۔"

"کیا تمہاری تدبیر ناکام نہیں ہورہی ہے؟ کیا تم ان علاقوں میں اپنے مخالفین سے محفوظ رہ سکو گی؟"

"میں نے اتنے عرصے تک خاموشی اختیار کرکے اپنے لیے ٹھوس حفاظتی انتظامات کیے ہیں۔ میں نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بڑی خاموشی سے ٹریپ کیا ہے اور اب وہ دونوں میرے ماتحت ہیں۔"

امریکا نے ماضی میں ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے اتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے تھے کہ ان کی زندگی کا اور موت کا اور ان کی بغاوت کا اور ان کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے معمول بن جانے کا کوئی حساب نہیں تھا۔ وہ حساب نہیں کرسکتے تھے کہ ان کے کن دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو نیلماں نے ٹریپ کیا ہے اور اپنا معمول بنالیا ہے۔ سونیا نے انچارج کے دماغ میں کہا "دوسری حفاظتی تدبیر یہ کرچکی ہوں کہ میں نے دوبارہ تپسیا کی ہے پھر سے اپنی آتما شکتی مکمل کی ہے۔ اب میں آئندہ سات جسم بدل سکتی ہوں۔ کوئی مجھے ہلاک کرنے کے باوجود بھی مردہ نہیں بنا سکے گا۔"

انچارج نے کہا "تم ماضی میں مسلمانوں کی دشمن تھیں۔ اس بار تم مسلمان فیملی سے دوستی کیوں کررہی ہو؟"

"یہ میری حکمت عملی ہے۔ میں نے اب تک یہی دیکھا ہے کہ جتنے مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ وہ ہمیشہ دوسروں پر حاوی رہتے ہیں۔ تمہارے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایسی کی تیسی کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا میں نے مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ہمدردی حاصل کرنے اور ان کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے یہ طریقہ کار اختیار کیا ہے۔ میں مسلمان فیملی کا ساتھ دے کر ہی یہاں تحفظ حاصل کرسکتی ہوں اگر تمہارے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے یہاں میرے معاملات میں مداخلت کرنے آئیں گے تو میں مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے التجا کروں گی۔ وہ تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے مقابلے میں میری مدد کریں گے۔ یہ بات تم لوگوں کی سمجھ میں آجانا چاہیے کہ مسلمان میری حمایت کریں یا نہ کریں لیکن جن مسلمانوں کی میں مدد کررہی ہوں۔ ان کی مدد کرنے وہ ضرور آئیں گے۔ اس طرح مجھے بھی تحفظ حاصل ہوگا۔"

"تم ہم سے سمجھوتا کرو۔ ہم یقین دلاتے ہیں، کوئی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے خلاف محاذ بنانے کے لیے نہیں آئے گا۔"

"میں تم لوگوں پر کبھی بھروسا نہیں کروں گی۔ میں آخری وقت تیج پال وغیرہ کی سازش سے ماری گئی تھی۔ اسی تیج پال کو تم لوگوں نے سر پر بٹھا رکھا ہے۔ ہمارے درمیان سمجھوتا نہیں ہوگا۔ یہ بات اپنے امریکی اکابرین کو بتا دو۔"

سونیا اس عورت کے دماغ میں آگئی۔ جسے آلہ کار کے طور پر نیلماں بنایا تھا۔ اس کے سامنے تین ریٹائرڈ فوجی افسر بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک کا نام رابرٹ وانگ تھا۔ وہ بولی "مسٹر رابرٹ! اب تم خفیہ ایجنسی والوں سے رابطہ کرکے معلوم کرسکتے ہو کہ میری حقیقت کیا ہے؟ اور اتنی زحمت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ابھی میں ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرتی ہوں۔ تمہارے ہوش اڑ جائیں گے۔"

ایک ریٹائرڈ افسر نے اپنا ریوالور نکالا۔ سونیا نے کہا "اوہو اتنی زحمت کررہے ہو۔ اسے واپس رکھ لو۔"

دوسرے ہی لمحے اس نے اسے واپس اپنے لباس میں رکھ لیا پھر حیرانی سے سوچنے لگا "اس نے اس کی بات کیوں مان لی۔ کیوں ریوالور کو اپنے لباس میں رکھ لیا۔" سونیا نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "یقین کرلو میں نیلماں ہوں۔ ابھی تمہارے خلاف بہت کچھ کرسکتی ہوں۔"

رابرٹ وانگ نے کہا "تم بہت کچھ کرسکتی ہو لیکن یہ بھی تو سوچو تم یہاں تنہا ٹیلی پیتھی جاننے والی ہو۔ ہم تین ہیں تم ایک کو مجبور کرو گی تو باقی دو تم پر گولیاں چلا سکتے ہیں۔"

"کیسے گولیاں چلاؤ گے۔ جبکہ تمہارا امریکی باپ کہہ چکا ہے، ہمیں زندہ گرفتار کرنا چاہیے۔ ویسے اپنے باپ کے چمچوں سے پوچھو، کیا گولی مارنے کے بعد میں مرجاؤں گی؟ یا دوسرا جسم حاصل کرکے پھر سے زندہ ہوجاؤں گی؟"

اسی وقت رابرٹ وانگ کو اپنے دماغ میں ایک مردانہ سوچ کا لہجہ سنائی دیا۔ وہ کہہ رہا تھا "ہیلو مسٹر رابرٹ! میں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا آندرے بول رہا ہوں۔ ابھی خفیہ ایجنسی کے انچارج کے ذریعے پتا چلا ہے، تمہارے پاس نیلماں پہنچی ہوئی ہے۔ تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ میں ابھی اس سے نمٹ رہا ہوں۔"

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے آندرے کا مطلب یہ تھا کہ علی بول رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی مما سونیا، نیلماں بن کر وہاں پہنچی ہوئی ہیں۔ اس نے رابرٹ وانگ کی زبان سے کہا "ہیلو نیلماں میں ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا آندرے بول رہا ہوں۔ ہم نہیں چاہتے، خوا مخواہ تم ہماری دشمن بن جاؤ یا ہم تم سے دشمنی کریں۔ سمجھوتے کے اور دوستی کے بہت سے راستے نکالے جاسکتے ہیں۔"

"تم آندرے ہو یا باندرے ہو۔ مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مگر اتنا ضرور پوچھوں گی۔ تم لوگ دنیا کے آخری سرے میں رہتے ہو۔ یہاں مرنے کیوں آگئے ہو؟"

"نیلماں تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ سیاست کسی ایک گھر تک یا ایک ملک تک محدود نہیں رہتی۔ جب یہ پھیلتی ہے تو ایک ملک سے دوسرے ملک تک پھیلتی ہوئی ساری دنیا میں پہنچ جاتی ہے۔ اب ہمارا یہ سیاسی کردار ہے کہ ہم یہاں کے لوگوں کو کمیونسٹ گوریلوں سے محفوظ رکھیں۔"

سونیا نے ہنستے ہوئے کہا "تم مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو۔ یہ نہیں سمجھتے کہ میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے حقیقت معلوم کرچکی ہوں۔ تم لوگ خود کمیونسٹ گوریلے ہو۔ بظاہر تم نے تھائی لینڈ کے فوجیوں کی وردی پہن رکھی ہے۔"

"تم بہت ہی سخت اور نامناسب انداز میں گفتگو کررہی ہو۔ یہ ظاہر کررہی ہو کہ کسی طرح بھی دوستی نہیں ہوگی۔ کوئی بات نہیں ہماری دشمنی بھی تم دیکھ لوگی۔ زیادہ سے زیادہ یہاں تین افسران کو نقصان پہنچاؤ گی۔ اس کے بعد کیا ہوگا' تم سوچ بھی نہیں سکتیں۔ ہمارے کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ یہاں اس طرح تمام افسران کے دماغوں پر قبضہ جما کر رکھیں گے کہ تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکوگی۔"

"یہ چیلنج قبول ہے۔ ابھی تھائی لینڈ کے مرکز بنکاک میں ان فوجی افسران کے پاس جاؤ۔ جو یہاں کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔ میرے دونوں ماتحت انہیں جانی نقصان پہنچانے والے ہیں۔ انہیں بچاسکتے ہو تو بچالو۔"

"میں ابھی جارہا ہوں۔ یہ ثابت کردوں گا کہ انہیں زیادہ نقصان نہیں پہنچے گا۔"

خاموشی چھاگئی۔ علی جان بوجھ کر چپ ہوگیا۔ یہ ظاہر کررہا تھا کہ وہ وہاں سے جاچکا ہے۔ وہ اپنی مما سونیا کے ساتھ ان تینوں افسران کے چور خیالات پڑھ رہا تھا بعد میں معلوم ہوا تھا کہ پال پوٹ زندہ ہے۔ ایک ایسی خفیہ پناہ گاہ میں رہتا ہے جس کا علم ان تمام خاص ریٹائرڈ افسران کو بھی نہیں ہے۔ وہ فون کے ذریعے بھی گفتگو نہیں کرتا تھا۔ اس سے وائرلیس کے ذریعے رابطہ ہوتا تھا۔ اس طرح یہ معلوم کرنا مشکل تھا کہ وہ خفیہ پناہ گاہ کہاں ہے؟"

سونیا نے رابرٹ کو مجبور کیا کہ وہ وائرلیس کے ذریعے پال پوٹ سے رابطہ کرے۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ وائرلیس کے ذریعے رابطہ کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد رابطہ ہوگیا۔ وہ اشاروں کی زبان ہوتی ہے۔ کوئی اپنی زبان سے نہیں بولتا بلکہ ٹارے ٹکا۔ ٹکا ٹکا۔ ٹارے ٹکا۔ ٹارے جیسی اشارتی زبان سے اپنے مطالب بیان کیے جاتے ہیں۔ اس ریٹائرڈ فوجی افسر رابرٹ وانگ نے اشارتی زبان میں کہا "مسٹر پال پوٹ! ہم بڑی مصیبتوں میں ہیں' وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت جو تھائی لینڈ میں پہنچی ہوئی تھی۔ اس کا نام نیلماں ہے۔ وہ آتما شکتی بھی جانتی ہے اگر اسے گولی ماردی جا[ئے] وہ مرتی نہیں ہے۔ اپنا مردہ جسم چھوڑ کر کسی دوسرے جسم [میں] جاتی ہے۔"

دوسری طرف سے پال پوٹ نے اشارتی زبان میں پوچھا "اس سلسلے میں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہماری مدد نہیں کر[تے] ہیں؟"

اس بار سونیا' رابرٹ وانگ کے دماغ پر قبضہ جما کر وائرلیس کے ذریعے بولی "میں نیلماں بول رہی ہوں۔ اس وقت رابرٹ وانگ کے دماغ پر قبضہ جما رکھا ہے۔ تم کب تک چوہے کی طرح بل میں چھپے رہوگے؟ میں تو حلق میں ہاتھ ڈال کر کلیجا نکا[لتی] ہوں۔ وائرلیس بند کرنے سے پہلے یہ سن لو کہ تمہاری عمر بہت کم رہ گئی ہے۔ ابھی تو میں کمیونسٹ گوریلوں کی پشت پناہی کرنے وا[لے] ان تمام دوغلے فوجی افسروں کو جہنم میں پہنچاتی رہوں گی۔ اسی دوران میں تمہاری شہ رگ تک پہنچ جاؤں گی۔ تم اپنے لیے حفاظتی انتظامات کرو۔ ٹیلی پیتھی تو ایک بلا ہے ہی' لیکن نیلماں خطرناک بلا ہے' یہ امریکی اکابرین سے پوچھو۔ ڈیتھ آل! تمہاری زندگی کا بھی ڈیتھ آل ہونے والا ہے۔"

سونیا نے رابطہ ختم کردیا لیکن پال پوٹ کے دل و دماغ میں خوف اور دہشت کا آغاز بھی کردیا۔ اب اس کی راتوں کی نیند اڑ جائیں گی۔ بھوک بھی مرجائے گی۔ شاید وہ امریکی اکابرین سے رابطہ کررہا ہوگا۔ ادھر سونیا نے رابرٹ وانگ سے کہا "ہاٹ لائن پر امریکی اکابرین سے گفتگو کرو۔"

وہ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے دماغ میں ٹیلی پیتھی کی لہر پہنچی ہوئی تھی۔ لہٰذا اس نے رابطہ کیا پھر ایک اعلیٰ فوجی افسر سے بولا۔ "میں تھائی لینڈ سے رابرٹ وانگ بول رہا ہوں۔ اس وقت ہم بہت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ نیلماں ہمارے پاس موجود ہے اور ہمارے ساتھ پتا نہیں کیا سلوک کرنے والی ہے؟"

سونیا نے اسی آواز سے کہا "ہاں میں جو شروع کرنے والی ہوں اس کا علم تم لوگوں کو ہونا چاہیے یہ دیکھو جو بول رہا ہے وہ ابھی خودکشی کرے گا۔"

رابرٹ وانگ نے اپنے سامنے رکھے ہوئے ریوالور کو اٹھایا پھر اس کی نال اپنی کنپٹی سے لگا کر ٹریگر کو دبا دیا۔ دوسری طرف امریکی فوج کے اعلیٰ افسران کو ٹھائیں سے گولی چلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے پوچھا "ہیلو ہیلو' رابرٹ وانگ! یہ کیسی آواز تھی؟"

دوسرے دو فوجی افسروں نے بھی ریسیور اٹھا کر اپنی اپنی کنپٹی پر گولی چلائی۔ تیسرے افسر نے موت سے پہلے کہا تھا "اب تو سمجھو یہ موت کی آوازیں ہیں؟"

موت کے وقت اکثر تین ہچکیاں آتی ہیں۔ تیسرے افسر کے ریوالور نے تیسری ہچکی سنائی پھر خاموشی چھاگئی۔

○☆○

بارود سے کھیلنے والے کسی نہ کسی دن مرتے ضرور ہیں اگر مرنے میں دیر ہو تو زندہ رہ کر بارود کے زخم کھاتے رہتے ہیں۔ پچھلے زخم بھرتے ہیں پھر نئے زخم کھانے لگتے ہیں لیکن بارود کے کھیل سے باز نہیں آتے۔

امریکی اکابرین بارہا مجھے اور میری ٹیلی پیتھی جاننے والی فیملی کو بارود کا ذخیرہ کہہ چکے تھے۔ اس کے باوجود وہ ہم سے الجھتے رہتے تھے کوئی نہ کوئی ایسی حرکت کرتے رہتے تھے کہ ہمارا ان کا کہیں نہ کہیں ٹکراؤ ہو ہی جاتا تھا۔ جیسا کہ اب مشرق بعید میں ہو رہا تھا۔

سونیا نے خود کو اور پارس اور پورس کو ظاہر نہیں کیا تھا۔ انہیں الجھانے کے لیے خود کو نیلماں بنا کر پیش کررہی تھی اگرچہ وہ کچھ یقین کررہے تھے اور بڑی حد تک شبہ کررہے تھے کہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے وہاں خیال خوانی کے ذریعے ان کے راستے میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔

امریکی اکابرین نے سوچا بھی نہیں تھا کہ لاؤس' کمبوڈیا اور تھائی لینڈ میں وہ سیاسی سازشیں کرتے رہیں گے تو وہاں دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی پہنچ جائیں گے۔ سب سے بڑے مخالف ہم تھے۔ اس لیے سب سے پہلے ہم پر شبہ کیا جاتا تھا۔ دیکھا جائے تو تارنگ بھی ان کا مخالف تھا۔ الپا بھی اکثر اپنے کسی خاص مقصد یا غرض کے لیے ان کی دشمن بن جایا کرتی تھی لیکن سونیا نے تارنگ اور الپا کا سہارا نہیں لیا۔ اس نے مردہ نیلماں کو زندہ کردیا۔

وہ اس سلسلے میں صرف امریکی اکابرین کو ہی نہیں تارنگ' الپا اور بھیما کو بھی الجھانے والی تھی۔ ان سب کو یہ سوچنے پر مجبور کرنے والی تھی کہ نیلماں نے ان سب کو دھوکا دیا تھا۔ سب سے یہی کہتی تھی کہ وہ اپنے آخری جسم میں ہے جبکہ وہ اس کا آخری جسم نہیں تھا۔ سونیا کے ہاتھوں ہلاک ہونے کے بعد اس کی آتما ایک ساتویں جسم میں پہنچ گئی تھی۔

کوئی بھی پورے یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا تھا کہ نیلماں جھوٹ بول رہی ہے وہ نیلماں نہیں ہے لیکن ایسا کہنے کے لیے یہ ثابت کرنا ہوتا کہ وہ ساتویں جسم میں نہیں گئی تھی۔ سونیا نے نیلماں بن کر یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ ساتویں جسم میں پہنچ کر اتنے عرصے تک تپسیا کرنے کے لیے خاموش رہی تھی پھر سے مکمل آتما شکتی حاصل کررہی تھی۔ جب اسے مکمل آتما شکتی حاصل ہوگئی تو وہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دور رہنے کے لیے مشرق بعید میں آگئی تھی۔

ایسے حالات تھے کہ امریکی اکابرین کو سر جوڑ کر بیٹھنا پڑا۔ ایک اجلاس میں فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ دنیا کے اس حصے میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے ہمارا ٹکراؤ ہوگا۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "اور یہ بات کسی پیچیدگی کے بغیر سمجھ میں آئے گی کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں۔"

اجلاس طلب کرنے والے اعلیٰ افسر نے کہا "میں نے بھی پہلے یہی سوچا تھا لیکن پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے۔ وہاں ٹیلی پیتھی جاننے والی ایک عورت ہے اور وہ نیلماں ہے۔"

ایک حاکم نے کہا "یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ تو مرچکی ہے۔"

"ہاں وہ مرچکی تھی لیکن اس نے سب کو دھوکا دیا تھا سب سے یہی کہتی رہی کہ وہ اس کا آخری جسم ہے اور مرجانے کے بعد وہ کوئی دوسرا جسم حاصل نہیں کرسکے گی۔ دراصل وہ ایسی باتیں کہہ کر دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو فریب میں مبتلا کرتی رہی تھی۔ اب اس کا بیان ہے کہ جب سونیا نے اسے ہلاک کیا تو اس کی آتما ساتویں جسم میں چلی گئی تھی۔"

"ایسا ہے تو وہ اتنے عرصے تک کیوں خاموش رہی تھی؟"

"اس سے پہلے بھی نیلماں ایک طویل عرصے تک روپوش رہی تھی اور یہ کہتی رہی تھی کہ وہ اپنے جوان بیٹے کو تلاش کررہی ہے۔ جب وہ مل جائے گا تو خود کو منظرعام پر لائے گی۔"

"وہ تو اس کے اپنے بیٹے کا معاملہ تھا لیکن اس بار وہ کیوں اتنے عرصے تک خاموش اور روپوش رہی؟"

"اس نے آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا تھا اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دور رہنے کے لیے وہ مشرق بعید میں پہنچی ہے۔ اب وہاں ہم سے سامنا ہورہا ہے اس لیے ہمارے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس کے خلاف محاذ آرائی کرنا ہوگی۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے پوچھا "ہمیں اس کے نیلماں ہونے پر کس حد تک یقین کرنا چاہیے؟ ویسے کیا سونیا یا بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والی کوئی عورت ہمیں دھوکا نہیں دے رہی ہے؟"

"ایسے امکانات ہیں۔ پہلے ہمیں اس بات کی تصدیق کرنی ہوگی کہ نیلماں واقعی ساتویں جسم میں گئی تھی اور اس لیے اب تک زندہ ہے۔"

"تصدیق کیسے کی جائے گی؟"

"میں نے اجلاس طلب کرنے سے پہلے الپا سے رابطہ کیا تھا اور اسے یہ باتیں بتائی تھیں۔ اس نے کہا ہے کہ نیلماں زندہ نہیں ہوسکتی لیکن شبہ بھی ظاہر کیا ہے کہ اس نے دھوکا دیا ہوگا اور ساتویں جسم میں چلی گئی ہوگی۔"

"یعنی الپا کے پاس یہ حساب نہیں ہے کہ نیلماں کے پاس ایک اور جسم میں جانے کی گنجائش تھی یا نہیں؟"

"میرا خیال ہے کہ یہ حساب' یہ جسموں کی گنتی دوسرا کوئی نہیں جانتا ہوگا۔ صرف نیلماں ہی جانتی ہوگی۔"

جب سونیا نے نیلماں کو ہلاک کیا تھا تو نیلماں کی ان دنوں تارنگ کے ساتھ دوستی تھی۔ وہ اس کے ساتھ ہی رہا کرتی تھی۔ تارنگ کو ضرور معلوم ہوگا کہ اس کے پاس ساتویں جسم کی گنجائش

تھی یا نہیں؟
"نارنگ کو بھی نہیں معلوم ہوگا۔ اس کی موت کے بعد وہ یہی کہتا رہا تھا کہ سونیا نے اس کو ہلاک کردیا ہے۔ اب وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گی۔"

وہ سب تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ اپنے اپنے طور پر سوچتے رہے پھر ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "اگر وہ سونیا نہیں ہے اور بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والی دوسری عورت بھی نہیں ہے تو پھر ہمارے حق میں اچھا ہے۔ وہ نیلماں ہوگی تو اس سے سمجھوتا کیا جاسکتا ہے۔"

"تھائی لینڈ میں ہماری خفیہ ایجنسی کے انچارج نے یہ کوشش کی تھی۔ نیلماں اس کے دماغ میں آکر بول رہی تھی اور سختی سے کہہ رہی تھی کہ سمجھوتا کسی صورت میں نہیں ہوگا کیونکہ وہ اب تک مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے خلاف رہ کر بہت نقصان اٹھا چکی ہے۔ امریکی اکابرین کبھی اس کے کام نہیں آئے اور نارنگ جیسا آتما شکتی اور ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی اسے آخری وقت میں سونیا سے نہ بچاسکا۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "نیلماں کو یقین دلایا جاسکتا ہے کہ پہلے کی بات اور تھی۔ اب تو امریکا میں کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ وہ سب مل کر نیلماں کا ساتھ دیں گے۔"

"ابھی تو ابتدا ہے۔ نیلماں نے پہلی بار گفتگو کی اور ہماری مخالفت میں بولتی رہی۔ دوسری بار رابطہ کرے گی یا ہم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے رابطہ کریں گے تو اسے کسی طرح سمجھائیں گے، یقین دلائیں گے کہ ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج ہے۔"

"اس معاملے میں دیر نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے خاص ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو نیلماں سے رابطہ کرنا چاہیے۔"

"ہمارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا آندرے 'تھائی لینڈ میں ایک ریٹائرڈ افسر کے دماغ میں گیا تھا۔ وہاں اس نے نیلماں سے باتیں کی تھیں۔ جب وہ دوستی اور سمجھوتے پر راضی نہیں ہوئی تو آندرے نے اسے سمجھایا' وہ اکیلی کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا مقابلہ کرسکے گی۔ اس پر اس نے بتایا کہ وہ ہمارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کرچکی ہے اور انہیں اپنا معمول اور محکوم بنا چکی ہے۔"

ایک حاکم نے کہا "یعنی ہماری ناوانستگی میں وہ پہلے ہی ہمیں نقصان پہنچا چکی ہے؟"

"صرف اتنا ہی نہیں لاؤس' کمبوڈیا اور تھائی لینڈ میں ہمارے سیاسی مقاصد کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ اسے جلد سے جلد روکنا ہوگا۔"

کوئی نیا ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا ہوجائے تو بڑے بڑے ممالک کے اکابرین تشویش میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس تجسس میں پریشان رہتے ہیں کہ وہ نیا کون ہے کہاں سے آیا ہے؟ اور آئندہ کیا کرنے والا ہے؟ ویسے نیلماں کو دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے خوب پہچانتے تھے۔ یہ سمجھ رہے تھے کہ ایک عرصے تک روپوش رہ کر منظرِعام پر آئی ہے تو پوری تیاریوں کے بعد آئی ہوگی۔

مختلف محاذ بنانے والوں میں ایک تیج پال تھا۔ اس نے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا معمول بنایا تھا لیکن اپنی ذہانت اور حکمت عملی سے ان کا قابلِ اعتماد رہنما بنا ہوا تھا۔ اس طرح وہ جب چاہے امریکی اکابرین کے خلاف بھی ان چاروں کو استعمال کرسکتا تھا۔

ایک طرح سے تیج پال' امریکی اکابرین کے خلاف تھا۔ اس لیے اپنے چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کبھی امریکا کی طرف داری کرنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ وہ چاروں بھی اس حکمت عملی کو سمجھتے تھے کہ امریکی اکابرین کے زیر اثر رہیں گے تو وہ انہیں معمول اور محکوم بنالیں گے پھر اپنی الٹی سیدھی پلاننگ سے انہیں دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے شکنجے میں پہنچادیں گے۔

ٹیلی پیتھی کا دوسرا محاذ' علی تیمور نے بنایا تھا۔ وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے آندرے نامی ایک جوان کی حیثیت سے امریکی اکابرین کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا تھا۔ امریکی اکابرین مطمئن تھے کہ آندرے اور اس کے پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی بھی ان کے وفادار ہیں۔

دیکھا جائے تو امریکی اکابرین' تیج پال اور علی تیمور کے ذریعے مسلسل دھوکا کھا رہے تھے۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والوں نے آندرے اور اس کے پانچ ساتھیوں پر تنویمی عمل کیا تھا۔ وہ سب علی کے معمول بنے ہوئے تھے۔ علی جب چاہتا ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ان ہی کے ملک کے خلاف استعمال کرسکتا تھا۔ امریکی اکابرین کے خلاف بغاوت کرا سکتا تھا لیکن ابھی اس نے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا تھا۔ اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ میٹھا بن کر' دوست بن کر' ماتحت بن کر ان کے سامنے سے چیونٹی نہیں گزار رہا تھا' پیچھے سے ہاتھی گزارتا جارہا تھا۔ دشمنوں کو خوش اور مطمئن رکھنے کا یہ بھی ایک کامیاب طریقہ تھا۔ اس کے نتائج خاطر خواہ رہا کرتے تھے۔

ٹیلی پیتھی کی دنیا میں تیسرا محاذ نارنگ نے قائم کیا تھا۔ اس نے اب تک دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو نقصان تو نہیں پہنچایا تھا لیکن الپا کے لیے بڑے مسائل پیدا کرتا رہا تھا اور وہ کچھ عرصے سے گمنام ہوگیا تھا۔ یہ صرف الپا اور بھیما جانتے تھے کہ وہ آتما شکتی حاصل کرنے والی تپسیا میں مصروف ہے۔

اگر اسے معلوم ہوجاتا کہ نیلماں دوبارہ اس دنیا میں آگئی ہے تو وہ خوامخواہ پریشانیوں میں مبتلا ہوجاتا۔ تپسیا کے دوران میں بھی یہ خیال اسے تنگ کرتا رہتا کہ نیلماں کسی وقت بھی اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کی تپسیا بھنگ کرسکتی ہے۔

ٹیلی پیتھی کا سب سے زبردست محاذ الپا نے قائم کر رکھا تھا۔ وہ کسی پر اعتماد نہیں کرتی تھی۔ برسوں سے تنہا رہ کر دشمنوں کا مقابلہ کرتی آئی تھی۔ کبھی ناکام ہوتی رہی تھی اور اکثر کامیاب بھی ہوتی رہی تھی۔ اس نے نیلماں کے متعلق سنا تو وہ بھی کچھ تشویش میں مبتلا ہوگئی اگرچہ اس کے پاس جیکب رابن جیسا جادوگر تھا۔ اس کے دماغ میں کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں آسکتا تھا۔ اسے کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن وہ جانتی تھی کہ دشمنوں کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیے۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیسے کیسے ہتھکنڈے استعمال کرکے توقع کے خلاف نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

وہ جیکب رابن سے بولی "ایک نئی اور ناقابلِ یقین اطلاع ملی ہے۔ کچھ عرصے پہلے نیلماں مرچکی تھی لیکن اب کہا جارہا ہے کہ وہ زندہ ہے اور تھائی لینڈ میں ہے۔"

"کیا یہ وہی نیلماں ہے جو آتما شکتی جانتی تھی اور آخری جسم میں رہنے کے باعث سونیا کے ہاتھوں ہلاک ہوگئی تھی؟"

"ہاں اسی نیلماں کی بات کررہی ہوں۔ اس نے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر اور امریکی خفیہ ایجنسی والوں کے دماغوں میں جاکر یہ بیان دیا ہے کہ جب اس کی موت ہوئی تھی تو وہ اس کا آخری جسم نہیں تھا۔ اس نے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے یہ حقیقت چھپا رکھی تھی کہ ان دنوں وہ ایک چھٹے جسم میں تھی اور اس کے لیے ساتویں جسم میں جانے کی گنجائش رہ گئی تھی۔"

"جب وہ کہہ رہی ہے تو یہی حقیقت ہوگی۔ کیا تمہیں کوئی شبہ ہے؟"

"ہوسکتا ہے کہ سونیا فراڈ کررہی ہو یا بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والی کوئی دوسری عورت ہو۔ امریکا' تھائی لینڈ میں پال پوٹ کی پشت پناہی کررہا ہے۔ وہاں اپنے طور پر سیاسی سازشوں میں مصروف ہے۔ بابا صاحب کے ادارے والے یہ پسند نہیں کرتے ہیں کہ امریکا' دنیا کے ہر ملک میں جاکر اپنی برتری کا مظاہرہ کرتا رہے۔ اسی لیے یہ خیال آتا ہے کہ سونیا یا بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والی کوئی عورت وہاں جاکر امریکی عزائم کے خلاف رکاوٹ بن رہی ہے۔"

"تمہارا یہ خیال درست ہوسکتا ہے۔ سونیا یا اس ادارے کی ٹیلی پیتھی جاننے والی کوئی عورت خود کو نیلماں بنا کر پیش کرسکتی ہے۔"

"کیا تم کالے جادو کے عمل سے حقیقت معلوم کرسکتے ہو؟"

"مشکل تو ہے مگر ناممکن نہیں ہے۔ مشکل اس طرح ہے کہ نیلماں خود تھائی لینڈ میں نہیں ہوگی۔ اس نے اپنی کسی ڈمی کو وہاں رکھا ہوگا۔ میں کوئی بھی کالا عمل کروں گا تو وہ اس ڈمی تک پہنچے گا۔ وہ خواہ نیلماں ہو' سونیا ہو' یا کوئی اور ہو۔ ہمارا عمل ان پر اثر نہیں کرے گا۔"

"ہوسکتا ہے نیلماں اپنی ڈمی کے اندر اپنی ہی آواز اور لہجے میں بول رہی ہو۔"

"پھر تو میں کالے عمل کے ذریعے اس کی اصلیت معلوم کرلوں گا۔ تم اس کے پاس جاؤ اور اس کے لب ولہجے کو اچھی طرح یاد کرکے مجھے سناؤ۔"

الپا نے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ کر اسے مخاطب نہیں کیا۔ خاموشی سے معلوم کرنے لگی کہ جس نیلماں نے اسے مخاطب کیا تھا اس کا لب ولہجہ کیا تھا؟

وہ اعلیٰ افسر بڑی دیر تک سوچتا رہا۔ کئی طرح کی آوازوں اور لب ولہجوں کو ذہن میں لاتا رہا پھر اس نے موبائل فون کے ذریعے آندرے' یعنی علی تیمور کو مخاطب کیا۔ "میرے دماغ میں آکر نیلماں کی آواز اور لب ولہجے کو دو چار بار دہراؤ۔ میں اپنے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سنانا چاہتا ہوں۔"

علی نے کہا "مجھے بھی اس کی آواز اور لہجے کو دوبارہ یاد کرکے اچھی طرح اپنے ذہن میں نقش کرنا ہوگا پھر میں آپ کو بتاسکوں گا۔ آپ کم از کم دو چار منٹ انتظار کریں میں ابھی آپ سے رابطہ کروں گا۔"

علی نے موبائل فون بند کیا پھر فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے سونیا سے رابطہ کیا "ہیلو مما! میں بول رہا ہوں۔ یہاں کا اعلیٰ افسر آپ کی آواز اور لب ولہجے کو اپنے دماغ میں سننا چاہتا ہے۔ کہہ رہا ہے کہ وہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو آپ کی آواز اور لب ولہجہ سنائے گا۔"

سونیا نے کہا "تم تو جانتے ہی ہو جب ہم سب اپنی شخصیت تبدیل کرتے ہیں تو آواز اور لب ولہجہ بھی بدل دیتے ہیں۔ تم انہیں میری موجودہ آواز اور لب ولہجہ سنادو' کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

سونیا نے علی کو اجازت دے دی مگر علی سوچنے لگا' پتا نہیں' وہ فوج کا اعلیٰ افسر کس ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اس کی مما کی آواز اور لب ولہجہ سنانا چاہتا ہے۔ یہ ضرور معلوم کرنا چاہیے۔ اس نے اعلیٰ افسر کے دماغ میں آکر کہا "میں آندرے بول رہا ہوں۔ آپ نیلماں کی آواز اور لب ولہجے کو اپنے ذہن میں نقش کرلیں۔"

وہ سونیا کی فرضی آواز اور لب ولہجہ سنانے لگا۔ دو تین بار سنانے کے بعد بولا "میرے لائق اور کوئی خدمت؟"

"نہیں! بس میں اتنا ہی معلوم کرنا چاہتا تھا تم جاسکتے ہو۔"

علی نے کہا "اگر آپ کی اجازت ہو تو میں پھر ایک بار نیلماں کے پاس پہنچنے کی کوشش کروں؟"

"ہاں! ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو وقتاً فوقتاً اس کے پاس جانا چاہیے۔ ہوسکتا ہے' اس کا کوئی خفیہ پتا ٹھکانا معلوم ہوجائے یا اس سے کوئی سمجھوتا ہوجائے۔"

"میں کچھ نہ کچھ معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔ اب جارہا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ اس کے دماغ میں خاموش ہوگیا۔ وہاں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر بیزون کی آواز سنائی دی "میں نے اس آواز کو نوٹ کرلیا ہے اور لب ولہجے کو بھی ذہن میں نقش کرلیا ہے۔ بہرحال میں نیلماں سے رابطہ کروں گا اور اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کروں گا۔"

بیزون چلا گیا۔ علی وہاں خاموشی سے موجود تھا۔ الپا بھی خاموش تھی۔ اس نے نیلماں کی آواز اور لب ولہجے کو اپنے ذہن میں نقش کرلیا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے علی اور بیزون کی آوازیں بھی سنی تھیں۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر جیکب رابن سے بولی۔

"میں نے نیلماں کے لب ولہجے کو اچھی طرح اپنے ذہن میں نقش کرلیا ہے لیکن میں خود خیال خوانی کے ذریعے نیلماں کے پاس جاؤں گی تو وہ چڑیل میرے سر پر سوار ہوجائے گی۔ وہ یہی کہے گی کہ میں اس کے معاملات میں مداخلت کرنے تھائی لینڈ پہنچی ہوں۔ اس طرح وہ میرے معاملات میں مداخلت کرتی رہے گی۔"

جیکب رابن نے کہا "تمہارا وہاں جانا مناسب نہیں ہے۔"

"یہی میں سوچ رہی ہوں۔ کیا بھیما کو وہاں بھیجا جائے؟"

"یہ ٹھیک رہے گا' بھیما کو اس سے الجھا دیا جائے۔ وہ اس سے نمٹ لے گا یا پھر اس سے مات کھا جائے گا۔"

وہ خیال خوانی کرنا چاہتی تھی۔ جیکب نے کہا "ذرا ٹھہرو۔ تم نے بھیما سے وعدہ کیا تھا کہ اس کی لائف پارٹنر بن جاؤ گی۔ کبھی کبھی دو چار دن کے لیے ہندوستان جا کر اس کے پاس رہا کرو گی اور کبھی بھیما تمہارے پاس آجایا کرے گا۔ اب اس کے پاس جاؤ گی تو وہ یہی سوال کرے گا۔"

"میں اس کے پاس کل ہی جانا چاہتی ہوں۔ کیا تم نے ڈمی مکمل کردی ہے؟ اور تمہیں یقین ہے کہ وہ اپنے کالے جادو کے ذریعے اس ڈمی کی اصلیت معلوم نہیں کرپائے گا؟"

"مجھے پورا یقین ہے۔ اس کا باپ بھی اس ڈمی کی اصلیت معلوم نہیں کرسکے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں بھیما سے کہوں گی کہ کل کی فلائٹ سے آرہی ہوں اور ممبئی ایئرپورٹ میں شام پانچ بجے تک پہنچ جاؤں گی۔"

"کیا تم اپنی پلاننگ سے مطمئن ہو؟ کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہیں دن رات' چوبیس گھنٹے اپنی ڈمی کے دماغ میں نہیں رہنا پڑے گا؟"

میں اپنی پلاننگ سے بالکل مطمئن ہوں۔ تم ایک بار پھر یقین دلا دو کہ اگر میری ڈمی زخمی ہوجائے گی یا یہ تاثر دے گی کہ زخمی ہونے کے باعث یا بیمار ہونے کے باعث خیال خوانی کے قابل نہیں رہی ہے تو بھیما کو شبہ نہیں ہوگا۔ اگر شبہ ہوگا تو وہ خیال خوانی کے ذریعے یا کالے جادو کے ذریعے ڈمی کی اصلیت معلوم نہیں کرسکے گا۔"

"میں تمہیں یقین دلا چکا ہوں۔ تم مطمئن ہو کر اپنے ڈمی یہاں سے روانہ کرسکتی ہو۔"

الپا نے خیال خوانی کے ذریعے اس آلہ کار کو مخاطب کیا جو کے دماغ میں رہ کر وہ بھیما سے گفتگو کیا کرتی تھی۔ اس نے اس آلہ کار سے کہا "بھیما کو اطلاع دو میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں۔" اس آلہ کار نے موبائل فون کے ذریعے بھیما سے رابطہ کیا اور اسے اطلاع دی۔ بھیما اطلاع ملتے ہی اس کے دماغ میں آیا پھر بولا "ہیلو الپا! کیا بات ہے۔ تم نے ابھی تک بتایا نہیں کہ میرے پاس کب آرہی ہو؟"

"میں یہی بتانے آئی ہوں۔"

"پھر تو یہ میری خوش قسمتی ہے۔ کیا آج ہی آرہی ہو؟"

"کل صبح کی فلائٹ سے روانہ ہوجاؤں گی اور شام پانچ بجے تک ممبئی ایئرپورٹ میں تم سے ملاقات ہوسکے گی۔"

"میں آج ہی ممبئی کے لیے روانہ ہوجاؤں گا۔"

"میں ایک بہت ہی اہم خبر تمہیں سنانا چاہتی ہوں۔"

"ایسی کیا اہم خبر ہے؟"

"تم نے نارنگ کی زبان سے نیلماں کے بارے میں بہت کچھ سنا ہوگا؟"

"ہاں میں اس کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔"

"تمہیں یہ سن کر حیرانی ہوگی کہ وہ پھر سے زندہ ہوگئی ہے۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو؟ یہ تو ناممکن سی بات ہے۔"

"ناممکن اس لیے نہیں ہے کہ ہم سب کے پاس اس کی آتما شکتی کا حساب نہیں تھا۔ سب یہی سمجھ رہے تھے کہ جب اس کی موت سونیا کے ہاتھوں ہوئی تو وہ اس کا آخری جسم تھا جب کہ وہ آخری نہیں تھا اس کے پاس ساتویں جسم کی گنجائش تھی۔"

"ہے بھگوان! پھر تو اس نے بڑی مکاری دکھائی ہے۔ ہم سب دھوکے میں رہے اور اس نے ساتواں جسم حاصل کرلیا۔ کیا اس نے آتما شکتی پھر سے حاصل کی ہے؟"

"اس کا بیان ہے کہ وہ اتنے عرصے تک اسی لیے خاموش رہی تھی کہ آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے تپسیا کرتی رہے پھر یہ پلاننگ کی تھی کہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دور مشرق بعید میں جا کر رہے گی۔ اسی پلاننگ پر عمل کرنے کے باعث وہ اتنے عرصے تک روپوش رہی تھی۔"

"اس نے بڑی چالاکی سے اور بڑی خاموشی سے اپنی کھوئی ہوئی آتما شکتی مکمل طور پر حاصل کی ہے۔ اب وہ ہمارے خلاف بھی محاذ بنا سکتی ہے۔"

الپا نے کہا "وہ کچھ بھی کرسکتی ہے۔ میں چاہتی ہوں' تم اس سے رابطہ کرو اور اسے دوست بنانے کی کوشش کرو۔ دشمنوں کی تعداد بڑھانا دانشمندی نہیں ہے۔ وہ ہماری صحیح معنوں میں دوست نہیں بنے گی لیکن دوستی کا بھرم رکھنے کے لیے وہ ہمیں شاید نقصان نہیں پہنچائے گی یا ہمارے لیے مسائل پیدا نہیں کرے گی۔"

"تم درست کہتی ہو۔ اپنی مشکلات کو کم سے کم کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ دوست بنانا ضروری ہے۔"

"میں نے امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں رہ کر نیلماں کی موجودہ آواز اور لب ولہجے کو سنا ہے۔ میں یہ لب ولہجہ تمہیں سنا رہی ہوں۔ تم اسے ذہن نشین کرو اور اس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کرو۔"

اس نے نیلماں کی موجودہ آواز اور لب ولہجے کو تین چار بار دہرایا پھر بھیما نے کہا "میں نے اسے ذہن نشین کرلیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر بعد تمہیں بتاؤں گا کہ اس سے رابطہ ہو رہا ہے یا نہیں؟"

الپا نے کہا "میں آدھے گھنٹے بعد اس آلہ کار کے دماغ میں آؤں گی۔"

بھیما وہاں سے چلا گیا۔ الپا بھی اس آلہ کار کے دماغ سے واپس آگئی۔ وہ سوچ رہی تھی نیلماں سچ مچ زندہ ہو کر واپس آئی ہوگی تو یہ بہتر ہی ہوگا لیکن سونیا' نیلماں بن کر نہ آئی ہو ورنہ حالات برے سے بدتر اور بدترین ہوسکتے ہیں۔

○☆○

پارس اور پورس تھائی لینڈ کے بان ونائی شہر میں تھے۔ وہاں کے مہاجر کیمپ سے کلام ژیونگ اور اس کے تینوں جوان بچوں کو یعنی سلمٰی' رابعہ اور سلام کو لے کر تفریح کے لیے فن فیئر گراؤنڈ میں آئے ہوئے تھے۔ سلمٰی اور رابعہ بہت خوش تھیں کیونکہ بہت عرصے بعد انہیں کھلی فضا میں تفریح کرنے کا موقع مل رہا تھا۔

وہ مختلف قسم کے جھولوں میں ایسے خوش ہو کر جھول رہی تھیں جیسے پھر ایک بار ان کا بچپن لوٹ آیا ہو۔ طرح طرح کی ریل گاڑیوں میں گھوم رہی تھیں۔ وہ ریل گاڑیاں اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر ایسے آتی جاتی تھیں کہ سانس رکنے لگتی تھی۔ خوف بھی محسوس ہوتا تھا اور خوشی بھی ہوتی تھی۔ ایسی ریل گاڑیاں بھی تھیں جو ایک طرف پانی کے اندر ڈوب کر جاتی تھیں اور دوسری طرف سے ابھرتی تھیں۔ یہ ایسے عجیب وغریب اور دلچسپ تماشے تھے' جن سے لطف اندوز ہوتے وقت وہ بھول رہے تھے کہ ان کا گھر چھوٹ گیا ہے' وطن چھوٹ گیا ہے' وہ دربدر ہوگئے ہیں اور اگر مہاجر کیمپ سے نکل کر سرحد کی طرف جائیں گے تو ان سب کو قتل کردیا جائے گا۔

قاتل تو اب بھی ان کے تعاقب میں تھے۔ ان دشمنوں کو یہ یقین ہوچکا تھا کہ ان کے ساتھ جو جوان ہیں' وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور نیلماں کے ماتحت ہیں۔

پارس اور پورس ان کے ساتھ ایک کاؤنٹر پر آئے۔ جہاں ایئر گن کے ذریعے اپنی نشانے بازی کو آزمایا جاتا تھا۔ رابعہ نے کہا "پہلے میں نشانہ لگاؤں گی۔"

سلمٰی نے کہا "تم چھوٹی ہو۔ میں تم سے بڑی ہوں میں صحیح نشانہ لگاؤں گی۔"

سلام نے اس سے رائفل چھین کر کہا "تم دونوں مجھ سے چھوٹی ہو۔ میں بڑا ہوں دیکھو کیسے صحیح نشانہ لگاتا ہوں۔"

وہ کاؤنٹر کے پاس کھڑا ہو کر ٹارگٹ کا نشانہ لینے لگا پھر جیسے ہی اس نے ایئر گن کا ٹریگر دبایا تو ٹھائیں کی زوردار آواز گونج اٹھی۔ جبکہ رائفل سے ایسی زوردار آواز نہیں ابھرتی تھی۔ دوسرے ہی لمحے سب نے دیکھا سلام کی پیشانی میں سوراخ ہوگیا تھا اور لہو بہہ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ کوئی اسے سنبھالتا وہ زمین پر گر پڑا۔ دونوں بہنیں خوف زدہ ہو کر چیخنے لگیں۔ اس کا باپ دوڑ کر بیٹے سے لپٹ گیا۔ پیشانی پر گولی لگی تھی۔ وہ بولنے کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔ باپ کے لپٹتے ہی اس کا دم نکل گیا۔

پارس اور پورس نے ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کی۔ فوراً ہی اچھل کر کاؤنٹر پر چڑھتے ہی ٹارگٹ کی طرح چھلانگ لگائی۔ ٹارگٹ کے پیچھے چھپے دشمن ان کی زد میں آکر دوسری طرف گر پڑے۔ وہ تعداد میں چار تھے۔ دوسری بار بھی گولی چلانے کے لیے تیار تھے۔ لیکن انہیں موقع نہ مل سکا۔ چاروں کے چاروں ان دونوں کی زد میں آچکے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے پارس اور پورس نے

انہیں ہتھیار استعمال کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ گھونسوں اور لاتوں پر رکھ لیا پھر ان کی ہی رائفل لے کر دو کو جہنم میں پہنچا دیا۔ باقی دو سے کہا "ہالٹ! اگر مرنا نہیں چاہتے تو وہیں رک جاؤ۔"

وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر وہیں رک گئے۔ پھر پورس نے کہا "ہم نے پتھر کا مجسمہ بننے کے لیے نہیں کہا ہے۔ کچھ منہ سے بولو۔"

وہ خاموش تھے۔ انہیں سمجھایا گیا تھا کہ منہ سے آواز نہ نکالی جائے ورنہ وہ ان کے دماغوں میں گھس جائیں گے۔ اسی خوف سے وہ کچھ بولنا نہیں چاہتے تھے۔ پورس نے ایک ہوائی فائر کیا تو وہ فوراً ہی خوف زدہ ہو کر بولنے لگے "ہم.... ہم نہیں بولیں گے۔ نہیں تو تم ہمارے دماغوں میں گھس آؤ گے۔"

پورس نے کہا "چلو ہم تمہارے دماغوں میں نہیں آئیں گے۔ یہ لو اور عیش کرو۔"

پورس نے وہ رائفل ان کی طرف اچھال دی۔ ان میں سے ایک نے رائفل کو کیچ کرتے ہی اسے نشانے پر لے کر کہا "خبردار حرکت نہ کرنا۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔ جانتے ہو کیسے ماروں گا؟"

اس نے گھوم کر اپنے ساتھی کو گولی مار دی۔ پارس خاموش کھڑا اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اس نے کہا "تمہاری جیب میں موبائل فون ہے۔ اسے نکالو اور اپنے اس فوجی افسر سے رابطہ کرو جس نے تمہیں ہمارے پیچھے لگایا ہے۔"

وہ اس کے حکم سے انکار نہیں کر سکتا تھا کیونکہ پورس اس کے دماغ پر چھایا ہوا تھا۔ اس نے موبائل کے ذریعے فوجی افسر سے رابطہ کیا۔ پھر کہا "سر میں ژاؤ وان بول رہا ہوں۔ آپ کی پلاننگ کامیاب ہوئی ہے۔ ہم نے چھپ کر ان دونوں کو اس طرح گولی ماری ہے کہ انہیں نظر بھی نہیں آئے اور نہ ہی وہ ہماری آواز سن سکے۔ اب وہ کبھی کسی کی آواز نہیں سن پائیں گے۔"

دوسری طرف سے فوجی افسر نے خوش ہو کر کہا "شاباش! تم لوگوں نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ تمہارے دوسرے ساتھی کہاں ہیں؟"

وہ پورس کی مرضی کے مطابق بولا "دوسرے ساتھی تو جہنم میں پہنچ چکے ہیں اور میں بھی پہنچنے والا ہوں۔ اس سے پہلے تمہیں یہ خوش خبری سنانے کے لیے فون کیا ہے کہ تم بھی ہمارے پیچھے جہنم میں آنے والے ہو۔"

یہ کہہ کر اس نے موبائل فون کو ایک طرف پھینک دیا۔ رائفل لے کر کلام ژیونگ کے پاس آیا پھر بولا "میں نے، میرے ساتھیوں نے آپ کے جوان بیٹے کو ہلاک کیا ہے۔ ہم قاتل ہیں۔ میرے تین ساتھیوں کو سزائے موت مل چکی ہے۔ آپ مجھے سزائے موت دیں۔"

اس نے رائفل آگے بڑھائی کلام ژیونگ نے رائفل چھین کر کہا "کیا میں تمہیں مار ڈالوں گا تو میرا بیٹا مجھے زندہ واپس مل جائے گا؟ یہ ہتھیار تم لوگ کیوں استعمال کرتے ہو؟ کیوں انسان کو کیڑے مکوڑے سمجھتے ہو؟ کیا تم جیسے قاتلوں کے مرجانے سے دوسرے قاتل باز آجائیں گے؟ کیا اس دنیا سے ہتھیار ختم ہو جائیں گے یا قاتل ختم ہو جائیں گے؟"

وہ بوڑھا جذبات میں اور غم و غصے میں آ کر رائفل پھینکنا چاہتا تھا لیکن پارس نے اس کے ہاتھوں میں اسے مضبوطی سے پکڑے رہنے دیا پھر خیال خوانی کے ذریعے ایک فائر کرایا تو سامنے کھڑا قاتل لڑکھڑاتا ہوا پیچھے جا کر زمین پر گر پڑا۔ کلام حیرت سے مرنے والے کو دیکھنے لگا۔ وہ اسے مارنا نہیں چاہتا تھا لیکن مار چکا تھا۔ پارس نے آگے بڑھ کر کہا "آپ کے جذبات قابلِ ستائش ہیں۔ انسان اگر انسان کو نہ مارے تو وہ کسی بھی خوف اور دہشت کے بغیر پرامن زندگی گزار سکتے ہیں۔ لیکن کیا کیا جائے۔ آپ کتنے افراد کو سمجھائیں گے کہ وہ ہتھیار نہ اٹھائیں؟ گولی نہ چلائیں؟"

بوڑھے کلام نے رائفل کو ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا "لیکن میں تو گولی نہیں چلانا چاہتا تھا۔ میں نے بھی خون بہا دیا۔ مجھ میں اور دوسرے قاتلوں میں کیا فرق رہا....."

جب تک پارس انہیں سمجھاتا رہا اس وقت تک پورس اس فوجی افسر کے خیالات پڑھتا رہا، جس نے چار قاتلوں کو ان کے پیچھے لگایا تھا۔ پھر وہ آہستہ سے چلتے ہوئے ان کے قریب آیا پھر کلام ژیونگ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا "آپ کا جوان بیٹا آپ کی آنکھوں کے سامنے مارا گیا۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنا چاہئیں اور آپ کو اتنا بڑا صدمہ فوراً ہی برداشت کر لینا چاہیے پھر بھی حوصلے سے کام لیں۔"

پارس اور پورس نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ دشمن اب قدم قدم پر مصائب پیدا کرتے رہیں گے۔ انہیں جانی نقصان پہنچانے کی حتی الامکان کوششیں کرتے رہیں گے۔ پارس نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "مما! یہاں کلام ژیونگ کا جوان بیٹا سلام مارا گیا ہے۔ دشمنوں کی سازش ایسی تھی کہ ہم بروقت اسے بچا نہ سکے لیکن اب اس فیملی کے باقی ممبران کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ ہم ان کی سلامتی کی فکر کر رہے ہیں۔ سلام کی تجہیز و تکفین تک آپ ان اعلیٰ افسران کے دماغوں میں جاتی رہیں اور اس حد تک انہیں کنٹرول میں رکھیں کہ یہ نقصان نہ پہنچا سکیں۔ سلام کی تدفین کے بعد ہم ان سے نمٹ لیں گے۔"

سونیا نے کہا "اس فیملی کو موجودہ رہائش گاہ میں لے جاؤ۔ انہیں کیمپ نہ جانے دو۔ جب تک تدفین نہیں ہوگی، میں دشمنوں کو وہاں تک پہنچنے نہیں دوں گی۔"

سونیا پورس کے دماغ میں آئی۔ اس نے اپنی ماں کو دشمن فوجی افسر کے دماغ میں پہنچا دیا۔ وہ اس افسر سے بولی "میں تمہارے اندر پہنچ گئی ہوں۔ میری آواز سے پہچان سکتے ہو، میں کون ہوں۔"

وہ خوف زدہ ہو کر بولا "نیلماں؟ یہ تم ہو؟"

"اور کیا سمجھتے ہو تمہاری ماں آئی ہوگی؟ تم نے ابھی ایک بے گناہ جوان کو ہلاک کرایا ہے۔ اس کے بوڑھے باپ سے بڑھاپے کا سہارا چھین لیا ہے۔ تمہارا کیا انجام ہوگا، یہ تم نے سوچا ہے؟"

وہ خوف کے مارے تھر تھر کانپتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر بولا "مجھے۔ مجھے معاف کر دو۔ میں مجبور تھا۔ میں ایک جونیئر افسر ہوں، اعلیٰ افسران جو مجھ سے کہتے ہیں، میں اس پر عمل کرنے کے لیے مجبور ہو جاتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ تم نے مجبور ہو کر ایسا کیا اس لیے میں تمہیں کچھ دیر تک زندہ رکھوں گی۔ یعنی آج نہیں کل مرو گے، کل نہیں برسوں مرو گے۔ ہو سکتا ہے یوں جینے کی مہلت پا کر تم اپنی طبعی عمر تک زندہ رہنے کا کوئی راستہ ڈھونڈ لو۔"

"آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ کیا آپ ابھی جان سے نہیں ماریں گی؟"

"جس طرح تم نے اپنے اعلیٰ افسران کے حکم کی تعمیل کی، اسی طرح میرے احکامات کی تعمیل کرتے رہو گے تو زندہ رہو گے۔"

"آپ کیا چاہتی ہیں؟"

"کسی بھی افسر کو اور فوجی جوان کو اس مکان کی طرف نہ جانے دو، جہاں وہ فیملی اپنے جوان بیٹے کی لاش لے کر گئی ہے۔ اس کی تدفین ہونے تک اگر وہاں کسی نے مداخلت کی تو میں پورے بنکاک کو بارودی دھماکوں سے اڑا دوں گی۔ میں اعلیٰ افسران کے دماغوں میں جا رہی ہوں۔ تم بھی اپنے طور پر انہیں میرے چیلنج سے آگاہ کر دو۔"

اس افسر نے فون کے ذریعے اپنے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا اور کہا "ابھی میں نے آپ سے کہا تھا کہ ہمارے چاروں فوجی جوان مارے گئے ہیں۔ اگرچہ اس فیملی کا ایک جوان مارا گیا ہے لیکن اس کی موت ہمارے لیے بڑے مصائب پیدا کرنے والی ہے۔ ابھی نیلماں میرے دماغ میں آئی تھی اس نے دھمکی دی ہے کہ اس کی تدفین ہونے تک اگر کوئی اس فیملی کے موجودہ مکان میں جائے گا تو وہ پورے بنکاک کو بارودی دھماکوں سے اڑا دے گی۔"

اعلیٰ افسر نے حقارت سے کہا "بلڈی وچ لیڈی! وہ خود کو سمجھتی کیا ہے؟ کیا اس ایک اکیلی عورت کے کہہ دینے سے ہم اپنی فوجی ڈیوٹی چھوڑ دیں گے۔ اپنے مقاصد سے باز آجائیں گے؟"

"سر آپ ایسی باتیں نہ کریں۔ نیلماں آپ کے دماغ میں ہوگی۔"

"نیلماں کی ایسی کی....."

وہ بولتے بولتے رک گیا پھر بولا "تم نے ابھی کیا کہا، کیا وہ میرے دماغ میں ہے؟"

"یس سر اس نے کہا تھا کہ وہ ابھی میرے اعلیٰ افسر کے دماغ میں جائے گی۔ وہ یقیناً آپ کے دماغ میں پہنچی ہوئی ہوگی۔"

وہ جلدی سے نرم پڑتے ہوئے بولا "یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ میڈم نیلماں میرے پاس آئیں گی۔ میں انہیں اپنے دل کی بات کہوں گا۔ دراصل میں ایک اعلیٰ فوجی افسر کی حیثیت سے ذرا رعب اور دبدبہ دکھا رہا تھا۔ ورنہ میں تو وہی کروں گا جو میڈم چاہیں گی۔"

سونیا نے کہا "ایسے ہی وقت کہا جاتا ہے۔ لاتوں کے بھوت صرف لاتوں اور جوتوں سے ہی مانتے ہیں۔ اب اپنے دوسرے ساتھی افسران سے کہو کہ میں نے ابھی سیز فائر کیا ہے۔ جب تک سلام کی تدفین نہیں ہوگی۔ اس وقت تک جنگ بند رہے گی اگر کسی نے اس فیملی کے کسی فرد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو تم سب کا ایک ہی دن میں بہت برا حشر ہوگا۔ کوئی بھی دشمنی کرنے والا اس ملک میں زندہ نہیں رہے گا۔ یقین نہ ہو تو ایک ذرا شرارت کر کے دیکھ لو۔"

اسی وقت اس افسر کے دماغ سے خیال خوانی کی دوسری سوچ ابھری۔ کوئی کہہ رہا تھا "میڈم نیلماں مجھے آپ کو دیوی جی کہنا چاہیے۔ میں آپ کی بڑی عزت کرتا ہوں ور آپ کا سیوک بن کر رہنا چاہتا ہوں۔"

"بڑی خاکساری سے ناک رگڑتے ہوئے سیوک بننے والے اپنے پیچھے بڑے خطرناک مقاصد رکھتے ہیں۔ تم نے اپنا نام نہیں بتایا، اپنا تعارف پیش نہیں کیا۔ اچھا کیا میں تمہارے جیسے خطرناک ارادے رکھنے والوں کو خوب پہچانتی ہوں۔"

"پلیز آپ مجھے آزمائے بغیر ایسی باتیں نہ کریں۔ میرا نام بیزون ہے۔ اگرچہ میں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا کہلاتا ہوں لیکن امریکا کی طرف کبھی رخ نہیں کرتا۔ تیج پال کی رہنمائی میں زندگی گزار رہا ہوں۔"

"یعنی تمہاری لگام تیج پال کے ہاتھ میں ہے؟"

"ایسی بات نہیں ہے، وہ مجھے اپنا غلام بنا کر نہیں رکھتا ہے۔ ہم آپس میں بہت اچھے دوست ہیں۔"

"اگر دوست ہیں تو مجھے اس کے دماغ میں پہنچاؤ۔ میں اس سے باتیں کروں گی۔"

"شاید آپ تیج پال کو بھول گئی ہیں۔ وہ کبھی آپ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھا۔"

"مجھے بھولنے کی عادت نہیں ہے لیکن اتنا عرصہ گزر چکا ہے کہ مفاد پرست لوگ اتنے عرصے میں ماں باپ بدل لیتے ہیں۔ شاید اس نے بھی اپنی عقل اپنی وفاداری امریکا کے حوالے کر دی ہو۔ لہٰذا میں اس کے بدلے ہوئے مزاج کو سمجھنا چاہتی ہوں۔"

"میں آپ کی خواہش کے مطابق ابھی جاتا ہوں۔ ہو سکتا ہے تیج پال آپ کو اپنے دماغ میں آنے کی اجازت دے۔ اس کے خیالات پڑھنے کے بعد آپ کا یہ شبہ دور ہو جائے گا کہ ہم سب امریکا کے غلام بن گئے ہیں۔"

"جانے سے پہلے کچھ یاد دلانا چاہتی ہوں۔ تمہیں یاد ہوگا کہ نارنگ نے اتنی زبردست آتما شکتی حاصل کی تھی کہ وہ یوگا جاننے

والوں کے دماغوں میں بھی پہنچ جاتا تھا اور ان لوگوں کو خبر تک نہیں ہوتی تھی۔ میں نے بھی ایسی ہی زبردست آتما شکتی حاصل کی ہے۔ تم جاؤ مگر اپنے دماغ میں میری موجودگی کو نہ بھولنا۔"

بیزون ایک دم سے گڑبڑا گیا۔ وہ سوچنے لگا' کیا کرے؟ کیا دماغی طور پر حاضر ہو کر تیج پال کے پاس جائے اور گفتگو کرے؟ اس طرح تو نیلاں معلوم کر لے گی کہ وہ سب کس ملک میں ہیں؟ اور اس کے علاوہ تیج پال کے ساتھ اس کے اور تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی بھی ہیں؟"

سونیا نے فوراً ہی علی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا "کیا آج تک پتا نہیں چلا کہ تیج پال اور وہ چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے کس ملک میں ہیں؟"

"نہیں مما! وہ بہت محتاط ہیں۔ امریکی اکابرین سے خود ہی فون پر رابطہ کرتے ہیں لیکن اپنے فون نمبر اس لیے نہیں بتاتے کہ فون کوڈز کے ذریعے اس ملک کا اور اس شہر کا پتا چل جائے گا' جہاں وہ ابھی رہتے ہیں۔"

"میں نے جھوٹا دعویٰ کیا ہے کہ نیلاں کی حیثیت سے یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی پہنچ جاتی ہوں۔ وہ ابھی خوف زدہ ہو گیا ہے کہ میں شاید اس کے دماغ میں ہوں۔ اب مجھے اسے سچ ثابت کرنا ہے۔"

"یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ہے مما! آپ اس کے لب و لہجے کو سن چکی ہیں۔ میں بھی اس کی آواز اور لب و لہجے کو پہچانتا ہوں۔ ہم دونوں بیک وقت اس کے دماغ میں پہنچتے ہی زلزلے کا جھٹکا پہنچائیں تو وہ سانس روکنے سے پہلے ہی دماغی اذیت میں مبتلا ہو جائے گا۔"

"چلو یہ تدبیر آزماتے ہیں۔ میں ایک سے تین تک گنتے ہی اس کے دماغ میں پہنچوں گی تم بھی اسی طرح وہاں پہنچ کر زلزلے کا جھٹکا پہنچاؤ۔"

دونوں ماں بیٹے نے یہی کیا۔ تین تک گنتے ہی وہ دونوں بیک وقت بیزون کے دماغ میں پہنچے پھر اس سے پہلے کہ وہ سانس روکتا۔ انہوں نے ایک زبردست جھٹکا پہنچایا۔ وہ ایک دم سے چیخ پڑا۔ دماغی تکلیف برداشت نہ کر سکا۔ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ اس کی بیوی مونا ریٹا چیختی ہوئی آئی "کیا ہوا بیزون؟ تم کیوں چیخ رہے ہو؟ کیوں اس طرح تڑپ رہے ہو؟ پلیز مجھے کچھ بتاؤ؟"

دونوں ماں بیٹے نے پھر بیک وقت خیال خوانی کے ذریعے مونا ریٹا کے دماغ میں پہنچ کر ایک جھٹکا پہنچایا۔ وہ بھی تکلیف کی شدت سے چیخ پڑی۔ اپنے شوہر کے قریب فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔

وہ دونوں تھوڑی دیر تک تڑپتے رہے۔ سونیا اور علی خاموشی سے خیال خوانی کے ذریعے تماشا دیکھتے رہے۔ مونا ریٹا ٹیلی پیتھی نہیں جانتی تھی۔ اسے یوگا میں بھی مہارت نہیں تھی۔ اس پر تنویمی عمل کر کے اس کے دماغ کو لاک کیا گیا تھا۔ تاکہ کوئی دشمن اس کے ذریعے ان چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں کے دماغوں تک نہ پہنچ پائے۔

مونا ریٹا کا دماغ اب کھلے دروازے کی طرح تھا۔ دماغ سے تنویمی عمل ڈھل چکا تھا۔ وہ آئندہ سانس نہیں روک سکتی تھی۔ اس کی طرف سے اطمینان تھا۔ سونیا نے بیزون کے پاس جا کر کہا "کہاوت ہے کہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی؟ یہاں ماں باپ دونوں کی خیر نہیں ہے۔ ویسے تم زبردست ہو۔ تمہارا دماغ بہت ہی صحت مند ہے۔ ٹیلی پیتھی کا یہ جھٹکا تم برداشت کر لو گے۔ اس کے بعد پھر سانس روکنے لگو گے۔ لہٰذا ہم یہ چاہتے ہیں۔"

سونیا نے پھر اس کے دماغ کو ایک جھٹکا پہنچایا۔ وہ ہاتھ پیر مارتے ہوئے تڑپنے لگا۔ اس کے بنگلے کے قریب ہی دوسرے بنگلے میں تیج پال اور تین ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود تھے۔ تیج پال چونک کر کہا "یہ بیزون کیوں چیخ رہا ہے؟ میں نے مونا ریٹا کی چیخ بھی سنی ہیں۔"

بیزون کے تینوں ساتھیوں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر اس کے دماغ میں پہنچتے ہی چونک گئے۔ ایک دم سے خاموش رہے۔ سمجھ میں آ گیا تھا کہ کوئی اس کے دماغ میں پہنچا ہوا ہے اور اسے دماغی اذیتیں پہنچا رہا ہے۔ پھر بیزون کے چور خیالات بھی [illegible] لگے۔

وہ تینوں دماغی طور پر تیج پال کے سامنے حاضر ہوئے پھر گھبرا کر بولے "غضب ہو گیا۔ ہمارا ساتھی بیزون اور اس کی بیوی مونا دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے قبضے میں آ گئے ہیں۔ ابھی ہم یہ معلوم نہیں کیا ہے کہ کون ایسا کر رہا ہے۔"

بڑی رابرٹ نے کہا "میں اس کے دماغ میں رہ کر خاموشی سے حالات معلوم کرتا رہوں گا۔ جب تک یہاں سے فوراً نکلنے کی کوشش کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے بیزون کو آلہ کار بنا کر ہمیں نقصان پہنچانے یہاں چلا آئے۔"

بڑی رابرٹ خیال خوانی کے ذریعے پھر اپنے ساتھی بیزون کے دماغ میں چلا گیا۔ اکثر ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے پاس ایک سفری بیگ ہمیشہ تیار رکھتے ہیں۔ اس سفری بیگ میں ضروریات کا سامان موجود ہوتا ہے۔ ان سب نے اپنا اپنا بیگ اٹھایا۔ تیج پال نے بڑی رابرٹ کا بھی بیگ اٹھا لیا۔ اتنے میں بڑی رابرٹ دماغی طور پر حاضر ہو گیا پھر وہ چاروں اس بنگلے سے نکل کر تیزی سے دوڑتے ہوئے مین روڈ کی طرف جانے لگے۔ وہاں پہنچتے ہی ایک ٹیکسی مل گئی۔ وہ ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ تیج پال نے کہا "فلائنگ کلب چلو۔"

پھر اس نے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے مائک مورو سے کہا "تم فوراً امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کے پاس جاؤ۔ اسے بیزون کے موجودہ حالات بتا کر یہ کہہ دو کہ آئندہ بیزون جب بھی دماغ میں آئے تو اس کی کسی بات پر بھروسا نہ کیا جائے۔ وہ کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کا تابع بن چکا ہے۔"

بڑی رابرٹ نے کہا "وہ نیلاں کا تابع بننے والا ہے۔ میں نے اس کے چور خیالات سے معلوم کیا ہے' نیلاں اس پر ظلم ڈھا رہی ہے۔"

مائک مورو نے کہا "میں جا رہا ہوں۔ امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کو یہ تمام باتیں بتاؤں گا۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا چلا گیا۔ تیج پال نے کہا "بڑی رابرٹ! تم بیزون کے دماغ میں مسلسل رہو اور خاموش رہو۔ کسی ضرورت سے واپس آؤ گے تو جوزف وسکی اس کے دماغ میں چلا جائے گا۔"

بڑی رابرٹ پھر بیزون کے دماغ میں آ گیا تاکہ نیلاں اس کے دماغ پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا تابع نہ بنا سکے لیکن سونیا نادان نہیں تھی۔ اس نے بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے دو سراغ رسانوں سے کہا "تم دونوں اس کے دماغ میں باری باری رہو۔ جب بھی یہ دماغی توانائی حاصل کرنے لگے تو اس کے دماغ کو زلزلے کا جھٹکا پہنچاؤ۔ جب ہمیں اطمینان سے تنویمی عمل کرنے کا موقع ملے گا تو ہم اسے تابع بنانے کے بعد اسے خیال خوانی کرنے کا موقع دیں گے۔"

اگرچہ یہ میری اور میری فیملی کے اصولوں کے خلاف تھا کہ کسی بھی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنا معمول اور تابع بنا کر رکھا جائے لیکن کچھ دنوں تک حالات کا تقاضا پورا کرنے اور دشمنوں کو سبق سکھانے کے لیے ایسا کرنا ضروری تھا۔

تیج پال اپنے تینوں ساتھیوں کے ساتھ فرار ہو رہا تھا۔ وہ فلائنگ کلب پہنچنے کے بعد وہاں سے ایک ہیلی کاپٹر کرائے پر حاصل کر کے مغربی ساحل کی طرف جانے لگا۔ بڑی رابرٹ اس دوران اپنے ساتھی بیزون کے دماغ میں جاتا آتا رہا تاکہ اس کے ساتھی بیزون پر تنویمی عمل کیا جائے تو وہ اس کا توڑ کر سکے۔

دوسری طرف تنویمی عمل نہیں کیا جا رہا تھا۔ بیزون ایک بیمار کی طرح بستر پر پڑا ہوا تھا۔ مونا ریٹا آ کر کہہ رہی تھی "بیزون ہم بالکل تنہا رہ گئے ہیں۔ تیج پال اور تمہارے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی یہاں سے فرار ہو گئے ہیں۔"

وہ بڑی نقاہت سے بولا "میرے ساتھی احتیاطی تدابیر پر عمل کر رہے ہیں۔ تیج پال خوب سوچ سمجھ کر یہ قدم اٹھا رہا ہے۔ اگر وہ لوگ ہمارے ساتھ یہاں ہوتا تو وہ سب بھی میری طرح بستر پر پڑے ہوتے۔"

"یہ اچھا ہے کہ وہ محفوظ رہیں گے تو ہمیں بھی اس مصیبت سے نکال سکیں گے لیکن انہیں خیال خوانی کے ذریعے یہاں آ کر ہماری خیریت تو معلوم کرنا چاہیے۔"

"تم جب عقل سے سوچ نہیں سکتی ہو تو زبان سے بولا بھی نہ کرو۔ وہ لامحالہ ضرور ہمارے دماغوں میں آ رہے ہیں' ہمارے حالات معلوم کر رہے ہیں۔"

"پھر تمہیں یا مجھے مخاطب کیوں نہیں کرتے ہیں؟"

"یہی تو تم سمجھ نہیں پا رہی ہو۔ نیلاں نے خطرناک حد تک آتما شکتی حاصل کی ہے۔ اب وہ یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی پہنچ جاتی ہے۔"

"یہ تم کیسے جانتے ہو؟"

"میں اس سے سمجھوتا کرنے کے لیے ایک تھائی فوجی افسر کے دماغ میں گیا تھا۔ وہ میری آواز اور لب و لہجہ سن کر میرے دماغ میں گھس آئی اور اس کا نتیجہ تم دیکھ رہی ہو۔ میرے تینوں ساتھی میرے یا تمہارے دماغ میں آ کر بولیں گے تو وہ ان کے دماغوں میں بھی گھس جائے گی۔ اب سمجھ رہی ہو؟"

وہ اثبات میں سر ہلا کر بولی "یہ نیلاں تو بہت ہی خطرناک ہے۔ کیا وہ ہمارے حال پر رحم نہیں کھائے گی؟ کیا ہم سے کوئی سمجھوتا نہیں کرے گی؟"

"اس بات کو بھول جاؤ۔ بس اپنے ہی ساتھیوں پر اور تیج پال کی ذہانت پر بھروسا کرو۔"

بڑی رابرٹ ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اس کا دوسرا ساتھی مائک مورو خیال خوانی کے ذریعے امریکی اکابرین کو بیزون کے ٹریپ ہونے کی اطلاع دے چکا تھا۔ وہ تمام اکابرین ایک دوسرے کو بیزون سے محتاط رہنے کے لیے کہہ رہے تھے۔ ان کے لیے بہت ہی تشویش کی بات تھی کہ بیزون جیسا ہمیشہ مستعد رہنے والا اور نہایت فرماں برداری سے ان کے احکامات کی تعمیل کرنے والا اب نیلاں کا فرماں بردار۔۔ بن گیا تھا۔ نیلاں کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا۔

ایک فوجی افسر نے کہا "یہ نیلاں مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہو رہی ہے۔ اس نے پہلے ہی ہمارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تھیا لیا۔ اب بیزون کو بھی لے گئی ہے۔ صرف دو دنوں میں اس نے ہمیں اتنا نقصان پہنچایا ہے۔ آئندہ پتا نہیں اور کیسے کیسے نقصان پہنچائے گی۔ اسے جلد سے جلد قابو میں نہ کیا گیا تو ہم سوچتے اور پریشان ہوتے رہ جائیں گے۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "مائک مورو نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ نیلاں یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی پہنچ جاتی ہے۔ اسی لیے وہ بیزون کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنی آواز اور لب و لہجہ سنانا نہیں چاہیے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "یعنی ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے کھل کر اس کا سامنا نہیں کر سکیں گے؟"

دوسرے حاکم نے کہا "آئندہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے آلہ کاروں کے ذریعے نیلاں کو ٹریپ کرنے کی کوشش کریں گے تو اس میں بڑی دشواریاں پیش آئیں گی۔"

"یہ تو نظر آرہا ہے۔ نیلماں مردہ سے زندہ ہوتے ہی ہمارے لیے دشواریاں پیدا کرتی جارہی ہے۔"

"ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم جب چاہیں اپنے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے رابطہ نہیں کر سکتے ہیں۔ اب ہمیں ان کی اشد ضرورت ہے لیکن جب تک وہ ہم سے رابطہ نہیں کریں گے۔ ہم ان کے انتظار میں بیٹھے رہیں گے۔"

"یہ ہماری کمزوری ہے۔ ہمیں اس طریقہ کار کو بدلنا ہوگا۔ ہمیں ایسے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ضرورت ہے' جو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہا کریں۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "تھری جے کی باتیں میرے دل کو لگ رہی ہیں۔ ان میں سے ایک کہہ رہا تھا کہ کینی بال کو بیرون یا کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کا معمول اور تابع نہیں بنانا چاہیے۔ بلکہ ہمارے پاس کینی بال اور لیزی گارڈ' دو ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں اور جسمانی طور پر موجود ہیں۔ انہیں ہم بالکل آزاد اور خود مختار بنا کر اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ جس طرح تیج پال چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی رہنمائی کرتا رہا اور آندرے پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا گائیڈ بنا ہوا ہے۔ اسی طرح وہ تھری جے بھی ہمارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے رہنما بن کر رہ سکتے ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ایسا ہونا چاہیے۔ لیزی گارڈ اور کینی بال جسمانی طور پر ہمارے پاس رہیں گے۔ آرمی ہیڈ کوارٹر میں پوری سیکیورٹی کے ساتھ رہا کریں گے تو ہم ان پر بھرپور اعتماد کرتے رہیں گے۔ ان کے دماغوں میں کوئی دوست یا دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں آسکے گا۔ ان کا رابطہ صرف تھری جے سے رہے گا۔"

ایک اور اعلیٰ افسر نے کہا "ہمارا ایک بنیادی مسئلہ حل ہوجائے گا۔ فوری ضرورت کے وقت ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والے کی کمی نہیں ہوگی۔ یہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیشہ ہمارے پاس رہا کریں گے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "بے شک جب ہم آندرے پر اعتماد کرسکتے ہیں کہ وہ پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ ہمارا وفادار ہے اور تیج پال پر بھروسا کرسکتے ہیں کہ وہ ہمارے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ ہمارا وفادار ہے تو پھر ہم تھری جے پر کیوں نہیں اعتماد کرتے؟ اب ہم ضرور اعتماد کریں گے۔"

اسی وقت فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں خیال خوانی کی ایک لہر ابھری۔ آواز آئی "سر میں لیزی گارڈ بول رہا ہوں۔"

اعلیٰ افسر نے چونک کر پوچھا "تم میرے دماغ میں کیسے آئے ہو؟ کیا تمہیں تیج پال کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا کنٹرول نہیں کر رہا ہے؟"

"سر اب میں کسی کا معمول اور محکوم نہیں ہوں۔ آپ سے عرض کرنے آیا ہوں کہ میرے بارے میں کچھ معلوم کرنے سے پہلے آپ تھری جے کے ایک جے کافو سے باتیں کریں۔ وہ بھی آپ [illegible] دماغ میں موجود ہے۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے تمام اکابرین کو مخاطب کرتے ہوئے [illegible] "اس وقت میرے دماغ میں لیزی گارڈ بول رہا ہے۔ وہ تنویمی [illegible] سے آزاد ہوگیا ہے۔ اب ہمارے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے [illegible] معمول اور تابع نہیں رہا ہے۔ آپ لوگوں کی اطلاع کے لیے [illegible] ہے کہ جے کافو ہمیں مخاطب کرنے والا ہے۔"

ایک فوجی افسر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "اس وقت [illegible] جے کافو بول رہا ہوں آپ کے اس افسر کی زبان سے مخاطب ہوں۔ میں نے آپ کے ایک معمول اور تابع بن کر رہنے والے لیزی گارڈ کو تمام تنویمی عمل سے آزاد کرا دیا ہے اور تنویمی عمل [illegible] ذریعے اس کے دماغ کو لاکڈ کردیا ہے۔ اب آندرے کے اور [illegible] پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی اس کے دماغ میں نہیں [illegible] گے۔ یہ صرف آپ لوگوں کا تابع بن کر رہا کرے گا۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "جے کافو تم نے کہا تھا کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کینی بال کو کسی کا غلام بن کر نہیں [illegible] چاہیے۔ آج تمہاری یہ بات درست نظر آرہی ہے اور یہ تم [illegible] بروقت ہم پر احسان کیا ہے۔"

جے کافو نے کہا "میں کینی بال کو بھی نجات دلاؤں گا۔ [illegible] نے تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دھوکا دیا ہے انہیں خوش فہمی میں مبتلا رکھا کہ میں جلد سے جلد کینی بال پر تنویمی [illegible] کرکے انہیں ان کے تنویمی عمل سے آزاد کرنے والا ہوں [illegible] سب کینی بال پر توجہ دیتے رہے ادھر میں نے اور میرے ساتھ [illegible] نے لیزی گارڈ پر تنویمی عمل کرکے اسے آزاد اور خود مختار [illegible] ہے۔"

ایک اور فوجی افسر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "میں [illegible] وقت لیزی گارڈ بول رہا ہوں۔ آپ لوگوں سے وعدہ کرتا ہوں [illegible] تھری جے کے تعاون سے میں جلد ہی کینی بال کو بھی دوسرے [illegible] پیتھی جاننے والوں کے تنویمی عمل سے نجات دلاؤں گا۔ اس [illegible] دماغ کو بھی لاک کرکے آپ لوگوں کا فرماں بردار بناؤں گا۔ [illegible] طرح ہم دو ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ کے قریب رہ کر [illegible] ضرورت کے وقت کام آتے رہیں گے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "ہم پر سے آدھا بوجھ اتر گیا ہے۔ [illegible] بوجھ نیلماں کا رہ گیا ہے۔ اس سے کسی طرح نمٹ کر اس بلا کو [illegible] کردو یا ہم سے دور کردو۔"

جے کافو نے کہا "ہمیں معلوم ہے' وہ یوگا جاننے والوں [illegible] دماغوں میں بھی پہنچ جاتی ہے۔ ابھی وہ ہمارے درمیان موجود [illegible] ہے۔ آج کے بعد ہم آپ لوگوں کے دماغوں میں آکر گفتگو کریں گے ورنہ وہ سنے گی تو ہمارے دماغوں میں پہنچ جائے گی۔"

لیزی گارڈ نے کہا "میں آپ کے آرمی ہیڈ کوارٹر میں [illegible] آپ کے قریب رہوں گا۔ جو حکم دینا ہو میرے سامنے دیا کریں۔ [illegible] بن کر سنتا رہوں گا اور آپ کے احکامات کی تعمیل کرتا رہوں گا۔ ہم جلد سے جلد کوشش کریں گے کہ کینی بال بھی [illegible] کے تنویمی عمل سے آزاد ہوجائے۔"

جے کافو نے کہا "اب ہم خاموشی اختیار کررہے ہیں۔ نیلماں کے جانے تک ہم گونگے بنے رہیں گے۔ تھینک یو۔ گڈ لک فار [illegible]"

○☆○

سلمیٰ اور رابعہ اپنے بھائی کے جنازے کے ساتھ قبرستان کے [illegible] تک آئیں۔ پھر باہر ہی رک گئیں۔ سلام کو اس کی آخری آرام گاہ تک پہنچانے کے لیے بیس پچیس افراد آئے تھے۔ پورس اور کلام بھی اس کی قبر تک گئے۔ پارس قبرستان کے احاطے کے باہر ان دونوں بہنوں سے دور کھڑا رہا تاکہ کوئی چھپ کر انہیں نقصان نہ پہنچا سکے۔

پارس اور پورس کی رہائش ایسے علاقے میں تھی' جہاں کروڑ پتی اور ارب پتی افراد رہا کرتے تھے۔ ایسی جگہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ جنازے میں شریک ہونے کے لیے کافی افراد نہیں تھے۔ [illegible] کمیٹی کی طرف سے جنازے میں شریک ہونے والے آئے [illegible] اس علاقے کا صرف ایک دولت مند قبرستان تک آیا تھا۔ اس کا نام صمد رمزی تھا۔

صمد رمزی کے آباؤ اجداد تھائی لینڈ میں رہا کرتے تھے۔ لیکن وہ نوعمری کے زمانے ہی تھائی لینڈ چھوڑ کر مصر چلا گیا تھا۔ قاہرہ میں جا کر بڑی جدوجہد کرتا رہا تھا۔ آخر اتنی دولت کمائی کہ بڑے بڑے دولت مندوں میں اس کا شمار ہونے لگا تھا۔ قاہرہ کے ایک پوش علاقے میں اس کا ایک وسیع و عریض شاندار بنگلا تھا۔ اس کے والدین وفات پا چکے تھے۔ وہ تھائی لینڈ کی زمین و جائیداد فروخت کرنے آیا تھا تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تھائی لینڈ چھوڑ کر قاہرہ میں رہ جائے۔

وہ بتیس برس کا جوان تھا۔ اس نے اب تک شادی نہیں کی تھی۔ ایک تو اس لیے کہ دولت کمانے کی دھن میں لگا ہوا تھا پھر یہ کہ کوئی اس کے دل میں سمانے نہیں آئی تھی۔ آج اس نے سلمیٰ کو دیکھا تو دل نے کہا "شاید یہی لڑکی ہے جس کا میں انتظار کرتا رہا ہوں۔"

جب اسے معلوم ہوا کہ وہ لاؤس سے آنے والے مہاجر ہیں [illegible] اس نے سلام کی تجہیز و تکفین کے سلسلے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ [illegible] کمیٹی والوں سے رابطہ کرکے وہاں سے میت گاڑی اور جنازے میں شریک ہونے کے لیے افراد بھی بلائے۔ پارس نے اس کے خیالات پڑھ کر سلمیٰ سے اس کی دلچسپی معلوم کرلی تھی پھر اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ اس کی محبت میں کوئی کھوٹ نہیں ہے [illegible] سچے دل سے اسے شریکِ حیات بنانا چاہتا ہے۔

قبرستان کے اندر سلام کی تدفین ہو رہی تھی۔ اس وقت صمد رمزی احاطے کے گیٹ پر آیا پھر سلمیٰ کو دیکھ کر بولا "آپ دونوں یہاں کیوں رک گئی ہیں اندر آنا چاہیے۔"

سلمیٰ نے کہا "نہیں دل بھاری ہوگیا ہے۔ اچانک بھائی کی موت نے ہمیں توڑ کر رکھ دیا ہے۔ حوصلہ نہیں ہو رہا ہے کہ قبرستان کے اندر جائیں۔"

صمد رمزی نے کہا "میں آپ لوگوں کے دکھ کو سمجھ سکتا ہوں۔ میرے لائق کوئی بھی خدمت ہو تو بتائیں۔ میں آپ کے ساتھ والے بنگلے میں ہی رہتا ہوں۔"

سلمیٰ کو ایک تو بھائی کا صدمہ تھا۔ دوسرے یہ کہ وہ کسی اجنبی سے گفتگو کرنے کے سلسلے میں محتاط رہنا چاہتی تھی۔ لیکن پارس اس کے دماغ پر حاوی ہوگیا تھا۔ اسے مائل کر رہا تھا کہ اس اجنبی کے ساتھ ذرا اپنائیت سے گفتگو کرنا چاہیے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وہ اداس مسکراہٹ کے ساتھ بولی "آپ بہت اچھے ہیں۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ برادر کی تدفین کے سلسلے میں آپ پیش پیش رہے ہیں۔ بالکل اپنوں کی طرح آپ نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔"

"میں تو ہمیشہ آپ لوگوں کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔ آپ لوگوں کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں اور اپنے بارے میں بھی بہت کچھ بتانا چاہتا ہوں لیکن یہ موقع نہیں ہے پھر بھی چاہتا ہوں کہ مجھے بالکل ہی اجنبی اور پرایا نہ سمجھا جائے۔"

سلمیٰ کی چھوٹی بہن رابعہ نے کہا "آپ پرائے تو ہیں لیکن اپنوں سے بڑھ کر ہیں۔ آپ نے ساری رات ہمارے ساتھ گزار دی۔ ہمارے گھر میں ماتم ہے' ہم نے نہیں کھایا لیکن آپ نے بھی نہیں کھایا۔ ہم نے سونے کے لیے پلک تک نہیں جھپکائی' آپ بھی اب تک جاگ رہے ہیں اور اب تو دن کے گیارہ بجنے والے ہیں۔"

سلمیٰ نے کہا "اپنے ہونے کا ثبوت اپنے عمل سے دیا جاتا ہے اور آپ یہ ثبوت دے رہے ہیں۔"

"شکریہ آپ دونوں بہنیں بہت ذہین ہیں۔ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے بندے نیکی کرتے ہیں۔ میں نے کل سے اب تک جو کچھ بھی کیا اس کے عوض مجھے آپ کا اپنا پن مل رہا ہے۔"

وہ سلمیٰ کو دیکھ کر بول رہا تھا پھر اس نے کہا "تدفین ہو چکی ہے۔ آپ کے ڈیڈی دوسروں کے ساتھ آرہے ہیں۔ میں باقی باتیں ان سے کرلوں گا۔"

یہ کہہ کر وہ کلام اور پورس وغیرہ کی طرف جانے لگا۔ سلمیٰ نے کچھ الجھے ہوئے ذہن سے صمد رمزی کو جاتے ہوئے دیکھا پھر رابعہ سے بولی "یہ رمزی صاحب کچھ عجیب انداز میں بول رہے تھے۔ میری سمجھ میں کچھ آیا ہے کچھ نہیں آرہا ہے۔"

رابعہ نے کہا "کوئی اور وقت ہوتا تو میں مسکرا کر خوش ہو کر

بولتی "میری سمجھ میں تو آگیا ہے۔ وہ تمہاری پرسنالٹی سے متاثر ہوگئے ہیں۔ تمہیں پسند کررہے ہیں۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو؟ کیا یہ ایسی باتیں کرنے کا وقت ہے؟"

"اسی لیے تو زیادہ نہیں بول رہی ہوں۔ جو بولنا ہوگا وہ آنے والا وقت بولے گا۔"

صمد رمزی ان سے دور ہو کر کلام اور پورس وغیرہ کے پاس آگیا۔ کلام نے پوچھا "آپ کہاں رہ گئے تھے؟"

"آپ کی صاحب زادیاں وہاں گیٹ پر رک گئی تھیں۔ مجھے تشویش ہوئی کہ کیوں رہ گئی ہیں۔ ان سے پوچھا تو پتا چلا' دونوں صدمے سے نڈھال ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ وہ بھائی کی تدفین آنکھوں سے نہیں دیکھنا چاہتی ہیں۔"

کلام نے ایک سرد آہ بھر کر کہا "ہم تو اپنا وطن چھوڑ کر آتے وقت ہی اندیشوں میں گرفتار تھے۔ یہ سمجھ رہے تھے کہ ہمارے ساتھ بھی ایسے سانحے پیش آسکتے ہیں۔ جوان بیٹا آنکھوں کے سامنے مارا گیا اور جوان بیٹیاں صدمات سے ٹوٹ رہی ہیں۔"

صمد رمزی نے کہا "اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو حوصلہ دیتا ہے۔ آپ بھی صبر کریں۔ آپ میں حوصلہ پیدا ہوتا رہے گا۔"

کلام نے کہا "بیٹے تم کون ہو؟ کل رات سے اب تک ہمارے بہت کام آرہے ہو۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔"

"پلیز آپ احسان مند ہو کر مجھے شرمندہ نہ کریں۔"

اس وقت پارس اپنے بھائی پورس کے دماغ میں آکر بتا رہا تھا کہ صمد رمزی سلمیٰ میں دلچسپی لے رہا ہے۔ اسے شریک حیات بنانا چاہتا ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں اس کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ اس طرح اس فیملی کے لیے اس ملک سے باہر جانے کا ایک وسیلہ پیدا ہوجائے گا۔"

پورس نے کہا "دوسرے ملکوں کی طرح یہاں بھی لڑکیوں کی شادی کا مسئلہ ہے۔ اچھا ہے کہ سلمیٰ کا رشتہ صمد رمزی سے ہوجائے۔ ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کریں گے۔"

"تم ان سب کے دلوں میں اپنائیت اور محبت پیدا کرتے رہو۔ میں خیال خوانی کے ذریعے تھائی حکومت سے ان کے بیرونی ملک جانے کا اجازت نامہ حاصل کروں گا اور دوسرے متعلقہ شعبوں میں بھی خیال خوانی کے ذریعے چند گھنٹوں میں ان کے پاسپورٹ اور ویزے وغیرہ تیار کرالوں گا۔"

چند گھنٹوں سے پہلے ہی امریکی اکابرین کو فیکس کے ذریعے اطلاع ملی' تیج پال کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے مائک مورو نے لکھا تھا "تھائی حکومت نے کلام ڑیونگ اور اس کی دو جوان بیٹیوں سلمیٰ اور رابعہ کو ملک سے باہر جانے کی اجازت دے دی ہے اور امیگریشن (IMMIGRATION) کے شعبوں میں ان کے لیے پاسپورٹ اور ویزے تیار ہورہے ہیں جو عہدے دار پاسپورٹ اور ویزے تیار کررہے ہیں۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے ٹریپ کیے گئے ہیں اور وہ سب غائب دماغ ہو کر ایسا کررہے ہیں۔"

"لیکن ہم اس مسلمان فیملی کو تھائی لینڈ سے باہر نہیں جانے دیں گے کیونکہ نیلماں نے ہمارے بہت اہم ساتھی بیزون کو ... ہے۔ اگر وہ چاہتی ہے کہ مسلمان فیملی تھائی لینڈ سے باہر چلی جائے تو پہلے بیزون کو ہمارے حوالے کرنا ہوگا۔"

"ہم آئندہ اسی طرح فیکس کے ذریعے یا کسی آلہ کار کے ذریعے ٹیلی فون پر آپ سے رابطہ کریں گے۔ آپ کو ہمارے ... کے جواب میں جو کہنا ہوگا' وہ آپ دماغ میں سوچتے رہیں گے۔ ہم آپ کے خیالات پڑھتے رہیں گے۔"

وہ فیکس پڑھنے کے بعد فوج کے اعلیٰ افسر نے اپنے ... کہا "یہ مناسب نہیں ہے۔ اگر وہ مسلمان فیملی وہاں سے جانا چاہتی ہے تو انہیں جانے دیا جائے۔ اس کے بعد تھائی لینڈ کے تمام ... کیمپ میں جو مسلمان کنبے ہیں' انہیں بھی بخیریت جہاں جانا ہو جانے دیا جائے۔ اس طرح نیلماں کا یہ مقصد ختم ہوجائے گا کہ مسلمان خاندانوں کی حفاظت کرکے بابا صاحب کے ادارے ... تمام مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی حمایت حاصل کرے گی۔"

تقریباً پندرہ منٹ کے بعد فیکس کے ذریعے جواب موصول ہوا۔ اس میں لکھا ہوا تھا "نیلماں پہلے ہی کہہ چکی ہے کہ وہ دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دور مشرق بعید میں رہے گی۔ اس نے تھائی لینڈ کو اپنا مستقل اڈا بنالیا ہے۔ آپ اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ وہ وہاں سے چلی جائے گی۔

پھر یہ کہ ہمیں اپنا ساتھی بیزون اہم ہے۔ ہم ہر حال میں اس کی واپسی چاہیں گے۔ جب ہم کلام ڑیونگ اور اس کی دونوں جوان بیٹیوں کو تھائی لینڈ سے باہر جانے نہیں دیں گے تو نیلماں اور اس کے دوماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے راستے کی رکاوٹ بنیں گے لیکن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے کیونکہ ہم براہ راست ان سے مقابلہ نہیں کریں گے۔ اپنے آلہ کاروں کے ذریعے ان کے مقابلے پر آتے رہیں گے۔ آلہ کار مرتے رہیں گے لیکن ہمارا کچھ نہیں بگڑے گا۔ آخر تھک ہار کر نیلماں کو ہمارے مطالبے کے سامنے جھکنا پڑے گا۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے اس فیکس کو پڑھنے کے بعد اپنے دماغ میں کہا "میں تیج پال سے کہتا ہوں کہ وہ ایک بیزون کو واپس حاصل کرنے کے لیے ہماری پوری پلاننگ کو خاک میں نہ ملائیں۔ حکمت عملی کو سمجھیں۔ جب تھائی لینڈ میں کوئی مسلمان فیملی نہیں ہوگی نیلماں کسی بھی مسلمان کی حمایت میں کوئی کارنامہ انجام نہیں دے پائے گی۔ اسے بابا صاحب کے ادارے والوں سے کوئی حمایت حاصل نہیں ہوگی۔ تب وہ مجبور ہو کر ہم سے سمجھوتا کرے گی۔ ہم نیلماں کو ہر حال میں اپنا بنائیں گے۔ تب وہ بیزون کو بھی واپس کردے گی۔"

فوج کا اعلیٰ افسر جیسے ہی چپ ہوا ویسے ہی اس کے دماغ میں نیلماں کی آواز ابھری۔ سونیا نے نیلماں کی حیثیت سے کہا "میں تم لوگوں کی باتیں سن رہی ہوں اور تمہاری اس بات سے اتفاق کررہی ہوں کہ بوڑھے کلام اور اس کی دو جوان بیٹیوں کو تھائی لینڈ سے باہر جانے دیا جائے گا اور ان کے بعد دوسرے مسلمان خاندانوں کو پورا تحفظ دیا جائے گا تو میں تم لوگوں کے خلاف کوئی محاذ نہیں بناؤں گی۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر مائک مورو تم ابھی دماغ میں میرے خیالات پڑھ رہے تھے۔ اب نیلماں کی باتیں سن رہے ہوگے۔ میں جیسا چاہتا ہوں ویسا ہی نیلماں بھی چاہتی ہے۔ یہ بات تیج پال کو بتا دو۔"

نیلماں نے کہا "ذرا ٹھہرو میں جو کہہ رہی ہوں وہ ضرور کروں گی۔ امریکا سے سمجھوتا کروں گی لیکن میری ایک شرط ہے۔"

"وہ شرط کیا ہے؟"

"میں بیزون کو یرغمال بنا کر رکھوں گی تاکہ مجھ سے بعد میں دھوکا نہ کیا جائے اور اگر بیزون کو واپس کروں گی تو پال پوٹ کو ضرور ہلاک کروں گی۔ اب تم امریکی اکابرین اور تیج پال وغیرہ سر جوڑ کر سوچو کہ تم بیزون کی واپسی چاہتے ہو یا پال پوٹ کی زندگی؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "میڈم نیلماں آپ کی یہ شرط بہت مسائل پیدا کردے گی۔ ہمیں فیصلہ کرنا دشوار ہوگا۔ ہم کس کی واپسی چاہیں اور کس کی موت؟"

"یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوگا ناممکن نہیں۔ سوچو' غور کرو' تیج پال سے بھی مشورے کرو پھر اپنا فیصلہ سناؤ لیکن فیصلہ ہونے تک کلام اور اس کی دو بیٹیوں کو تھائی لینڈ سے جاتے وقت نہ روکا جائے۔ اگر ان کے راستے میں رکاوٹ پیدا کی گئی تو آپ سب کو بہت بڑے نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "میں اس بات کی ضمانت لیتا ہوں کہ کلام اور اس کی دو جوان بیٹیوں کو باہر جانے سے نہیں روکا جائے گا۔ اس کے بعد دوسرے مسلمان خاندان تھائی لینڈ میں ہی رہیں گے۔ ہمارے کسی فیصلے پر پہنچنے تک ان خاندانوں کی حفاظت ہماری ذمّے داری ہوگی۔"

پھر پندرہ منٹ کے بعد ایک فیکس موصول ہوا۔ اس میں لکھا تھا "ہم تمام امریکی اکابرین سے گزارش کرتے ہیں کہ میڈم نیلماں کو فوراً ہی بیزون کی واپسی کا فیصلہ سنایا جائے۔ پال پوٹ ہمارے سامنے کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہے۔ اگر امریکی اکابرین نے پال پوٹ کو بچانے کی کوشش کی تو ہم اس کم بخت کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

امریکی اکابرین آزمائش میں پڑگئے۔ وہ تیج پال اور اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں کو ناراض نہیں کرسکتے تھے اور دوسری طرف پال پوٹ کی ہلاکت انہیں منظور نہیں تھی کیونکہ اس کے گوریلا فوجیوں کی پشت پناہی کے دوران میں وہ اپنی امریکی فوج کے گوریلے بھی وہاں پہنچانے والے تھے تاکہ جمہوریہ چین پر یہ دہشت طاری کرسکیں کہ امریکا اس کے جنوبی ممالک لاؤس اور کمبوڈیا وغیرہ میں اپنے قدم جمارہا ہے۔

دیکھا جائے تو پال پوٹ کی حمایت کرکے امریکا چین جیسی بہت بڑی طاقت کے خلاف مشرق بعید تک پہنچ کر اپنا محاذ قائم کرسکتا تھا اور یہ اس کے لیے بہت بڑی کامیابی ہوتی۔ اتنی بڑی کامیابی کے پیش نظر تیج پال اور اس کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے بہت چھوٹے نظر آرہے تھے لیکن حقیقتاً وہ چھوٹے نہیں تھے کیونکہ صرف ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا لاکھوں کی تعداد میں مسلح فوجیوں پر بھاری پڑسکتا ہے۔ اس طرح تیج پال کے پاس تین ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے اور وہ تینوں تین بڑی فوجی طاقتوں کے برابر تھے اور اپنی خیال خوانی کے ذریعے دنیا کے خطرناک ترین ہتھیاروں کو ناکارہ بنا سکتے تھے۔

سونیا اس اعلیٰ افسر کے دماغ میں نیلماں کی حیثیت سے موجود تھی۔ تیج پال کا ٹیلی پیتھی جاننے والا مائک مورو بھی اس کے خیالات پڑھ رہا تھا پھر اس نے فیکس کے ذریعے کہا "آپ کو اسی پہلو سے سوچنا چاہیے کہ ہم تین ٹیلی پیتھی جاننے والے تین بڑی فوجی قوتوں کے برابر ہیں اور دنیا کے تمام خطرناک ہتھیاروں کو ناکارہ بنا سکتے ہیں۔ جب آپ کو اس بات کا پوری طرح یقین ہوجائے تو پال پوٹ کو نیلماں کے حوالے کردیں ہم جلد سے جلد بیزون کی

واپسی چاہتے ہیں۔"

سونیا نے نیلماں کی حیثیت سے کہا "وہ تیج پال کا ٹیلی پیتھی جاننے والا درست کہہ رہا ہے۔ پال پوٹ کو میرے حوالے کردو۔ وہ مرجائے گا تو یہ نہ سوچنا کہ تم ان علاقوں میں قدم نہیں جما سکو گے۔ جب مجھ سے دوستی ہوگی تو بہت کچھ کرسکو گے۔"

"تمہاری بات دماغ کو لگتی ہے پھر بھی تم سے اور تیج پال سے کہتا ہوں کہ ہمیں سوچنے اور آخری فیصلہ کرنے کا ذرا وقت دیں۔ ہم بارہ گھنٹے بعد اپنا فیصلہ سنا دیں گے۔"

نیلماں یہ کہہ کر چلی آئی کہ اسے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بارہ گھنٹے تو کیا بارہ مہینے بعد بھی فیصلہ سنایا جائے گا تو نیلماں کا مطالبہ وہی ہوگا کہ پال پوٹ کو اس کے حوالے کیا جائے ورنہ بیزون کو یرغمال بنا کر رکھا جائے گا۔ جب تک یہ فیصلے نہیں ہوں گے تب تک تھائی لینڈ کے تمام مسلمان خاندانوں کو مکمل تحفظ دیا جائے گا اور کلام کو اس کی دو جوان بیٹیوں کے ساتھ تھائی لینڈ چھوڑ کر باہر جانے سے نہیں روکا جائے گا۔

○☆○

امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کے خیالات پڑھ کر الپا کو معلوم ہوا کہ نیلماں کچھ عرصے تک روپوش رہ کر آتما شکتی مکمل طور پر حاصل کرنے کے بعد منظر عام پر آئی ہے۔ اس بار اس کی آتما شکتی خطرناک حد تک نقصان دہ ہوسکتی ہے کیونکہ وہ اب یوگا جاننے والوں کے دماغ میں بھی گھس آتی ہے۔

الپا اس کے متعلق حقائق معلوم کرنا چاہتی تھی۔ خیال خوانی کے ذریعے اس سے رابطہ کرسکتی تھی لیکن وہ خود براہ راست اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس بات کا اندیشہ نہیں تھا کہ وہ مقفل دماغوں میں بھی چلی آتی ہے۔ الپا کے دماغ پر تو ایسا جادوئی عمل کیا گیا تھا کہ وہ زبردست آتما شکتی حاصل کرنے کے باوجود اس کے دماغ میں نہیں آسکتی تھی۔ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ اس کے باوجود اس نے نیلماں سے براہ راست رابطہ نہیں کیا۔ اسے اندیشہ تھا کہ پتا نہیں اور کیسی کیسی صلاحیتیں اس نے حاصل کی ہوں گی۔ کسی دوسری صلاحیت کے ذریعے اسے نقصان پہنچا سکتی ہے لہٰذا اس نے بھیما سے کہا تھا کہ وہ اس سے رابطہ کرے۔

بھیما خیال خوانی کی پرواز کرکے سونیا کے دماغ میں پہنچا تو سونیا نے نیلماں کی حیثیت سے پوچھا "کون ہے؟ اپنا جغرافیہ بتاؤ؟"

"میرا نام بھیما داس ہے۔ میں تمہارے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنے آیا ہوں۔ میں ابھی تمہارا دوست ہوں' نہ دشمن۔ تم مجھ سے گفتگو کرنے کے بعد خود فیصلہ کرسکتی ہو کہ ہم آپس میں دوست بن سکتے ہیں یا نہیں؟"

سونیا نے پوچھا "بھیما داس؟ میں یہ نام پہلی بار سن رہی ہوں۔ جب چھٹے جسم میں زندہ تھی اس وقت تک یہ نام اس دنیا میں نہیں تھا۔ خاص طور پر ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں کوئی بھیما نام کا شخص نہیں تھا۔"

"تم درست کہتی ہو۔ میں نے برسوں کی تپسیا کے بعد یہ ٹیلی پیتھی کی ودیا حاصل کی ہے اور میں بھی تمہاری طرح آتما شکتی کا گیان رکھتا ہوں۔"

"یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے' ہم دونوں کا تعلق بھارت دیش سے ہے۔ ہم دونوں ٹیلی پیتھی بھی جانتے ہیں اور آتما شکتی کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ ویسے تمہیں میرے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟ تم نے میری آواز اور لب و لہجہ کہاں سنا ہے؟"

"میرے پاس معلومات حاصل کرنے کے بہت سے ذرائع ہیں۔ میں اپنی بہت سی خفیہ صلاحیتوں کے بارے میں کسی کو نہیں بتاتا ہوں۔ نہ ہی میرے دماغ میں کوئی جبراً آکر کچھ معلوم کرسکتا ہے۔"

"یہ بات ہے تو ابھی میرے دماغ سے جاؤ میں چند منٹوں میں تمہارے دماغ سے جبراً معلوم کرلوں گی کہ تمہاری خفیہ صلاحیتیں کیا کیا ہیں؟ تم درحقیقت کون ہو اور کس کے دوست ہو اور کس کے دشمن ہو؟"

"میرے چور خیالات پڑھنا ممکن نہیں ہے۔ میں نے سنا ہے کہ تم یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی چلی جاتی ہو لیکن میرے دماغ میں نہیں آسکو گی۔"

"اتنی لمبی باتیں کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ واپس جاؤ' نہیں جاؤ گے تو میں سانس روک لوں گی پھر تمہارے دماغ میں پہنچ کر چور خیالات پڑھ لوں گی۔ بعد میں میرے پاس آسکتے ہو۔"

"اچھی بات ہے۔ میں جارہا ہوں اور دیکھوں گا کہ تم کس طرح میرے دماغ میں آکر چور خیالات پڑھ سکو گی۔"

اس کے جاتے ہی سونیا نے فوراً خیال خوانی کی پرواز کی پھر آمنہ کے پاس پہنچ کر بولی "آمنہ! میرے لیے ایک چیلنج ہے اس سلسلے میں تم سے تعاون چاہتی ہوں۔"

"ہاں بولو۔ میں اس وقت عبادت میں مصروف نہیں ہوں۔ تمہارے لیے کچھ کرسکوں گی۔"

"میں ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی جاننے والے بھیما داس کے بارے میں ضروری معلومات چاہتی ہوں۔"

اس وقت آمنہ نماز سے فارغ ہوکر جائے نماز پر بیٹھی ہوئی تھی۔ آنکھیں بند کرکے زیر لب کلام پاک کی آیتیں پڑھنے لگی پھر دو منٹ کے بعد آنکھیں کھول کر بولی "بھیما داس کبھی گرو نارنگ کا ایک بہت ہی وفادار چیلا تھا۔ اس کی بڑی خدمت کیا کرتا تھا۔ بارہ برس کی عمر سے وہ ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے گیان دھیان میں مصروف رہتا آیا ہے۔ اس میں اتنا جذبہ' اتنی لگن ہے کہ اب وہ اٹھائیس برس کی عمر میں یہ دونوں صلاحیتیں مکمل طور پر حاصل کرچکا ہے لیکن بہت ہی خود غرض اور مکار ہے۔

"گرو نارنگ نے مصیبت کے وقت اپنے اس چیلے بھیما کو یاد کیا تھا۔ بھیما نے اس کی مدد کی اور وعدہ کیا کہ وہ آخری ساتویں جسم میں جائے گا تو اسے آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے تپسیا کرنے کا موقع دے گا۔ وہ اپنے وعدے کے مطابق اسے آتما شکتی حاصل کرنے کا موقع دے رہا ہے لیکن اس سے پہلے وہ اپنے گرو کو اپنا معمول اور تابع بنا چکا ہے۔ دوسری طرف وہ الپا کو پھانسنے کے چکر میں ہے۔ الپا بھی اسے ٹریپ کرنا چاہتی ہے۔

"دونوں میں یہ طے پایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لائف پارٹنر بن کر زندگی گزاریں گے۔ اس کے لیے الپا اس کے پاس بھارت آئے گی۔ کبھی دو چار دن اس کے پاس رہے گی پھر اسرائیل واپس چلی جائے گی۔ اسی طرح بھیما بھی اس کے پاس اسرائیل آئے گا اور دو چار دنوں کے بعد واپس چلا جایا کرے گا۔ بہرحال الپا مکاری دکھا رہی ہے اور اپنی ایک ڈمی کل صبح کی فلائٹ سے ممبئی کے لیے روانہ کرنے والی ہے۔ میں نے یہ اہم معلومات فراہم کی ہیں۔ میرا خیال ہے' یہ تمہارے لیے کافی ہے۔"

"صرف ایک تعاون اور چاہتی ہوں۔ چند منٹ کے لیے مجھے بھیما کے دماغ میں پہنچا دو۔"

"سونیا! ہم روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے صرف ناگزیر حالات میں اپنوں کے کام آسکتے ہیں۔ تم ان معمولی باتوں کے لیے ہماری روحانی صلاحیتوں کا سہارا نہ لو۔ خدانخواستہ کوئی بڑی مصیبت آئی تو میں تمہارے ساتھ ہر ممکن تعاون کروں گی۔ خدا حافظ۔"

سونیا اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ آمنہ نے دو منٹ تک کلام پاک کی آیتیں تلاوت کی تھیں اور دو منٹ کے اندر اہم معلومات فراہم کی تھیں۔ پانچویں منٹ میں سونیا دماغی طور پر حاضر ہوگئی تھی۔ ٹھیک پانچ منٹ کے بعد بھیما نے خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا پھر بڑے غرور سے بولا "کیا ہوا نیلماں دیوی! تم تو بہت ہی زبردست فراڈ ہو۔ تم نے امریکی اکابرین کو یہ کہہ کر تشویش میں مبتلا کیا ہے کہ یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں گھس آتی ہو۔"

"اس میں جھوٹ کیا ہے۔ جا کر معلوم کرو کہ میں نے کس طرح بیزدن کو اپنے شکنجے میں لیا ہے۔"

"بے شک تم نے ایسا کیا ہوگا لیکن میرے..... دماغ میں نہیں آسکو گی۔"

"تم سمجھ رہے ہو میں ابھی تک تمہارے دماغ میں نہیں آئی اور میں نے تمہارے چور خیالات نہیں پڑھے ہیں۔"

"میں بہت دیر سے خاموش رہ کر تمہارا انتظار کررہا تھا اگر تمہاری خیال خوانی کی لہریں میرے دماغ کو آکر چھونا چاہتیں تو مجھے فوراً ہی خبر ہوجاتی۔"

"تم بہت ہی بے خبر اور بے وقوف ہو۔ اتنا نہیں جانتے کہ بعض ٹیلی پیتھی جاننے والے اتنے زبردست ہوتے ہیں کہ تم جیسے لوگ اپنے دماغوں میں ہماری خیال خوانی کی لہروں کو محسوس کر ہی نہیں پاتے۔ میں ابھی تمہارے دماغ میں آئی تھی اور تمام معلومات حاصل کرکے تمہارا انتظار کررہی تھی۔"

"اچھا میں بھی تو سنوں' تم نے میرے بارے میں کیا معلوم کیا ہے؟"

"تم گرو نارنگ کے بہت ہی وفادار چیلے تھے۔ بارہ برس کی عمر سے ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے گیان دھیان میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اب اٹھائیس برس کی عمر میں تم نے یہ دونوں صلاحیتیں پورے طور پر حاصل کرلی ہیں اور تم اتنے زبردست مکار اور فریبی ہو کہ ایسی صلاحیتیں حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلے اپنے گرو کو اپنا معمول اور تابع بنالیا ہے اس کے علاوہ اب الپا کو ٹریپ کررہے ہو۔ وہ کل تمہارے پاس ممبئی پہنچنے والی ہے۔ کیا اتنی معلومات سنا دینا کافی ہے؟"

بھیما حیران پریشان ہوکر سن رہا تھا پھر فوراً ہی واپس آکر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ جلدی جلدی مختلف قسم کے منتر پڑھنے لگا تاکہ آئندہ نیلماں کو اپنے دماغ میں آنے اور چور خیالات پڑھنے سے روک سکے۔ اب دوسری طرح کے جادو کے ذریعے اپنے دماغ کو مقفل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل عمل کرتے رہنے کے بعد اسے یقین ہوا کہ اب وہ محفوظ ہے۔ دماغ مقفل ہوچکا ہے۔ یہ اطمینان حاصل کرنے کے بعد اس نے الپا کی آلہ کار کو مخاطب کرکے کہا۔ "الپا کو اطلاع دو میں ایک منٹ بعد تمہارے دماغ میں آؤں گا۔"

اس نے ایک منٹ سے زیادہ انتظار کیا پھر اس آلہ کار کے دماغ میں آکر بولا "الپا کیا تم موجود ہو؟"

"ہاں! میں تمہارا انتظار کررہی ہوں۔ کیا ہوا نیلماں کے پاس گئے تھے؟"

"ہاں گیا تھا۔ وہ واقعی بہت ہی خطرناک عورت ہے۔ مجھے اس بات کا غرور تھا کہ میرے دماغ کے اندر کوئی نہیں آسکے گا لیکن وہ کم بخت آگئی تھی۔ اس نے بہت سی اہم معلومات حاصل کرلی ہیں۔"

"یہ تو بہت بُرا ہوا۔ کیا تم کسی طرح اسے اپنے دماغ میں آنے سے نہیں روک سکو گے؟ میں چاہتی ہوں کہ تمہارے پاس آنے سے پہلے اپنے دماغ کو لاک کرنے والی کوئی احتیاطی تدبیر کرو۔"

"یہ میں کرچکا ہوں۔ ابھی تقریباً ایک گھنٹے تک مختلف کالے عمل کے ذریعے اپنے دماغ کو لاک کرتا رہا ہوں۔ اب مجھے یقین ہے کہ وہ میرے دماغ میں نہیں آسکے گی۔"

وہ بولی "تھینکس گاڈ! میں سوچ رہی تھی کہ تمہیں اپنا محافظ بنانے کے لیے ہندوستان آرہی ہوں اگر اس چڑیل نے تمہیں ہی کمزور بنا ڈالا تو میرا کیا بنے گا؟"

"مجھے اس قدر کمزور نہ سمجھو اگر کبھی مجھ میں کوئی کمی پیدا ہوجاتی ہے تو میں اپنے کالے عمل کے ذریعے اس کمی کو دور کرتا

اچھی طرح جانتا ہوں۔ تم دیکھو گی کہ نہ نیلماں کبھی میرے دماغ میں آسکے گی اور نہ کبھی تمہیں نقصان پہنچا سکے گی۔ کل تم آرہی ہو نا؟"

"میں تو ایک ایک پل بڑی بے چینی سے گزار رہی ہوں۔ کل کا انتظار کررہی ہوں۔ میں آؤں گی۔ ضرور آؤں گی۔"

الپا اس آلہ کار کے دماغ سے چلی گئی۔ بھیا سوچنے لگا "میں کس حد تک اپنے کالے عمل پر یقین کروں کہ میرا دماغ پوری طرح لاک ہوگیا ہے اور نیلماں کبھی میرے دماغ میں چپ چاپ آکر چور خیالات نہیں پڑھ سکے گی؟"

وہ بے چینی سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ سوچنے لگا "اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے غرور میں کسی مخالف کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیے۔ میں نے نیلماں کو کمزور اور خود کو شہہ زور سمجھ کر اس کے پاس جانے کی غلطی کی۔ وہ چڑیل میرے اہم راز معلوم کرچکی ہے۔ میں الپا سے چھپا رہا ہوں کہ نارنگ کو میں نے اپنا معمول اور محکوم بنالیا ہے اور یہ بھی چھپا رہا ہوں کہ جب وہ ہندوستان آئے گی تو میں اسے بڑی چالاکی سے اپنی معمولہ بنالوں گا۔"

"ہے بھگوان! نیلماں چاہے تو الپا کو میرے خلاف بھڑکا سکتی ہے یا وہ اس وقت گڑبڑ کرے گی جب الپا' ہندوستان آئے گی اور میں اسے معمولہ بنانے کی کوشش کروں گا۔"

"ہاں! اب سمجھ میں آرہا ہے۔ جب میں الپا کو کمزور بنا کر اس پر تنویمی عمل کروں گا تو وہ ٹھیک اسی وقت مداخلت کرے گی۔ مجھے اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہونے دے گی۔ میں کیا کروں؟ میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ میں نے ایک حماقت کرکے اسے اپنا رازدار بنالیا ہے بلکہ وہ زبردستی رازدار بن گئی ہے۔"

"ٹیلی پیتھی کی دنیا میں الپا ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ نیلماں اس سرمائے کو خود بھی حاصل کرنا چاہے گی۔ ہوسکتا ہے میں اس سے یہ سمجھوتا کروں کہ الپا صرف میری ہی نہیں اس کی بھی معمول بن کر رہے گی۔ شاید وہ سمجھوتے پر راضی ہوجائے۔ الپا کو حاصل کرنے میں ناکامی کا منہ دیکھنے سے بہتر ہے کہ نیلماں سے سمجھوتا کرکے دونوں ہی الپا کے دماغ پر حکومت کرتے رہیں۔"

وہ تھوڑی دیر تک اپنے اس فیصلے پر غور کرتا رہا پھر اس نے خیال خوانی کی پرواز کرکے نیلماں کو مخاطب کرنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار اس نے پھر اس کے دماغ میں جانے کی کوشش کی اور وہاں پہنچتے ہی بولا "پلیز نیلماں سانس نہ روکنا۔ میں بھیاداس کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

لیکن اس نے پھر سانس روک لی۔ اس کی باتوں کو سننا گوارا نہیں کیا۔ اس نے تیسری مرتبہ کوشش کی تو تیسری مرتبہ بھی ناکامی ہوئی۔ تب وہ تھک ہار کر پھر اپنی جگہ آکر بیٹھ گیا۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آگئی کہ نیلماں عین وقت پر اس کے معاملے میں مداخلت کرے گی۔ وہ فیصلہ کرنے لگا کہ جب تک نیلماں کی طرف سے اطمینان نہیں ہوگا۔ اس کی طرف سے کسی دشمنی کی توقع نہیں ہوگی۔ اسی وقت وہ الپا کو ٹریپ کرے گا۔ کبھی ایسی جلد بازی نہیں کرے گا۔ جس سے فائدہ اٹھا کر نیلماں' الپا کو اپنی معمولہ بنالے۔

دوسری صبح الپا نے اپنی ڈمی کو ائرپورٹ کی طرف روانہ کیا پھر خود جیکب کے ساتھ ایک کار میں بیٹھ کر اس کے تعاقب میں ائرپورٹ تک آئی۔ خیال خوانی کے ذریعے بھیا کے آلہ کار سے کہا۔ "میں بھیا سے بات کروں گی۔"

پھر اس نے دو منٹ کے بعد اس آلہ کار کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا "بھیا! تم موجود ہو؟"

"ہاں! تمہارا انتظار کررہا ہوں۔"

"میں ائرپورٹ پہنچ گئی ہوں اور اب جہاز میں سوار ہونے والی ہوں۔"

"اوہ الپا' تم بہت اچھی ہو۔ اپنی زبان کی پکی ہو۔ تم نے کہا تھا میرے پاس آؤ گی اور اب آرہی ہو۔ میں بے چینی سے اس فلائٹ کا انتظار کررہا ہوں اور اب میں بھی ممبئی کی طرف جارہا ہوں۔"

"جب میرا جہاز پرواز کرے گا تو میں تم سے پھر رابطہ کروں گی۔ ابھی میرا یہاں دماغی طور پر حاضر رہنا ضروری ہے۔"

یہ کہہ کر وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی پھر جیکب رابن سے بولی "وہ ممبئی شہر کی طرف آرہا ہے۔ اب تک یہ پتا نہیں چلا کہ وہ ممبئی سے دور کہاں رہتا ہے؟"

انہوں نے ائرپورٹ پہنچ کر دیکھا۔ ڈمی الپا بورڈنگ کارڈ لے کر لاؤنج کی طرف جارہی تھی۔ وہ اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ اس کی ڈمی بالکل اسی کی طرح سوچ رہی تھی۔ اس کے چور خیالات بھی یہی کہہ رہے تھے کہ وہ الپا ہے۔ اس سے پہلے بھی اس ڈمی کو کئی طرح سے آزمایا گیا تھا۔ ایک تو الپا نے مکمل طور سے اس پر تنویمی عمل کیا تھا اور اسے دوسری الپا بنا دیا تھا۔ دوسری طرف جیکب رابن نے اپنے کالے عمل کے ذریعے اس کے دل و دماغ میں ایسی بندش کی تھی کہ بھیا اپنے کالے عمل کے ذریعے اس کی اصلیت معلوم نہیں کرسکتا تھا۔ وہ ہر حال میں خود کو الپا ہی ثابت کرتی رہتی۔

وہ جہاز میں سوار ہوگئی۔ اپنی سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر ایک قد آور جوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس جوان کے برابر کھڑکی کے ساتھ والی سیٹ پر ایک بوڑھا شخص بیٹھا انگریزی رسالہ پڑھ رہا تھا۔ جہاز نے اپنے وقت پر پرواز کی۔ الپا اس کے اندر موجود تھی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے بھیا کے آلہ کار کو مخاطب کیا پھر اس کے ذریعے بھیا سے کہا "جہاز پرواز کررہا ہے۔ میرا سفر شروع ہوچکا ہے۔ تم ممبئی کب تک پہنچ رہے ہو؟"

"میں دوپہر دو یا تین بجے تک پہنچ جاؤں گا۔"

"وہاں پہنچتے ہی یہ معلوم کرلینا کہ یہ فلائٹ وہاں کب تک پہنچے گی۔ میں سفر کے دوران میں پھر تم سے رابطہ کروں گی۔ ابھی اس جہاز میں موجود رہ کر اپنے آس پاس کے ماحول اور لوگوں کو سمجھنا ضروری ہے۔"

"بے شک تم بہت محتاط رہنے کی عادی ہو۔ تمہیں اپنے اطراف کے لوگوں سے محتاط رہنا ہی چاہیے۔"

الپا اپنی ڈمی کے دماغ میں واپس آگئی۔ سب سے پہلے اس نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے مسافر کو دیکھا۔ وہ ایک اچھا قد آور صحت مند خوب رو جوان تھا۔ اس وقت مسافروں کے درمیان مختلف شرابوں کی ٹرالی چل رہی تھی۔ ائرہوسٹس نے اس جوان سے پوچھا۔ "آپ کیا پسند کریں گے؟"

وہ بولا "سوری۔ میں شراب نہیں پیتا۔ مجھے کوئی اچھا سا مشروب پلادو۔"

الپا کی ڈمی نے کہا "میں اورنج جوس پینا چاہوں گی۔"

ائرہوسٹس نے ان دونوں کو جوس کے دو گلاس دیے۔ الپا نے پہلے سوچا "یہ شراب نہیں پیتا ہے' نشہ نہیں کرتا ہے۔ کیا یہ یوگا کا ماہر ہوگا؟"

پھر اس نے سوچا "یوگا کا ماہر ہونے سے کیا ہوتا ہے؟ میں اس کے دماغ میں جاؤں گی یہ سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس روکے گا۔ یہ معلوم نہیں کرسکے گا کہ کس نے خیال خوانی کی لہروں کو اس کے دماغ تک پہنچایا ہے۔"

یہ سوچ کر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ کچھ بے چینی سی محسوس کرنے لگا۔ جوس کا ایک گھونٹ پی چکا تھا۔ دوسرا گھونٹ پینے کے بعد اس نے ائرہوسٹس سے پوچھا۔ "اس میں ایسی کیا چیز ملائی گئی ہے۔ مجھے کچھ عجیب سا لگ رہا ہے۔ میں بے چینی محسوس کررہا ہوں۔"

ائرہوسٹس نے کہا "یہ خالص جوس ہے۔ دیکھیں آپ کی ہم سفر آرام سے پی رہی ہیں۔"

الپا کی ڈمی نے کہا "ہاں! اس میں کچھ نہیں ہے۔ شاید تم فضائی سفر کے عادی نہیں ہو یا کسی وجہ سے تمہاری طبیعت کچھ ناساز ہورہی ہے۔"

اس نے جوس کا گلاس واپس کرتے ہوئے کہا "سوری! میں نہیں پیوں گا۔"

وہ اپنی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اب تک بے چینی محسوس کررہا تھا کیوں کہ الپا اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ اسے معلوم ہوا کہ اس کے اس خوب رو ہم سفر کا نام دلیر آفریدی ہے۔ وہ پاکستان کے شہر پشاور کا رہنے والا ہے۔

اچانک دلیر آفریدی کو چھینک آئی۔ اس نے زور کی چھینک ماری۔ اس کے ساتھ ہی محسوس کیا کہ اس کے اندر سے بے چینی ختم ہوگئی ہے۔ اس کے چھینکتے ہی خیال خوانی کی لہریں ایک دم سے باہر ہوگئی تھیں۔ یہ الپا کے لیے بھی پہلا تجربہ تھا کہ جس کے دماغ میں رہو اگر وہ زور سے چھینک مارے تو خیال خوانی کی لہریں باہر آجاتی ہیں۔ اتنی طویل مدت سے خیال خوانی کرتے رہنے کے باوجود ایسا تجربہ نہیں ہوا تھا۔ دراصل ایسا کبھی اتفاق ہی نہیں ہوا تھا کہ جس کے بھی دماغ میں گئی ہو۔ اسے کبھی چھینک آئی ہو۔

وہ دوسری بار اس کے دماغ میں نہیں گئی۔ خوا مخواہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ جتنی معلومات حاصل کی تھیں۔ وہی کافی تھیں۔ جب کبھی ضرورت ہوتی تو اس کے دماغ میں جاسکتی تھی۔

دلیر آفریدی کی بے چینی دور ہوئی تو حیرانی بھی ہوئی۔ اس نے سوچا "خدا کا قسم کمال ہوگیا۔ ہم نے ادھر چھینکا ادھر بے چینی ہوا ہوگیا۔ کیا یہ بے چینی کا علاج ہے؟ ٹھیک ہے اب پھر بے چینی ہوگا تو ہم اور زور سے چھینک مارے گا' بے چینی دور ہوگا تو ہم گھر جاکے خان بابا سے بولے گا' اوئے بابا جانی! تم بڑھاپے میں بے چین کیوں رہتا ہے۔ ایک چھینک مارو سارا بے چینی دشمن کا مافک فرار ہوجائے گا۔"

الپا کی ڈمی نے اس سے کہا "مسٹر! سفر بہت طویل ہے۔ ہمیں اجنبی بن کر نہیں رہنا چاہیے۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ پہلے انگریزی میں بولا "دلیر آفریدی لیکن میں انگریزوں کے ساتھ انگریزی بولتا ہوں۔ پرائی زبان مجھے بوجھ لگتی ہے۔ میں اپنے گھر میں پشتو بولتا ہوں لیکن گھر سے باہر پاکستان کی قومی زبان اردو بولا کرتا ہوں۔ تم یہ بتاؤ تمہارا مذہب کیا ہے؟ تمہاری زبان کیا ہے؟"

وہ بولی "میں سمجھ گئی ہوں' تم اپنی قومی زبان بولنا پسند کروگے اور میں اردو جانتی ہوں۔ میرا نام صوفیہ ہے اور میں یہودی ہوں۔"

وہ بے اختیار بولا "خدا غارت کرے۔"

وہ چونک کر بولی "کیا مطلب؟"

"مطلب اور کیا ہوگا۔ تم اتنا خوب صورت دوشیزہ ہے۔ تم یہودی کا گھر میں کیوں پیدا ہوا؟"

"تم عجیب آدمی ہو۔ کیا میں اپنی مرضی سے وہاں پیدا ہوئی تھی؟"

وہ سوچنے کے انداز میں سرہلا کر بولا "ہاں! پیدا ہونے والا اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوتا۔ یہ تمہارا ماں باپ کا قصور ہے۔ کدھر ہے تمہارا ماں باپ؟"

وہ بولی "ارے ارے۔ تم یہودیوں کے ہوائی جہاز میں سفر کررہے ہو اور یہودیوں کے خلاف بول رہے ہو۔"

"بولنے سے تمہارا یہودی کیا کرے گا؟ ہم کو ہوائی جہاز کا باہر پھینک دے گا؟ تم کو پتا نہیں ہے ہمارا خان بابا کو پتا ہے۔"

"کیا پتا ہے؟"

وہ اپنی ایک انگلی کنپٹی پر رکھتے ہوئے اسے گھماتے ہوئے بولا۔ "ہمارا ایک اسکرو ڈھیلا ہے۔ ہم خان بابا سے بولتا ہے ڈھیلا نہیں ہے۔ دراصل ہندو کو اور یہودی کو دیکھ کر ہمارا تن بدن میں آگ لگ جاتا ہے۔ ابھی تم کو دیکھ کر جو آگ لگا ہے اس کے بارے میں ہم کو شبہ ہے۔"

"کیسا شبہ؟"

"ہم سوچ رہا ہے ابھی جو ہمارا اندر آگ ہے وہ غصے کا آگ ہے یا تمہارا حسن کا آگ بھڑک رہا ہے؟ تم معلوم کرکے بتاؤ۔ اصل معاملہ کیا ہے؟"

وہ مسکرا کر بولی "یہودی سمجھ کر نفرت سے دیکھو گے تو غصے کی آگ تمہارے اندر رہے گی۔ محبت سے دیکھو گے تو تمہارے دل تک میرے حسن کی آگ پہنچ رہی ہے۔"

وہ خوش ہو کر بولا "وئی! تم نے تو ہمارا دل پشاوری کردیا۔"

وہ حیرانی سے بولی "کیا کردیا؟"

"ہم پشاور کا رہنے والا ہے اور پشاور کا رہنے والا لوگ بہت محبت کرتا ہے۔ دل محبت سے دولت مند ہوجاتا ہے تو کہتا ہے دل پشاوری ہوگیا ہے۔"

"اچھا تو تم پاکستان جارہے ہو' اپنے شہر پشاور؟"

"نہیں ہم ممبئی جاتا ہے۔ ادھر ہندو ہے ہم ہندو لوگ کو پسند نہیں کرتا' مگر مجبور ہے۔"

"کیا مجبوری ہے؟"

ادھر وہ جو فلم انڈسٹری ہے ادھر خان لوگ کا راج ہے۔ پہلے یوسف خان کا راج تھا۔ اب شاہ رخ خان' عامر خان' سلمان خان کا راج ہے۔ ہم سوچتا ہے ہم بھی ادھر جاکر حکمرانی کرے گا اور بہت بڑا ہیرو بنے گا۔"

"تم ہیرو نہیں بن سکو گے۔"

"اے! ہم سے ایسا بات نہیں بولو۔"

"کیوں نہ بولوں۔ تم پاکستانی ہو اور اپنی قومی زبان اچھی طرح نہیں بولتے ہو۔ دیکھو میں تمہارے مقابلے میں گرامر کے مطابق صحیح زبان بول رہی ہوں۔"

وہ ذرا سوچنے کے بعد قائل ہو کر بولا "ہاں! جب ہم فلم میں کام کرے گا تو وہ ڈائریکٹر اور پروڈیوسر لوگ بولے گا کہ ہم کو بولنا نہیں آتا ہے۔ مگر ہم نے سوچ لیا ہے اس کو جواب دے گا' تم پہلے اپنا لکھا ہوا ڈائیلاگ بتاؤ۔ ہم بالکل ویسے ہی بولے گا۔"

الپا کی ڈی نے کہا "اچھا میں بول رہی ہوں۔ تم اسی کے مطابق ڈائیلاگ بولو۔"

"ہاں ہم بولے گا۔"

"ہم بولے گا نہیں' میں بولوں گا۔"

"میں بولوں گا۔"

"اور بولو۔ میں ہندوؤں سے اور یہودیوں سے نفرت نہیں کرتا ہوں۔"

"واہ! یہ کیسے بولے گا۔ ہم تو نفرت کرتا ہے۔"

"دیکھو یہ ایک فلم کا ڈائیلاگ ہے۔ تمہیں تو ایسے ہی بولنا ہوگا۔"

"اوہ اچھا' یہ فلم کا ڈائیلاگ ہے تو سنو۔ میں ہندوؤں سے اور یہودیوں سے نفرت نہیں کرتا ہوں۔"

"میں انسان ہوں' انسانوں سے محبت کرتا ہوں۔"

"میں انسان ہوں اور انسانوں سے محبت کرتا ہوں۔"

پھر وہ چونک کر بولا "اے! تم ڈائیلاگ کا پردے میں ہم کو ہندو اور یہودی بنانا چاہتا ہے۔"

"چاہتا ہے نہیں' چاہتی ہوں۔"

"چاہتی ہوں مگر ہم تو مرد ہے' چاہتا ہے۔"

"تو بولو' چاہتا ہوں۔ ہیرو بننا چاہتے ہو تو ممبئی پہنچنے تک مجھ سے اچھی طرح اردو بولنا سیکھ لو۔ تم اپنی ذات میں ایک ہو' دو نہیں ہو' اس لیے خود کو ہم نہیں' میں بولو۔"

"ہاں! سیکھنے سے بولنا آئے گا۔ کیا تم بھی ممبئی جارہا ہے؟"

"کیا تم بھی ممبئی جارہی ہو۔ ایسا بولو۔"

وہ اپنی سیٹ پر کسمسا کر ذرا پہلو بدل کر بولا "کیا تم ممبئی جارہی ہو؟"

"ہاں! شادی کرنے جارہی ہوں۔"

"اوہ! یہ تو اچھا بات نہیں ہے۔"

"اچھی بات نہیں ہے۔"

"وہی ایک ہی بات ہے۔ چلو' یہ اچھی بات نہیں ہے۔"

"وہ خنزیر کا بچہ کون ہے؟"

"تم ہندوؤں کے ملک میں جارہے ہو' انہیں خنزیر تو نہیں کہہ سکو گے؟"

"ہاں! ہم نہیں کہے گا۔"

"یوں بولو' میں نہیں کہوں گا۔"

"ایک ہی بات ہے۔ میں نہیں کہوں گا۔"

"میں جس سے شادی کرنے جارہی ہوں' اسے بھی خنزیر نہ کہو۔ وہ بھی ایک ہندو ہے۔" وہ گھور کر دیکھتے ہوئے بولا "کیا تم کسی ہندو سے شادی کرے گا؟"

"کیا مصیبت ہے' اتنی دیر سے صحیح زبان سکھا رہی ہوں۔ تم پھر اپنے طور پر بولتے جارہے ہو۔ صحیح طرح بولو' کیا تم ہندو سے شادی کروگی؟"

"میں نہیں بولوں گا۔ تمہیں خود جواب دینا ہوگا۔"

"جو مجھ سے شادی کرنا چاہے گا' اس سے کروں گی' چاہے وہ ہندو ہو' مسلمان ہو' عیسائی ہو' یہودی ہو۔"

"ایسا دل خوش کرنے والا بات بولو "ہم تم سے شادی کرے گا۔"

"تم اسی بات کو صحیح طرح بولو۔"

وہ سوچ میں پڑگیا پھر سوچتے سوچتے بولا "اگر ایسی بات ہے تو میں تم سے شادی کروں گا۔"

"لیکن تم نے مجھ سے ملنے میں دیر کردی ہے۔ تم سے پہلے وہ شادی کی بات طے کرچکا ہے اور اب ممبئی ائرپورٹ پر مجھے لینے آئے گا۔"

"ہم اس کو پہلے محبت سے سمجھائے گا' میرا مطلب ہے میں پہلے اس کو محبت سے سمجھاؤں گا' وہ تم سے شادی نہیں کرے گا۔"

"ٹھیک ہے' اس سے محبت سے بات کرنا' دشمنی سے بات نہ کرنا۔ وہ بہت طاقت ور ہے۔"

"ہم اس سے زیادہ.... میرا مطلب ہے میں اس سے زیادہ طاقت ور ہوں۔"

"وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے' کالا جادو جانتا ہے۔ کیا تم جانتے ہو؟"

"جاننے کا کیا ضرورت ہے۔"

"کی ضرورت ہے۔"

"ہاں وہی کہ جاننے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا وہ جو جانتا ہے وہ ہم کو بھی۔ میرا مطلب ہے مجھ کو بھی جاننا ہوگا؟ وہ دھوتی پہنتا ہے تو کیا مجھ کو بھی پہننا ہوگا؟"

وہ ہنستی ہوئی بولی "میں نہیں جانتی تمہیں کیا کرنا ہوگا اور تم کیا کروگے۔ میں تو صرف اتنا کہتی ہوں' تم مجھے چاہتے ہو تو مجھے حاصل کرلو لیکن یہ کبھی اس کے سامنے نہ پوچھنا کہ میں تمہیں چاہتی ہوں یا نہیں؟ میں تو صرف اسے چاہوں گی جو مجھے حاصل کرے گا۔"

"ٹھیک ہے' ہم مرد کا بچہ ہے۔ میرا مطلب ہے' میں مرد کا بچہ ہوں۔ میں اسے دکھا دوں گا کہ تمہیں کس طرح حاصل کرسکتا ہوں۔"

الپا نے دل ہی دل میں کہا "تھینکس گاڈ' ایک ایسا تو ملا جو بھیما سے ٹکرانے کا حوصلہ کررہا ہے اگرچہ یہ اس کا مقابلہ نہیں کرسکے گا' پھر بھی میرے اور اس کے درمیان دیوار تو بنتا رہے گا۔"

وہ بولی "دیکھو دلیر آفریدی! وہ کبھی کبھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرے دماغ میں آتا ہے اگر اس نے یہ سن لیا کہ تم اس کے لیے چیلنج بننے والے ہو تو وہ یہیں تمہارے دماغ میں آکر تمہیں دماغی اذیتوں میں مبتلا کرے گا۔ عقل مندی یہی ہے کہ ابھی اسے غصہ نہ دلانا' ممبئی پہنچنے کے بعد تمہارے دل میں جو آئے وہ کرتے رہنا۔"

"حسین دوشیزہ! تمہارا نام کیا ہے؟ ہاں! صوفیہ' ہم کو بزدلی مت سکھاؤ۔"

"پھر ہم کہہ رہے ہو۔"

"مجھے بزدلی نہ سکھاؤ۔ وہ خنزیر کا بچہ یہاں بھی آئے گا تو میں اس سے نمٹ لوں گا۔"

"جو چاہو کرو' میرا کیا جاتا ہے اگر اس سے شکست کھاؤ گے تو مجھے دل سے نکالنا ہوگا اگر اسے شکست دوگے تو مجھے حاصل کرلو گے۔ یہ تو تمہارے حوصلے اور تقدیر کی بات ہے۔ اچھا اب میں آنکھیں بند کرکے خاموش رہنا چاہتی ہوں۔ لنچ کے وقت باتیں کروں گی۔"

اس کی ڈی نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کرلیں۔ الپا دماغی طور پر اپنی جگہ واپس آگئی۔ اس نے سوچا تھا' جب ڈی جہاز میں سفر کررہی ہوگی تو وہ اس کے دماغ سے چلی آئے گی لیکن دلیر آفریدی جیسا دلچسپ جوان مل گیا تھا۔ اس نے بھیما سے نمٹنے کے لیے جو پلاننگ کی تھی' اس پلاننگ میں دلیر آفریدی اس کے بہت کام آسکتا تھا۔ اس کی خاطر بھیما کے لیے تھوڑی بہت مشکلات پیدا کرسکتا تھا۔

دوسری بار جب وہ ڈی کے دماغ میں پہنچی تو لنچ کا وقت ہوچکا تھا۔ وہ کھانے میں مصروف تھی۔ اس نے خنزیر کے گوشت کی ایک ڈش لی تھی۔ دلیر آفریدی نے کہا تھا "میرے سامنے خنزیر کا گوشت نہ کھاؤ' ورنہ میں تم سے بات نہیں کروں گا۔"

الپا کی ڈی نے اسے ناراض نہیں کیا' خنزیر کی ڈش واپس کرکے چکن کی ڈش لے لی۔ اس کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی کھانے لگی۔ الپا نے ڈی کی باتوں میں مداخلت نہیں کی۔ توجہ سے اس کی باتیں سننے لگی' معلوم ہونے لگا کہ ڈی' دلیر آفریدی کی شخصیت سے متاثر ہوگئی ہے۔ اس کے باوجود وہ الپا کی حیثیت سے سمجھ رہی ہے کہ اپنی دلچسپی اور اپنی چاہت کو ظاہر نہیں کرنا چاہیے' ورنہ بھیما اس کے چور خیالات پڑھے گا تو پتا چل جائے گا کہ وہ جسے چاہتا ہے وہ ایک مسلمان دلیر آفریدی کو پسند کرنے لگی ہے' اس طرح بات بگڑ جائے گی۔

الپا اپنی ڈی کے خیالات پڑھ کر مطمئن ہورہی تھی۔ اس کی طرف سے یہ اندیشہ نہیں تھا کہ وہ بھیما کے پاس پہنچ کر کام بگاڑ دے گی۔ وہ خود ہی مکمل الپا کی حیثیت سے صحیح فیصلے کررہی تھی۔

ان دونوں نے کھانے کے بعد کافی طلب کی۔ دونوں کے پاس ایک ایک پیالی کافی آگئی۔ ڈی کو یاد تھا کہ اسے کیا کرنا ہے' اس نے دلیر آفریدی کی نظریں بچا کر اپنے پرس سے ایک گولی نکالی' اسے اپنی کافی کی پیالی میں ڈال دیا۔ اس گولی کے اثر سے وہ کچھ اعصابی کمزوری میں مبتلا ہونے والی تھی۔ بھیما کو یقین دلانے کے لیے ایسا کرنا ضروری تھا۔

وہ جہاز ایک گھنٹے بعد ممبئی ائرپورٹ پہنچنے والا تھا۔ اس نے کافی ختم کی تو کمزوری کا احساس ہونے لگا۔ اسی وقت الپا نے خیال خوانی کے ذریعے براہِ راست بھیما کو مخاطب کیا' اس سے کمزور سے لہجے میں بولی "بھیما فوراً میرے پاس آؤ۔ میں اعصابی کمزوری محسوس کررہی ہوں۔ میرے ساتھ کچھ ہورہا ہے۔"

بھیما نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں آکر پوچھا "الپا خیریت تو ہے؟ تمہیں کیا ہوا ہے؟"

اس کی ڈمی نے کمزور سی سوچ میں کہا "پتا نہیں مجھے کیا ہو رہا ہے۔ میں لنچ کرنے تک بالکل ٹھیک تھی' کافی پینے کے بعد میری طبیعت بگڑ رہی ہے۔ میری سمجھ میں آتا ہے کہ کسی دشمن خیال خوانی کرنے والے نے یہاں کی کسی ائر ہوسٹس کو آلہ کار بنا کر میری کافی میں کچھ ملا دیا ہے۔"

"تم ٹھیک سوچ رہی ہو۔ مجھے پہلے ہی اندیشہ تھا کہ نیلماں کوئی چال چلے گی اور اب وہ چال چل چکی ہے۔"

پھر بھیما نے نیلماں کو مخاطب کیا "میں تم سے مخاطب ہوں' نیلماں' یہ تم اچھا نہیں کر رہی ہو۔ میں نے تم سے کوئی دشمنی نہیں کی ہے نہ کسی طرح کا تمہیں نقصان....."

سونیا نے سانس روک لی۔ بھیما احتجاج کرسکا اور نہ ہی غصہ دکھا سکا۔ وہ دوسری بار اس کے دماغ میں گیا۔ سونیا نے پھر سانس روک لی۔ وہ اپنے معاملے میں مصروف تھی اور الپا وغیرہ کے معاملے میں دلچسپی نہیں لینا چاہتی تھی۔

بھیما نے کہا "الپا اعصابی کمزوری کو برداشت کرو' ممبئی پہنچنے والی ہو۔ میں فوراً ہی کسی قریبی اسپتال لے جاؤں گا۔ وہ نیلماں کوئی جواب نہیں دے رہی ہے۔ اسے اطمینان ہے کہ تمہیں کمزور بنا کر چھوڑ دیا ہے جب چاہے گی تمہارے دماغ میں آجایا کرے گی۔"

یہ کہنے کے بعد بھیما' الپا کے چور خیالات پڑھنا چاہتا تھا لیکن اسے موقع نہیں ملا۔ اسی وقت دلیر آفریدی نے الپا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا "تمہیں کیا ہو رہا ہے؟ تمہارا طبیعت..... میرا مطلب ہے تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

بھیما نے پوچھا "الپا یہ کون ہے؟"

الپا کی ڈمی نے بڑی کمزوری سے کہا "ایک ہم سفر ہے۔ میں سوچ کے ذریعے بھی زیادہ بات نہیں کرنا چاہتی۔ پلیز تم خود ہی اس کے دماغ میں جا کر معلوم کرلو۔"

دلیر آفریدی یہ نہیں جان سکتا تھا کہ خیال خوانی کے ذریعے کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ اس نے پھر اس کے ہاتھ کو تھپکتے ہوئے کہا۔ "جان من! طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو بولو۔ میں ائر ہوسٹس کو بلا کر کوئی دوا مانگتا ہوں۔"

بھیما نے غصے سے کہا "ارے الپا! یہ تمہیں جان من کہہ رہا ہے۔ یہ ہے کون؟"

یہ کہتے ہی بھیما خیال خوانی کے ذریعے دلیر آفریدی کے دماغ میں پہنچا۔ دلیر آفریدی نے اچانک اپنے اندر بے چینی محسوس کی پھر دوسرے ہی لمحے اس نے ایک زور کی چھینک ماری۔ بھیما کی سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے نکل آئیں۔ اس نے حیرانی سے سوچا "میں مہا شکتی مان ہوں اور اس نے صرف ایک چھینک مار کر مجھے دماغ سے نکال دیا ہے۔"

وہ پھر اس کے دماغ میں گیا۔ اس نے پھر بے چینی محسوس کرتے ہی دوسری بار چھینک ماری' بھیما کی سوچ کی لہریں دوسری بار بھی نکل آئیں۔ وہ بے چارہ نہیں جانتا تھا کہ یوگا میں مہارت کس طرح حاصل کی جاتی ہے۔ کس طرح سانس روک کر پرائی سوچ کی لہروں کو دماغ سے نکالا جاتا ہے۔ اسے تو اتفاقاً یہ معلوم ہوا تھا کہ اپنے اندر بے چینی محسوس ہو تو چھینک مارنا چاہیے۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ خیال خوانی کی لہروں کی وجہ سے اسے بے چینی محسوس ہوتی ہے۔

بھیما نے ڈمی کے دماغ میں آکر کہا "الپا! آخر یہ کون ہے؟ میں اس کے دماغ میں جاتا ہوں تو یہ یوگا جاننے والے کی حیثیت سے سانس نہیں روکتا ہے' چھینک مار کر مجھے دماغ سے نکال دیتا ہے ایسا تو میرے ساتھ پہلی بار ہو رہا ہے۔"

کمزوری کی وجہ سے ڈمی کو نیند آگئی تھی۔ وہ جواب نہیں دے رہی تھی لیکن الپا اس کے دماغ میں رہ کر بھیما کی باتیں سن رہی تھی۔ بھیما کو موقع ملا تو وہ اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔ الپا کا تنویمی عمل اور جیکب رابن کا جادوئی عمل اتنا مستحکم تھا کہ اس کے چور خیالات وہی بتا رہے تھے جو اس کے دماغ میں نقش کردیے گئے تھے کہ وہ الپا اور ہر حال میں الپا ہے۔

وہ اس کے دماغ سے چلا گیا۔ آدھے گھنٹے بعد جہاز ممبئی ائر پورٹ کے رن وے پر آکر رک گیا۔ دلیر آفریدی نے جہاز کے اترنے سے پہلے ڈمی کی سیٹ کا سیفٹی بیلٹ باندھ دیا تھا پھر جہاز کے لینڈ کرنے کے بعد اس کے بیلٹ کو کھولتے ہوئے اسے آواز دی "صوفیہ! اٹھو' ہم ممبئی پہنچ گئے ہیں۔"

اس نے اسے ذرا سا جھنجھوڑا تو وہ آنکھیں کھول کر دیکھنے لگی پھر بولی "مجھے بہت کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔ میرے لیے وہیل چیئر منگواؤ۔"

"ارے واہ! وہیل چیئر کی کیا ضرورت ہے۔ میں مرد بچہ ہوں' تمہیں اٹھا کر لے جاسکتا ہوں۔"

بھیما ائر پورٹ پہنچا ہوا تھا اور مسافروں کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ جب مسافر امیگریشن کاؤنٹر سے گزر کر آنے لگے تو اس نے دیکھا ایک قد آور صحت مند جوان اپنے شانے سے سفری بیگ لٹکائے ہوئے تھا۔ اس کے دوسرے شانے سے ایک لیڈیز سفری بیگ لٹکا ہوا تھا اور اس کے دونوں بازوؤں میں ایک حسین دوشیزہ آنکھیں بند کیے آرام سے چلی آرہی تھی۔ بھیما خیال خوانی کے ذریعے الپا کے دماغ میں پہنچا تو پتا چلا کہ وہ حسینہ ہی الپا ہے اور اس جوان کے دونوں بازوؤں میں ہے۔ یہ معلوم کرتے ہی وہ غصے سے تلملا گیا۔ اس نے گھور کر ذرا دور سے آنے والے دلیر آفریدی کو دیکھا۔ جب وہ قریب آیا تو اس نے کہا "رک جاؤ۔"

دلیر آفریدی رک کر بولا "کیا بات ہے جلدی بولو میں اپنی جان من کو اسپتال لے جا رہا ہوں۔"

"یہ تمہاری جان من نہیں ہے۔ میری ہے۔"

وہ بھیما کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا "اچھا تو تم وہی ہندو ہو جو میری جان من سے شادی کرنا چاہتے ہو؟"

بھیما نے پوچھا "تم یہ کیسے جانتے ہو؟"

"یہ جہاز میں مجھے بتا رہی تھی کہ ایک ہندو سے شادی کرنے جا رہی ہے مگر اس نے کسی کا نام نہیں بتایا تھا۔"

"اس نے نہیں بتایا تھا' میں بتاتا ہوں۔ میرا نام بھیما داس ہے۔"

"تمہارے بتانے سے کیا ہوتا ہے۔ جب یہ بولے گی کہ تم ہی وہ آدمی ہو تو پھر دیکھا جائے گا۔"

"کیا دیکھا جائے گا؟"

"یہی کہ تم اس سے شادی کرسکو گے یا میں کرسکوں گا۔"

"کیا تمہاری شامت آئی ہے؟ کیا تم مرنا چاہتے ہو؟"

"میری طرف سے بھی یہی دو سوالات ہیں۔ انہیں یاد کرو اور جواب سوچتے رہو پھر اسپتال آکر بتا دینا۔ یہ کہہ کر وہ الپا کو دونوں بازوؤں میں اٹھائے جانے لگا۔ اسی وقت بھیما نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "میں آخری وارننگ دے رہا ہوں۔ تمہارے دماغ میں اس لیے زلزلہ پیدا نہیں کرنا چاہتا کہ تمہارے دماغ کو جھٹکا پہنچے گا تو یہ تمہارے ہاتھوں سے زمین پر گر پڑے گی۔"

اس نے اپنے دماغ میں اس کی سوچ کی لہروں کو سن کر اس کی طرف حیرانی سے دیکھا پھر بولا "اوہ! اب سمجھا..... جہاز میں میرے اندر بے چینی کیوں ہو رہی تھی۔ تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرے دماغ میں آرہے تھے۔ اب بھی مجھے بے چینی ہو رہی ہے تمہاری ایسی کی تیسی۔"

یہ کہہ کر اس نے زور کی چھینک ماری۔ بھیما کی سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے نکل گئیں۔ وہ اطمینان سے پلٹ کر جانے لگا۔ بھیما حیرانی و پریشانی سے اسے دیکھتے ہوئے سوچنے لگا "یہ ہے کیا چیز؟ یوگا نہیں جانتا' چھینکیں مارتا ہے۔ یہ نیا طریقہ اس نے کہاں سے سیکھا ہے؟"

اس بار بھیما نے اس کے دماغ میں جاتے ہی زلزلہ پیدا کرنا چاہا لیکن اس نے بے چینی محسوس کرتے ہی چھینک ماری پھر دور سے پلٹ کر بولا "ابے او دھیما! اپنی حرکت سے باز آجا۔"

بھیما..... تیزی سے اس کی طرف جاتے ہوئے بولا "میرا نام دھیما نہیں' بھیما ہے۔ میں بھی اسپتال چلوں گا۔"

"چلنا ہے تو پیار سے چل۔ پختون بچے سے دشمنی کرے گا تو اسپتال بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ چل ایک ٹیکسی والے کو روک۔"

میں اپنی کار لے کر آیا ہوں۔

وہ دونوں ایک کار کے پاس آئے۔ دلیر آفریدی نے پچھلی سیٹ کی طرف آکر کہا "چل دروازہ کھول۔"

بھیما نے غصے سے کہا "اے خبردار! مجھے حکم نہ دینا۔ میں اپنی ہونے والی بیوی کی بیماری کی وجہ سے تجھے برداشت کر رہا ہوں۔ اسپتال پہنچنے کے بعد تجھے دیکھ لوں گا۔"

"آنکھیں یہاں رکھتا ہے' دیکھے گا اسپتال میں! پتا نہیں میری جان من کیسے تجھ جیسے اندھے سے شادی کرنے کے لیے راضی ہوگئی تھی۔"

بھیما نے سختی سے ہونٹوں کو بھینچ کر آس پاس دیکھا' وہ پبلک پلیس پر الپا کے دوسرے عاشق سے الجھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے اپنے دل پر جبر کرتے ہوئے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ پھر کہا۔ "اسے پچھلی سیٹ پر لٹا دو اور اگلی سیٹ پر میرے ساتھ بیٹھو۔"

دلیر آفریدی نے الپا کو پچھلی سیٹ پر لٹایا پھر وہیں اس کے پاس بیٹھ کر بولا "بھنورا پھول پر بیٹھتا ہے' تو' تو گوبھی کا پھول ہے۔ تیرے پاس نہیں بیٹھوں گا۔"

بھیما غصے سے اس کے دماغ میں پہنچا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے چھینکتے ہی واپس آگیا پھر دلیر آفریدی نے کہا "دیکھ میں نے بہت برداشت کرلیا ہے۔ اب اگر میرے دماغ میں آئے گا۔"

بھیما نے کار کے اندر آکر کہا "مجھے دھمکی کیا دیتا ہے۔ کیا مجھے کمزور سمجھتا ہے؟ دیکھ میرا بدن دیکھ میرے ہاتھ پاؤں دیکھ' میں فولاد ہوں فولاد۔"

دلیر آفریدی اپنا ایک ہاتھ بڑھا کر بولا "لے پنجہ لڑا اور میری انگلیاں توڑ دے۔"

کار کے اندر ان کی دشمنی' ان کا جھگڑا دیکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ بھیما نے فوراً ہی اس کی انگلیوں میں انگلیاں پھنسائیں پھر دونوں ایک دوسرے سے پنجہ لڑانے لگے۔ اس وقت پتا چلا کہ دونوں ہی فولاد ہیں۔ ایک دوسرے سے ٹکرا سکتے ہیں لیکن ایک دوسرے کو توڑ نہیں سکتے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف زور لگا رہے تھے۔ دونوں کی انگلیاں آہنی سلاخوں کی طرح ایک دوسرے سے الجھی ہوئی تھیں اور کوئی کسی کی انگلی موڑ نہیں پا رہا تھا پھر دلیر آفریدی نے اپنے سر سے ایک زور کی ٹکر اس کے سر پر ماری۔ بھیما نے جواباً اس کے سر پر...... ٹکر ماری پھر دونوں کے پنجوں کی طرح دونوں کے سر بھی ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے۔ دونوں کی پیشانیاں لہولہان ہونے لگیں۔

وہ ایک دوسرے سے ٹکراتے ٹکراتے مرسکتے تھے لیکن ہار نہیں مان سکتے تھے لیکن اچانک ہی بھیما کو خیال آیا کہ وہ بری طرح زخمی ہونے کے باعث اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکے گا۔ ایسے میں نیلماں اس کے اندر آئے گی تو اس کے دماغ میں زلزلے کے جھٹکے پہنچاتے پہنچاتے اسے ادھ موا کردے گی۔ پھر وہ خیال خوانی کے قابل نہیں رہے گا اور نیلماں اسے تنویمی عمل کے ذریعے اپنا معمول اور محکوم بنالے گی۔

یہ خیال آتے ہی بھیما نے کہا "رک جا یہ کوئی مقابلہ کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ اگر ہمیں پولیس والوں نے دیکھ لیا یا دوسرے لوگوں نے دیکھ کر پولیس والوں کو اطلاع دی تو میں اپنی ہونے والی بیوی کو اسپتال تک نہیں پہنچا سکوں گا۔"

وہ غصے سے بولا "یہ تیری بیوی نہیں ہے' میری جان من ہے۔"

اس نے اس کے پنجے سے انگلیاں چھڑاتے ہوئے کہا "بکواس مت کر' یہ ہم میں سے کس کی ہے' ہوش میں آنے کے بعد اپنا فیصلہ سنا دے گی۔ پہلے اسے اسپتال تو پہنچا۔"

"جب تو گاڑی چلا کر اسپتال پہنچائے گا' تب ہی علاج ہو سکے گا۔"

بھیما نے اسے گھور کر دیکھا پھر اسٹیئرنگ سیٹ پر سیدھی طرح بیٹھ کر اس نے کار اسٹارٹ کی اسے ڈرائیو کرتا ہوا اسپتال کی طرف جانے لگا۔ دلیر آفریدی نے اپنا ایک رومال اس کی طرف پھینکتے ہوئے کہا "یہ لے لہو پونچھ لے' ورنہ اسپتال والے تجھے بھی زخمی سمجھ کر بستر پر لٹا دیں گے۔"

وہ اپنے سفری بیگ سے ایک اور کپڑا نکال کر اپنی پیشانی سے لہو پونچھنے لگا۔ بھیما کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ دوسرے ہاتھ سے اپنی پیشانی اور چہرے سے لہو پونچھ رہا تھا اور عقب نما آئینے میں پیچھے بیٹھے ہوئے عجیب و غریب دشمن کو دیکھ کر سوچ رہا تھا "کیا مصیبت گلے پڑ گئی ہے۔ اس نے تو مجھے تھکا مارا ہے۔ میں اس سے کمزور نہیں ہوں۔ وقت آنے پر ٹیلی پیتھی اور کالے جادو سے اسے مٹی میں ملا دوں گا۔ ابھی حالات اجازت نہیں دے رہے ہیں۔ میں چلتے پھرتے کالا جادو نہیں کر سکتا۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے نقصان پہنچانا چاہتا ہوں تو یہ چھینکیں مارنے لگتا ہے۔ اسپتال پہنچ کر مقابلہ کرنا چاہوں گا تو قانون اس کی اجازت نہیں دے گا۔ خوامخواہ پولیس کیس میں الجھنا ہو گا۔"

بھیما ٹیلی پیتھی جانتا تھا' مہا شکتی مان تھا۔ اطمینان سے آتما شکتی کا عمل کرنے کا موقع ملتا تو دلیر آفریدی کے جسم سے روح نکال کر اس کے جسم میں داخل ہو سکتا تھا یا اسے مردہ بنا کر چھوڑ سکتا تھا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو اپنے جادوئی عمل سے دوسری طرح نقصان پہنچا سکتا تھا۔ اسے اپاہج بنا سکتا تھا۔ وہ اپنی کتنی ہی صلاحیتوں سے اسے کتنے ہی عذابوں میں مبتلا کر سکتا تھا لیکن کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ دنیا جہان کی قوتیں سمیٹ کر شہ زور بن سکتا تھا۔ ساری دنیا سے لڑ سکتا تھا۔ مگر کسی کے مہربان مقدر سے کبھی نہیں لڑ سکتا تھا۔

○☆○

یہ اچھی بات تھی کہ سلمیٰ اور صمد رمزی ایک دوسرے کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ سلمیٰ کی اس سے شادی ہو جاتی تو وہ اس کے ساتھ تھائی لینڈ چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے قاہرہ چلے جاتے لیکن سلام کی ہلاکت کے باعث فوری طور پر شادی کی تقریب منعقد کرنا کچھ معیوب لگ رہا تھا اس لیے یہ طے پایا تھا کہ سلام کے چالیسویں کے بعد شادی ہو گی سونیا نے کلام کو سمجھایا "برادر آپ نکاح تو سلام کے چالیسویں کے بعد ہی صمد رمزی سے پڑھائیں لیکن تھائی لینڈ کو فوری طور پر چھوڑ کر قاہرہ چلے جائیں۔"

کلام نے کہا "جب تک بیٹی کا نکاح نہیں پڑھایا جائے گا۔ صمد رمزی سے ہمارا کوئی رشتہ نہیں ہو گا۔ پھر ہم اس کے ساتھ کیسے جا سکتے ہیں۔ یہ سوچ کر عجیب سا لگتا ہے کہ جو ہمارا ہونے والا داماد ہے ہم اس کے پاس جا کر ابھی سے رہیں گے۔"

سونیا نے کہا "آپ اپنی دونوں بیٹیوں کو لے کر صمد رمزی کے ساتھ جائیں لیکن اس کے ساتھ رہائش اختیار نہ کریں۔ صمد رمزی کا دوسرا بنگلا بھی ہے۔ وہاں آپ قیام کر سکتے ہیں۔ جب چالیس دنوں کے بعد یا دو چار ماہ کے بعد بھی آپ بیٹی کی شادی اس سے کریں گے تو بیٹی کو اپنے اس بنگلے سے رخصت کریں گے۔ وہ بنگلا مستقل آپ کی اور رابعہ کی رہائش کے لیے مخصوص رہے گا۔ وہاں آپ کے اخراجات کے لیے مستقل آمدنی کا بھی بندوبست کر دیا جائے گا۔"

صمد رمزی نے کلام سے کہا "آپ میرے بزرگ ہیں۔ جب تک سلمیٰ سے میری شادی نہیں ہو گی۔ میں آپ کا داماد نہیں کہلاؤں گا۔ اس وقت تک آپ مجھے اپنا بیٹا سمجھ سکتے ہیں۔ پلیز بیٹا سمجھ کر ہی میرے ساتھ قاہرہ چلیں۔"

بہرحال یہ معاملات طے ہو گئے۔ پارس اور پورس نے ان کے لیے پاسپورٹ اور ویزا وغیرہ سب تیار کر رکھا تھا۔ وہ دوسرے ہی دن کی فلائٹ سے صمد رمزی کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ سونیا نے خیال خوانی کے ذریعے جناب عبداللہ واسطی سے کہا "محترم واسطی صاحب! اب آپ مطمئن ہو جائیں۔ آپ کے برادرم کلام اپنی دونوں بیٹیوں سلمیٰ اور رابعہ کے ساتھ قاہرہ پہنچ رہے ہیں۔ وہاں ان کی رہائش کا انتظام ہو چکا ہے۔ آپ اگر اپنے برادر سے ملاقات کرنا چاہیں' ان کے پاس قاہرہ جا سکتے ہیں۔"

جناب عبداللہ واسطی نے کہا "میں جلد ہی اپنے بھائی اور بھتیجیوں سے ملنے جاؤں گا اور سلام کی ہلاکت کے سلسلے میں انہیں صبر کی تلقین کروں گا۔"

سونیا نے کہا "آپ سمجھ رہے ہیں کہ میں نے آپ کو ان سے ملاقات کے لیے قاہرہ جانے کے لیے کیوں کہا ہے؟"

"میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ ابھی اس بات کو راز میں رکھا جائے گا کہ میں کلام کا سگا بھائی ہوں اور میرا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ یہ بات راز میں رہے گی تو امریکا کو کبھی یہ معلوم نہیں ہو گا کہ تم تھائی لینڈ میں مسلمان خاندانوں کے تحفظ کے سلسلے میں مصروف ہو۔"

تیج پال کے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے اب براہ راست نیلماں وغیرہ سے رابطہ نہیں کرتے تھے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے تھائی لینڈ میں کسی کو آلہ کار بنا کر لب و لہجہ بدل کر نیلماں سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ تیج پال کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے مائک مورو نے اپنے ایک آلہ کار کے ذریعے سونیا کو مخاطب کیا پھر کہا "نیلماں دیوی! آپ کی مرضی کے مطابق ایک مسلمان خاندان تھائی لینڈ سے جا چکا ہے۔ اب ہمیں ہمارا بیزون واپس مل جانا چاہیے۔"

سونیا نے کہا "بیزون کی واپسی کا انحصار امریکی اکابرین کے فیصلے پر ہے۔ میں نے شرط پیش کی تھی کہ یا تو میں بیزون کو یرغمال بنا کر رکھوں گی یا پھر پال پوٹ کو میرے حوالے کیا جائے میں اسے ہلاک کروں گی اور بیزون کو رہا کر دوں گی۔ تم امریکی اکابرین سے اس سلسلے میں گفتگو کرو۔"

مائک مورو نے فیکس کے ذریعے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا "آپ نے کہا تھا کہ بارہ گھنٹے کے بعد پال پوٹ کو نیلماں دیوی کے حوالے کر دیں گے۔ بارہ گھنٹے گزر چکے ہیں۔ آپ ہماری باتوں کا جواب اپنے ہی دماغ میں دہرائیں۔ ہم خیال خوانی کے ذریعے سن رہے ہیں۔"

اعلیٰ افسر اپنے دماغ میں اپنی سوچ کے ذریعے بولنے لگا "تم سب میرے اندر موجود ہو۔ میرے خیالات پڑھ کر معلوم کر سکتے ہو کہ میں پال پوٹ کا بدترین مخالف ہو چکا ہوں کیونکہ وہ اپنے خفیہ اڈے کے بارے میں مجھ سے بھی رازداری سے کام لے رہا ہے۔ یہ بتانا نہیں چاہتا کہ وہ کہاں روپوش ہے۔"

مائک مورو' جوزف وہسکی اور بڈی رابرٹ اس کے چور خیالات پڑھنے لگے۔ یہ پتا چلا کہ واقعی امریکی اکابرین اور امریکی خفیہ ایجنسی کے انچارج وغیرہ پال پوٹ کا خفیہ ٹھکانا معلوم کرنے کی پوری کوششوں میں مصروف ہیں۔ امریکا پہلے پال پوٹ کی پشت پناہی کرتا ہوا' لاؤس اور کمبوڈیا جیسے ممالک کو اپنے زیر اثر لانا چاہتا تھا۔ اب اس نے اپنی پالیسی بدل دی تھی۔ وہ تھائی حکومت سے سمجھوتا کر چکا تھا اور اس حکومت کو مالی امداد' جنگی طیارے اور جدید ہتھیار پہنچانے والا تھا تاکہ تھائی حکومت کے فوجی پال پوٹ کے فوجی گوریلوں کو پہلے تھائی لینڈ سے نکالیں پھر لاؤس اور کمبوڈیا سے بھی ان کا خاتمہ کر دیں۔ تھائی حکمران خوش تھے کہ اب امریکا پال پوٹ کے خلاف ہے اور انہیں بھرپور امداد دے رہا ہے۔

تھوڑی دیر بعد مائک مورو کی طرف سے ایک فیکس موصول ہوا۔ اعلیٰ افسر نے اسے پڑھا۔ اس میں لکھا تھا "ہم آپ کے خیالات پڑھ چکے ہیں۔ واقعی آپ پال پوٹ کے خلاف اقدامات کر رہے ہیں۔ اس کے خفیہ اڈے تک پہنچنے اور اسے گرفتار کرنے والے ہیں۔ لیکن ان سب کاموں میں بہت دیر ہو سکتی ہے۔ اس وقت تک ہمارا ساتھی بیزون' نیلماں کا قیدی بنا رہے گا کیا ایسا کوئی راستہ نہیں نکالا جا سکتا کہ نیلماں آپ اور ہم پر اعتماد کر کے بیزون کو رہا کر دے۔"

اعلیٰ افسر کے خیالات نے کہا "نیلماں مجھ سے رابطہ کرے گی تو میں اس سے یہ رعایت حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ ویسے پال پوٹ کچھ زیادہ دنوں تک روپوش نہیں رہ سکے گا۔ تم لوگوں نے میرے مکمل خیالات نہیں پڑھے ہیں۔ یہ معلوم نہیں کیا ہے کہ میں نے لاؤس اور کمبوڈیا کے تمام کمیونسٹ گوریلوں کے لیے راشن' ہتھیار اور دواؤں کی سپلائی روک دی ہے اب وہ بھوکے رہیں گے' دواؤں کے بغیر بیماریاں بڑھتی جائیں گی۔ زخمیوں کی مرہم پٹی نہیں ہو سکے گی۔ ہتھیار کم پڑنے کے باعث وہ زیادہ دنوں تک جنگ جاری نہیں رکھ سکیں گے۔"

کئی ماہ پہلے جب پال پوٹ' کمبوڈیا کی مغربی سرحد پار کر کے تھائی لینڈ آیا تھا تب ہی اس کی موت کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس طرح یہ سب ہی کے خیال میں تھا کہ اگر پال پوٹ مرا نہیں اور زندہ ہے تو پھر وہ تھائی لینڈ کے ہی کسی علاقے میں ہو گا۔

تھائی لینڈ کے ریٹائرڈ فوجی افسران' پال پوٹ کے وفادار تھے۔ ان میں سے جتنے اس کے خاص ماتحت تھے وہ تمام افسران تھائی لینڈ کے گھنے جنگلات میں رہتے تھے۔ سونیا کے علاوہ تیج پال کے خیال خوانی کرنے والوں نے بھی ان ریٹائرڈ افسران کے چور خیالات پڑھے تھے۔ پال پوٹ کے خاص افسران بھی یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ بھی جنگلات میں کہیں روپوش ہے یا کسی دوسرے علاقے میں جا کر روپوش ہو گیا ہے۔

پال پوٹ کو اب اپنی موت نظر آ رہی تھی۔ ایک تو امریکا جیسی سپر پاور نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اس کے گوریلا فوجیوں کی امداد بند کر دی تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اسے تلاش کر رہے تھے۔ ایسے میں وہ اپنے آپ کو بہت ہی بے بس محسوس کر رہا تھا لیکن ہمت ہارنے والا نہیں تھا۔ وہ بہت پہلے ہی تھائی لینڈ کے گھنے جنگلات سے نکل کر رات کے اندھیروں میں سفر کرتا ہوا پھر سے کمبوڈیا کے ایک گھنے جنگل میں پہنچ گیا تھا۔

اس کے ساتھ دو خاص باڈی گارڈ اور پچیس گوریلا جوان تھے جو اس کے ایک اشارے پر اپنی جان دے سکتے تھے۔ اس جنگل میں ایسے اونچے' گھنے درخت تھے کہ سورج کی روشنی بھی نہیں پہنچتی تھی۔ خطرناک جنگلی جانوروں کے علاوہ کئی طرح کے زہریلے سانپ پائے جاتے تھے۔ کئی ماہ پہلے جب پال پوٹ کمبوڈیا کے ان جنگلات میں تھا تو اس کے خاص گوریلا فائٹروں نے کئی جگہ بارودی سرنگیں بچھائی تھیں۔

اس طرح دیکھا جائے تو وہ تمام اطراف سے محفوظ تھا۔ اگر دشمن جنگل کے راستے چھپ چھپا کر آنا چاہتا تو زہریلے سانپوں اور بچھوؤں کا خوف رہتا پھر جنگلی جانور بھی ان پر حملہ کر سکتے تھے۔ اگر ان سے بچ نکلتے تو یہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں کہاں بارودی سرنگیں بچھی تھیں۔ جہاں بھی ان کے پاؤں پڑتے' بارودی دھماکوں سے ان کے چیتھڑے اڑ جاتے یا پھر وہ اپاہج بن کر رہ جاتے۔

پال پوٹ کے پاس ہتھیاروں کا ذخیرہ تھا۔ اس کے گوریلا فوجیوں نے بے شمار جنگلی جانوروں کا شکار کیا تھا۔ جس سے خوف زدہ ہو کر باقی جانور دور بھاگ گئے تھے۔ جو بھٹک کر واپس آتے تھے ان کا شکار کر کے پال پوٹ اور اس کے گوریلا فوجی گوشت کھایا کرتے تھے۔ راشن کا اسٹاک تھا اس کے علاوہ بھی دوسرے گوریلا

فوجیوں نے وردیاں اتار دی تھیں۔ عام لوگوں میں شامل ہو کر شہری زندگی گزار رہے تھے۔ تین وقت کے کھانے کے لیے واردات کرتے تھے۔ اور کافی راشن خفیہ راستوں سے گھنے جنگل کی طرف لے جاتے تھے۔ وہاں سے پال پوٹ کے خاص گوریلا فوجی وہ راشن لے کر پال پوٹ تک پہنچا دیتے تھے۔

زہریلے سانپوں اور بچھوؤں کو دور رکھنے کے لیے کئی طرح کی اسپرے کرنے والی دوائیں تھیں۔ ابھی امریکی سراغ رساں اور ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے موجودہ خفیہ اڈے سے واقف نہیں تھے۔ جب اڈے کا سراغ ملتا تو ان کے لیے وہاں پہنچنا بہت بڑا مسئلہ بن جاتا۔ اسے گرفتار کرنے کے لیے زمینی راستوں سے جانے والے، جنگلی جانوروں، زہریلے سانپوں اور بچھوؤں کا شکار ہو سکتے تھے۔ ان سے بچ کر نکلتے تو یہ جاننا مشکل ہوتا کہ کہاں کہاں بارودی سرنگیں بچھی ہوئی ہیں پھر جنگل کے مختلف حصوں میں چھپے ہوئے گوریلا فوجیوں کی فائرنگ سے ہلاکت کا اندیشہ رہتا۔

پال پوٹ نے اپنے دونوں باڈی گارڈز اور پچیس گوریلا فائٹروں کو گونگا بن کر رہنے کی سختی سے تاکید کی تھی۔ وہ سب گونگوں کی طرح باتیں کرنے، باتیں سمجھانے کی مشقیں کرتے رہتے تھے اور اب انہیں زبان سے کچھ بولنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی تھی۔

جب اس کے موجودہ خفیہ اڈے کا سراغ مل جاتا تو اسے نیست و نابود کر دینے کا صرف ایک ہی فضائی راستہ تھا۔ ہوائی جہاز کے ذریعے جنگل کے اس حصے میں بمباری کر کے اس کے خفیہ اڈے کو تباہ کیا جا سکتا تھا یا ہوائی جہاز کے ذریعے نیچی پرواز کرتے ہوئے جنگل کے ان تمام حصوں میں آگ لگائی جا سکتی تھی۔ سانپ کو بل سے نکالنے کے لیے بل کے سرے پر آگ لگائی جاتی ہے۔ سانپ کو مجبوراً اپنی سلامتی کے لیے وہاں سے نکلنا پڑتا ہے۔ پال پوٹ بھی زندہ جل کر مرنا چاہتا تو مر جاتا، ورنہ بھاگتا ہوا اپنے خفیہ اڈے سے اور اس جنگل سے باہر چلا آتا۔

پال پوٹ کئی برسوں سے گوریلا جنگ لڑتا رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے خفیہ اڈے کا سراغ ملے گا تو دشمن ایسی ہی تدابیر سے اسے ہتھیار ڈالنے اور خفیہ اڈے سے نکلنے پر مجبور کر دیں گے۔ اس کے پاس طبعی عمر تک زندہ رہنے کے دو ہی راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ خفیہ طور پر دو چار شہروں میں جائے۔ وہاں ایسے ذرائع اختیار کرے کہ امریکا کی مخالف تنظیموں سے رابطہ ہو۔ وہ تنظیمیں اسے امریکا کے خلاف بھرپور امداد دیتی رہیں گی اور اسے تحفظ بھی دیتی رہیں گی۔ اگر مخالف تنظیموں سے رابطہ نہ ہو تو کسی طرح امریکا کے مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے رابطہ ہو جاتا۔ کسی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کا تعاون حاصل ہوتے ہی وہ پہلے سے زیادہ طاقتور بن سکتا تھا۔

اس کے سامنے دوسرا راستہ یہ تھا کہ وہ اپنا چہرہ اپنا حلیہ بدل کر عام شہری کی طرح زندگی گزارے۔ اس کے خاص باڈی گارڈز اور پچیس گوریلا فوجی بھی اسی طرح چہرہ اور حلیہ بدل کر اس کے آس پاس ایک ہی شہر میں رہائش اختیار کریں اور کھوئی ہوئی طاقت حاصل کرنے کے مواقع تلاش کرتے رہیں۔ اس نے اپنے پچیس گوریلا فائٹروں کو بلا کر ان سے کہا "اب ہم ایک ایک، دو دو کر کے یہاں سے قریبی شہر میں منتقل ہوں گے اور نئی پلاننگ کے مطابق کھوئی طاقت حاصل کریں گے۔"

نئی پلاننگ کے تحت یہ طے پایا کہ پہلے پال پوٹ کا ایک باڈی گارڈ چار گوریلا فائٹروں کے ساتھ قریبی شہر میں جائے گا۔ وہاں عام شہری کی حیثیت سے رہائش کا انتظام کرے گا۔ کسی پلاسٹک سرجری کرنے والے کو اغوا کر کے قیدی بنائے گا۔ اس کے بعد پال پوٹ وہاں رازداری سے پہنچے گا اور اپنے چہرے پر پلاسٹک سرجری کرائے گا پھر گوریلا فائٹرز اور اس کے باڈی گارڈز بھی اپنے چہرے پر تھوڑی بہت تبدیلیاں کرائیں گے۔ اس طرح کوئی انہیں پہچان نہیں سکے گا۔ امریکا اور مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے مقابلے میں بھرپور طاقت حاصل کرتے کرتے خواہ کتنا ہی عرصہ گزر جائے یہ اطمینان رہے گا کہ دشمن انہیں پہچان نہیں سکیں گے اور وہ سلامتی سے زندہ رہیں گے۔

اس نے صحیح پلاننگ کی تھی۔ جب وہ دو دو چار چار کر کے اپنے گوریلا فائٹروں اور باڈی گارڈز کے ساتھ وہاں سے منتقل ہو گیا تو ایسے ہی وقت امریکی سراغ رساں تھائی فوج کے کمانڈوز کے ساتھ اس جنگل کی طرف آئے۔ انہیں ایسے آثار نظر آئے کہ وہاں سے پہلے بھی انسانوں کا گزر ہوتا رہا ہے۔ جنگل میں آگے بڑھتے رہنے پر انہیں کئی بجھے ہوئے الاؤ دکھائی دیے۔ کہیں کہیں ایسے خالی ڈبے اور گتے کے خالی پیکٹ نظر آئے، جن میں کھانا پیک کیا جاتا تھا۔

ان سراغ رسانوں نے خفیہ ایجنسیوں کو اطلاع دی۔ ان ایجنسیوں نے امریکا تک یہ خبر پہنچائی پھر تھائی کمانڈوز کے لیڈر نے موبائل فون کے ذریعے فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا۔ اس سے درخواست کی کہ فوج کا ایک حصہ اس جنگل کی طرف بھیجا جائے۔ پال پوٹ یہیں اطراف میں کہیں چھپا ہوا ہے۔

ان کے پاس ہتھیار تھے، جنگلی جانور کا خطرہ نہیں تھا۔ زہریلے سانپوں اور بچھوؤں سے بچنے کے لیے بھی وہ مکمل انتظامات کے ساتھ آئے تھے۔ آگے بڑھتے رہنے کے دوران میں جب ایک سراغ رساں اور دو کمانڈوز بارودی سرنگ کا شکار ہوئے تب محتاط ہو کر جہاں تھے وہیں رک گئے۔ انہوں نے بارودی سرنگوں کا سراغ لگانے والے ماہرین کو بلایا۔ ایسے وقت سونیا، پارس اور پورس کے علاوہ تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ان سب کے دماغوں میں تھے۔

ان سب نے پال پوٹ کو ڈھونڈ نکالنے کی بڑی جدوجہد کی۔

گھنے جنگلوں میں تکالیف اٹھاتے اٹھاتے بالآخر جب وہ اس کے خفیہ اڈے تک پہنچے تو وہاں ویرانی تھی۔ اگرچہ وہاں اس کی موجودگی کے آثار ملے لیکن وہ نہ ملا۔

پورس نے کہا "مما! یہ پہلا شخص ہے، جو ٹیلی پیتھی نہیں جانتا لیکن بڑی کامیابی سے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہا ہے۔"

سونیا نے کہا "وہ آج نہیں تو کل ضرور ہاتھ آئے گا لیکن اس وقت تک یہ بات تشویش ناک ہے کہ امریکا ان تین ممالک تھائی لینڈ، کمبوڈیا اور لاؤس میں ان کی مدد کرنے کے بہانے اپنے فوجی ماہرین اور فوجی جوانوں کو بلا کر چھوٹے چھوٹے فوجی اڈے قائم کرتا رہے گا۔"

پارس نے کہا "حالات ایسے ہیں کہ تینوں ممالک کے حکمران اور عوام فوجی امداد کو اپنے لیے باعثِ رحمت سمجھیں گے کیونکہ ان کی وجہ سے کمیونسٹ گوریلے ان تینوں ممالک سے فرار ہونے پر مجبور ہوتے رہیں گے۔"

پورس نے کہا "انہیں یہ بھی یقین ہوگا کہ امریکی فوجی ہی پال پوٹ اور اس کے مٹھی بھر گوریلا فائٹروں کو جہنم میں پہنچائیں گے۔"

سونیا نے نیلماں کی حیثیت سے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کو مخاطب کیا اور کہا "میں تمہاری چال بازی سمجھ گئی ہوں۔ تم پال پوٹ کو میرے حوالے کرنے کے بہانے اپنے فوجی تینوں ممالک میں پھیلانا چاہتے ہو لیکن میں اس کی اجازت نہیں دوں گی۔ تم ان تین ممالک کی فوجوں کو ہتھیار سپلائی کر سکتے ہو لیکن اپنی فوج یہاں نہیں اتار سکو گے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہم تمہارے مطالبے کے مطابق پال پوٹ کو جلد ہی تمہارے حوالے کرنے والے ہیں۔ اس کے بعد بھی تمہاری وہاں موجودگی پر اعتراض نہیں کر رہے ہیں۔ تمہیں بھی ہمارے معاملات میں مداخلت نہیں کرنا چاہیے۔"

"میں بہت پہلے کہہ چکی ہوں یہاں میں مستقل طور پر رہنا چاہتی ہوں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ میں کسی دشمن کو ادھر کا رخ نہ کرنے دوں۔"

"ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں۔ تم ہمیں آزما کر دیکھ لو بلکہ دیکھ رہی ہو کہ جو تم کہتی ہو وہ ہم کرتے ہیں۔ تمہارے مطالبے کے مطابق پال پوٹ کو ڈھونڈ نکالنے کے لیے دن رات ایک کر رہے ہیں۔"

"مجھ پر احسان نہیں کیا جا رہا ہے۔ میں ایک ہی بات جانتی ہوں کہ تم یہاں فوجی اڈا نہیں بناؤ گے۔"

"حالات کا تقاضا ہے کہ ہماری فوج وہاں موجود رہے۔ تم اعتراض کرو گی۔ تب بھی ہمیں یہی کرنا ہوگا۔ حالات ہمیں مجبور کر رہے ہیں۔ لاؤس کمبوڈیا اور تھائی لینڈ تینوں ممالک کے حکمران بھی یہی چاہتے ہیں۔"

"تو پھر اپنی فوجوں کو ان ممالک میں بھیجنے سے پہلے دیکھو کہ میں کیا کر رہی ہوں؟"

اس نے اعلیٰ افسر سے رابطہ ختم کیا پھر علی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "بیٹے! تم ان امریکی چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بابا صاحب کے ادارے کے سراغ رسانوں کے حوالے کر دو۔ ان سراغ رسانوں سے کہو کہ ان چھ افراد پر دوبارہ تنویمی عمل کر کے ان کے دماغوں میں یہ نقش کر دیں کہ وہ امریکا کے بدترین دشمن ہیں اور اب آزاد اور خود مختار ہیں۔"

وہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے یعنی آندرے اور اس کے پانچ ساتھی امریکا سے دور یورپ کے پانچ مختلف ممالک میں تھے۔ سونیا کی ہدایت کے مطابق بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے اور ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں نے ان پانچوں کے دماغوں پر دوبارہ تنویمی عمل کیا۔ یہ بات ان کے ذہن میں نقش کر دی کہ وہ امریکا کے بدترین دشمن ہیں۔ وہ امریکی اکابرین سے جب بھی رابطہ کریں گے تو دشمن بن کر کریں گے۔

سونیا نے دوسرے دن امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا پھر کہا "تم لوگوں کو یاد ہوگا کہ آندرے نے مجھ سے خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کی تھی اور یہ اس کی بہت بڑی غلطی تھی۔ میں اس کے دماغ میں پہنچ گئی تھی اور اسے خبر بھی نہیں ہوئی تھی پھر اس کے ذریعے دوسرے پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں میں بھی پہنچ چکی تھی۔ میری بات ماننے سے انکار کیا تھا۔ اب اس کے نتیجے میں اپنے ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تلاش کرو۔ میں نے انہیں ٹریپ کر کے دوسرے ملکوں میں پہنچا دیا ہے۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "نہیں، تم ہمیں اتنا بڑا نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔ ہمارے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا قیدی نہیں بناؤ گی۔"

"میں بنا چکی ہوں۔ تم میری باتوں کی تصدیق کر سکتے ہو۔"

"میں کیسے تصدیق کروں۔ میرا ان سے کبھی رابطہ نہیں رہتا ہے۔ وہ خود ہی مجھ سے رابطہ کرتے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں، میں ان سے کہتی ہوں۔ وہ تم سے رابطہ کریں گے۔"

علی اب تک آندرے بن کر امریکی اکابرین سے رابطہ کیا کرتا تھا۔ پہلی بار خود آندرے نے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کو مخاطب کیا "ہیلو! میں آندرے بول رہا ہوں۔ سنا ہے آپ مجھ سے اور میرے پانچ ساتھیوں سے باتیں کرنے کے لیے بے چین ہیں۔"

"میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ نیلماں نے جو کچھ مجھ سے کہا ہے کیا وہ درست ہے؟"

"اگر درست نہ ہوتا تو میں یہاں کیسے آتا؟ ابھی نیلماں دیوی نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے، تم اس کے معمول بن چکے ہو۔"

"صرف میں نہیں میرے پانچ ساتھی بھی اس کے جاں نثار بن چکے ہیں۔"

اعلیٰ افسر چند لمحوں تک سکتے میں رہا پھر جلدی جلدی تمام اکابرین سے رابطہ کرنے لگا۔ انٹرلنک' ٹیلی ویژن اور ٹیلی فون کے ذریعے ان سے کہنے لگا "نیلماں ہمیں زبردست نقصان پہنچا رہی ہے۔ اس نے پہلے بیزون کو ٹریپ کیا۔ اب اس نے آندرے اور اس کے پانچ ساتھیوں کو اپنا معمول اور تابع بنالیا ہے۔ اس وقت آندرے میرے دماغ میں موجود ہے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "یہ ہمارے لیے بہت بڑی ٹریجڈی ہے کہ جب بھی ہم اپنے ملک میں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرتے ہیں۔ وہ رفتہ رفتہ یا تو باغی ہوجاتے ہیں یا دوسروں کے غلام بن جاتے ہیں۔"

ایک اور حاکم نے کہا "ہم آندرے سے درخواست کریں گے کہ وہ اگر اپنے ہوش و حواس میں ہے اور اس پر نیلماں کا پوری طرح اثر نہیں ہے تو اپنے ملک اور قوم کی بہتری کے لیے فوراً ہمیں اپنے اور اپنے پانچ ساتھیوں کے موجودہ پتے ٹھکانے اور فون نمبر بتائے۔ ہم ان سب کو نیلماں کے اثر سے نکال لائیں گے۔"

اس کی باتوں کا جواب نہیں ملا۔ اعلیٰ افسر سے پوچھا گیا "کیا آندرے تمہارے دماغ میں موجود نہیں ہے؟"

وہ بولا "پتا نہیں' میں خیال خوانی کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکتا ہوں۔ وہ شاید چلا گیا ہے اس لیے خاموشی ہے۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "سمجھ میں نہیں آتا نیلماں ہم سے ایسی دشمنی کیوں کررہی ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "وہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ ہم اپنی فوجیں تھائی لینڈ' کمبوڈیا اور لاؤس میں نہ پہنچائیں۔ اس پر میں نے کہا تھا کہ جب ہم اس کی وہاں موجودگی پر اعتراض نہیں کررہے ہیں تو اسے بھی ہماری فوجوں کی وہاں موجودگی پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ تب اس نے کہا تھا کہ ہماری فوجوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ زبردست نقصان پہنچائے گی۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے پوچھا "کیا وہ اسی طرح ہمیں نقصان پہنچاتی رہے گی؟ اس کے خوف سے ہم بہترین موقع گنوا دیں گے؟ اور اپنی فوجوں کو ان تین ممالک کی طرف روانہ نہیں کریں گے؟"

کئی فوجی افسران نے کہا "ہم ضرور اپنی فوجیں وہاں بھیجیں گے اس طرح خوف زدہ ہونے سے بات نہیں بنے گی۔ اس کے آگے گھٹنے ٹیک دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم آئندہ کبھی جمہوریہ چین کی پیش قدمی کو روکنے کے لیے وہاں موجود نہیں رہیں گے۔"

اعلیٰ افسر کے نام ایک فیکس آیا۔ اس نے اس پر ایک نظر ڈال کر کہا "یہ ایک فیکس آرمی ہیڈ کوارٹر سے لیزی گارڈ نے بھیجا ہے۔ میں اسے پڑھ کر سنا رہا ہوں۔"

لیزی گارڈ نے لکھا تھا "آپ لوگوں کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ اگرچہ نیلماں نے ہمیں بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے لیکن ہم اس کے سامنے مجبور اور بے بس نہیں ہیں۔ آپ کے تین فرماں بردار ٹیلی پیتھی جاننے والے تیج پال کے ساتھ ہیں۔ اس کے علاوہ تھری جے بھی آپ کے تابع ہیں۔ انہوں نے مجھے آپ تک پہنچایا تھا۔ ایک اور خوش خبری سناؤں کہ تھری جے نے موقع پاتے ہی کینی پال پر بھی تنویمی عمل کیا ہے۔ اس کے دماغ کو مقفل کرچکا ہے۔ نیلماں اس کے بھی دماغ میں نہیں پہنچ سکے گی۔

"آندرے نے براہِ راست نیلماں سے گفتگو کرکے غلطی کی تھی۔ اس کے ذریعے وہ باقی پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں میں پہنچ گئی تھی۔ اس طرح ہمیں ان چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محروم ہونا پڑا پھر بھی آپ حساب کریں آپ کے پاس تھری جے کا اضافہ ہوا ہے۔ پھر میں ہوں اور کینی بال ہے۔ اس طرح ہم پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ لوگوں کی زبردست قوت بن کر رہیں گے۔ ہم نے یہ طے کرلیا ہے کہ نیلماں کو کبھی ہماری آواز اور لب ولہجہ سننے کا موقع نہیں دیں گے۔"

اعلیٰ افسر نے اس فیکس کو پڑھ کر سنایا۔ ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "ہمارے تھری جے اور لیزی گارڈ نے بہت عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہمیں چھ ٹیلی پیتھی جاننے والون کا ہاتھ سے نکل جانے کا بہت صدمہ ہورہا تھا۔ ان کی اس کارکردگی کے باعث یہ صدمہ کم ہوگیا ہے۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "اب ہمیں جلد سے جلد ایسے اقدامات کرنے ہوں گے کہ تھائی لینڈ میں نیلماں کی برتری ختم ہوتی جائے۔ اگر ہم اسے وہاں سے جانے پر مجبور نہ کرسکے' تب بھی کچھ ایسے کرنا چاہیے کہ نیلماں بھی ہماری طرح بے شمار مسائل میں گرفتار ہوتی رہے۔"

لیزی گارڈ اور تھری جے ان اکابرین کے دماغوں میں رہ کر ان کی باتیں سن رہے تھے۔ اس بار انہوں نے فیکس کے ذریعے جواب نہیں دیا بلکہ وہ کچھ ایسا کام کررہے تھے جسے راز میں رکھنا ضروری تھا۔ اگر وہ اسے ظاہر کردیتے تو اندیشہ تھا کہ ان کے دماغوں سے نیلماں کو بہت کچھ معلوم ہوجاتا۔

اس میں شبہ نہیں ہے کہ تمام امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں' تھری جے نے سب سے زیادہ ذہانت کا ثبوت دیا تھا۔ وہ اب تک روپوش رہنے میں کامیاب رہے تھے اور دشمن انہیں تلاش کرنے اور انہیں ٹریپ کرنے میں ہمیشہ ناکام رہے تھے۔ اب وہ لیزی گارڈ اور کینی بال کو اپنے زیر اثر لاکر بڑی رازداری سے کچھ ایسے کام کررہے تھے۔ جس کے نتیجے میں آگے چل کر امریکا کو نیلماں یعنی سونیا کے سامنے جھکنا نہ پڑتا۔

○☆○

بابا صاحب کے ادارے سے ملنے والی ہدایات کے مطابق سونیا' تھائی لینڈ سے پیرس چلی گئی تھی۔ اور اب ثانی اس کی جگہ نیلماں بننے کے لیے آرہی تھی۔ پارس اور پورس بنکاک کے ائر پورٹ پر موجود تھے۔ انہوں نے خیال خوانی کے ذریعے ثانی سے رابطہ کیا تھا اور پوچھا تھا' وہ کس فلائٹ سے آرہی ہے؟

اس نے کہا تھا "میں کس فلائٹ سے آرہی ہوں یہ نہیں بتاؤں گی لیکن آج صبح سے شام تک جتنی فلائٹس بنکاک پہنچ رہی ہیں ان میں سے کسی ایک فلائٹ میں ضرور رہوں۔"

پورس نے کہا "ثانی! تم اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہو؟ کیا تم یہاں پہنچو گی تو ہم تمہیں پہچان نہیں سکیں گے؟"

"بالکل نہیں۔ تم تو پھر بھی میرے دیور ہو میرا مجازی خدا بھی مجھے نہیں پہچان سکے گا۔"

پارس نے کہا "تم مجھے چیلنج کررہی ہو؟"

"ٹھیک ہے اس چیلنج کا اصل مقصد یہ ہے کہ دور رہ کر دیکھتی رہوں گی کہ میری غیر موجودگی میں تم کس حد تک شرافت سے زندگی گزار رہے ہو اور پورس کو بھی تم نے آدمی بنایا ہے یا نہیں؟"

پورس نے کہا "ثانی! ذرا زبان سنبھال کر بولو' کیا میں آدمی نہیں ہوں جو پارس مجھے آدمی بنائے گا؟"

"یہ تو میں آکر ثابت کروں گی کہ تم دونوں کیسے بگلا بھگت بن کر رہتے ہو۔"

پورس نے کہا "میں تمہارا چیلنج قبول کرتا ہوں تم وعدہ کرو' اگر میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا تو تم یہاں رہنے کے دوران میں صرف اپنے پارس کو لگام دیتی رہو گی اور میرا پیچھا چھوڑ دو گی۔ میرے خلاف جاسوسی نہیں کرو گی۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں۔ پارس تم سن رہے ہو اگر پورس نے مجھے ڈھونڈ نکالا تو میں دن رات صرف تم پر مسلط رہوں گی اور وہ آزاد پنچھی کی طرح کھلی فضاؤں میں اڑتا رہے گا۔ تم اسے حسرت سے دیکھتے رہو گے۔"

"میں اتنا نادان نہیں ہوں۔ پورس کو موقع ہی نہیں دوں گا کہ وہ تمہیں ڈھونڈ نکالے۔"

"یہ ثانی بڑی چالاکی سے ہم دونوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکا رہی ہے۔ میں اسے ڈھونڈتا رہوں گا اور تم میری تلاش کو ناکام بناتے رہو گے اور یہ ہم دونوں کو رسہ کشی میں الجھا کر روپوش... رہنے میں کامیاب ہوتی رہے گی۔"

"کیوں ثانی تم یہاں آنے سے پہلے ہی مکاری دکھا رہی ہو؟"

"اسے میری مکاری سمجھو یا محبت' میں تم دونوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے آرہی ہوں۔"

"تم یہاں نیلماں بن کر اپنے فرائض ادا کرنے آرہی ہو۔"

"میرے فرائض یہ بھی ہیں کہ اپنے میاں کو جلیبی کی طرح پیچیدہ نہ رہنے دوں بانس کی طرح سیدھا رکھوں۔"

"تم نے پورس سے تو یہ طے کرلیا کہ وہ تمہیں ڈھونڈ نکالے گا تو تم انعام کے طور پر اسے آزاد رہنے دو گی مجھ سے بھی یہ طے کرو اگر میں نے تمہیں ڈھونڈ نکالا تو مجھے کیا انعام ملے گا؟"

"کیوں خواہ مخواہ شرط لگا رہے ہو مجھے ڈھونڈ نہیں سکو گے۔"

"بھئی ڈھونڈ نہیں سکوں گا لیکن شرط لگانے میں حرج کیا ہے؟"

"ٹھیک ہے' تم مجھے ڈھونڈ نکالو گے تو میں ہر روز تمہیں چھ گھنٹے کی آزادی دے دیا کروں گی۔ اور کبھی خیال خوانی کے ذریعے بھی تمہارے خلاف جاسوسی نہیں کروں گی۔"

ان تینوں کے درمیان یہ طے پاگیا۔ یہ ایک طرح کی آنکھ مچولی کا کھیل بھی تھا۔ وہ چھپتی رہتی اور دونوں بھائی اسے تلاش کرتے رہتے۔

یہ آنکھ مچولی تین بچے نہیں کھیل رہے تھے۔ تین غیر معمولی ذہانت رکھنے والے کھیل رہے تھے۔ وہ اپنی ذہانت سے اور چالاکی سے اسے تلاش کرنے والے تھے اور وہ اپنی چالاکی سے روپوش رہ کر ان کے لیے چیلنج بننے والی تھی۔

وہ دونوں اس کے دماغ سے نکل آئے۔ پارس نے کہا "میری بلی مجھ سے میاؤں کررہی ہے میں اسے باتوں میں الجھا کر اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔"

پورس نے کہا "میں بھی یہی کررہا تھا اور معلوم کررہا تھا کہ وہ جس طیارے میں سفر کررہی ہے اس کے آس پاس کس قسم کے مسافر ہیں؟ انہوں نے کیسے لباس پہن رکھے ہیں؟ اور ان میں سے دو چار کن ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں؟"

پارس نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ ایک طرف خلا میں تکتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پورس نے پوچھا "تم خاموش کیوں ہو کیا خیال خوانی میں مصروف ہو؟"

اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا "ہاں میں نے ایک شخص کی آواز سنی تھی پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کررہا تھا۔ وہ ٹورسٹ کمپنی کا ایک گائیڈ ہے اس کے ساتھ آٹھ نوجوان لڑکیاں تین عمر رسیدہ خواتین اور دس مرد سیاحت کے لیے بنکاک آرہے ہیں۔ یہاں سے پھر وہ سنگاپور جائیں گے۔"

پورس نے کہا "یہ تو اور آسان سی بات ہوگئی جس طیارے میں ٹورسٹ کمپنی کے وہ تمام سیاح آئیں گے اسی میں ثانی موجود ہوگی۔"

پارس نے کہا "وہ میری شریک حیات ہے۔ میں نے اس کے ساتھ دن رات گزارے ہیں۔ اس کی رگ رگ کو سمجھتا ہوں۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ کیسے وقت کیسی چالیں چلتی ہے۔"

"ہاں تم مجھ سے زیادہ اسے سمجھ سکتے ہو۔ یہ بتاؤ فی الوقت وہ کیسی چال چلے گی؟"

"وہ نوجوان ہے اور نوجوان سیاح لڑکیوں میں شامل ہوجائے گی۔ ان میں سے ایک لڑکی کو ثانی کی حیثیت سے اپنی سیٹ پر پہنچا

دے گی۔"

پورس نے کہا "وہ تو پہلے ہی سے میک اپ اور کسی نئے گیٹ اپ میں ہوگی، ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسی نظر آتی ہے لہٰذا ٹورسٹ کمپنی کی سیاح لڑکیوں کے درمیان رہے گی تو پہچاننا مشکل ہو جائے گا۔"

پارس نے کہا "تمہارے لیے مشکل ہوگا میں اسے پہچان لوں گا۔"

"مجھے معلوم تو ہو کہ کیسے پہچانو گے؟"

"تم بھول گئے۔ میں نے ایک بار تمہیں بتایا تھا کہ جس کے ساتھ میں ایک دو راتیں گزار لیتا ہوں' اس کے بدن کی مخصوص مہک میری یادداشت میں محفوظ ہو جاتی ہے۔ دوبارہ وہ کسی بھی میک اپ اور بہروپ میں آئے تو میں اس کے بدن کی مہک سے اسے پہچان لیتا ہوں۔"

"پارس تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا ثانی تمہاری اس صلاحیت کو نہیں جانتی ہوگی کیا وہ اپنے بدن کی مہک کو چھپانے کے لیے پرفیوم اسپرے کرکے یہاں سے نہیں گزرے گی۔"

"ہاں وہ یہ چالاکی دکھا سکتی ہے لیکن میں کوشش کروں گا کہ پرفیوم اسپرے کرنے کے باوجود اسے پہچان سکوں۔"

وہ دونوں ایک کاؤنٹر کے پاس کھڑے ہوئے ٹھنڈی بوتلیں پی رہے تھے اسی وقت ایک قد آور جوان ایک حسین دوشیزہ کے ساتھ آیا۔ اس دوشیزہ کو دیکھتے ہی پارس اور پورس مشروب پینا بھول گئے۔ مرد ساتھی نے لڑکی سے پوچھا "کیا پیو گی؟"

وہ بولی "مجھے اورنج جوس پسند ہے۔"

اس شخص نے ایک اورنج جوس اور بنانا جوس کا آرڈر دیا۔ وہ دوشیزہ پرس میں سے ایک چھوٹی سی پرفیوم کی شیشی نکال کر اپنے لباس پر ذرا ذرا سا پرفیوم اسپرے کرنے لگی پھر اسے پرس میں واپس رکھ کر اس نے سر گھما کر پارس اور پورس کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں ایک ٹک اسے دیکھے جا رہے تھے۔ ان کے دیکھنے کے انداز سے وہ ذرا جھجک سی گئی پھر اس نے سر گھما کر اپنے ساتھی سے کہا "مرد کو جتنا بھی مکھن کھلاؤ۔ اس کا جی نہیں بھرتا۔ نئی مکھن کی ٹکیہ دیکھتے ہی اس کی رال ٹپکنے لگتی ہے۔"

اس کے ساتھی نے ہنستے ہوئے کہا "میں ایسے ہوس پرست مردوں میں سے نہیں ہوں۔ تم مجھے جب چاہو آزما سکتی ہو۔"

پارس نے خیال خوانی کے ذریعے پورس سے کہا "یار! یہ مجھے بالکل اپنی ثانی کی طرح لگ رہی ہے۔ ویسا ہی قد اور ویسی ہی فگر ہے۔"

"تم اپنی ثانی سے اس قدر متاثر ہو کہ دوسری حسین لڑکیاں بھی تمہیں ویسی ہی دکھائی دینے لگی ہیں۔ کیا ایک جیسے قد کی ایک جیسی صحت مند لڑکیاں نہیں ہوتیں؟"

"لیکن ثانی کو اورنج جوس بہت پسند ہے اور تم نے دیکھا کہ وہ ابھی اپنے لباس پر پرفیوم اسپرے کررہی تھی۔ کیا یہ اس سے اپنے بدن کی مہک کو چھپانا چاہتی ہے؟"

پورس نے کہا "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ آؤ اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھ لیتے ہیں۔"

دونوں نے بیک وقت خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر اس دوشیزہ کے دماغ میں آئے۔ وہ یوگا نہیں جانتی تھی اور نہ ہی اس کا ذہن اتنا حساس تھا کہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتی۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ اس کا نام زی سلوانا ہے۔ وہ اسپین سے آئی ہے۔ یہاں ایک بوڑھے میاں بیوی کے مکان میں پے اِنگ گیسٹ کی حیثیت سے رہتی ہے۔ اس کے ساتھ جو شخص ہے اس کا نام راجرمیٹ ہے۔ وہ یہاں کی فلائنگ کمپنی میں ایک پائلٹ ہے۔ کل زی سلوانا اس کے ہیلی کاپٹر میں سنگاپور گئی تھی۔ رات کو واپس آئی تھی۔ آج پھر تفریح کے لیے جانا چاہتی تھی لیکن اس کی سہیلی آنے والی تھی لہٰذا وہ اس کے استقبال کے لیے ائرپورٹ آئی تھی۔

وہ اورنج جوس پی رہی تھی۔ پارس اور پورس اس کے دماغ سے نکل آئے۔ پارس نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "پارس! تم اس حسینہ زی سلوانا کے مزید خیالات پڑھتے رہو اور معلوم کرو کہ یہاں کیوں آئی ہے؟ کیا صرف سیر و تفریح کرتی ہے یا کوئی اور مقصد ہے۔ میں تب تک اس سے باتیں کررہا ہوں۔"

پورس نے کہا "ہمیں اس طرح یہ معلوم ہوگا کہ واقعی ثانی طیارے میں سفر کررہی ہے اور یہ ثانی کی طرح پرفیوم اسپرے کرنے کے بعد اورنج جوس پی رہی ہے تو اس کی اصلیت کیا ہے؟"

بابا صاحب کے ادارے کے اور میری فیملی کے جتنے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں ان کے دماغوں میں پہنچ کر کوئی کسی کے صحیح چور خیالات معلوم نہیں کرپاتا ہے جو جیسے بہروپ میں ہوتا ہے ویسے ہی اس کے خیالات ڈھل جایا کرتے ہیں اور وہی خیالات دوسروں پر ظاہر ہوتے ہیں۔

انہیں ہر پہلو سے یہ تصدیق کرنا تھی کہ ثانی یہ ہے جو قریب کھڑی ہوئی اورنج جوس پی رہی ہے یا وہ ہے جو ابھی طیارے میں سفر کررہی ہے؟

وہ دونوں اس کی چال بازیوں کو خوب سمجھتے تھے اور پارس تو اس کا جیون ساتھی ہونے کی حیثیت سے اس کی رگ رگ کو پہچانتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ اسے ڈھونڈ نکالے گا۔

اسی لیے وہ پھر ثانی کے دماغ میں آیا۔ وہ طیارے میں سفر کررہی تھی۔ اس سے بولی "یہ بار بار میرے پاس کیوں آرہے ہو۔ کیا صبر نہیں کرسکتے؟ اب تو جہاز پہنچنے والا ہے۔"

"پتا نہیں تم کس جہاز میں ہو۔ یہاں انفارمیشن بورڈ پر تین جہازوں کے بارے میں لکھا ہوا ہے۔ وہ آدھے آدھے گھنٹے کے وقفے سے رن وے پر اترنے والے ہیں تم یہ تو نہیں بتاؤ گی کہ کس جہاز سے آرہی ہو؟"

"یہ تو تم دونوں کو معلوم کرنا چاہیے۔ میرا نام بدلا ہوا ہے۔ میرا چہرہ اور حلیہ بدلا ہوا ہے۔ بچپن میں آنکھ مچولی نہ کھیلی ہو تو اب کھیل کر دیکھ لو۔"

"وہ تو ہم کھیل ہی رہے ہیں بس ویسے ایک حیرانی کی بات یہ ہے کہ ایک جوان حسینہ ہمارے قریب کھڑی ہوئی اورنج جوس پی رہی ہے اس کا قد بالکل تمہارے برابر ہے تمہاری طرح صحت مند ہے اور وہ تمہاری طرح اپنے لباس پر اسپرے کررہی تھی۔"

ثانی نے ہنستے ہوئے کہا "بہت خوب! یعنی جتنی حسین دوشیزائیں جو میرے قد کے برابر ہوں اگر وہ پرفیوم اسپرے کرتی ہیں تو اس کا مطلب ہے وہ میں ہی ہوں۔ دنیا کی کوئی اور حسینہ پرفیوم سے دلچسپی نہیں رکھتی، صرف میں رکھتی ہوں۔"

"یہ بات نہیں ہے وہ تمہاری طرح اورنج جوس بھی پی رہی ہے۔"

"تمہاری عقل کا ماتم کرنا چاہیے کہ اورنج جوس سپلائی کرنے والی کمپنی صرف میرے لیے ہی یہ جوس سپلائی کرتی ہے۔"

"کیوں طعنے دے رہی ہو۔ ہم تو ہر پہلو سے غور کریں گے۔"

"بے شک غور کرو اور تماشا دیکھو کہ جہاں موجود ہو' وہاں بھی میں کھڑی ہوئی اورنج جوس پی رہی ہوں اور یہاں بھی طیارے میں سفر کررہی ہوں۔"

"تم یہاں رہو یا طیارے میں رہو۔ سمندر کی تہ میں جا کر چھپ جاؤ یا پاتال میں روپوش ہو جاؤ میرا نام پارس ہے۔ میں تمہیں مکھن میں چھپے ہوئے بال کی طرح ایک چٹکی سے پکڑ کر نکال لاؤں گا۔"

"اچھا اب ذرا خاموش رہو۔ مجھے نیلماں کا رول ادا کرنا ہے۔"

"تم یہ کہہ کر ثابت کرنا چاہتی ہو کہ واقعی تم ثانی ہو اور مما کی جگہ رول ادا کرنے آئی ہو۔"

"پلیز کام کے وقت مجھے کام کی باتیں سوچنے دو۔ مجھے اپنا کام کرنے دو۔"

"مما نے تمہیں یہاں کے معاملات تفصیل سے سمجھائے ہوں گے ذرا میں بھی تو سنوں کہ تم یہاں پہنچنے سے پہلے کیا کرچکی ہو اور کیا کرنے والی ہو؟"

"تھائی حکومت کا ایک حکمران اور اس کی فوج کا ایک اعلیٰ افسر امریکی اکابرین سے یہ معاہدہ کرچکے ہیں کہ دو دن بعد امریکی فوج کی بڑی کھیپ تھائی لینڈ کے شمال مشرقی علاقوں میں اتاری جائے گی۔ میں نے ایک گھنٹے پہلے ان کو یہ وارننگ دی تھی کہ وہ اس معاہدے پر عمل کرنے سے باز آجائیں ورنہ دو دن تو بہت دور ہیں۔ انہیں ابھی سے نقصان اٹھانا پڑے گا۔"

یہ کہہ کر ثانی نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر تھائی فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ کر بولی "یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں کون ہوں؟"

اعلیٰ افسر نے پریشان ہو کر کہا "میڈم نیلماں! آپ پھر آگئی ہیں؟"

"تم کچھ بولو یا نہ بولو میں تمہارے چور خیالات سے معلوم کررہی ہوں کہ تمہارا معاہدہ عملی صورت اختیار کررہا ہے یا نہیں؟"

وہ کہنے لگا "میڈم! ہمارے ذاتی معاملات میں آپ کو مداخلت نہیں کرنا چاہیے۔ ہم اپنے ملک اپنی قوم کے تحفظ کے لیے جو بہتر سمجھیں گے' وہ کریں گے۔"

اس کے بولنے کے دوران ثانی اس کے چور خیالات پڑھ چکی تھی۔ پارس بھی پڑھ چکا تھا پھر ثانی نے کہا "کتے کی دم ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہے گی۔ میں سیدھا کرنے کی حماقت نہیں کرتی کیونکہ وقت ضائع ہوتا ہے جو دم سیدھی نہیں ہوتی اسے کاٹ کر پھینک دیتی ہوں اور اب میں تمہیں کاٹ کر پھینکنے سے پہلے ایک گھنٹے کی مہلت دے رہی ہوں۔ زندہ رہنا چاہتے ہو یا مردہ کہلانا چاہتے ہو ایک گھنٹے بعد آکر پوچھوں گی۔"

وہ دماغی طور پر طیارے میں حاضر ہو گئی۔ پارس نے کہا "اب مجھے یقین ہو گیا کہ تم میری ثانی ہو۔"

وہ بڑی سنجیدگی سے بولی "پارس! مجھے تم سے ایسی توقع نہیں تھی تم مجھ سے بڑی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور یہ بھی دعویٰ کرتے ہو کہ مجھے لاکھوں میں پہچان لیا کرو گے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ مجھے جاننے اور پہچاننے میں اتنی دیر سے بھٹک رہے ہو۔"

"اگر تم مجھ سے کچھ فاصلے پر ہوتیں تو میں تمہیں لاکھوں میں پہچان لیتا لیکن بہت دور ہو۔ اس لیے تمہیں پہچاننے میں اتنی دیر ہوئی ہے کوئی بات نہیں ہے بہرحال میں نے تمہیں پہچان تو لیا ہے۔"

"پہچان لینے سے کیا ہوتا ہے۔ میں نے شرط لگائی ہے کہ مجھے ڈھونڈ نکالنا ہوگا۔ میں آرہی ہوں ابھی یہ جاننا باقی ہے کہ میں کس طیارے سے آرہی ہوں اور کس نام اور کس حلیے میں آرہی ہوں۔"

پارس نے ہنستے ہوئے کہا "ذرا طیارے سے اتر کر ائرپورٹ تو آؤ۔ میں پیچھے سے تمہاری گردن پکڑ کر ثابت کروں گا کہ میری بلی مجھ ہی سے میاؤں نہیں کرسکتی۔"

"ٹھیک ہے دیکھ لوں گی۔ اب مجھے دماغی طور پر حاضر رہنے دو۔ یہاں سے جاؤ پلیز۔"

پارس دماغی طور پر پورس کے قریب حاضر ہو گیا۔ پورس نے اسے دیکھ کر پوچھا "ثانی سے باتیں کررہے تھے؟"

ہاں پوری طرح یقین کرلیا ہے کہ وہ طیارے میں ہے۔ اس نے نیلماں کی حیثیت سے ایک تھائی فوج کے اعلیٰ افسر کو سخت وارننگ دی ہے۔"

ذی سلوانا اورنج جوس پی چکی تھی اور ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کے ساتھ وہاں سے ذرا دور جا کر ایک صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ پورس نے کہا "میں نے اس کے چور خیالات پڑھے ہیں۔ اس کے مزید خیالات بتا رہے تھے کہ وہ ایک رئیس زادی ہے۔ والدین کی وفات کے بعد بے انتہا دولت اور جائیداد کی مالک بن گئی ہے۔ یورپ اور امریکا کی کتنی ہی تفریح گاہوں کی سیر کرتی رہتی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنا ایک آئیڈیل تلاش کرنا چاہتی ہے۔ دو دن پہلے وہ مشرق بعید کے اس علاقے میں آئی ہے۔ اب یہاں کی تفریح گاہوں میں گھومتی پھرتی ہے اس کی ایک بات نے مجھے بہت ہی مایوس کیا ہے۔"

"کون سی بات؟"

"تم سنو گے تو خوشی سے پھولنے لگو گے۔"

"بات کیا ہے؟"

"میں تم سے کم نہیں ہوں۔ خوب رو ہوں' اسمارٹ ہوں پھر وہ مجھ میں کیوں دلچسپی نہیں لے رہی ہے؟"

"یعنی کہ وہ مجھ میں دلچسپی لے رہی ہے۔"

"تم اس کے دماغ میں جا کر چور خیالات نہیں پڑھ سکتے؟"

پارس نے اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے۔ اسے حیرانی ہوئی۔ اتنی دور بیٹھ کر وہ کبھی کبھی سر گھما کر دیکھتی تھی پھر اپنے ساتھی پائلٹ سے باتیں کرنے لگتی تھی۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ پارس سے متاثر ہو گئی ہے۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر پورس سے بولا "اللہ رحم کرے۔ ادھر ثانی آ رہی ہے۔ ادھر وہ حسینہ مجھ پر لٹو ہو رہی ہے۔ یہ تو گڑبڑ ہو جائے گی۔"

"گڑبڑ کیوں ہو گی؟ وہ تو دور ہی دور سے متاثر ہو رہی ہے۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ وہ تمہیں اچھی لگتی ہے تو دور ہی سے آنکھیں سینکتے رہو۔ اور یہ سمجھ لو کہ وہ ہاتھی کے دانت ہیں صرف دیکھنے کے لیے ہیں۔"

"یار! کیوں دل پر آری چلا رہا ہے۔ اتنے عرصے کے بعد ایسی زبردست حسینہ میری طرف مائل ہو رہی ہے جب سے میں نے اس کے خیالات پڑھ کر یقین کیا ہے۔ تب سے یہ مجھے دنیا کی سب سے حسین لڑکی دکھائی دے رہی ہے۔"

پورس نے کہا "گھڑی دیکھو۔ آدھے گھنٹے بعد ان تین جہازوں میں سے پہلا جہاز یہاں پہنچنے والا ہے۔"

"بھئی آدھا گھنٹا بہت ہوتا ہے۔ جب تک میں اس حسینہ کے کچھ اور خیالات پڑھوں گا۔"

یہ کہہ کر وہ پھر ذی سلوانا کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس وقت وہ پائلٹ سے کہہ رہی تھی "اپنے دل کی بات کہنے کا ہر شخص کو حق پہنچتا ہے تم بھی اپنے دل کی بات مجھ سے کہہ رہے ہو لیکن مجھے افسوس ہے۔ میں نے تم سے صرف دوستی کی ہے' دوستی کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ عشق ہو گیا ہے۔"

پائلٹ نے کہا "سلوانا تم مجھے مایوس کر رہی ہو۔ یہ بتاؤ مجھ میں کیا کمی ہے۔ کیا میں ہینڈسم اور اسمارٹ نہیں ہوں؟"

"تم بہت اچھے ہو کتنی ہی لڑکیاں تمہارے ایک اشارے پر تمہاری لائف پارٹنر بننے کے لیے تیار ہو جائیں گی۔"

"تم کیوں مجھ سے کترا رہی ہو؟"

"اس لیے کہ میرا آئیڈیل کوئی اور ہے۔"

یہ کہتے کہتے اس نے ذرا سا سر گھما کر پارس کی طرف دیکھا۔ پارس ایک تو اس کے دماغ میں موجود تھا پھر وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ پورس نے اس کے دماغ میں کہا "یار تو بڑا لکی ہے۔ میں کھیل سمجھ رہا تھا۔ وہ تو سچ مچ تجھے اپنا آئیڈیل بنا چکی ہے۔"

اس وقت پائلٹ کہہ رہا تھا "سلوانا! تم نے مجھ سے کہا تھا پچھلے ایک برس سے یورپ اور امریکا کے کتنے ہی ممالک کی سیر کر رہی ہو اور اب یہاں فار ایسٹ میں آئی ہو۔ تمہارا مقصد ایک ہے تم اپنے آئیڈیل کی تلاش میں ہو تمہاری طرح میں بھی آئیڈیل کی تلاش میں ہوں تم پہلی گرل فرینڈ ہو جو میرے دل کے قریب پہنچ گئی ہو۔"

سلوانا نے کہا "پلیز' مجھ سے ایک عاشق کے انداز میں گفتگو نہ کرو۔ ہم صرف دوست ہیں۔"

"اگر میری محبت سچی ہے تو میں تمہیں اپنی طرف مائل کر کے دکھاؤں گا۔"

پارس نے کہا "یہ کم بخت تو اس کے پیچھے پڑ گیا ہے۔"

پورس نے کہا "رقیب روسیاہ ہے۔ اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکنا کون سا مشکل ہے۔"

"پورس! تم اس کے دماغ میں جاؤ اور سلوانا کو اس کے دل اور دماغ سے نکالنے کی کوشش کرو۔"

پورس اس پائلٹ کے دماغ میں آیا۔ اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔ اس کا نام راجر میٹ تھا۔ وہ تھائی لینڈ کی پرائیویٹ فلائنگ کمپنی میں ہیلی کاپٹر کا پائلٹ تھا اور فیملی لائف گزار رہا تھا اس کی ایک بیوی اور دو بچے تھے لیکن وہ سلوانا سے جھوٹ کہہ رہا تھا کہ اس نے شادی نہیں کی اور نہ ہی کسی گرل فرینڈ سے عشق کیا ہے۔

اس نے پارس سے کہا "یار یہ پائلٹ راجر میٹ تمہاری سلوانا سے فراڈ کر رہا ہے۔"

یہ سن کر پارس اس کے دماغ میں پہنچا اور وہی خیالات معلوم کیے جو پورس معلوم کر چکا تھا اسی وقت اعلان ہونے لگا کہ لندن سے آنے والی فلائٹ پہنچ گئی ہے۔ جہاز رن وے پر اتر چکا ہے۔

وہ دونوں وہاں سے چلتے ہوئے لگیج ہال کے دروازے کی طرف گئے۔ ثانی اور دوسرے مسافر امیگریشن کاؤنٹر سے گزر کر اپنا سامان لا کر لگیج ہال سے باہر آنے والے تھے۔ پارس نے کہا "یہاں پوری توجہ سے ثانی کو پہچاننا ضروری ہے۔ ادھر ایک نیا انکشاف ہوا ہے کہ وہ پائلٹ راجر میٹ فراڈ ہے۔ میں یہاں توجہ سے ثانی کو تلاش کرتا رہوں گا۔ تم معلوم کرتے رہو کہ راجر میٹ حسین لڑکیوں سے صرف فلرٹ کرتا ہے یا کسی ضرورت کے تحت سلوانا کو پھانس رہا ہے؟"

پورس' راجر میٹ کے پاس چلا گیا۔ اس وقت سلوانا اسی لگیج ہال کے دروازے کے قریب آئی تھی۔ پارس نے اس پر ایک پیار بھری نظر ڈالی پھر خیال خوانی کے ذریعے ثانی کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ اس نے دوسری بار اس کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا "تم نے سانس کیوں روک لی؟"

"میں یہ نہیں چاہوں گی کہ تم مجھے ڈھونڈ نکالو۔ جب تک میں تمہارے دماغ میں نہ آؤں تم میرے پاس نہ آنا پلیز جاؤ۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آ گئی کہ وہ اسی فلائٹ سے آئی ہے اسی لیے اپنے دماغ میں آنے سے منع کر رہی ہے۔ اگر پارس اس کے دماغ میں رہتا تو یہ آسانی سے معلوم ہو جاتا کہ وہ کب امیگریشن کاؤنٹر پر پہنچ رہی ہے اور کب لگیج ہال سے اپنا سامان لے کر باہر آ رہی ہے۔ پورس نے اس کے دماغ میں آ کر کہا "اے بھئی پارس! یہ تو کمال ہو گیا۔"

پارس نے پوچھا "کیا ہو گیا؟"

"ایک نیا انکشاف ہوا ہے وہ راجر میٹ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کا آلہ کار ہے۔"

اس نے چونک کر پوچھا "یار! کیا کہہ رہے ہو؟"

"تم خود اس کے دماغ میں جا کر معلوم کر لو۔"

"ہم تھوڑی دیر بعد بہت کچھ معلوم کر سکتے ہیں۔ ابھی تو ثانی کو ڈھونڈ نکالنا ہے۔ پہلے اس کی طرف توجہ دو مسافر لگیج ہال سے باہر آنے لگے ہیں تم ایک ایک لڑکی ایک ایک عورت کو توجہ سے دیکھو۔ میں بھی دیکھ رہا ہوں اور سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

مسافر ٹرالی میں سامان بھر کر لگیج ہال سے باہر آ رہے تھے پھر کئی لڑکیاں' عورتیں مرد ایک دوسرے کے پیچھے قطار بنائے باہر آنے لگے۔ وہ ایک دوسرے سے کچھ بولتے جا رہے تھے۔ جس سے پتا چلا کہ سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ وہ سیاحوں کی ٹیم تھی۔

انہوں نے ثانی کے دماغ میں رہ کر گفتگو کرنے کے دوران میں یہ معلوم کیا تھا کہ ٹورنگ ایجنسی کی طرف سے بہت سے سیاح اسی طیارے میں آ رہے ہیں۔ اس طرح یہ یقین ہو گیا تھا کہ ثانی بھی اسی طیارے میں آئی ہے۔ وہ دونوں ان تمام لڑکیوں اور عورتوں کو ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے جو ثانی کی طرح قد آور اور صحت مند تھیں۔ ایسے ہی وقت ایک لڑکی دکھائی دی۔ وہ لگیج ہال کے اندر سے ہی ہاتھ ہلاتے ہوئے بولی "ہائے سلوانا میں آ گئی ہوں۔"

اس لڑکی کے شانے پر ایک سفری بیگ لٹک رہا تھا اور ایک ہاتھ میں چھوٹی سی اٹیچی تھی۔ وہ ثانی کی طرح قد آور تو نہیں تھی لیکن پھر بھی چھوٹا قد نہیں تھا۔ ثانی سے دو چار انچ چھوٹی ہو گی مگر بہت ہی خوب صورت اسمارٹ اور صحت مند تھی۔ وہ لگیج ہال سے باہر آ کر سلوانا کے گلے سے لگ گئی۔

پارس نے کہا "پورس! تم اس سیاح لڑکی کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کرو۔ شاید وہ ثانی ہو گی میں اس وقت تک سلوانا سے ملنے والی اس لڑکی کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کروں گا۔"

پارس نے کہا "سلوانا سے جو گلے مل رہی ہے.... وہ ثانی کے قد کے برابر نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ ثانی نہیں ہے۔"

"وہ نہیں ہے مگر سلوانا پر تو ہمیں شبہ کرنا چاہیے۔"

"یہ کیوں نہیں کہتے کہ تم سلوانا کے ساتھ لگے رہنا چاہتے ہو اور ثانی کو تلاش کرنے کی ذمے داری مجھ پر ڈال رہے ہو۔"

"یار پورس! کبھی تو آزمائش کے وقت اپنے بھائی کے کام آیا کرو۔ وہ دیکھو وہ سیاح لڑکی اسنیک بار کے کاؤنٹر کے پاس گئی ہے۔ وہاں سے وہ پھر پتا نہیں کہاں چلی جائے گی۔ اسے ہم خیال خوانی کے ذریعے تلاش نہیں کر پائیں گے۔ پہلے اس کے دماغ میں تو پہنچو۔"

"ٹھیک ہے تم کہہ رہے ہو تو میں جا رہا ہوں اس کے دماغ میں جگہ بنانے کے بعد آ جاؤں گا کیونکہ وہ دیکھو اب ایک تیسری لڑکی باہر آ رہی ہے۔ وہ بالکل ثانی کے قد کے برابر ہے اور ویسی ہی صحت مند ہے۔"

پارس نے کہا "لیکن کسی مرد کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ایک بچہ بھی ہے۔"

ایسی حسین اور اسمارٹ عورت کو دوشیزہ نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ ایک چھ برس کا بچہ اس کی انگلی پکڑ کر چلتا ہوا آ رہا تھا اور اس کے ساتھ ایک جواں مرد ٹرالی پر سامان رکھے ہوئے چل رہا تھا۔ جب وہ اپنے شوہر اور بچے کے ساتھ لگیج ہال سے باہر آئی تو پارس نے آگے بڑھ کر کہا "ایکسکیوز می میڈم! کیا آپ کا نام ثانیہ پارس ہے؟"

وہ بولی "سوری میرا نام یہ نہیں ہے اور جو نام ہے وہ میں کسی اجنبی کو نہیں بتاتی۔"

پارس ایک طرف ہٹ گیا۔ وہ اپنے شوہر اور بچے کے ساتھ آگے بڑھتی چلی گئی۔ دوسری طرف پورس اس سیاح لڑکی کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا اور پارس' سلوانا میں دلچسپی لے رہا تھا۔ اس کی سہیلی شبہے سے بالاتر تھی کیونکہ ثانی کتنی ہی چالاکی سے میک اپ کرتی لیکن اپنا قد دو چار انچ گھٹا نہیں سکتی تھی۔

اس نے سلوانا کے دماغ میں رہ کر معلوم کیا اس کی سہیلی کا نام ثبانہ تھا۔ تین برس پہلے وہ دونوں کیمبرج میں ایک ساتھ پڑھتی تھیں۔ تب سے ان کی گہری دوستی تھی۔ جب سلوانا کو معلوم ہوا کہ

اس کے والدین کا بھی انتقال ہوگیا ہے تو اس نے فون پر کہا تھا۔ "میرے پاس چلی آؤ میں مشرق بعید کے ملک تھائی لینڈ میں ہوں۔ ہم دونوں ساتھ رہیں گی۔ میرے پاس دولت کی کمی نہیں ہے ہم ساری عمر عیش کرسکتے ہیں۔ اس طرح ہمیں اتنی بڑی دنیا میں تنہائی کا احساس نہیں ہوگا۔"

ثباتہ کا دنیا میں کوئی سگا نہ تھا مگر دوسرے رشتے دار تھے۔ وہ رشتے داروں کی محتاج رہنا نہیں چاہتی تھی۔ خود کوئی اچھی سی ملازمت کرکے اپنے طور پر زندگی گزارنا چاہتی تھی۔ اس نے سلوانا سے کہا تھا "تم مجھ سے بہت محبت کرتی ہو اور میں جانتی ہوں ہم آئندہ ساتھ رہیں گے تو ہماری محبت کم نہیں ہوگی۔ تم کبھی مجھ سے بیزار نہیں ہوگی۔ اس کے باوجود میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے اپنے ساتھ پرسنل سیکریٹری کی حیثیت سے رکھو۔ میرے لیے ماہانہ تنخواہ مقرر کرو' میری ملازمت بھی جاری رہے گی اور ہماری دوستی بھی قائم رہے گی اور مجھے احساس رہے گا کہ میں اتنی پیاری سہیلی پر بوجھ نہیں ہوں۔"

سلوانا نے کہا "تم بہت اچھی ہو اور بہت معقول باتیں کرتی ہو' اس لیے میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔ ٹھیک ہے' تم میری پرسنل سیکریٹری کی حیثیت سے چلی آؤ۔ میں بنکاک میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

اس طرح ثباتہ تمام معاملات طے کرنے کے بعد سلوانا کے پاس چلی آئی تھی۔ پورس اس اسنیک بار کے کاؤنٹر پر جاکر دوسروں کی آوازیں سنتا ہوا اس مطلوبہ لڑکی کے دماغ میں پہنچنا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بار بار پلٹ کر ثباتہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جب سے اسے دیکھا تھا۔ اس میں ایک عجیب سی کشش محسوس کررہا تھا۔ کشش محسوس کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ پارس اور پورس ایک طویل عرصے سے کسی گرل فرینڈ کے ساتھ وقت گزارنے اور شرارتیں کرنے سے محروم رہے تھے۔ وہ دوسرے سنجیدہ معاملات میں بہت مصروف رہتے تھے۔ اب انہیں یقین تھا کہ ثانی کی آمد کے باوجود وہ کسی نہ کسی گرل فرینڈ میں دلچسپی لیتے ہوئے اور شرارتیں کرتے ہوئے اچھا وقت گزار سکیں گے۔

پارس نے پورس کے پاس آکر پوچھا "یہ کیا ہورہا ہے؟ تمہیں اس سیاح لڑکی کے دماغ میں جانے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن تم ثباتہ کی طرف دیکھے جارہے ہو۔"

پورس نے خوش ہوکر پوچھا "اس کا نام ثباتہ ہے؟"

"تم اس کا نام سن کر خوش کیوں ہورہے ہو۔"

"اس لیے کہ نام سے مسلمان معلوم ہوتی ہے۔"

"کیا اس سے رشتے داری کروگے؟ بولو تو میں تمہارا رشتہ طے کروادیتا ہوں؟"

"یار تم کباب میں ہڈی کیوں بن رہے ہو؟ میں نے تم سے یہ نہیں کہا کہ تم سلوانا میں دلچسپی نہ لو۔"

"تم بے شک ایک نہیں ایک ہزار ثباتاؤں میں دلچسپی لو پہلے کام تو کرو۔"

"جب تم یہاں آگئے ہو تو اس سیاح لڑکی کے دماغ میں... کی کوشش کرو۔ میں ذرا ثباتہ کی طرف جارہا ہوں اور اگر... یہاں سے جانا چاہے تو یہ بتاؤ کیا تمہیں سلوانا کا تعاقب... چاہیے؟"

"ہاں! تعاقب تو کرنا چاہیے' اس کے ساتھ جو پائلٹ... میٹ ہے۔ اس کے بارے میں اہم انکشاف ہوا ہے۔ کوئی... پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں آتا ہے۔ لہٰذا ہم ابھی... پیچھا نہیں چھوڑیں گے اس کے ذریعے ہم راجر میٹ کے بارے... میں مزید اہم معلومات حاصل کرتے رہیں گے۔"

پورس' ثباتہ اور سلوانا کے پاس چلا گیا۔ پارس ان سیاحوں... درمیان سے گزرتا ہوا مطلوبہ سیاح لڑکی کی طرف جانے لگا۔... تھا کہ قریب پہنچ کر کسی بہانے سے مخاطب کرے گا یا کوئی... حرکت کرے گا کہ لڑکی خود اس سے مخاطب ہونے پر... ہوجائے۔ لیکن اس کے قریب پہنچتے ہی کسی کوشش کے بغیر... لڑکی نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور کہا "ہائے! اب تم مجھ... کچھ کہنا چاہو گے؟"

وہ ایک دم سے چونک گیا کیونکہ وہ اس کے اس دماغ... آنے والی بات کہہ رہی تھی۔ جس سے یہ بات ظاہر ہورہی تھی... وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا... ہوئے کہا "ہائے ثانی! تمہیں ڈھونڈ نکالنے میں زیادہ دیر تو نہ... ہوگئی۔"

وہ حسینہ اس سے مصافحہ کرتے ہوئے بولی "میرا نام ثانی... لیزا ہے۔"

اس سے مصافحہ کرتے ہی پارس کو مایوسی ہوئی کیونکہ اس... ہاتھ بہت نازک تھا۔ اس نے لیزا سے کہا "سوری! مجھ سے پہچان... میں غلطی ہوئی ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی "غلطی درست کی جاسکتی ہے۔ اگر تم... رئیس زادے ہو تو میں تم سے دوستی کرسکتی ہوں کیونکہ میں سیاحت... کے لیے آئی ہوں' میرے پاس رقم کم پڑسکتی ہے۔"

وہ بولا "مجھے افسوس ہے میں کسی کو گرل فرینڈ نہیں بنا... میری اپنی ایک گرل فرینڈ ہے جس کے دھوکے میں تمہارے... آنے کی غلطی کی ہے۔"

وہ وہاں سے پلٹ کر جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔ سلوانا اور... اس پائلٹ راجر میٹ کے ساتھ ائرپورٹ کی عمارت سے... جارہی تھیں۔

پورس نے کہا "وہ فلائنگ کلب کی طرف جارہے ہیں... ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے سنگاپور جاکر تفریح کرنے کا ارادہ ہے..." پارس نے پوچھا "کیا کیا جائے؟ ادھر سلوانا' سنگاپور کی طرف...

...جارہی ہے اور ادھر ثانی کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔"

پورس نے کہا "تقریباً تمام مسافر لیچ ہال سے باہر آچکے ہیں۔"

"ہاں! ایسا نہ ہو کہ ثانی تمہیں دھوکا دے رہی ہو۔ اس فلائٹ سے نہ آئی ہو' اگلی فلائٹ سے آنے والی ہو۔"

پورس نے کہا "یار تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اگلی فلائٹ کے انتظار میں یہاں رہو گے؟ کیا سلوانا کے پیچھے سنگاپور نہیں جاؤ گے؟"

"تم سلوانا کا حوالہ دے کر یہ چاہتے ہو کہ اس کے عشق میں اس کا پیچھا کروں۔ صاف طور سے کہو کہ تم ثباتہ کے پیچھے جانا چاہتے ہو۔"

"ایک ہی بات ہے دونوں بھائی کسی کے پیچھے جائیں۔ آخر جانا تو ہے۔"

"کسے جانا ہے؟ ثانی کو کون تلاش کرے گا؟"

اسی وقت دماغ میں ثانی کی سوچ کی لہر ابھری۔ پارس نے کہا۔ "ثانی میرے دماغ میں بول رہی ہے۔"

پورس اس کے دماغ میں آگیا۔ ثانی کہہ رہی تھی "ہیلو پارس اور پورس کیا ہوا' کیا تم لوگوں نے مجھے ڈھونڈ لیا؟"

"تم اس فلائٹ سے نہیں آئی ہو اور اگلی دو میں سے کسی ایک فلائٹ سے آنے والی ہو۔"

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں آچکی ہوں اور تمہارے سامنے سے گزر کر جاچکی ہوں۔ اس وقت میں ایک کار میں اپنے فرضی شوہر اور فرضی بچے کے ساتھ کوالالمپور جارہی ہوں۔ کل صبح وہاں سے سنگاپور جاؤں گی۔"

پارس نے حیرانی سے پوچھا "کیا وہ چھ برس کا بچہ جس کی انگلی پکڑ کر جارہا تھا اور جس کے ساتھ ایک شخص ٹرالی میں سامان لیے جارہا تھا۔ وہ تم تھیں؟"

"ہاں! تم نے مجھ سے میرا نام پوچھا تھا اور میں نے نہیں بتایا تھا۔"

"او گاڈ! تم میرے سامنے سے گزر کر گئی ہو؟"

"ہاں! اتفاق کی بات کہہ لو' ایک شخص اپنے بچے کے ساتھ سفر کررہا تھا۔ میں نے اس پر خیال خوانی کے ذریعے قبضہ جمالیا اور اس بات پر آمادہ کرلیا کہ بنکاک پہنچتے ہی وہ مجھے اپنے ساتھ یوں رکھے گا' جیسے میں اس کی بیوی ہوں اور اس کے بچے کی ماں ہوں اور اپنے ساتھ کار میں کوالالمپور لے جائے گا۔ ابھی میں اس کے ساتھ وہیں جارہی ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔ ہم بھی ادھر ہی آرہے ہیں۔"

پورس نے کہا "یہ تو اچھا ہوا کہ جدھر وہ ثباتہ جارہی ہے۔ اسی طرف ثانی جارہی ہے اور اب تو تم بھی اسی طرف کھنچے چلے جاؤ گے کیونکہ تمہیں اپنا آئیڈیل بنانے والی سلوانا کی منزل بھی وہی ہے۔"

وہ دونوں کرائے کی کار میں بیٹھ کر پرائیویٹ فلائنگ کلب کی طرف جانے لگے۔ ثانی ان دونوں کو اس طرح الجھا رہی تھی کہ وہ اس کے قریب ہوتے ہوئے بھی قریب نہیں پہنچ سکتے تھے۔ دراصل سلوانا ہی ثانی تھی۔ وہ دو دن پہلے ہی ذی سلوانا کے نام سے بنکاک آئی تھی۔ چھ برس کا بچہ جس جوان عورت کی انگلی پکڑ کر چل رہا تھا اس کا تعلق ثانی سے نہیں تھا۔ وہ بچ بچ اس بچے کی ماں تھی اور اس کے ساتھ چلنے والے مرد کی بیوی تھی۔

اب وہ پتا نہیں کہاں گئی ہوگی لیکن ثانی نے خیال خوانی کے ذریعے پارس کو پھر دھوکا دیا کہ وہ فرضی بیوی بن کر اور ماں بن کر ایک باپ اور بیٹے کے ساتھ کوالالمپور جارہی ہے۔

کچھ عرصے پہلے پورس کی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی محبوبہ جینی تھی جسے ایب نارمل کہا جاتا تھا۔ دراصل وہ ایب نارمل اس وقت ہوتی تھی جب اسے غصہ آتا تھا۔ اس کی بس یہی ایک کمزوری تھی کہ غصہ برداشت نہیں کرپاتی تھی۔ ورنہ وہ بہت ہی خطرناک فائٹر تھی اور بے حد ذہین تھی۔ بعد میں بابا صاحب کے ادارے سے کہا گیا کہ اسے ایب نارمل نہیں رہنا چاہیے۔ اس کا علاج کرنے کے لیے اور اس کے ذہن کو پرسکون بنانے کے لیے اسے بابا صاحب کے ادارے میں بھیج دیا جائے۔

تب سے وہ بابا صاحب کے ادارے میں زیر تربیت تھی۔ روحانی عمل کے ذریعے اس کے اندر بھرپور اعتماد پیدا کیا جاتا تھا۔ اسے سمجھایا جاتا تھا کہ وہ اپنے اندر غیر متزلزل اعتماد قائم کرتی رہے گی تو اسے کبھی غصہ نہیں آئے گا پھر وہ بڑے ٹھنڈے دماغ سے پرسکون رہ کر بدلتے ہوئے حالات اور بدلتے ہوئے دشمنوں کا تجزیہ کرسکے گی اور ہمیشہ کامیابی حاصل کرتی رہے گی۔

وہ پہلے سے ہی اچھی خاصی تربیت یافتہ تھی۔ بابا صاحب کے ادارے میں زیر تربیت رہ کر اس نے اپنے دماغ سے غصے کو ختم کرنا سیکھ لیا' اپنے اندر ایک غیر متزلزل اعتماد پیدا کرلیا پھر بڑی ترتیب اور تنظیم یعنی ڈسپلن کے ساتھ ثانی اور فہمی کی طرح زندگی گزارنا سیکھ گئی۔ اس کے بعد جب ثانی' تھائی لینڈ جانے کے لیے تیار ہوئی تو جینی سے کہا "تم وہاں میرے ساتھ رہو گی تاکہ اپنے اس گھوڑے کو لگام دے سکو۔"

وہ خوش ہوکر ثانی کے گلے سے لگ گئی پھر بولی "مجھے پورس بہت یاد آتا ہے۔ پتا نہیں وہ مجھے یاد کرتا ہوگا یا نہیں؟"

"تم اسے اچھی طرح لگام دوگی تو وہ ساری زندگی تمہیں یاد کرتا رہے گا۔ دوسری کو یاد کرنا بھول جائے گا۔"

جینی کو پورس سے بھرپور پیار ملتا رہا تھا پھر وہ بابا صاحب کے ادارے میں پہنچی تو وہاں سب ہی سے محبتیں ملنے لگیں۔ وہ پارس کی محبت اور بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر اتنی متاثر ہوئی کہ اس نے اسلام قبول کرلیا تھا اور اس کا نام ثباتہ بانو رکھا گیا تھا۔

وہی ثباتہ بانو عرف جینی۔۔۔ ذی سلوانا یعنی ثانی کی سہیلی بن کر بنکاک آئی تھی۔ پارس اور پورس نے اسے دیکھا تھا لیکن وہ دونوں اپنی اپنی محبوباؤں کو پہچان نہیں پائے تھے۔ اب وہ فلائنگ کلب۔۔۔ پہنچ کر وہاں سے ایک طیارہ چارٹر کرنے کے بعد سنگاپور روانہ ہوگئے تھے۔ ثانی اپنے شوہر کے لیے عارضی طور پر بیوی نہیں رہی تھی اور ثباتہ اپنے محبوب کے لیے عارضی طور پر پہلی والی محبوبہ نہیں رہی تھی۔ وہ دونوں بالکل نئی اور تازہ ترین محبوبائیں بن گئی تھیں۔ وہ دونوں بالکل نئے عاشق بن کر ان کے تعاقب میں سنگاپور جارہے تھے۔

سنگاپور کی طرف سفر کرتے ہوئے پارس نے کہا "اس پائلٹ راجر میٹ کے دماغ میں جا کر پتا کرنا چاہیے کہ اس کے دماغ میں کون آتا ہے اور کس نے اسے اپنا آلہ کار بنایا ہوا ہے۔"

پورس نے کہا "پلیز تم اس کے دماغ میں جا کر یہ معلومات حاصل کرو۔ ہم دونوں کا جانا ضروری نہیں ہے۔"

"اچھا تو تم کیا کرو گے؟"

"جو ابھی تک خاموش رہ کر کررہا تھا۔ تم نے مجھے مخاطب کرکے میری خیال خوانی کا سلسلہ توڑ دیا۔"

"اچھا تو تم اس حسینہ ثباتہ کے دماغ میں پہنچے ہوئے تھے۔"

"پہلے میں سلوانا کے دماغ میں گیا۔ وہ ثباتہ سے باتیں کررہی تھی۔ اس کی آواز اور لب و لہجہ سن کر میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے بارے میں یہ تو معلوم ہوچکا ہے کہ وہ سلوانا کے ساتھ کیمبرج میں تعلیم حاصل کیا کرتی تھی پھر اس کے والدین کا انتقال ہوگیا اور وہ اب اس کے پاس پرسنل سیکریٹری کی حیثیت سے آئی ہے۔ اس کی دوست بھی ہے اور سیکریٹری بھی ہے۔"

"ہاں! اس کا دماغ یہی کہہ رہا ہے۔"

"کیا اس کے علاوہ اور بھی کچھ کہہ رہا ہے؟"

"ہاں! وہ جب لگیج ہال سے باہر آئی تھی اور سلوانا سے ملاقات کررہی تھی تو اس وقت اس نے کسی نوجوان کو دیکھا تھا اور اس سے متاثر ہوگئی تھی۔ کئی بار اس کی طرف دیکھا تھا لیکن یہ معلوم نہ کرسکی کہ وہ کون ہے؟"

"اس کا مطلب ہے وہ تجھے دیکھنے سے پہلے ہی کسی اور کو دل دے بیٹھی تھی۔"

"ہوسکتا ہے۔ اس نے مجھے ہی دیکھا ہو اور میرے ہی بارے میں سوچ رہی ہو۔"

"ہاں ایسی خوش فہمی اچھی ہوتی ہے۔ آدمی محبت میں بیمار نہیں پڑتا۔ اس فریبی خوش فہمی سے پھلتا پھولتا رہتا ہے کہ حسینہ کو منانے سے پہلے ہی وہ مان گئی ہے۔"

"یار! کیوں دل توڑنے والی بات کررہا ہے۔ مجھے حوصلہ دے۔ مجھ سے تعاون کر۔"

"میں کیا تعاون کروں گا؟"

"تو سلوانا کے دماغ میں رہ کر اسے مائل کرسکتا ہے کہ وہ ثباتہ کو میری طرف مائل کرے۔"

"سلوانا نے ہمیں دور سے دیکھا ہے۔ ہمارے نام نہیں جانتی اور نہ ہی ایئرپورٹ میں اس نے ثباتہ کو ہمارے بارے میں کچھ بتایا تھا۔ اب وہ کس حوالے سے کہے گی کہ میں کون ہوں اور میرا دوست کون ہے؟ نام کیا ہے؟ حلیہ کیا ہے؟"

"تم تو مجھے مایوس کرنے والی باتیں کررہے ہو۔ بہتر ہے اس پائلٹ راجر میٹ کے دماغ میں جاؤ اور ضروری معلومات حاصل کرو۔"

پارس خیال خوانی کے ذریعے پائلٹ راجر میٹ کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس وقت وہ سوچ رہا تھا "سلوانا مجھ سے محبت نہیں کرتی ہے۔ کسی دوسرے کو آئیڈیل بنا چکی ہے۔ مجھے اس کا خیال دل سے نکال دینا چاہیے۔ یہ پھنسنے والی عورت نہیں ہے۔"

اسی لمحے دوسری سوچ اس کے اندر ابھری "میں بے وقوف کا بچہ ہوں۔ ایسی حسینہ کو چھوڑ دینے کی بات سوچ رہا ہوں۔ میرے دماغ میں یہ بات آئی تھی کہ ایئرپورٹ میں ان دو جوانوں کو اپنی نظروں میں رکھنا ہے اور سلوانا کے ذریعے انہیں پھانس کر یا تو بنکاک میں رہنا ہے یا انہیں ساتھ لے کر سنگاپور آنا ہے لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ دماغ میں آنے والے خیالات کو بھلا دیا۔"

وہ پھر سوچنے لگا "دماغ میں ایسے آنے والے خیالات فضول ہیں۔ میں ان دونوں جوانوں کو اپنے ساتھ رہنے پر کیوں مائل کروں گا۔ سلوانا ایسے ہی میرے قابو میں نہیں آئی۔ وہ دو جوان ساتھ رہیں گے تو میرے قابو سے بالکل ہی نکل جائے گی۔"

پھر اس کے اندر دوسری سوچ ابھری "بکواس مت کرو۔ میرا مطلب ہے مجھے بکواس نہیں کرنا چاہیے۔ وہ دونوں جوان دل پھینک قسم کے عاشق ہیں۔ وہ اس کا تعاقب کرتے ہوئے سنگاپور آئیں گے۔ اس وقت مجھے محتاط رہنا چاہیے اور ان دو جوانوں کو نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہیے۔"

پارس اس کے مختلف خیالات پڑھتے ہوئے سمجھ رہا تھا کہ صرف پائلٹ راجر میٹ اپنے طور پر نہیں سوچ رہا ہے بلکہ اس کے اندر کوئی دوسرا بھی اسے سوچنے پر مجبور کررہا ہے۔ وہ دوسرا غصے میں کہہ گیا تھا "بکواس مت کرو۔"

اس کا مطلب یہی تھا کہ راجر میٹ ساری باتیں اپنے ہی طور پر نہیں سوچ رہا تھا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں اپنی سوچ کی لہریں پیدا کررہا تھا۔ راجر میٹ جو سوچ رہا تھا۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اسی کی سوچ میں اپنی طرف سے جواب پیش کررہا تھا۔ آخر اس نے پھر اسے قائل کیا کہ آئندہ وہ دونوں جوان سنگاپور میں نظر آئیں گے تو وہ ان سے دوستی کرے گا انہیں اپنے قریب رکھنے کی کوشش کرے گا۔

پارس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر پورس کو راجر میٹ کے دماغ

میں پیدا ہونے والے مختلف خیالات کے بارے میں بتایا۔ پورس نے کہا "تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں اسی کی سوچ کی لہروں کے ذریعے بول رہا ہوگا۔"

"اور وہ ہم دونوں کو اہمیت دے رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے اسے ہم پر شبہ ہے کہ ہم ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

"ہمیں راجر میٹ کے دماغ میں وقفے وقفے سے جاتے آتے رہنا چاہیے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی اس کے دماغ میں آتا جاتا رہے گا۔ ہوسکتا ہے کہ اس دوران میں اس سے کوئی ایسی غلطی ہوجائے کہ ہم اس کی شہ رگ تک پہنچ سکیں۔"

وہ دونوں کوالالمپور پہنچ گئے۔ ثانی نے اس سے کہا تھا کہ وہ اپنے فرضی شوہر اور بچے کے ساتھ کار کے ذریعے وہاں جارہی ہے۔ چونکہ یہ دونوں چارٹر طیارے سے آئے تھے اس لیے اس سے بہت پہلے پہنچ گئے تھے۔ اور کرائے کی کار حاصل کرکے ہائی وے کی پہلی پولیس چوکی تک پہنچ گئے۔ وہاں سے گزرنے والی تمام کاروں کو بغور دیکھنے لگے۔ پارس نے اس بچے والی ماں کو اور اس شخص کو دیکھا تھا۔ انہیں وہاں کار میں دیکھتے ہی پہچان سکتا تھا۔ جب کہ حقیقتاً وہ بچے اور اس کے باپ کے ساتھ نہیں آرہی تھی۔ اس نے پارس اور پورس کو بھٹکا دیا تھا۔ اب وہ شام تک اسے تلاش کرتے ہوئے بھٹکنے والے تھے۔

○☆○

تھری جے، کینی بال اور لیزی گارڈ پانچوں ہم خیال تھے اور ہم راز تھے۔ ان پانچوں نے مل کر یہ منصوبہ بنایا کہ جب تک اپنے اہم اکابرین کو تحفظ فراہم نہیں کریں گے اس وقت تک نیلماں یا دوسرے مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی نہ کسی طرح نقصان پہنچاتے رہیں گے۔

اس خیال کے تحت انہوں نے یہ متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ تمام اکابرین کے دماغوں کو لاک کردیا جائے تاکہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے چور خیالات نہ پڑھ سکے۔ جے کافو، جے سامو اور جے فلو نے بحری، بری اور فضائی افواج کے تین اعلیٰ افسران سے خفیہ طور پر رابطہ کیا۔ وہ رات کو اپنے اپنے بنگلے میں پہنچ کر پہلے شراب پینا چاہتے تھے۔ اس کے بعد ڈنر کرکے سوجانا چاہتے تھے لیکن جے کافو نے ایک اعلیٰ افسر سے کہا "سر! آپ شراب نہ پئیں اور نہ ہی کسی قسم کا نشہ کریں۔ میرے باقی ساتھی بھی آپ جیسے اعلیٰ افسران سے یہی کہہ رہے ہیں۔"

"تم مجھے یہ مشورہ کیوں دے رہے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں۔ ہمارے ملک کے تمام اہم اکابرین دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رہیں۔ اگر وہ آپ کے دماغوں میں آسکیں گے تو آپ کے چور خیالات پڑھ کر اہم راز معلوم کرسکیں گے۔"

دوسری طرف جے فلو نے بری فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا "فی الحال نیلماں سے زیادہ خطرہ ہے۔ وہ آئندہ بھی ہمیں طرح طرح کے نقصانات پہنچاتی رہے گی۔ آپ جیسے اعلیٰ افسران کے دماغ پر قبضہ جما کر آپ لوگوں کو محکوم بنالے گی پھر ہم بہت مجبور ہوجائیں گے۔"

بری فوج کے اعلیٰ افسر نے قائل ہو کر کہا "تم لوگ صحیح سمت میں سوچ رہے ہو۔ ہم تمہاری قدر کرتے ہیں۔ ہم برسوں سے شراب پینے کے عادی ہیں لیکن ہم اپنی حفاظت کے لیے اپنے ملک و قوم کی بہتری کے لیے شراب چھوڑ دیں گے اور تم جیسا کہو گے ویسا ہی کریں گے۔"

تیسری طرف جے سامو نے بحری فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا۔ "ہم آپ لوگوں کو رازدار بنانا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے آپ کے دماغ کو مقفل کرنا چاہتے ہیں پھر کوئی دشمن آپ کے دماغ میں آکر ہمارے اہم منصوبوں کو نہیں معلوم کرسکے گا۔"

بحری فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "تم سب ملک اور قوم کی بہتری کے لیے ایسے اقدامات کررہے ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں آئندہ شراب کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔"

جے سامو نے کہا "آئندہ کی بات چھوڑیں۔ صرف آج رات شراب چھوڑ دیں۔ ہم آپ کے دماغ میں ایسی ایسی باتیں نقش کریں گے کہ کل سے آپ خود ہی شراب کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔"

دوسری طرف لیزی گارڈ اور کینی بال نے بھی فوج کے ایک اعلیٰ افسر کو اور ملک کے ایک اعلیٰ حاکم کو یہی باتیں سمجھائیں۔ وہ بھی اس بات پر راضی ہوگئے۔ اس طرح ان پانچوں نے ایک ہی وقت میں ان پانچوں پر تنویمی عمل کیا اور اپنے عمل کے ذریعے ان کے دماغوں میں یہ نقش کردیا کہ وہ شراب یا کسی قسم کے نشے کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ پرائی سوچ کی لہروں کو فوراً ہی محسوس کرلیا کریں گے اور سانس روک کر انہیں دماغ سے نکال دیا کریں گے۔ ایک مخصوص آواز اور لب و لہجے سے سوچ کی جو لہریں آئیں گی صرف انہیں اپنے دماغوں میں محسوس نہیں کریں گے۔

اس طرح ان پانچوں نے ان پانچ اکابرین کے ذہنوں میں مخصوص آواز اور لب و لہجہ نقش کردیا۔ مزید ضروری باتیں ان کے دماغوں میں گرہ کی طرح باندھ دیں پھر انہیں تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔

یہ عمل انہوں نے آدھی رات سے پہلے کیا پھر آدھی رات کے بعد انہوں نے مزید پانچ اکابرین پر ایسے ہی تنویمی عمل کرکے ان کے دماغوں کو مقفل کردیا۔ ان کے دماغوں میں بھی مخصوص آواز اور لب و لہجہ نقش کردیا۔ وہ اس آواز اور لب و لہجے کے باعث تھری جے، لیزی گارڈ اور کینی بال کو کبھی اپنے دماغوں میں محسوس نہیں کرسکتے تھے۔

تھری جے اب تک جس طرح زندگی گزارتے آئے تھے اس

سے ظاہر تھا کہ اب تک انہوں نے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے نہ دوستی کی' نہ کسی سے رابطہ رکھا اور نہ ہی کسی ملک کے وفادار یا تابع بن کر رہے۔ اس بار وہ کینی بال کے حوالے سے امریکی اکابرین کو اپنی وفاداری کا یقین دلا رہے تھے لیکن حقیقتاً انہوں نے بہت پہلے ہی یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ کسی بھی چوتھے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے اور کسی بھی ملک سے دوستانہ رابطہ نہیں رکھیں گے اور نہ ہی انہیں دشمنی کا موقع دیں گے۔

جے سامو' مونا سے اور جے فلو' ہیلو ریٹا سے شادیاں کرچکے تھے۔ ہیلو ریٹا کا بھائی کینی بال اس رشتے سے ان کا قریبی عزیز بن چکا تھا۔ ان تینوں نے اسے بظاہر اپنا دوست بنالیا۔ اس کی مدد بھی کی۔ اسے بیزون وغیرہ کے تنویمی عمل سے نجات دلائی اور ایک آزاد اور خود مختار ٹیلی پیتھی جاننے والا بنا دیا۔ اب وہ لیزی گارڈ کے ساتھ امریکا کے آرمی ہیڈ کوارٹر میں رہنے لگا تھا۔

یہ سب کچھ کرنے کے باوجود ان تینوں نے آپس میں یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ کینی بال کو صرف ہیلو ریٹا کے حوالے سے اپنا عزیز رشتے دار سمجھیں گے لیکن اسے اپنا گہرا دوست بنائیں گے نہ راز دار بنائیں گے۔ انہوں نے کینی بال کے ساتھی لیزی گارڈ پر بھی تنویمی عمل کرکے اسے بیزون وغیرہ سے نجات دلائی تھی اور اس کے دماغ میں بھی مخصوص آواز اور لب ولہجہ نقش کردیا تھا۔

اس طرح انہوں نے امریکا کے تمام اکابرین کو اپنی بھرپور وفاداریوں کا یقین دلایا تھا اور عملی طور پر لیزی گارڈ اور کینی بال کو ان کے آرمی ہیڈ کوارٹر میں پہنچا کر یہ ثابت کردیا تھا کہ واقعی وہ اپنے ملک و قوم کے وفادار ہیں۔ حقیقت یہ تھی کہ تھری جے اب بھی نہ کسی کے وفادار تھے۔ نہ کسی کے دوست تھے اور نہ ہی کسی سے دشمنی کرنا چاہتے تھے۔

امریکا کو اپنی وفاداریوں کا یقین دلانے سے بڑے فائدے حاصل ہوئے تھے۔ ایک تو ان تینوں نے لیزی گارڈ اور کینی بال پر بھی تنویمی عمل کرکے مخصوص آواز اور لب ولہجہ نقش کیا تھا اور دوسرے کئی اکابرین پر بھی یہی عمل کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ لیزی گارڈ اور کینی بال اور دوسرے کئی اکابرین اب ان تھری جے کے معمول بن گئے تھے۔ جب بھی تھری جے ان کے دماغوں میں آتے وہ انہیں محسوس نہ کرتے۔ وہ ان کے اندر رہ کر جس قسم کے خیالات پیش کرتے۔ جیسی ہدایات دیتے' وہ انہی ہدایات پر بے اختیار عمل کرتے رہتے۔

گویا تھری جے نے نہایت اطمینان سے ایک ایک قدم چلتے ہوئے بڑی کامیابی سے صرف اہم اکابرین ہی کو نہیں بلکہ امریکا کے تمام اہم معاملات کو اپنے کنٹرول میں لے لیا تھا۔

یہ سب کرنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں تھا کہ وہ اپنی بے پناہ قوتوں کا مظاہرہ کرنے والے تھے۔ وہ کبھی یہ حماقت نہ کرتے۔ انہوں نے صرف اپنی حفاظت اور سلامتی کے لیے ایسا کیا تھا۔ ایک سپرپاور کو ان کی طرف سے اطمینان حاصل ہوا تھا کہ ان سے آئندہ کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچے گا پھر یہ کہ وہ بابا صاحب کے ادارے اور میری فیملی کے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے ٹکرانے کی حماقت نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اسی طرح وہ نیلماں کو بھی چیلنج نہیں کرنا چاہتے تھے۔ دیکھا جائے تو وہ بڑی ذہانت سے صرف اپنی سلامتی اور بقا کے لیے جدوجہد کررہے تھے۔

انہوں نے صرف دو راتوں میں بیس امریکی اکابرین کے دماغوں کو مقفل کیا اور ان کے دماغوں میں مخصوص آواز اور لب ولہجے کے ذریعے صرف اپنی آمدورفت کا راستہ رکھا۔ اس کے بعد انہوں نے بحری' بری اور فضائی افواج کے تینوں افسران سے اور ایک اعلیٰ حاکم سے کہا "ہمارے مخالفین ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بڑی قوتیں حاصل کرتے جارہے ہیں۔ لہٰذا ہمیں پھر ایک بار ٹرانسفارمر مشین تیار کرنی چاہیے۔ یہ مشین اتنی رازداری سے تیار ہوگی کہ آپ جیسے خاص اکابرین کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں ہوگا۔"

اعلیٰ حاکم نے کہا "ہمیں تم پانچوں پر ناز ہے۔ تم بروقت اہم مشورہ دے رہے ہو۔ اگر ہم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد میں اضافہ کریں اور اپنی فوج کے ساتھ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تھائی لینڈ بھیجتے رہیں تو نیلماں کی تمام چالیں ہمارے خلاف ناکام ہوتی رہیں گی۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم نے اب تک کئی بار ٹرانسفارمر مشینیں تیار کرائی ہیں۔ ان مشینوں کے ذریعے درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرتے رہے ہیں۔ اب تک حساب کیا جائے تو ہم نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار کی تھی لیکن ہمیں کیا ملا؟ ہمیں تو صرف ناکامی ملتی رہی۔ ہمارے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہم سے بغاوت کرتے رہے یا ہمارے مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے معمول اور غلام بنتے رہے۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "یہ مایوس کرنے والی باتیں ہیں۔ یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ آئندہ بھی ہمارے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے لیکن ہمارے ان پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے اور اب تک بڑی ذہانت سے کام کرتے آرہے ہیں۔ اگر ہم ان کے ساتھ مل کر ایک بار پھر ٹرانسفارمر مشین تیار کرائیں تو ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ اس بار ہمیں کامیابیاں نصیب ہوں گی۔"

انہوں نے ٹرانسفارمر مشین کی تیاریاں کرنے کے لیے دوسرے ہی دن سے ابتدا کی اور ابتدائی انتظامات میں مصروف ہوگئے اور ایسی رازداری سے مصروف رہے کہ دوسرے اکابرین تک کو ان کے اس خفیہ منصوبے کا علم نہ ہوسکا۔ تھری جے بڑی ذہانت اور حکمت عملی سے کام لے رہے تھے۔ انہیں دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرف سے ایسا کوئی اندیشہ نہیں تھا کہ ان کا یہ راز کھل جاتا۔ اگرچہ انہیں ناکامی کا اندیشہ نہیں تھا پھر بھی وہ بہر پہلو سے محتاط رہنے لگے تھے۔

جے سامو نے مونا سے شادی کی تھی اور جے فلو نے ہیلو ریٹا کو شریک حیات بنایا تھا۔ انہوں نے یہ طے کیا تھا کہ اپنی بیویوں کو اپنی ٹیلی پیتھی کے متعلق نہیں بتائیں گے لیکن بیویوں سے بات چھپائی نہیں جاسکتی تھی۔ ان کی دو عورتیں ان کی رازدار بن گئی تھیں۔ یہ ان کے لیے بڑی تشویش کی بات تھی۔ مونا اور ہیلو ریٹا سے انہیں بے انتہا محبت تھی لیکن وہ محبت آئندہ کبھی انہیں نقصان بھی پہنچا سکتی تھی۔ اپنی کسی نادانی یا لاعلمی کے باعث دشمنوں کو اپنے دماغوں میں آنے کی جگہ دے سکتی تھیں اور جب دشمن ان کے دماغوں میں آتے تو انہیں تھری جے تک پہنچنے کا راستہ بھی مل جاتا۔

جے کافو نے کہا "جے فلو اور جے سامو تم دونوں بہت محبتیں حاصل کررہے ہو اور کرتے رہو گے لیکن ہمیں حقیقت کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ تم دونوں یہ تسلیم کرو کہ ہم کسی وقت بھی دھوکے سے مارے جاسکتے ہیں۔"

ان دونوں نے باری باری کہا "تم درست کہتے ہو۔ یہ اندیشہ ہمیں بھی رہتا ہے۔ ہم نے کئی بار سوچا کہ اپنی بیویوں کو یہاں سے کہیں دور لے جاکر انہیں روپوشی کی زندگی گزارنے پر مائل کرلیں۔"

جے کافو نے کہا "اس سے کیا ہوتا ہے۔ وہ جہاں بھی روپوش رہیں گی۔ تم دونوں ان سے ملنے جایا کرو گے۔ اسی جانے آنے میں دشمنوں کو تم میں سے کسی کی کمزوری معلوم ہوسکتی ہے۔ تم میں سے کوئی کسی کی نظروں میں آسکتا ہے۔"

جے فلو نے کہا "ہم مانتے ہیں۔ ہم نے ہر پہلو پر غور کیا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ۔ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

"جب عورت محبت کرتی ہے تو بہت سی مسرتیں دیتی ہے اور بہت سا یقین اور اعتماد پیدا کرتی ہے لیکن وہ اپنی کمزوریوں کو نہیں سمجھ پاتی۔ تم دونوں کی بیویوں کی کمزوریاں یہ ہیں کہ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتیں اور یہ بھی نہیں جان سکتیں کہ کب اور کس وقت ہمارے دشمن ان کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بہرحال میں آخری بات کہتا ہوں کہ میں تم دونوں سے دور ہوجاؤں گا اور تنہا روپوشی کی زندگی گزاروں گا۔"

جے سامو نے کہا "تمہاری علیحدگی سے ہمیں بہت دکھ ہوگا۔ ہم جانتے ہیں کہ تم دشمن بن کر ہمارا ساتھ نہیں چھوڑو گے۔ جب تک ہم تینوں زندہ ہیں تب تک ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کبھی میل نہیں آئے گا۔"

"تو پھر یہ طے پاگیا کہ میں تم دونوں سے دور جارہا ہوں۔"

"یار کافو! تمہاری یہ بات دل کو دکھا رہی ہے۔ مگر ہم کیا کریں نہ ہم ان بے قصور بیویوں کو چھوڑ سکتے ہیں۔ نہ تمہیں چھوڑنے کو جی چاہتا ہے۔ مگر حالات مجبور کررہے ہیں۔"

جے کافو نے کہا "دل برداشتہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میری دوری اور میری روپوشی سے ہماری دوستی میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوگا۔"

یوں تو وہ تینوں ذہین تھے لیکن فی الحال جے کافو ان سے زیادہ ذہین ثابت ہورہا تھا۔ اس نے اپنی سلامتی اور بقا کے لیے کمزوری پیدا کرنے والی کسی عورت کو اپنی زندگی میں آنے کا موقع نہیں دیا اور یہی اس کی سب سے بڑی ذہانت تھی۔

ان تینوں کے درمیان یہ طے پایا کہ جے کافو آدھی رات تک ان کے ساتھ رہے گا پھر رات کی تاریکی میں ان سے جدا ہوجائے گا۔ ویسے جے کافو نے خوب سوچ سمجھ کر ان کے ساتھ آدھی رات تک رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔

جے کافو صحیح معنوں میں دوستی نبھانے والا سچا دوست تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اتنی دور جانے کے بعد وہ خود تو زندہ سلامت رہے گا لیکن اس کے دونوں ساتھیوں پر کبھی نہ کبھی مصیبتیں نازل ہوسکتی ہیں اور کبھی اچانک ایسا جان لیوا حملہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے دونوں ساتھیوں کو بچانا چاہے گا تو وقت گزر چکا ہوگا۔ وہ اپنے دوستوں کو حسین عورتوں کی زلفوں کا اسیر بنا کر اور ان کے حسن و شباب کا فقیر بنا کر دشمنوں کے ہاتھوں مرنے کے لیے نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ انہیں کس طرح تحفظ دے سکتا ہے؟ اور پھر ان کے ساتھ کس طرح متحد ہوکر رہ سکتا ہے؟

وہ غسل کرنے کے بہانے اپنے باتھ روم میں آیا پھر دروازہ بند کرکے خیال خوانی کے ذریعے ہیلو ریٹا کے دماغ میں پہنچ گیا۔ مونا اور ہیلو ریٹا کے دماغوں کو مقفل کردیا گیا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ ان مقفل دماغوں میں کس آواز اور لب ولہجے کے ذریعے پہنچا جاسکتا ہے۔

ہیلو ریٹا نے جے فلو سے کہا تھا "ہم ابھی شاپنگ کے لیے باہر جائیں گے اور رات کا کھانا بھی باہر کھائیں گے۔"

جے فلو نے اس سے کہا تھا "تم تنہا شاپنگ کے لیے جاؤ۔ میں اپنے دونوں ساتھیوں سے بہت اہم معاملات پر گفتگو کرنے والا ہوں۔"

ہیلو ریٹا نے اس سلسلے میں اس سے بحث نہیں کی۔ اس کے دماغ میں یہی تنویمی عمل کیا گیا تھا کہ جب جے فلو کو کسی ضرورت کے تحت اس سے علیحدہ رہنا پڑتا تو وہ اس سے کبھی بحث نہ کرتی لہٰذا وہ تنہا اپنی کار ڈرائیو کرتے ہوئے شاپنگ کے لیے چلی گئی تھی۔ جب تینوں ساتھیوں کے درمیان یہ طے پاتا رہا کہ انہیں اب جے کافو سے بچھڑ کر رہنا ہے تو اس وقت تک ہیلو ریٹا' شاپنگ مکمل کرنے کے بعد واپس آرہی تھی۔ اسی وقت جے کافو باتھ روم کے اندر جاکر اپنا دروازہ بند کرچکا تھا اور ہیلو ریٹا کے دماغ پر قبضہ جما چکا تھا۔ وہ اپنی کار کی رفتار بڑھاتی ہوئی تیزی سے ایک ایسی سڑک پر پہنچی جو ہیوی گاڑیوں کے لیے مخصوص تھی۔ ہیلو ریٹا تیز رفتاری سے ڈرتی تھی۔ نارمل رفتار سے گاڑی چلایا کرتی تھی۔ اس وقت وہ تیز

رفتاری سے گاڑی ڈرائیو کرتے وقت خوف کھانا بھول گئی تھی۔ کیونکہ وہ اپنے آپ میں نہیں تھی۔ جے کافو کے قبضے میں تھی۔ جے کافو نے اس کے ذریعے تیز رفتاری سے کار کو چلاتے ہوئے ایک ہیوی ٹرک سے ٹکرا دیا پھر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ اطمینان سے غسل وغیرہ کیا پھر لباس تبدیل کرکے اپنے ساتھیوں کے پاس آگیا۔

اس نے اپنے دوست جے فلو کی سلامتی کے لیے اس کا دل توڑنے والی حرکت کی تھی اور یہ سوچا تھا کہ دل ٹوٹے کوئی بات نہیں، وہ پھر سنبھل جائے گا مگر یہ اطمینان رہے گا کہ وہ پہلے کی طرح اس کے ساتھ روپوش رہ کر زندہ سلامت رہے گا۔

اس نے دوستی کی خاطر بے گناہ ہیلو ریٹا پر ظلم کیا تھا۔ جان بوجھ کر اس کی جان لی تھی۔ اس سلسلے میں اس نے سوچا اگر وہ اس کی جان سے نہ کھیلتا تو دشمن اس کے دوست جے فلو کی جان سے کھیلتے پھر دوستی سے محروم ہو کر اپنے مستقل اتحاد سے ٹوٹ کر رفتہ رفتہ ان تینوں دوستوں کا نہ اتحاد قائم رہتا نہ دوستی رہتی اور نہ ہی زندگی رہتی۔

موجودہ حالات کا اور وقت کا تقاضا یہی تھا جو جے کافو نے کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب جے فلو نے ہیلو ریٹا کے واپس نہ آنے پر خیال خوانی کے ذریعے اس سے رابطہ کرنا چاہا تو اس کا دماغ اسے نہیں ملا وہ پریشان ہو کر بولا "مجھے ہیلو ریٹا کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔ اس کے ساتھ کوئی ٹریجڈی ہوگئی ہے۔ پلیز تم دونوں بھی کوشش کرو دیکھو، وہ زندہ ہے یا نہیں؟"

وہ تو زندہ نہیں تھی۔ جے فلو کو معلوم ہوا کہ وہ ایک ہیوی ٹرک سے ٹکرا کر موت کی آغوش میں جا چکی ہے۔ اب کبھی واپس نہیں آئے گی۔ جے کافو اور جے سامو نے اسے سمجھایا کہ اسے ہیلو ریٹا کی آخری رسومات ادا کرنے اور اس کی لاش اسپتال سے لانے کے لیے نہیں جانا چاہیے۔ اس طرح وہ دشمنوں کی نظروں میں آسکتا ہے۔ وہ تینوں خیال خوانی سے کام لے کر دوسروں کے ذریعے ہیلو ریٹا کی تدفین کرائیں گے۔

بات سمجھ میں آنے والی تھی۔ وہ نہ بھی سمجھتا تو حالات اسے سمجھا رہے تھے۔ جو ہونا تھا، وہ تو ہو چکا تھا۔ رو پیٹ کر ہیلو ریٹا کو واپس نہیں لا سکتا تھا۔ نہ ہی اس کی لاش کے قریب جا کر اسے آخری بار دیکھنے کی نادانی کرکے کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کی نظروں میں آنے کی غلطی کر سکتا تھا۔ لہٰذا اسے صبر کرنا پڑا۔

جے کافو آدھی رات کے بعد ان سے جدا ہونے والا تھا لیکن ہیلو ریٹا کی آخری رسومات ادا ہونے تک اسے رکنا پڑا۔ اس نے جو کیا اس کا ایک نتیجہ یہ اچھا نکلا کہ اب وہ ان سے جدا نہیں ہو رہا تھا۔ ان کے ساتھ رہنے والا تھا۔ اب جے سامو تنہا رہنے والا تھا۔ جے کافو اور جے فلو اس سے جدا ہونے، کسی دوسری جگہ روپوش رہ کر اس سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رکھنے والے تھے۔

جے کافو نے یہ سوچ رکھا تھا کہ چند دنوں یا چند ہفتوں کے بعد موتا کی بھی ہلاکت کچھ اسی طرح ہو جائے گی۔ جے سامو کو بھی اس پر شبہ نہیں ہوگا۔ دونوں دوستوں کو صبر کرنا اور اپنے تیسرے دوست کی طرح عورت کے بغیر رہنا ہوگا۔

وہ تینوں اپنے ذاتی معاملات سے بھی نمٹ رہے تھے اور چھپ کر امریکی اکابرین کے ذریعے بہت بڑی کامیابی حاصل کر رہے تھے۔ اسی وقت جمہوریہ چین کے حکام نے امریکا کے اکابرین سے شکایت کی۔ "ہمارے ملک کے جنوبی علاقوں میں آپ لوگوں کی سرگرمیاں تیز ہوتی جا رہی ہیں۔ لاؤس، کمبوڈیا اور تھائی لینڈ میں آپ کے ارادے بہت ہی تشویش ناک ہیں۔"

جواب دیا گیا "تشویش کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم ان تینوں ممالک کو صرف مالی امداد پہنچا رہے ہیں۔"

"لیکن آپ کی سیاسی سرگرمیاں کیا ہیں؟ پہلے آپ نے کمیونسٹ گوریلوں کو راشن اور ہتھیار فراہم کیے تھے۔ اب ان سے ناراض ہو کر وہاں کے حکمرانوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ ہماری سراغ رساں ایجنسیوں کی رپورٹ کے مطابق دو روز بعد تمہاری امدادی فوج تھائی لینڈ پہنچنے والی ہے۔ کیا ہم غلط کہہ رہے ہیں؟"

"آپ کے سراغ رساں کمال کرتے ہیں۔ بڑی ہی تازہ ترین معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔ بے شک ہماری ایک مختصر سی فوج تھائی لینڈ پہنچنے والی ہے کیونکہ تھائی حکومت نے ہم سے مدد کی درخواست کی ہے اور ہم کسی کے برے وقت میں مدد کرنے سے انکار نہیں کر سکتے۔"

"یہ تینوں ممالک ہمارے پڑوسی ہیں۔ ظالم پال پوٹ اور اس کے گوریلوں کے خلاف ہم سے مدد طلب کر سکتے تھے لیکن یہ چند کلو میٹر کے فاصلے سے مدد حاصل کرنے کے بجائے ہزاروں کلو میٹر کی دوری سے آپ کو مدد کے لیے بلا رہے ہیں یا آپ نے انہیں اس طرح مجبور کیا ہے کہ وہ آپ ہی کی امداد کے محتاج ہو کر رہ گئے ہیں؟"

"یہ تو سیاسی حکمت عملی ہے۔ ہم ان کے کام آسکتے ہیں لہٰذا فراخ دلی سے کام آرہے ہیں۔ اگر آپ کام آنا چاہیں تو آپ بھی ان کے کام آسکتے ہیں ہم کبھی اعتراض نہیں کریں گے۔"

"ہم آپ کی زبان سے یہی سننا چاہتے ہیں۔ جب ہم جوابی کارروائی کریں گے تو آپ کو اعتراض نہیں ہوگا۔"

"آپ جوابی کارروائی کیا کر سکیں گے؟ لاؤس، کمبوڈیا اور تھائی لینڈ کبھی آپ کے دوست نہیں رہے۔ تینوں ممالک کے حکام آپ سے ہتھیار بھی نہیں لینا چاہتے۔"

"ہم نہ تو انہیں ہتھیار دیں گے نہ اپنی فوج ان کے ملکوں میں اتاریں گے لیکن ہم جو بھی کریں گے، اس کے نتیجے میں آپ کو بہت پچھتانا پڑے گا۔"

"آپ کی دھمکی سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ ان ممالک میں ہمارے خلاف فوجی حملہ کریں گے۔"

"ہم ایسی نادانی نہیں کریں گے۔ اقوام متحدہ میں آپ کو شکایت کا موقع نہیں دیں گے اور ہم پہلے حملہ کرنے والے بن کر جارحیت کا الزام اپنے سر نہیں لیں گے۔"

"اچھا تو جو کرنا چاہتے ہیں اسے ابھی راز میں رکھا گیا ہے۔ ٹھیک ہے، ہم بھی دیکھیں گے کہ آپ کی جوابی کارروائی کیا ہوگی۔ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ سیاست میں ایک دوسرے کو منہ توڑ جواب دیا جاتا ہے۔"

"آپ دو قوتوں کے مالک بن کر سپر پاور کہلانے لگے ہیں۔ آپ کے پاس بے شمار ایٹم بم جدید خطرناک میزائلوں کے ساتھ اور ٹیلی پیتھی کا ناقابل شکست ہتھیار بھی ہے یہ ایسا ہتھیار ہے، جس کے سامنے بڑے سے بڑا دشمن اور ہمارا چین جیسا بڑا ملک بھی... بے دست و پا ہو جائے گا۔"

امریکی فوج کے اعلیٰ افسر نے ہنستے ہوئے کہا "دنیا ہمیں سپر پاور کہتی ہے تو غلط نہیں کہتی۔"

"بہت جلد دنیا ہمیں بھی سپر پاور کہے گی۔ ہم بھی ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کرنے والے ہیں۔"

اس بات نے انہیں چونکا دیا۔ امریکی فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ٹیلی پیتھی کا ہتھیار؟ آپ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ نے ٹیلی پیتھی کی قوت حاصل کی ہے اور آپ کے ملک میں خیال خوانی کرنے والے موجود ہیں؟"

"موجود نہیں ہیں لیکن تمہاری فوج کی پہلی کھیپ تھائی لینڈ پہنچنے سے پہلے ہمارے پاس بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج ہو جائے گی۔"

"آپ ہمیں دھمکی دے رہے ہیں۔ یہ کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے کہ جس نے بھی چاہا ٹیلی پیتھی کا ہتھیار تیار کر لیا؟"

"آپ جانتے ہیں، چین کے تعلقات کتنے ہی اسلامی ممالک سے ہیں اور مسلمان ہمیں بہت چاہتے ہیں۔ ہم سے ہر طرح کا تعاون کرنے کے لیے آمادہ رہتے ہیں۔ کیا آپ کی عقل میں اتنی سی بات نہیں آئی کہ بابا صاحب کے ادارے کے تمام مسلمان ہم سے تعاون کر سکتے ہیں بلکہ کرنے والے ہیں۔"

یہ ایسی اطلاع تھی کہ ان پر جیسے بجلی گرنے لگی۔ اعلیٰ افسر نے کہا "نہیں آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ آپ محض دھمکی دے رہے ہیں۔"

"دو روز بعد اپنے فوجیوں کی پہلی کھیپ تھائی لینڈ پہنچاؤ پھر اس کا انجام دیکھ لو۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے فوراً ہی انٹرلنک کنکشن کے ذریعے تمام اکابرین سے رابطہ کیا پھر لیزی گارڈ اور کینی بال سے کہا کہ وہ اپنے تینوں ساتھیوں، یعنی تھری جے کو بھی اس میٹنگ میں بلائیں۔

تھوڑی دیر بعد تھری جے بھی اس ہنگامی اجلاس میں شریک

ہو گئے۔ فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "چین نے ابھی ایک چونکا دینے والی بات کی ہے۔ ہم دو روز بعد اپنی ایک مختصر سی فوج تھائی لینڈ میں اتارنے کا فیصلہ کر چکے ہیں لیکن چین کے افسران نے کہا ہے کہ جیسے ہی ہماری فوجیں وہاں اتریں گی۔ ویسے ہی ان کی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والی فوج وہاں پہنچ جائے گی۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے حیرانی سے پوچھا "چین میں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں؟"

"وہ چینی حکام' بابا صاحب کے ادارے سے امداد حاصل کر رہے ہیں۔"

یہ بات سنتے ہی تھوڑی دیر کے لیے سب کو چپ سی لگ گئی۔ اعلیٰ افسر نے کہا "چین کے تعلقات کئی اسلامی ممالک سے ہیں۔ دنیا کے بیشتر مسلمان' چین سے محبت کرتے ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے کے جو طور طریقے اور قوانین ہیں اس کے مطابق وہ حکومت چین کی ضرور مدد کریں گے اور شاید مدد کر رہے ہیں۔"

جے کافو نے فیکس کے ذریعے کہا "ہو سکتا ہے۔ یہ چین کی طرف سے محض دھمکی ہو آپ بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ کر کے تصدیق کریں۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے ہاٹ لائن پر بابا صاحب کے ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم سے رابطہ کیا۔ رابطہ ہونے پر بولا "میں امریکی فوج کا کمانڈر آپ سے مخاطب ہوں اور ایک اہم خبر کی تصدیق حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

خلیل بن مکرم نے کہا "فرمائیے۔ ایسی کون سی خبر ہے جس سے آپ بے خبر ہیں؟"

اس نے پوچھا "کیا آپ ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں جمہوریہ چین کی مدد فرما رہے ہیں؟"

"ہم نے کبھی یہ نہیں پوچھا کہ آپ مدد فرمانے کے لیے اپنے ملک سے ہزاروں میل دور دوسرے ملکوں میں کیوں جاتے ہیں؟ جب ہم آپ کے کسی معاملے... میں کسی طرح کی معلومات حاصل نہیں کرتے ہیں تو آپ کیوں ایسا کر رہے ہیں؟"

"آپ ہمارے معاملات کے بارے میں پوچھیں گے تو ہم آپ کو صحیح جواب دیں گے اور آپ سے بھی توقع کر رہے ہیں کہ آپ ہمارے اس سوال کا صحیح جواب دیں کیا آپ جمہوریہ چین کی ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں کسی قسم کی مدد کر رہے ہیں؟"

"ہمارے درمیان بات چیت کا دور چل رہا ہے۔ ہم ان سے جدید ٹیکنالوجی حاصل کرنے والے ہیں۔ وہ اس کے عوض ہم سے ٹیلی پیتھی کی ٹیکنالوجی حاصل کریں گے۔"

"آپ وضاحت نہیں کر رہے ہیں۔ کھل کر نہیں بول رہے ہیں کہ وہ ٹیلی پیتھی کی ٹیکنالوجی کس طرح حاصل کرنے والے ہیں۔"

"سیدھی سی بات ہے یہ کوئی پیچیدہ معمّا نہیں ہے۔ آپ جائیں اور اپنے لوگوں کے ساتھ سر جوڑ کر غور کریں۔ یہ معلوم ہو جائے گا کہ ہم انہیں ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں کس طرح امداد پہنچانے والے ہیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ ہم کھل کر اپنی زبان سے کبھی نہیں کہیں گے آنے والا وقت آپ کو بتا دے گا۔"

"آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔"

"کیوں نہیں کرنا چاہیے؟ کیا ہم آپ سے کہیں گے آپ کو تھائی لینڈ' کمبوڈیا اور لاؤس میں فوجی اڈا بنانے والی سازشوں سے باز آجانا چاہیے اور کیا آپ باز آجائیں گے؟"

مسٹر فرہاد نے کہا تھا کہ "اب ہمارے درمیان تصادم نہیں ہوگا۔ نہ ہم سے دوستی ہوگی نہ دشمنی ہوگی لیکن آپ جمہوریہ چین کی آڑ میں ہم سے دشمنی کر رہے ہیں۔"

"آپ تو بات بات پر اقوام متحدہ کا سہارا لیتے ہیں۔ جائیے اور ہمارے خلاف شکایت کریں کہ ہم آپ سے دشمنی کر رہے ہیں پھر ہم بھی پوچھیں گے کہ آپ اتنی دور مشرق بعید میں اپنی فوجیں اتار کر ان ممالک میں کیوں جنگی قہر نازل کرنے والے ہیں۔ ان سوالات کے جوابات آپ نہیں دے پائیں گے۔ بہتر ہے کہ اس سلسلے میں بحث نہ کی جائے۔ آپ اپنی سیاسی پالیسیوں پر عمل کرنے کے سلسلے میں آزاد ہیں اور ہم اپنی سیاسی پالیسیوں پر عمل کر رہے ہیں اور کسی کے دباؤ میں رہنے والے نہیں ہیں۔ خدا حافظ۔"

خلیل بن مکرم نے رابطہ ختم کر دیا۔ بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے نئی ہدایات جاری کی گئیں۔ ان ہدایات کے مطابق ثانی کو تھائی لینڈ بھیجا گیا۔ سونیا سے اور مجھ سے کہا گیا کہ ہم پیرس پہنچ جائیں۔ بابا صاحب کے ادارے سے جناب خلیل بن مکرم اور جناب عبداللہ واسطی بھی پیرس پہنچنے والے ہیں دوسری طرف سے جمہوریہ چین کے نمائندے آرہے ہیں۔ ان سے مذاکرات ہوں گے اور ان سے ایک مستحکم دوستی کا معاہدہ ہوگا۔

میری ٹیلی پیتھی کی زندگی میں اور بابا صاحب کے ادارے کی طویل تاریخ میں ایسا پہلی بار ہو رہا تھا۔ پہلے کبھی کسی اسلامی یا غیر اسلامی ملک سے کسی طرح کا بھی معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ پہلی بار جمہوریہ چین سے دوستانہ سیاسی معاہدہ ہو رہا تھا اور میں قبل از وقت بتا دوں کہ دوسرے دن پیرس میں کیا معاہدہ ہونے والا ہے؟ ایک بہت ہی اہم تاریخی معاہدہ ہونے والا تھا۔

ہمارے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے جمہوریہ چین جا کر ان کی قوت بننے والے تھے۔

جمہوریہ چین سے چند فوجی افسران اور سیاسی نمائندے بابا صاحب کے ادارے میں پہلی بار آنے والے تھے اور ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے والے تھے۔

اس طویل سلسلے کے چھبیسویں برس میں میری داستان ایک چیلنج سے بھرپور نئے موڑ پر پہنچ رہی تھی۔

○☆○

امریکی اجلاس میں بڑی گرما گرمی تھی۔ بابا صاحب کا ادارہ زیرِ بحث تھا سب کو حیرانی تھی اور سب ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے۔ ساری دنیا میں یہ ہوتا آیا ہے کہ ملکوں کے درمیان میں سیاسی معاہدے ہوتے رہے ہیں۔ بابا صاحب کا ادارہ کوئی ملک نہیں ہے۔ وہ ادارہ فرانس میں ہے۔ فرانس اور جمہوریہ چین کے درمیان معاہدہ ہو سکتا ہے لیکن فرانس کے اندر قائم شدہ کسی ادارے سے سیاسی معاہدہ کیسے ہو سکتا ہے؟

ایک حاکم نے پوچھا "اگر چین اور بابا صاحب کے ادارے کے درمیان معاہدہ ہو رہا ہے تو اسے کس طرح غیر قانونی قرار دیا جا سکتا ہے؟"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "حکومت فرانس اس بات پر اعتراض کر سکتی ہے۔ اقوام متحدہ میں یہ سوال اٹھا سکتی ہے کہ جمہوریہ چین کے حکام فرانس کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کے لیے وہاں کے ایک ادارے سے معاہدہ کیوں کر رہے ہیں۔ اس طرح بات اٹھے گی تو ہم سب فرانس کی حمایت میں بولیں گے پھر یہ معاہدہ نہیں ہو سکے گا۔"

ایک اور اعلیٰ افسر نے کہا "معاہدہ کیسے نہیں ہو سکے گا؟ کیا وہ اعلانیہ معاہدہ کر رہے ہیں؟ کیا وہ تسلیم کریں گے کہ ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں ٹیکنالوجی کا تبادلہ ہو رہا ہے؟ اگر وہ تسلیم کریں گے تو کیا دنیا کی کسی عدالت میں یا اقوام متحدہ میں کبھی جادو یا ٹیلی پیتھی کو تسلیم کیا جاتا ہے؟"

ایک حاکم نے کہا "بڑی مشکل ہے۔ تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ جب کہ جادو بھی اس دنیا میں روز اول سے ہے اور ٹیلی پیتھی کا علم بھی کوئی ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ اس کے باوجود ایسے علم کو عدالتوں میں تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔"

تیج پال کی طرف سے ایک فیکس موصول ہوا۔ اس میں لکھا تھا "میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ لوگوں کی باتیں مجھ تک پہنچا رہے ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چین اور بابا صاحب کے درمیان جو معاہدہ ہو رہا ہے۔ اس معاہدے کی بات کسی دنیا کی کسی عدالت میں یا اقوام متحدہ میں لانے کا خیال اپنے ذہن سے نکال دیں۔

ہم یہ کبھی ثابت نہیں کر سکیں گے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی معاہدہ ہوا ہے۔ ہمیں چین سے اور بابا صاحب کے ادارے سے مذاکرات کرنے ہوں گے اگر ان مذاکرات کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلے تو پھر آپ سوچیں کہ آپ کی سیاسی حکمت عملی کیا ہوگی؟

مسٹر فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے والے کو یہ موقع مل چکا ہے کہ وہ تھائی لینڈ میں ہمارے خلاف کھل کر محاذ قائم کر سکیں اگر ہم تھائی لینڈ میں ان کی ٹیلی پیتھی پر اعتراض کریں گے تو وہ ہم سے جواباً پوچھیں گے کہ امریکا سے اتنی دور مشرق بعید میں اپنی فوجوں کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟"

اعلیٰ فوجی افسر وہ فیکس پڑھ کر سنا رہا تھا پھر اس نے کہا "تیج پال درست کہہ رہا ہے۔ اس معاملے کو عالمی سطح پر اٹھا کر ہم بابا صاحب کے ادارے کے خلاف کوئی کامیاب کارروائی نہیں کر سکیں گے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "ہمیں فوراً حکومت فرانس سے رجوع کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ وہ جمہوریہ چین کے نمائندوں کو اپنے ملک میں نہ آنے دے۔ نہ وہ آئیں گے نہ بابا صاحب کے ادارے کے لوگوں سے مذاکرات کر پائیں گے۔"

ایک حاکم نے کہا "اس طرح ہم عارضی طور پر ان کے مذاکرات کو اور ان کے درمیان ہونے والے معاہدے کو روک دیں گے۔"

"فائدہ کیا ہوگا؟ ان کے درمیان زبانی معاہدہ ہو چکا ہوگا۔ اس کے مطابق جب ہماری فوج کی پہلی کھیپ تھائی لینڈ پہنچے گی تو وہ جوابی کارروائیاں شروع کر دیں گے۔"

"عارضی طور پر ہی صحیح ہمیں پیرس میں ہونے والے ان کے مذاکرات کو اور ان کے معاہدے کو روک دینا چاہیے۔"

اس کے مطابق ایک جونیئر افسر کو حکم دیا گیا کہ وہ فرانس کی حکومت سے رابطہ کر کے ان سے کہے کہ وہ چینی وفد کی پیرس آمد پر اعتراض کریں۔

جونیئر افسر حکم کی تعمیل کے لیے وہاں سے چلا گیا۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا "یہ طے کیا جائے کہ دو دنوں کے بعد ہماری فوج کی پہلی کھیپ وہاں پہنچائی جائے یا نہیں؟"

ہم وہاں فوجی محاذ بنائیں یا نہ بنائیں۔ یہ تو طے ہے کہ بابا صاحب کے ادارے سے ٹیلی پیتھی جاننے والے ضرور ان کا ساتھ دیں گے۔ کیونکہ ان کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہمارے بڑھتے ہوئے سیاسی عزائم کی روک تھام کریں اور خاص طور پر ہمیں مشرق بعید میں قدم جمانے کا موقع نہ دیں۔"

"ہم مشرق بعید کے مختلف ممالک میں فوجی محاذ ضرور قائم کریں گے لیکن اپنے اس منصوبے کی ابتدا دو دن بعد نہیں کریں گے۔ ذرا انتظار کیا جائے۔ دیکھا جائے کہ بابا صاحب کے ادارے سے کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں جاتے ہیں اور وہاں کس طرح کی کارروائی کا آغاز کرتے

ہیں؟"

ایک حاکم نے کہا "اگر ہم دو دن بعد اپنی فوج کی پہلی کھیپ نہیں بھیجیں گے تو وہ کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ ہمیں پتا نہیں چلے گا کہ وہ وہاں موجود ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو خاموش رہ کر کیا کررہے ہیں؟"

"یہ بات موٹی عقل سے بھی سمجھی جاسکتی ہے کہ بابا صاحب کے ادارے سے ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں جائیں گے اور چینی فوج کے اعلیٰ افسران ان کے ذریعے تھائی لینڈ' کمبوڈیا اور لاؤس کے حکمرانوں کو دھمکی دیں گے۔ عملی طور پر ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرائیں گے اور ان حکمرانوں کو دھمکیاں بھی دیں گے کہ انہوں نے امریکا سے فوجی معاہدہ کیا تو ان کے ملک کو اور ان کے اقتدار کو زبردست نقصان پہنچے گا۔"

"پھر تو ہمیں اپنے فوجی جوانوں اور ٹیلی پیتھی جاننے والے فرماں برداروں کو بھی وہاں بھیجنا چاہیے وہ یا تو براہِ راست وہاں جائیں یا وہاں اپنے آلہ کار پیدا کریں اور یہ ثابت کرتے رہیں کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی کافی تعداد میں وہاں موجود ہیں؟"

سب نے اس بات کی تائید کی پھر تیج پال سے اور جے کافو سے بھی پوچھا گیا۔ فیکس کے ذریعے دونوں نے جواب دیا "یہی فیصلہ فی الحال مناسب ہے۔ ہم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے مشورہ کررہے ہیں اور آج ہی ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں اپنے آلہ کار بنائیں گے اور ان حکمرانوں کو یقین دلائیں گے کہ انہیں ہماری طرف سے ٹیلی پیتھی کا ہتھیار بھی سپلائی کیا جارہا ہے۔"

جے کافو نے فیکس کے ذریعے کہا "صرف وہاں آلہ کار پیدا کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ تیج پال کے کم از کم ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اور ہماری طرف سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو وہاں موجود رہنا چاہیے۔ وہ دونوں روپوش رہیں گے اور دن رات وہاں کے معاملات پر توجہ دیتے رہیں گے۔ ضرورت کے مطابق اپنے آلہ کار بناتے رہیں گے۔ اس طرح یہ تاثر پیدا ہوگا کہ امریکا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اگر دشمنوں کے مقابلے میں ختم ہورہے ہیں تو مزید پیدا بھی ہورہے ہیں اور ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی نہیں ہے۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "تیج پال اور جے کافو کا ایک ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا وہاں جائے گا۔ ان دونوں کو ایک دوسرے سے بھرپور تعاون کرنا چاہیے۔"

تیج پال نے کہا "یقیناً وہ ایک دوسرے سے مکمل تعاون کریں گے لیکن میرا ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے سامنے کبھی نہیں آئے گا۔"

جے کافو نے کہا "میرا ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے سامنے نہیں جائے گا۔ جب اسے ہم سے خطرہ ہے تو ہمیں بھی اس سے خطرہ رہے گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "یہ تو آپس میں لڑنے والی بات ہے۔ تم دونوں کو ایک دوسرے سے سمجھوتا کرنا چاہیے۔"

تیج پال نے کہا "سمجھوتا کرنے کا نتیجہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بہت بُرا اور بہت نقصان دہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم دونوں کے ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں موجود رہ کر بھی ایک دوسرے سے چھپ کر رہیں گے۔ اپنے اپنے طور پر کام کریں گے۔ ایک دوسرے کے تعاون کی ضرورت ہوگی تو تعاون بھی کریں گے لیکن ایک دوسرے کے روبرو نہیں آئیں گے۔"

وہ سب امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے لیکن یہ بات بھی ماننے والی تھی کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کوئی ایک دوسرے پر بھروسا نہیں کرتا ہے۔ لہٰذا تیج پال اور جے کافو نے جو فیصلہ کیا تھا اس پر تمام اکابرین نے رضامندی ظاہر کی اور ان سے کہا کہ وہ آج ہی اپنے اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو وہاں روانہ کردیں۔"

جمہوریہ چین نے فرانس سے درخواست کی تھی کہ ان کے چند سیاحوں کو فرانس کی سیاحت کے لیے آنے کی اجازت دی جائے۔ اس کے جواب میں حکومت فرانس کی طرف سے کہا گیا "ہمیں افسوس ہے کہ ہم اجازت نہیں دیں گے کیونکہ آپ کے اصل عزائم کا ہمیں پتا چل چکا ہے۔ وہ یہاں آنے والے سیاح نہیں ہوں گے۔ بلکہ ایسے نمائندے ہوں گے جو بابا صاحب کے ادارے کے اہم افراد سے کسی معاملے میں مذاکرات کریں گے۔"

"ایسا کوئی سنگین معاملہ نہیں ہے۔ جس سے آپ کو نقصان پہنچ سکے۔ اصل میں آپ کو ہمارے خلاف بھڑکایا گیا ہے۔"

"آپ کچھ بھی کہیں ہمیں افسوس ہے کہ ہم آپ کے ملک سے کسی بچے کو بھی یہاں آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ ہم یہاں نہ سہی کسی دوسرے ملک میں اپنے نمائندوں کو بھیج دیں۔ کیا وہاں بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے افراد ان سے ملاقات کرسکیں گے؟"

"ہمارے ملک کے باہر کچھ بھی ہو اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"بہتر ہے۔ آپ خوش ہوجائیں' ہمارے ملک کا کوئی بچہ بھی آپ کے ملک میں قدم نہیں رکھے گا لیکن اپنے حلیف امریکا سے کہہ دینا کہ ہم جو چاہتے ہیں وہی ہوگا۔ فرانس میں نہیں ہوگا' کسی دوسرے ملک میں ہوگا۔"

میں جمہوریہ چین کے لیے ایک طیارے میں روانہ ہوچکا تھا اور سفر کے دوران میں چین کے اعلیٰ حکام کے دماغوں میں پہنچ کر ان کی یہ باتیں سن رہا تھا۔ میں نے ایک افسر سے کہا "یہ اچھا ہوا کہ آپ نے ان سے کہہ دیا آپ کا کوئی آدمی فرانس نہیں جائے گا لیکن انہیں اطمینان نہیں ہوگا۔ وہ اپنے ہاں امیگریشن کے شعبے میں بڑی سختیاں کریں گے ان کے تمام جاسوس بیرونی ممالک سے آنے والوں کو بہت محتاط ہو کر چیک کرتے رہیں گے اس کے باوجود ہمارا بھرپور تعاون آپ کو حاصل ہوتا رہے گا۔"

"تعاون تو حاصل ہورہا ہے۔ آپ ہمارے ہاں تشریف لارہے ہیں لیکن ایک رکاوٹ بہت اہم ہے۔"

"وہ کون سی رکاوٹ ہے؟"

"ہمارے فوجی افسران اور فوجی جوان بابا صاحب کے ادارے تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ جب وہاں نہیں پہنچیں گے تو ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل نہیں کرسکیں گے۔"

"آپ کے ذہین افراد کو ٹرانسفارمر مشین تک پہنچانا ناممکن نہیں ہے۔ مشکل ضرور ہے لیکن ہم یہ مشکل آسان کرلیں گے۔ میں اپنے بزرگوں سے اس سلسلے میں مشورہ کرتا ہوں۔"

میں نے خیال خوانی کے ذریعے جناب تبریزی کو مخاطب کیا اور کہا "جناب عالی میں آپ کی تنہائی میں مخل ہورہا ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔ ویسے ایک بہت اہم معاملہ ہے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔ حکومت فرانس نے ہمارے چینی بھائیوں پر یہاں کے دروازے بند کردیے ہیں۔"

"جی ہاں اور اس وجہ سے ہمارے چینی بھائی ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل نہیں کرسکیں گے۔"

میں اس ادارے کے ان بزرگان دین سے مشورے کروں گا جو روحانیت کے مراحل طے کرچکے ہیں یا طے کرنے والے ہیں۔ ان میں آمنہ بھی شامل ہے۔ ان سب سے مشورے کرنے کے بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ مشکل کس طرح آسان ہوگی۔"

"بہتر ہے جناب! میں چینی حکام کو یقین دلاؤں گا کہ ہم اپنے وعدے اور معاہدے کے مطابق ان کے چند اہم اور ذہین افراد کو ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم ضرور سکھائیں گے۔"

"جب تک تم جمہوریہ چین کے دارالحکومت بیجنگ پہنچو گے اس وقت تک ہم تمہیں مشکل کا حل بتادیں گے۔"

میں ان کا شکریہ ادا کرکے دماغی طور پر طیارے میں حاضر ہوگیا۔ میرے ساتھ والی سیٹ پر جناب عبداللہ واسطی بیٹھے ہوئے تھے۔ بابا صاحب کے ادارے کا ایک ذہین سراغ رساں احمد زبیری جو ٹیلی پیتھی جانتا تھا' ہمارے ساتھ موجود تھا۔ میں نے جناب عبداللہ واسطی سے کہا "ابھی میں نے جناب تبریزی صاحب سے گفتگو کی ہے۔"

انہوں نے اثبات میں سرہلا کر کہا "جناب علی اسد اللہ تبریزی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ جب انہوں نے وعدہ کیا ہے تو ضرور مشکلات کا آسان حل پیش کریں گے۔"

میری اور جناب تبریزی کی گفتگو خیال خوانی کے ذریعے ہوئی تھی۔ جناب عبداللہ واسطی نے ہماری گفتگو نہیں سنی تھی لیکن علم روحانیت کے ذریعے انہیں سب کچھ معلوم ہوچکا تھا۔ مجھے اس بات پر فخر تھا کہ میں جناب عبداللہ واسطی جیسے روحانی رہنما کے ساتھ سفر کررہا تھا۔

○☆○

بھیا کار ڈرائیو کرتا ہوا اسپتال کے احاطے میں آیا پھر اس نے بڑے دروازے کے سامنے گاڑی روک دی۔ پیچھے بیٹھے ہوئے دلیر آفریدی دروازہ کھول کر الپا کی ڈمی صوفیہ کو دونوں بازوؤں میں اٹھا کر اسپتال کے اندر جانے لگا۔ بھیا نے کہا "ارے پہلے اپنی پیشانی اور چہرے سے خون تو پونچھ لے۔"

"تیری پیشانی اور چہرے پر بھی خون پھیلا ہوا ہے۔ پہلے تو اپنی فکر کر۔ میں اپنی جان من کی فکر کرنے جارہا ہوں۔"

وہ بھی الپا کے پیچھے جانے لگا۔ وہاں کھڑے ہوئے چوکیدار نے کہا "صاحب پہلے اپنی گاڑی پارک کردیں۔ یہاں دوسری گاڑیاں بھی آئیں گی۔"

اسے رکنا پڑا۔ وہ واپس آکر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کا سر بری طرح دکھ رہا تھا۔ دلیر آفریدی کا سر بھی دکھ رہا ہوگا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو اتنی زبردست ٹکریں ماری تھیں کہ دونوں ہی کی کھوپڑی جیسے پلپلی ہوگئی تھی۔ وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا پارکنگ ایریا میں آکر رک گیا۔ کار کا انجن بند کرکے اس نے دروازہ کھول کر باہر جانا چاہا تو سر ذرا سا چکرانے لگا۔ وہ سر کو تھام کر بیٹھ گیا۔ اس کا ہاتھ نم ہورہا تھا۔

لہو اب تک بہہ رہا تھا وہ پھر لہو سے بھیگے ہوئے رومال کو لے کر چہرے سے خون پونچھنے لگا۔

اسے الپا کی فکر تھی۔ وہ دشمن اجنبی اسے اٹھا کر اسپتال کے اندر لے گیا تھا۔ یہ سوچ کر ہی اسے غصہ آرہا تھا کہ وہ اس کی محبوبہ کو، اس کی ہونے والی بیوی کو، اس کے سامنے بازوؤں میں اٹھا کر لے گیا تھا اور اس کے سامنے اسے کئی بار جان من کہہ چکا تھا۔

وہ غیر معمولی شکتی اور غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل تھا۔ اس کے باوجود اس اجنبی کے سامنے بے بس ہو رہا تھا۔ اس نے سوچا فی الحال الپا کی خیریت معلوم کرنا چاہیے اگر وہ کسی حد تک اپنے اندر توانائی محسوس کر رہی ہوگی تو اس سے کہے گا کہ اس اجنبی سے دور دور رہے۔ یہ سوچ کر اس نے الپا کے دماغ میں جانے کے لیے خیال خوانی کی پرواز کی مگر نہ کرسکا۔ اسے حیرانی ہوئی۔ اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی کوشش کی تو پتا چلا، سر کو بار بار ٹکرانے کے باعث وہ فی الحال خیال خوانی کے قابل نہیں رہا ہے۔

یہ معلوم ہوتے ہی اس کے ہوش اڑنے لگے۔ فوراً ہی خیال آیا کہ ایسے میں نیلماں اس کے پاس آئے گی تو وہ سانس نہیں روک سکے گا پھر تو اس کی شامت آجائے گی۔ نیلماں اس کو پہلی فرصت میں اپنا معمول اور تابع بنالے گی۔ ایسے منحوس لمحات میں وہ کسی طرح بھی اپنا بچاؤ نہیں کرسکتا تھا۔

وہ خوف اور پریشانی سے اپنے سر کا درد بھول گیا۔ کار سے باہر نکل کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ سوچنے لگا "کیا کرے؟ کہاں جائے؟ ٹیلی پیتھی تو ایسی بلا ہے کہ آدمی کہیں جاکر چھپ نہیں سکتا۔" وہ اس دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والی سے فوری طور پر کسی طرح بھی بچاؤ کی تدبیر کرنا چاہتا تھا۔

وہ پھر کار کی اسٹیرنگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ اس کے دماغ میں بات آئی کہ ایسا منتر پڑھنا چاہیے جس کے اثر سے کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا وقتی طور پر اس کے دماغ میں نہ آسکے۔ اسے ایسے کچھ منتر یاد تھے۔ وہ ونڈ اسکرین کے پار خلا میں تکتے ہوئے زیر لب پڑھنے لگا۔ پہلی بار اس نے صحیح منتر پڑھا لیکن دوسری بار کچھ پڑھنے لگا تو اس کی زبان لڑکھڑا گئی۔ منتر ادھورا رہ گیا۔ اس نے پھر ابتدا سے پڑھنا شروع کیا تو زبان پھر لڑکھڑا گئی۔

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا "میرا دماغ ذرا کمزور ہوگیا ہے لیکن ایسا کمزور بھی نہیں ہوا ہے کہ زبان لڑکھڑا جائے۔ یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

اسی وقت اسے اپنے دماغ میں ایک عورت کی ہنسی سنائی دی۔ وہ ایک دم سے ہڑبڑا کر سیٹ پر سیدھا بیٹھ گیا پھر بولا "کون ہے۔۔۔؟ یہ۔۔۔ یہ کون ہے؟"

جواب میں پھر وہی ہنسی سنائی دی۔ وہ بولا "میں ابھی سانس روک کر تمہیں بھگادوں گا۔"

وہ ایسی حالت میں سانس روک کر بھگا تو نہیں سکتا تھا۔ اسی وقت اس کے دماغ میں ایک زبردست زلزلہ پیدا ہوا۔ ایک دم سے چیخ مار کر سیٹ پر سے اچھلا۔ اسٹیرنگ سے ٹکرایا پھر ایک طرف ڈھلک کر تڑپنے لگا۔ اسپتال کی صفائی کرنے والا ایک خاکروب وہاں سے گزر رہا تھا۔ اس نے اسے تڑپتے ہوئے دیکھا تو دوڑتا ہوا اسپتال میں گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھ ایک جونیئر ڈاکٹر اور دو وارڈ بوائے تیزی سے چلتے ہوئے آئے۔ اسی وقت بھیا کے دماغ میں دوسری بار زبردست زلزلہ پیدا ہوا۔ وہ پھر چیخیں مارتا ہوا تڑپتا ہوا آدھا اسٹیرنگ سیٹ پر اور آدھا کار کے باہر آگیا۔ ڈاکٹر نے دوڑ کر اس کے قریب آکر، اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا "کیا ہوا ہے؟ تمہیں کیا ہوا ہے؟"

وہ جواب دینے کے قابل نہیں تھا۔ دو زبردست زلزلے کے جھٹکوں نے اس کے دماغ کی چولیں ہلا دی تھیں۔ وہ اب ہوش میں نہیں تھا۔ ڈاکٹر نے وارڈ بوائے سے کہا "جلدی جاؤ اور اسٹریچر لے کر آؤ۔"

ایک وارڈ بوائے دوڑتا ہوا اسپتال کے اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مزید دو وارڈ بوائز کے ساتھ اسٹریچر لے آیا۔ وہ بھیا کو اس اسٹریچر پر ڈال کر اسے اسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں لے گئے۔ وہ دماغی اور جسمانی طور پر بہت طاقتور تھا۔ اس کے ساتھ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ اسے غرور تھا کہ دشمنوں کے بڑے بڑے حملوں کا منہ توڑ جواب دے سکتا ہے۔ اس نے دلیر آفریدی جیسے شہزورے کا مقابلہ کیا تھا لیکن ٹیلی پیتھی کے ذریعے جو زلزلے پیدا کیے جاتے ہیں۔ اسے دنیا کا کوئی شہ زور برداشت نہیں کرسکتا۔ ان زلزلوں نے اسے بھی چاروں شانے چت کردیا تھا۔

وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ ڈاکٹر اس کا معائنہ کر رہا تھا اور پوچھ رہا تھا "کچھ بولو۔۔۔ تمہیں کیا ہو رہا ہے؟"

وہ اپنی تمام تر رہی سہی قوتوں کو یکجا کر کے بڑی مشکل سے بولا "مجھے۔۔۔ مجھے بے ہوش کردو۔"

ڈاکٹر کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ بے ہوش کیوں ہونا چاہتا ہے؟ اس وقت بھیا کی عقل میں یہی بات آئی کہ اسے بے ہوش کردیا جائے گا تو خیال خوانی کرنے والی دشمن اس کے دماغ میں نہیں رہ سکے گی۔ دوبارہ ہوش میں آنے تک اس سے نجات مل جائے گی۔

ایسے وقت جونیئر ڈاکٹر کے دماغ میں یہ بات آنے لگی کہ اس کا مرض سمجھ میں نہیں آرہا ہے اور وہ بے ہوش ہونا چاہتا ہے۔ لہٰذا اسے بے ہوش نہ کیا جائے لیکن نیند کا انجکشن دے کر سلا دیا جائے۔

دماغ میں آنے والے اس خیال کے مطابق ڈاکٹر نے نرس سے انجکشن تیار کرنے کو کہا۔ وہ ایک سرنج میں نیند کی سیال دوا بھر کر لائی۔ ڈاکٹر نے وہ انجکشن اسے لگا دیا۔ صرف ایک منٹ کے اندر ہی وہ گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کے دماغ میں آواز ابھری "ہیلو بھیا! کیا مجھے آواز سے پہچان رہے ہو؟"

وہ خاموش رہا۔ آواز نے کہا "تم بے ہوش نہیں ہو، نیند میں ہو اور مجھے آواز سے اچھی طرح پہچان سکتے ہو۔"

بھیا کی نیند بھری سوچ کی لہروں نے کہا "ہاں! میں پہچان رہا ہوں۔ تم الپا ہو۔ الپا میری مدد کرو۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے لائف پارٹنر بننے والے ہیں۔ ایسے برے وقت میں تم ہی مجھے بچا سکتی ہو۔ ابھی نیلماں میرے دماغ میں آئی تھی۔ اس نے مجھے مجبور اور بے بس بنا دیا ہے۔"

"اوہو! تم پہاڑ جیسے مرد ہو۔ تمہارا دعویٰ ہے کہ بڑے بڑے شہ زوروں کو مات دے سکتے ہو اور ایک عورت سے مات کھا رہے ہو۔"

"یہ طعنے دینے کا وقت نہیں ہے۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے میری دماغی توانائی بحال کرنے کی کوشش کرو۔"

"میرا دماغ خراب ہوا ہے کہ تمہاری دماغی توانائی بحال کروں گی۔ تمہارے دماغ میں نیلماں نہیں ہے۔ میں نے ہی تمہارے اندر زلزلے پیدا کیے تھے۔"

وہ حیرانی سے بولا "تم۔۔۔؟ الپا تم مجھ سے دشمنی کر رہی ہو؟"

"اور کیا تم مجھ سے دوستی کر رہے تھے؟ تم نے بڑی زبردست پلاننگ کے ساتھ مجھے ہندوستان بلایا ہے۔ تم نے یہ سوچ لیا تھا کہ میرے یہاں آتے ہی مجھے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرو گے پھر مجھے اپنی معمول بنالو گے۔ مگر تمہارے ایسا کرنے سے پہلے ہی میں اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوگئی تھی۔"

وہ حیرانی سے بولا "ہاں! مجھے یاد آیا تم تو اعصابی کمزوری کا شکار ہوگئی تھیں۔ وہ اجنبی تمہیں اٹھا کر اسپتال کے اندر لے گیا تھا۔ کیا تمہاری کمزوری دور ہوگئی ہے؟"

"نہیں میں ابھی تک کمزور ہوں۔ میرا وہ عاشق اسپتال میں میرے بستر کے سرے پر بیٹھا ہوا ہے۔ اِدھر وہ مجھ سے بہل رہا ہے۔ اُدھر میں تمہیں بہلانے آئی ہوں۔ بہرحال اب میں حکم دیتی ہوں کہ خاموش رہو گے۔ اپنی طرف سے کچھ نہ بولو۔ میں تنویمی عمل کے دوران میں جو سوالات کروں گی۔ صرف انہی کے جواب دو۔"

"نہیں الپا! پلیز ایسا نہ کرو۔ میں زندگی بھر تمہارا ویسے ہی غلام بن کر رہوں گا مگر مجھے تنویمی عمل کے ذریعے غلام نہ بناؤ۔"

"میں تمہیں حکم دے چکی ہوں کہ خاموش رہو گے۔ صرف میرے سوالات کے جوابات دیا کرو گے۔ ورنہ میں ابھی پھر زلزلہ پیدا کروں گی۔"

وہ گھبرا کر بولا "نہیں۔۔۔ نہیں پلیز ایسا نہ کرنا۔ میرا سر پھوڑے کی طرح دکھنے لگا ہے۔ میں اور زلزلے کی تکلیف برداشت نہیں کرسکوں گا۔"

"تو پھر خاموش رہو۔ جیسا کہہ رہی ہوں اس پر عمل کرتے رہو۔"

اسے خاموش ہونا پڑا، الپا اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔ اسے پوری طرح ٹرانس میں لانے کے بعد اپنا معمول بنانے لگی۔

وہ دماغی طور پر بہت ہی کمزور ہوگیا تھا اگر ذرا بھی دماغی توانائی رہتی تو وہ تنویمی عمل کے خلاف دماغی طور پر لڑتا رہتا لیکن وہ اس قابل نہیں رہا تھا۔

دماغی کمزوری کے باعث اس کا کوئی راز پھر راز نہیں رہا تھا۔ الپا یہ بھی معلوم کرچکی تھی کہ اس مکار نے اپنے گرو نارنگ کو بھی اپنا معمول اور محکوم بنالیا ہے۔ اس نے تنویمی عمل کے دوران میں یہ حکم دیا کہ وہ اپنے گرو نارنگ کو بھی الپا کا معمول اور محکوم بنانے میں اس کی مدد کرے گا اور اس سے پہلے وہ نارنگ کے دماغ سے اپنے تنویمی عمل کو واش کردے گا۔

الپا نے اسے اپنا معمول بنانے کے سلسلے میں تمام اہم باتیں اس کے دماغ میں نقش کیں پھر اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ اپنی ڈمی صوفیہ کے دماغ میں آئی۔ ڈاکٹر کے انجکشن اور دواؤں کے اثر سے اس کے اندر بڑی حد تک توانائی پیدا ہوگئی تھی۔ وہ بستر پر لیٹی ہوئی آنکھیں کھول کر دلیر آفریدی کو دیکھ رہی تھی اور اس کا ہاتھ تھام کر بول رہی تھی "تم بہت اچھے ہو، مجھے دل سے چاہتے ہو۔ میری کمزوری کا خیال کر رہے ہو لیکن اپنے زخموں سے بے خبر ہو۔ تمہیں فوراً جاکر زخموں کی مرہم پٹی کرانا

چاہیے۔"

وہ بولا "میں جاؤں گا تو تم پھر کمزور ہو جاؤ گی۔"

وہ مسکرا کر بولی "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم ابھی جاؤ ورنہ میں تم سے بات نہیں کروں گی۔"

"تم کہہ رہی ہو تو جاتا ہوں۔"

الپا ڈمی کے دماغ میں رہ کر دلیر آفریدی کو دیکھ رہی تھی اور مسکرا رہی تھی۔ سوچ رہی تھی "یہ جوان واقعی اچھے دل کا مالک ہے۔ اس کی وجہ سے میں بھیا پر غالب آگئی ہوں۔ یہ میرے کام آیا ہے۔ میں بھی اس کے کام آؤں گی۔ یہ میری ڈمی پر عاشق ہے۔ میں ان دونوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنے کا موقع دوں گی۔"

اس نے ڈمی کی زبان سے کہا "دلیر آفریدی۔۔۔ ایک بات میں تم سے کہنا چاہتی ہوں۔"

"ہاں! ہاں! کہو۔ میں تو تم سے باتیں کرنے کے لیے ہی بیٹھا ہوا ہوں۔"

"میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔ جب میرے اندر کچھ اور توانائی پیدا ہو جائے گی تو کیا تم مجھے اپنے دماغ میں آنے دو گے؟"

"کیوں نہیں۔ تم ایک نہیں ہزار بار میرے دماغ میں آیا کرو۔ دل میں تو آچکی ہوں دماغ میں بھی رہا کرو۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "تم بہت اچھی اور بہت دلچسپ باتیں کرتے ہو۔ اب جاؤ اور مرہم پٹی کراؤ۔"

وہ اٹھ کر جانے لگا۔ صوفیہ بستر پر لیٹی اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی "اپنے خیالوں کے مطابق کوئی آئیڈیل مل جاتا ہے تو دل مسرتوں سے بھر جاتا ہے۔ میں تو مسرتوں سے نہال ہو رہی ہوں۔"

الپا سوچ رہی تھی۔ یہ آئندہ صوفیہ کے ساتھ رہے گا تو گویا میرے ساتھ رہے گا۔ اس کی موجودگی سے مجھے بڑا سہارا ملے گا۔ بھیا اور نارنگ کبھی چالبازی سے میرے تنویمی عمل کا توڑ۔۔ کرنا چاہیں تو میں دلیر آفریدی کو ان پر مسلط کر دوں گی۔

○☆○

نارنگ کی تپسیا کے چالیس دن مکمل ہو رہے تھے۔ آخری دن تپسیا سے ایک گھنٹا پہلے آرام کر رہا تھا اور کھانے پینے کے بعد پھر آخری دن کو تپسیا کرنے والا تھا۔ ایسے میں الپا بھیا کو معمول بنانے کے بعد اس کے ذریعے نارنگ کے دماغ میں پہنچ گئی۔

بھیا نے الپا سے کہا "میڈم یہی مخصوص لب ولہجہ ہے جس کے ذریعے میں آپ کو نارنگ کے دماغ میں لایا ہوں۔ ابھی ہم دونوں اس کے دماغ میں ہیں لیکن یہ ہمیں محسوس نہیں کر رہا ہے مخاطب کرنے پر اسے معلوم ہوگا کہ ہم اس کے دماغ میں موجود ہیں۔"

الپا نے کہا "اسے فی الحال مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں ہے پہلے میں اس پر تنویمی عمل کروں گی اسے اپنا معمول اور محکوم بناؤں گی اس کے بعد مخاطب کروں گی۔"

"میں آپ کا معمول ہوں۔ آپ عمل کریں میں موجود رہوں گا۔"

"یہاں تم نے میرے لیے جوہو کے کنارے جو بنگلا کرائے پر لیا ہے وہاں دماغی طور پر موجود رہو۔"

"آپ کا جو حکم میں جا رہا ہوں۔"

"اور سنو جب تک میں وہاں دماغی طور پر نہ آجاؤں۔ اس وقت تک صوفیہ اور دلیر آفریدی کو کوئی نقصان نہ پہنچانا نہ ان سے لڑائی جھگڑا کرنا۔"

"جی میڈم میں انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ آپ کو شکایت کا کوئی موقع نہیں دوں گا۔"

یہ کہہ کر بھیا وہاں سے چلا گیا۔ الپا، نارنگ پر توجہ دینے لگی۔ وہ بستر پر بیٹھا ہوا تھا آہستہ آہستہ آنکھیں بند کرنے لگا۔ جب وہ گہری نیند سو گیا تو الپا اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔

بہت عرصے سے الپا اور نارنگ کے درمیان رسہ کشی جاری تھی۔ پہلے نارنگ زبردست آتما شکتی کا حامل تھا۔ وہ یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی گھس آتا تھا۔ اس کے خوف سے الپا اور برین آدم نے اپنے ایک یہودی وچ ڈاکٹر جمال رابن کے ذریعے تحفظ حاصل کیا تھا۔ اس نے ان دونوں کے دماغ میں ایسی کیلیں پیوست کی۔۔۔ تھیں جن کے اثر سے ان کا دماغ بظاہر مردہ ہو گیا تھا اور نارنگ کی سوچ کی لہریں ان کے دماغوں تک نہیں پہنچ پاتی تھیں۔

جب یہ مرحلہ گزر گیا تو الپا کو ایک اور پریشان کن مرحلے سے گزرنا پڑا۔ ان دنوں نارنگ آتما شکتی کے ذریعے برین آدم کے جسم میں سما گیا تھا۔ اس نے چال چل کر الپا کی نیندیں اڑا دیں تھیں پھر بھی الپا کی قسمت اچھی تھی۔ جیکب رابن نے اس کی مدد کی اور وہ اس سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

اس کے بعد نارنگ بے بس ہو گیا تھا۔ اس کی طرف سے نجات حاصل کرنے کے بعد بھی وہ مطمئن نہ رہ سکی کیونکہ اس کا چیلا بھیا داس وہاں شکتی مان بن کر الپا کو ٹرپ کرنے کی فکر میں تھا۔ الپا کئی برسوں سے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں گھاٹ گھاٹ کا پانی پیتی آرہی تھی۔ صرف ٹیلی پیتھی جان لینے سے یا کالا جادو سیکھ لینے سے کبھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کامیابیاں حاصل کرتے رہنے کے لیے ذہانت اور حاضر دماغی اور نتیجہ خیز پلان میکنگ کی غیر معمولی صلاحیتیں لازمی ہوتی ہیں۔

اور یہ سب کچھ بھیا کے پاس نہیں تھا۔ دیکھا جائے تو نارنگ کے پاس بھی نہیں تھا۔ اسی لیے وہ دونوں ناکام رہتے تھے اور اب بھیا کا انجام بھی اپنے گرو جیسا ہو چکا تھا۔ وہ بھی الپا کا معمول اور محکوم بن چکا تھا اور اب الپا نے نارنگ کو اپنا معمول بنا لیا تھا اس نے تنویمی عمل مکمل کرنے کے بعد کہا "نارنگ تم اب میرے غلام بن چکے ہو بولو درست ہے یا نہیں؟"

وہ سحر زدہ تھا۔ اس نے کہا "میں آپ کا غلام ہوں اور ہمیشہ غلام رہوں گا۔"

"تم نے اپنی اوقات سے اور اپنی صلاحیتوں سے زیادہ بڑھ چڑھ کر میرے مقابلے میں آنے کی حماقت کی۔ میں نے تمہیں ایسی ٹھوکر ماری تھی کہ تم ایک کینسر کے مریض کے جسم میں پہنچ گئے تھے اگر تمہارا چیلا بھیا بروقت آکر تمہاری مدد نہ کرتا تو آج تم اس دنیا میں نہ ہوتے۔"

"میں اپنی حماقتوں کی سزا پا رہا ہوں۔"

"کیا تم جانتے ہو کہ بھیا نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا تھا بلکہ اپنی غرض کے لیے تمہیں آتما شکتی حاصل کرنے کا یہ موقع دے رہا ہے۔ اس سے پہلے وہ تم پر تنویمی عمل کر کے تمہیں اپنا غلام بنا چکا ہے۔"

"میں نہیں جانتا کہ بھیا نے میرے ساتھ کیا کیا ہے لیکن پھر بھی اس کا یہ احسان ہے کہ غلام بنانے کے باوجود مجھے آتما شکتی مکمل کرنے کا موقع دے رہا ہے۔"

"تمہاری آتما شکتی کو مکمل ہونے میں اور کتنے دن لگیں گے؟"

"میں تین دنوں کے بعد مکمل آتما شکتی حاصل کر لوں گا۔"

"میں بھی تمہیں تین دن تک تپسیا کرتے رہنے کی اجازت دوں گی۔ میں نے تمام اہم احکامات تمہارے دماغ میں نقش کر دیے ہیں۔ اب تم آرام سے تنویمی نیند سو جاؤ ایک گھنٹے بعد آنکھ کھلے گی تو تمہاری تپسیا کا وقت ہو جائے گا۔ تم اپنی تپسیا جاری رکھ سکو گے۔ اب سو جاؤ۔"

نارنگ نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔ الپا اس کے دماغ سے چلی گئی۔ جیکب رابن سے بولی "آج میں بہت خوش ہوں۔ اس کمینے نارنگ کو اپنا غلام بنا چکی ہوں۔ آج تک اس کی طرح کسی دشمن نے مجھے اس قدر پریشان نہیں کیا تھا۔ میری راتوں کی نیندیں اڑا دی تھیں مجھے فکر اور پریشانی سے بھوک نہیں لگتی تھی۔ آج میں نے بہت بڑی فتح حاصل کی ہے۔"

جیکب رابن نے مسکرا کر پوچھا "اور یہ فتح کیسے حاصل کی ہے؟"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "تمہارے ذریعے حاصل کی ہے۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گی اگر تم میرے دماغ کو بظاہر مردہ نہ بناتے اور نارنگ کو میں دھوکا نہ دیتی تو کبھی ایسی زبردست کامیابی حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ میں تمہارا جتنا بھی شکر ادا کروں تم پر جس قدر بھی قربان ہوتی رہوں وہ کم ہے۔"

وہ بڑی محبت سے اور بڑے اطمینان سے اپنا وقت گزارنے لگے اور موجودہ حالات کے مطابق سوچنے لگے کہ آئندہ انہیں کیا کرنا چاہیے؟

حالات بتا رہے تھے کہ اپنے طور پر تو اس نے بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ صرف نارنگ کو ہی نہیں اس کے زبردست صلاحیتیں رکھنے والے چیلے بھیا کو بھی اپنا غلام بنا لیا ہے لیکن ایک نیلماں اسے کھٹک رہی تھی۔ الپا نے کہا "اگر تم میرے دماغ کو بظاہر مردہ نہ بناتے تو نیلماں بار بار میرے دماغ میں آتی رہتی۔ میں اسے محسوس نہ کر پاتی۔ پتا نہیں وہ میرے چور خیالات سے کیسے کیسے راز معلوم کر لیتی پھر ہمارے تعلقات کا بھی اسے علم ہو جاتا میرے ذریعے وہ تمہارے دماغ میں بھی پہنچ جاتی۔"

جیکب رابن نے کہا "بے شک میں اگرچہ بہت زبردست کالا جادو جانتا ہوں اس کے باوجود اس نیلماں کو اپنے دماغ میں آنے سے نہیں روک سکتا تھا۔ ہم اس وقت اس سے محفوظ ہیں لیکن وہ کسی دوسرے ذریعے سے میرے دماغ تک پہنچ سکتی ہے۔"

"ہاں اسے یہ تو معلوم ہوگا کہ میں نے تمہارے جیسے ایک وچ ڈاکٹر کا سہارا لیا ہے۔"

"تم نے ایک بار بتایا تھا کہ نیلماں، بھیا کے دماغ میں گھس کر اس کے چور خیالات پڑھ چکی ہے اور اس کے چور خیالات سے یہ ضرور معلوم ہوا ہوگا کہ تم ایک وچ ڈاکٹر کے ذریعے اپنے دماغ کو مردہ ظاہر کر رہی ہو۔ اس طرح اسے میرے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم ہوا ہوگا۔"

"بھیا نے اپنے دماغ پر کوئی زبردست جادوئی عمل کیا تھا۔ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ آئندہ نیلماں اس کے دماغ میں

نہیں آسکے گی۔"

"اگر نہ آسکے تو ہمارے لیے بہتر ہوگا پھر بھی ہمیں نیلماں کو یا تو ختم کرنا چاہیے یا اس طرح کمزور بنا دینا چاہیے کہ وہ ہمارے خلاف کوئی محاذ آرائی نہ کرسکے۔"

"اس اہم پہلو پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم نیلماں کے خلاف ایسا کیا کرسکتے ہیں کہ اسے ہماری دشمنی کا علم نہ ہو اور وہ ہمارے مقابلے میں کمزور پڑ جائے۔"

جیکب رابن نے کہا "سیدھی سی بات ہے' بھیا تمہارا غلام بن چکا ہے اسے آلہ کار کے طور پر استعمال کرو۔"

الپا سوچنے لگی پھر بولی "تھائی لینڈ میں محاذ آرائیاں ہورہی ہیں امریکا وہاں اپنے قدم جمانا چاہتا ہے اور نیلماں اس کی مخالفت کررہی ہے اور یہ ضرور ہوگا کہ جب وہاں ان کی سرگرمیاں بڑھتی رہیں گی تو جمہوریہ چین بھی اس علاقے میں مداخلت کرے گا۔"

جیکب رابن نے کہا "تم بھیا کو حکم دو کہ وہ تھائی لینڈ میں اپنے کئی آلہ کار بنائے اور لب و لہجہ بدل کر ان کے ذریعے پہلے نیلماں کو تلاش کرے کہ وہ تھائی لینڈ کے کس شہر یا کس قصبے میں ہے اور کیا کرتی پھر رہی ہے؟ پھر یہ کہ اس کے کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت ہیں؟"

"ٹھیک ہے میں بھیا کے پاس جارہی ہوں۔ اسے حکم دے رہی ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر بھیا کے دماغ میں پہنچی وہ جوہو کے کنارے ایک بنگلے میں تھا۔ صوفیہ اور دلیر آفریدی نے بھی اسی بنگلے میں رہائش اختیار کی تھی۔ آفریدی اس سے کہتا تھا کہ صوفیہ ہم یہاں نہیں رہیں گے یہ بھیا میرا رقیب ہے۔ پہلے تم سے عشق کرتا تھا اب غلاموں کی طرح تمہارے سامنے ہاتھ جوڑ کر جی حضوری کرتا ہے۔

وہ مسکرا کر بولی "جب وہ عاشق نہیں رہا۔ غلام بن گیا ہے تو پھر اس کے یہاں رہنے میں کیا حرج ہے۔ ہم اسے غلام بنا کر ہی رکھیں گے۔"

"نہیں مجھے اس کی موجودگی کھٹکتی ہے۔ کل عاشق تھا آج غلام بن گیا ہے کل پھر عاشق بن کر میرے لیے مصیبت بن جائے گا۔ خوامخواہ لڑتا جھگڑتا رہے گا۔ ایسا نہ ہو کہ میں اسے قتل کردوں۔"

وہ اسے محبت سے دیکھ رہی تھی لیکن دماغی طور پر مجبور تھی کہ وہ خود کو سر سے پیر تک اور اپنے اندر گہرائیوں تک الپا سمجھ رہی تھی۔ اس پر جیکب رابن کے کالے عمل کا بھی اثر تھا۔

الپا نے اور جیکب رابن نے اسے بری طرح جکڑ رکھا تھا۔ وہ ان حالات میں کبھی اپنی اصلیت معلوم نہیں کرسکتی تھی۔ اس نے دلیر آفریدی کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا "میں تمہیں ایک راز کی بات بتانا چاہتی ہوں۔"

"وہ کیا راز ہے؟"

"میرا نام صوفیہ نہیں ہے۔ میں نے صرف پاسپورٹ وغیرہ میں اپنا یہ نام لکھایا ہے۔ میرا اصل نام کچھ اور ہے؟"

"تمہارا اصل نام کچھ بھی ہو۔ تمہاری اصلیت کچھ بھی ہو۔ میں نے تو تم سے محبت کی ہے تم جو بھی ہو میں تم سے محبت کرتا رہوں گا۔"

"میں جانتی ہوں۔ اسی لیے اپنا یہ راز بتا رہی ہوں کہ میرا نام الپا ہے اور میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔"

وہ حیرانی سے بولا "اچھا تو کیا تم میرے دماغ میں آتی رہتی ہو؟"

"کیسے آؤں گی تم تو بہت ہی حساس دماغ رکھتے ہو جیسے ہی خیال خوانی لہروں کو محسوس کرتے ہو' فوراً ہی چھینک مار دیتے ہو تمہارے دماغ میں' میں تو کیا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں رہ سکتا۔"

"تمہیں میرے دماغ میں آنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میں تو تمہارے پاس ہی رہتا ہوں جب چاہو زبان سے گفتگو کرسکتی ہو۔"

"ہاں لیکن ہم کبھی کسی وجہ سے بچھڑ جائیں گے اور میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارا سراغ لگانے کی کوشش کروں گی تو مجھے تمہارے دماغ میں آنا ہوگا۔"

"جب ایسا وقت آئے گا اور میں تم سے دور ہو جاؤں گا تو اپنے دماغ میں تمہارا انتظار کرتا رہوں گا۔ جب بھی خیال خوانی کی کوئی لہر آئے گی' میں بے چینی محسوس کرنے کے باوجود برداشت کروں گا اور تمہاری آواز سنوں گا۔"

"میں یہی چاہتی ہوں کہ جب کبھی ہم ایک دوسرے سے جدا ہوں تو مجھے تمہارے دماغ میں رہنے کا موقع ملتا رہے۔"

اس نے پوچھا "یہ الپا کیسا نام ہے؟ صوفیہ مسلمان لڑکیوں کے نام ہوا کرتے ہیں لیکن الپا؟"

وہ بولی "صوفیہ یہودی لڑکیوں کے بھی نام ہوا کرتے ہیں اور الپا بھی یہودی نام ہے۔"

"اس کا مطلب ہے تم سچ مچ یہودی ہو؟"

"ہاں مگر تمہارے لیے نہیں۔"

"ابھی تو محبت میں میرے لیے یہودی نہیں ہو لیکن جب ہم باقاعدہ شادی کریں گے تو تمہیں اسلام قبول کرنا ہوگا۔

ورنہ میں کسی غیرمذہب والی لڑکی سے شادی نہیں کروں گا۔"

وہ مسکرا کر بولی "جب وہ وقت آئے گا تو میں ضرور تمہارا مذہب قبول کرلوں گی لیکن ابھی حالات ہمارے موافق نہیں ہیں۔"

"ہم پردیسی ہیں۔ میں تمہیں اپنے ساتھ پشاور لے جاؤں گا۔"

"ضرور جائیں گے۔ میرے کچھ ضروری کام ہیں ان سے نمٹ لینے کے بعد میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔ تم جہاں لے جاؤ گے وہاں جاکر رہوں گی۔"

الپا خیال خوانی کے ذریعے بھیا کے دماغ میں آئی تھی اسے حکم دینا چاہتی تھی کہ وہ تھائی لینڈ میں اپنے آلہ کار بنائے اس کے خیالات پڑھ کر معلوم ہوا کہ صوفیہ اور آفریدی اپنے بیڈ روم میں باتیں کررہے ہیں وہ بھیا کو ان کے بیڈ روم کی کھڑکی کے پاس لے گئی بھیا وہاں کھڑا ہوکر ان کی باتیں سننے لگا۔ وہ چاہتی تو براہِ راست صوفیہ کے دماغ میں پہنچ جاتی لیکن اس نے سوچا' پتا نہیں وہ دونوں کس طرح محبت بھرے لمحات گزار رہے ہوں گے پہلے اس نے بھیا کے ذریعے معلوم کیا پھر صوفیہ کے دماغ میں پہنچ گئی۔

اس نے معلوم کیا کہ صوفیہ آفریدی کے دماغ میں پہنچنے والی باتیں کررہی تھی اور آفریدی اس بات پر راضی ہوگیا تھا کہ جب بھی وہ ایک دوسرے سے جدا ہوں گے تو وہ اسے اپنے دماغ میں آنے دیا کرے گا۔

یہ بات الپا کے لیے فائدے کی تھی وہ بھی یہی چاہتی تھی کہ آفریدی کے دماغ میں اسے جگہ ملتی رہے تاکہ بوقت ضرورت وہ اسے بھی اپنا معمول بنا سکے۔

اور اسے معمول بنانے کے لیے اس نے یہ سوچ رکھا تھا کہ جب بھی ذرا دیر کے لیے اسے آفریدی کے دماغ میں جانے کا موقع ملے گا' وہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اس کے دماغ میں زلزلے کے جھٹکے پیدا کرے گی اسے دماغی طور پر بالکل کمزور بنائے گی پھر اس کے بعد تنویمی عمل کرنا اور اسے اپنا غلام بنالینا آسان ہوگا۔

جب وہ بھیا کو اپنا غلام بنا چکی تھی تب جیکب رابن نے کہا تھا۔ "یہ دلیر آفریدی بظاہر بہت ہی سیدھا سادہ اور معصوم ہے لیکن خطرناک بھی ہے میری چھٹی حس کہتی ہے کہ اس کے ساتھ کوئی غیر معمولی بات ہے' جو اسے دشمنوں سے محفوظ رکھتی ہے۔"

"تم صرف چھٹی حس کے باعث کہہ رہے ہو۔"

"ایسی بات نہیں ہے تم بھی حالات کا تجزیہ کرو جب سے دلیر آفریدی تمہاری ڈمی صوفیہ سے مل رہا ہے۔ اس کے ذریعے تمہارے ساتھ عجیب واقعات رونما ہورہے ہیں مثلاً تمہیں پہلی بار معلوم ہوا کہ چھینک مارنے سے بھی خیال خوانی کی لہریں دماغ سے باہر نکل جاتی ہیں۔"

الپا نے تائید میں سرہلا کر کہا "بے شک یہ پہلی بار معلوم ہوا ہے۔"

"پھر تم نے دیکھا کہ وہ بھیا جیسے شہ زوروں سے ٹکرا گیا۔ بھیا ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ کالا جادو جانتا ہے پھر آتما شکتی مکمل طور پر حاصل کرچکا ہے۔ اتنے زبردست آدمی کو دلیر آفریدی ہر قدم پر شکست دیتا آیا ہے۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ اس کے ساتھ کچھ قدرتی حالات بھی ہیں جو اس کی حفاظت کررہے ہیں۔"

"یہ سوچنے کی بات ہے میں کسی وقت اس سے پوچھوں گی۔"

الپا بھیا کے پاس آئی تھی اور بھیا سے صوفیہ کے دماغ میں آئی تھی تو یہی موقع تھا کہ وہ دلیر آفریدی کی ذاتی زندگی کے متعلق کچھ اہم معلومات حاصل کرتی۔ لہٰذا اس نے صوفیہ کے ذریعے پوچھا "کیا تم پہلی بار اپنے ملک سے باہر آئے ہو؟"

"نہیں پہلے کئی بار یورپ اور امریکا جاچکا ہوں۔ اس بار

تمہارے ملک اسرائیل گیا تھا۔"

"تم اتنے دور دراز ملکوں کے سفر کرتے ہو۔ کیا تمہیں یہ خوف نہیں ہوتا کہ تم پر ناگہانی مصیبتیں نازل ہو سکتی ہیں؟"

"میں جواں مرد ہوں۔ میں مصیبتوں سے نہیں گھبراتا پھر بھی خان بابا کو میری فکر رہتی ہے۔ ہمارے شہر میں ایک پہنچے ہوئے بزرگ ہیں خان بابا ان کے مرید ہیں ان کی ہدایت کے مطابق انہوں نے اپنے بد ترین دشمنوں کو معاف کر دیا ہے اور پانچ وقت کی نمازیں بھی ادا کرنے لگے ہیں۔"

الپا نے صوفیہ کے ذریعے پوچھا "میں تمہارے خان بابا کے بارے میں نہیں تمہارے بارے میں پوچھ رہی ہوں۔"

"میں وہی کہہ رہا ہوں خان بابا کو میری بہت فکر رہتی ہے جب میں نے بیت المقدس جانے کا ارادہ کیا تو وہ بزرگ بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے خان بابا سے کہا کہ مجھے جانے کی اجازت دیں اور میری فکر نہ کریں پھر انہوں نے مجھ پر کلام پاک کا کوئی عمل کیا جس سے میں تمام مصیبتوں سے محفوظ ہو گیا ہوں۔"

الپا کلام پاک کے تقدس کو 'مذہب کی قدروں کو' اور قدرت کی نہ سمجھ میں آنے والی مہربانیوں کو نہیں سمجھتی تھی جبکہ قدرتی طور پر اسے کئی بار ایسی مہربانیاں حاصل ہو چکی تھیں۔ جب وہ ماں بننے والی تھی تو جناب تبریزی کے ذریعے قدرت نے اس پر مہربانی کی تھی اسے ٹیلی پیتھی جاننے والے بد ترین دشمنوں سے محفوظ رکھا تھا۔ اس کے بعد یہ بھی قدرت کی مہربانی تھی کہ کمال رابن نے اپنے جادوئی عمل سے اس کے دماغ کو بظاہر مردہ بنا کر اسے نارنگ سے محفوظ رکھا تھا۔ خدائی قدرت کو سمجھنا ناممکن نہ صحیح لیکن دشوار ضرور ہے۔ لہٰذا الپا اس دشواری کو سمجھ نہیں پاتی تھی۔

اس نے اپنی ذہنیت کے مطابق سوچا کہ جس طرح کمال رابن اور جیکب رابن اس بزکالے عمل سے اس کی حفاظت کرتے رہے ہیں اسی طرح کسی بزرگ نے اپنے عمل سے تحفظ دیا ہے۔

○☆○

پال پوٹ اس کے دونوں باڈی گارڈ اور پچیس جاں نثار گوریلا فائٹرز اپنا چہرہ اور حلیہ بدل چکے تھے۔ کمبوڈیا کے گھنے جنگلات سے نکل کر شہر نان پنہ میں آ گئے تھے۔ گیروے رنگ کے لباس پہن کر بدھ بھکشو بن گئے تھے۔ مہاتما بدھ کی مختلف عبادت گاہوں اور آشرموں میں رہائش اختیار کر چکے تھے۔

انہوں نے اس شہر میں رہ کر ہپناٹائز کرنے والے دو ماہرین کو قیدی بنایا اور ایک خفیہ اڈے میں پہنچا دیا۔ وہاں انہیں گن پوائنٹ پر رکھ کر خود پر تنویمی عمل کے ذریعے اپنے دماغوں کو مقفل کرا لیا۔ حساس بنوا لیا تاکہ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک کر انہیں بھگا دیا کریں۔

سب سے پہلے پال پوٹ اور اس کے دونوں باڈی گارڈز کے دماغوں پر عمل کیا گیا پھر یکے بعد دیگرے گوریلا فائٹرز کے دماغوں کو بھی مقفل کر دیا گیا۔ عام طور پر بدھ مت کے عبادت گزار بھکشو جسمانی اور دماغی طور پر صحت مند ہوتے ہیں اور ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ یوگا کی بھی مشقیں کرتے ہیں۔ لہٰذا جب بھی کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا پال پوٹ اور اس کے وفاداروں کے دماغوں میں آتا اور وہ سانس روک کر اسے بھگا دیتے تو یہ کبھی شبہ نہیں کرتے کہ وہ پال پوٹ اور اس کے ساتھی ہیں یہی سمجھا جاتا کہ بدھ بھکشو ہیں اور وہ صدیوں کی روایات کے مطابق عبادت گزار اور یوگا کے ماہر بھی ہیں۔

ان پچیس جاں باز گوریلوں میں ذہین جاسوس بھی تھے۔ پال پوٹ ان کے ذریعے لاؤس' کمبوڈیا اور تھائی لینڈ کے بدلتے ہوئے سیاسی حالات سے باخبر رہتا تھا۔ ایسے ہی وقت اس کے دو سراغ رسانوں نے بتایا کہ جمہوریہ چین کے دلام بابا صاحب کے ادارے سے دوستی کر چکے ہیں اور ان کے ذریعے ٹیلی پیتھی کی قوت حاصل کرنے والے ہیں۔

پال پوٹ نے پریشان ہو کر کہا "یہ بات بڑی تشویش ناک ہے۔ ٹیلی پیتھی کا علم جمہوریہ چین میں پہنچ جائے گا تو چینی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیں ڈھونڈ نکالیں گے۔ ہم ان سے چھپ نہیں پائیں گے۔"

ایک باڈی گارڈ نے کہا "پہلے ہی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی نہیں تھی۔ اب یہ چینی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیں لاؤس' کمبوڈیا اور تھائی لینڈ میں تلاش کریں گے۔ ہمیں یہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل ہو جانا چاہیے۔"

دوسرے باڈی گارڈ نے بھی اس مشورے کی تائید کی۔ پال پوٹ بڑی پریشانی سے سوچتا رہا پھر بولا "بے شک ہمیں موجودہ حالات کو سمجھتے ہوئے یہاں سے دور جانا چاہیے لیکن اس طرح کہ یہ علاقہ ہماری نظروں میں رہے اور ہم یہاں کے بارے میں آسانی سے معلومات حاصل کرتے رہیں۔"

ایک گوریلا فائٹر نے کہا "اگر آپ مناسب سمجھیں تو کچھ گوریلا فائٹرز کمبوڈیا اور کچھ تھائی لینڈ میں چھوڑ دیں۔ باقی اپنے ساتھ لے جائیں ہم سب موبائل فون کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ کرتے رہیں گے اور یہاں کے بدلتے

ہوئے حالات کے سلسلے میں تازہ ترین اطلاعات پہنچاتے رہیں گے۔"

پال پوٹ نے کہا "یہ طریقہ کار مناسب رہے گا۔ ہم سب تین حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے میرے سات جانباز کمبوڈیا میں رہیں گے اور سات تھائی لینڈ میں باقی دو باڈی گارڈز اور گیارہ جانباز میرے ساتھ سنگاپور جائیں گے۔ وہ انتہائی جنوب میں ہے اور یہاں سے دور ہوتے ہوئے بھی ایک ہی ملک میں ہے۔ ہم وقت ضرورت بہ آسانی وہاں سے یہاں پہنچ سکیں گے۔"

اس نے سات جانبازوں کو حکم دیا کہ وہ کمبوڈیا میں رہیں۔ باقی تمام جانبازوں کو یہ ہدایات دیں کہ موبائل فون کے ذریعے ان سب کو اتنا معلوم ہوگا کہ کون کس ملک میں ہے لیکن کوئی کسی کو یہ نہیں بتائے گا کہ کس ملک میں کس جگہ ان کا خفیہ اڈا ہے یا کس جگہ ان کا باس پال پوٹ رہتا ہے۔ مختصر یہ کہ وہ ایک دوسرے کو اپنی رہائش گاہ کا پتا کبھی نہیں بتائیں گے۔

پال پوٹ سات جانبازوں کو کمبوڈیا چھوڑ کر' تھائی لینڈ آیا وہاں اس نے سات جاں بازوں کو چھوڑ دیا وہ سب اپنے اپنے فرائض سے واقف تھے اور پال پوٹ کو ان کی طرف سے پورا اطمینان تھا پھر وہ بنکاک سے سنگاپور جانے والی ایک کوچ میں سوار ہو گئے۔ ان کے پاس مقامی کرنسی اور امریکی ڈالرز کی کمی نہیں تھی۔ پال پوٹ اپنے جانبازوں کو چارٹرڈ طیارے اور ہیلی کاپٹرز میں سنگاپور لے جا سکتا تھا لیکن وہ سب بھکشو بنے ہوئے تھے۔ اپنی ایک تبلیغی جماعت بنائی ہوئی تھی اور کوچ میں مسافروں کے درمیان رہ کر مہاتما بدھ کی تعلیمات کا پرچار کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ اس طرح کوئی ان پر شبہ نہیں کر سکتا تھا۔

یہ پرانی کہاوت ہے کہ گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف بھاگتا ہے لیکن پال پوٹ اور اس کے جانبازوں کے سلسلے میں یہ کہاوت پرانی نہیں تھی۔ ان کی موت آئی ہو یا نہ آئی ہو شامت آ گئی تھی۔ اس لیے وہ سنگاپور پہنچ گئے جہاں ثانی پہلے ہی ذی سلوانا کی حیثیت سے اور ثناءبانو عرف جینی پرسنل سیکریٹری کی حیثیت سے پہنچی ہوئی تھی۔ پارس اور پارس بھی کوالالمپور میں ثانی کو تلاش کرنے کے بعد ناکام ہو کر سنگاپور آ چکے تھے۔

وہاں مہاتما بدھ کا ایک بہت بڑا مندر تھا۔ مندر کے وسیع احاطے کے اندر آشرم کی کئی عمارتیں تھیں۔ پال پوٹ اپنے باڈی گارڈ کے ساتھ وہاں کے ایک آشرم میں آ گیا۔ اس کے دونوں باڈی گارڈ اور گیارہ جانباز گوریلے بھکشو بن کر آئے تھے اور وہ ان کا گرو بنا ہوا تھا۔ لہٰذا اس آشرم میں اس کا بڑی عزت سے استقبال کیا گیا۔ اس کے بھکشوؤں کو ایک بہت بڑا کمرا رہنے کے لیے دیا گیا اور پال پوٹ کو ایک چھوٹا کمرا علیحدہ رہائش کے لیے مل گیا۔ وہ اس کمرے میں تنہا رہ کر اپنی خفیہ سرگرمیاں جاری رکھ سکتا تھا۔

پال پوٹ نے موقع پا کر اپنے اس کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر ایک کھڑکی کے پاس آ کر موبائل فون آن کیا۔ اس کے جانباز جو کمبوڈیا میں تھے ان سے رابطہ کرنے کے بعد بولا "ابھی امریکی اکابرین سے فون کے ذریعے رابطہ کر کے میری ہدایت... کے مطابق ان سے گفتگو کرو۔ ان کا جو جواب ہو اس سے مجھے آگاہ کر دینا۔ میں تمہارے فون کا انتظار کرتا رہوں گا۔"

اس کے سات جانباز گوریلے کمبوڈیا کے ایک شہر نان پنہ میں تھے ان میں سے ایک جانباز نے فون کے ذریعے امریکی اکابرین سے رابطہ کیا۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر کی آواز سننے کے بعد بولا "میں پال پوٹ کا ایک خادم بول رہا ہوں۔"

"اچھا تو اب تمہارے پال پوٹ کی کمر ٹوٹ رہی ہے؟ وہ اتنے عرصے تک جنگلوں میں چھپتا پھرتا رہا۔ اب اس نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ اس کے فرار ہونے اور روپوش رہنے کے لیے کوئی جگہ نہیں بچی ہے۔ ہمارے سراغ رساں اور تھائی حکومت کے فوجی ہر جگہ پہنچ رہے ہیں۔"

"بارہ برس ہو چکے ہیں' پال پوٹ اور اس کے جاں نثار فوجی آپ کے وفادار رہتے آئے ہیں لیکن آپ نے اس نیلماں سے سمجھوتا کر کے ہماری مخالفت شروع کر دی اگر پال پوٹ اور ہم فوراً ہی روپوش نہ ہوتے تو آپ ہمارے باس کو فوراً ہی نیلماں کے حوالے کر دیتے۔"

"ہاں وہ تو کرنا ہی تھا لیکن اب سوچ رہے ہیں کہ اس سمجھوتے پر ہم عمل نہیں کریں گے۔ نیلماں سے دوستی نہیں ہو سکتی۔ وہ ہمیں دوسری طرح نقصانات پہنچاتی جا رہی ہے۔"

"اگر ایسا ہے تو ہم آپ کے احسان مند رہیں گے۔ ہمیں اس وقت امداد کی ضرورت ہے۔ ہم سب بری حالت میں ہیں۔ کئی برس تک جنگلوں میں چھپتے پھرنے کے بعد خوراک کی اور دواؤں کی فراہمی کے مسائل بڑے پریشان کن ہیں۔ ان مسائل سے پریشان ہو کر ہم کمبوڈیا کے شہر نان پنہ میں آ گئے ہیں۔"

"ابھی سیٹلائٹ رپورٹ آ جائے گی کہ تم واقعی کمبوڈیا کے شہر نان پنہ سے گفتگو کر رہے ہو یا ہمیں فریب دے رہے

ہو۔"

"اب ہم میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ آپ کو فریب دے کر اس دنیا میں زندہ رہ سکیں۔ ہمیں پناہ چاہیے اور آپ سے زیادہ ہمارا کوئی مددگار نہیں ہے۔"

"پال پوٹ کہاں ہے؟"

"وہ بری طرح بیمار ہے۔ اتنا کمزور ہے کہ بات نہیں کر سکتا ہے۔ اسے دوائیں دی جا رہی ہیں۔ بہت ہی خفیہ طریقے سے اس کا علاج ہو رہا ہے۔ اسے چھپا کر رکھنے کا مسئلہ ہمیں پریشان کر رہا ہے۔ ایسے وقت آپ ہماری مدد نہیں کریں گے تو ہم بے موت مر جائیں گے۔ یہی سوچ کر کہ مرنا ایسے بھی ہے ویسے بھی ہے' ہم آپ کو مدد کے لیے پکار رہے ہیں۔ مدد ملے گی تو ٹھیک ہے اور آپ کی طرف سے موت ملے گی تو اسے بھی مجبوراً قبول کرنا پڑے گا۔"

"ہم تمہارے بدترین حالات کو سمجھ رہے ہیں۔ مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق تم اور تمہارا پال پوٹ ہمارے سامنے جھکنے پر مجبور ہو گئے ہو۔ بہرحال تمہیں کوئی جانی نقصان نہیں پہنچے گا۔ پال پوٹ کا پوری توجہ کے ساتھ علاج کرایا جائے گا۔ تم سب کو پہلے کی طرح آزادی اور خود مختاری حاصل ہو جائے گی۔ پال پوٹ کی خفیہ پناہ گاہ بتاؤ۔ کمبوڈیا کے فوجی افسران اپنے جوانوں کے ساتھ وہاں جائیں گے اور اسے وہاں سے لے کر ملٹری اسپتال پہنچائیں گے۔"

اس جانباز نے اسے کمبوڈیا کا فرضی پتا بتایا پھر اس سے رابطہ ختم کرنے کے بعد پال پوٹ سے رابطہ کر کے بولا "ان سے بات ہو چکی ہے اور امریکا تمہاری امداد کے لیے راضی ہے۔ وہ کمبوڈیا کے فوجی افسران اور جوانوں کو میرے بتائے ہوئے خفیہ اڈے کی طرف بھیجنے والا ہے تاکہ وہ آپ کو وہاں سے لے کر ملٹری اسپتال پہنچا دیں۔"

"ٹھیک ہے دیکھا جائے گا کہ وہ اپنی زبان کے کتنے پکے ہیں۔"

اس جانباز نے کہا "باس یہ شاید ہماری آخری گفتگو ہے۔ میں اس خفیہ اڈے میں موجود رہوں گا اور وہ آپ کو وہاں نہیں پا کر مجھے ہلاک کر دیں گے۔ میں آپ پر قربان ہونے کے لیے جا رہا ہوں ہماری جان نثاری ہمیشہ آپ کو سلامت رکھے گی۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

شہر کے مضافات میں ایک چھوٹا سا مکان تھا۔ اس مکان میں ایک بیمار شخص بستر پر پڑا ہوا تھا اس کی بیوی بچے تھے۔ پال پوٹ کے جانبازوں نے ان سب کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں کہیں پھینک دی تھیں۔ صرف اس بیمار شخص کو وہاں چھوڑ دیا تھا پھر باقی چھ گوریلے وہاں سے چلے گئے۔ صرف ایک جانباز اس کے پاس رہ گیا۔ اس جانباز نے تھوڑی سی شراب پی لی تھی۔ تاکہ اس کا دماغ حساس نہ رہے۔ کوئی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں آنا چاہے تو اس کے لیے کوئی رکاوٹ نہ رہے۔ یہ شبہ نہ ہو کہ پال پوٹ اور اس کے جانباز اب سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرتے ہیں۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد فوجی جوانوں نے اس مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا کئی فوجی گاڑیاں آئی تھیں۔ ایک گاڑی میں دو افسران بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے میگا فون کے ذریعے کہا "پال پوٹ' ہم تمہاری مدد کے لیے آئے ہیں اگر اس مکان میں تمہارے فوجی جانباز چھپے ہوئے ہیں تو ان سے کہو کہ وہ اپنے ہتھیار پھینک کر دونوں ہاتھ اٹھا کر باہر چلے آئیں۔"

اس جانباز نے بیمار شخص کو ایک انجکشن لگایا جس کے اثر سے وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس نے انجکشن کی سرنج کو ایک جگہ چھپا دیا پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر باہر آ گیا۔ ایک افسر نے کہا "دوسرے ساتھی کہاں ہیں؟"

اس جانباز نے کہا "میں یہاں تنہا ہوں۔ باقی ساتھیوں نے حالات سے مجبور ہو کر باس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ صرف میں اس کی خدمت کے لیے رہ گیا ہوں اور میں آخری دم تک اس کے ساتھ رہ کر اس کی خدمت کرتا رہوں گا۔"

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا لیزی گارڈ اس افسر کے دماغ میں تھا۔ جانباز کی آواز سنتے ہی اس کے دماغ میں پہنچ گیا اور اس کے چور خیالات پڑھنے لگا پھر افسر کے پاس آ کر کہا "یہ درست کہتا ہے۔ تمام ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا ہے اور یہ تنہا پال پوٹ کے ساتھ ہے۔ اس مکان کے اندر پال پوٹ بستر پر بیمار پڑا ہے اور اس وقت بے ہوشی کی حالت میں ہے۔ تم جا کر ابھی اس کو دیکھو شاید وہ ہوش میں آ جائے تو میں اس کے خیالات پڑھوں گا۔"

ایک فوجی افسر چند مسلح جوانوں کے ساتھ اس مکان کے اندر گیا۔ وہاں ایک شخص بستر پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ افسر نے اسے دیکھ کر اپنی جیب سے تصویر نکال کر کہا "یہ پال پوٹ نہیں ہے کوئی اور ہے۔"

جانباز نے کہا "آخری وقت پال پوٹ نے اور ہم نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنے چہرے اور حلیے بدل لیے تھے۔ اس وقت بستر پر پال پوٹ بے ہوش پڑا ہے لیکن اس کا

چہرہ تبدیل شدہ ہے۔ اس تصویر سے وہ پہچانا نہیں جائے گا۔"

ان باتوں کے دوران میں لیزی گارڈ جانباز کے خیالات پڑھ رہا تھا پھر اس نے فوج کے افسر سے کہا "یہ درست کہہ رہا ہے۔ پال پوٹ اور اس کے دوسرے جاں نثاروں نے آخری وقت میں اپنے چہرے تبدیل کیے تھے۔ اب پال پوٹ پہلے کے چہرے کے ذریعے نہیں پہچانا جا سکے گا۔ یہ سچ مچ پال پوٹ ہے اس وقت بے ہوش پڑا ہوا ہے۔"

فوجی افسر نے پوچھا "ہمارے لیے کیا حکم ہے؟"

لیزی گارڈ نے کہا "تمہارے اعلیٰ افسر کا حکم ہے کہ پال پوٹ اب ہمارے کسی کام کا نہیں رہا ہے۔ بیمار اور اپاہج ہو چکا ہے۔ اپاہج اس لیے کہ اس کے تمام جاں نثار کہلانے والے گوریلوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اسے اور اس کے ساتھی کو گولی مار دو۔"

حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور پال پوٹ کے اس آخری جاں نثار کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا گیا۔

مگر دور چھپے ہوئے چھ جانباز گوریلے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے موبائل فون کے ذریعے پال پوٹ سے کہا "باس! ہمارا ایک جانباز اپنی جان قربان کر چکا ہے۔ امریکی حکام نے جھوٹا وعدہ کیا تھا کہ پال پوٹ کو یہاں سے ملٹری اسپتال لے جا کر اس کا توجہ سے علاج کیا جائے گا لیکن اپنی دوغلی عادتوں سے باز نہیں آئے۔ ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے شاید ہمارے جانباز کے خیالات پڑھ کر معلوم کر لیا کہ وہ بیمار شخص ہی پال پوٹ ہے اس لیے یقین ہوتے ہی انہوں نے ان دونوں کو گولی مار دی ہے۔"

پال پوٹ نے حکم دیا "اب تم بھی ہتھیار سنبھال لو اور چھپ چھپ کر واردات کرو۔ جنہوں نے ہمارے ایک جانباز کو اس بیمار شخص کے ساتھ ہلاک کیا ہے۔ ان میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑو۔"

حکم کی تعمیل ہوئی اور جانباز ایکشن میں آ گئے۔ وہ فوجی اس بیمار شخص کے مکان سے باہر نکل رہے تھے ایسے ہی وقت دو زہریلے تیر آئے۔ ایک افسر کے سینے میں پیوست ہوا اور ایک فوجی جوان کے حلق میں اتر گیا۔ ان کے ہلاک ہوتے ہی تمام فوجی ادھر ادھر بھاگتے ہوئے اپنی پوزیشن سنبھالنے لگے۔ اتنی دیر میں فائرنگ ہوتی رہی۔ چھپنے اور پوزیشن سنبھالنے والے فوجیوں میں سے چار مزید ہلاک ہو گئے دوسرا فوجی افسر زخمی ہو گیا۔ وہ کراہتے ہوئے چیخ کر بولا "یہاں سے فوراً نکل بھاگنے کی کوشش کرو۔ وہ گوریلا فائٹرز ہیں۔ جگہ بدل بدل کر ہم پر حملے کریں گے۔"

وہ فوجی فائرنگ کرتے ہوئے وہاں سے جانے کی کوششیں کرنے لگے۔ ان کی فائرنگ صرف اندھیرے میں تیر چلانے کے برابر تھی کیونکہ گوریلا فائٹرز انہیں نظر نہیں آ رہے تھے۔ جب وہ وہاں سے جانے لگے تو ایسے ہی وقت کئی ہینڈ گرنیڈ آ کر وہاں بلاسٹ ہوئے۔ دو فوجی گاڑیاں دھماکے سے تباہ ہو گئیں۔ شعلوں میں لپٹ گئیں۔ وہ فوجی بدحواس ہو کر ادھر ادھر جانے لگے کیونکہ گاڑیوں میں وہ محفوظ نہیں تھے۔ وہاں سے دور دوڑتے ہوئے جانے والے سوچ رہے تھے کہ اس طرح وہ اپنی جان بچا پائیں گے لیکن جگہ جگہ وہ جانباز چھپے ہوئے تھے اور پوزیشن بدل بدل کر فائرنگ کرتے جا رہے تھے۔ جس کے نتیجے میں بھاگتے ہوئے جوان بھی گولیاں کھا کھا کر مرتے جا رہے تھے۔ گرتے جا رہے تھے۔

پال پوٹ کو ہلاک کرنے کے لیے کمبوڈیا کی فوج کے دو افسر اور پندرہ جوان آئے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی زندہ بچ کر نہیں جا سکا۔ ان میں سے ایک جانباز نے اس امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا پھر بولا "میں پال پوٹ کا ایک جانباز بول رہا ہوں۔"

"اب بولنے کے لیے کیا رہ گیا ہے۔ تمہارا باس کتے کی موت مر چکا ہے۔"

"نہیں ہمارا باس کتا نہیں ہے۔ اس لیے کتے کی موت نہیں مر سکا۔ وہ زندہ ہے۔ تم لوگوں کو کتے کی موت آئے گی۔ یہاں تمہاری سیاسی حکمت عملی کو ہم ناکام بنائیں گے۔ فون کرو اور پوچھو کہ جتنے فوجی جوان اور افسر اس بیمار ڈمی پال پوٹ کو مارنے گئے تھے کتے کی موت مر چکے ہیں پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ آئندہ بھی لاؤس' کمبوڈیا اور تھائی لینڈ میں تمہارے فوجی افسران اسی طرح مارے جاتے رہیں گے۔"

امریکی فوج کے اعلیٰ افسر نے رابطہ ختم کیا پھر کمبوڈیا کی فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کرنے کے بعد پوچھا "کیا پال پوٹ کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔"

وہ بڑی مایوسی سے بولا "ہم دھوکا کھا گئے ہیں۔ ہمارے جتنے بھی افسران اور فوجی جوان وہاں گئے تھے سب کے سب مارے گئے ہیں۔"

تھوڑی دیر بعد تھائی لینڈ کی فوج کے اعلیٰ افسر نے اس امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا پھر کہا "یہاں ہمارے چار بڑے فوجی افسران اور ایک حاکم مارا گیا ہے۔ پال پوٹ کے ایک جانباز نے فون پر مجھ سے کہا ہے کہ وہ لوگ جب تک جنگل میں چھپے ہوئے تھے۔ ہم سب محفوظ تھے امریکا کی سیاسی

پالیسیوں کو بھی نقصان نہیں پہنچ رہا تھا۔ ہمیں جنگل میں روپوش رہنے نہیں دیا گیا۔ وہاں سے بھاگنے پر مجبور کیا گیا۔ اب ہم لاؤس، کمبوڈیا اور تھائی لینڈ کے شہروں میں پھیل گئے ہیں۔ ہمارے لیے نہ اب خوراک کا مسئلہ ہے اور نہ ہی دواؤں کا۔ ہم بڑے آرام سے ہیں اور بڑے آرام سے تم لوگوں کو جہنم میں پہنچاتے رہیں گے۔"

اس اعلیٰ افسر نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے لیزی گارڈ اور کینی بال سے کہا "ہم سمجھ رہے تھے کہ پال پوٹ بالکل ٹوٹ گیا ہے۔ آئندہ گوریلا جنگ لڑنے کے قابل نہیں رہے گا لیکن اس نے یہ نیا طریقہ نکالا ہے۔ گوریلا جنگ ہمیشہ جنگلوں میں لڑی جاتی ہے۔ اس کے جانباز شہروں میں گوریلا جنگ کے لیے پھیلے ہوئے ہیں۔ انہیں تلاش کرنا اور چن چن کر قتل کرنا بہت ہی مشکل ہوگا یہ مارے جائیں گے لیکن ان کو ایک ایک کرکے مارنے میں کافی وقت لگے گا اور ہماری سیاسی پالیسیوں کو نقصان پہنچتا رہے گا۔"

کینی بال نے کہا "آئندہ پال پوٹ کا کوئی جانباز آپ سے فون کے ذریعے رابطہ نہیں کرے گا۔ وہ سمجھ گئے ہیں کہ ہم ان کی آواز سن کر ان کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے خیالات پڑھ لیں گے اور پال پوٹ کے خفیہ اڈے کا پتا لگا لیں گے۔"

لیزی گارڈ نے کہا "وہ بڑی چالاکی سے یہ معلوم کرچکے ہیں کہ ہماری نظروں میں پال پوٹ کی کوئی اہمیت نہیں رہ گئی ہے۔ ہم اسے ہلاک کرکے نیلماں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہم نے لاؤس کے شمالی حصے میں فوجی کیمپ بنایا تھا۔ وہاں ہماری فوج کو پہنچایا جانے والا تھا لیکن اس سے پہلے ہی اس جگہ کو بم کے دھماکوں سے تباہ کردیا گیا ہے۔ جتنی فوجی بیرکس تھیں انہیں کھنڈر بنا دیا گیا ہے۔"

لیزی گارڈ نے کہا "آپ نے ہمیں بتایا تھا کہ نیلماں چیلنج کرچکی ہے اور یہ کہہ چکی ہے کہ دو دن بعد ہماری فوج اتاری جائے گی تو اس سے پہلے ہی اس اڈے کو تباہ کردیا جائے گا۔ وہ کم بخت جو کہتی ہے کر گزرتی ہے۔"

یہ بڑی پریشانی کی بات ہے کہ وہاں ہمارے لیے کئی محاذ قائم ہوچکے ہیں۔ ایک طرف نیلماں دردِ سری ہوئی ہے۔ دوسری طرف بابا صاحب کے ادارے اور جمہوریہ چین کے درمیان معاہدہ ہوچکا ہے۔ ان کی دوستی ہمیں بری طرح نقصان پہنچائے گی اور تیسری طرف پال پوٹ نے نیا محاذ کھول دیا ہے۔

پال پوٹ بہت خوش تھا۔ اب وہ جنگلوں میں مفرور مجرموں کی طرح زندگی نہیں گزار رہا تھا۔ کھانے پینے، اوڑھنے اور بیماری میں دوائیں حاصل کرنے کے سلسلے میں کوئی دشواری نہیں تھی۔ اپنے تمام جاں نثاروں کے ساتھ آزاد فضاؤں میں سانس لے رہا تھا۔ امریکا کو یہ اچھی طرح سمجھا چکا تھا کہ وہ نہ سپر پاور سے خوف زدہ ہے اور نہ ہی اس کی امداد کا محتاج ہے۔

کمبوڈیا اور تھائی لینڈ میں رہنے والے جاں نثاروں نے وہاں کے فوجیوں کو ہلاک کرکے دہشت طاری کردی تھی۔ وہ فوجی اور وہاں کے حکمران پوری سیکیورٹی کے ساتھ کبھی باہر نکلتے تھے اور ضرورت کے تحت ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تھے۔ ورنہ وہ چار دیواری میں قید ہو کر رہ گئے تھے کیونکہ ان چوبیس گھنٹوں میں دونوں ممالک کے دو حکمران اور تین فوجی افسران اور کئی فوجی جوان مارے گئے تھے۔ دونوں ممالک کے اکابرین بری طرح دہشت میں مبتلا تھے۔ یہ تشویش تھی کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اور امریکی سراغ رساں بھی انہیں تلاش کرنے اور ہلاک کرنے میں ناکام ہورہے ہیں۔ ایک بار ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے پال پوٹ کے ایک جانباز کا سراغ لگایا تھا اور امریکی سراغ رساں کو وہاں تک پہنچایا بھی تھا لیکن اس کے پہنچتے ہی اس جانباز نے خود کو گولی مار کر یہ ثابت کردیا تھا کہ جب تک اس جیسے جانباز زندہ ہیں سپر پاور امریکا کے سراغ رساں اور ٹیلی پیتھی جاننے والے پال پوٹ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔

○☆○

ثانی نے پارس اور پورس کو چیلنج کیا تھا کہ وہ اسے ڈھونڈ نہیں پائیں گے اور یہی ہو رہا تھا۔ وہ دونوں اسے ڈھونڈتے ہوئے سنگاپور پہنچ گئے تھے۔ بظاہر چیلنج کے مطابق اسے تلاش کررہے تھے لیکن پارس کا دل سلوانا پر اٹکا ہوا تھا اور پورس، ثباتہ سے دوستی کرنے کی کوشش کررہا تھا۔ انہوں نے سلوانا اور ثباتہ کو سمندر کے کنارے دیکھا۔ وہاں بڑی رونق تھی۔ کئی ممالک کی جوان عورتیں نہانے کے مختصر سے لباس میں ادھر سے ادھر دوڑتی ہوئی اور سمندر کی لہروں سے کھیلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

سلوانا اور ثباتہ ایک ملٹی کلر کی چھتری کے سائے میں ریت پر بیٹھی پھل کھا رہی تھیں۔

پورس نے پارس سے کہا "یار! دور تک رنگین نظارے ہیں۔ حسن کی چکا چوند ایسی ہے کہ نظریں ایک جگہ نہیں ٹھہرنا چاہتی ہیں لیکن اس دل کا کیا کیا جائے؟ یہ گھوم پھر کر ثباتہ کے لیے ہی مچل رہا ہے۔"

پارس نے کہا "یہی میرا حال ہے۔ میں بھی سلوانا سے دوستی کرنا چاہتا ہوں لیکن پتا نہیں، ثانی کہاں ہے؟ وہ مکار ان ہی تفریح کرنے والی عورتوں کے درمیان کہیں چھپی ہوگی اور ہمیں دیکھ رہی ہوگی۔"

"تم اپنی بیوی کے ڈر سے سلوانا کے پاس نہیں جاسکو گے مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے۔ میں ثباتہ کے پاس جارہا ہوں۔"

وہ پارس کو تنہا چھوڑ کر ریت پر چلتا ہوا۔ ان دونوں کے پاس آیا پھر اس نے سلوانا اور ثباتہ سے کہا "ہائے! میں نے تم دونوں کو بنکاک ائرپورٹ پر دیکھا تھا۔"

ثباتہ نے مسکرا کر کہا "ہم نے بھی تمہیں دیکھا تھا۔ اس وقت تمہاری نظریں کہہ رہی تھیں کہ مجھ سے دوستی کرنا چاہتے ہو۔"

وہ ریت پر گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا پھر بولا "واہ! تم تو نظریں پڑھ لیتی ہو اور جب مجھے پڑھ چکی ہو تو بتاؤ، دوستی کے متعلق کیا خیال ہے؟"

"خیال کیا ہوگا؟ میں نے دوستی کے لیے "ہاں یا نہ" نہیں کی۔ مگر تم اتنے قریب چلے آئے ہو۔"

سلوانا نے پوچھا "کیا تمہارا دوست شرمیلا ہے؟ اتنی دور کیوں کھڑا ہوا ہے؟"

"وہ ڈرتا ہے کہ قریب آنے سے اس کی آبرو لٹ جائے گی۔"

وہ دونوں کھلکھلا کر ہنسنے لگیں۔ پارس ان سے دور تھا لیکن سلوانا کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی جس نے کی شرم، اس کے پھوٹے کرم۔ وہ دور ہی دور سے دوستی کے لیے للچاتا رہے گا۔"

پارس آہستہ آہستہ چلتا ہوا سلوانا کی طرف آنے لگا۔ ایسے وقت پورس نے اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا لیکن انجان بن گیا۔ کوئی اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا اور وہ بڑی فراخ دلی سے اسے پڑھنے کی اجازت دے رہا تھا اور ثباتہ سے کہہ رہا تھا "تم نے میری نظروں کو پڑھ لیا میری مشکل آسان کردی۔ اب میں صاف لفظوں میں کہہ سکتا ہوں کہ واقعی تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔"

پارس بھی ملٹی کلر کی چھتری کے سائے میں آگیا تھا۔ اس نے سلوانا سے کہا "میں بھی تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔"

سلوانا مسکرا کر بولی "ابھی تو تم شرما رہے تھے۔ میرا خیال ہے، دوست نے حوصلہ کیا ہے تو تم بھی حوصلہ کرکے آئے ہو۔"

"یہی سمجھ لو مگر آتو گیا ہوں۔۔۔"

وہ آگے بولتے بولتے رک گیا۔ اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرنے لگا پھر اس نے بے چینی محسوس کرتے ہوئے کہا "کیا ہورہا ہے؟ ابھی تو میں بالکل ٹھیک تھا۔ اب میں دماغی طور پر کچھ بے چینی سی محسوس کررہا ہوں۔"

سلوانا نے مسکرا کر کہا "میرے اتنے قریب آکر صرف تمہارے دماغ کو نہیں تمہارے دل کو بھی بے چین ہونا چاہیے۔ کیا تمہارا دل تیزی سے دھڑک رہا ہے؟"

"تمہارے قریب آکر میرا دل دھڑک رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ مجھے تمہارے پیار کی منزل ملنے والی ہے لیکن یہ دماغی بے چینی کچھ الگ سی ہے۔ پتا نہیں ایسا کیوں ہورہا ہے؟"

پارس یہ کہہ کر گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے یہ تاثر دینے لگا کہ وہ خیال خوانی کی لہروں کو سمجھ نہیں پا رہا ہے اور اپنی بے چینی دور کرنے کے لیے یوں گہری گہری سانسیں لے رہا ہے۔ سلوانا، ثباتہ اور پورس سمجھ گئے تھے کہ خیال خوانی کرنے والا اس کے دماغ میں موجود ہے۔ لہٰذا سلوانا اور ثباتہ اس کے دماغ میں پہنچ گئی تھیں۔ پارس نے خیال خوانی نہیں کی کیونکہ وہ ابھی تک اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کررہا تھا اور انجان بنا ہوا تھا۔

پھر کینی بال نے پارس کے دماغ میں کہا "ہیلو! تمہارا دماغ بہت حساس ہے لیکن تم یوگا کے ماہر نہیں ہو۔ سانس روک کر میری خیال خوانی کی لہروں کو بھگا نہیں سکتے۔ اس لیے بے چینی محسوس کررہے ہو۔"

پارس نے حیرانی سے کہا "یہ۔۔۔ یہ تو میرے دماغ میں کوئی بول رہا ہے۔ میں کسی کی آواز سن رہا ہوں۔"

سلوانا نے کہا "اوہ گاڈ! پھر تو کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے اندر موجود ہے۔"

ایسے وقت پورس نے کہا "یہ۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ میں بھی اپنے دماغ میں کسی کی آواز سن رہا ہوں۔"

پھر پورس کی آواز اور لب و لہجہ اچانک بدل گیا۔ لیزی گاڈ اس کی زبان سے بول رہا تھا "اس نوجوان کی زبان سے میں بول رہا ہوں۔ اس دوسرے جوان کے دماغ میں میرا دوسرا ساتھی موجود ہے۔ ہم بنکاک سے تم سب کا تعاقب کررہے ہیں۔ پہلے ہم پائلٹ راجر میٹ کے دماغ میں تھے۔ اس کے ذریعے ہم نے سلوانا اور ثباتہ کی آوازیں سنیں۔ ان کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے خیالات معلوم کیے۔ بنکاک ائرپورٹ میں پھر ہم نے ان دو جوانوں کو دیکھا لیکن ان کے

دماغوں میں اس خیال سے نہیں گئے کہ شاید یہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور نیلماں کے ماتحت ہیں۔"

پارس نے حیرانی سے پوچھا "یہ نیلماں کون ہے اور یہ ٹیلی پیتھی کا چکر کیا ہے؟"

پورس نے کہا "دیکھو! ہم نے سنا ہے کہ ٹیلی پیتھی بری بلا ہے۔ جو اس کے چکر میں آتا ہے اس کی شامت آجاتی ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے اسے اپنا غلام بنالیتے ہیں یا اسے مار ڈالتے ہیں۔"

کینی بال نے پارس کی زبان سے کہا "ہم تمہیں ہلاک نہیں کریں گے لیکن اپنا معمول بنا کر رکھیں گے۔"

"ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ ہمیں اپنا معمول کیوں بنانا چاہتے ہو؟ اتنی بڑی دنیا میں، اتنے بڑے سنگاپور کے ساحل پر ہزاروں لوگ ہیں۔ ان میں سے کسی کو اپنا معمول بنالو۔ بڑی مہربانی ہوگی۔"

پورس نے ثباتہ کا ہاتھ تھام کر کہا "مجھے خوش قسمتی سے اس حسینہ کی دوستی اور محبت مل رہی ہے کیوں رنگ میں بھنگ ڈال رہے ہو؟"

پارس نے سلوانا کا ہاتھ تھام کر کہا "اور میں بھی خوش نصیب ہوں۔ ایسے وقت ہم لوگ رومانس کے موڈ میں ہیں۔ تم لوگ کیوں خوامخواہ کباب میں ہڈی بننے آگئے ہو؟"

لیزی گاڈ نے پورس کی زبان سے کہا "ہم ہر ایک کے دماغ میں نہیں جاسکتے کیونکہ نیلماں بہت خطرناک ہے اگر اس نے ہماری آواز اور لب ولہجہ سن لیا تو وہ ہمارے دماغوں میں گھس آئے گی۔"

کینی بال نے پارس کی زبان سے کہا "ہم اس سلسلے میں بہت محتاط ہیں۔ ہم نے پہلے تم دونوں کے دماغوں میں خاموش رہ کر خیالات پڑھے ہیں۔ یقین کیا ہے کہ تم نہ ٹیلی پیتھی جانتے ہو اور نہ ہی تمہارے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے تمہارا تعلق رہا ہے۔ اس لیے ہم تمہیں آلہ کار بنا کر تمہارے ذریعے اپنے ٹارگٹ تک پہنچنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔"

سلوانا نے پوچھا "صرف آلہ کار بناؤ گے اور کوئی نقصان تو نہیں پہنچاؤ گے؟"

"نہیں! یہ دونوں ہمارے کام آتے رہیں گے تو ہم فائدہ پہنچاتے رہیں گے۔ تم لوگوں پر کوئی برا وقت آئے گا تو ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہاری مدد کریں گے۔"

سلوانا نے خوش ہو کر پارس سے کہا "یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ وہ پائلٹ راجر میٹ میرے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ میں اس سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ یہ ٹیلی پیتھی جاننے والے اسے مجھ سے دور کردیں گے۔"

لیزی گاڈ نے کہا "ہم اسے دور کرچکے ہیں۔ اب وہ کبھی تمہارے قریب نہیں آئے گا۔"

پارس نے کہا "جب ہمارے آلہ کار بننے سے سلوانا خوش ہورہی ہے اور ہم سب کو بھی فائدہ پہنچنے والا ہے تو اچھی بات ہے ہم تمہارے کام آتے رہیں گے اگر ابھی تمہارا کوئی خاص کام نہ ہو تو پلیز تھوڑی دیر کے لیے ہمارے دماغوں سے چلے جاؤ۔ ہمیں کچھ پیار بھری باتیں کرنے دو۔"

"تمہیں اس کا موقع دیا جائے گا لیکن ابھی ایک کام کرو۔"

"کیا بہت مشکل کام ہے؟"

"نہیں بہت آسان ہے اور وہ کام یہیں ساحل پر کرنا ہے۔"

"پھر تو جلدی بتاؤ۔ ہم جلد ہی تمہارا کام کریں گے تاکہ ہمیں رومانس کا موقع مل سکے۔"

لیزی گاڈ نے کہا "اپنے بائیں طرف دیکھو۔ بہت دور تمہیں گیروے رنگ کے لباس پہنے ہوئے کئی بدھ بھکشو نظر آئیں گے۔"

انہوں نے ادھر دیکھا۔ وہاں پال پوٹ ریت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بیٹھنے کے لیے مہاتما بدھ کا آسن اختیار کیا تھا اور پلکیں جھپکائے بغیر سامنے سمندر کو دیکھ رہا تھا۔ یہ تاثر دے رہا تھا کہ وہ دھیان گیان میں مصروف ہے اور اس کے دوسرے بھکشو اس کے آس پاس بیٹھے ہوئے سر جھکائے خاموشی سے انتظار کررہے ہیں کہ وہ دھیان گیان سے واپس آکر مہاتما بدھ کی تعلیمات میں سے درس دے گا۔

پارس نے کہا "ہاں ہم دیکھ رہے ہیں۔ وہاں مہاتما بدھ کے بھکشو دکھائی دے رہے ہیں۔"

کینی بال نے کہا "ان کے درمیان ایک شخص دھیان گیان میں مصروف دکھائی دے رہا ہے۔ تم سب وہاں جاکر ان سے باتیں کرو اور مہاتما بدھ کے متعلق تعلیمات حاصل کرنے کا بہانہ کرو۔"

لیزی گاڈ نے کہا "یہ بھکشو دھیان گیان میں بھی مصروف رہتے ہیں اور یوگا میں بھی مہارت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ ہم براہ راست ان کے دماغوں میں جائیں گے تو یہ سانس روک لیں گے۔"

کینی بال نے کہا "ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایسا بھکشو ہے جو یوگا کا ماہر نہ ہو۔ تب ہم اس کے دماغ میں پہنچ کر ان کے گرو کے قریب رہیں گے پھر موقع پاکر اس گرو کو زخمی کرکے یا اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے اس کے دماغ میں پہنچیں گے۔"

ثباتہ نے پوچھا "کیا وہ گرو تمہارا دشمن ہے؟"

"تم ہمارے معاملات کو نہیں سمجھتی ہو لہٰذا ایسے سوالات نہ کرو۔ تم سب وہاں جاؤ۔ ان کے گرو سے باتیں کرتے رہو۔ ہم موقع دیکھ کر تمہیں جو حکم دیں گے اس پر فوراً عمل کرتے رہو گے۔"

سلوانا، ثباتہ، پارس اور پورس وہاں سے اٹھ کر پال پوٹ اور اس کے جانبازوں کی طرف جانے لگے۔ اس وقت ان میں سے کوئی یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ پال پوٹ ہے اور اس کے آس پاس بھکشو نہیں، جانباز ہیں۔ لیزی گارڈ اور کینی بال کا خیال تھا کہ بھکشوؤں کا گرو بن کر رہنے والا نیلماں کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں میں سے ایک ہے اگر وہ نیلماں سے تعلق نہیں رکھتا ہے تو پھر پال پوٹ ہو سکتا ہے۔

اس کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے لیزی گاڈ اور کینی بال ان چاروں کو ادھر لے جارہے تھے۔ جب وہ پال پوٹ کے قریب پہنچے تو وہ جیسے دھیان گیان سے واپس آگیا تھا اور اپنے بھکشوؤں سے باتیں کررہا تھا۔ ثانی نہیں چاہتی تھی کہ مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی طریقے سے اس کے دماغ میں پہنچ جائیں۔ اس سے پہلے وہ پہنچنا چاہتی تھی۔ اس نے دو چار بچوں کی طرف دیکھا جو ایک گیند کھیل رہے تھے۔ ادھر سے ادھر دوڑ رہے تھے اور آپس میں باتیں بھی کررہے تھے۔ ثانی نے ان میں سے ایک کی آواز اور لب ولہجے کو سنا پھر اس بچے کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ بچہ وہاں سے دوڑتا ہوا پال پوٹ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ پال پوٹ نے مسکرا کر اسے دیکھا پھر بولا "پیارے بچے تمہارا یہاں کوئی........ کام نہیں ہے۔ جاؤ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھیلو۔"

وہ بولا "آپ سے بہت ضروری کام ہے۔"

پال پوٹ نے پوچھا "کیا کام ہے؟"

"یہ کام ہے۔"

یہ کہتے ہی اس لڑکے نے جھک کر دونوں مٹھیوں میں ریت اٹھائی اور پال پوٹ کی آنکھوں میں جھونک دی۔ پال پوٹ اچانک تکلیف سے تڑپ گیا۔ دونوں آنکھوں میں اچھی خاصی ریت گھس گئی تھی۔ وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے تکلیف برداشت کرنے کی کوشش کررہا تھا۔ اس وقت اس کا دماغ تکلیف کے باعث کسی حد تک کمزور ہوگیا تھا۔ ثانی اس کے اندر پہنچی تو اس نے سوچ کی لہروں کو تکلیف کے باوجود محسوس کیا پھر اس سے پہلے کہ وہ سانس روکتا۔ ثانی نے ایک ہلکے سے زلزلے کا جھٹکا دیا۔ وہ ایک دم سے اچھل کر ریت پر گرا اور تکلیف سے تڑپنے لگا۔ ثانی نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے سیدھی طرح بٹھا دیا پھر اس کی زبان سے بولی "میں نیلماں بول رہی ہوں۔"

اس کا نام سنتے ہی لیزی گارڈ اور کینی بال نے پارس اور پورس سے کہا "ہم ابھی جارہے ہیں۔ وہ چڑیل ہماری آواز اور لب ولہجہ سنے گی تو ہمارے دماغوں میں گھس آئے گی۔"

یہ کہتے ہی وہ چپ ہوگئے۔ ثانی نے نیلماں کی حیثیت سے کہا "یہ کون لوگ آئے ہیں؟ میں تم دونوں حسیناؤں اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے پوچھ رہی ہوں۔ یہاں کیوں آئے ہو؟ کیا ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے تمہارا تعلق ہے؟"

پورس نے جلدی سے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا "نہیں.... نہیں۔ ہم تو سیدھے سادے شریف خاندان کے عاشق ہیں۔ ہم نے ابھی ابھی تازہ عشق شروع کیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ ہمارے دماغوں میں بول رہے تھے۔ ہماری آواز سنتے ہی کہہ رہے تھے کہ تم ان کے دماغوں میں گھس آؤ گی۔ اس لیے شاید وہ چلے گئے ہیں یا ہمارے دماغوں میں خاموش ہیں۔"

پال پوٹ کے دو جانباز کپڑوں سے اس کی آنکھیں صاف کررہے تھے اور ثانی اس کی زبان سے نیلماں بن کر بول رہی تھی۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ میں اس گرو کو شکار کرنے آئی تھی۔ اب دو اور شکار مل جائیں گے۔ میں اب تم دونوں کے دماغوں میں باری باری آئی ہوں۔

وہ دونوں نیلماں کے پیچھے ثانی کو پہچان رہے تھے اور ثانی جانتی تھی پارس اور پورس کے دماغ سے وہ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے چھپے ہوئے بھی تھے تو اب بھاگ گئے ہوں گے۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر یہ وحشت طاری تھی کہ نیلماں یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی گھس آتی ہے۔

اور یہ درست تھا۔ لیزی گارڈ اور کینی بال وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ وہ کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتے تھے ان کے خیال کے مطابق ان کی کسی بھی غلطی سے نیلماں ان کے اندر آسکتی تھی۔

پال پوٹ کے اطراف بیٹھے ہوئے تمام جانباز سمجھ گئے تھے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والی ان کے باس پال پوٹ کے دماغ میں پہنچ گئی ہے۔ اب ان کی سمجھ میں یہ نہیں آرہا تھا کہ پال پوٹ کو نیلماں سے کیسے نجات دلائی جائے۔

ایک جانباز نے کپڑے سے اس کی آنکھیں پونچھتے ہوئے پوچھا "کیا آپ اپنے اندر کسی کو محسوس کررہے ہیں؟"

وہ ہاں کے انداز میں سرہلا کر بولا "میرا دماغ بہت کمزور ہوگیا ہے اور وہ نیلماں میرے اندر موجود ہے۔"

"اوہ باس! یہ تو بہت برا ہوا۔ ہم کیا کرسکتے ہیں، حکم دیں۔"

نیلماں نے پال پوٹ کی زبان سے کہا "اب جو بھی حکم ہوگا، میں دوں گی۔ تمہارا باس نہیں دے گا۔"

سلوانا یعنی ثانی تو پہلے ہی پال پوٹ کے دماغ میں موجود تھی۔ اب ثباتہ، پارس اور پورس بھی اس کے اندر پہنچ گئے تھے۔ اس کے تمام حالات معلوم کررہے تھے کہ وہ کس طرح جنگلوں میں روپوش ہو کر زندگی گزارتا رہا تھا پھر کس طرح کمبوڈیا پہنچ کر وہاں سے تھائی لینڈ ہوتا ہوا سنگاپور آیا ہے۔

ایک جانباز کہہ رہا تھا "باس! ہم کیا کریں؟ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی جسمانی طور پر موجود ہوتی تو ہم اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیتے۔ ہم آپ کو کس طرح اس سے نجات دلا سکتے ہیں۔"

پال پوٹ نے جھنجلا کر کہا "کیا تمہاری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اپنی طرف سے نہ کچھ بول سکتا ہوں نہ حکم دے سکتا ہوں۔ وہ ابھی کہہ چکی ہے، جو حکم دینا ہوگا وہ دے گی۔ میں تو اس کے آگے مجبور ہوگیا ہوں۔"

وہ اپنی بے بسی ظاہر کررہا تھا۔ ادھر ثانی عرف سلوانا دماغی طور پر حاضر ہوگئی تھی اور پارس کی طرف جھک کر بول رہی تھی "کیا اس کے دماغ میں کوئی عورت آئی ہوئی ہے؟"

پارس نے ایک سرد آہ بھر کر کہا "میری شامت آئی ہوئی ہے۔ ذرا چپ رہو، میں اس نیلماں کو اپنے دماغ میں محسوس کررہا ہوں۔"

ثانی سمجھ گئی کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے اور خیال خوانی کرنے والا ہے۔ وہ فوراً ہی پال پوٹ کے دماغ میں پہنچ گئی۔ دوسرے ہی لمحے میں پارس اس کے دماغ میں آکر بولا "ثانی تم مجھ سے چھپی ہوئی ہو۔ اب نیلماں بن کر اس کے دماغ میں پہنچ گئی ہو۔"

وہ بولی "بڑے افسوس کی بات ہے، تم بیوی کو نہیں ڈھونڈ پا رہے ہو اور بیوی تمہیں دیکھ رہی ہے۔ اپنے سامنے ایک حسینہ کے ساتھ تمہیں دیکھ رہی ہے۔"

پارس نے کہا "وہ... دراصل بات یہ ہے کہ میں اس حسینہ کے پاس ہوں لیکن اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"تعلق نہیں ہے تو اس کے اتنے قریب کیوں ہو؟"

"میں زیادہ قریب کہاں ہوں؟ فاصلہ رکھ کر بیٹھا ہوا ہوں۔ دراصل پورس مجھے لے آیا تھا۔ یہ جو دوسری حسینہ کو دیکھ رہی ہو۔ پورس اس پر مرمٹا ہے۔ یہ اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے مجھے خوا مخواہ تمہاری نظروں میں مشکوک بنا رہا ہے۔"

پورس تو ایسی شیطانی حرکتیں کرتا ہی رہتا ہے۔ چلو کرنے دو۔ میں تو اپنے مجازی خدا کے نیک چال چلن کو خوب سمجھتی ہوں۔

"پلیز ثانی! مجھے طعنے نہ دو۔ یہ بہت اہم فرض ادا کرنے کا وقت ہے۔ بہت دنوں کے بعد پال پوٹ ہمارے قابو میں آیا ہے۔"

وہ بولی "اس کی فکر نہ کرو۔ یہ میرے قابو میں رہے گا۔ افسوس کہ میرا فرشتہ صفت شوہر میرے قابو میں نہیں رہتا ہے۔"

میں تمہارا شبہ دور کرنے کے لیے ابھی سلوانا سے دور جارہا ہوں لیکن یہ یاد رکھو کہ جب بیوی اپنے شوہر سے دور دور رہنے لگتی ہے تو وہ بے چارہ گمراہ ہوہی جاتا ہے۔"

"ہائے میرے بے چارے! سلوانا سے دور نہ جاؤ۔ ورنہ پورس یہاں تنہا رہ جائے گا۔"

پورس نے کہا "یہ تم دونوں کی نوک جھوک کیوں شروع ہوگئی ہے؟ پال پوٹ جیسا اہم دشمن ہمارے قابو میں آیا ہے۔ پہلے اس کے بارے میں فیصلہ کرو کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔"

ثانی اور پورس اس وقت پارس کے دماغ میں رہ کر باتیں کررہے تھے۔ پال پوٹ تھوڑی دیر تک خاموشی سے انتظار کرتا رہا کہ اس کے دماغ میں آنے والی نیلماں پھر کوئی اسے دماغی تکلیف پہنچائے گی یا ابھی اسے ہلاک کردے گی کیونکہ نیلماں نے امریکی اکابرین سے اس کی ہلاکت کے لیے سمجھوتا کیا تھا۔ وہ امریکی سراغ رساں اور ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے سائے تک بھی نہیں پہنچ پائے تھے اور نیلماں پہنچ گئی تھی۔ وہ یہی سوچ سکتا تھا کہ اب اس کی موت آگئی ہے۔

ثانی اسے نظر انداز کرکے پارس اور پورس سے باتیں کررہی تھی۔ وہ اٹھتے ہوئے اپنے جانبازوں سے بولا "شاید وہ نہیں ہے۔ میرے دماغ سے چلی گئی ہے۔ ہمیں فوراً یہاں سے جانا چاہیے۔"

وہ اپنے جانبازوں کے ساتھ جانے لگا۔ پارس نے کہا

"دیکھو وہ جارہا ہے۔ پہلے اسے روکنا چاہیے، اسے سزا... دینی چاہیے۔"

مجھے مما نے بلایا ہے کوئی ضروری کام ہے۔ لہٰذا میں جارہی ہوں۔ پال پوٹ کا دماغ کھلا دروازہ بن چکا ہے۔ تم دونوں اس کے دماغ میں جاسکتے ہو۔ جب وہ اپنے آشرم میں پہنچے گا تو اس پر مختصر سا تنویمی عمل کرو تاکہ آئندہ وہ اپنے دماغ کو مقفل نہ کراسکے۔

"کیا اسے معمول بنا کر زندہ رکھا جائے گا؟ وہ لاکھوں افراد کا قاتل ہے۔ بہت ہی سنگ دل شیطان ہے۔ کیا اسے زندہ رکھنا ضروری ہے؟"

"ہاں! کچھ دنوں تک زندہ رکھا جائے اور اس کے ذریعے امریکا کے لیے مسائل پیدا کیے جائیں۔ جب امریکی اکابرین اپنے خلاف مختلف محاذ آرائیوں سے پریشان ہوجائیں گے تو پال پوٹ کو ختم کردیا جائے گا۔"

پورس نے کہا "تم ہماری مما نہیں ہو کہ ہم تمہاری پلاننگ پر عمل کریں۔ دادی اماں بن کر ہمیں ہدایت نہ دو۔ مما کے پاس جانا ہے چلی جاؤ۔"

"مجھے دادی اماں سمجھ کر ہی میرے سامنے سر جھکانا چاہیے۔ تمہیں شرم نہیں آتی؟ شرط ہار گئے ہو۔ اب تک مجھے تلاش نہ کرسکے۔ تم تو وہی پارس ہو نا جو اپنی قبر میں چھپے ہوئے دشمنوں کو ڈھونڈ نکالتا ہے۔"

"بے شک، میں پوری توجہ سے تمہیں تلاش کرتا تو اب تک ڈھونڈ نکالتا لیکن عشق میں گرفتار ہوگیا ہوں۔ یہ میرے دل و دماغ پر چھا رہی ہے۔ تم نے کبھی محبت نہیں کی۔ تم کیا جانو کہ عشق میں بندہ ساری دنیا بھلا دیتا ہے۔"

"اسی طرح دنیا بھلاتے رہے تو پال پوٹ دوبارہ دماغی توانائی حاصل کرکے اپنے دماغ کو مقفل کرالے گا پھر کہیں روپوش ہوجائے گا۔"

پارس نے کہا "ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ تم مما کے پاس جاؤ ہم اسے اپنا معمول بنا کر رکھیں گے۔"

اچھی بات ہے۔ میں جارہی ہوں۔ دشمنوں کو یہ سمجھنے کا موقع نہ دینا کہ نیلماں یہاں موجود نہیں ہے۔ میں جلد ہی واپس آنے کی کوشش کروں گی۔ خدا حافظ۔"

یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگئی۔ وہ دونوں خیال خوانی کے ذریعے اس سے گفتگو کرنے میں مصروف تھے۔ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ایسے وقت سلوانا خاموش بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ دونوں اس کی خاموشی سے شبہ کرسکتے تھے کہ وہ خیال خوانی میں مصروف ہے لیکن انہیں اس کا موقع نہیں ملا تھا۔ جب ثانی نے خدا حافظ کہا تو پھر انہوں نے سلوانا کی طرف توجہ دی۔ اس وقت تک سلوانا عرف ثانی خیال خوانی ختم کرچکی تھی۔ اس نے پارس اور پورس کی طرف دیکھ کر پوچھا "تم دونوں اتنی دیر سے گم صم کیوں بیٹھے ہوئے ہو۔ کیا کسی سوچ میں ڈوبے ہوئے ہو۔"

پارس نے کہا "نہیں، ابھی جو نیلماں اس بدھ کے پجاری کے دماغ میں تھی وہ ہم سے باتیں کررہی تھی۔"

ثباتہ نے پوچھا "کیا وہ بھی تم دونوں کو معمول بنانا چاہتی ہے؟"

سلوانا نے کہا "تم دونوں کو معمول بنانے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ نیلماں ان کے ساتھ ہمیں بھی اپنی کنیزیں بنالے گی۔"

ثباتہ نے کہا "ان سے دوستی کرنے میں ہمارا بہت نقصان ہے۔ ہمیں ان سے دور ہوجانا چاہیے۔"

سلوانا اپنے پرس سے پرفیوم کی شیشی نکال کر لباس پر اسپرے کرنے لگی کیونکہ پارس اس کے ذرا اور قریب آگیا تھا اور کہہ رہا تھا "نیلماں ہمیں معمول نہیں بنائے گی اور تم دونوں کو بھی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ ہم سے دور ہونے کی بات نہ سوچو۔"

پورس نے بھی ثباتہ کا ہاتھ تھام کر کہا "پلیز، ایسی دل دکھانے والی بات نہ کرو۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ نیلماں سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"تم سے دوستی کرنے کا مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔ میں سلوانا کی پرسنل سیکریٹری ہوں۔ اپنے طور پر کوئی فیصلہ نہیں کروں گی۔ جو سلوانا کہے گی وہی کروں گی۔"

سلوانا نے کہا "پتا نہیں میرا دل کیوں یہ کہہ رہا ہے کہ مجھے اپنے اس فرینڈ پر بھروسا کرنا چاہیے۔ لہٰذا تم بھی اپنے فرینڈ پر بھروسا کرو اگر ہمیں نقصان پہنچنے والا ہوگا تو ہم فوراً ان سے دور ہوجائیں گے۔"

پورس نے کہا "واہ سلوانا! تم نے بڑی دانش مندی سے میرے دل کی بات کہہ دی ہے۔ آؤ ثباتہ ہم ذرا سمندر کی لہروں سے کھیلیں اور باتیں کریں۔"

وہ دونوں وہاں سے اٹھ کر جانے لگے۔ سلوانا نے بھی اٹھتے ہوئے کہا "میں اپنی چھتری کے سائے میں جاکر بیٹھوں گی۔"

پارس نے اس کے ساتھ اٹھتے ہوئے کہا "اور میں تمہارے سائے میں چل کر بیٹھوں گا۔"

ثباتہ نے ساحلی ریت پر چلتے ہوئے پورس سے پوچھا

"مجھ سے پہلے تم نے اور کتنی گرل فرینڈز بنائی ہیں؟"

"قسم لے لو آج تک میں نے لڑکیوں کو دور ہی دور سے دیکھا ہے۔ زندگی میں پہلی بار تمہارے اتنے قریب آیا ہوں۔"

"سچ کہہ رہے ہو؟"

"چاہے جیسی قسم لے لو۔ بچپن میں ماں بچھڑ گئی۔ میری کوئی بہن نہیں ہے۔ جوانی میں کسی کو آج تک گرل فرینڈ نہیں بنایا۔ آج تک چھو کر نہیں دیکھا کہ عورت کیسی ہوتی ہے۔"

"اس صدی میں ایسا پارسا بوائے فرینڈ دیکھ کر میرا دل گارڈن گارڈن ہو رہا ہے۔"

"گارڈن گارڈن؟"

"ہاں! یہ سوچ کر میرا دل باغ باغ ہو رہا ہے کہ تم مجھے سبز باغ نہیں دکھا رہے ہو۔"

"پتا نہیں دھوکے اور فریب کے حوالے سے ہمیشہ سبز باغ کیوں کہا جاتا ہے۔ جبکہ دنیا کے تمام باغات سبز ہوتے ہیں' ہریالی ہی ہریالی ہوتی ہے۔ میں زندگی میں پہلی بار تمہارے گلابی حسن وشباب کا باغ باغیچہ دیکھ رہا ہوں۔"

وہ مسکراتی ہوئی بولی "ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے۔ آگے بہت کچھ دیکھو گے۔ پتا نہیں چلتا کہ آنے والا وقت چار دن کی چاندنی دکھائے گا یا دن میں تارے دکھادے گا۔"

سلوانا یعنی ثانی ملٹی کلر کی چھتری کے سائے میں آکر ریت پر لیٹ گئی۔ پارس اس کے قریب بیٹھ گیا۔ ثانی نے کہا "تمہیں اتنے قریب نہیں بیٹھنا چاہیے۔"

اس نے پوچھا "کیوں؟"

"ابھی میں نہیں جانتی کہ تم کنوارے ہو یا شادی شدہ ہو۔"

"میں بچپن سے اب تک کنوارہ چلا آرہا ہوں۔"

"تعجب ہے۔ کوئی فرشتہ ہی تنہا اتنا طویل سفر کرتا ہے۔"

"میرے بزرگوں اور رشتے داروں نے ایک حسین لڑکی سے میری شادی کرانی چاہی۔ میں نے انکار کردیا۔"

"اس لڑکی کا کوئی نام تو ہوگا؟"

"ہاں! اس کا نام سونیا ثانی تھا۔ وہ بہت حسین تھی' لیکن میں نے شادی نہیں کی اور صاف کہہ دیا کہ میرے ذہن میں ایک آئیڈیل ہے۔ جب تک وہ نہیں ملے گی میں کنوارہ ہی رہوں گا۔"

میں نے سنا ہے۔ اتنی عمر تک کوئی کنوارہ رہ کر مرجائے تو اس کا جنازہ کوئی نہیں اٹھاتا۔"

"اسی لیے میں مرنے سے پہلے تم پر مرنے آیا ہوں۔"

"میں تو پہلی بار تمہیں دیکھتے ہی تم پر مرمٹی ہوں۔ میرے ڈیڈی کہا کرتے تھے' بیٹی اول تو کسی کے فریب میں نہ آنا لیکن جب کسی پر مرمٹو تو اسے بھی اچھی طرح مٹا کر رکھ دینا۔"

پارس نے اس کا ہاتھ تھام کر پوچھا "تو پھر چلو ہم ایک دوسرے پر مرمر کر مٹ مٹ کر اپنی محبت کو مثالی بنادیں۔"

"ایسی جلدی بھی کیا ہے۔ جلدی شیطان کو ہوتی ہے یا کنوارے انسان کو۔ میں تو کنواری نہیں ہوں۔"

"آں؟"

وہ چونک کر اسے دیکھتے ہوئے بولا "تم؟ کیا تم اپنی زبان سے کہہ رہی ہو کہ تم کنواری نہیں ہو؟"

بے شک میں اتنی دولت مند ہوں کہ مجھے خود اپنی دولت کا حساب معلوم نہیں ہے۔ میں ایک ملک سے دوسرے ملک کی سیر کرتی رہتی ہوں۔ کتنے ہی بوائے فرینڈز بناتی رہتی ہوں۔ تم میری زندگی کے پہلے بوائے فرینڈ نہیں ہو۔"

"پلیز مذاق نہ کرو۔ میرا دل ٹوٹ جائے گا۔"

"دل کیوں ٹوٹ جائے گا؟ کیا مجھے اپنی لائف انجوائے کرنے کا حق نہیں ہے؟ کیا تم لائف انجوائے کرنے کے لیے میرے پاس نہیں آئے ہو؟"

"ہاں! میں تو آیا ہوں' لیکن....."

"لیکن کیا؟ اب کیا مجھ میں کیڑے پڑ گئے ہیں؟"

"وہ بات اصل میں یہ ہے کہ مرد خواہ کتنا ہی عیاش ہو' لیکن جسے وہ چاہتا ہے۔ اس کے لیے یہ چاہتا ہے کہ وہ بڑی شرم وحیا والی ہو اور بہت ہی نیک اور پارسا ہو۔"

"ایسا تو بیویاں بھی چاہتی ہیں کہ ان کے شوہر باہر جاکر منہ کالا نہ کریں۔ اپنی ہی بیویوں کا اعتماد برقرار رکھا کریں۔"

پارس سر کھجاتے ہوئے سوچنے لگا۔ اس کی بات سن کے اسے ثانی یاد آرہی تھی۔ یہ بات دل کو لگ رہی تھی کہ ثانی جیسی شرم وحیا والی کو چھوڑ کر وہ ایسی بلی کے پاس آیا تھا جو نو سو چوہے کھانے کے بعد بھی حج کو جانے والی نہیں تھی۔

وہ سوچتے ہوئے وہاں سے اٹھ گیا پھر اس کی طرف سے منہ پھیر کر آہستہ آہستہ جانے لگا۔ سلوانا یعنی ثانی بڑے پیار سے اسے دیکھ رہی تھی اور یہ فخر کررہی تھی کہ اس کا پارس جیسا بھی ہو اپنی ثانی کو سب پر ترجیح دیتا ہے۔ وہ بھٹکتا ضرور ہے مگر رسے کی لمبائی تک جاکر پھر کھونٹے کی طرف آجاتا ہے۔ بے چارے کا دل ٹوٹ گیا ہے۔ کوئی بات نہیں میں پھر جوڑ دوں گی۔

○☆○

الپا کو فی الحال دلیر آفریدی سے کوئی اندیشہ نہیں تھا۔ وہ ...ی ذہنی صوفیہ سے بہل رہا تھا۔ اس نے سوچا ابھی وہ بھیا ...نارنگ کے سلسلے میں مصروف رہے گی۔ انہیں پوری ...ح اپنے قابو میں رکھے گی اور بھیا سے تھائی لینڈ میں اپنا ...م کرائے گی۔ لہٰذا اس نے صوفیہ اور آفریدی کو وہیں بیڈ ...روم میں تنہا چھوڑ دیا اور خیال خوانی کے ذریعے بھیا کے پاس ...گئی۔

بھیا ایک کمرے میں بیٹھا بے چینی سے سوچ رہا تھا۔ ...میں اپنا وقت ضائع کررہا ہوں۔ میں کتنا مہان شکتی مان ہوں۔ ...ت سی صلاحیتوں کا حامل ہوں لیکن خوامخواہ وقت ضائع کررہا ہوں۔ مجھے کچھ کرنا چاہیے۔

الپا نے کہا "ہاں تمہیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ ...اپنی صلاحیتوں سے کام لینا چاہیے۔"

وہ اس کی آواز اپنے دماغ میں سن کر سیدھی طرح ادب ...سے بیٹھ گیا پھر حاضر ہو کر بولا "میڈم آپ حکم کریں میں اسی ...کے مطابق اپنی صلاحیتوں کو استعمال کروں گا۔"

"تمہیں خیال خوانی کے ذریعے تھائی لینڈ جانا ہے اور تم ...سمجھ سکتے ہو کہ تھائی لینڈ کے کسی حاکم یا فوج کے اعلیٰ افسر یا ...سیاسی لیڈر کی آواز کیسے سن سکتے ہو۔"

"یہاں ممبئی میں تھائی لینڈ کا سفیر ہے میں ٹیلی فون ...ڈائریکٹری میں اس کا نمبر دیکھ کر فون کے ذریعے اس کی آواز ...سنوں گا پھر اس کے دماغ میں پہنچ جاؤں گا پھر وہ سفیر اپنے ...تھائی حکومت کے اعلیٰ عہدے داران سے رابطہ کرے گا تو ...میں ان کی آواز سن کر تھائی لینڈ پہنچ جاؤں گا۔ اس کے بعد ...وہاں دوسروں کو اپنا آلہ کار بناؤں گا۔"

"شاباش اسی طرح ایک کے بعد دوسرے سے رابطہ ...کرتے ہوئے تم تھائی لینڈ میں اپنے آلہ کار بنا سکو گے۔ ایسا ...کرنے کے بعد تمہیں وہاں نیلماں کو تلاش کرنا ہے۔ وہ کسی ...شہر یا قصبے میں ہوگی اور وہاں کے حکام سے یا فوجی افسران سے ...ئی رابطہ کرتی ہوگی۔ تم کسی نہ کسی طرح یہ معلوم کرلو گے ...کہ وہ کہاں ہے اور کیا کررہی ہے۔"

"اچھا میں جارہا ہوں مگر جانے سے پہلے کچھ عرض کرنا ...چاہتا ہوں۔"

"ہاں بولو؟"

"آپ اسی بنگلے میں ہیں۔ دوسرے کمرے میں اس دلیر ...آفریدی کے ساتھ باتیں کررہی ہیں۔ میں آپ کے لیے تڑپتا ...رہتا ہوں۔ چاہتا ہوں آپ میرے سامنے آکر مجھ سے باتیں کریں۔"

"زیادہ باتیں نہ کرو میں آفریدی کے ساتھ وقت گزار رہی ہوں۔ اسے بہلا پھسلا کر کسی کام کے لیے اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہوں۔ تم سے جو کہا ہے وہ کرو۔ میرا عاشق بننے کی کوشش نہ کرو۔"

"آپ کا جو حکم' میں ابھی جاتا ہوں۔"

"الپا نے کہا پہلے عشق کرکے اپنا انجام دیکھ چکے ہو۔ میرے غلام بن کر بھی یہ خوش فہمی ہے کہ میں تمہیں منہ لگاؤں گی۔ فوراً میرے حکم کی تعمیل کرو اور ہمیشہ یاد رکھو کہ تم میری ٹھوکروں میں رہا کرو گے۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل گئی۔ نارنگ پر تنویمی عمل کیے ہوئے ایک گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ تک پہنچنا چاہا تو اس کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ وہ سمجھ گئی کہ بھیا نے اس کے چاروں طرف جادوئی عمل سے لکیر کھینچی ہے۔ اس کے اندر نہ کوئی جاسکتا ہے۔ نہ کسی کی خیال خوانی کی لہریں وہاں تک پہنچ سکتی ہیں۔ وہ اس دائرے کے اندر تپسیا کرتا رہے گا۔ وہ الپا کی سوچ کی لہروں سے بھی دور رہے گا۔

الپا کو یہ اطمینان تھا۔ بھیا نے بتایا تھا۔ جب بھی وہ اس دائرے سے باہر آئے گا تو پھر اس کا معمول اور محکوم بن جائے گا۔

بھیا نے دھوکا کھایا تھا جبکہ وہ خود گیان دھیان کے دوران صرف ایک خیال کو اپنے ذہن میں مرکوز کرتا تھا اور باقی خیال ذہن سے نکال دیا کرتا تھا۔ یہ اس کا ذاتی تجربہ تھا لیکن اس تجربے کو اس نے نارنگ کے سلسلے میں یاد نہیں رکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب نارنگ تپسیا کرنے سے پہلے گیان دھیان میں ڈوبنے لگا اور تمام خیالات کو اپنے ذہن سے نکال کر صرف آتما شکتی کے خیال کو اپنے ذہن پر مرکوز کرنے لگا۔ تب یہ انکشاف ہوا کہ اس کے دماغ جو تنویمی عمل کیا گیا تھا۔ وہ تنویمی عمل بھی ذہن سے خارج ہوگیا ہے اور اب آتما شکتی کی تپسیا کرتے وقت اسے معلوم ہو رہا تھا کہ اس کے چیلے بھیا نے تنویمی عمل کے ذریعے اپنا غلام بنایا تھا۔

نارنگ اس روز آتما شکتی کی تپسیا چھوڑ کر اپنے دماغ کے اندر کئی طرح کے منتر پڑھتا رہا اور بھیا کے تنویمی عمل کو ضائع کرتا رہا۔ جب وہ اس عمل میں کامیاب ہوگیا۔ تب اس نے تپسیا شروع کی۔

اسی طرح وہ بھیا کے تنویمی عمل سے محفوظ رہا اور بظاہر خود کو اس کا غلام ظاہر کرتا رہا تھا۔ دوسری بار الپا اس کے

پاس تنویمی عمل کرنے آئی تھی۔ اس وقت وہ پورے ہوش و حواس میں تھا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ بھیا نے الپا کو اس کے دماغ میں پہنچایا ہے۔ جب الپا اس پر تنویمی عمل کرنے لگی تو وہ جان بوجھ کر اس کے ٹرانس میں آگیا تھا لیکن اپنے چور خیالات کو چھپائے رکھا تھا۔ الپا نے اگرچہ اس کے خیالات بڑی دور تک پڑھے تھے لیکن چور خیالات کا خانہ بند تھا۔ لہٰذا وہ یہ سمجھتی رہی کہ جو کچھ وہ پڑھ رہی ہے۔ اس میں چور خیالات شامل ہیں۔

بہرحال بھیا کی طرح الپا بھی دھوکا کھا چکی تھی۔ نارنگ اپنی چالیس دن کی تپسیا کا آخری دن مکمل کر رہا تھا۔ اس نے الپا سے جھوٹ کہا تھا کہ آج سے تیسرے دن تک آتما شکتی کی تپسیا کرتا رہے گا۔ تب اس تپسیا کے چالیس دن پورے ہوں گے۔ جبکہ چالیس دن اسی دن رات کے بارہ بجے پورے ہونے والے تھے۔

نارنگ نے جھوٹ کہا تھا۔ الپا کو دھوکا دے رہا تھا کہ وہ تپسیا میں مصروف ہے جبکہ وہ چاہتا تھا کہ باقی دو دن وہ تپسیا نہیں کرے گا لیکن خاموش رہ کر الپا اور بھیا کے حالات معلوم کرتا رہے گا کہ وہ اب تک کیا کرتے رہے ہیں اور آئندہ کیا کرنے والے ہیں؟

وہ چوبیس گھنٹے میں پندرہ گھنٹے تپسیا کرتا تھا۔ ان پندرہ گھنٹوں میں کبھی بھیا اس کے دماغ میں نہیں آتا تھا وہ جانتا تھا' ایسے وقت وہ دائرے کے اندر رہتا ہے۔ نہ اسے جانا چاہیے نہ کوئی دوسرا وہاں جاسکتا ہے۔ اسی طرح الپا نے بھی یہی سوچا کہ پندرہ گھنٹے تک نارنگ کے پاس جانا ضروری نہیں ہے۔ وہ تو اس کا غلام بن ہی چکا ہے۔ جب بھی اس دائرے سے باہر آئے گا وہ اس کا غلام ہی بن کر رہے گا۔

اس نے اس رات بارہ بجے آتما شکتی کی تپسیا مکمل کرلی۔ اس بات سے بہت خوش ہوا اور مطمئن ہو کر اس نے واقعی مکمل آتما شکتی حاصل کرلی ہے پھر وہ اس دائرے سے باہر آیا۔ اپنی ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں پہنچ کر آرام کرنے لگا۔ ایسے وقت الپا اس کے دماغ میں آئی۔ اس نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا لیکن انجان بنا رہا اور یہ تاثر دیتا رہا کہ وہ اس کا غلام ہے اور اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہا ہے۔

الپا نے اسے مخاطب کیا "ابے کتے! میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہا ہے؟؟"

وہ فوراً ہی ہاتھ جوڑ کر بولا "ہاں ہاں میں سن رہا ہوں۔ آپ آپ میڈم الپا ہیں۔"

"اب میں تیرے لیے زندگی بھی ہوں اور تیری موت بھی ہوں۔ تو نے مجھے بہت پریشان کیا ہے۔ اب میں تیری زندگی حرام کردوں گی۔ تو مرنا چاہے گا۔ میں تجھے مرنے نہیں دوں گی تجھے تڑپا تڑپا کر زندہ رکھوں گی اور غلاموں کی طرح تجھ سے اپنا کام کراؤں گی۔"

وہ بدستور ہاتھ جوڑے ہوئے تھا۔ اس نے کہا "میں آپ کا غلام ہوں آپ مجھے دکھ دیں گی میں دکھ سہوں گا۔ مجھے خوشی دیں گی میں آپ کا شکر ادا کرتا رہوں گا۔ جب میں آپ کا غلام بن چکا ہوں تو آپ مجھے معاف کردیں۔"

"میں کبھی تجھے معاف نہیں کروں گی۔ چل کھانا گرم کرکے کھالے اور آرام سے سوجا اور یہ بتا' کیا اب تپسیا کے چالیس دن پورے ہونے میں دو دن رہ گئے ہیں؟"

"صرف دو دن رہ گئے ہیں۔ اس کے بعد میری آتما شکتی مکمل ہوجائے گی۔"

"اب تیری وہ آتما شکتی میرے کام آیا کرے گی۔"

"جب میں آپ کا غلام ہوں تو میری ہر چیز' صلاحیت آپ ہی کے کام آیا کرے گی۔"

"میں جا رہی ہوں پھر صبح کسی وقت آؤں گی۔"

تھوڑی دیر بعد نارنگ نے محسوس کیا کہ وہ جا چکی ہے کیونکہ اس کی مخصوص سوچ کی لہریں محسوس نہیں ہو رہی تھیں۔ وہ آرام سے گرم کیا ہوا کھانا کھانے لگا اور سوچنے لگا کہ الپا نے اپنے اوپر کالا عمل کرایا تھا۔ جس کے نتیجے میں اس نے اپنے دماغ کو مردہ بنالیا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ اس کالے عمل کا اثر ختم ہوچکا ہو یہ معلوم کرنا چاہیے کہ اس کے دماغ میں خیال خوانی کے ذریعے پہنچا جاسکتا ہے یا نہیں؟

وہ کھانے کے دوران میں سوچتا رہا پھر یہ تدبیر سمجھ میں آئی کہ بھیا کے لب و لہجے کو اختیار کرکے خیال خوانی کی پرواز کرے اگر الپا نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیا تو یہ سمجھ نہیں پائے گی کہ نارنگ نے اس کے دماغ میں آنے کی کوشش کی ہے۔ وہ یہی سمجھے گی کہ بھیا ایسی کوشش کر رہا تھا۔

وہ کھانے کے بعد چارپائی پر آکر آرام سے لیٹ گیا پھر اس نے الپا کے لب و لہجے کو اچھی طرح ذہن نشین کیا۔ اس کے بعد خیال خوانی کی پرواز کی۔ الپا کا دماغ مقفل کیا ہوا تھا۔ اس کی سوچ کی لہریں اس کے دماغ تک نہ جاسکیں لیکن اس کی ڈمی کے دماغ میں پہنچ گئیں کیونکہ اس کی سوچ کا لب و لہجہ بھی وہی تھا۔ صوفیہ نے اپنے دماغ میں نئی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا "کون ہے؟"

بس اتنا سنتے ہی نارنگ نے اسے زلزلے کا ایک جھٹکا پہنچایا تو ڈمی چیخیں مارتی ہوئی بستر پر تڑپنے لگی۔ آفریدی نے فوراً اسے اپنے بازوؤں میں کھینچ کر جکڑتے ہوئے پوچھا "کیا ہوا تمہیں؟ کیا تکلیف محسوس ہو رہی ہے؟"

وہ دماغی تکلیف برداشت کرنے کی کوشش کر رہی تھی اور بولنے کی کوشش بھی کر رہی تھی لیکن آفریدی سے کچھ نہیں بول پا رہی تھی۔ نارنگ اس کے متاثر دماغ میں رہ کر آفریدی کی آواز سن رہا تھا۔ اس نے اس کی بھی آواز اور لب و لہجے کو ذہن میں رہ کر خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر زلزلے کا جھٹکا پہنچانا چاہا لیکن ایک چھینک مارتے ہی وہ اس کے دماغ سے باہر نکل گیا۔

اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر اس نے حیرانی سے سوچا "یہ کیا بات ہوئی؟ اس نے چھینک ماری اور میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔"

اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی اس کے دماغ میں پہنچا پھر دوسری مرتبہ چھینک مارتے ہی وہ دماغی طور پر اپنی چارپائی پر حاضر ہوگیا۔ شدید حیرانی سے سوچنے لگا' یہ کون ہے اور کیسے عجیب طریقے سے اپنے دماغ میں آنے سے روک رہا ہے؟

اس نے سوچا وہ جو بھی ہے۔ اس سے بعد میں نمٹ لے گا۔ فی الحال الپا کی خبر لینا چاہیے۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ الپا کے دماغ میں پہنچ چکا ہے۔ جب وہ دوبارہ اس کے دماغ میں گیا تو وہ نڈھال سی ہوگئی تھی۔ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہی تھی۔ اس کی دماغی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر نارنگ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ تب پتا چلا کہ وہ الپا نہیں ہے۔ الپا کی ڈمی ہے۔ اس وقت رات کے دو بجے تھے۔ الپا آدھی رات کو ہی اپنی ڈمی کے دماغ میں آکر یہ اطمینان کر چکی تھی کہ وہ آفریدی کے ساتھ سو رہی ہے۔ اب صبح ہی بیدار ہوگی۔ یہ اطمینان کرنے کے بعد وہ چلی گئی تھی۔ اب صبح سے پہلے اس کے دماغ میں نہیں آسکتی تھی۔ یہ ایسا سنہری موقع تھا جس سے نارنگ فائدہ اٹھانے لگا۔

وہ صوفیہ تھی مگر اسے ڈمی الپا بنایا گیا تھا۔ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ اس کے پاس جو جوان ہے اس کا نام دلیر آفریدی ہے۔ وہ اس سے بے انتہا محبت کرتی ہے۔

ایسے خیالات پیش کرنے کے باوجود وہ اب بھی خود کو الپا سمجھ رہی تھی۔ اس وقت تنویمی عمل کا اثر تھا۔ نارنگ نے سوچا پہلے اس پر تنویمی عمل کیا جائے۔ اس کے دماغ سے الپا کے عمل کو ختم کردیا جائے۔ اس کے بعد اس ڈمی کو اپنی معمولہ اور محکوم بنایا جائے اور الپا کو یہ دھوکا دیتا رہے گا کہ وہ ڈمی اسی کی معمول ہے۔

اس خیال کے مطابق وہ اس پر تنویمی عمل کرنے لگا۔ وہ تھوڑی دیر بعد آنکھیں بند کرکے سوگئی۔ آفریدی اس کے پاس تھا۔ یہ دیکھ کر مطمئن ہوگیا کہ اس کی محبوبہ کو آرام آگیا ہے۔ وہ بھی اس کے پاس لیٹ گیا۔ بے چارہ یہ نہیں جانتا تھا کہ نارنگ اس کی محبوبہ پر تنویمی عمل کر رہا ہے۔

نارنگ نے پہلے اس کے ذہن کو واش کیا۔ الپا کے تنویمی عمل کو یکسر ختم کیا پھر اس سے کئی طرح کے سوالات کیے۔ اس پر تنویمی عمل کرنا چاہا تو اسے کسی طرح کی رکاوٹ کا احساس ہوا' پتا چلا کہ تنویمی عمل کر رہا ہے لیکن اس عمل سے دماغ پوری طرح متاثر نہیں ہو رہا ہے۔ تب وہ ..... اس ڈمی کے دماغ سے نکل کر اپنے دماغ میں کئی طرح کے منتروں کا جاپ کرنے لگا۔ اپنے کالے عمل سے معلوم کرنے لگا کہ رکاوٹ کیوں پیدا ہو رہی ہے۔

وہ تھوڑی دیر تک کئی طرح کے منتر پڑھتا رہا پھر اسے پتا چلا کہ کسی دوسرے نے بھی اس ڈمی الپا پر کالا عمل کیا ہے۔ جس کے نتیجے میں اس پر کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا تنویمی عمل نہیں کرسکے گا اور نہ ہی الپا سے اس ڈمی کو مکمل طور پر چھین سکے گا۔

نارنگ سمجھ گیا کہ جیکب رابن نے ایسا کیا ہے۔ تب وہ باقاعدہ کالے عمل کا تمام سامان لاکر فرش پر رکھ کر عمل کرنے کے لیے بیٹھ گیا اور صبح چار بجے تک مختلف طرح کے عمل کرتا رہا اور منتر پڑھتا رہا۔ ان منتروں کو ڈمی الپا کی طرف منتقل کرتا رہا آخر اس کا دماغ جیکب رابن کے کالے عمل سے آزاد ہوگیا۔

نارنگ اپنے عمل میں کامیاب ہونے کے بعد خیال خوانی کے ذریعے اس ڈمی کے دماغ میں پہنچا۔ اب وہ خود کو الپا نہیں سمجھ رہی تھی۔ اپنی اصلیت اسے یاد آگئی تھی اور وہ خود کو صوفیہ کے طور پر پہچان رہی تھی۔

اس کے خیالات سے پتا چلا کہ وہ خود ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے۔ الپا اس کے دماغ میں آکر ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھیا کو دھوکا دیا کرتی تھی۔ تب نارنگ نے سوچا اس کے دماغ کو مقفل کردیا جائے تاکہ الپا دوبارہ اس کے اندر نہ پہنچ سکے۔ اس طرح وہ صوفیہ نارنگ کے زیر اثر رہے گی۔ جب بھی وہ چاہے گا اپنے مخصوص لب و لہجے کے ساتھ صوفیہ کے دماغ میں پہنچ کر اس سے اپنا کوئی کام لے سکے گا۔ فی الحال وہ اس کے لیے کوئی زیادہ ضروری نہیں تھی لیکن الپا سے انتقام

لینا تھا۔ اس لیے وہ اس کی ڈمی کو اس سے دور کردینا چاہتا تھا۔

اس نے تنویمی عمل کے ذریعے صوفیہ کے دماغ کو مقفل کردیا۔ اس کے خیالات نے یہ بتایا تھا کہ دلیر آفریدی یوگا کا ماہر نہیں ہے اور وہ سانسیں روک کر خیال خوانی کی لہروں کو دماغ سے بھگانا نہیں چاہتا ہے۔ اسے ایک ہی طریقہ معلوم تھا کہ دماغ بے چینی محسوس کرتے ہی فوراً ہی جھٹک دیا کرتا تھا۔

اس طرح نارنگ کو پتا چلا کہ آفریدی بھی صوفیہ کی طرح ٹیلی پیتھی جانتا ہے نہ کوئی غیر معمولی صلاحیت رکھتا ہے اور نہ ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا دشمن ہے اس سے کسی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

تب نارنگ نے صوفیہ کے دماغ میں یہ بات پیدا کی کہ وہ آفریدی کو اس حد تک آمادہ کرے کہ وہ اس کی سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ میں آنے دے اور اس پر جو تنویمی عمل کیا جائے گا۔ اسے قبول کرے تاکہ اس کے دماغ کو مقفل کردیا جائے۔

آفریدی، صوفیہ سے وعدہ کرچکا تھا۔ جب بھی ایک دوسرے سے جدا ہوں گے تو وہ اس کی سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ میں آنے دے گا۔ لہٰذا وہ اس بات پر راضی ہوگیا کہ سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ میں آنے دے گا اور جو بے چینی ہوگی اسے برداشت کرے گا۔

نارنگ اس کے دماغ میں پہنچ گیا اگرچہ وہ بے چینی محسوس کررہا تھا لیکن نارنگ نے اپنے عمل کے ذریعے اسے گہری نیند سلا دیا۔ اس پر بھی تنویمی عمل کیا چونکہ وہ دشمن نہیں تھا اور نہ ہی آئندہ اس سے دشمنی کی توقع تھی اور نہ ہی وہ کوئی غیر معمولی صلاحیت کا حامل تھا۔ اس لیے اس کی طرف سے کوئی اندیشہ نہیں تھا۔

نارنگ نے اس پر مختصر سا تنویمی عمل کیا۔ اس کے دماغ کو بھی صوفیہ کے دماغ کی طرح مقفل کیا۔ ان دونوں کے دماغوں میں یہ بات نقش کردی کہ وہ ایک گھنٹے کی تنویمی نیند سونے کے بعد اس بنگلے سے نکل جائیں گے اور الپا اور بھیا کی پہنچ سے دور چلے جائیں گے۔

الپا نے یہ سمجھتے ہوئے بھی نہیں سمجھا کہ بعض اوقات قدرتی ذرائع نامعلوم طریقوں سے بندوں کا تحفظ کرتے ہیں اور قدرت دلیر آفریدی کو تحفظ فراہم کررہی تھی۔ اب اس کا دماغ مقفل ہوگیا تھا۔ صرف نارنگ ہی اس کے دماغ میں پہنچ سکتا تھا۔ کوئی اور دشمن اس کے اندر پہنچ کر اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔

ویسے نارنگ بھی کسی وقت اس کا دشمن بن سکتا تھا۔ حالات کو بدلتے دیر نہیں لگتی لیکن جب کبھی وہ دشمن بنتا تو ہوتا یہ نہ نارنگ جانتا تھا اور نہ ہی دلیر آفریدی کو اس کی ... تھی کہ اس کے ساتھ کیسے حالات پیش آ رہے ہیں۔ وہ تو ایک ہی بات جانتا تھا کہ اسے ایک لڑکی سے محبت ہوگئی ہے۔ محبت اور شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اسے اپنے ساتھ اپنے وطن اور اپنے شہر لے جائے اور وہاں اسے اپنی شریک حیات بنالے اس سے زیادہ وہ کسی جھمیلے کو نہ جانتا تھا اور نہ جاننا چاہتا تھا۔

جب وہ دونوں تنویمی نیند سے بیدار ہوئے تو صبح کے پانچ بج رہے تھے۔ صوفیہ اٹھ کر بیٹھ گئی پھر اس کمرے کو چاروں طرف دیکھنے لگی۔ اس کے بعد بولی "میں خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کررہی ہوں۔ میں اپنی زبان سے اپنا نام لے سکتی ہوں۔ میرا نام صوفیہ ہے۔ او گاڈ اتنے عرصے کے بعد میں اپنے نام کے ساتھ اپنے آپ کو اندر سے پہچان رہی ہوں اور یہ مجھے یاد آرہا ہے کہ اب تک میں خود کو الپا کہتی رہی ہوں۔"

دلیر آفریدی نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا "ہاں تم نے کہا تھا کہ تمہارا نام الپا ہے اور صوفیہ نام صرف پاسپورٹ میں لکھا ہوا ہے۔"

"میں نے غلط کہا تھا کیونکہ مجھ پر تنویمی عمل کیا گیا تھا۔ اس کے ذریعے میری شخصیت گم کردی گئی تھی۔ ایک الپا نام کی عورت کی شخصیت مجھ پر مسلط کردی گئی تھی۔ اب یاد آرہا ہے کہ وہ عورت میرے ذریعے ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرتی تھی اور میں سمجھتی تھی کہ میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔"

"تم تنویمی عمل کے باعث مجبور تھیں۔ اس لیے مجھ سے بھی کہہ رہی تھیں کہ ٹیلی پیتھی جانتی ہو اور مجھ سے جدا ہونے کے بعد میرے دماغ میں آیا کروگی۔ خدا کا شکر ہے کہ میں نے تمہیں دماغ میں آنے نہیں دیا ورنہ ٹیلی پیتھی جاننے والی میرے ساتھ بھی وہی سلوک کرتی جو تمہارے ساتھ کرتی رہی تھی۔"

صوفیہ نے اس کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر کہا "آفریدی ہمیں یہاں سے کہیں دور چلے جانا چاہیے۔"

"میں تو پہلے ہی تم سے کہتا رہا ہوں لیکن تم اس الپا کے اختیار میں تھیں۔ اس لیے میری بات نہیں مان رہی تھیں۔ میں تو ابھی چلنے کو تیار ہوں۔"

"ٹھیک ہے ہم ایک بیگ میں ضروری سامان رکھ لیتے ہیں اور ابھی یہاں سے نکلتے ہیں۔"

وہ وہاں سے اٹھ کر الماری کھول کر ایک سفری بیگ نکال کر بولی "میں اس میں ضروری سامان رکھ رہی ہوں۔ تم جاکر دیکھو بھیا سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے؟"

آفریدی اس کمرے سے باہر نکل آیا پھر اس بنگلے کے دوسرے حصوں سے گزر کر اس نے ایک کمرے میں دیکھا۔ وہ فرش پر چٹائی بچھائے سو رہا تھا۔ اس نے سوچا تھا اگر جاگتا ہوگا تو اس سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ اس کی اچھی طرح پٹائی کرکے کسی طرح اس کو بے ہوش کرکے وہاں سے فرار ہونا پڑے گا۔ اس میں کافی وقت لگ جاتا کیونکہ بھیا بھی شہ زور تھا۔ بہرحال وہ سو رہا تھا اور ایسے وقت وہ آسانی سے فرار ہوسکتے تھے۔

وہ واپس صوفیہ کے پاس آیا پھر بولا "وہ سو رہا ہے جتنی جلدی ہوسکے یہاں سے نکلو۔"

وہ الماری کا اندرونی سیف کھول کر بڑے بڑے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر سفری بیگ میں رکھ رہی تھی۔ اس نے دونوں کے پاسپورٹ ویزا اور ضروری کاغذات بھی رکھ لیے تھے پھر وہ دونوں دبے قدموں چلتے ہوئے بنگلے کا بیرونی دروازہ کھول کر باہر آگئے۔ تیزی سے چلتے ہوئے بنگلے کے احاطے سے گزر کر وہ مین روڈ تک آئے تھوڑی دور چلتے رہنے کے بعد ایک ٹیکسی نظر آئی۔ انہوں نے ٹیکسی والے کو ہاتھ ہلا کر بلایا پھر آفریدی نے کہا "میں نہیں جانتا کہ یہاں سے ہمیں کہاں جانا ہے۔ کیا ہم ائرپورٹ چلیں؟"

وہ بولی "پہلے ویزا پر یہاں سے واپسی کے لیے مہر لگوانا ہوگا۔ اس کے بعد ہم ائرپورٹ جاکر ٹکٹ لے کر یہاں سے تمہارے وطن جاسکتے ہیں۔"

ٹیکسی ان کے پاس آکر رک گئی تھی۔ صوفیہ نے پچھلا دروازہ کھول کر اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا "ہوٹل مراری لے چلو۔"

ڈرائیور نے پوچھا "بی بی یہ ہوٹل کہاں ہے؟"

"سینٹ لوئس اسپتال کے سامنے ہی ہے۔"

وہ ٹیکسی اسٹارٹ کرکے آگے ڈرائیو کرتا ہوا جانے لگا۔ جب وہ اعصابی طور پر کمزور ہوگئی تھی تو آفریدی اور بھیا اسے ایک اسپتال میں لے گئے تھے۔ اسی کا نام سینٹ لوئس اسپتال تھا۔ صوفیہ نے اس اسپتال سے واپسی پر سامنے ایک ہوٹل مراری دیکھا تھا۔ اسے یاد تھا اس لیے اس نے اسی ہوٹل کا نام ڈرائیور کو بتادیا تھا اس نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد ڈرائیور سے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام راما راؤ ہے۔"

"یہاں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں پے انگ گیسٹ رہتے ہوں؟"

"جی یہ کیا ہوتا ہے میں نہیں جانتا۔"

"یہ ایسے مکانات ہوتے ہیں جہاں مکان کے مالکان بھی رہتے ہیں اور ایک آدھ کمرا کرائے پر بھی دے دیتے ہیں۔"

"ہاں ایسے تو کئی جگہ ہیں اور میرا مکان بھی بہت بڑا ہے مگر بہت چھوٹے علاقے میں ہے۔ ٹھیک ہے میں آپ کو بہت اچھے علاقے میں لے چلتا ہوں۔"

صوفیہ نے کہا "نہیں اچھے اور بڑے علاقے کی بات نہیں ہے اگر تم اپنے مکان کا ایک کمرا ہمیں رہنے کے لیے دو گے تو ہمیں اطمینان ہوگا۔ تمہیں دیکھ کر تمہاری باتیں سن کر دل کہتا ہے کہ تم ایک اچھے انسان ہو۔"

"بی بی آپ کی مہربانی ہے آپ میرے بارے میں اتنی اچھی باتیں کررہی ہیں۔ آپ میرے گھر چلیں...... آپ کو وہاں رہنے سہنے اور کھانے پینے کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

"ٹھیک ہے، اپنے گھر لے چلو۔"

وہ تقریباً ایک گھنٹے بعد ایک بہت ہی چھوٹے سے غریبوں کے علاقے میں پہنچے۔ ڈرائیور کا مکان چھوٹا تھا لیکن تین کمروں کا مکان تھا اس میں اس کی بیوی اور دو چھوٹے بچے رہتے تھے۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا "ایک کمرا خالی کردو۔ یہ ہمارے مہمان ہیں۔"

صوفیہ نے ایک ہزار روپے نکال کر دیتے ہوئے کہا "مہمان تو ہیں لیکن تمہیں کرایہ لینا ہوگا اگر تمہارے گھر کا کھانا پینا پسند آئے گا تو ہم تمہیں اور رقم دیں گے۔"

وہ انکار کرنا چاہتا تھا لیکن صوفیہ نے وہ رقم اس کی بیوی کے ہاتھ میں رکھتے ہوئے کہا "تم بال بچے والے ہو۔ تمہیں ان بچوں کی خاطر ہم سے کرایہ لینا ہوگا۔ ہمارے لیے کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔"

اس کی بیوی انہیں ایک ہوا دار کمرے میں لے کر آئی پھر بولی "ہم غریب ہیں۔ ہمارے پاس ایک چارپائی ہے اور میلی چادر، میلے تکیے ہیں۔"

آفریدی نے کہا "کوئی بات نہیں۔ تم چادر اور تکیے لے جاؤ چارپائی رہنے دو میں راما راؤ کو اور رقم دیتا ہوں یہ ہمارے لیے بستر، تکیہ، چادر خرید کر لے آئے گا۔ دو کرسیاں بھی بیٹھنے کے لیے لے آئے گا۔"

صوفیہ نے تین ہزار روپے نکال کر راما راؤ کو دیتے

ہوئے کہا ”اس میں ہمارے لیے بستر وغیرہ لے آؤ اور گھر میں کھانے کے لیے پورا راشن بھی لے آؤ۔ کسی چیز کی کمی نہ ہو پیسے کم پڑیں تو اور لے لینا۔“

راما راؤ دونوں ہاتھ جوڑ کر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔ اس کی بیوی نے کمرے کی صفائی کی اس کے بعد وہ وہاں سے چلی گئی۔ آفریدی نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ صوفیہ نے کہا ”ہوٹل کے مقابلے میں یہ جگہ محفوظ رہے گی۔ میں جانتی ہوں' الپا ہمارا تعاقب ضرور کرے گی ابھی اسے پتا نہیں ہے کہ ہم اس کے شکنجے سے نکل گئے ہیں۔“

آفریدی نے اس کے بازوؤں کو تھام کر اپنے قریب کرتے ہوئے کہا ”ہاں یہ جگہ بہت اچھی ہے بالکل گھر جیسا ماحول ہے۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ آنے والا وقت ہمارے لیے اطمینان بخش نہیں ہوگا۔ پتا نہیں وہ بھیما اور الپا ہمارے خلاف کیا کچھ کریں گے؟“

مجھے کسی طرح کا خوف نہیں۔ میں نے دیکھا ہے تم نے بھیما جیسے پہاڑ کو سر سے ٹکرا کر زخمی کر دیا تھا۔ وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی ”میں تمہارے ساتھ رہ کر پہاڑوں سے اور طوفانوں سے ٹکرا جاؤں گی مگر تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گی۔“

آفریدی نے اسے دونوں بازوؤں کے حصار میں قید کرلیا۔ وہ دونوں چوبیس گھنٹے پہلے ایک دوسرے کے لیے اجنبی تھے۔ وہ فلسطین کی رہنے والی تھی اور آفریدی پاکستان سے آیا تھا اور دونوں ہزاروں میل دور رہنے کے باوجود ایک ہوگئے تھے۔ محبت ایک مقناطیسی زنجیر ہے۔ جس کی کشش سے دنیا کے دو' سرے کھنچے ہوئے ایک دوسرے سے آکر زنجیر کی کڑی کی طرح مل جاتے ہیں۔

○☆○

ایسا دیکھنے میں نہیں آتا کہ دو یا دو سے زیادہ دوست ہم مزاج' ہم خیال ہوں لیکن تھری جے ایسی مثال پیش کر رہے تھے۔ وہ تینوں برسوں سے ہم مزاج اور ہم خیال تھے۔ اتنی مضبوط دوستی اور پائیدار اتحاد کی اصل وجوہات یہ تھیں کہ وہ کسی معاملے میں ایک دوسرے پر شبہ نہیں کرتے تھے اور ہمیشہ ایک دوسرے کی بہتری کا خیال رکھتے تھے۔

چند دنوں سے جے کافو کو اپنے دونوں دوستوں جے سامو اور جے فلو کی بہتری اور سلامتی کی فکر لاحق ہوگئی تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ جب تک یہ اپنی محبوباؤں کے ساتھ ازدواجی اور گھریلو زندگی گزارتے رہیں گے' اس وقت تک دشمنوں کی طرف سے اندیشہ رہے گا اور ان کی کسی غلطی یا کسی کمزوری سے دشمن ان تینوں کا سراغ لگالیں گے۔

ایسے اندیشوں سے بچنے کے لیے اور اپنے دوستوں کی سلامتی کے لیے جے کافو نے پچھلے دنوں ہیلو ریٹا کو اس طرح ہلاک کیا تھا کہ اس کی موت کار کا ایک حادثہ ثابت ہوئی تھی۔ اس طرح اس نے جے فلو کی محبوبہ سے دشمنی تو کی تھی لیکن اپنے دوست جے فلو کے لیے ایک محافظ دوست کا فرض بھی ادا کیا تھا۔

بعض اوقات دوستی بڑے دشوار گزار مراحل سے گزرتی ہے۔ جے کافو کے سامنے اپنے دونوں دوستوں جے فلو اور جے سامو کی بہتری اور سلامتی تھی اور دوسری طرف انہی دو دوستوں کی ازدواجی مسرتوں کا خیال بھی تھا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ ازدواجی مسرتیں کسی وقت بھی' کسی کے ساتھ حاصل ہوسکتی ہیں لیکن ان دوستوں کی زندگی میں کسی بھی عورت کو مستقل طور پر نہیں آنا چاہیے۔ اب جے سامو کی محبوبہ مونا رہ گئی تھی۔ اس کی طرف سے بھی یہی اندیشہ تھا کہ کبھی اس کی کسی غلطی سے یا کسی کمزوری سے دشمنوں کو ان کا سراغ لگانے کا موقع مل جائے گا۔

ایک رات جے سامو اپنی محبوبہ جے مونا کے ساتھ گہری نیند سو رہا تھا تو جے کافو نے مونا کے دماغ میں پہنچ کر اس پر ایک مختصر سا تنویمی عمل کیا اور اس کے ذہن میں یہ نقش کیا کہ دوسرے دن وہ شاپنگ کے لیے جائے گی تو اپنے محبوب جے سامو کی لاعلمی میں زود اثر خواب آور گولیاں خریدے گی۔ ان گولیوں کو چھپا کر رکھے گی پھر دوسری رات جب جے سامو سو جائے گا تو وہ ایک ایک گولی نگلتی جائے گی اور پانی پیتی جائے گی۔ اس طرح کم از کم دس بارہ گولیاں حلق سے اتار کر آرام سے سو جائے گی۔

پھر جے کافو نے سوچا' دوسری رات جے سامو اپنی محبوبہ مونا کے ساتھ نہ رہے تو بہتر ہے۔ اس نے جے سامو اور جے فلو سے کہا ان دونوں کو اس کے پاس چھپ کر آنا چاہیے' ضروری معاملات پر گفتگو کریں گے۔ تینوں کبھی خود کو ایک دوسرے سے برتر یا کمتر نہیں سمجھتے تھے۔ اس کے باوجود دونوں جے کافو کی بہت عزت کرتے تھے اور زیادہ تر اسی کے مشوروں پر عمل کرتے تھے۔

وہ دوسرے دن شام کو جے کافو کی رہائش گاہ میں چھپ چھپا کر پہنچ گئے پھر وہاں آرام سے بیٹھ کر گفتگو کرنے لگے۔ جے کافو نے کہا ”ہم کینی بال کو دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے نجات دلانے کے لیے اب تک جدوجہد کرتے رہے اسے نجات دلا چکے ہیں۔ اب وہ ایک آزاد اور خود مختار ملک

بھی جاننے والا ہے لیکن ہم نے یہ صرف جے فلو کی محبوبہ ہیلو ریٹا کی خاطر کیا تھا۔ کیونکہ وہ اس کا بھائی تھا۔“

جے فلو نے بڑے دکھ سے کہا ”ہاں! وہ میری ہیلو ریٹا کا بھائی تھا مگر اب ہیلو ریٹا میری زندگی سے اتنی دور جا چکی ہے کہ کبھی واپس نہیں آئے گی۔“

جے کافو نے کہا ”جو کچھ ہو چکا ہے اب اس کے بارے میں جذباتی ہو کر نہ بولو۔ اسے بھول جاؤ۔ کام کی باتیں کرو۔“

”ہم تو کام کی باتیں کرنے آئے ہیں۔“

”ہمیں اب یہ طے کرنا چاہیے کہ ہیلو ریٹا نہیں رہی لہٰذا ہمیں کینی بال سے بھی تعلق نہیں رکھنا چاہیے۔ یہ ہم نے ابتدا میں ہی فیصلہ کیا تھا کہ ہم تینوں اپنے سوا کبھی کسی دوسرے پر نہ بھروسا کریں گے نہ اسے کبھی مستقل اپنا دوست بنائیں گے۔“

جے سامو نے کہا ”درست کہتے ہو۔ اس کی خاطر ہی ہم نے امریکی اکابرین سے دوستی کی تھی اس طرح دوستی کرکے ہم نے فائدہ بھی اٹھایا ہے۔ تنویمی عمل کے ذریعے امریکی اکابرین کے دماغوں کو مقفل کیا ہے' ان اکابرین کے دماغوں میں صرف ہم تینوں ہی جاسکتے ہیں۔“

جے کافو نے کہا ”یہ ہم نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ اب اگر ہم امریکی اکابرین کے وفادار نہ بھی رہے تو ان کے دماغوں میں چوری چھپے جاکر ان کے تمام منصوبے معلوم کرسکتے ہیں۔“

جے سامو نے پوچھا ”ان کے وفادار رہنے میں کیا نقصان ہے؟“

ان کے بدلتے ہوئے سیاسی حالات کا اثر ہم پر پڑسکتا ہے۔ ان کے مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی ہمیں بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ جیسا کہ نیلماں نے بیزون کو ٹریپ کیا ہے۔ اسے اپنا غلام بنالیا ہے پھر یہ تازہ ترین اطلاع ہے کہ بابا صاحب کے ادارے اور جمہوریہ چین میں دوستی ہو رہی ہے۔ ان دونوں کی دوستی امریکا کو بہت نقصان پہنچائے گی اور ان کے ذریعے ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہم تک بھی کسی نہ کسی طرح پہنچ سکتے ہیں۔ ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ہم بالکل محفوظ ہیں اور کبھی کوئی ہمارے قریب نہیں آسکے گا۔

جے فلو نے کہا ”ہم کبھی خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہتے۔ ہمیشہ محتاط رہتے ہیں اور جگہ بدلتے رہتے ہیں۔ یہ تمہاری بات دل کو لگ رہی ہے کہ امریکا سے وفاداری نبھائیں گے تو مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی نظروں میں رہیں گے اور وہ مخالف کسی وقت بھی موقع پاکر ہمیں بھی نقصان پہنچائیں گے۔“

امریکا سے تھائی لینڈ اور جمہوریہ چین تک جتنے اہم معاملات تھے اور جس طرح حالات تیزی سے بدل رہے تھے۔ وہ ان پر تفصیلی گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے رات کا کھانا ایک قریبی ریستوران میں جاکر کھایا۔ کھانے کے دوران میں جے کافو نے ایک ذرا خیال خوانی کی اور مونا کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا تو وہ سونے کے لیے جارہی تھی اور اس سے پہلے ایک ایک گولی نگلتی ہوئی پانی پیتی جارہی تھی۔

جے کافو اپنے دونوں ساتھیوں سے باتیں بھی کرتا رہا اور وقفے وقفے سے چند سیکنڈ کے لیے مونا کے دماغ میں جاکر دیکھتا بھی رہا' اس نے بارہ گولیاں پانی کے ساتھ نگل لی تھیں اور اب بستر پر لیٹنے جارہی تھی۔ ایسے ہی وقت ریستوران میں جے سامو کھاتے کھاتے ایک دم سے گھبرا کر بولا ”غضب ہوگیا۔ میری مونا نے بارہ خواب آور گولیاں کھالی ہیں۔ وہ موت کو گلے لگا چکی ہے۔ مجھے فوراً اس کے پاس جانا چاہیے۔“

وہ سب ریستوران سے اٹھ گئے۔ بل ادا کرکے باہر آئے۔ جے کافو نے انجان بن کر پوچھا ”وہ اتنی تعداد میں خواب آور گولیاں کیوں کھائے گی؟ کیا تم سے اس کا جھگڑا ہوا ہے؟“

”نہیں ہم دونوں بہت محبت سے رہتے ہیں۔ پتا نہیں اس نے کیوں ایسا کیا ہے؟“

وہ تینوں اپنی کار میں بیٹھ کر تیزی سے ڈرائیو کرتے ہوئے ادھر جانے لگے۔ جے سامو بار بار خیال خوانی کے ذریعے مونا کے دماغ میں جاکر اسے پکار رہا تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے جھنجھوڑتا ہوا کہہ رہا تھا ”دیکھو آنکھیں نہ بند کرو' سو نہ جانا۔ اپنی نیند سے لڑتی رہو۔ میں آرہا ہوں' فوراً تمہیں قریبی اسپتال لے جاؤں گا۔ تم ٹھیک ہوجاؤ گی۔“

جے کافو نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے کہا ”کیا مصیبت ہے۔ اسی دن کے لیے میں تم دونوں کو منع کرتا تھا کہ عشق نہ کرو' شادی نہ کرو۔ مستقل طور پر کوئی عورت ساتھ رہے گی تو مصیبت بنتی رہے گی۔ کیا یہ مصیبت نہیں بن رہی ہے؟ ہم تینوں ایک ساتھ وہاں جانے کی حماقت کر رہے ہیں۔ کیا ہم دشمنوں کی نظروں میں نہیں آئیں گے؟ اور کیا یہ نہیں سوچا جاسکتا کہ کسی نے مونا کے دماغ میں گھس کر اسے خواب آور گولیاں کھانے پر مجبور کیا ہو؟“

جے فلو نے کہا ”گاڑی ایک کنارے روکو۔“

جے فلو نے کار کو سڑک کے ایک طرف فٹ پاتھ کے پاس روک دیا پھر بولا "کیا بات ہے؟"

جے فلو نے کہا "تم دونوں جذباتی ہو کر باتیں کر رہے ہو۔ جے سامو اس کے چور خیالات نہیں پڑھ رہا ہے۔ خواہ مخواہ اسے جھنجوڑ کر جگائے رکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس نے خواب آور گولیاں نہیں کھائی ہیں۔"

"کیا!" ان دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

وہ بولا "میں اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اس نے جو گولیاں کھائی ہیں۔ ان کا کوئی اثر اس پر نہیں ہو رہا ہے۔ اس پر نیند غالب نہیں آرہی ہے۔ تم دونوں اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کرلو۔"

پھر وہ تینوں اس کے دماغ میں جاکر اس کے خیالات پڑھنے لگے۔ پتا چلا کہ وہ بارہ عدد گولیاں اس پر اثر نہیں کر رہی ہیں۔ انہوں نے ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھا پھر جے کافو نے کہا "یار سامو! تم نے تو ہمیں پریشان کردیا۔ تم کیسے اس کے خیالات پڑھ رہے تھے۔ کیسے تم نے سمجھ لیا کہ وہ خواب آور گولیاں کھا رہی تھی۔"

"میں نے اس کے خیالات سے معلوم کیا۔ اس کی سوچ بتا رہی تھی کہ وہ خواب آور گولیاں کھا رہی ہے اور اگر یہ غلط ہے تو اس بات کا جواب دو کہ وہ بارہ عدد گولیاں کس لیے کھا رہی تھی؟ اور اگر وہ خواب آور گولیاں نہیں ہیں تو یونہی معمولی سی عام گولیاں اس نے کیوں کھائی ہیں؟"

جے کافو نے کہا "ہاں! یہ سوچنے کی بات ہے کہ وہ ایسا کیوں کر رہی تھی اور اب ان گولیوں کا اثر اس پر کیوں نہیں ہو رہا ہے۔"

جے فلو نے کہا "ہمیں یہ سوچنا چاہیے' وہ جو کچھ بھی کرتی جا رہی ہے اس کے پیچھے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کا ہاتھ ہے۔ کوئی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں جگہ بنا چکا ہے اور اسی نے اسے خواب آور گولیاں کھانے پر مجبور کیا تھا۔"

سامو نے کہا "لیکن اس نے ایسی گولیاں میری مونا کو کیوں کھلائیں' جو اسے نقصان نہیں پہنچا رہی ہیں اور اس سے وہ مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والا کیا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے؟"

جے کافو نے کہا "ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے۔ کسی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اسے مجبور کیا ہوگا کہ وہ خواب آور گولیاں کھا کر خودکشی کرے لیکن جو گولیاں اس نے کھائیں وہ یا تو کسی طرح بدل گئیں یا جہاں سے اس نے گولیاں خریدی ہوں گی۔ اس کیمسٹ نے اسے غلط گولیاں دے دی ہوں گی۔"

جے فلو نے کہا "سامو تم کسی ٹیکسی میں اپنی مونا کے پاس جاؤ۔ میں جے کافو کے ساتھ رہوں گا اور ہم خیال خوانی کے ذریعے تم سے معلوم کرتے رہیں گے۔ تم خواب آور گولیوں کے سلسلے میں مونا سے جواب طلب کرو اور اس کے چور خیالات اچھی طرح پڑھو۔ شاید کسی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے کا سراغ مل سکے۔"

جے سامو کار سے اتر کر فٹ پاتھ پر آیا پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا۔ جے کافو نے کار اسٹارٹ کی پھر راستہ بدل کر اپنی رہائش گاہ کی طرف جانے لگا۔ سوچنے لگا "یہ کیا ہو گیا؟ وہ تو خواب آور گولیاں لے کر آئی تھی ان کا اثر کیوں نہیں ہوا؟ کیا واقعی کیمسٹ نے غلطی سے دوسری دوا دے دی ہے؟"

یہی۔۔۔ بات ہو سکتی تھی' کیمسٹ نے غلطی سے دوسری گولیاں دے دی ہوں گی۔ بہرحال ابھی مونا کی زندگی تھی اور جب تک کسی کی زندگی ہوتی ہے کوئی مارنے والا شہ زور بھی اسے نہیں مار سکتا۔

○☆○

صوفیہ اور دلیر آفریدی ایک غریب ٹیکسی ڈرائیور راؤ کے مکان میں پے اِنگ گیسٹ کی حیثیت سے پہنچ گئے تھے۔ وہاں ان کا خیال تھا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا اور کالا جادو جاننے والے بھیما سے وہ محفوظ رہ سکیں گے۔ ان کے دشمن فی الحال یہ نہیں سوچیں گے کہ وہ دونوں غریبوں کے محلے میں ایک غریب ٹیکسی ڈرائیور کے مکان میں چھپے ہوئے ہیں۔

آفریدی نے کہا "میں یہاں فلموں میں ہیرو بننے آیا تھا لیکن اب تمہاری زندگی کا ہیرو بننے کے بعد فلموں کو بھول گیا ہوں۔"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "میں بہت خوش نصیب ہوں کہ مجھے تمہارے جیسا چاہنے والا ملا ہے اور تم اتنے دلیر ہو اور ایسے عجیب و غریب ہو کہ میں آنکھیں بند کر کے تم پر ساری زندگی اعتماد کر سکتی ہوں اور یہ اطمینان کر سکتی ہوں کہ تم مجھے بھیما اور الپا جیسے دشمنوں سے بچاتے رہو گے۔"

"تم دیکھتی جاؤ۔ میں تم پر ایک ذرا آنچ نہیں آنے دوں گا۔ ویسے میرے دماغ میں ایک بات آرہی ہے۔"

"کون سی بات؟"

"فلموں میں ایسے سین بھی ہوتے ہیں کہ ہیرو ہیروئن اپنے چہرے بدل کر دشمنوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ کیا ہم میک اپ کے ذریعے چہرے نہیں بدل سکتے؟"

"ہاں! بدل سکتے ہیں۔ میں میک اپ کرنا جانتی ہوں لیکن ہم اپنے چہرے نہیں بدلیں گے۔"

"تمہاری کوشش ہوگی کہ ہم کل یہاں سے کسی فلائٹ میں پاکستان چلے جائیں۔"

"وہ تو ہم ضرور جائیں گے۔"

"اسی لیے تو کہتی ہوں چہرے نہیں بدلیں گے۔ ہمیں اپنے پاسپورٹ کے مطابق اسی چہرے کے ساتھ سفارت خانے جاکر ویزا حاصل کرنا ہوگا۔"

آفریدی نے تائید میں سر ہلا کر کہا "ہاں! میں بھول گیا تھا۔ ہم غسل کر کے لباس تبدیل کرنے کے بعد یہاں سے نکلیں گے۔ کسی ریستوران میں لنچ کریں گے پھر سفارت خانے جائیں گے۔"

"تم ایسا کہہ رہے ہو جیسے یہ سب کچھ بہت آسان ہوگا۔"

"مشکل کیا ہوگی؟"

"ہم اسی چہرے کے ساتھ باہر نکلیں گے' سفارت خانے وغیرہ جائیں گے' ریستوران میں کھانا کھائیں گے' پبلک پلیس میں رہیں گے تو کیا بھیما اور اس کے آلہ کار ہمیں تلاش نہیں کریں گے۔ انہیں اب تک ہمارے فرار ہونے کی خبر ہو چکی ہوگی۔ الپا بھی اپنے آلہ کاروں کے ذریعے ہمیں تلاش کر رہی ہوگی۔"

"یہ تو بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ ہم اپنے چہرے نہیں بدل سکتے۔ ہمیں پاسپورٹ کی تصویروں کے مطابق دفتر جاکر ویزا حاصل کرنا ہے اور دوسری طرف ہم ان چہروں کے ساتھ باہر نکلیں گے تو دو دشمنوں کے آلہ کاروں کی نظروں میں آجائیں گے۔"

صوفیہ نے کہا "اور یہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ ویزا حاصل کرنے کے بعد بھی ہم یہاں سے نہ جاسکیں کیونکہ دشمنوں کے آلہ کار ائرپورٹ اور بندرگاہ میں ہر طرف پھیلے ہوں گے اور ہمارے انتظار میں ہوں گے۔ جب بھی ہم نظر آئیں گے وہ ہم پر حملے کریں گے۔ تم تنہا ہو آخر کتنوں کا مقابلہ کرو گے جبکہ ان کے ذریعے الپا اور بھیما اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کو آزمائیں گے۔ ان صلاحیتوں کے سامنے تم بے بس ہو جاؤ گے۔"

"میرے بے بس ہونے کی بات نہ کرو۔ مجھے غصہ آجاتا ہے۔ کیا تم مجھے کمزور سمجھتی ہو؟"

"میں تمہیں بہت شہ زور سمجھتی ہوں لیکن میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ تم دشمنوں کی خیال خوانی کی لہروں کو چھینک مار کر باہر نکال دو گے لیکن میں کیا کروں گی؟"

"تم بھی چھینک مارا کرو گی۔ ایک بار میرا نسخہ آزماؤ گی اور کامیاب ہو جاؤ گی تو پھر دشمنوں کی ٹیلی پیتھی سے خوف نہیں آئے گا۔"

"چلو میں مانتی ہوں کہ میں ایسا کروں گی لیکن بھیما کے کالے جادو سے بچنا بہت مشکل ہوگا۔"

"کالے جادو سے ہمیں خدا بچائے گا۔ تم کو پتا نہیں ہے کہ ہمارے ایک بزرگ ہیں۔ انہوں نے مجھے دعائیں دی ہیں اور میری حفاظت کے لیے انہوں نے جس طریقے پر مجھے عمل کرنے کے لیے کہا ہے۔ میں اس پر عمل کرتا ہوں۔ اس وقت تک کوئی دشمن مجھ پر غالب نہیں آسکے گا۔"

"میں تمہاری بات کو تسلیم کرتی ہوں لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ جب کسی بزرگ کی مدد ہمارے ساتھ ہو تو ہمیں بھی اپنی ذہانت سے اور اپنی تدبیروں پر عمل کرتے ہوئے دشمنوں سے محفوظ رہنے کی کوششیں کرنی چاہئیں۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ ہم یہ سمجھ لیں کہ ان بزرگ کی مدد ہمارے ساتھ ہے لہٰذا ہمیں آگ میں یا کھائی میں چھلانگ لگا دینی چاہیے۔ یہ تو سراسر موت کو دعوت دینے والی بات ہوگی۔"

آفریدی تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر بولا "حالات کچھ بھی ہوں۔ ہمیں یہاں سے جانا ہے اور ویزا ضرور حاصل کرنا ہے۔"

"ہاں! یہ تو ضروری ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ ابھی ہم یہاں سے غسل کر کے' لباس تبدیل کر کے نکلیں گے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

جب وہ جو ہو کے ساحل والے بنگلے سے فرار ہوئے تھے۔ تب بھیما اس بنگلے کے ایک کمرے کے فرش پر سو رہا تھا۔ تقریباً تین گھنٹے بعد الپا نے اس کے دماغ میں آکر اسے جگایا پھر پوچھا "میں نے تم سے کہا تھا کہ تھائی لینڈ کے کسی حاکم یا فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں جاؤ اور معلومات حاصل کرو کہ وہاں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اور نیلماں اور اس کے ماتحت کیسی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔"

"میڈم میں نے معلومات حاصل کی ہیں۔ کل رات آپ کا انتظار کرتا رہا۔ جب آپ نہیں آئیں تو میں سو گیا۔"

"کام کی بات کرو۔"

"میں نے معلوم کیا ہے۔ نیلماں وہاں اب تک موجود ہے اور امریکی اکابرین کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ اس نے

بیزون کو ٹریپ کیا ہے۔ اس سے پہلے اس نے ان کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں کو بھی اپنا غلام بنالیا تھا۔"

"ہوں۔۔۔ نیلماں اس بار آتما شکتی حاصل کرنے کے بعد دہشت طاری کررہی ہے۔"

"جی ہاں میڈم! اس کی دہشت کے باعث امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے براہِ راست خیال خوانی نہیں کررہے ہیں۔ میں نے تھائی لینڈ کے ایک فوجی افسر کے ذریعے معلوم کیا ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے آلہ کاروں کے ذریعے رابطہ کرتے ہیں یا پھر امریکی اکابرین فون کے ذریعے ان سے اہم معاملات پر گفتگو کرتے ہیں لیکن براہ راست کوئی بھی نیلماں سے ٹکرانے کی جرات نہیں کررہا ہے۔"

"مشرق بعید کے سیاسی حالات میں بھی بڑی تیزی سے تبدیلیاں آرہی ہیں۔ ٹیلی پیتھی کے حوالے سے نیلماں بڑے ہنگامے برپا کررہی ہے۔ کیا ایسے وقت بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والوں کا وہاں کوئی سراغ مل رہا ہے؟"

"ابھی تھائی لینڈ وغیرہ میں ان کی موجودگی کا پتا نہیں چل رہا ہے لیکن ایک بہت بڑی بات ہورہی ہے۔ وہ یہ کہ جمہوریہ چین اور بابا صاحب کے ادارے والوں کے درمیان معاہدہ ہوا ہے۔ ان کے درمیان دوستی ہوچکی ہے۔ وہاں امریکا کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو روکنے کے لیے جمہوریہ چین، بابا صاحب کے ادارے سے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا تعاون حاصل کررہا ہے۔"

الپا نے حیرانی و پریشانی سے کہا "اوہ گاڈ! ٹیلی پیتھی کا ہتھیار جمہوریہ چین میں پہنچے گا تو ہمارے لیے وہ بہت زبردست چیلنج بن جائیں گے۔"

"آپ درست کہہ رہی ہیں۔ چینی حکومت کی طرف سے امریکا کو دھمکی دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر وہ دو دنوں کے بعد تھائی لینڈ کے شمال میں اپنی فوج کی پہلی کھیپ پہنچائے گا تو اس سے پہلے ہی اسے زبردست نقصان پہنچایا جائے گا۔ اس کے بعد وہ اپنی دھمکی پر عمل کرچکے ہیں۔ تھائی لینڈ میں امریکی فوج کے لیے جو کیمپ بنائے گئے تھے اور جتنی بیرکس تیار کی گئی تھیں۔ ان تمام بیرکس کو چند نامعلوم افراد نے بم کے دھماکوں سے اڑا دیا ہے۔"

الپا نے کہا "جب جمہوریہ چین سے دوستی ہوچکی ہے تو ایسا بابا صاحب کے ادارے والوں نے کیا ہوگا۔ اب تو واقعی وہ بڑا زبردست چیلنج بن چکے ہیں۔ امریکا کو عملی طور پر یہ سمجھا چکے ہیں کہ ان کی فوج مشرق بعید کے کسی بھی علاقے میں نہیں اتاری جائے گی۔ امریکی اکابرین بھی سمجھ رہے ہوں گے کہ آئندہ وہ فوجیں اتارنے کی ہٹ دھرمی کریں گے تو اس بار صرف خالی فوجی بیرکس تباہ نہیں کی جائیں گی بلکہ ٹیلی پیتھی کے ہتھیاروں سے ان کی فوج کو بھی تباہ کردیا جائے گا۔"

"میڈم مشرق بعید میں پہلے نیلماں، امریکا کے خلاف تھی۔ اب جمہوریہ چین کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنی سرگرمیاں دکھانے لگے ہیں۔ ان حالات میں ہمیں دور ہی دور سے تماشا دیکھنا چاہیے۔ اگر ہم مداخلت کریں گے تو ان کے معاملات میں ہم بھی دور تک الجھتے چلے جائیں گے۔"

الپا نے کہا "میں ابھی امریکی اکابرین سے باتیں کرکے آتی ہوں۔ جب تک صوفیہ اور دلیر آفریدی وغیرہ کے ناشتے کا انتظام کرو۔"

یہ کہہ کر الپا امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچنا چاہتی تھی لیکن فوج کے اعلیٰ افسر نے سانس روک لی اس کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ وہ حیرانی سے سوچنے لگی "اچھا! تو اب یہ امریکی اکابرین بھی یوگا کے ماہر بن گئے ہیں یا پھر تنویمی عمل کے ذریعے ان کے دماغوں کو مقفل کردیا گیا ہے۔"

اس نے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کے نام ایک فیکس روانہ کیا۔ اس میں لکھا تھا "میں الپا تم سے مخاطب ہوں۔ اب تک میں خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرتی رہی لیکن تم نے سانس روک کر میری سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ سے نکال دیا۔ کیا تمہارے دماغ کو مقفل کیا گیا ہے؟"

پندرہ منٹ کے بعد جوابی فیکس موصول ہوا۔ اس میں لکھا تھا "ہاں! ہمارے تمام اہم اکابرین کے دماغوں کو مقفل کردیا گیا ہے۔ ہمارے لب و لہجے کو بھی بدل دیا گیا ہے تاکہ نیلماں ہمارے دماغوں میں نہ آسکے۔ تم بھی ہمارے دماغوں میں نہیں آسکو گی۔ ہم فون پر بھی اپنی آواز نہیں سنائیں گے۔ صرف فیکس کے ذریعے جواب دیا کریں گے۔"

الپا نے فیکس کے ذریعے پوچھا "کیا یہ درست ہے کہ بابا صاحب کے ادارے کے مسلمان، جمہوریہ چین کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے مدد پہنچا رہے ہیں۔"

فیکس کے ذریعے کہا گیا "ہاں! یہ ہمارے لیے بہت زیادہ تشویش کی بات ہے۔ انہوں نے ہمیں ابتدائی طور پر نقصان بھی پہنچایا ہے۔ جہاں ہم اپنی فوج کی پہلی کھیپ پہنچانے والے تھے اس اڈے کو ہماری فوج کے پہنچنے سے پہلے ہی تباہ کردیا گیا ہے۔"

اس کے علاوہ پال پوٹ پھر ہمارے لیے دردِ سر بن گیا

ہے۔ وہ بھی کمبوڈیا اور تھائی لینڈ کے کتنے ہی فوجی افسران اور جوانوں کو ہلاک کرچکا ہے اور ہمارے لیے چیلنج بن رہا ہے۔"

الپا نے فیکس کے ذریعے پوچھا "پال پوٹ تو تمہارے ماتحت تھا۔ تم سے فوجی امداد حاصل کیا کرتا تھا۔ وہ تمہارا دشمن کیوں بن گیا ہے؟"

"نیلماں ہم سے سمجھوتے پر راضی ہوگئی تھی۔ اس نے یہ شرط پیش کی تھی کہ اگر پال پوٹ کو اس کے حوالے کردیا جائے یا اس کی آنکھوں کے سامنے ہلاک کردیا جائے تو وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔ یہ بات پال پوٹ کو معلوم ہوگئی۔ اس طرح وہ ہمارا دشمن بن گیا۔"

"الپا! امریکی حکام ہمیشہ اسرائیلی حکومت کے کام آتے رہے ہیں۔ ہماری امداد کے باعث مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک پر اسرائیل کو برتری حاصل ہے۔ اب ہم پر برا وقت آیا ہے۔ تمہیں ہمارے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔"

الپا نے فیکس کے ذریعے جواب دیا "ہاں! ضرور تعاون کرنا چاہیے لیکن مشرق بعید میں تمہارے حالات بہت برے ہیں۔ ہر طرف سے تمہارے خلاف محاذ آرائی ہورہی ہے۔ پال پوٹ جیسا معمولی دشمن بھی تمہارے لیے دردِ سر بن گیا پھر بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے مسلمان اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے حکومت چین کے لیے بہت مضبوط قوت بن گئے ہیں۔ میں ان حالات میں وہاں مداخلت کروں گی تو مجھ پر بھی مصیبتیں نازل ہوسکتی ہیں۔"

وہاں سے کہا گیا "تم پر کیسے مصیبتیں نازل ہوسکیں گی؟ تم نے تو کچھ ایسا عمل کرایا ہے کہ تمہارے دماغ میں دنیا کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں پہنچ سکا ہے۔ تم کہاں روپوش رہتی ہو یہ کوئی نہیں جانتا ہے پھر تمہیں کون نقصان پہنچا سکے گا۔"

الپا نے کہا "میں نے اس سے بھی زیادہ طاقت حاصل کی ہے۔ میرے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت کالے جادو میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ مجھے کسی کا خوف نہیں ہے لیکن میں محتاط رہنا چاہتی ہوں اور محتاط رہ کر تم سے تعاون کرسکتی ہوں۔"

"ہمیں بتاؤ تم محتاط رہ کر کس طرح ہم سے تعاون کرو گی؟"

"آپ کو سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ جمہوریہ چین اور مسلمانوں کا اتحاد کس طرح ختم کیا جائے؟ بابا صاحب کے ادارے اور جمہوریہ چین کے درمیان اگر معاہدے پر عمل نہ ہوسکے تو ایک بہت بڑا محاذ کمزور پڑجائے گا۔"

"تم درست کہتی ہو۔ ہمیں اس محاذ کو سب سے پہلے کمزور بنانے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن ہم کھل کر فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے خلاف کچھ کرنا نہیں چاہتے۔ اس سے پہلے بہت کچھ کرکے بہت نقصان اٹھا چکے ہیں۔"

"میں جانتی ہوں لیکن درپردہ ان کے خلاف محاذ آرائی ہوسکتی ہے۔"

"اور ایسا تم بھی کرسکتی ہو۔"

"مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ بابا صاحب کے ادارے والے صرف خیال خوانی کے ذریعے چینی اکابرین سے رابطہ کررہے ہیں یا دونوں کے افراد ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے ہیں اور اگر آتے جاتے ہیں تو چینی باشندوں کو فرانس میں داخل ہونے کی اجازت کیوں دی جارہی ہے؟"

"حکومت فرانس نے ان کے داخلے پر پابندی عائد کردی ہے لیکن بابا صاحب کے ادارے کے مسلمان خیال خوانی کے ذریعے چھپ کر جاتے ہوں گے تو ہم ان کا سراغ نہیں لگا سکتے۔ ویسے جمہوریہ چین کے طیارے جتنے ممالک سے پرواز کرتے ہیں، ان ممالک کے تمام ائرپورٹس پر اور وہاں کے سفارت خانوں میں ہمارے سراغ رساں موجود ہیں۔ ہماری خفیہ ایجنسی بھی ایسے لوگوں کی ٹوہ میں رہتی ہے جو خفیہ طریقے سے سفر کرتے ہوئے جمہوریہ چین کی طرف جانا چاہتے ہیں۔"

یہ طریقہ کار بہت اچھا ہے۔ اس طرح چھپ کر جانے والے نظروں میں آسکتے ہیں۔ میں تمہارے معاملات پر غور کررہی ہوں کہ مجھے کس طرح تمہارے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ ایک آدھ گھنٹے بعد دوبارہ فیکس کے ذریعے رابطہ کروں گی۔ اس وقت میں چاہوں گی کہ مجھے ان تمام سراغ رسانوں کے دماغوں میں پہنچایا جائے جو جمہوریہ چین کے طیاروں اور ان کے سفارت خانوں کی نگرانی کررہے ہیں۔ میں پھر رابطہ کروں گی۔"

یہ کہہ کر اس نے رابطہ ختم کردیا پھر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی بھیا کے پاس پہنچی تو وہ پریشان ہوکر بولا "میڈم غضب ہوگیا، صوفیہ اور دلیر آفریدی یہاں موجود نہیں ہیں۔ کہیں چلے گئے ہیں۔"

"کہاں گئے ہیں؟ کیا تم نے ان کے دماغوں میں پہنچ کر معلوم نہیں کیا؟"

"میں نے کئی بار ان کے دماغوں میں پہنچنا چاہا وہ سانس روک لیتے ہیں۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟ کیا ان کے دماغوں کو کسی نے مقفل

کردیا ہے؟"

یہ کہہ کر اس نے خود ہی خیال خوانی کی پرواز کی پہلے صوفیہ کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی پھر اس نے دلیر آفریدی کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے بھی سانس روک لی۔ وہ بھیا کے دماغ میں واپس آ کر بولی "واقعی وہ دونوں سانس روک لیتے ہیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ کسی نے ان کے دماغوں پر تنویمی عمل کیا ہے لیکن کس نے کیا ہے؟"

میڈم یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ میں نے ابھی اپنے چار آلہ کاروں کو ائرپورٹ اور چار آلہ کاروں کو ممبئی کی بندرگاہ میں رہنے اور ان دونوں کو تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان سے کہہ دیا ہے کہ جو بھی صوفیہ اور دلیر آفریدی کے نام کا پاسپورٹ لے کر سفر کرنے کے لیے آئیں انہیں آگے سفر کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ کسی طرح انہیں ٹریپ کیا جائے۔"

"یہ تم نے اچھا کیا ہے لیکن وہاں دوسری چھوٹی بڑی بندرگاہیں بھی ہیں۔ وہ وہاں سے بھی فرار ہو سکتے ہیں پھر یہ کہ وہ ہائی وے کے راستے دوسرے شہر جا کر' دہلی وغیرہ پہنچ کر وہاں کے ائرپورٹ سے سفر کر سکتے ہیں اور اس ملک کو چھوڑ سکتے ہیں۔ انہیں تلاش کرنے کے لیے درجنوں نہیں بلکہ سیکڑوں آلہ کاروں کی ضرورت ہوگی اور یہ اتنی جلدی ممکن نہیں ہے کہ ہم اتنے آلہ کار پیدا کر سکیں۔ وہ ابھی ممبئی سے باہر نہیں گئے ہوں گے۔ انہیں اسی شہر میں کسی طرح روکنے اور تلاش کرنے کی کوشش کی جائے۔

"میں ایک ریٹائرڈ کار لے کر ان کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ آپ بھی خیال خوانی کے ذریعے انہیں تلاش کر سکتی ہیں پھر نارنگ بھی آپ کا غلام بن چکا ہے۔ آپ اسے بھی حکم دیں کہ وہ صوفیہ اور دلیر آفریدی کو ممبئی میں تلاش کرے اور شہر سے باہر جانے کا موقع نہ دے۔

بھیا اس بنگلے کو لاک کر کے جانے لگا۔ الپا خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے نارنگ کے دماغ میں پہنچی لیکن وہاں پہنچتے ہی اس کی سوچ کی لہریں واپس آ گئیں۔ نارنگ نے سانس روک لی تھی۔ اسے بڑی حیرانی ہوئی وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی "یہ کیا ہو گیا۔ کیا نارنگ میری سوچ کی لہروں کو محسوس کر رہا ہے؟ کیا میرے تنویمی عمل کا اس پر اثر نہیں ہوا؟"

اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس بار نارنگ کے دماغ میں اسے جگہ مل گئی۔ اس نے پوچھا "میں ابھی آئی تھی تم نے سانس کیوں روکی تھی؟"

"اب بھی سانس روک کر تمہیں بھگا سکتا ہوں۔ اس سے پہلے چاہتا ہوں کہ تم خود ہی دماغ سے چلی جاؤ اور بھیا کے دماغ میں رہو۔ میں اس کے دماغ میں آ کر تم سے باتیں کروں گا۔"

"مجھے اتنا بتا دو کہ تم نے میرے تنویمی عمل سے کس طرح نجات پائی ہے؟"

"تمہارے تمام سوالوں کا جواب بھیا کے دماغ میں دوں گا۔ اب جاؤ ورنہ سانس روک لوں گا۔"

وہ پریشان ہو کر اس کے دماغ سے نکلی پھر بھیا کے دماغ میں پہنچ کر بولی "یہ کیا مصیبت آ گئی ہے۔ ادھر صوفیہ اور دلیر آفریدی فرار ہو گئے۔ ادھر نارنگ میرے تنویمی عمل سے آزاد ہو گیا ہے۔"

بھیا نے حیرانی سے پوچھا "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پہلے میں نے اسے اپنا معمول بنایا تھا پھر آپ نے اسے اپنا غلام بنایا۔ ہم دونوں کا تنویمی عمل بے اثر کیسے ہو سکتا ہے؟"

اسی وقت اس کے دماغ سے نارنگ کی آواز ابھری "ایسا ہو سکتا ہے اور ایسا ہو رہا ہے۔ اس لیے میں تمہارے دماغ میں آ گیا ہوں۔ کمینے' کتے تو میرا وفادار رہنے کا دعویٰ کیا کرتا تھا۔ تو نے کتنی چالاکی سے مجھے اپنا معمول بنایا تھا لیکن یہ بھول گیا تھا کہ آتما شکتی کے لیے تپسیا کرنے سے پہلے دھیان گیان میں مصروف رہنا پڑتا ہے۔ اس وقت تیرے تنویمی عمل کی بھی تمام باتیں میرے ذہن سے نکل گئی تھیں۔ دوسری بار الپا کے تنویمی عمل کی باتیں میرے دماغ میں نہ رہ سکیں۔ اس طرح میں نے تم دونوں کے کمینے پن سے نجات حاصل کر لی۔"

الپا ایسی خلاف توقع ناکامی سے بری طرح جھنجلا گئی۔ نارنگ جیسا زبردست دشمن اس کی مٹھی سے گیلے صابن کی طرح پھسل کر نکل گیا تھا۔

○☆○

روحانیت کا علم حاصل کرتے رہنے والے کئی بزرگ موجود تھے۔ وہ تمام بزرگ ایک بڑے ہال میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے ایک اونچے اسٹیج پر جناب علی اسد اللہ تبریزی اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے تمام حاضرین کو موجودہ حالات کے متعلق بتا رہے تھے۔ بابا صاحب کے ادارے اور جمہوریہ چین کے درمیان جو معاہدہ ہو چکا تھا اس کے متعلق تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرما رہے تھے "ہم نے اس بات پر آمادگی ظاہر کی ہے کہ ہمارے چند ٹیلی پیتھی جاننے

والے جمہوریہ چین کے حکام اور فوجی افسران کے ساتھ رہیں گے اور کمبوڈیا' لاؤس اور تھائی لینڈ میں چین کے خلاف جو محاذ آرائی ہو رہی ہے اس سلسلے میں انہیں ضروری معلومات فراہم کرتے رہیں گے۔"

جناب تبریزی نے فرمایا "جیسا کہ آپ حضرات جانتے ہیں۔ ہم نے ان سے تعاون کی ابتدا کی ہے۔ جناب عبداللہ واسطی' فرہاد اور ہمارے ایک ذہین ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں کے ساتھ چین روانہ ہو چکے ہیں لیکن اس سلسلے میں ایک رکاوٹ پیش آ رہی ہے۔"

حاضرین نے سوالیہ نظروں سے جناب تبریزی کو دیکھا انہوں نے فرمایا "کسی کے ساتھ نیکی کرنا چاہو تو شیطان آڑے آتا ہے۔ امریکا نے فرانس کو ہمارے خلاف بھڑکایا ہے اور فرانس نے جمہوریہ چین کے لوگوں کو یہاں آنے سے منع کر دیا ہے۔ ان کے لیے پاسپورٹ اور ویزا جاری نہیں کیا جا رہا ہے۔ جس کے باعث چینی فوج کے ذہین نوجوان اور افسران ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے یہاں نہیں آ سکیں گے جبکہ ہم نے معاہدہ کیا ہے کہ انہیں اس مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھائیں گے۔"

ایک بزرگ نے سوال کیا "یہ بہت بڑی رکاوٹ ہے آپ کس طرح اس رکاوٹ کو دور کرنا چاہیں گے؟"

"اسی سلسلے میں مشورہ کرنے کے لیے آپ حضرات کو یہاں تک آنے کی زحمت دی ہے۔"

دوسرے بزرگ نے کہا "یہ آپ کی عظمت کی دلیل ہے کہ آپ ہمیں مشاورت کے قابل سمجھتے ہیں۔"

ایک اور بزرگ نے کہا "جناب آپ ہر آزمائشی موقع پر دانشمندانہ فیصلہ کرتے آئے ہیں۔ ہم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس موقع پر بھی آپ نہایت ہی معقول فیصلہ کریں گے۔"

جناب تبریزی نے فرمایا "یہ سچ ہے کہ کنواں پیاسے کے پاس نہیں جاتا ہے اور ہمارے چینی بھائی ٹیلی پیتھی سیکھنے کے خواہش مند ہیں۔ وہ یہاں تک آنا چاہتے ہیں لیکن اس علم کے سرچشمے تک پہنچ نہیں پا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں دوسرا راستہ یہ رہ جاتا ہے کہ ہم دریا کو ان پیاسوں تک پہنچائیں۔"

تمام حاضرین نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔ ان کی یہ بات بڑی حد تک سمجھ میں آ گئی تھی اس کے باوجود وہ انہیں وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا "میں اس کی وضاحت کر رہا ہوں کہ ہم ٹرانسفارمر مشین کا بلیو پرنٹ چینی بھائیوں کے حوالے کریں گے۔ اگرچہ کوئی اپنے راز اور ٹیلی پیتھی کے سرچشمے تک کسی کو نہیں پہنچاتا لیکن ہم اپنے دوستوں اور دشمنوں کی توقع کے خلاف اتنا بڑا قدم اٹھائیں گے۔ اس سلسلے میں آپ جو بھی سوال کرنا چاہیں میں حاضر ہوں۔"

وہاں تھوڑی دیر تک گہری خاموشی رہی پھر ایک بزرگ نے فرمایا "آپ نے یہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہوگا پھر بھی ایک بات ذہن میں کھٹکتی ہے انسان اپنی فطرت سے مجبور ہوتا ہے۔ حالات کے مطابق اس کی نیت اور اس کے فیصلے بدلتے رہتے ہیں۔ آج جمہوریہ چین کے حکمران ہمارے دوست ہیں اگر حالات نے کروٹ بدلی اور خدانخواستہ ہمارے درمیان کوئی کشیدگی پیدا ہوئی تو۔ تو وہ ٹرانسفارمر مشین جو بلیو پرنٹ کے ذریعے جمہوریہ چین میں تیار کی جائے گی وہی ہمارے خلاف بہت بڑا ہتھیار بن جائے گی۔"

"یہ کہاوت ہے کہ بلی نے شیر کو تمام گر سکھا دیے تھے صرف درخت پر چڑھنا نہیں سکھایا تھا۔ اس کے پیچھے یہ مختصر سی کہانی ہے کہ جب شیر نے بلی سے حملہ کرنے اور پنجے مارنے کے تمام داؤ پیچ سیکھ لیے تو سوچا' اب ان تمام داؤ پیچ میں سے کوئی ایک بلی پر آزماؤں گا تو وہ اپنے ہی سکھائے ہوئے داؤ سے نہیں بچ پائے گی اور میرا شکار بن جائے گی۔ یہ سوچتے ہی اس نے بلی پر حملہ کر کے اسے پنجے سے مارنا چاہا۔ اس سے پہلے ہی وہ اچھل کر درخت پر چڑھ گئی۔ اس کی ایک بلند شاخ پر پہنچ کر بولی "میں نادان نہیں ہوں۔ میں نے تمام گر سکھا دیے تھے صرف تمہیں درخت پر چڑھنا نہیں سکھایا تھا۔ اب تم مجھ تک کبھی نہیں پہنچ پاؤ گے۔"

حاضرین میں سے کتنے ہی افراد نے تائید میں سر ہلایا۔ ایک بزرگ نے کہا "بے شک! ہمیں بھی اپنے بچاؤ کا ایک راستہ رکھنا چاہیے اور یہ راستہ آپ کے ذہن میں ہوگا؟"

"جی ہاں! آپ سب جانتے ہیں۔ ہمارے پاس اینٹی ٹیلی پیتھی والی دوا ہے اسے اسپرے کرنے کے بعد ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ سے یہ علم فنا ہو جاتا ہے۔ یہ تجربہ ہم وسیع پیمانے پر کر چکے ہیں۔"

حاضرین نے خوش ہو کر کہا "سبحان اللہ' سبحان اللہ' بہت ہی مستحکم اور قابل عمل توڑ ہے۔"

جناب تبریزی نے فرمایا "اس کے علاوہ فرہاد' سونیا' ثانی' فہمی' پارس' پورس وغیرہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کن تدابیر پر عمل کر کے ٹرانسفارمر مشین کو ناکارہ بنایا جا سکتا ہے۔"

انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا "اللہ

تعالیٰ ہمیں بد خواہی سے محفوظ رکھے اور ہم بھی کسی کا برا نہ چاہیں۔ ہماری دعا ہے کہ جمہوریہ چین سے دوستی کی ابتدا ہوئی ہے اور یہ دوستی ہمیشہ مستحکم ہوتی رہے۔"

حاضرین نے بیک وقت کہا "آمین!"

خلیل بن مکرم نے کہا "جناب ٹرانسفارمر مشین کا بلیو پرنٹ بہت بڑے سائز میں ہے۔ کیا اس کی مائیکرو فلم تیار کی جائے گی؟"

انہوں نے اس کی تائید کی "ہاف سینٹی میٹر کی ایک فلم تیار کی جائے۔ میں ایک چاندی کے ورق پر حفاظتی کلمات لکھوں گا۔ اس ورق میں اس فلم کو لپیٹ کر ایک تعویذ کے خول میں بند کر دیا جائے گا۔ علی تیمور وہ تعویذ پہن کر پاکستان جائے گا۔ وہاں سے جمہوریہ چین جانے والے طیارے میں سفر کرے گا۔ وہ یہاں سے کس طرح سفر کا آغاز کرے گا اور کیا احتیاطی تدابیر اختیار کرے گا۔ یہ سب اس کی ذہانت پر چھوڑ دیا جائے گا۔"

یہ فیصلہ علی تیمور کو سنایا گیا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے مجھے مخاطب کیا پھر کہا "پاپا میں کل پاکستان جا رہا ہوں میرے ساتھ ٹرانسفارمر مشین کا بلیو پرنٹ ہوگا۔ پاکستان سے میں جمہوریہ چین جانے والے طیارے میں سفر کروں گا۔"

وہ مجھے یہ بھی بتانے لگا کہ جناب تبریزی اور دوسرے بزرگوں نے ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں کیا فیصلہ کیا ہے۔ اس سے زبانی تفصیلات معلوم ہوئیں کہ چین کے فوجی جوان اور افسران ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کے لیے بابا صاحب کے ادارے میں نہیں جا سکتے تھے۔ حکومت فرانس نے انہیں ویزا جاری کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ لہٰذا ٹرانسفارمر مشین کا بلیو پرنٹ چین بھیجا جا رہا تھا اور اپنے چینی بھائیوں سے دوستی کی بہت بڑی مثال پیش کی جا رہی تھی۔

علی نے پوچھا "پاپا آپ اس سلسلے میں کچھ مشورے دیں گے؟"

"پہلا مشورہ یہ ہے دوستوں اور دشمنوں کو یہ نہ معلوم ہو کہ تم علی تیمور ابن اسد اللہ تبریزی ہو۔ خود کو ٹرانسفارمر مشین کا ایک ماہر مکینک ظاہر کرو گے۔"

"آل رائٹ پاپا! جب مجھے یہ ذمے داری سونپی گئی تو اسی وقت میری چھٹی حس نے کہا۔ خطرات پیش آسکتے ہیں اس لیے مجھے سفر سے پہلے بھی احتیاطی تدابیر کرنی چاہئیں۔"

"بے شک یہ ضروری ہے۔ طیارے کی پرواز سے پہلے اسے اچھی طرح چیک کیا جاتا ہے۔ چیک کرنے والے کسی افسر کے دماغ پر قبضہ کرو اور اس کے ذریعے ایک پیراشوٹ' ایک چھوٹا آکسیجن سلینڈر' ایک لانبے پھل والا چاقو اور سردی سے محفوظ رکھنے والا ایک مخصوص لباس طیارے میں پہنچا دو۔"

"میں آپ کی ہدایات پر عمل کروں گا لیکن یہ بتائیں آپ کیا سوچ کر مجھے یہ چیزیں ساتھ لے جانے کا مشورہ دے رہے ہیں۔"

میں نے کہا "جمہوریہ چین کا کوئی بھی طیارہ جس ملک سے بھی پرواز کرتا ہے وہاں دشمن ممالک کے سراغ رساں خفیہ طور سے اس طیارے کی نگرانی کرتے ہیں اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس طیارے میں کتنے افراد جا رہے ہیں۔ ان افراد کا تعلق کن ممالک سے ہے اور وہ جمہوریہ چین کیوں جا رہے ہیں؟ فرانس اور امریکا کو ہماری اور چین کی دوستی کا علم ہو چکا ہے۔ وہ یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ بابا صاحب کے ادارے کے افراد بڑی رازداری سے چین کا سفر کرتے رہتے ہوں گے۔"

علی تیمور نے کہا "میں سمجھ گیا۔ میں پاکستان سے جمہوریہ چین کے جس طیارے میں سفر کروں گا۔ اس کی بھی سختی سے نگرانی کی جائے گی۔ دشمن مجھے پہچان بھی سکتے ہیں اور اگر نہیں پہچانیں گے تو دوسروں پر کسی اور معاملے میں شبہ کر سکتے ہیں۔"

"تم سفری تیاری کرو اور پلاننگ کرتے رہو۔ میں تمہارے دماغ میں آتا جاتا رہوں گا۔ تمہیں جب بھی ضرورت پیش آئے تم میرے دماغ میں چلے آیا کرو۔"

علی تیمور سفر کی تیاریاں کرنے لگا۔ میرے اور امریکی اکابرین کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ اب ہم نہ ایک دوسرے سے دوستی رکھیں گے اور نہ ہی دشمنی کریں گے۔ میں اپنی اس بات پر عمل کر رہا تھا نہ امریکا کا رخ کر رہا تھا اور نہ ہی ٹیلی پیتھی یا اپنے ٹیلی ممبرز کے ذریعے انہیں نقصان پہنچا رہا تھا لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ جمہوریہ چین سے ہونے والی دوستی انہیں دشمنی لگ رہی تھی۔

دوسری جنگ عظیم میں چینی جنگ جُو باشندوں کو زرد بخار کہا جاتا تھا۔ وہ بہت خطرناک سمجھے جاتے تھے لیکن یہ نصف صدی پہلے کی بات تھی۔ اب پرانی ہو چکی ہے۔ چین سے ہماری دوستی کے باعث امریکی اکابرین اس زرد بخار میں مبتلا ہو رہے تھے۔

○☆○

الپا خلاف توقع ناکامی سے بری طرح جھنجلا رہی تھی۔ اس نے نارنگ کو اپنا غلام بنایا تھا لیکن وہ اس کے تنویمی عمل سے آزاد ہو گیا تھا۔ وہ غصے سے بولی "بھیا! تم نے مجھے یہ کیوں نہیں بتایا کہ دھیان گیان کے وقت تنویمی عمل کے اثرات باہر نکل جاتے ہیں؟"

بھیا نے کہا "یہ بات مجھے معلوم تھی کہ دھیان گیان کے وقت صرف وہی بات دماغ میں رہتی ہے۔ جسے ہم سوچنا چاہتے ہیں۔ باقی باتیں دماغ سے نکل جاتی ہیں۔ مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ تنویمی عمل کی باتیں بھی دماغ سے نکل جایا کرتی ہیں۔"

نارنگ نے کہا "اب یہ معلوم ہوا ہے تو وقت گزر چکا ہے۔ الپا! سانپ نکل چکا ہے لکیر پیٹنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔"

الپا نے نرم لہجے میں کہا "نارنگ! ہمارے درمیان بڑے عرصے سے دشمنی چلتی رہی۔ کبھی میں تم پر غالب آتی رہی۔ کبھی تم مجھ پر غالب آگئے۔ اب ہم دونوں ایک دوسرے سے نہ برتر ہیں نہ کمتر ہیں۔"

"ہاں! ابھی تو برابر ہیں لیکن میں جلد ہی تم پر برتری حاصل کر لوں گا اور یہی کرنے کے لیے سب سے پہلے میں نے تمہاری ڈی صوفیہ اور اس کے عاشق دلیر آفریدی کو تمہارے شکنجے سے نکال کر انہیں فرار ہونے کا موقع دیا ہے۔"

"اوہ! تو یہ تم نے کیا ہے؟"

"ہاں! وہ دونوں سیدھے سادے اور بے ضرر ہیں۔ ہم دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ان سے کسی کو نقصان نہیں پہنچتا۔ اس لیے میں نے ---۔ انہیں تمہاری مکاریوں سے دور کر دیا ہے' تاکہ وہ اپنی دنیا آباد کر سکیں۔"

"تم نے کبھی کسی کے ساتھ نیکی نہیں کی پھر ان کے ساتھ کیوں کر رہے ہو؟"

"وہ نہ ہمارے دوست ہیں نہ دشمن۔ ان میں کوئی ایسی غیر معمولی صلاحیت نہیں ہے جو میرے کام آسکے پھر میں انہیں اپنے یا تمہارے شکنجے میں رکھ کر کیا کرتا؟ لہٰذا انہیں آزاد کر دیا ہے۔"

الپا نے کہا "تم نے دلیر آفریدی کو اچھی طرح نہیں سمجھا ہے۔ اس میں غیر معمولی صلاحیتیں نہ ہونے کے باوجود وہ ایک غیر معمولی جوان ہے۔ وہ میرے بہت کام آسکتا تھا۔"

"تم کہہ رہی ہو تو میں اس کے چور خیالات پڑھوں گا۔ اگر وہ کام کا آدمی ہوگا تو اسے اپنے شکنجے میں رکھوں گا۔ میں تمہیں تاکید کر رہا ہوں' ان دونوں کو تلاش نہ کرنا اور نہ ہی انہیں اپنا قیدی بنانے کی کوشش کرنا۔ وہ دلیر آفریدی کام کا ہوگا تو میں اسے اپنا غلام بنا کر رکھوں گا۔"

الپا نے کہا "میں دلیر آفریدی کے لیے تم سے جھگڑا نہیں کروں گی بلکہ یہ کہوں گی کہ پچھلی تمام دشمنی کو بھول جاؤ۔ تم نے آتما شکتی کے ذریعے ایک نئی زندگی حاصل کی ہے اگر مجھے دوست بنا کر رکھو گے تو ہم دونوں مل کر دوسرے دشمنوں کو اپنے قریب پھٹکنے بھی نہیں دیں گے۔"

"زیادہ نہ بولو زندگی کبھی موت سے دوستی نہیں کرتی۔ تم سے دوستی اور سمجھوتا کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ میں موت کو اپنے ساتھ لگا لوں۔ مجھ سے ایسی حماقت کی توقع نہ کرو۔"

"اگر دوستی نہیں کرنا چاہتے' نہ کرو۔ یہ سمجھوتا کر لو کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے اور کسی بھی معاملے میں ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ تم نہیں جانتے کہ تم چالیس دنوں تک تپسیا کرتے رہے' اتنے دنوں میں ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کتنے حالات بدل چکے ہیں۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ نیلماں پھر آتما شکتی حاصل کر کے مشرق بعید میں بڑے ہنگامے کر رہی ہے؟"

"یہ میرے لیے نئی اطلاع ہے۔ میں ساری دنیا کو بھول کر صرف اپنی تپسیا میں مصروف رہتا تھا اگر نیلماں دوبارہ آتما شکتی حاصل کر چکی ہے تو یہ حیرانی کی بات ہے کہ وہ مرنے کے بعد زندہ کیسے ہو گئی؟"

"اس طرح کہ اس کے جسم بدلنے کا کوئی حساب کسی کے پاس نہیں تھا۔ تم نے اسے بیٹی بنایا تھا لیکن تم بھی نہیں جانتے تھے کہ جس وقت سونیا نے اسے ہلاک کیا تھا تو وہ چھٹے جسم میں تھی اور اس کے پاس ساتویں جسم میں جانے کی گنجائش تھی۔"

"ہے بھگوان! پھر تو نیلماں بڑی چالباز نکلی۔ اتنے عرصے تک روپوش رہی اور مجھ سے بھی رابطہ نہیں کیا۔"

بھیا نے کہا "نارنگ! میں تمہارے بھروسے کے قابل نہیں رہا پھر بھی کہتا ہوں' میڈم الپا سے سمجھوتا کر لو۔ تم نہیں جانتے کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بڑی خطرناک تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ ایک طرف نیلماں نئی زندگی لے کر آئی ہے۔ دوسری طرف جمہوریہ چین کے اکابرین' مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دوستی کر چکے ہیں اور ان سے ٹیلی پیتھی کا ہتھیار حاصل کر رہے ہیں۔"

"پھر تو واقعی چالیس دنوں میں بڑی خطرناک تبدیلیاں آئی ہیں۔ میں اپنے طور پر خیال خوانی کے ذریعے ان تبدیلیوں کو اچھی طرح سمجھوں گا پھر یہ طے کروں گا کہ مجھے آئندہ ایک محفوظ زندگی گزارنے کے لیے کون سا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ میں جا رہا ہوں اور آخری بار سمجھا رہا ہوں

کہ صوفیہ اور آفریدی کو تلاش نہ کرنا اور انہیں قیدی نہ بنانا ورنہ میری طرف سے انتقامی کارروائی شروع ہو جائے گی۔''

یہ کہہ کر وہ بھیما کے دماغ سے چلا گیا۔ الپا نے کہا ''نارنگ جانے سے پہلے میری بات سن لو۔''

اسے اس کی بات کا جواب نہیں ملا۔ اس نے پھر نارنگ کو آواز دی لیکن جواب میں خاموشی رہی۔ بھیما نے کہا ''وہ جا چکا ہے۔''

الپا نے کہا ''تم گدھے ہو۔ تم نے مجھے یہ کیوں نہیں بتایا کہ دھیان گیان کے وقت تمام فاضل خیالات دماغ سے نکل جاتے ہیں اور ذہن میں صرف ایک ہی خیال قائم رہتا ہے۔''

''میں جانتا تھا لیکن یہ بات دماغ میں نہیں آئی کہ تنویمی عمل کی باتیں بھی دھیان گیان کے وقت دماغ سے نکل سکتی ہیں اور دماغ بالکل خالی اور صاف شفاف ہو کر صرف ایک خیال کو قائم رکھتا ہے۔''

''اس نے چیلنج کیا ہے کہ میں صوفیہ اور آفریدی کو ٹریپ نہ کروں اور یہ بات میرے مزاج کے خلاف ہے کہ کوئی مجھے اس طرح چیلنج کرے۔''

''آپ بہت شکتی مان ہیں اور بہت زیادہ ذہین ہیں۔ نارنگ کے چیلنج کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ ہم ان دونوں کو تلاش کریں گے اور ٹریپ کریں گے۔''

''بکواس مت کرو۔ میں نارنگ کے خلاف بہت کچھ کر سکتی ہوں لیکن ابھی سمجھوتے کا راستہ اختیار کروں گی۔ اس کی مرضی کے مطابق صوفیہ اور آفریدی کو ٹریپ نہیں کروں گی۔ اسے یہ تاثر دوں گی کہ میں اس سے دوستی کرنے کے لیے اس کی ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔''

خدا کی قدرت اور روحانی عمل کے نتائج سامنے آتے ہیں مگر سمجھ میں نہیں آتے۔ الپا اس وقت دلیر آفریدی کو ٹریپ کرنے کے خیال سے باز آ گئی تھی۔ صوفیہ اور آفریدی یہ سمجھ نہیں سکتے تھے کہ ایک بزرگ نے اپنے روحانی عمل کے ذریعے دلیر آفریدی کی سلامتی کا یقین دلایا تھا اور اس کے مطابق آفریدی، بھیما پر غالب آیا تھا پھر الپا کے شکنجے کو توڑ کر صوفیہ کے ساتھ فرار ہوا تھا۔ اس کے بعد پھر الپا اور بھیما اس کے لیے مصیبت بننے والے تھے لیکن الپا نے اسے ٹریپ کرنے کا ارادہ بدل دیا تھا۔ یہ خدا کی قدرت تھی، روحانی عمل کا نتیجہ تھا اگر ذہانت سے حالات کا تجزیہ کیا جاتا تو یہ حقیقت سمجھ میں آ سکتی تھی۔

نارنگ نے خیال خوانی کی پرواز کی اور نیلماں کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اسے اس کا دماغ نہیں ملا۔ اس کی سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آ گئیں۔ تب اس کی سمجھ میں آیا کہ نیلماں نے اپنا لب و لہجہ بدل دیا ہے۔ وہ واپس بھیما کے دماغ میں آ کر بولا ''مجھے نیلماں کے پاس یا کسی ایسے شخص کے پاس پہنچاؤ جس کے ذریعے میں مشرق بعید کے تمام حالات سے واقف ہو سکوں۔''

بھیما نے کہا ''ابھی میڈم الپا نے مجھے سمجھایا ہے کہ میں آپ کی ہر بات مانتا رہوں اور آپ کو ناراض نہ کروں۔ ہم آپ کو یقین دلائیں گے کہ آپ سے کبھی دشمنی نہیں کریں گے اور نہ ہی کبھی کسی معاملے میں مداخلت کریں گے۔ آپ کہہ رہے ہیں تو میں ابھی خیال خوانی کی پرواز کر کے تھائی لینڈ کے ایک فوجی افسر کے دماغ میں آپ کو پہنچا رہا ہوں۔''

بھیما نے یہی کیا، وہ خیال خوانی کے ذریعے تھائی لینڈ کی فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچا تو اس کے ساتھ نارنگ بھی پہنچ گیا پھر نارنگ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہاں کے تمام حالات معلوم کرنے لگا۔ معلومات حاصل کرنے کے بعد وہ اس کے ذریعے دوسرے اہم فوجی افسران اور وہاں کے حکام کے دماغوں میں پہنچتا گیا۔ ان میں سے کسی کو نیلماں کے موجودہ صحیح لب و لہجے کا پتا نہیں تھا۔ اس لیے نیلماں تک پہنچنے میں اسے ناکامی ہو رہی تھی۔

ویسے اس نے وہاں کے تمام بدلتے ہوئے حالات سے واقفیت حاصل کر لی۔ اس نے تھائی فوج کے اعلیٰ افسر کو مخاطب کیا اور کہا ''ہیلو! تم مجھے نہیں جانتے لیکن اپنے امریکی آقاؤں سے کہو گے کہ تمہارے اور دوسرے تمام اکابرین کے دماغوں میں نارنگ آنے لگا ہے تو وہ مجھے ہر حال میں اپنا دوست بنانے کی کوششیں کرنے لگیں گے کیونکہ ان علاقوں میں امریکا کے خلاف کئی محاذ کھل چکے ہیں۔ ایسے وقت انہیں میری ضرورت ہو گی۔''

اس اعلیٰ افسر نے ہاٹ لائن پر امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا۔ فون پر ایک جونیئر افسر کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا ''میں اپنے اعلیٰ افسر کی طرف سے گفتگو کر رہا ہوں کیونکہ وہ صرف فیکس کے ذریعے رابطہ کرتے ہیں۔ فون پر باتیں نہیں کرتے۔''

نارنگ نے تھائی فوج کے اعلیٰ افسر کی زبان سے پوچھا ''وہ فون پر گفتگو کیوں نہیں کرتے ہیں؟''

جونیئر افسر نے کہا ''نیلماں بہت خطرناک ہے۔ وہ یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی پہنچ جاتی ہے۔ ہمارے اعلیٰ افسر کا دماغ بہت حساس ہے۔ وہ سوچ کی لہروں کو محسوس

کرتے ہی سانس روک لیتے ہیں لیکن نیلماں کے آنے سے وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ اس سے پہلے وہ بیزون جیسے یوگا جاننے والے کے دماغ میں پہنچ کر اسے اپنا قیدی بنا چکی ہے۔''

اپنے اعلیٰ افسر سے بولو ''میں نارنگ ہوں، آتما شکتی حاصل کرنے والا اور ٹیلی پیتھی جاننے والا نارنگ اور میں تمہارے امریکی اکابرین کے کام آنا چاہتا ہوں۔''

وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔ نارنگ اس کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ وہ اعلیٰ افسر سے نارنگ کے بارے میں کہہ رہا تھا۔ اس کی باتیں سن کر امریکی فوج کے اعلیٰ افسر نے ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر اس کی طرف بڑھایا۔ جونیئر افسر نے پڑھا۔ اس میں لکھا تھا ''نارنگ سے ہر حال میں دوستی کی جائے اور اسے ہماری مجبوری بتائی جائے۔ مجھ جیسے، کتنے ہی اکابرین کے دماغ مقفل ہو چکے ہیں اور ہم کسی سے گفتگو نہیں کریں گے۔ اپنی آواز اور لب و لہجہ نہیں سنائیں گے۔''

نارنگ نے اس جونیئر افسر کے دماغ میں کہا ''میں تمہارے اعلیٰ افسر کا جواب سن چکا ہوں۔ اس سے کہو میں صرف نیلماں کی آواز اور لب و لہجہ سننا چاہتا ہوں۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے سمجھانا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے سمجھانے پر وہ امریکا کی مخالفت سے باز آ جائے گی۔''

فوج کے اعلیٰ افسر نے جواب میں پھر کاغذ پر لکھا ''نارنگ سے کہا جائے کہ وہ تھائی فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں انتظار کرے۔ ابھی ہمارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں آ کر نیلماں کا لب و لہجہ سنائے گا۔''

نارنگ اس تھائی فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں واپس آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لیزی گارڈ اس اعلیٰ افسر کے دماغ میں آیا لیکن اپنی اصلی آواز اور لب و لہجے سے پرہیز کرتے ہوئے اس نے فرضی لب و لہجہ اختیار کیا پھر پوچھا ''کیا مسٹر نارنگ موجود ہیں؟''

نارنگ نے کہا ''ہاں! میں موجود ہوں۔''

''میں نیلماں کے لب و لہجے کی نقل کر رہا ہوں۔ آپ توجہ سے سنیں۔''

لیزی گارڈ نیلماں کے موجودہ لب و لہجے کو بار بار دہرانے لگا پھر نارنگ نے کہا ''ہاں! میں نے اسے ذہن نشین کر لیا ہے۔ تمہارا شکریہ۔''

لیزی گارڈ نے کہا ''ہمارے امریکی اکابرین آپ کی آمد سے اور آپ کے دوستانہ رابطے سے خوش ہیں اور آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں لیکن فیکس کے ذریعے گفتگو ہو گی۔''

''میں نیلماں سے باتیں کرنے کے بعد فیکس کے ذریعے گفتگو کروں گا۔''

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا پھر نیلماں کے موجودہ لب و لہجے کو اچھی طرح گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ ثانی نے سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔ نارنگ اس کے دماغ سے باہر چلا گیا۔ اس نے دوسری بار کوشش کی، اس کے دماغ میں آیا پھر بولا ''سانس نہ روکنا۔ میں نارنگ بول رہا ہوں۔''

ثانی نے حیرانی سے پوچھا ''نارنگ؟ کیا تم نارنگ ہو؟ اگر ہو تو اب تک کہاں تھے؟''

''میں مصیبتوں سے گزرتا رہا ہوں۔ الپا نے مجھ سے دشمنی کی انتہا کر دی تھی۔ مجھے مار ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ مگر میری تقدیر اچھی ہے کہ میں نے دوبارہ تپیا کر کے آتما شکتی حاصل کر لی ہے۔''

ثانی نے کہا ''مجھے یہ سن کر خوشی ہو رہی ہے اور آپ کو بھی خوشی ہو گی کہ آپ کی بیٹی نے بھی دوبارہ ایک نئی زندگی حاصل کی ہے۔''

''ہاں! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے بڑی زبردست آتما شکتی حاصل کی ہے اور تم یوگا جاننے والوں کے دماغ میں بھی پہنچ جاتی ہو۔''

''یہ سب آپ کی دعائیں ہیں۔ مجھے تو آپ کی آواز سن کر خوشی ہو رہی ہے۔ ویسے آپ کچھ خیال نہیں کریں گے تو میں ایک بات کہنا چاہتی ہوں۔''

''ایک نہیں ہزار باتیں کہو۔ میں برا نہیں مانوں گا۔''

''آپ اگر اپنی اس بیٹی کی بھلائی چاہتے ہیں تو براہ راست کبھی میرے دماغ میں نہ آئیں اور نہ ہی کبھی مجھے اپنے دماغ میں آنے دیں۔ آپ نہیں جانتے کہ ہمارے دشمن کتنے مکار ہیں اور ان میں بابا صاحب کے ادارے والے بھی ہیں۔ وہ بڑی چالاکی سے نیلماں بن کر آپ کے دماغ میں آ کر دھوکا دے سکتے ہیں اور میرے دماغ میں آ کر نارنگ بن کر مجھے دھوکا دے سکتے ہیں۔''

''ہاں بیٹی! میں اس بات کو اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ ہم ایک دوسرے کے دماغ میں آئندہ براہ راست نہیں آئیں گے۔ میں اپنا ایک آلہ کار مقرر کرتا ہوں۔ تم اس کے دماغ میں پہنچ کر جب چاہو گی مجھ سے باتیں کر سکو گی۔ ابھی تم میرے دماغ میں آ جاؤ۔''

ثانی اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا صوفیہ کے دماغ میں آیا پھر ثانی سے بولا ''نیلماں اس کا نام صوفیہ ہے اور اس کے ایک عاشق کا نام دلیر

آفریدی ہے۔ دونوں بہت سیدھے سادے اور بے ضرر ہیں لیکن دلیر آفریدی کچھ غیر معمولی قسم کا جوان ہے۔ ہم رفتہ رفتہ اسے آلہ کار کے طور پر آزماتے رہیں گے۔"

ثانی نے اس سے پوچھا "باپو۔۔۔ میں آپ کو باپو کہوں؟"

"ہاں! ہاں! ضرور کہو مجھے خوشی ہوگی۔"

وہ بولی "باپو! کیا پہلے آپ نے دلیر آفریدی کو نہیں آزمایا ہے؟"

"نہیں میں پہلی بار ان دونوں کے دماغوں میں انہیں آلہ کار بنانے کے ارادے سے آیا ہوں۔ تم خاموش رہو۔ میں ذرا اس سے باتیں کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے صوفیہ کو مخاطب کیا "ہیلو صوفیہ! میں تمہارے دماغ میں بول رہا ہوں۔"

وہ ایک دم سے چونک گئی۔ اس نے دلیر آفریدی کو دیکھا۔ وہ ایک بستر پر لیٹا ہوا کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ نارنگ نے کہا "اپنے محبوب کی طرف نہ دیکھو۔ تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے میں نے ہی تمہیں اور دلیر آفریدی کو الپا اور بھیا سے نجات دلائی ہے۔ وہ ابھی تم لوگوں کو تلاش کرتا اور پھر ٹریپ کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے سختی سے منع کردیا ہے۔ وہ تم دونوں سے دشمنی نہیں کریں گے۔"

صوفیہ نے پوچھا "لیکن تم کون ہو؟ میں نے پہلے تمہاری آواز اپنے دماغ میں نہیں سنی۔"

"تم مجھے نہیں جانتی ہو۔ میرا نام نارنگ ہے۔ میں تمہاری بھلائی کے لیے آیا ہوں۔"

صوفیہ نے آفریدی سے کہا "میرے دماغ کے اندر کوئی بول رہا ہے۔"

"اگر تم اسے نہیں جانتی ہو تو چھینک مارو۔"

صوفیہ نے اس کی بات پر عمل کیا۔ ایک چھینک ماری نارنگ کی سوچ کی لہریں دماغ سے نکل گئیں۔ اس کے ساتھ ثانی بھی نکل آئی۔ وہ نارنگ کے دماغ میں دوبارہ پہنچ کر بولی "یہ کیا ہوا؟ یہ تو کچھ عجیب سی بات ہوگئی؟"

نارنگ نے حیرانی سے کہا "میرے لیے بھی عجیب سی بات ہے۔ ایسا پہلی بار دیکھ رہا ہوں کہ چھینک مارنے سے خیال خوانی کی لہریں باہر نکل جاتی ہیں۔"

ثانی نے کہا "باپو آپ نے کہا تھا کہ اس صوفیہ کے ساتھ وہ جو اس کا محبوب ہے۔ وہ کچھ غیر معمولی قسم کا جوان ہے۔ ابھی اس نے صوفیہ سے کہا تھا کہ چھینک مارو اور اس نے چھینک مار کر ہمیں دماغ سے نکال دیا تھا۔"

"واقعی اس جوان نے بڑی اچھی تدبیر بتائی ہے۔ بڑا میں مہارت حاصل ہو یا نہ ہو' چھینک مارو اور خیال خوانی کی لہروں کو دماغ سے باہر نکال دو۔ یہ بڑا ذہین اور چال باز معلوم ہوتا ہے۔ واقعی ہمارے کام آسکتا ہے۔"

نارنگ اب اس کے چور خیالات پڑھ کر۔۔۔ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچا تو اس نے فوراً ہی بے چینی محسوس کرکے چھینک ماری۔ نارنگ اس کے دماغ سے نکل آیا۔ اس نے پھر دوسری بار اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے پھر چھینک مار کر اسے دماغ سے نکال دیا۔ نارنگ نے جھنجلا کر کہا "یہ تو عجیب شخص ہے دماغ میں پہنچتے ہی چھینک مار دیتا ہے۔ کچھ کہنے کا موقع نہیں دیتا ہے۔"

ثانی نے کہا "صوفیہ سے کہا جائے کہ وہ آپ کو دماغ میں آنے اور کچھ کہنے کا موقع دے۔"

نارنگ پھر صوفیہ کے دماغ میں آکر بولا "چھینک نہ مارنا پہلے میری بات سن لو۔ میں تم لوگوں کا مددگار ہوں اگر میں ساتھ چھوڑ دوں گا تو الپا اور بھیا تم لوگوں کو مصیبتوں میں ڈالتے رہیں گے۔ مجھ پر بھروسا کرو۔"

وہ بولی "بھیا تم آواز بدل کر بول رہے ہو۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں تمہارے ساتھ الپا بھی ہوگی لیکن وہ خاموش ہے۔"

ایسے ہی وقت رانا راؤ نے آکر کہا "بھوجن کا وقت ہوگیا ہے۔ کیا میں تھالی پروس کرلاؤں؟"

آفریدی نے کہا "ہاں بھوک لگی ہے کھانا لے آؤ۔"

نارنگ نے کہا "بیٹی میں اس آدمی کی آواز اور لب ولہجے کو اچھی طرح گرفت میں لے چکا ہوں۔ اس کے دماغ میں رہ کر ان دونوں کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کروں گا تو وہ چھینکنا بھول جائیں گے۔"

صوفیہ نے پوچھا "کیا تم میرے دماغ میں موجود ہو یا جاچکے ہو؟"

آفریدی نے پوچھا "تم کس سے بات کررہی ہو؟ کیا وہ لوگ ابھی تک تمہارے دماغ میں موجود ہیں؟"

"ابھی بھیا آواز بدل کر میرے دماغ میں بول رہا تھا۔"

آفریدی نے کہا "تم کیسی لڑکی ہو میری بات یاد نہیں رکھتی ہو۔ میں نے کہا تھا ایسے وقت چھینک لیا کرو۔"

صوفیہ نے ایک چھینک ماری' نارنگ پھر اس کے دماغ سے باہر نکل گیا۔

ثانی نے کہا "آپ انہیں اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے یا زخمی کرکے بھی ان کے دماغوں میں نہیں جاسکیں گے یہ بات موٹی عقل سے بھی سمجھ میں آتی ہے کہ آدمی اعصابی کمزور ہو کر یا زخمی ہو کر بھی چھینک مار سکتا ہے۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ وہ دونوں ہر حال میں چھینکیں ماریں گے۔ ہمیں اپنے دماغوں میں پہنچنے نہیں دیں گے۔"

ثانی نے کہا "میں امریکا کے اہم معاملات میں مداخلت کررہی ہوں۔ اسے تھائی لینڈ میں قدم جمانے کا موقع نہیں دے رہی ہوں۔ اتنے بڑے معاملات کے سامنے یہ صوفیہ اور آفریدی کیا چیز ہیں؟ ان کے لیے وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی۔ بعد میں ان لوگوں سے نمٹ لیا جائے گا۔"

"تم درست کہتی ہو لیکن الپا' صوفیہ کو ہر حال میں ٹریپ کرنا چاہے گی کیونکہ وہ الپا کی مکمل ڈمی بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اب سے ایک دن پہلے تک صوفیہ بڑی کامیابی سے الپا بن کر بھیا کو دھوکا دیتی رہی۔"

"میں مانتی ہوں کہ ان دونوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ آفریدی کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کرنا چاہیے کہ اس میں مزید کیا کیا صلاحیتیں ہیں لیکن ابھی تک کوئی ایسی تدبیر نہیں سجھائی دے رہی ہے کہ ان کے دماغ میں پہنچ کر آرام سے ان کے چور خیالات معلوم کیے جائیں۔"

ثانی نے اپنا موبائل فون نمبر نارنگ کو بتایا اور نارنگ کا فون نمبر خود یاد کیا پھر کہا "اب ہم براہ راست ایک دوسرے کے دماغ میں نہیں آئیں گے۔ آپ کسی کو آلہ کار بنا کر ضرورت کے وقت اس کے ذریعے فون پر رابطہ کریں۔ میں بھی اس آلہ کار کے دماغ میں آؤں گی۔ اس طرح ہم اس کے اندر رہ کر ایک دوسرے سے رابطہ کرتے رہیں گے۔"

یہ کہہ کر وہ نارنگ سے رخصت ہوگئی۔ وہاں سے سیدھی آمنہ کے پاس پہنچی پھر بولی "ماما' میں ہوں آپ کی بہو ثانی۔"

آمنہ نے مسکرا کر کہا "ہاں بیٹی بولو کیا بات ہے؟"

"بھارت کے شہر ممبئی میں ایک مسلمان نوجوان ہے اس کا نام دلیر آفریدی ہے۔ اس کے ساتھ صوفیہ نامی ایک لڑکی ہے۔ دونوں معصوم اور بے ضرر ہیں۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا لیکن الپا نے جبراً صوفیہ کو اپنی ڈمی بنایا اور اس طرح دلیر آفریدی بھی اس کے ساتھ ٹیلی پیتھی کے دلدل میں دھنسنے والا ہے۔"

"تم کیا چاہتی ہو؟"

"صرف اتنا چاہتی ہوں کہ صوفیہ اور دلیر آفریدی کو الپا' بھیا اور نارنگ جیسے شیطانی ارادے رکھنے والوں سے دور

کردیں۔"

"ٹھیک ہے تم جاؤ‘ میں ان کے پاس جارہی ہوں۔"

نارنگ نہیں چاہتا تھا کہ الپا کوئی مکاری دکھائے اور صوفیہ کو اپنا معمول بنا کر آفریدی کو بھی اس کے ساتھ اپنا غلام بننے پر مجبور کردے۔ اس نے سوچا‘ آفریدی خیال خوانی کی لہروں کے باعث بے چینی محسوس کرتا ہے اور چھینک مار دیتا ہے لیکن صوفیہ سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی ہے اور نہ ہی بے چینی محسوس کرتی ہے۔ جب اسے مخاطب کیا جائے تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اس کے دماغ میں ہے تب وہ چھینک مارتی ہے۔ لہٰذا صوفیہ کے دماغ میں جاکر ایک بار پھر اسے سمجھانا چاہیے اگر وہ چھینک مارنا چاہے گی تو میں اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کروں گا پھر وہ چھینک مارنا بھول جائے گی۔"

اس نے صوفیہ کے دماغ میں آکر پہلے خاموش رہ کر اس کے خیالات پڑھے یہ معلوم ہوا کہ وہ آفریدی کی طرح پرائی سوچ کی لہروں کے باعث بے چین نہیں ہوتی ہے۔ اس وقت وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوچکے تھے۔ ایسے وقت نارنگ نے کہا "صوفیہ میں تمہارا مہربان دوست ہوں مجھے غلط نہ سمجھو۔ میں بھیا نہیں ہوں۔"

وہ پریشان ہوکر بولی "آفریدی وہ پھر میرے دماغ میں بول رہا ہے۔"

آفریدی نے کہا "شیطان اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ پھر تمہیں کوئی نقصان پہنچائے اس سے کہہ دو کہ تم نے کلمہ پڑھا ہے۔ تم مسلمان ہوگئی ہو اور اپنے رب کو سچے دل سے یاد کرتی ہو۔ اس لیے وہ شیطان تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

نارنگ نے ہنستے ہوئے کہا "صوفیہ تم کس احمق کی باتوں میں آرہی ہو؟ دنیا میں اربوں انسان ہیں کیا وہ اپنے رب کو یاد کرتے ہیں تو مصیبت ٹل جاتی ہے اگر میں شیطان ہوں تو کیا تمہارے دماغ سے بھاگ جاؤں گا؟"

"یہ میں نہیں جانتی۔ میرا آفریدی مجھے جو سمجھائے گا میں وہی سمجھوں گی۔"

آفریدی نے کہا "صوفیہ تم بولو‘ میرا رب میرا معبود ہے اور شیطان نابود ہے۔"

صوفیہ نے یہی کہا "میرا رب میرا معبود ہے اور شیطان نابود ہے۔"

ایسے ہی وقت نارنگ نے اس کے دماغ میں زلزلے کا ایک جھٹکا پہنچانا چاہا تو ناکام رہا۔ اسے حیرانی ہوئی۔ اس نے زلزلہ پیدا کرنے کے سلسلے میں وہی طریقہ اختیار کیا تھا جو عام طور پر کیا جاتا ہے لیکن صوفیہ کے ذہن پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

اس نے پھر ایک بار اس کے اندر زلزلہ پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن صوفیہ آرام سے بیٹھی آفریدی سے کہہ رہی تھی "اب وہ میرے دماغ میں نہیں ہے۔ میں آئندہ ایسے ہی کیا کروں گی۔ جب بھی کوئی میرے دماغ میں آیا کرے گا تو میں کہا کروں گی کہ میرا رب میرا معبود ہے اور شیطان نابود ہے۔"

نارنگ حیران اور پریشان تھا سوچ رہا تھا‘ کیا مکمل ایمان کی پختگی سے خدا کو یاد کیا جائے اور شیطان پر لعنت بھیجی جائے تو ہمارا منفی عمل ناکام رہتا ہے؟

وہ اس پہلو سے سوچ رہا تھا اور غلط نہیں سوچ رہا تھا۔ ادھر صوفیہ اور آفریدی نے سچے دل سے خدا کو یاد کیا ادھر آمنہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کی موجودگی کے باعث نارنگ زلزلہ پیدا کرنے والے شیطانی عمل میں ناکام ہوگیا۔ ان حالات میں اسے پورا یقین ہوگیا کہ دلیر آفریدی غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل ہے۔ بظاہر بہت ہی معصوم‘ سیدھا سادہ اور بے ضرر نظر آتا ہے لیکن اندر سے بہت ہی گہرا ہے۔

اس نے آزمائش کے طور پر دلیر آفریدی کے دماغ میں جانے کا ارادہ کیا پھر خیال خوانی کی پرواز کرکے اس کے دماغ میں جیسے ہی پہنچا اس نے عادت کے مطابق چھینک ماری وہ پھر باہر ہوگیا۔ اس بات پر اسے جھنجلاہٹ ہوتی تھی کہ چند ساعتوں کے لیے بھی وہ دماغ میں رہنے کا موقع نہیں دیتا ہے اگر ذرا سا بھی موقع ملے تو وہ اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرسکتا ہے اگرچہ زلزلہ پیدا کرنے کے سلسلے میں صوفیہ کے دماغ میں ناکام رہا تھا۔ وہ یہی آزمانا چاہتا تھا کہ آفریدی کے دماغ میں جاکر بھی کیا وہ ناکام رہے گا؟

لیکن وہاں اس کی ٹیلی پیتھی کی دال نہیں گل رہی تھی۔ اس نے پھر صوفیہ کے اندر پہنچ کر اس کو مخاطب کرنا چاہا تو اس بار صوفیہ نے سانس روک لی‘ وہ باہر نکل آیا۔ حیرانی سے سوچنے لگا یہ کیا ہورہا ہے؟ پہلے تو صوفیہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کررہی تھی۔ اب میرے وہاں جاتے ہی اس نے سانس روک لی۔ تعجب ہے‘ پہلے انہوں نے اپنی ڈھکی چھپی صلاحیتوں کا مظاہرہ نہیں کیا تھا اب کررہے ہیں؟

نارنگ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا تھا۔ اب یہ نہیں جان سکتا تھا کہ وہ دونوں کیا کررہے ہیں۔ انہیں بھی یہ پتا نہیں چل رہا تھا کہ ان کے ساتھ کیا ہورہا ہے۔ وہ کھانے سے فارغ ہوگئے تھے لباس تبدیل کرکے اپنا سفری بیگ اٹھا کر

[...]ئے اور راما راؤ سے کہا "ہمیں سفارت خانے لے [...]"

راما راؤ نے انہیں اپنی ٹیکسی میں بٹھایا پھر سفارت [...]ے پہنچا دیا۔ وہ اندر گئے تو سفیر کے پاس جانے سے انہیں [...]ئی نہ روک سکا۔ انہوں نے اپنے اپنے پاسپورٹ نکال کر [...]ے سامنے رکھ دیے ان سے کچھ نہیں کہا‘ سفیر نے اپنے [...]یٹری کو بلا کر کہا "ان دونوں کے پاسپورٹ لے جاؤ اور [...]ارم خود ہی پر کرکے میرے دستخط لو۔ یہ ابھی دو گھنٹے بعد [...]نے والی فلائٹ سے سفر کریں گے۔"

وہ دونوں سفیر کی باتیں سن کر خوش ہورہے تھے۔ اس [...]ئے دیس میں رہ کر وہاں سے کہیں جانے کے لیے ویزا [...]اصل کرنا بہت دشوار تھا پھر یہ کہ الپا اور بھیا کی طرف سے [...]ہیں اندیشے تھے کہ پتا نہیں وہ کس طرح ان کے راستے میں [...]کاوٹ بنتے رہیں گے لیکن سفارت خانے آنے تک کسی [...]رح کی رکاوٹ پیش نہیں آئی تھی اور بڑی آسانی سے انہیں [...]زا مل گیا تھا۔ وہ صرف پندرہ منٹ کے بعد ویزا لے کر ائر [...]ورٹ پہنچ گئے۔ آفریدی نے راما راؤ کو گلے لگاتے ہوئے کہا [...]ھائی تم نے ہمارا بہت ساتھ دیا ہے ہم تمہیں ہمیشہ یاد رکھیں [...]ے پھر بھی ممبئی آنا ہوا تو ہم تمہارے ہی پاس آئیں گے۔"

صوفیہ نے اپنے سفری بیگ سے پچیس ہزار روپے نکال [...]اسے دیتے ہوئے کہا "یہ میری طرف سے بچوں کو دے [...]ھابھی سے کہنا میں انہیں بہت یاد کررہی تھی۔ خدا نے [...]اہا تو ہم پھر کبھی ضرور ملیں گے۔"

راما راؤ کی آنکھیں محبت سے بھیگ رہی تھیں۔ اس [...]ے دونوں کے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔ سر جھکا لیا وہ دونوں وہاں [...]ے پلٹ کر بکنگ کاؤنٹر پر آئے وہاں سے ٹکٹ حاصل کیے پھر [...]ہاز پر سوار ہونے کے لیے بورڈنگ کارڈ حاصل کیا۔ تمام کام [...]ی آسانی سے ہوتے جارہے تھے۔ جس کی وہ توقع نہیں [...]کرسکتے تھے

انہوں نے ٹکٹ کاؤنٹر پر پاکستان جانے کے لیے ٹکٹ [...]اصل کیے تھے اور یہ بات بھی ان کے ذہن میں نہیں تھی کہ [...]انہیں پاکستان جانا ہے۔ بس انہوں نے بے اختیار ٹکٹ [...]اصل کیے تھے۔ مختصر یہ کہ وہ کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے [...]یا جادو جاننے والے کی مداخلت کے بغیر طیارے میں سفر [...]رتے ہوئے پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد پہنچ گئے۔

[...]مقدر انسانوں کو کتنی راہوں سے کتنے مرحلوں سے [...]زرتے ہوئے کہاں‘ کہاں پہنچاتا ہے۔ یہ صرف روحانی [...]اصل کرنے والے آمنہ اور جناب تبریزی سمجھ رہے [...]ہ صوفیہ اور دلیر آفریدی کی مدد کرنے کے لیے ثانی آمنہ

کے پاس آئی تھی اگر وہ نہ بھی آتی تو آمنہ کو یہ آگہی حاصل ہوگئی تھی کہ ممبئی میں رہنے والے دلیر آفریدی کو وہاں سے نکال کر جمہوریہ چین کے شہر بیجنگ پہنچانا ہے۔

اور جناب تبریزی کو جو آگہی حاصل ہوئی تھی۔ اس کے مطابق وہ اپنے فرزند علی تیمور کو دوسری صبح پیرس سے روانہ کرنے والے تھے۔ علی تیمور دوسرے دن گیارہ بجے اسلام آباد پہنچنے والا تھا۔ وہاں کئی انجانے دشمن اس کے منتظر تھے۔ ان میں امریکی سراغ رساں اور خفیہ ایجنسی کے سیکرٹ ایجنٹس تھے جو یہ معلوم کرنے کی کوششوں میں تھے کہ پیرس سے اور پاکستان سے جمہوریہ چین جانے والے مسافر کیوں جارہے ہیں؟ وہاں تک سفر کرنے والے صرف سیاح نہیں ہوں گے۔ پاکستان اور چین کے خفیہ معاملات طے کرنے والے پاکستان کے خفیہ نمائندے بھی ہوں گے اور بابا صاحب کے ادارے سے چین جاکر دوستی مستحکم کرنے والے وہ مسلمان بھی ہوں گے جو ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور ٹیلی پیتھی کا علم چینی حکام تک پہنچانا چاہتے ہیں۔

اسلام آباد سے جو سفر شروع ہونے والا تھا۔ وہ آسان نہیں تھا۔ علی تیمور وہاں سے چین تک پل صراط پر چلنے والا تھا اور یہ نہیں جانتا تھا کہ اس پُلِ صراط پر صوفیہ اور دلیر آفریدی جیسے نئے ساتھیوں کا اضافہ ہونے والا ہے۔

نیویارک میں چائنا ٹاؤن ایک ایسا علاقہ ہے جہاں چینی باشندوں کی اکثریت ہے۔ امریکا کے دوسرے علاقوں میں بھی چینی باشندے کافی تعداد میں رہائش پذیر ہیں۔ یہ چینی باشندے بیسویں صدی کے اوائل میں ہی ہانگ کانگ اور مکاؤ سے ہجرت کرکے وہاں آباد ہوگئے تھے۔ بیسویں صدی کے آخر میں اور اکیسویں صدی کے آغاز میں ان کی کئی نسلیں پیدا ہوئیں' جوان ہوئیں اور بوڑھی ہوئیں۔ اب وہ جوان اور بوڑھی نسلیں یوں تو نسلی طور پر چینی تھیں لیکن خود کو فخر سے امریکن کہتی تھیں۔ وہ امریکا سے محبت کرتی اور جمہوریہ چین سے نفرت کرتی تھیں۔

ایسے کئی امریکن چینی تھے جو امریکی سی آئی اے میں سراغ رسانی کے فرائض انجام دیتے تھے۔ امریکی سی آئی اے نے ایسے کئی سراغ رسانوں کو بڑی رازداری سے جمہوریہ چین کے اہم شہروں میں پہنچا دیا تھا۔ چونکہ وہ شکل صورت' قدو قامت اور زبان کے لحاظ سے بالکل چینی باشندے تھے۔ لہٰذا ان کی شناخت نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ دوست ہیں یا دشمن۔

سی آئی اے نے ایسے چینی سراغ رسانوں کو پیرس اور اسلام آباد جیسے شہروں میں بھی پہنچایا تھا۔ وہ ان شہروں میں جمہوریہ چین کے باشندوں کی حیثیت سے رہنے لگے تھے اور انہوں نے ایسے شناختی کارڈز اور دیگر اہم کاغذات اپنے پاس رکھے تھے۔ جن سے یہ تصدیق ہوتی تھی کہ وہ برطانوی ہانگ کانگ کے یا امریکی علاقوں کے چینی باشندے نہیں ہیں بلکہ جمہوریہ چین سے آئے ہوئے ہیں۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی انہیں جمہوریہ چین کے باشندے ثابت کرنے کے لیے وقت ضرورت خیال خوانی کا ہتھیار استعمال کرتے رہتے تھے۔

امریکی سی آئی اے کا ایک سراغ رساں افسر شاؤچنگ اسلام آباد میں تھا۔ اس کے ماتحت چند امریکی اور چینی سراغ رساں تھے۔ وہ اس کے حکم کے مطابق فائیو اسٹار ہوٹلوں کی نگرانی کرتے تھے۔ بڑے اور مہنگے ہوٹلوں کے استقبالیہ کاؤنٹر سے معلوم کرتے رہتے تھے کہ کون بیرون ملک سے آیا ہے اور کس حیثیت سے چین جانے والا ہے۔ کیا وہ سیاح ہے یا کاروبار کے سلسلے میں جارہا ہے یا کوئی سیاسی شخصیت ہے۔

صوفیہ اور دلیر آفریدی اسلام آباد پہنچتے ہی سب سے پہلے چینی سفارت خانے گئے۔ وہاں سے ویزا حاصل کرنا ان کے لیے کچھ مشکل نہیں تھا۔ کیونکہ آمنہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کی مشکلات حل کرتی جارہی تھی۔

ان دونوں کے دماغوں میں بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود تھے۔ جب کوئی بہت زیادہ مشکل آپڑتی تو وہ آمنہ سے تعاون کے لیے کہتے تھے' ورنہ وہ خود ہی صوفیہ اور دلیر آفریدی کے کام آرہے تھے۔

انہوں نے ویزا حاصل کیا پھر پرل کانٹی نینٹل پہنچے۔ استقبالیہ کاؤنٹر پر اپنے لیے ایک ڈبل بیڈ کا کمرا حاصل کیا۔ کاؤنٹر کیپر نے ان کے نام اور پتا لکھنے کے لیے پوچھا "آپ کا نام؟"

دلیر آفریدی نے کہا "یہ میری وائف صوفیہ آفریدی ہیں اور میرا نام دلیر آفریدی ہے۔"

اس نے لکھتے ہوئے پوچھا "کہاں سے آرہے ہیں؟"

"ہم پیرس سے آرہے ہیں۔"

"کب تک قیام رہے گا؟"

"کل صبح دس بجے تک۔"

"یہاں سے آپ کس ملک میں جائیں گے۔"

"ہم چین جانے والے ہیں۔"

امریکی سی آئی اے کا ایک چینی سراغ رساں وہاں استقبالیہ کاؤنٹر کے قریب ہی تھا۔ اس کے دماغ میں لیزی گارڈ نے کہا "استقبالیہ کاؤنٹر کے پاس ایک نوجوان جوڑا ہے۔ دونوں پیرس سے آئے ہیں اور کل کی فلائٹ سے چین جانے والے ہیں۔"

چینی سراغ رساں نے ان کے قریب سے گزرتے ہوئے ان دونوں کے چہروں کو دیکھا۔ لیزی گارڈ نے کہا "ایک کا نام صوفیہ آفریدی ہے اور دوسرے کا نام دلیر آفریدی۔ انہوں نے یہاں کا روم نمبر ۲۷۱ حاصل کیا ہے۔"

سراغ رساں نے پوچھا "کیا ان کے خیالات پڑھ کے ہو؟"

"نہیں۔ میں نے اس کی وائف کے دماغ میں جانے کی کوشش کی تو اس نے سانس روک لی تھی۔ دلیر آفریدی بھی یوگا کا ماہر ہے۔ یہ ساری باتیں بتا رہی ہیں کہ یہ اگر پیرس سے آئے ہیں تو پھر بابا صاحب کے ادارے سے آئے ہیں۔ یوگا کے ماہر بھی ہیں اور شاید ٹیلی پیتھی بھی جانتے ہوں گے۔"

سراغ رساں نے موبائل فون نکال کر اسے آن کیا۔ نمبر پنچ کرنے کے بعد اسے کان سے لگایا۔ رابطہ قائم ہونے پر اس نے کہا "ماسٹر شاؤچنگ! ابھی ایک نوجوان جوڑا یہاں ہوٹل آیا ہے۔ وہ دونوں پیرس سے آئے ہیں اور کل چین جانے والے ہیں۔ انہوں نے اس ہوٹل کا کمرا نمبر ۲۷۱ حاصل کیا ہے۔"

ماسٹر شاؤچنگ نے کہا "میں ابھی ٹیلی فون کے ذریعے امریکی اکابرین سے رابطہ کرتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ وہ اپنا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس جوان جوڑے کے دماغوں میں پہنچائیں تاکہ ان کے متعلق ضروری معلومات حاصل ہوسکیں۔"

"ماسٹر! ان کا ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود ہے۔ اس نے میرے دماغ میں آکر یہ باتیں بتائی تھیں اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ یوگا کے ماہر ہیں۔ دونوں میاں بیوی سانس روک لیتے ہیں۔"

"تم ان پر نظر رکھو میں سراغ رسانوں کی ایک ٹیم کے ساتھ آرہا ہوں۔ ان کے ساتھ کتنا سامان ہے؟"

"صرف دو سفری بیگ ہیں اور کچھ نہیں ہے۔"

"ہوں۔۔ یقین ہورہا ہے کہ وہ بابا صاحب کے ادارے سے آئے ہیں۔"

وہ اپنا موبائل فون بند کرکے استقبالیہ کاؤنٹر پر آیا پھر بولا "مجھے روم نمبر ۲۷۷ چاہیے۔"

اس نے اس کمرے کا دو دن کا کرایہ کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اس ہوٹل کے منیجر اور اس کاؤنٹر پر کام کرنے والوں پر مختصر سا تنویمی عمل کیا تھا اور ان کے دماغوں میں یہ نقش کردیا تھا کہ وہ چینی سراغ رساں جب بھی کوئی کمرا مانگے تو اس سے زیادہ سوالات نہ کیے جائیں' نام اور پتا نوٹ کرکے اس کے نام کمرا مخصوص کردیا جائے۔

صوفیہ اور آفریدی اپنے کمرے میں آئے۔ انہوں نے دروازے کو اندر سے بند کردیا۔ صوفیہ تھکے ہوئے انداز میں بستر پر چاروں شانے چت ہوگئی۔ آفریدی بھی اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا "ہم دوپہر کو انڈیا میں تھے اور شام کو پاکستان میں ہیں۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ سفارت خانے کے دفاتر بند ہوگئے تھے۔ اس کے باوجود سفیر صاحب نے ہم دونوں کے لیے ویزا جاری کردیا۔"

ہاں! حیرانی تو بہت سی باتوں پر ہے کہ ہم ممبئی سے یہاں آئے۔ الپا اور بھیا نے ہمیں نظرانداز کردیا اور ہم کچھ سوچے سمجھے بغیر یہاں آکر چین جانے کے لیے ویزا حاصل کرچکے ہیں۔"

"ہاں! میں نے سوچا کہ ہم کیوں جانا چاہتے ہیں پھر ذہن میں یہ بات آئی کہ جب جانے کا موقع مل رہا ہے تو پھر چین جیسے خوبصورت ملک کی سیر کرنا چاہیے۔"

وہ کروٹ بدل کر اس کے سانسوں کے قریب آتی ہوئی بولی "تم مقناطیس ہو۔ جہاں جارہے ہو۔ میں کھنچی چلی آرہی ہوں اور چاہتی ہوں کہ تمہارے ساتھ دنیا کے تمام ملکوں کی سیر کروں۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک خوب گھومتی پھرتی رہوں۔"

وہ اس کے چہرے سے زلفوں کو ہٹاتے ہوئے بولا "اللہ تعالیٰ ہم پر مہربان ہے۔ اس نے تمہارے جیسی خوب صورت شریک سفر دی ہے۔ ویسے ہمیں ایک بات نہیں بھولنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مصائب میں مبتلا کرکے آزماتا بھی ہے۔ ابھی ہمیں مسرتیں مل رہی ہیں آگے پتا نہیں نصیب میں کیا لکھا ہے۔"

وہ پیار سے بولی "نصیب میں جو بھی لکھا ہوگا۔ ہم اس میں برابر کے شریک رہیں گے۔ خوشیوں میں بھی ساتھ ساتھ ہیں۔ مصائب میں بھی ساتھ ساتھ رہیں گے۔"

کال بیل کی آواز سنائی دی۔ وہ دونوں بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ صوفیہ نے پوچھا "کون آیا ہوگا؟"

"ہوٹل کا کوئی ملازم ہوگا۔"

اس نے وہاں سے چلتے ہوئے دروازے کے پاس آکر اسے کھولا۔ باہر دو افراد کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بہت سارا سامان تھا۔ انہوں نے کہا "یہ سب آپ کے لیے ہے۔"

آفریدی انکار نہ کرسکا۔ ایک طرف ہٹ گیا۔ وہ دونوں سامان لے کر اندر آئے پھر انہوں نے کہا "دروازہ اندر سے بند کردیں۔"

اس نے دروازہ بند کردیا پھر ان کے سامنے صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔ ایک شخص نے کہا "کیا آپ دونوں اس بات پر حیران نہیں ہیں کہ بڑی آسانی سے آپ کے وہ تمام کام ہورہے ہیں جنہیں آپ خود کرنا چاہتے تو اتنی جلدی نہ کرپاتے۔"

دوسرے شخص نے کہا "آپ دونوں ممبئی سے یہاں چلے آئے۔ آپ کے کسی دشمن نے نہیں روکا۔ آپ کو آسانی سے یہاں آنے کا ویزا مل گیا۔ اب یہاں سے چین جانے کا ویزا بھی مل چکا ہے اور اب یہ آپ دونوں کے ٹکٹ ہیں۔ کل کی ایک بجے والی فلائٹ میں آپ دونوں کی سیٹیں ریزرو ہوچکی ہیں۔"

صوفیہ نے کہا "ہم دونوں حیران ہیں لیکن ہمارا ذہن کہتا ہے کہ جو کچھ ہورہا ہے ہمارے لیے بہتر ہورہا ہے۔ ہمیں کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچے گا۔"

دلیر آفریدی نے کہا "ہم نہیں جانتے کہ ہمارے دل میں اور دماغ میں ایسا اعتماد کیوں پیدا ہوگیا ہے۔ ابھی آپ۔۔نوں

اندر آئے ہیں۔ میں کسی اجنبی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دیتا لیکن آپ یہاں موجود ہیں اور میں اعتراض نہیں کر رہا ہوں۔"

ایک نے کہا "آپ دونوں نے بابا فرید واسطی صاحب کے ادارے کا نام سنا ہے؟"

صوفیہ نے کہا "ہاں! میں اس ادارے کے بارے میں بہت کچھ سن چکی ہوں۔"

اس شخص نے کہا "ہمارا تعلق اسی ادارے سے ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کے بزرگ اور تمام منتظمین چاہتے ہیں کہ آپ دونوں ٹیلی پیتھی کی دنیا کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کریں۔ یہ معلومات رفتہ رفتہ حاصل ہوتی رہیں گی۔ ہم چند اہم باتیں آپ کو بتانے آئے ہیں۔"

وہ بتانے لگا "آفریدی صاحب! جب آپ مسجد اقصا میں نماز ادا کر رہے تھے۔ ان لمحات میں جناب تبریزی نے فیصلہ کیا تھا کہ آپ کو بابا صاحب کے ادارے میں ایک دن آنا ہے۔ اس سے پہلے آپ کو ایک مشن پر چین جانا ہے۔ اسی لیے آپ بے اختیار ممبئی سے سفر کرتے ہوئے اسلام آباد پہنچے ہیں اور اب جمہوریہ چین جائیں گے۔ آپ دونوں کے دماغوں میں ہمارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں موجود رہتے ہیں۔ اگر وہ خیال خوانی کے ذریعے آپ لوگوں سے گفتگو کریں تو انہیں بالکل اپنا سمجھ کر ان سے گفتگو کیا کریں۔"

آفریدی نے کہا "وہ ہمارے دماغوں میں کیسے موجود رہتے ہیں؟ ہم تو اپنے دماغ میں آنے والوں کو چھینکیں مار کر بھگا دیتے ہیں۔"

"آپ پر روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایسا عمل کیا گیا ہے کہ آپ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے دماغوں میں محسوس نہیں کرتے ہیں۔ وہ اس وقت بھی آپ لوگوں کے دماغوں میں موجود ہیں اور آپ کو رفتہ رفتہ تمام اہم باتیں سمجھاتے رہیں گے۔"

آفریدی نے پوچھا "کیا ہمارے دماغوں میں رہنے والے ابھی ہم سے باتیں کر سکتے ہیں۔"

دوسرے ہی لمحے میں آفریدی نے اپنے اندر کسی اجنبی کی آواز سنی "مسٹر آفریدی! میں آپ سے مخاطب ہوں۔ آپ کے دماغ میں ہوں لیکن جب آپ اپنی وائف کے ساتھ تنہا ہوتے ہیں تو ہم آپ کے دماغوں سے چلے جاتے ہیں۔ آپ کی تنہائی میں اور آپ کے ذاتی معاملات میں مداخلت نہیں کرتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ ہم پر اعتماد کریں اور ہماری ہدایات پر عمل کرتے رہیں۔"

دوسری طرف صوفیہ سے بھی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا سراغ رساں ایسی ہی باتیں کر رہا تھا۔ صوفیہ نے آفریدی سے کہا "میں بھی اپنے دماغ میں ایک اجنبی کی باتیں سن رہی ہوں۔ اور ایسا لگ رہا ہے جیسے اب وہ ہمارے لیے اجنبی نہیں رہا ہے۔ ہمیں ان دماغوں میں رہنے والوں پر اعتماد کرنا چاہیے۔"

آفریدی نے کہا "ہم ممبئی سے یہاں تک ایسے حالات سے گزرتے آ رہے ہیں کہ اب ہمیں بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں اور ٹیلی پیتھی جاننے والے دوستوں کے بارے میں یقین ہونے لگا ہے اور بے شک ہمیں ان پر اعتماد کرنا چاہیے۔"

ان دونوں کے دماغوں میں موجود دونوں سراغ رسانوں نے کہا "تم دونوں کا بے حد شکریہ۔"

وہ دو افراد جو سامان لے کر آئے تھے۔ ان میں سے ایک نے بڑے بڑے پیکٹس کھولتے ہوئے کہا "اس پیکٹ میں تم دونوں کے لیے مخصوص ملبوسات ہیں۔ یہ ملبوسات برفانی علاقوں میں پہنے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ دونوں کے لیے ایک ایک پیرا شوٹ ہے۔ سفر کے دوران میں کچھ بھی ہو سکتا ہے لہٰذا یہ احتیاطی تدابیر کی جا رہی ہیں۔"

آفریدی نے پوچھا "کیا ہمیں جہاز پر سوار ہونے سے پہلے پیرا شوٹ باندھ کر جانا ہوگا۔"

"نہیں، تم دونوں اسے اپنے ساتھ رکھو گے۔ اسے کب پہننا ہے، کیا کرنا ہے۔ یہ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں تمہارے دماغوں میں آکر بتاتے رہیں گے۔"

دوسرے نے کہا "یہ دو کٹس ہیں۔ ایک کٹ میں مختلف قسم کے ٹن پیکڈ کھانے، دو شاٹ گن، دو ریوالور اور بے شمار بلٹس وغیرہ ہیں۔ دو ایر شوٹر اور نائلون کی رسیاں بھی ہیں۔ ان سب کا استعمال کب ہوگا، کیسے ہوگا۔ اس سلسلے میں بھی تمہارے دماغوں کو ہدایات ملتی رہیں گی۔"

وہ دونوں تقریباً ایک گھنٹے تک ان دونوں کو بہت سی باتیں بتاتے رہے اور سمجھاتے رہے۔ اس کے بعد ان سے مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے۔ اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے۔ آفریدی نے کہا "کیا خیال ہے کچھ چائے پی جائے سینڈو چز وغیرہ کھائے جائیں؟"

"ہاں! ریفرشمنٹ ہال میں چلیں، کچھ کھائیں گے اسلام آباد کی سیر کریں گے پھر رات کو دیر سے کسی ریستوران میں کھانا کھائیں گے۔"

آفریدی نے ایک کٹ کو کھولتے ہوئے کہا "ہمیں جتنی باتیں بتائی گئی ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے اطراف خطرات ہیں۔ لہٰذا ہمیں ابھی سے محتاط رہنا چاہیے۔" اس نے کٹ میں سے ایک ریوالور اور گولیاں نکال کر صوفیہ کو دیں۔ اس نے انہیں اپنے پرس میں رکھ لیا۔ آفریدی نے دوسرا ریوالور اپنے لباس میں چھپا لیا۔ اس کے ساتھ والے کمرے میں ماسٹر شاؤ چنگ چار سراغ رسانوں کے ساتھ آیا تھا اور چینی سراغ رساں سے ان کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر رہا تھا۔ اس چینی سراغ رساں نے کہا "دو افراد بہت سا سامان لے کر ان کے پاس آئے تھے پھر ان کے کمرے میں ایک گھنٹے تک رہنے کے بعد واپس گئے ہیں۔"

ماسٹر شاؤ چنگ نے کہا "جیسا کہ ہمیں یقین ہوتا جا رہا ہے۔ وہ نوجوان آفریدی بابا صاحب کے ادارے سے آیا ہے اور اس کے ساتھ جو ہے وہ اس کی وائف نہیں ہوگی وہ بھی بابا صاحب کے ادارے کی کوئی تربیت یافتہ ٹیلی پیتھی جاننے والی خطرناک قسم کی چالباز فائٹر ہوگی۔"

ایک سراغ رساں نے کہا "ہم ان سے محتاط رہ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ دونوں چین کیوں جا رہے ہیں اور کیا پیغام لے کر جا رہے ہیں یا کوئی ایسا تحریری معاہدہ جس پر وہ چینی اکابرین کے دستخط کرا سکیں اگر ایسی چیزیں ہوں گی تو ہم انہیں یہیں ضائع کر دیں گے۔"

ان کا ایک جاسوس کمرے کے باہر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے اندر آکر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا "وہ دونوں اپنے کمرے کا دروازہ لاک کر کے کہیں جا رہے ہیں۔"

ماسٹر شاؤ چنگ نے موبائل نکال کر اس پر رابطہ قائم کیا اور کہا "وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے ہیں۔ شاید ہوٹل کے باہر جائیں گے۔ ان کا تعاقب کرو اور جہاں جہاں وہ جاتے رہیں اپنے آدمیوں کو موبائل فون کے ذریعے اطلاع دیتے رہو۔ انہیں روکا جائے اور نہ ٹوکا جائے۔ صرف یہ معلوم کرتے رہو کہ وہ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔ ہم ابھی نکل رہے ہیں۔ ہمیں بتایا جائے کہ وہ لوگ کہاں پہنچ رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم ان سے نمٹ لیں گے۔"

اس نے موبائل فون کو بند کیا۔ وہ سب کمرے سے باہر آکر لفٹ میں آئے پھر انہوں نے گراؤنڈ فلور کا بٹن دبایا۔ لفٹ نیچے جانے لگی لیکن تیسری اور چوتھی منزل کے درمیان پہنچتے ہی اچانک رک گئی۔ ایک نے حیرانی سے کہا "یہ کیا ہوا؟"

ماسٹر شاؤ چنگ نے جھنجلا کر کہا "ہمیں جلدی ہے اور یہ رک گئی ہے۔ نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے۔"

اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر الارم کا بٹن دبایا پھر انتظار کرنے لگا۔ تین چار منٹ کے بعد وہ غصے سے بڑبڑایا "کیا ہوٹل کی انتظامیہ سو رہی ہے، الارم نہیں سن رہی ہے؟"

اس نے پھر الارم کا بٹن دبایا پھر موبائل نکال کر نمبر پنچ کرنے لگا۔ ایک چینی سراغ رساں نے الارم کا بٹن ..... دبایا۔ ماسٹر شاؤ چنگ نے غصے سے کہا "میں دو بار بٹن دبا چکا ہوں۔ تمہارے دبانے سے کیا انہیں خبر ہو جائے گی۔"

وہ ادب سے بولا "سر آپ ناراض نہ ہوں۔ آپ نے دونوں بار الارم کا نہیں، دوسرا بٹن دبایا تھا۔"

وہ حیرانی سے بولا "کیا؟"

پھر اس نے دوسرے سراغ رساں سے پوچھا "کیا میں نے دوسرا بٹن دبایا تھا؟"

سراغ رساں نے کہا "جی ہاں! ہم سوچ رہے تھے۔ آپ وہ دوسرا بٹن دبا کر کیا کرنا چاہتے ہیں۔"

"تم لوگ گدھے ہو۔ جب میں نے غلط بٹن دبایا تھا تو تم اسی وقت الارم کا بٹن نہیں دبا سکتے تھے؟"

پھر وہ چونک کر بولا "کیا واقعی میں دو بار غلط بٹن دباتا رہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ میں ہے۔ اس نے میرے ذہن کو بہکا دیا تھا۔ میں پھر آزما کر دیکھتا ہوں۔"

اس نے ہاتھ بڑھا کر الارم کے بٹن کو دبایا۔ دوسرے سراغ رساں نے کہا "اس بار آپ نے صحیح بٹن دبایا ہے۔"

وہ اطمینان کی سانس لے کر بولا "میرے دماغ میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے۔ شاید میں غصے اور جھنجلاہٹ سے غلط بٹن دباتا رہا تھا۔"

چینی سراغ رساں نے کہا "سر! ہم اپنے اطمینان کے لیے اس الارم کے بٹن کو دبا رہے ہیں لیکن الارم کے بٹن کی سرخ روشنی روشن نہیں ہے۔ وہ بجھی ہوئی ہے اور اس لفٹ کے اندر والی لائٹ بھی بجھی ہوئی ہے۔"

ماسٹر شاؤ چنگ نے کہا "لفٹ کے رکتے وقت ہی یہ لائٹ آف ہو گئی تھی۔ اس وقت تم لوگوں کی آنکھیں نہیں تھیں؟ اس وقت تم بتا نہیں سکتے تھے؟"

"ماسٹر آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اس لیے ہم نے کچھ نہیں کہا۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ میں آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور نہیں دیکھ رہا تھا۔ یعنی کہ میں اندھا ہوں۔"

"ماسٹر آپ غصہ نہ کریں۔ یہ سوچیں کہ لفٹ کیوں بند

ہوگئی ہے یا کسی نے جان بوجھ کر روک دی ہے تاکہ ہم ان دونوں کے تعاقب میں نہ جاسکیں۔"

ماسٹر شاؤچنگ نے تائید میں سرہلا کر کہا "کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔"

بیس منٹ کے بعد لفٹ میں روشنی ہوئی اور وہ نیچے کی طرف جانے لگے۔ گراؤنڈ فلور پر پہنچتے ہی لفٹ کا دروازہ کھلا۔ ہوٹل کا منیجر وہاں کھڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا "سوری' آپ لوگ اتنی دیر لفٹ میں بند رہے۔ پتا نہیں کس نے صرف آپ ہی کی لفٹ کے تمام تار کاٹ دیے تھے۔ ابھی ہم نے انہیں جوڑ کر لفٹ کو کار آمد بنایا ہے۔"

وہ پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ لفٹ رکی نہیں تھی' روکی گئی تھی۔ وہ سب تیزی سے چلتے ہوئے ہوٹل کے باہر آئے۔ پارکنگ ایریا میں ان کی ویگن کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ سب اس میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کرکے تیزی سے احاطے کے باہر جانے لگے۔ ماسٹر شاؤچنگ موبائل فون کے ذریعے پوچھ رہا تھا "وہ دونوں کہاں ہیں؟"

جواب ملا "وہ دونوں شکر پڑیاں گئے ہیں۔"

شکر پڑیاں ایک پہاڑی پر بہت ہی خوب صورت پارک ہے۔ وہاں روشنی کا ایسا انتظام ہے کہ رات کے وقت بھی دن کا سماں رہتا ہے۔ ماسٹر شاؤچنگ نے کہا "وہ جگہ بہت مناسب ہے۔ ان دونوں کو پارک کے کسی ویران حصے میں ٹریپ کیا جاسکتا ہے۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "آپ جلد آنے کی کوشش کریں' ورنہ وہ کسی دوسری جگہ چلے جائیں گے۔"

"کیسے چلے جائیں گے؟ کیا ان کی نگرانی نہیں کررہے ہو؟"

"نگرانی تو کررہے ہیں۔ وہ کہیں جائیں گے تو ہم بھی ان کے پیچھے جائیں گے لیکن آپ تو انہیں شکر پڑیاں کے کسی حصے میں ٹریپ کرنا چاہتے ہیں۔"

"زیادہ باتیں نہ کرو۔ ہم ابھی وہاں پہنچ رہے ہیں۔"

وہ موبائل فون کو بند کرکے بولا "جب میں امریکا میں تھا تو وہاں میرے ماتحت میرے ایک حکم پر تیر کی طرح ٹارگٹ تک پہنچتے تھے۔ یہاں کے مقامی کرائے کے آلہ کار کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔"

"آپ نے یہاں کے مقامی مجرموں کو خریدا ہے۔ یہ صحیح معنوں میں جاسوس نہیں ہیں۔ بس واردات کرنا جانتے ہیں۔"

وہ شکر پڑیاں پہنچ گئے۔ پارکنگ ایریا میں ویگن کار کو

روکا۔ وہاں ان کا ایک مقامی جاسوس موجود تھا۔ اس نے کہا "وہ دونوں ہماری نظروں میں ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ آئیں۔"

ماسٹر شاؤچنگ نے کہا "ہم سب کا ایک ساتھ ان کے سامنے جانا مناسب نہیں ہے۔"

اس نے اپنے چینی جاسوس سے کہا "تم میرے ساتھ آؤ۔ باقی یہاں رہیں گے۔"

وہ مقامی جاسوس کے ساتھ چلتا ہوا تھوڑی دور تک گیا پھر اس مقامی جاسوس نے کہا "وہ دیکھیں دور اسنیک بار کے سامنے وہ دونوں بیٹھے چائے پی رہے ہیں۔"

شاؤچنگ نے کہا "اب تم واپس جاؤ۔"

وہ چلا گیا۔ شاؤچنگ نے اپنے چینی ماتحت سے کہا "ہوشیار رہنا۔ وہاں پہنچتے ہی لوگوں کی نظریں بچا کر انہیں گن پوائنٹ پر رکھ لینا۔"

اس کے ماتحت نے کہا "میں انہیں ان کی جگہ سے ہلنے نہیں دوں گا۔ وہ اپنی جگہ بیٹھے رہیں گے آپ کی باتیں سنتے رہیں گے اور آپ کی باتیں مانتے رہیں گے۔"

وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس میز کے پاس آئے جس کے اطراف صوفیہ اور آفریدی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں بھی اس میز کے اطراف آکر بیٹھ گئے۔ صوفیہ نے ناگواری سے کہا "یہ کیا حرکت ہے؟ یہاں بیٹھنے سے پہلے ہم سے اجازت طلب کرنا چاہیے تھا۔"

شاؤچنگ نے کہا "سوری' اب اجازت طلب کررہے ہیں۔ ہمیں یہاں بیٹھنے دو ہم کچھ کام کی باتیں کریں گے۔"

آفریدی نے کہا "صوفیہ انہیں بیٹھنے دو۔ یوں بھی ہم چین جارہے ہیں اور یہ چینی باشندے ہیں۔"

شاؤچنگ نے پوچھا "تم دونوں چین کیوں جارہے ہو؟"

"اس لیے کہ ہمیں شوگر کی بیماری نہیں ہے۔ ہم چینی بہت پسند کرتے ہیں۔"

"میری بات کو مذاق میں نہ اڑاؤ۔ میں یہاں سنجیدہ معاملے پر گفتگو کرنے آیا ہوں۔"

"وہ سنجیدہ معاملہ کیا ہے؟"

"میں ابھی سوال کرچکا ہوں تم دونوں چین کیوں جارہے ہو؟"

"ہماری شادی ہوئی ہے۔ ہم ہنی مون منانے جارہے ہیں۔"

"پھر احمقانہ جواب دے رہے ہو۔ چین کوئی ہنی مون منانے کی جگہ نہیں ہے۔"

آفریدی نے کہا "کیسی بچوں جیسی باتیں کررہے ہو۔ ...ن میں تقریباً ڈیڑھ ارب افراد ہیں۔ یہ سب شادی کرنے ...بعد ہنی مون کہاں مناتے ہوں گے؟"

چینی ماتحت نے کہا "اے مسٹر! تم ابھی ہماری باتوں کو ...ق میں اڑانا بھول جاؤ گے۔ ذرا میز کے نیچے دیکھو میرے ...تھ میں ریوالور ہے اور تم اس کے نشانے پر ہو۔"

آفریدی نے کہا "نہ تم میز کے نیچے دیکھ رہے ہو نہ میں ...کھ رہا ہوں۔ عجیب اتفاق ہے کہ تمہارا یہ ساتھی میرے ...یوالور کے نشانے پر ہے۔"

شاؤچنگ نے ایک دم سے بوکھلا کر پوچھا "کیا؟... ...بھو... دیکھو گولی نہ چلانا۔"

اس نے ریوالور کو دیکھنے کے لیے ذرا میز کے نیچے سر ...کایا۔ چینی سراغ رساں کی توجہ ذرا اس کی طرف ہوئی۔ ...فریدی نے میز کے نیچے سے ہی اس چینی ماتحت کو ایک زور ...ی لات ماری وہ کرسی سمیت پیچھے الٹ گیا پھر اس سے پہلے ...کہ وہ زمین پر سے اٹھتا۔ آفریدی نے چھلانگ لگا کر قریب ...پہنچ کر اپنا ایک پیر اُس کے ریوالور والے ہاتھ پر رکھ دیا۔

وہ تکلیف سے چیخ پڑا۔ جوتوں سمیت اس کے پاؤں کا ...وزن ایسا تھا کہ کلائی ٹوٹتی ہوئی سی لگ رہی تھی۔ اس کی ...انگلیاں ڈھیلی پڑ گئیں۔ ریوالور کو گرفت میں نہ رکھ سکیں۔ ...ویٹر کھڑے ہوئے اور دوسری میزوں کے اطراف بیٹھے ...ہوئے لوگ قریب آنے لگے۔ آفریدی نے جھک کر اس کے ...ریوالور کو اٹھایا پھر لوگوں کو دکھاتے ہوئے کہا "یہ اس ...کھلونے سے کھیلنے آیا تھا۔ اب یہ کھلونا اس کی موت بن سکتا ...تھا۔"

ایک شخص نے حیرانی سے کہا "چین تو ہمارا بہترین ...دوست ہے پھر یہ چینی تمہارا دشمن کیوں ہے؟"

صوفیہ نے آگے بڑھ کر کہا "اس کا تعلق چین سے نہیں ...ہے۔ آپ لوگ ایک ہی جیسی شکل و صورت سے دھوکا نہ ...کھایا کریں۔ یہ لوگ برٹش ہانگ کانگ یا امریکی چائنا ٹاؤن ...سے آتے ہیں اور طرح طرح کی سازشوں سے پاکستان اور ...چین کی دوستی کو کمزور بنانا چاہتے ہیں۔"

پاکستانی عوام چین سے گہری دوستی کے جذبات رکھتے ...ہیں۔ چین کے خلاف کوئی بات ہو تو سننا گوارا نہیں کرتے ...تھے۔ انہوں نے جب سنا کہ چینی سراغ رساں دشمن ہیں تو ...سب اس کی پٹائی کرنے لگے۔ کچھ تعلیم یافتہ لوگوں نے سمجھایا ...کہ قانون ہاتھ میں نہ لو۔ یہ غیر ملکی دشمن ہیں۔ اسے تھانے ...لے چلو۔"

مگر لوگ جوش اور جذبات میں آتے ہیں تو پھر کسی کی نہیں سنتے۔ انہوں نے اس چینی سراغ رساں کو مارتے مارتے ادھ مرا کردیا۔ ایک پولیس انسپکٹر اور چار سپاہی آگئے۔ انہوں نے بڑی مشکلوں سے لوگوں کو دور کرتے ہوئے اس چینی سراغ رساں کو اپنی سیکیورٹی میں لیا۔ آفریدی سے بولا "اس کا ریوالور ہمیں دو اور تھانے چل کر اپنا بیان لکھواؤ۔"

آفریدی نے کہا "ہم بھی غیر ملکی ہیں۔ کل چین جانے والے ہیں۔ تھانے' پولیس کے چکر میں اپنا وقت ضائع نہیں کریں گے۔ آپ سفارتی سطح پر کارروائی کریں' پرل ہوٹل کے کمرا نمبر ۱۷۱ میں آئیں۔ ہم اپنا بیان دیں گے۔"

صوفیہ اور آفریدی نے انہیں اپنے کاغذات دکھائے۔ پولیس انسپکٹر کسی بھی غیر ملکی کو جبراً تھانے نہیں لے جاسکتا تھا۔ اس نے کہا "ٹھیک ہے' ہم سفارتی سطح پر کارروائی کریں گے۔"

آفریدی نے کہا "اس کے ساتھ ایک اور چینی شخص ہے۔"

ان سب نے آس پاس اور دور تک دیکھا۔ شاؤچنگ نظر نہیں آیا۔ اس ہنگامے کے دوران میں بھیڑ لگنے سے فائدہ اٹھا کر فرار ہوگیا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے دو سراغ رساں صوفیہ اور آفریدی کے دماغوں میں سیکیورٹی گارڈ کی حیثیت سے رہتے تھے۔ ان میں سے ایک نے آفریدی سے کہا "آپ یہاں سے چلیں۔ ہم جانتے ہیں۔ وہ کہاں گیا ہے۔"

صوفیہ اور آفریدی وہاں سے چلتے ہوئے پارکنگ ایریا میں اپنی رینٹڈ کار کے پاس آئے۔ صوفیہ نے کہا "میں ڈرائیو کروں گی۔ تم آرام سے بیٹھو اور اپنے دماغ میں آنے والے محافظ سے باتیں کرو۔"

وہ دونوں کار میں بیٹھ گئے۔ صوفیہ نے کار اسٹارٹ کی پھر اسے ڈرائیو کرتے ہوئے' شکر پڑیاں سے باہر نکل گئی۔

شاؤچنگ نے موقع سے فائدہ اٹھایا تھا۔ جب وہاں بھیڑ لگنے لگی اور اس کے چینی ماتحت کی پٹائی ہونے لگی تو وہ وہاں سے فوراً ہی نکل بھاگا۔ دوڑتا ہوا ویگن کار کے پاس آیا۔ وہاں اس کے چار سراغ رساں انتظار کررہے تھے۔ اس نے کہا "فوراً گاڑی اسٹارٹ کرو۔ یہاں سے نکل چلو گڑبڑ ہوگئی ہے۔"

وہ سب گاڑی میں بیٹھ گئے۔ ایک نے اسے آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا "کیا بات ہے آپ کا وہ ماتحت کہاں

ہے؟"
شاؤچنگ جھوٹ بولنے لگا "اسی کم بخت کی بے وقوفی کی وجہ سے کام بگڑ گیا ہے۔ اس نے وہاں پہنچ کر میز کے نیچے ریوالور نکال کر ان میاں بیوی کو دھمکی دی تھی لیکن وہ نوجوان بہت ہی پھرتیلا تھا۔ اس نے جوابی حملہ کرتے ہوئے اچانک اسے ٹھوکر ماری وہ ریوالور سمیت پیچھے جاکر زمین پر گر پڑا۔ اس طرح وہ قابو میں آگیا۔ لوگ اسے غیر ملکی جاسوس سمجھ کر پیٹنے لگے اگر میں وہاں سے بھاگ کر نہ آتا تو پتا نہیں وہ لوگ میرا کیا حال کرتے پھر میں تھانے، پولیس کے چکر میں پھنس جاتا۔"

ایک سراغ رساں نے کہا "اگر میں آپ کے ساتھ جاتا تو انہیں گن پوائنٹ پر لے آتا۔ یہ اب تک معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ یہاں کیا کررہے ہیں اور چین کس لیے جانے والے ہیں۔"

"ایک تو وہ پیرس سے آئے ہیں دوسرے یہ کہ چین جارہے ہیں۔ تیسرے یہ کہ وہ نوجوان بہت ہی پھرتیلا اور زبردست فائٹر ہے۔ ان سب باتوں سے ظاہر ہے کہ اس کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ اب سمجھنے کے لیے کچھ نہیں رہا ہے۔"

"بہت کچھ ہے۔ یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ چین کیوں جارہا ہے؟ اس کے ساتھ ضرور بابا صاحب کے ادارے کا خفیہ پیغام ہوگا اور چین سے ہونے والے معاہدے کی دستاویزات ہوں گی۔"

دوسرے سراغ رساں نے کہا "وہ دستاویزات ہمارے ہاتھ لگ جائیں گی تو بابا صاحب کے ادارے کے خلاف تحریری ثبوت مل جائے گا۔ وہ مسلمان اس بات سے انکار نہیں کرسکیں گے کہ امریکا کے خلاف وہ چین میں ٹیلی پیتھی کا ہتھیار پہنچا رہے ہیں اور یہ معاہدہ ہوتے ہی چین نے تھائی لینڈ میں ہماری امدادی فوج کے کیمپ کو تباہ کردیا ہے۔"

شاؤچنگ نے کہا "ان میاں بیوی کے پاس ضرور اہم دستاویزات ہوں گی۔ وہ کل یہاں سے جارہے ہیں۔ ابھی کافی وقت ہے ان سے وہ دستاویزات چھین سکتے ہو لیکن پہلے مجھے میری خفیہ رہائش گاہ تک پہنچادو۔"

"کیا آپ ان دونوں کو ٹریپ کرنے کے لیے ہمارے ساتھ نہیں رہیں گے؟"

"کیسے رہ سکتا ہوں؟ وہ میرا ماتحت پتا نہیں پولیس والوں کے سامنے کیا کچھ اگل دے گا۔ ہوسکتا ہے وہ انہیں میری رہائش گاہ تک لے آئے۔ اسی لیے میں اپنی خفیہ رہائش گاہ میں جاکر چھپنا چاہتا ہوں۔ جب تم ان سے دستاویزات چھین لوگے، ہمارا کام بن جائے گا تب میں پولیس والوں کا سامنا کروں گا۔"

وہ چار سراغ رساں اسے اس کی خفیہ رہائش گاہ تک لے آئے۔ اس نے کہا "میرے ساتھ آکر اندر بیٹھو اور پہلے یہ بتاؤ کہ ان دونوں کا تعاقب کس طرح کروگے؟ میں نہیں چاہتا کہ میرے اس ماتحت کی طرح تم لوگ بھی کام بگاڑ دو۔"

وہ سب اس کے ساتھ اس بنگلے کے اندر آئے ڈرائنگ روم میں آکر صوفوں پر بیٹھ گئے۔ ایسے ہی وقت شاؤچنگ نے اپنے موبائل سے بزر کی آواز سنی۔ اس نے موبائل فون نکال کر اسے آن کیا پھر کان سے لگا کر بولا "ہیلو۔۔۔!"

اسے آواز سنائی دی "ہیلو! تم کہاں بچ کر جاؤ گے۔ تمہارے اس ماتحت نے ہمیں تمہارا یہ موبائل نمبر بتایا ہے۔ بہتر ہے خود کو قانون کے حوالے کردو، ورنہ ہم ثابت کردیں گے کہ تم ملک دشمن سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہو۔"

شاؤچنگ نے کہا "موبائل فون نمبر معلوم ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ تم میری خفیہ پناہ گاہ تک کبھی پہنچ نہیں پاؤ گے۔ کبھی مجھے تلاش نہیں کرپاؤ گے۔"

یہ کہہ کر اس نے موبائل فون کو آف کردیا۔ وہ چاروں سراغ رساں اسے حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ وہ بولا "وہی نوجوان تھا، وہ دعویٰ کررہا تھا کہ مجھے ملک کا دشمن ثابت کرسکتا ہے۔"

ایک سراغ رساں نے کہا "مسٹر شاؤچنگ! آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ وہاں ہوٹل سے آتے وقت آپ نے لفٹ کے اندر بار بار الارم کے بٹن کو دبایا جبکہ وہاں کی بجلی گئی ہوئی تھی۔ اب یہاں اپنا فون نکال کر اسے آن کرکے نمبر بھی پنچ نہیں کیے اور یونہی بات کرنے لگے۔"

"میں نمبر کیوں پنچ کروں گا۔ دوسری طرف سے کال آئی تھی۔ کیا تم نے بزر کی آواز نہیں سنی تھی؟"

دوسرے سراغ رساں نے کہا "ہم میں سے کسی نے نہیں سنی تھی۔ فون خاموش تھا۔ آپ نے خوا مخواہ اسے نکال کر اسے کان سے لگا کر پتا نہیں کس سے بات کی ہے۔"

ایک اور سراغ رساں نے کہا "یہ کس سے بات کریں گے؟ ان کے فون پر تو کسی نے کال نہیں کی تھی۔"

شاؤچنگ اپنا سر کھجاتے ہوئے سوچنے لگا۔ اس نے صاف طور سے کسی کی آواز سنی تھی اور وہ اس بات کا تجزیہ نہیں کرسکتا تھا کہ وہ آواز فون کے ذریعے آئی تھی یا دماغ میں

کوئی بول رہا تھا؟

جب خیال خوانی کے ذریعے غائب دماغ بنا کر بات کی جائے تو پتا نہیں چلتا کہ وہ باتیں دماغ میں رہ کر بولی جارہی ہیں یا فون کے ذریعے بولی جارہی ہیں۔

وہ صوفے کے پاس آیا پھر گرنے کے انداز میں اس پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد بولا "میں ایب نارمل نہیں ہوں۔ لفٹ میں بھی نارمل تھا لیکن میں بے اختیار الارم کے بٹن کو دباتا رہا تھا۔ ابھی پورے ہوش و حواس میں رہ کر تم لوگوں سے گفتگو کررہا ہوں پھر میں نے فون پر ایسی باتیں کیوں کیں؟ تم لوگوں کو کیسے سمجھاؤں کہ دوسری طرف سے کوئی بول رہا تھا۔"

ایک نے کہا "اب تو یقین کرنا پڑے گا کہ خیال خوانی کے ذریعے کوئی آپ کے دماغ میں آتا ہے۔ اسی نے لفٹ میں آپ کو غائب دماغ بنا کر الارم کا بٹن بار بار دبانے پر مجبور کیا تھا اور اب اسی نے آپ کے دماغ میں رہ کر آپ کو یہ سمجھایا کہ موبائل فون پر آپ کی کال ہے۔ آپ نے فون نکال کر اسے کان سے لگالیا، بات بھی کی جبکہ ہم سب سن رہے ہیں فون پر بزر کی آواز سنائی نہیں دی تھی۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "اب مجھے بھی شبہ ہے۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ میں آتا ہے۔"

ایک نے کہا "کوئی اور نہیں آتا ہے۔ وہی نوجوان اور اس کی بیوی دونوں ہی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

وہ سہم کر بولا "نہیں، ایسا نہ کہو اگر وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں تو یہ بھی جان گئے ہوں گے کہ یہ خفیہ پناہ گاہ کہاں ہے۔ وہ ادھر سیدھے چلے آئیں گے۔"

ایک نے پوچھا "ابھی تم نے اس فون پر یعنی اپنے دماغ میں اسی نوجوان کی آواز سنی تھی؟"

"ہاں! میں اس پارک میں اس کے قریب میز پر بیٹھا تھا۔ میں نے اس کی آواز اور لب و لہجے کو اچھی طرح سنا تھا۔ وہ مجھے یاد ہے اور ابھی دماغ میں یا فون پر وہی آواز وہی لب و لہجہ سنائی دے رہا تھا۔"

"پھر تو اس میں شبہے کی کوئی گنجائش نہیں رہی ہے۔ وہ نوجوان ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور ابھی آپ کے دماغ میں بول رہا تھا۔"

وہ فوراً ہی اٹھ کر بولا "میں یہاں نہیں رہوں گا۔ بلکہ ہم سب کو فوراً یہاں سے بھاگ جانا چاہیے۔"

ایک سراغ رساں نے پوچھا "بھاگ کر کہاں جائیں گے؟ اس نے تو آپ کے ذریعے ہماری آوازیں بھی سنی ہوں گی۔ وہ ہمارے دماغوں میں بھی آتا ہوگا۔ جب تک وہ ہمیں مخاطب نہیں کرے گا ہمیں پتا نہیں چلے گا لیکن ہمیں یقین ہے کہ ہم سب بری طرح ٹیلی پیتھی کے شکنجے میں پھنس گئے ہیں۔"

"اوہ گاڈ! میں کیا کروں؟"

"ہماری سلامتی اسی میں ہے کہ ہمارا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آجائے اور ہماری مدد کرے۔"

شاؤچنگ نے فوراً ہی ہاٹ لائن پر امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا پھر اسے اپنے خیالات بتاتے ہوئے کہا "ہم بڑی مصیبت میں ہیں۔ وہ نوجوان اور اس کی بیوی دونوں ہی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور وہ ہمارے دماغوں میں آرہے ہیں۔"

دوسری طرف سے اعلیٰ افسر نے جواب نہیں دیا۔ سب ہی نیلماں سے خوف زدہ تھے کہ وہ یوگا جاننے والوں کے بھی دماغوں میں گھس آتی ہے جبکہ تھری جے وغیرہ نے کئی اکابرین کے دماغوں کو مقفل کردیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد شاؤچنگ نے اپنے دماغ میں آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا "ہیلو شاؤچنگ! فوج کے اعلیٰ افسر نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ مجھے صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ تم سب کے دماغوں میں ٹیلی پیتھی جاننے والے آرہے ہیں۔"

"ہاں! پلیز میرے دماغ میں رہو اگر وہ آئیں تو فوراً ہی انہیں بھگادو۔ انہیں میرے اندر ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہ رہنے دو۔"

"میں تمہارے اور ان سراغ رسانوں کے دماغوں سے کسی کو بھگا نہیں سکوں گا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے یوگا کے ماہر ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دماغ میں نہیں آنے دیں گے پھر میں کیسے ان کا راستہ روک سکوں گا؟"

"مجھ سے پوچھ رہے ہو، کیسے راستہ روکو گے؟ تم ہمارے ملک کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہو۔ تمہارا فرض ہے کسی طرح بھی ہماری حفاظت کرو۔"

"زندہ سلامت رہنا چاہتے ہو تو ایک ہی راستہ ہے۔ فوراً یہ شہر اور یہ ملک چھوڑ کر چلے جاؤ۔ تم ان کے راستے کی رکاوٹ نہیں بنو گے تو وہ بھی تمہیں نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

"کیا تم نے برے وقت میں بھاگنے کا مشورہ دینے کے لیے ٹیلی پیتھی سیکھی ہے؟"

"بکواس مت کرو۔ اس شہر کو فوراً چھوڑ دو۔ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یقین ہوجائے گا کہ اب تم ان کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنو گے۔"

"ٹھیک ہے' میں ابھی اس شہر کو چھوڑ رہا ہوں۔ میرے ساتھ یہ چاروں سراغ رساں بھی جائیں گے کیونکہ وہ ان سب کے دماغوں میں آنے لگے ہیں لیکن ان کے پاس جو اہم دستاویزات ہیں ان کو بھی حاصل کرنا ہے۔"

"وہ دستاویزات حاصل کرنا ہماری ذمے داری ہے۔ تم جاؤ۔"

اس نے چاروں سراغ رسانوں سے کہا "چلو ویگن کار کی ٹنکی فل کرالو۔ ہم ابھی لاہور چلیں گے۔"

وہ اپنا ضروری سامان ایک اٹیچی میں رکھ کر ان کے ساتھ جانے لگا۔ اس وقت اس کے دماغ میں آواز ابھری "ہیلو شاؤ چنگ! اگر تمہارے دماغ میں تمہارا وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود ہے تو یہ سن لے کہ تم یہاں سے جانے کے بعد بھی زندہ نہیں رہو گے کیونکہ یہاں کل یا پرسوں پھر واپس آؤ گے۔ ہمارا کچھ نہیں بگاڑو گے لیکن ہمارے بعد یہاں جو لوگ آتے جاتے ہیں انہیں نقصان پہنچاؤ گے۔"

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا کینی بال اس وقت شاؤ چنگ کے دماغ میں موجود تھا۔ اس نے کہا "مسٹر! میں تمہاری آواز سن رہا ہوں۔ یہ نہیں جانتا کہ کون ہو۔ میرے لیے اتنا یقین کرنا ہی کافی ہے کہ تمہارا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ میں یہ نیک مشورہ تمہیں مفت دے رہا ہوں کہ شاؤ چنگ اور ان چاروں سراغ رسانوں کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ ورنہ کل تم اپنی اس بیوی یا گرل فرینڈ کے ساتھ چین جانے والے طیارے میں سوار نہیں ہوسکو گے۔"

"کل بہت دور ہے۔ ابھی ہم ایک ریستوران میں کھانا کھانے جارہے ہیں۔ پہلے ہمیں کھانے سے روک دو' بعد میں ہمیں چین جانے سے روکنا۔"

وہ سب ویگن کار میں جارہے تھے۔ شاؤ چنگ نے کہا "اے مسٹر! ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے! تم خاموش کیوں ہوگئے؟ ہمارے دشمن کی بات کا جواب دو۔"

"یو شٹ اپ! تم خاموشی سے جاؤ یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑے گا۔"

"جب تک ہم لاہور نہ پہنچیں' ہمارے دماغ میں رہو۔ ورنہ یہ کہیں بھی' ہمارے ساتھ کچھ بھی کرسکتا ہے۔"

"میں تم لوگوں کی حفاظت کے لیے آیا ہوں اور حفاظت سے اس شہر کے باہر چھوڑ دوں گا۔"

"نہیں لاہور تک ہمارے ساتھ رہو۔"

"پتا نہیں کتنے گھنٹوں کا سفر ہے۔ میری دوسری بہت اہم مصروفیات ہیں۔ میں صرف تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔"

شاؤ چنگ نے کہا "میں ہاٹ لائن پر امریکا بات کروں گا پھر وہ تمہیں ہمارے ساتھ رہنے پر مجبور کردیں گے۔"

دوسری سوچ کی لہر ابھری۔ آواز آئی "تم دونوں آپس میں کیوں لڑ رہے ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ شہر سے باہر جاؤ گے تو نقصان نہیں پہنچاؤں گا لیکن باہر نہیں جاسکو گے اسی شہر میں رہو گے اور نقصان اٹھاتے رہو گے۔"

کینی بال نے کہا "میں ٹیلی پیتھی کے ہتھکنڈے جانتا ہوں۔ یہ سمجھ رہا ہوں کہ تم کیا کرو گے۔ تم اس گاڑی کے ڈرائیور کے دماغ پر قبضہ جما کر ان پانچوں کو کسی حادثے سے دوچار کرو گے۔ میں جارہا ہوں اور اس ڈرائیور کے دماغ پر قبضہ جما کر رکھوں گا۔"

شاؤ چنگ نے چیخ کر کہا "نہیں.... ہرگز نہیں۔ میرے دماغ سے نہ جانا۔ تم میرے پاس رہو۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ ڈرائیور نے کہا "مسٹر شاؤ چنگ آپ اطمینان سے بیٹھے رہیں۔ میں اس ڈرائیور کی زبان سے بول رہا ہوں۔ آپ لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

ان کی گاڑی راولپنڈی کی ایک شاہراہ سے گزر رہی تھی۔ اچانک ایک سراغ رساں نے اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگادی۔ گاڑی کی رفتار بہت تیز تھی۔ وہ چھلانگ لگاتے ہی بجلی کے کھمبے سے ٹکرایا۔ گاڑی اچانک رک گئی پھر اس میں بیٹھے ہوئے اس کے ساتھی اس کے پاس آئے تو دیکھا۔ وہ بجلی کے کھمبے سے ٹکرانے کے بعد تڑپ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ قریب جاکر اسے سہارا دیتے۔ اس نے دم توڑ دیا۔ کینی بال نے شاؤ چنگ سے کہا "تم سب فوراً یہاں سے جاؤ۔ ورنہ پولیس کیس میں پھنس جاؤ گے۔"

وہ سب کے سب دوڑتے ہوئے گاڑی میں واپس آکر بیٹھ گئے۔ شاؤ چنگ نے کہا "میں نے پہلے تم سے کہا تھا میرے دماغ میں رہو۔ وہ دشمن مجھے بھی چلتی گاڑی سے چھلانگ لگانے پر مجبور کردے گا۔"

کینی بال نے کہا "میں تمہارے دماغ میں رہوں گا تو وہ گاڑی چلانے والے کے دماغ پر قبضہ جمائے گا اور اس گاڑی کو کہیں لے جاکر ٹکرا دے گا۔"

وہ بحث میں الجھ گئے تھے اور گاڑی چلانے والا غائب دماغ ہوگیا تھا۔ گاڑی کو تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتا ہوا پولیس اسٹیشن کے احاطے میں لے آیا پھر اس نے وہاں کی ایک دیوار سے اسے ٹکرا دیا۔ ٹکر ایسی زبردست تھی کہ اندر بیٹھے ہوئے تمام افراد ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ آگے بیٹھنے والے ونڈ اسکرین کے شیشے سے ٹکرائے تو شیشہ چکناچور

ہوگیا اور وہ دونوں لہولہان ہوگئے۔

بہت سارے سپاہی دوڑتے ہوئے وہاں آئے۔ کینی بال نے کہا "لعنت ہے تم لوگوں پر' آخر پولیس کے ہتھے چڑھنے آگئے۔"

اس بار شاؤ چنگ کوئی جواب نہ دے سکا۔ اگلی سیٹ پر بیٹھنے کے باعث وہ ونڈ اسکرین کے شیشے سے ٹکرایا تھا۔ ٹوٹے ہوئے شیشے کے درمیان اس کی گردن پھنس گئی تھی۔ ایک شیشے کی نوک اس کے حلق میں پیوست ہوگئی تھی۔ وہ ذرا سا تڑپنے کے بعد ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا پڑ گیا۔

○☆○

نارنگ نے پہلے صوفیہ اور دلیر آفریدی میں زیادہ دلچسپی نہیں لی تھی۔ اس نے الپا سے کہا تھا اگر دلیر آفریدی میں کوئی غیر معمولی صلاحیت ہوگی تو اسے اپنا معمول بنا کر اس کی صلاحیت سے فائدہ اٹھائے گا۔

جب نارنگ' صوفیہ کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرنے اور اس پر تنویمی عمل کرنے میں ناکام ہوا' تب اسے یقین ہوا کہ دلیر آفریدی ایک غیر معمولی جوان ہے۔

وہ ثانی کو نیلماں سمجھ رہا تھا اور ثانی' نیلماں کی حیثیت سے اس کی بیٹی بن گئی تھی۔ اس نے ثانی کو مخاطب کیا "نیلماں! بڑی حیرانی کی بات ہے؟"

ثانی نے ہی آمنہ کے ذریعے صوفیہ اور آفریدی پر روحانی عمل کرایا تھا۔ وہ انجان بن کر نارنگ سے بولی "کیا ہوا باپو؟"

وہ بولا "پہلے ہم صوفیہ کے دماغ میں آسانی سے پہنچ گئے تھے۔ دلیر آفریدی نے صوفیہ کو جھٹکنے کے لیے کہا تو اس کے جھٹکتے ہی ہم اس کے دماغ سے باہر نکل گئے تھے۔"

"یہ تو میں جانتی ہوں مگر حیرانی کی بات کیا ہے؟"

"اس دلیر آفریدی نے صوفیہ پر کسی طرح کا عمل کیا ہے۔ میں اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرنا چاہتا ہوں مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہورہا ہے۔"

"یہ کیسے ہوسکتا ہے باپو؟"

"یہی ہورہا ہے۔ ابھی صوفیہ کے دماغ میں چل کر دیکھو۔"

وہ نارنگ کے ساتھ خیال خوانی کے ذریعے صوفیہ کے دماغ میں آئی۔ اس نے سانس روک لی۔ وہ دونوں اس کے دماغ سے نکل آئے پھر انہوں نے دلیر آفریدی کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو وہاں بھی ناکامی ہوئی۔ وہ بولی "باپو! ان دونوں میں کوئی غیر معمولی صلاحیت نہیں تھی پھر وہ پندرہ بیس منٹ کے اندر ہی خیال خوانی کی لہروں سے محفوظ کیسے ہوگئے؟"

"نیلماں بیٹی! میری عقل کام نہیں کررہی ہے۔"

"باپو! یہ بڑا پیچیدہ معاملہ ہے۔ آپ اسے سمجھنے کی کوشش کریں۔ میں اپنے معاملات میں بہت مصروف ہوں۔ ابھی جارہی ہوں۔ جلد ہی آپ سے رابطہ کروں گی۔"

ثانی' نیلماں کی حیثیت سے اسے الجھا کر چلی گئی۔ نارنگ کے دماغ میں یہ بات نقش ہوگئی کہ دلیر آفریدی چھپا رستم ہے۔ بہت گہرا ہے۔ کسی نہ کسی طرح اس کی اصلیت معلوم کرنا چاہیے۔ اسے تلاش کرنا' اس کا سامنا کرنا' پھر اسے ٹریپ کرنا چاہیے۔

اس نے سوچا "اس سلسلے میں الپا سے بات کرنا چاہیے لیکن الپا نے وچ ڈاکٹر کے ذریعے اپنے دماغ کو بظاہر مردہ بنالیا تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اس سے رابطہ نہیں کرسکتا تھا۔ بھیما کے ذریعے رابطہ ہوسکتا تھا۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ بھیما کے دماغ میں پہنچا مگر اس نے سانس روک لی۔ ایسا پہلے نہیں ہوا تھا۔ بھیما اس کی آمد پر سانس نہیں روکتا تھا۔ اب یہ سمجھ میں آیا کہ الپا نے اس کے دماغ کو بھی لاک کردیا ہے۔

وہ دوسری بار اس کے دماغ میں پہنچتے ہی بولا "بھیما! میں ہوں نارنگ۔ مجھ سے بات کرو۔ سانس نہ روکو۔"

اس نے سانس روک لی۔ نارنگ کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ ویسے اس کے دماغ میں چند سیکنڈ رہ کر یہ معلوم ہوا کہ وہ ممبئی کے مضافات میں بھوانی گھاٹ کے تلیا کنارے بیٹھا ہوا ہے۔

نارنگ فوراً ہی اپنی جھونپڑی سے باہر آکر ایک کچی سڑک کی طرف جانے لگا۔ وہ بھی تپسیا کے دوران ممبئی کے مضافات کے ایک شمشان گھاٹ میں رہتا تھا۔ آئندہ ایک شاندار شہری زندگی گزارنے والا تھا۔

وہ کچی سڑک پر پہنچا۔ وہاں ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔ ایک شخص کار کا پہیہ بدل رہا ہے۔ دو افراد کار سے ٹیک لگائے باتیں کررہے تھے۔ ان میں سے ایک باتوں کے دوران میں ایک ریوالور کو رومال سے پونچھ رہا تھا۔ نارنگ نے ان کے پاس آکر کہا "میں بھوانی گھاٹ جانا چاہتا ہوں۔ یہاں سے صرف سات کلومیٹر ہے۔"

ریوالور والے نے پوچھا "تم بھوانی گھاٹ جارہے ہو' ہم کیا کریں؟"

دوسرے نے کہا "پوچھتے کیا ہو؟ یہ اپنے باپ کی گاڑی سمجھ کر بیٹھنا چاہے گا۔"

نارنگ نے ایک میلی سی دھوتی پہنی ہوئی تھی۔ جسم کا اوپری حصہ ننگا تھا۔ حلیے سے ننگا بھوکا دکھائی دیتا تھا۔ چالیس دنوں کی تپسیا سے فارغ ہونے کے بعد وہ تین دنوں سے کالے عمل میں مصروف رہا تھا۔ اس لیے حلیے سے "جی مائی باپ" کہنے والا غریب محتاج دکھائی دے رہا تھا۔

کار کا پہیہ تبدیل ہو چکا تھا۔ پہیہ تبدیل کرنے والے نے نارنگ سے کہا "اپنا حال دیکھو۔ ہمارے ساتھ بیٹھنے کے قابل نہیں ہو۔ بولو تو تمہیں ڈکی میں ڈال کر لے جائیں گے۔"

اس بات پر وہ تینوں ہنسنے لگے۔ نارنگ ان تینوں کو خیال خوانی کے ذریعے ہلاک کرکے کار لے جاسکتا تھا لیکن اس نے ریوالور والے سے کہا "تمہارا نام رگھو ناتھ ہے۔ میں تم تینوں کے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں۔ ہائی وے چھوڑ کر اس راستے سے ممبئی جارہے ہو کیونکہ کار کی سیٹوں کے نیچے پچیس کلو ہیروئن کے پیکٹس رکھے ہوئے ہیں۔"

یہ سنتے ہی وہ تینوں چونک گئے۔ رگھو ناتھ نے تیزی سے قریب آکر پوچھا "کون ہو تم؟ تمہیں چھپے ہوئے مال کی خبر کیسے ہوگئی؟"

"میں انتر گیانی ہوں۔ میرے منہ نہ لگو۔ مجھے بھوانی گھاٹ پہنچاؤ گے تو تمہارا مال بھی خیریت سے پہنچ جائے گا۔"

ایک شخص نے کہا "رگھو! یہ بہت خطرناک ہے۔ آگے جاکر ہمارا مال پکڑا دے گا۔ اسے یہیں ٹھائیں کردو۔"

نارنگ نے رگھو کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے ریوالور کو سیدھا کیا پھر ٹھائیں کی آواز کے ساتھ وہ شخص ٹھائیں ہوگیا' جو نارنگ کو ہلاک کرنے کی بات کررہا تھا۔ دوسرے ساتھی نے حیرانی سے کہا "رگھو! یہ تم نے کیا کیا؟ اپنے ہی ساتھی کو گولی ماردی؟ لاؤ ریوالور مجھے دو۔"

اس نے ریوالور چھین لیا۔ رگھو حیرانی سے نارنگ کو دیکھ رہا تھا۔ نارنگ نے کہا "میں نے پہلے ہی سمجھایا تھا' میرے منہ نہ لگو۔"

ریوالور چھیننے والے نے کہا "ابے او کتے! میں سمجھ گیا ہوں' تو جادوگر ہے۔ تو زندہ رہا تو ہم زندہ نہیں رہیں گے۔"

وہ گولی مارنا چاہتا تھا۔ نارنگ نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے ریوالور کو اپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر ٹریگر کو دبایا تو حلق سے چیخ بھی نہ نکل سکی۔ وہ اچھل کر سڑک پر گر کر تڑپنے لگا۔ رگھو ناتھ بری طرح سہم گیا تھا۔ وہ نارنگ کی مرضی کے مطابق ریوالور سڑک پر سے اٹھا کر وہاں سے چلتا ہوا اسٹیئرنگ سیٹ پر آگیا۔ نارنگ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کچھ نہیں کہا اور کار اسٹارٹ ہوکر بھوانی گھاٹ کی طرف جانے لگی۔

الپا نے بھیما کے دماغ کو مقفل کرنے کے بعد سمجھایا تھا کہ وہ ممبئی شہر سے دور جاکر رہے۔ وہ اپنے کچھ چھوٹے بڑے معاملات سے نمٹ کر اس سے رابطہ کرے گی۔ بھیما اکثر ممبئی شہر سے دور بھوانی گھاٹ کی شمشان بھومی میں آکر کالے جادو کے لیے کئی طرح کے منتر یاد کیا کرتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ نارنگ ادھر نہیں آئے گا۔ جبکہ نارنگ وہاں کئی بار جاچکا تھا۔

وہ تلیا کنارے سے اٹھ کر شمشان بھومی کی طرف جانے لگا۔ ایسے ہی وقت وہ کار آکر اس کے سامنے رک گئی۔ رگھو اگلا دروازہ اور نارنگ پچھلا دروازہ کھول کر باہر آئے۔ نارنگ کو دیکھتے ہی بھیما نے چونک کر پوچھا "تم؟"

"بھیما! میں نے تیرے جیسا کتا اور کمینہ نہیں دیکھا۔ تو نے مجھ جیسے گرو کو اپنا غلام بنالیا تھا پھر خود ایک عورت کا غلام بن گیا۔ ایک عورت کا سہارا لے کر مجھ سے چھپتا پھر رہا ہے۔"

"میں تجھ سے کیوں چھپتا پھروں گا؟ میں جوان ہوں۔ تجھ سے زیادہ بلوان (شہ زور) ہوں۔ میرا مقابلہ کرسکے گا۔ تیرا بڑھاپا میرا ایک ہی ہاتھ کھا کر مٹی میں مل جائے گا۔"

نارنگ نے رگھو کے ریوالور سے نشانے پر رکھتے ہوئے کہا "ہاتھ میں ہتھیار ہو تو بوڑھا بھی جوان ہو جاتا ہے۔"

بھیما نے پہلے تو پریشان ہوکر ریوالور کو دیکھا پھر قہقہہ لگایا "نارنگ! تو سٹھیا گیا ہے۔ میری آتما شکتی کو بھول گیا ہے۔ چل گولی چلا۔ تیرے سامنے میرا یہ جسم مرے گا لیکن میں کسی دوسرے جسم میں پہنچ کر زندگی حاصل کرلوں گا۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں گولی ضرور چلاؤں گا۔"

اس نے اچھی طرح نشانہ لے کر ٹریگر کو دبایا۔ گولی چلی اور بھیما کے ایک بازو کی کھال کو ادھیڑتی ہوئی گزر گئی۔ اس نے کراہتے ہوئے زخمی بازو کو تھام لیا۔ نارنگ نے کہا "میں نادان نہیں ہوں کہ تجھے جان سے مار ڈالوں۔ میں تو تجھے غلام بنا کر اپنی ٹھوکروں میں رکھوں گا۔"

بھیما نے گرجتے ہوئے اپنے لباس کے اندر سے ایک لانبے پھل والا چاقو نکالا۔ نارنگ نے ہنستے ہوئے کہا "چھاتو تو ریوالور کے مقابلے میں چاقو سے حملہ کرے گا؟"

"تیری جتنی کھوپڑی ہے' اتنا ہی سمجھتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ مجھے مرجانا چاہیے مگر تیرا غلام نہیں بننا چاہیے۔"

یہ کہتے ہی بھیما نے ایک ہاتھ سے چاقو کو بلند کیا پھر اسے اپنے سینے میں گھونپ لیا۔ نارنگ کو اتنا موقع نہیں ملا کہ اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے ہاتھ سے چاقو گرا دیتا اگر اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کردیتا تو وہ خودکشی نہ کرپاتا اور اس کی گرفت میں رہ کر تنویمی عمل کے ذریعے اس کا غلام بن جاتا۔

لیکن گرو اور چیلے کی یہ جنگ بھیما جیت چکا تھا۔ بظاہر مرچکا تھا مگر اس کی آتما کہیں جاکر ایک نئی زندگی حاصل کرچکی ہوگی۔

○☆○

لیزی گارڈ اپنے مشن میں بڑی حد تک کامیاب رہا تھا۔ اس نے سنگاپور میں سمندر کے ساحل پر پال پوٹ کو ڈھونڈ نکالا تھا لیکن وہ یہ نہیں سمجھ پایا تھا کہ جن دو جوانوں کو آلۂ کار بنا کر پال پوٹ تک پہنچا رہا ہے۔ وہ دونوں پارس اور پورس ہیں۔ ان سب کے درمیان عجیب چکر چل رہا تھا۔ پارس اور پورس یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ ثانی اور ثنایۃ یعنی جینی کے قریب ہیں۔ وہ انہیں نئی گرل فرینڈز سمجھ کر خوش ہورہے تھے۔

بہرحال لیزی گارڈ جب پال پوٹ کے قریب پہنچ رہا تھا تو اس وقت اس کے ساتھ کینی بال بھی تھا۔ ایسے وقت ثانی نے مکاری دکھائی تھی۔ ایک بچے کے ذریعے پال پوٹ کی آنکھوں میں مٹھی بھر ریت پھینک دی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایسی تکلیف ہوئی تھی کہ وہ سانس روکنا بھول گیا تھا اور ثانی اس کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔

لیزی گارڈ اور کینی بال بھی پہنچ سکتے تھے لیکن اس سے پہلے ہی ثانی نے نیلماں کی حیثیت سے ان سب کو مخاطب کیا تو لیزی گارڈ اور کینی بال کو چپ لگ گئی۔ دونوں اس خیال سے سہم گئے کہ آواز نکالیں گے۔ اپنا لب ولہجہ سنائیں گے' تو نیلماں ان کے دماغوں میں گھس آئے گی۔

لیزی گارڈ نے کہا "کینی بال اب تم کسی آلہ کار کو بھی اپنی آواز نہ سناؤ۔ وہ چڑیل اگر سن لے گی تو تمہارے ذریعے میرے دماغ میں بھی پہنچ جائے گی۔"

کینی بال نے کہا "میں بالکل خاموش رہوں گا۔ ہمیں اس بات کا اطمینان ہوگیا ہے کہ پال پوٹ اب ہم سے چھپ کر نہیں رہ سکے گا۔ ہم کسی وقت بھی اس کے دماغ میں جاسکتے ہیں۔"

لیزی گارڈ نے کہا "ہاں! ہم انتظار کریں گے۔ خاموشی سے پال پوٹ کے دماغ میں جاتے آتے رہیں گے جب معلوم ہوگا کہ نیلماں موجود نہیں ہے تو ہم پال پوٹ کو اپنا غلام بنالیں گے۔"

"بائی دا وے۔ امریکی اکابرین نے ہمیں حکم دیا ہے کہ پال پوٹ کو پہچانتے ہی اسے ہلاک کردیں۔"

وہ دونوں فیکس کے ذریعے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کو اپنے خیالات بتانے لگے پھر یہ خوش خبری سنائی کہ وہ پال پوٹ تک پہنچ گئے ہیں لیکن نیلماں ان کے راستے کی دیوار بنی ہوئی ہے۔

سب ہی پر یہ دہشت طاری تھی کہ نیلماں یوگا جاننے والوں کے اور مقفل دماغ رکھنے والوں کے اندر بھی گھس آتی ہے۔ اس لیے جے تھری نے جن اہم امریکی اکابرین کے دماغوں کو مقفل کردیا تھا وہ اپنی آواز اور لب ولہجہ کسی کو نہیں سناتے تھے۔ صرف فیکس کے ذریعے باتیں کرتے تھے اور جب جواب دینا ہوتا تو وہ اپنے دماغ میں سوچتے تھے اور ان کے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے اندر آکر جوابات سن لیا کرتے تھے۔ اس وقت بھی فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "نیلماں کو دیوار بننے دو۔ پال پوٹ کو زندہ نہ چھوڑو۔ کسی بھی آلۂ کار کے ذریعے اسے گولی ماردو۔"

لیزی گارڈ نے کہا "ہم نے بہت عرصے بعد نیلماں کی بھی آواز سنی ہے۔ میں سوچ رہا ہوں اگر ہم خاموشی سے پال پوٹ کے دماغ میں رہا کریں اور نیلماں کی باتیں سنتے رہیں تو شاید یہ سراغ مل سکے کہ وہ تھائی لینڈ کے کس شہر یا کسی قصبے میں چھپی ہوئی ہے۔"

جواب میں کہا گیا "وہ بہت چالاک ہے پال پوٹ پر تنویمی عمل کرکے اس کے دماغ کو مقفل کردے گی تو اتنی مشکلوں سے ہاتھ آنے والا پال پوٹ بھی تمہارے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔"

"میں اور کینی بال باری باری اس کے دماغ میں رہا کریں گے۔ جب بھی نیلماں اس پر تنویمی عمل کرنا چاہے گی۔ ہم بڑی خاموشی سے اس کے عمل کو ناکام بنادیا کریں گے۔"

تمہاری یہ بات درست ہے کہ نیلماں کے خفیہ اڈے کا بھی سراغ لگانا چاہیے لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ تھائی لینڈ کمبوڈیا اور لاؤس میں ہمارے خلاف جگہ جگہ محاذ بن رہے ہیں۔ ہم بڑھتے ہوئے دشمنوں سے تنگ آگئے ہیں۔ ان کی تعداد کم کرنا ضروری ہے لہٰذا پال پوٹ کو فوراً گولی مارو ابھی کسی کو آلہ کار بناؤ۔"

"دو نوجوان ہمارے آلہ کار ہیں۔ جن کے ذریعے ہم پال پوٹ کے قریب پہنچے تھے۔"

"وہاں یہ کام تنہا کرو۔ کینی بال کو اپنے ساتھ مصروف نہ رکھو۔ پاکستان میں ہمارے چائنا ٹاؤن کے سراغ رسانوں کو اس کی ضرورت ہے۔"

"کینی بال آپ کے پاس آرہا ہے۔ میں پال پوٹ کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کررہا ہوں۔"

اس نے کینی بال سے واپس جانے کے لیے کہا پھر پارس کے دماغ میں آگیا۔ اس نے اور کینی بال نے ان دونوں بھائیوں پارس اور پورس کو آلہ کار بنایا ہوا تھا۔ ان کی اصلیت سے ناواقف تھے۔ اس نے پارس سے پوچھا "اپنی محبوبہ سلوانا کو چھوڑ کر کہاں جارہے ہو۔ کیا اس نے گھاس نہیں ڈالی ہے؟"

پارس نے کہا "تم ہمارے ذاتی معاملات میں مداخلت نہ کرو۔ میں تمہاری ٹیلی پیتھی کے سامنے بے بس ہوں۔ تمہیں مجھ سے جو کام کرانا ہے وہ کراؤ اور میرے دماغ سے جاؤ۔"

"میں نے تمہارے خیالات پڑھ کر معلوم کیا ہے کہ تمہارے پاس ریوالور یا پستول وغیرہ نہیں ہے۔"

"میں ایسے ہتھیار نہیں رکھتا نہ میرا کوئی دشمن ہے نہ میں کبھی کسی سے دشمنی کرنا چاہتا ہوں۔"

"لیکن میرے لیے تم دشمنی کرو گے اور اس بدھ کے پجاری کو گولی مارو گے۔ جو یہاں ساحل پر اپنے بھکشوؤں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اور دماغی تکلیف سے تڑپنے لگا تھا۔"

"ہاں! کوئی نیلماں اس کے دماغ میں آئی تھی اور اسے تکلیف پہنچا رہی تھی۔ تم عجیب آدمی ہو ایک تو وہ پہلے ہی تکلیف میں مبتلا تھا اب اسے گولی مارنے کی بات کررہے ہو۔"

تم فضول باتیں نہیں کرو' جو میں کہوں وہی کرو ورنہ تم بھی ایسی ہی دماغی تکلیف سے تڑپنے لگو گے۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ جب ہم کسی کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرتے ہیں تو اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ ایسے وقت وہ زندگی سے گھبرا کر مرجانا چاہتا ہے۔"

پارس نے سہم کر کہا "نہیں' میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ تم جیسا کہو گے ویسا ہی کروں گا لیکن میرے پاس ریوالور نہیں ہے۔"

"تم یہاں کے سب سے بڑے بدھ مندر میں جاؤ پال پوٹ وہاں کے آشرم میں موجود ہے۔ تمہارے وہاں پہنچنے تک میں ایک ریوالور کا انتظام کردوں گا۔ کسی آلہ کار کے ذریعے وہ ریوالور تم تک پہنچادوں گا۔"

وہ دماغ سے چلا گیا۔ پارس نے سمجھ لیا کہ اس کی سوچ کی لہریں اب دماغ میں نہیں ہیں۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے ثانی کو مخاطب کیا پھر کہا "امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے ذریعے پال پوٹ کو قتل کرانا چاہتا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ میں مندر کے آشرم میں جاؤں۔ اس وقت تک وہ ایک ریوالور مجھ تک پہنچادے گا۔"

ثانی نے کہا "تم اس کے حکم کی تعمیل کرو ابھی میں پال پوٹ ہی کے دماغ میں ہوں۔ یہ تمہیں آشرم میں نہیں ملے گا۔"

"میری جان تم کہاں ملوگی' کب ملوگی؟"

"تم نے دعویٰ کیا تھا کہ مجھے ڈھونڈ نکالو گے اور اگر ناکام ہوئے تو یہ بڑے شرم کی بات ہوگی کہ ایک شوہر ہو کر اپنی بیوی کو پہچان نہیں پاتے ہو اور محبت کا زبانی دعویٰ کرتے رہتے ہو۔"

"تم کیا جانو کہ میں کس قدر دل کی گہرائیوں سے تمہیں چاہتا ہوں۔"

"تو پھر اپنی چاہت کا ثبوت دو۔"

"ٹھیک ہے۔ یہ پال پوٹ کا معاملہ نمٹا لینے دو پھر میں اڑتالیس گھنٹے کے اندر ہی تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔"

"ہوں' اب تمہارے لہجے میں اصلی پارس بول رہا ہے۔ وہ پہلے والی شوخی اور شرارت نہیں ہے۔"

"سنبھل جاؤ' میں آرہا ہوں۔"

"اور میرے دماغ سے جارہے ہو۔"

ثانی نے سانس روک لی۔ وہ اس کے دماغ سے نکل آیا۔ سب سے بڑا بدھ مندر وہاں سے بہت دور تھا۔ اس نے ساحلی سڑک پر آکر ایک رکشے والے کو روکا۔ اس میں بیٹھ کر اس مندر اور آشرم کی طرف جانے لگا۔ ایسے وقت اسے پورس نظر آیا۔ وہ ثباتہ کے ساتھ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر کہیں جارہا تھا۔ پارس نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا "یہ تم کہاں جارہے ہو۔ ثباتہ حسین ہے' مقناطیس بھی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مجھے چھوڑ کر کچھ بتائے بغیر کہیں چلے جاؤ۔"

"بھئی' یہ عشق و محبت کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ ایک چاہنے والا ہوتا ہے' ایک چاہنے والی ہوتی ہے اور کوئی آئے تو اسے کباب میں ہڈی کہتے ہیں۔"

"اچھا تو میں ہڈی ہوں۔ مجھے پھینک کر کباب ساتھ لے جارہے ہو۔"

"میں تمہیں پھینک کر نہیں جارہا ہوں۔ تمہاری محبوبہ سلوانا کے پاس چھوڑ کر جارہا ہوں۔ تمہاری جلی کٹی باتوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ سلوانا نے تمہیں زیادہ لفٹ نہیں دی ہے۔"

"جس طرح دونوں ہاتھوں سے خوشیاں سمیٹی جاتی ہیں۔ اسی طرح وہ دونوں ہاتھوں سے مجھے محبت سمیٹنے کا موقع دے رہی ہے لیکن میں کیا کروں ثانی نے مجھے الجھا کر رکھ دیا ہے۔ سلوانا سے عشق کرتے وقت یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ ہمارا عشق کلائمکس پر پہنچنے والا ہوگا تو وہ اچانک آدھمکے گی۔ وہ تو ایک دھمکی بن کر میرے حواس پر مسلط رہنے لگی ہے۔"

"میں کیا کرسکتا ہوں؟ زیادہ سے زیادہ تمہارے حال زار پر افسوس کرسکتا ہوں اور خود ایک کنوارہ ہونے کی حیثیت سے یہ عبرت حاصل کرتا ہوں کہ جوانی کے ایسے شریر دور میں کنوارہ ہی رہنا چاہیے۔ جب شرارت سنجیدگی میں تبدیل ہونے لگے تب شادی کرنی چاہیے۔"

"تم میرے لیے دعا نہیں کرسکتے۔ میں تمہارے لیے بددعا کرتا ہوں کہ ثباتہ تمہاری جوانی کا آخری عشق ہو۔ تم اس کے شدت سے دیوانے ہوجاؤ یا وہ تمہیں اس طرح پھانس لے کہ تم اس سے شادی کرنے پر مجبور ہوجاؤ۔"

"تم دل جلے ہو۔ تمہارے اندر سے ایسی ہی بدبودار جلی کٹی باتیں نکلیں گی۔ بہرحال یہ بتاؤ اب کہاں ہو؟ اور کیا کررہے ہو؟"

"میں اس آشرم کی طرف جارہا ہوں۔ جہاں پال پوٹ اپنے بھکشوؤں کے ساتھ یعنی اپنے جاں باز گوریلوں کے ساتھ موجود ہے۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے مجھے اپنا آلہ کار سمجھ کر حکم دیا ہے کہ میں آشرم میں پہنچتے ہی پال پوٹ کو گولی ماردوں۔ میں نے ثانی کو یہ باتیں بتادی ہیں۔"

پورس' ثباتہ کے ساتھ ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا جارہا تھا۔ ثباتہ نے اسے مخاطب کیا "تم اتنی دیر سے خاموش کیوں ہو؟"

وہ دونوں ٹیکسی ڈرائیور کی موجودگی کے باعث فرانسیسی زبان بول رہے تھے۔ پورس نے کہا "تم میرے اتنے قریب ہو تو میں اپنے دوست کے بارے میں سوچ رہا ہوں' وہ کیسا بور ہو رہا ہوگا۔"

"لیکن وہ تو ساحل پر سلوانا کے پاس آکر بیٹھ گیا تھا۔"

"پاس آکر بیٹھنے سے کیا ہوتا ہے۔ وہ بے چارہ بہت ہی شرمیلا ہے۔ سہما ہوا سا رہتا ہے۔"

"شرمیلا ہونا اور بات ہے اور سہم کر رہنا اور بات ہے۔"

پورس نے ثباتہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے سہلاتے ہوئے کہا "اس میں میری طرح حوصلہ نہیں ہے۔ وہ سلوانا کا ہاتھ اس طرح اپنے ہاتھوں میں نہیں لے گا اور اگر سلوانا اس کا ہاتھ تھامنا چاہے گی تو وہ بدک کر ذرا دور چلا جائے گا۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "تمہارا دوست تو عجیب ہے۔"

"غریب بھی ہے۔ ایک غریب شادی شدہ کو دنیا بھر کی ازدواجی مسرتیں ملتی ہیں لیکن کوئی نئی محبوبہ نہیں ملتی۔ ملتی بھی ہے تو اسے ہاتھ لگانے سے ڈرتا ہے۔"

ثباتہ نے چونک کر کہا "کیا تمہارا دوست شادی شدہ ہے؟"

"نہیں... وہ تو میں نے ایک مثال دینے کے طور پر سمجھایا ہے۔ وہ ایسے ہی شرمیلا اور سہما ہوا سا رہتا ہے۔ جیسے شادی شدہ ہو۔"

"بعض شادی شدہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کسی جوان لڑکی کو محبوبہ بناتے وقت اپنی بیویوں کو بھول جاتے ہیں اور انہیں یوں لگتا ہے جیسے پہلی بار کسی سے محبت کررہے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ ایسے وقت بیوی کو بھول رہا ہو؟"

"یہی تو پرابلم ہے۔ شادی شدہ مرد ایسے وقت بیوی کو بھول نہیں پاتا سہما ہوا سا رہتا ہے کہ کب اچانک بیوی سر پر آپہنچے گی۔"

ثباتہ نے کہا "یہ تو تم مثال دے رہے ہو ورنہ تمہارا دوست شادی شدہ نہیں ہے۔ یہی بات ہے نا؟"

"ہاں! میں کہہ چکا ہوں۔ بلی نو سو چوہے کھا کر بھی پارسا بنی رہتی ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں ابھی میرے دوست نے پورے نو سو چوہے نہیں کھائے ہیں۔ اسے پارسا بن کر رہنے کا حق ہے۔"

"پھر تو تم بھی اپنے بارے میں یہی سوچتے ہوگے کہ جگہ جگہ عشق کرنے کے باوجود تم نے پوری طرح اپنا منہ کالا نہیں کیا ہے۔ تم بھی پارسا ہو اور مجھ سے عشق فرما سکتے ہو۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو؟ کیا مجھ پر شبہ کررہی ہو؟ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم میری زندگی کی پہلی لڑکی ہو۔ یہ تمہارا ہاتھ پہلی بار میرے ہاتھوں میں ورلڈ کپ کی طرح آیا ہے۔ تم میرے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ میری پوری ہسٹری پڑھ لو۔ تب تمہیں یقین آئے گا کہ تمہاری زندگی میں ایک کنوارہ عاشق آیا ہے۔"

ایسے وقت ثباتہ عرف جینی نے اپنی عادت کے مطابق ایک شرارت کی ڈرائیور نے اچانک ہی ٹیکسی کو سڑک کے کنارے لاکر روک دیا پھر اپنی گردن سہلاتے ہوئے پیچھے سر گھما کر ان دونوں کو دیکھنے لگا۔ پورس نے پوچھا "کیا بات

ہے؟"

وہ بولا "ابھی میری گردن میں ایک سوئی چبھی تھی۔ کیا آپ نے چبھوئی تھی؟"

"کیا تم نے پی رکھی ہے؟ ہم یہاں آپس میں باتیں کررہے ہیں۔ تمہاری گردن میں سوئی کس لیے چبھوئیں گے؟ کیا تم سے مذاق کا کوئی رشتہ ہے؟"

"سوری سر! سوئی چبھنے کے بعد جو ہلکی سی جلن رہ جاتی ہے۔ وہ میں ابھی تک محسوس کررہا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی کسی لڑکی کی بہت ہی مختصر سی ہنسی سنائی دی جیسے وہ شرارت کرکے ہنس رہی ہو اور اپنا منہ دبا کر خاموش رہنے کی کوشش کررہی ہو۔"

ثباتہ نے کہا "معلوم ہوتا ہے تم بھی کسی لڑکی سے عشق کرتے ہو۔ وہ تمہارے حواس پر چھائی ہوئی ہے۔"

ڈرائیور نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ وہ پھر اس کے دماغ پر حاوی ہوگئی۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق اثبات میں سرہلا کر بولا "ہاں! میری ایک گرل فرینڈ ہے۔ وہ بہت ہی شریر ہے۔ مجھ سے محبت کرتی ہے لیکن میرے ساتھ رہنے کے دوران میں کسی دوسرے سے ایسی چھیڑ چھاڑ کرتی ہے کہ میں پریشان ہوجاتا ہوں۔ سوچتا ہوں کہیں اس کی وجہ سے جھگڑا نہ ہوجائے۔"

اس کی بات سن کر پورس کو اچانک جینی یاد آگئی۔ جینی بھی یہی کرتی تھی۔ خوامخواہ دوسروں کو چھیڑتی تھی اور ان کے پریشان ہونے سے خوب مزے لے لے کر ہنستی تھی۔

وہ ٹیکسی ڈرائیور پھر اسے اسٹارٹ کرکے ڈرائیو کرنے لگا تھا لیکن ثباتہ نے اپنی شرارت کے ذریعے اس کے خیالات کو جینی کی طرف یعنی اپنی طرف موڑ دیا۔ وہ مخصوص رفتار سے ڈرائیو کرتا ہوا اپنے آپ بڑبڑا رہا تھا "تعجب ہے کہ مجھے بالکل پریما کی ہنسی کی آواز سنائی دی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ میرے دل و دماغ پر چھائی ہوئی ہے اور اس کی ہنسی مجھے خیالوں میں بھی اپنے اندر سنائی دیتی ہے۔"

وہ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی کی رفتار سست کرتا ہوا سڑک کے کنارے رک گیا۔ پورس نے پوچھا "اب کیا ہوا؟"

وہ سر گھما کر بولا "سر! مجھے اپنے اندر پھر اس کی میٹھی ہنسی سنائی دی ہے۔ میں اس کے لیے بے چین ہوگیا ہوں۔ آپ خیال نہ کریں۔ مجھے ٹیکسی کا کرایہ بھی نہ دیں۔ میں ابھی دوسری ٹیکسی روکتا ہوں آپ اس میں بیٹھ کر چلے جائیں۔ میں اپنی پریما کے پاس جاؤں گا۔"

وہ ٹیکسی سے نکل کر باہر گیا پھر ایک ٹیکسی والے کو روک کر اس سے باتیں کرنے لگا۔ پورس اور ثباتہ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر باہر آگئے۔ پورس سوچتی ہوئی نظروں سے اس ٹیکسی ڈرائیور کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے قریب جارہا تھا۔ اس نے کہا "سر! یہ ڈرائیور میرا دوست ہے۔ آپ جہاں جائیں گے۔ یہ لے جائے گا۔ میں جارہا ہوں۔"

وہ جانے لگا تو پورس نے کہا "سنو۔۔۔"

وہ رک گیا۔ پورس نے اس کے قریب جاکر پوچھا "کیا تم نے سوئی کی چبھن اپنی گردن میں محسوس کی تھی؟"

"ہاں سر! میں نے صاف طور سے محسوس کی تھی پھر میں نے ذرا تکلیف بھی محسوس کرکے گاڑی روک دی تھی۔ ورنہ میں تو گاڑی چلاتا رہتا۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اس کی ہنسی تو دوبارہ سنائی دی ہے لیکن سوئی کی چبھن کیسے محسوس ہوئی تھی؟"

پورس نے اس کے شانے کو تھپک کر کہا "شاید میری سمجھ میں کچھ آرہا ہے۔ تم جاؤ۔"

وہ پلٹ کر ثباتہ کی طرف آیا پھر اس کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ایسے وقت وہ جینی کے بارے میں سوچ رہا تھا لیکن یہ نہیں سمجھ رہا تھا کہ جینی خیال خوانی کے ذریعے ایسا کررہی ہوگی۔ اس کا دھیان ثانی کی طرف جارہا تھا وہ سوچ رہا تھا۔ ثانی اسے پریشان کرنے کے لیے اور اسے اس کی گرل فرینڈ سے دور رکھنے کے لیے ایسی حرکتیں کررہی ہے۔

دوسری ٹیکسی اپنی مخصوص رفتار سے جارہی تھی۔ ثباتہ نے ڈرائیور سے کہا تھا کہ اسے سی ویو ہوٹل میں پہنچادے۔ پورس سوچ رہا تھا 'ابھی خیال خوانی کے ذریعے ثانی کو مخاطب کرے اور اس سے التجا کرے کہ ایسے رومانٹک ماحول میں وہ مداخلت نہ کرے اور اس کی گرل فرینڈ سے دور کرنے والی کوئی چال نہ چلے۔

لیکن وہ خیال خوانی نہ کرسکا۔ ثباتہ نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور پوچھا "تمہیں کیا ہوا ہے؟ کیا تم اسی طرح رہ رہ کر خاموش ہوجاتے ہو؟ اور سوچتے سوچتے کہیں دور پہنچ جاتے ہو؟"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"پھر میں کیا سمجھوں؟ آج ہماری پہلی ملاقات ہے۔ ہم پہلی ملاقات میں اتنے قریب ہوں اور تم اپنے خیالات کے بہاؤ میں رہ رہ کر دور چلے جاتے ہو۔"

وہ بڑے ہی جذباتی انداز میں اس کے ہاتھ کو تھام کر بولا "میں کبھی تم سے دور نہیں ہونا چاہتا۔ میں تمہیں کیا بتاؤں۔ تمہیں یاد ہوگا کہ سمندر کے کنارے ایک عورت اس بدھ

کے پجاری کی زبان سے بول رہی تھی اور اپنا نام نیلماں بتا رہی تھی۔"

ثباتہ نے کہا "ہاں مجھے یاد ہے تم اس کا ذکر کیوں کررہے ہو؟"

"اس لیے کہ وہی ابھی میرے دماغ میں دو تین بار آچکی ہے اور میرے خیالات کو دوسری طرف بھٹکا رہی ہے۔ پتا نہیں کیوں ہم دونوں کے درمیان دیوار بننا چاہتی ہے؟"

"کیا وہ نیلماں بہت حسین اور جوان ہے؟"

"میں کیا جانوں؟ اسے دیکھا نہیں ہے۔ پہلی بار سمندر کے کنارے اس کی آواز سنی تھی۔"

"اس نے خیال خوانی کے ذریعے تمہیں دیکھا ہوگا اور دیکھ کر تم پر مرمٹی ہوگی۔ تب ہی یہاں آکر ہم دونوں کے درمیان فاصلہ پیدا کررہی ہے۔"

"اب شاید وہ فاصلہ پیدا کرنے نہیں آئے گی۔ میں نے سوچ کے ذریعے صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ بڑے انتظار کے بعد میری زندگی میں ایک آئیڈیل لڑکی آئی ہے۔ میرے ساتھ ٹیکسی میں بیٹھی ہوئی ہے۔"

ثباتہ نے پوچھا "ایسا کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ وہ تو دشمن بن کر تمہیں مجھ سے چھین لینا چاہتی ہے۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ وہ میرے دماغ سے جاچکی ہے اور جاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ تم جب تک میرے ساتھ رہو گی وہ کبھی میرے دماغ میں نہیں آئے گی۔"

"اس کا مطلب ہے جب میں نہیں رہوں گی تو وہ آیا کرے گی؟"

"تم کیوں نہیں رہو گی۔ اب تو میں چاہوں گا کہ تم دن رات میرے ساتھ رہو تاکہ نیلماں کو کبھی میرے دماغ میں آنے کا موقع نہ ملے۔"

وہ خوش ہوکر بولی "پھر تو میں ضرور تمہارے ساتھ رہوں گی۔ ہم دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے نیلماں کو کبھی ہمارے درمیان آنے کا موقع نہیں ملے گا۔"

اس نے مسکرا کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو ثباتہ نے شرما کر اپنا سر اس کے شانوں پر رکھ دیا۔ اس وقت پورس یہ نہ سمجھ سکا کہ وہ خیال خوانی کررہی ہے لیکن اس نے محسوس کیا کہ اس کے دماغ میں کوئی پرائی سوچ کی لہر آئی ہے۔ وہ اپنے طریقہ کار کے مطابق انجان بنا رہا۔ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آنے والا دوست ہے یا دشمن۔ ایسے وقت اسے ایک مختصر سی مترنم ہنسی سنائی دی۔ کسی لڑکی کی ہنسی تھی پھر وہ بولی "جھوٹے، دھوکے باز۔۔۔"

وہ اس کے شانے سے لگی ہوئی تھی۔ پورس رومانٹک موڈ میں آرہا تھا لیکن وہ مختصر سی ہنسی اور اس کے بعد دو مختصر سے الفاظ سن کر وہ چونک گیا۔ اس ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا۔ اس کے حوالے سے پورس، جینی کو کئی بار یاد کرچکا تھا۔ وہ مختصر سی ہنسی اور اس کی آواز سن کر فوراً ہی اسے یقین ہوگیا کہ اس کے دماغ میں جینی بول رہی ہے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے بولا "جینی یہ تم ہو؟"

اسے کوئی جواب سنائی نہیں دیا۔ ثباتہ چونک کر اس کے شانے سے سرہٹاتے ہوئے بولی "کیا تم مجھ سے کچھ کہہ رہے ہو؟"

"نہیں۔۔۔ میں نے تو کچھ نہیں کہا۔"

"میرے دماغ میں ایسی سوچ پیدا ہوئی۔ جیسے میں خود بول رہی ہوں کہ تم مجھ سے کچھ کہہ رہے ہو۔"

"اوہ! میں سمجھ گیا۔ نیلماں ہم دونوں کو پریشان کررہی ہے۔ اب وہ آواز بدل کر، لہجہ بدل کر تمہارے دماغ میں آرہی ہے۔"

"نہیں۔ وہ نیلماں نہیں ہوسکتی۔ شاید میری اپنی ہی سوچ تھی۔ ٹھیک ہے۔ اب ایسی کوئی بات ہوگی تو میں اس پر غور کروں گی۔"

ٹیکسی سی ویو ہوٹل کے احاطے میں پہنچ کر رک گئی۔ وہ دونوں اتر گئے۔ پورس نے ٹیکسی کا کرایہ ادا کیا پھر ثباتہ کے ساتھ ہوٹل کے اندر جانے لگا۔ ایسے ہی وقت اسے ثباتہ عرف جینی کی آواز اپنے دماغ میں سنائی دی "یہ تم کہاں جارہے ہو؟ کس پرائی حسینہ کے ساتھ ہو؟ کیا مجھے بھول چکے ہو؟"

ثباتہ تیزی سے چلتے ہوئے کاؤنٹر کے پاس جاکر ہوٹل کے کمرے کی چابی لے رہی تھی۔ پورس نے پوچھا "جینی میں تمہاری آواز اور لب ولہجہ پہچان رہا ہوں۔ کیا تم ابھی بابا صاحب کے ادارے میں نہیں ہو؟ اگر ہو تو سچ بتاؤ کیا ابھی دوبارہ میرے دماغ میں آچکی ہو؟"

"ہاں! مجھے تو تمہارے پاس آنا ہی ہوگا۔ میں اپنی محبت سے مجبور ہوں مگر تم ہرجائی ہو۔ مجھے بھلا چکے ہو۔"

"نہیں۔۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔"

"ایسی بات نہیں ہے تو یہ تمہارے پاس کون ہے؟"

"بس ایک فرینڈ ہے۔ میں اتنی دور آیا ہوا ہوں۔ تفریح کررہا ہوں اور اس کے ساتھ صرف دوستی کی ہے۔ دوستی سے آگے کوئی بات نہیں ہے۔"

"کوئی بات نہیں ہے تو ہوٹل میں کیوں آئے ہو؟ کیا اس

کے ساتھ کسی کمرے میں جانے والے ہو؟"

وہ ذرا گڑ بڑا گیا پھر بولا "نہیں۔۔۔ کمرے میں جا تو رہا ہوں لیکن وہاں صرف باتیں کروں گا۔ پلیز ابھی مجھے مخاطب کرتی رہو گی تو اس لڑکی سے یہ نہیں کہہ سکوں گا کہ ہم تم خیال خوانی کرنا جانتے ہیں۔ میں نے یہ بات اس سے چھپائی ہوئی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے بھی اپنے دماغ میں چھپا کر رکھو۔ میں تمہیں ڈسٹرب نہیں کروں گی۔ صرف دیکھتی رہوں گی کہ اس لڑکی سے باتیں کرنے کی حد تک دوستی ہے اور اس کے آگے کچھ نہیں ہے۔"

ادھر ثباتہ اس کے دماغ سے واپس آ کر بولی "چلو! یہاں کیوں کھڑے ہو گئے ہو؟"

وہ اس کا ہاتھ کھینچ کر لے جانے لگی۔ پورس بری طرح الجھ کر رہ گیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ جینی اس کے اندر موجود رہے۔ اسے دماغ سے جانے کے لیے کہتا تو وہ ناراض ہو جاتی۔ وہ ہزار دل پھینک سہی لیکن جینی کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ جینی کو دل کی گہرائیوں سے چاہتا تھا اور یہ طے پا چکا تھا کہ آئندہ وہی اس کی شریک حیات ہو گی۔ اس فیصلے کو بابا صاحب کے ادارے میں بھی قبول کیا گیا تھا اور آمنہ نے بھی اسے ہونے والی بہو کی حیثیت سے قبول کیا تھا۔ اسی لیے اسے بابا صاحب کے ادارے میں بلا کر تربیت دی گئی تھی۔ اس کے اندر جو خامی یا کمزوری رہ گئی تھی اسے دور کیا گیا تھا۔

پورس یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ تربیت حاصل کرنے کے تمام مراحل سے گزر چکی ہے اور اب اسے بابا صاحب کے ادارے نے باہر جانے کی اجازت دے دی ہے۔ ثانی نے یہ اجازت حاصل کی تھی اور اسے اپنے پاس بلایا تھا۔ اس نے سلوانا بن کر..... اسے اپنی پرسنل سیکریٹری بنایا ہوا تھا۔

ثباتہ کا کمرا پانچویں فلور پر تھا۔ وہ لفٹ کے ذریعے پانچویں فلور کے کمرے میں جانے تک پورس کا ہاتھ ایسے پکڑے ہوئے تھی جیسے گرفتار کر کے لے جا رہی ہو اور پورس ایک مجرم کی طرح اس کے ساتھ جا رہا تھا۔ اس دوران میں ثباتہ نے پورس سے گفتگو نہیں کی تھی اور نہ ہی اس کے دماغ میں تھی۔ پورس بھی محسوس کر رہا تھا کہ سوچ کی لہریں واپس جا چکی ہیں یعنی جینی اب اس کے دماغ میں نہیں ہے۔ جب وہ ثباتہ کے کمرے کی طرف جانے لگا تو ایسے وقت جینی نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "میں ابھی مجبور ہوں تمہارے دماغ میں نہیں رہ سکتی کیونکہ یہاں بابا صاحب کے ادارے میں مراقبہ ہال کے اندر مجھے معلم کی ہدایت کے مطابق ایک گھنٹے تک مراقبے میں رہنا ہو گا۔ میں بعد میں آ کر دیکھوں گی کہ تم نے کتنی شرافت کے ساتھ اس کمرے میں وقت گزارہ ہے۔ اچھا اب میں جا رہی ہوں۔"

پورس نے محسوس کیا کہ خیال خوانی کی لہریں اس کے دماغ میں نہیں ہیں۔ اس نے اطمینان کی سانس لی۔ کم از کم ایک گھنٹے تک اس اندیشے سے نجات مل گئی تھی کہ جینی مداخلت کرنے آئے گی۔ اس کے سر سے جیسے پہاڑ اتر گیا تھا۔ جینی اگرچہ بوجھ نہیں تھی، اس کے پیار کا پہلا گلاب تھی وہ اسے دل و جان سے چاہتا تھا لیکن اپنی عورت کو جس قدر بھی چاہا جائے لیکن وہ مرد کے پرائیویٹ معاملے میں مداخلت کرتی ہے تو بوجھ ہی لگتی ہے۔

ثباتہ نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا پھر اس کے ساتھ اندر آ کر دروازہ بند کر دیا۔ پورس نے ہاتھ آگے بڑھا کر دروازے کو لاک کر دیا۔ وہ بولی "میں نے دروازہ صرف بند کیا ہے اور تم نے اسے لاک کر دیا ہے۔"

وہ بولا "اس لیے کہ باہر سے کوئی اندر نہ آ سکے اور اندر کی بات باہر نہ جا سکے۔"

"تم بڑے وہ ہو۔"

وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھ کر صوفے کے پاس آئی پھر بیٹھتی ہوئی بولی "چاہے دروازہ لاک کر دیا زبان پر تالے لگا دو۔ اندر کی بات باہر چلی ہی جاتی ہے یا باہر والے اندر چلے آتے ہیں۔"

وہ قریب آ کر صوفے پر بیٹھ گیا پھر بولا "باہر والے اس بند دروازے کے اندر کیسے آ سکیں گے۔"

"بالکل آ سکیں گے جیسا کہ وہ نیلماں تمہارے دماغ میں آئی تھی۔ کیا ابھی وہ اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کمرے کے اندر اور تمہارے دماغ کے اندر نہیں آئے گی؟"

"اوہ! میں نے تم سے کہہ دیا ہے۔ وہ نہیں آئے گی۔ تم اس کا ذکر کر کے رومانٹک ماحول کو چوپٹ کر رہی ہو۔"

وہ بولی "بھوک لگ رہی ہے اور بھوک میں رومانس نہیں ہوتا کیوں نہ کچھ لائٹ کھا پی لیا جائے۔"

"ٹھیک ہے، میں آرڈر دیتا ہوں۔"

وہ فون کی طرف ہاتھ بڑھانے لگا۔ ثباتہ نے کہا "نہیں میں آرڈر دیتی ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنا موبائل فون نکالا۔ پارس نے پوچھا "یہ کیا یہاں فون موجود ہے۔ تم موبائل فون کیوں استعمال کر رہی ہو؟"

وہ ہنستی ہوئی بولی "ذرا شرارت کریں گے، مزہ آئے گا۔"

اس نے ہوٹل کے کچن انچارج کے نمبر پنچ کیے پھر فون کو کان سے لگا کر سنا۔ دوسری طرف سے بولا گیا "یس! کچن سروس۔۔۔"

وہ بولی "روم نمبر ۵۵۵ میں ۵۵۵ کے سگریٹ کا ایک پیکٹ اور ایک بلیک لیبل وہسکی کی بوتل بھیج دو۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "یس میڈم!"

اس نے فون ہنس کر بند کر دیا پھر ہنستی ہوئی پورس کو دیکھنے لگی۔ وہ بولا "یہ کیا۔۔۔؟ تمہارے کمرے کا نمبر ۵۵۵ نہیں ہے بلکہ ۵۵۱ ہے۔"

"ہاں! اور میں نہ وہسکی پیتی ہوں نہ سگریٹ پیتی ہوں۔"

"یہ تم نے شرارت کی ہے۔ اب وہ لوگ تمہارا آرڈر ۵۵۵ نمبر والے کمرے میں پہنچانے جائیں گے۔"

وہ ہنستی ہوئی پھر نمبر پنچ کرنے لگی۔ دوسری طرف سے آواز آئی "یس روم سروس!"

"میں روم نمبر ۷۷۷ سے بول رہی ہوں۔ آج تک سنتی آئی ہوں کہ سیون لکی نمبر ہوتا ہے اور میں تین عدد سیون والے کمرے میں ہوں۔ یہ کمرا تو معلوم ہوتا ہے کسی پرانے زمانے کا کھنڈر ہے۔ یہاں ڈی ڈی ٹی بھی اسپرے نہیں کیا گیا ہے۔ میں نے ایک کاکروچ دیکھا ہے۔ اتنا بڑا ہوٹل اور ایسا ناقص انتظام۔ میں ابھی شکایت کروں گی۔"

دوسری طرف سے گڑ گڑا کر کہا گیا "پلیز میڈم! ہم ابھی آپ کے کمرے کو بالکل صاف ستھرا کر دیں گے۔ بیڈ شیٹ وغیرہ سب بدل دیں گے۔ ابھی ہمارے آدمی آ رہے ہیں۔"

اس نے فون بند کر دیا پھر قہقہہ لگانے لگی۔ پورس اسے حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی ان شرارتوں کے باعث جینی یاد آ رہی تھی۔ وہ ہنستی ہوئی بولی "میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ اب فون کا ریسیور اٹھاؤ اور کچھ سینڈوچز اور چائے کا آرڈر دو۔"

جب وہ ناشتے اور چائے کا آرڈر دینے کا کہہ رہی تھی۔ ان ہی لمحات میں اچانک پارس نے خیال خوانی... پرواز کی اور جینی کے دماغ میں پہنچا تو وہ مراقبے میں نہیں تھی۔ اس کی سوچ کی لہریں جس کے دماغ میں پہنچیں وہ کہہ رہی تھی کہ منہ کیا تک رہے ہو کچھ سینڈوچز اور چائے کا آرڈر دو۔

وہ اچانک ہی اٹھ کر نعرہ مارنے کے انداز میں بولا "وہ مارا۔۔۔"

یہ کہتے ہی اس نے ثباتہ کو دونوں بازوؤں میں اٹھایا پھر ایک گول چکر گھوم کر اسے بستر پر پھینک دیا۔ وہ حیرانی سے بولی "یہ کیا کر رہے ہو؟"

وہ چھلانگ لگا کر بستر پر آیا پھر اسے بازوؤں میں لے کر بولا "تم مراقبے میں نہیں اپنے پورس کے بازوؤں میں ہو۔"

ثباتہ عرف جینی نے مسکرا کر اسے دیکھا پھر شرما کر اس کے سینے سے لگ کر منہ چھپا لیا۔

پورس نے بازی جیت لی تھی۔ اس سے دوستی کرنے کے چند گھنٹے بعد ہی اس نے اپنی جینی یعنی ثباتہ کو پہچان لیا تھا۔ پارس ابھی بھٹک رہا تھا۔ اس کے باوجود ثانی اچھی طرح سمجھ رہی تھی کہ وہ بے حد ذہین ہے اسے تلاش کرنا چاہے گا تو گھنٹوں میں نہیں منٹوں میں تلاش کر لے گا لیکن وہ اپنی عادتوں سے مجبور ہو کر خواہ مخواہ عشقیہ معاملات میں الجھتا جا رہا تھا۔

پارس اس بدھ مندر کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے احاطے کے قریب ہی اس نے رکشے سے اتر کر اس کا کرایہ ادا کیا پھر اس کے مین گیٹ کی طرف جانے لگا۔ ایسے ہی وقت ایک شخص اس کے سامنے آ گیا پھر بولا "تمہارے دماغ میں کوئی ہے؟"

اسی لمحے میں پارس نے اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا "ہاں! اس سے کہو میں تمہارے دماغ میں ہوں۔"

پارس نے سامنے والے سے یہی بات کہہ دی۔ تب اس شخص نے اپنے لباس کے اندر چھپے ہوئے ریوالور کو نکالا پھر اس کی طرف بڑھایا۔ پارس نے اسے فوراً ہی اپنے لباس میں چھپا لیا۔ وہ شخص دوسری طرف چلا گیا۔ پارس مین گیٹ کے پاس آیا۔ وہ گیٹ کھلا ہوا تھا۔ وہاں کے چوکیدار نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ سامنے ہی آشرم کا دفتر تھا۔ وہ اس دفتر کے ایک کاؤنٹر پر جا کر بولا "مہاتما بدھ کے ایک بہت بڑے پجاری یہاں آئے ہوئے ہیں۔ میں انہیں نام سے اور ان کے چہرے سے نہیں پہچانتا ہوں لیکن انہیں آشرم میں جا کر تلاش کروں گا اور ایک ایک پجاری سے پوچھوں گا تو شاید انہیں پہچان لوں گا۔"

کھڑکی کے پیچھے بیٹھے ہوئے بھکشو نے کہا "آپ اس ساتھ والے دفتر میں چلے جائیں۔ آپ کو آشرم میں پہنچا دیا جائے گا۔"

وہ دفتر میں آ گیا۔ وہاں فرش پر سفید اجلی چادر بچھی ہوئی

تھی۔ گاؤ تکیے رکھے ہوئے تھے۔ ایک پجاری دیوار سے لگا' بدھ کا آسن اختیار کیے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے تقریباً چھ بھکشو سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کی آمد پر پجاری نے سر اٹھا کر دیکھا پھر کہا "آؤ بیٹے یہاں بیٹھو۔"

پارس اس کے سامنے کچھ فاصلے پر پلتھی مار کر بیٹھ گیا پھر بولا "میں ایک پجاری کی تلاش میں آیا ہوں۔"

اس پجاری نے کہا "صرف پجاریوں کو تلاش نہ کرو۔ پوجا بھی کرو اگر مہاتما بدھ کے پجاری ہو تو یہاں مندر میں جا کر اگربتی جلانے اور پوجا کرنے کے بعد آشرم میں جا کر ضرور اپنے مطلوبہ پجاری کو تلاش کرو اور اگر تم مہاتما بدھ کے پجاری نہیں ہو' ہندو نہیں ہو' عیسائی ہو تو اپنے گاڈ کی عبادت کیا کرو۔ مسلمان ہو تو اپنے رب کے آگے سجدہ کیا کرو۔ پوجا کرو' عبادت کرو پھر پوجا کرنے والوں کو تلاش کیا کرو۔"

پارس نے کہا "آپ مجھے بہت اچھی نصیحتیں کر رہے ہیں۔ میں آپ کی ہدایات پر عمل کروں گا۔"

پجاری نے کہا "ہم مہاتما بدھ کے پجاری ہیں اور ہمارے مہاتما ایک چیونٹی کو بھی مارنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ کہتے تھے "انسان ہوں' جانور ہوں' کیڑے ہوں' مکوڑے ہوں سب کی زندگی ہوتی ہے۔ جب تم انہیں ان کی زندگی واپس نہیں دے سکتے تو ان سے زندگی بھی نہ چھینا کرو۔"

پارس نے کہا "بے شک' مہاتما بدھ نے بہت اچھی تعلیمات دی ہیں۔"

پجاری نے کہا "بیٹے! میں انہی تعلیمات کی روشنی میں تم سے التجا کرتا ہوں' اپنے ساتھ ہتھیار نہ لے جاؤ۔ تمہارے لباس میں جو ہتھیار ہے اسے یہاں رکھ جاؤ۔ تمہیں واپسی میں مل جائے گا۔"

پارس اس پجاری کو حیرانی سے دیکھ رہا تھا پھر اس نے پوچھا "کیا آپ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا "میں اپنے مہاتما بدھ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا لیکن ہمارے مہاتما کی مہربانی ہے مجھ پر خاص کرم ہے۔ یہاں آشرم میں دکھی انسانیت کے خلاف کوئی بات ہو تو مجھے آگہی مل جاتی ہے۔"

پارس نے پوچھا "اگر کوئی مجرم اور غلط خیالات رکھنے والا آشرم میں آئے تو کیا آپ کو آگہی حاصل ہوتی ہے؟"

"ہاں بیٹے! تم جو پوچھنا چاہتے ہو۔ وہ میں جانتا ہوں۔ یہاں ایک مجرم اپنے کئی مجرم ساتھیوں کے ساتھ آیا تھا۔ ہم نے اسے نہ ٹوکا' نہ روکا۔ اسے یہاں رہنے دیا۔ مجھے جو آگہی حاصل ہوئی تھی۔ اس کے مطابق وہ یہاں کے کسی بھی فرد کو نقصان پہنچانے والا نہیں تھا اور یہاں سے تقریباً آٹھ گھنٹے بعد کہیں منہ چھپائے بھاگ جانے والا تھا۔ جو شخص اپنا ہی مجرم ہو۔ ساری دنیا سے ڈرتا ہو تو وہ کسی کو اب کیا نقصان پہنچائے گا۔ اس کی زندگی خود اس پر بوجھ ہے اور تمہاری اطلاع کے لیے کہہ دوں کہ وہ یہاں سے جا چکا ہے۔"

پارس نے سوچ کے ذریعے کہا "اے! تم میرے دماغ میں ہو۔ کیا اس مہمان پجاری کی باتیں سن رہے ہو؟ یہ لوگ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے ہیں۔ بدھ کی تعلیمات کے مطابق سب کا بھلا چاہتے ہیں۔ اس نے پال پوٹ کا بھی بھلا چاہا لیکن وہ اپنے تمام جرائم کی سزا پا رہا ہے۔ یہاں سے فرار ہو گیا ہے۔"

لیزی گارڈ نے کہا "ہاں! جس وقت یہ پجاری تم سے باتیں کر رہا تھا تو میں اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ یہ درست کہہ رہا ہے۔ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے لیکن برسوں کی تپسیا کے باعث اسے آگہی حاصل ہوتی رہتی ہے۔ یہ درست کہہ رہا ہے۔ پال پوٹ اب یہاں نہیں ہے واپس آجاؤ۔"

پارس نے اٹھتے ہوئے کہا "آپ کا بہت بہت شکریہ' آپ نے بہت اچھی باتیں بتائی ہیں۔ اب میں واپس جا رہا ہوں۔"

پارس نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر اسے پرنام کیا پھر وہاں سے باہر آگیا۔ احاطے کے اندر چلتا ہوا اس سے بولا "تمہارا کام یہاں نہیں ہو سکا۔ جسے شکار کرنا چاہتے تھے وہ جا چکا ہے۔ اب تم بھی میرے دماغ سے جاؤ۔ جب اس کا سراغ ملے گا تو میرے پاس آکر مجھے آلہ کار بنا لینا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ جلد ہی تمہارے پاس آؤں گا۔"

پارس نے دوسرے ہی لمحے میں محسوس کیا کہ اس کے اندر پرائی سوچ کی لہریں نہیں ہیں۔ وہ احاطے سے باہر آکر فٹ پاتھ پر چلنے لگا۔ کچھ فاصلے پر ایک ریستوران تھا۔ وہ وہاں جا کر کچھ ہلکا پھلکا ناشتا کرنے اور چائے پینے کے لیے بیٹھ گیا۔ وہاں سے خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا ثانی کے دماغ میں پہنچا۔ وہ بولی "میں پال پوٹ پر مختصر سا تنویمی عمل کر کے اس کے دماغ کو لاک کر چکی ہوں۔ اب کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکے گا۔"

"اس کے باڈی گارڈز اور جانباز گوریلے کہاں ہیں؟"

"اِدھر اُدھر کہیں بھٹک رہے ہوں گے۔ خود اپنی موت

رے جائیں گے۔ مجھے صرف پال پوٹ کو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دور کرنا تھا۔ اس لیے میں نے اسے ان سے دور کر دیا ہے۔"

"وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ سے یہ کہہ کر گیا ہے کہ پال پوٹ کو تلاش کرنے کے بعد دوبارہ میرے پاس آئے گا۔"

"چلو اس وقت تک تمہیں فرصت ہے۔ مجھے بھی فرصت ہے لیکن میں بہت تھکی ہوئی ہوں۔ پچھلی رات سو نہ سکی تھی۔ اب میں سونے کے لیے جا رہی ہوں۔"

"ثانی! تم بہت مکار ہو تم سونے کے لیے نہیں جا رہی ہو۔ کوئی چال چلنے جا رہی ہو۔"

"اگر میں ایسا کر رہی ہوں تو تم سمجھو کہ میں کیسی چال چلنا چاہتی ہوں۔ تم تو ابھی تک مجھے تلاش نہیں کر سکے پھر میری چال بازیوں کو کیا سمجھو گے؟"

"مجھے چیلنج نہ کرو۔ میں تمہیں تلاش کرنے کے معاملے میں سنجیدہ نہیں ہوں پھر بھی کہتا ہوں کہ کم از کم دو گھنٹے کے اندر تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔"

"اوہو! اتنا زبردست چیلنج پھر تو مجھے بہت محتاط رہنا ہوگا۔"

"تم خواہ کتنی ہی محتاط رہو۔ سمندر کی تہ میں چلی جاؤ' پاتال میں چھپ جاؤ۔ میں تمہیں وہاں سے ڈھونڈ نکالوں گا۔ یہ پارس کی زبان کہہ رہی ہے۔"

یہ کہہ کر وہ اس کے دماغ سے واپس چلا آیا۔ ویٹر کو بلا کر اس نے ناشتے اور چائے کا آرڈر دیا پھر انتظار کرنے لگا۔ اس ریستوران کی دیواریں شیشے کی تھیں شیشے کے آر پار باہر کشادہ سڑک نظر آرہی تھی۔ وہاں سے گزرنے والے بھی دکھائی دے رہے تھے۔ اچھی خاصی چہل پہل تھی۔ مرد' عورتیں' بچے' بوڑھے سب ہی دکھائی دے رہے تھے۔ کیونکہ اس ریستوران کے دونوں طرف بڑے بڑے شاپنگ سینٹرز تھے۔ بیرونی ممالک سے آنے اور شاپنگ کرنے والوں کی خاصی بھیڑ دکھائی دے رہی تھی۔ ایسے ہی وقت اسے سلوانا نظر آئی۔ وہ ایک ٹیکسی سے اتر کر کرایہ ادا کر رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مایوس ہو گیا کیونکہ اس نے پچھلی بار کہا تھا کہ وہ فلرٹ ہے۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کئی ممالک کی سیر کرتی رہتی ہے اور بوائے فرینڈ بدلتی رہتی ہے۔ اس بات نے پارس کو بددل کر دیا تھا۔ وہ اس کی طرف سے منہ پھیر کر چلا آیا تھا۔ ایسے وقت اسے ثانی کی شرم و حیا یاد آرہی تھی اور دل اور دماغ میں یہ بات تھی کہ بیوی ہی سچی وفادار ہوتی ہے۔ دوسری عورتوں سے شرم و حیا اور وفاداری کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

پارس نے جس ویٹر کو چائے اور ناشتے کا آرڈر دیا تھا وہ کسی کام سے ریستوران کے باہر جا رہا تھا۔ ایسے ہی وقت سلوانا کے قریب ایک کار آکر رک گئی۔ اس میں سے ایک خوب رو جوان اتر کر اس کے پاس آیا۔ ویٹر اس کے قریب سے گزر رہا تھا۔ پارس نے اس کے ذریعے اس جوان کی آواز سنی۔ وہ سلوانا سے کہہ رہا تھا "میرا نام آرتھر ہے۔"

اس نے خود کو متعارف کراتے ہوئے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو سلوانا نے کہا "سوری' میں کسی اجنبی سے مصافحہ نہیں کرتی۔"

"تعجب ہے تم اتنی ماڈرن' اتنی اسمارٹ ہو اور مصافحہ کرنے سے انکار کر رہی ہو۔"

"ہر انسان کا اپنا اپنا مزاج اور اپنی اپنی عادت ہوتی ہے۔ بائی داوے تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں نے سمندر کے کنارے تمہیں دیکھا تھا پھر تمہارے تعاقب میں یہاں تک چلا آیا ہوں۔ تم سمجھ سکتی ہو کہ تم کس قدر حسین ہو اور کس قدر پرکشش ہو۔"

"سوری' اگر تم مجھ سے دوستی کرنے آئے ہو تو میں مجبوراً تمہیں مایوس کروں گی۔"

"مگر کیوں؟ کیا میں خوب رو نہیں ہوں' قد آور اور صحت مند نہیں ہوں' میری کار دیکھو اس سے اندازہ کرو کہ میں کس قدر دولت مند ہوں۔ کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔"

"صرف عقل کی کمی ہے۔ تمہاری زندگی میں شاید کوئی ایسی عورت نہیں آئی جو صرف اپنے کسی آئیڈیل سے کسی محبوب سے یا اپنے شوہر سے محبت کرتی ہو اور صرف اسی کو ساری دنیا والوں پر ترجیح دیتی ہو اگر یہ بات تمہاری سمجھ میں آجائے تو پلیز میرے پیچھے نہ آنا۔ آؤ گے تو پچھتاؤ گے۔"

وہ پلٹ کر جانا چاہتی تھی۔ اس جوان نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا "جسٹ اے منٹ۔ میری ایک بات سن لو۔ میں تمہیں گرل فرینڈ بنانے کا خیال دل سے نکال رہا ہوں لیکن ہم اس ریستوران میں ایک ایک کپ چائے تو پی سکتے ہیں۔ اس کے بعد میں چلا جاؤں گا۔"

سلوانا نے اسے سر سے پیر تک دیکھا پھر کہا "اچھی بات ہے۔ آؤ ہم ایک ایک کپ پی لیں۔"

وہ اس کے ساتھ ریستوران کے اندر آئی۔ اس کے ساتھ چائے پینے کے لیے کسی میز کا انتخاب کرنے لگی پھر پارس کو دیکھتے ہی خوش ہو گئی۔ اس کی طرف بڑھتی ہوئی بولی

"ہے۔۔۔ ہیلو! تم یہاں ہو؟"

وہ اس کے قریب آکر اس کی میز کے دوسری طرف بیٹھ گئی۔ اس کے ساتھ آنے والا شخص بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا "میں مس کے ساتھ آیا ہوں اگر تمہیں اعتراض ہو تو اٹھ کر چلا جاؤں۔"

پارس نے کہا "نہیں، آپ سلوانا کے ساتھ آئے ہیں۔ یہاں ضرور تشریف رکھیں۔"

اس نے کہا "شکریہ۔ ویسے یہ بات سمجھ گیا ہوں کہ آپ ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے ہیں۔"

سلوانا نے کہا "ہاں! ابھی میں نے تم سے کہا تھا کہ عورت اپنے صرف ایک ہی آئیڈیل کو دوسرے تمام لوگوں پر ترجیح دیتی ہے۔ میرا آئیڈیل یہی نوجوان ہے۔"

وہ پارس کی طرف مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا "تم بہت خوش نصیب ہو۔ میں تمہیں اس خوب صورت حسینہ کا دل جیتنے پر مبارک باد دیتا ہوں۔"

پارس نے اس سے مصافحہ کیا اور کہا "تم بھی بہت خوب رو، بہت اسمارٹ ہو۔ تمہیں بھی ایسی کئی حسینائیں مل جائیں گی لیکن میرے لیے تو ساری دنیا میں اس سے زیادہ حسین دوشیزہ نہیں ہے۔"

سلوانا مسکرا رہی تھی۔ وہ اجنبی بولا "اب میں جانے کی اجازت چاہوں گا۔"

سلوانا نے کہا "کیوں ہمارے ساتھ چائے نہیں پیو گے؟"

"نہیں، مجھ سے چائے نہیں پی جائے گی۔ میں ذرا جذباتی قسم کا آدمی ہوں۔ معذرت چاہتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھ گیا اور تیزی سے چلتا ہوا ریستوران کے باہر چلا گیا۔ سلوانا نے کہا "عجیب شخص ہے۔ پہلی ہی نظر میں مجھ پر عاشق ہو گیا۔ دیوانے سے پروانہ بن گیا اگر میں شمع ہوتی، مجھ میں آگ ہوتی تو یہ ابھی جل مرتا۔"

پارس نے کہا "تم نے سمندر کے کنارے مجھ سے کہا تھا کہ بوائے فرینڈ بدلتی رہتی ہو، تمہارا کوئی ایک آئیڈیل نہیں ہے لیکن ابھی اس جوان سے کہہ رہی تھیں کہ صرف میں ہی تمہارا آئیڈیل ہوں۔ تمہاری کس بات کا یقین کیا جائے؟"

"اسی بات کا جو میں نے سمندر کے کنارے کہی تھی۔ یہاں تو میں نے اس شخص کو ٹالنے کے لیے تمہیں اپنا آئیڈیل بنا لیا تھا۔ بائی دا وے، تم آئیڈیل نہ سہی۔ اب بھی میرے بوائے فرینڈ بن سکتے ہو۔"

ویٹر ناشتے اور چائے کی ٹرے لے آیا۔ پارس نے کہا "ایک چائے اور لے آؤ۔"

ویٹر چلا گیا۔ سلوانا نے کہا "تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ وہاں سمندر کے کنارے بھی میرے سوال کا جواب نہیں دیا تھا۔ مجھ سے منہ پھیر کر چلے گئے تھے۔ بات کیا ہے؟"

بات یہ ہے کہ سمندر کے کنارے تم نے جو کچھ کہا تھا اسے سن کر میری بیوی مجھے بہت شدت سے یاد آنے لگی تھی۔"

سلوانا نے پوچھا "کیا تم شادی شدہ ہو؟ یہ بات تم نے مجھے کیوں نہیں بتائی؟"

"تمہیں کیوں بتاتا۔ تم نہ تو کسی کی بیوی ہو اور نہ ہی بیوی بننا چاہو گی۔ کیونکہ ملک ملک کی سیر کرتی ہو اور بوائے فرینڈز بدلتی رہتی ہو۔"

"لیکن میں نے ایسی کیا بات کہہ دی تھی کہ تمہیں اپنی بیوی شدت سے یاد آنے لگی تھی؟"

"تم نے مجھے نصیحت نہیں کی تھی کہ مرد کو ایک ہی بیوی کا وفادار بن کر رہنا چاہیے لیکن تم نے کہا کہ بوائے فرینڈ بدلتی رہتی ہو، اس سے میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ صرف ایک بیوی ایسی ہوتی ہے جو کبھی شوہر نہیں بدلتی۔"

"چلو میں نے کوئی نصیحت نہیں کی لیکن تمہیں اپنی بیوی سے وفاداری کا خیال آ گیا۔ اب میں یہ نہیں کہوں گی کہ تمہیں اس کا وفادار بن کر نہیں رہنا چاہیے لیکن یہ ضرور کہوں گی کہ مجھے اپنی گرل فرینڈ بنا سکتے ہو۔ میں تمہارے شادی شدہ ہونے پر اعتراض نہیں کروں گی۔"

ویٹر چائے لے کر آ گیا۔ وہ دونوں ناشتا کرنے اور چائے پینے لگے پھر سلوانا نے پوچھا "تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔"

"میں یہی سوچ رہا ہوں کہ تمہیں کیا جواب دوں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ تم بہت حسین ہو، تمہارے اندر اتنی کشش ہے کہ میں بظاہر تم سے دور ہو کر یہاں آ گیا لیکن دل تمہاری طرف کھنچا جاتا ہے۔"

"تو پھر دل کی بات مان لو۔"

"دل تو آوارہ ہوتا ہے۔ ادھر سے ادھر بھٹکتا رہتا ہے لیکن دماغ پر میری ثانی نقش ہے اور اس نقش کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔"

"میں مٹانا بھی نہیں چاہتی۔"

"لیکن تمہارے قریب آنے کے لیے مجھے اپنی ثانی کا سہارا لینا ہو گا۔"

"کیا مطلب؟ کیا تم اپنی بیوی سے کہہ کر... مجھ سے

سی کرو گے اور میرے ساتھ وقت گزارو گے؟"

"میں ثانی سے اجازت تو نہیں لوں گا لیکن وہ میرے دل دماغ پر اس طرح چھائی ہوئی ہے کہ جب بھی تمہیں جذباتی انداز میں مخاطب کروں گا تو میری زبان سے ثانی کا ہی نام نکلا کرے گا۔ یہ بات تمہیں بری لگے گی۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "عجیب بیوی کے عاشق ہو۔ اس سے دور رہ کر اس کے اعتماد کو دھوکا بھی دیتے ہو اور اس کی یاد میں دیوانہ وار کسی دوسری کو ثانی بھی کہتے رہتے ہو۔"

"پتا نہیں پہلے کبھی ایسی دیوانگی طاری ہوئی تھی یا نہیں لیکن تمہاری باتوں نے عجیب کایا پلٹ دی ہے۔ تم نہیں جانتیں، میری بیوی نے مجھے چیلنج کیا تھا کہ وہ اسی شہر میں رہے گی لیکن میں اسے ڈھونڈ نہیں پاؤں گا اور میں نے دعویٰ کیا ہے کہ اسے ہزاروں لاکھوں میں ڈھونڈ نکالوں گا۔"

سلوانا نے پوچھا "پھر کیا ہوا، کیا تم اسے تلاش کر چکے ہو؟"

"نہیں ابھی ایک دوسرے کو چیلنج کیے ہوئے صرف بارہ گھنٹے گزرے ہیں۔ میں مزید ایک آدھ گھنٹے میں شاید اسے تلاش کر لوں گا۔"

"اس کا مطلب ہے میرے ساتھ وقت نہیں گزارو گے۔ اسے تلاش کرنے جاؤ گے۔"

"یہی تو سوچ رہا ہوں کیا کروں؟ تم پھر سامنے آکر میرا راستہ بدلنا چاہتی ہو۔"

"میں تمہیں اپنی طرف مائل کرنا تو چاہتی ہوں لیکن تمہاری اپنی بیوی کے راستے سے تمہیں ہٹانا نہیں چاہتی۔"

"تم بہت اچھی ہو۔ میری بیوی کے حقوق کو سمجھ رہی ہو۔ اس کے حق میں باتیں کر رہی ہو۔ میں تمہارے ساتھ ابھی زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا گزاروں گا پھر اسے تلاش کروں گا۔"

"اگر میں بھی تمہارے ساتھ تلاش کروں تو کیا تمہیں یا اسے اعتراض ہو گا؟"

"نہیں وہ بہت ہی کھلے دل کی عورت ہے، جب اسے سچ کہا جائے گا تو وہ تمہاری عزت کرے گی۔"

وہ ریستوران کا بل ادا کر کے باہر آئے پھر سلوانا نے ٹیکسی والے کو روک کر کہا "ہوٹل سی ویو چلو۔"

وہ دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ٹیکسی وہاں سے چل پڑی۔ پارس نے پوچھا "کیا تم سی ویو ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہو؟"

"ہاں! میری سہیلی ثباتہ بھی اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں ہے۔"

"پھر تو اس کے ساتھ میرا دوست بھی وہاں ہو گا۔ اچھی بات ہے اس سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔"

وہ سی ویو ہوٹل پہنچ گئے۔ سلوانا نے کاؤنٹر پر آکر اپنے کمرے کی چابی لی پھر اس کے ساتھ لفٹ کے ذریعے پانچویں فلور تک آ گئی۔ ثباتہ کے کمرے کا نمبر ۵۵۱ تھا اور سلوانا کے کمرے کا نمبر ۵۵۲ تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اس کے ساتھ اندر آئی پھر دروازے کو بند کر دیا۔ ایسے ہی وقت پارس خلا میں تکنے لگا۔ اس کے بعد بولا "نہیں۔۔۔ نہیں ثانی میں یہاں کسی برے ارادے سے نہیں آیا ہوں۔ یہ جو میرے ساتھ ہے اس کا نام سلوانا ہے۔"

وہ اسے گھور کر بولی "یہ کس سے باتیں کر رہے ہو؟"

"اوہ سلوانا! میں تمہیں یہ بتانا بھول گیا کہ میری بیوی، میری ثانی، ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ وہ اس وقت خیال خوانی کے ذریعے میرے دماغ میں موجود ہے۔"

یہ کہتے ہی پارس خلا میں تکنے لگا۔ اس کے بعد بولا "ہاں! میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یہ بڑی اچھی اور بہت دوست نواز ہے۔ یہ کہہ رہی ہے کہ تم سے ملاقات ہو گی تو اسے صاف صاف کہہ دے گی کہ میری گرل فرینڈ ہے۔ کیا تم اس کی سچائی کی قدر نہیں کرو گی؟"

پارس خاموش ہو کر جیسے کچھ سننے لگا پھر اچانک خوش ہو کر سلوانا کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر جھنجوڑ کر بولا "اب ہم آزادی سے رنگ رلیاں منا سکتے ہیں۔"

ثانی اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ وہ اسے اُلّو بنا رہا ہے کیونکہ وہ اس کے دماغ میں آکر نہیں بول رہی تھی۔ وہ سلوانا سے جھوٹ کہہ رہا تھا کہ ثانی بول رہی ہے۔

پارس نے کہا "تم مجھے ایسے دیکھ رہی ہو جیسے میری باتوں کا یقین نہیں آ رہا ہو۔ میں ابھی ثانی سے کہتا ہوں۔ وہ تمہارے دماغ میں آکر تمہیں یقین دلائے گی۔ تم بالکل تیار رہو۔ دیکھو ثانی تمہارے دماغ میں آ رہی ہے، آ رہی ہے، آ رہی ہے۔"

پارس یہ کہتے ہی سلوانا کے دماغ میں پہنچ کر زنانہ انداز میں بولا "ہائے سلوانا! میں پارس کی بیوی ثانی بول رہی ہوں۔ تم یقین کیوں نہیں کر رہی ہو؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ مفت میں تمہیں میرا مرد مل رہا ہے پھر نخرے کیوں دکھا رہی ہو؟"

اچانک ثانی نے گھوم کر کراٹے کا ایک ہاتھ مارا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے جا کر صوفے پر گر پڑا۔ وہ چھلانگ لگا کر صوفے پر آئی پھر اس کے گلے کا ہار بن کر بولی "تم کچے فراڈ

ہو۔ میں نے تمہیں چیلنج کیا تھا کہ مجھے بے نقاب نہیں کرسکو گے لیکن میرے کمرے میں ہی آکر تم نے بے نقاب کیا ہے۔ بتاؤ تم نے مجھے کیسے پہچانا؟"

ریستوران میں جو جوان تمہارے ساتھ آیا ہے۔ تم نے اس کے سامنے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ تمہارا ایک ہی آئیڈیل ایک ہی محبوب اور ایک ہی شوہر ہے اور تم تمام دنیا والوں پر اسے ترجیح دیتی ہو پھر یہی بات تم نے ریستوران میں آکر کہہ دی۔ ریستوران کے باہر تم نہیں جانتی تھی کہ میں تمہاری باتیں سن رہا ہوں یا نہیں اور میں اس ریستوران میں موجود ہوں یا نہیں۔ تم نے تو یہ بات زبان سے کہہ دی تھی۔ اس اجنبی جوان کے خیالات پڑھتے ہی میں نے تمہیں پہچان لیا تھا۔ تب سے تمہیں الو بناتا آرہا ہوں۔"

وہ اس پر قربان ہوتی ہوئی بولی "تم جیت گئے تم نے دعویٰ کیا تھا کہ دو گھنٹے کے اندر مجھے تلاش کرلو گے اور تم نے دو گھنٹے سے پہلے ہی اپنے بازوؤں میں مجھے قید کرلیا ہے۔ آئی ایم پراؤڈ آف یو۔"

○☆○

لیزی گارڈ، کینی بال اور پانچ اہم امریکی اکابرین ایک تہ خانے میں تھے۔ وہاں ایک بڑی سی ٹرانسفارمر مشین کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے گم شدہ خزانے کو دیکھ رہے ہوں۔ وہ اسے بار بار اِدھر اُدھر سے چھو رہے تھے اور اسے ایسے سہلا رہے تھے، جیسے روٹھی ہوئی حسینہ مان گئی ہو اور پھر سے نخرے دکھانے کے لیے آگئی ہو۔

وہاں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے اور پانچ امریکی اکابرین کے علاوہ دو ماہر مکینک بھی تھے۔ جنہوں نے دن رات محنت کرکے اس نقشے کے مطابق ٹرانسفارمر مشین تیار کی تھی۔ اس کے ایک ایک حصے کو اور ایک ایک پرزے کو جوڑ کر مکمل طور پر اسے استعمال کے قابل بنا دیا تھا۔ دونوں ماہرین کو شمار کیا جائے تو اس تہ خانے میں اس وقت نو افراد جسمانی طور پر موجود تھے۔ ایسے وقت تھری جے خیال خوانی کے ذریعے ان کے درمیان تھے۔ ان کی کل تعداد بارہ تھی۔ اس حساب سے یہ راز صرف بارہ افراد جانتے تھے کہ ایک نئی ٹرانسفارمر مشین تیار ہوچکی ہے۔

تھری جے میں سے ایک نے ایک اعلیٰ حاکم کی زبان سے کہا "میں جے کافو بول رہا ہوں۔ ابھی ہمارے سامنے دو اہم باتیں ہیں۔ ان باتوں کو اپنے اپنے ذہن میں نقش کرلینا چاہیے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ ہم گیارہ افراد اس ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں رازدار ہیں۔ آئندہ کسی بارہویں شخص کو اس مشین کے سلسلے میں کوئی بات معلوم نہ ہو۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر جے کافو! تمہارا یہ مشورہ بہت اہم ہے۔ ہم میں سے کوئی نہیں چاہے گا کہ اس مشین کی ہلکی سی مہک بھی تہ خانے سے باہر جائے۔"

جے کافو نے کہا اس مقصد کے لیے یہ سمجھنا ہوگا کہ ہم گیارہ افراد اس مشین کو کس طرح ہمیشہ راز میں رکھ سکتے ہیں۔"

لیزی گارڈ نے کہا "میں اور کینی بال اور آپ تھری جے یہ پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والے اس بات کی ضمانت ہیں کہ ہمارے ذریعے یہ راز کبھی تہ خانے سے باہر نہیں جائے گا۔ ہم ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ ہمارے دماغ مقفل ہیں۔ کوئی ہمارے اندر پہنچ کر یہ راز معلوم نہیں کرسکے گا۔"

جے فلو نے کہا "یوں تو ہمارے ان پانچ اکابرین کے دماغ بھی مقفل ہیں لیکن ہم چاہیں گے کہ اس ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ان دونوں ماہرین کے دماغوں کو بھی مقفل کردیا جائے۔"

"بالکل یہی کیا جائے گا۔"

"صرف اتنا ہی نہیں ہم اس مشین کو آزمانے کے لیے اور اپنے ملک میں وفادار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد بڑھانے کے لیے فی الحال اپنے گیارہ افراد کے درمیان ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ کریں گے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے پانچ اکابرین اور دونوں ماہرین کے دماغوں کو ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر ٹیلی پیتھی کا علم سکھائیں گے۔"

"بے شک اب ہمیں کسی کو بھی ٹیلی پیتھی کا علم سکھانے سے پہلے بہت اچھی طرح اس کے اندر گہرائیوں تک پہنچ کر یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ کس قدر حب الوطن اور وفادار ہے۔ ہمیں اپنے پانچوں اکابرین اور دونوں ماہرین پر پورا اعتماد ہے کہ یہ ہمارے رازدار بھی ہیں اور آئندہ بھی ٹیلی پیتھی کا علم سیکھنے کے بعد اور اپنے دماغوں کو مکمل طور پر لاک کرا لینے کے بعد اس بات کی یقینی ضمانت بن جائیں گے کہ مشین کا راز کبھی تہ خانے سے باہر نہیں جائے گا۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "میرا مشورہ ہے کہ ہم پہلے اپنے دونوں ماہرین کو ٹرانسفارمر مشین کے مرحلوں سے گزاریں اور اس بات کا یقین کریں کہ ہم نے مکمل کامیابی سے یہ ٹرانسفارمر مشین تیار کی ہے۔"

سب نے اعلیٰ حاکم کے مشورے کو تسلیم کیا۔ دونوں ماہرین بہت خوش تھے اور شکریہ ادا کرتے ہوئے کہہ رہے

[illegible] کہ انہیں اپنی محنت کا بہت بڑا انعام مل رہا ہے۔ وہ کبھی [illegible] بھی نہیں سکتے تھے کہ جو ٹرانسفارمر مشین تیار کررہے [illegible] اس کے ذریعے پہلے انہیں ہی ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا [illegible] گا۔

وہ دونوں ماہرین بہت ذہین تھے اور سنجیدہ مزاج کے [illegible] تھے۔ ان میں سے ایک کا نام وائز مین تھا۔ اٹھائیس [illegible] کا نوجوان کنوارہ تھا۔ دوسرے کا نام جیکی ہنٹر تھا اس کی [illegible] چالیس برس تھی اس کی ایک بیوی اور ایک اٹھارہ برس کی [illegible] تھی، اس کا نام ڈائنا ہنٹر تھا۔ پہلے جیکی ہنٹر کو اس [illegible] ٹرانسفارمر مشین سے گزارا گیا۔ ایسے وقت پانچوں ٹیلی پیتھی [illegible] جاننے والے دوسرے ماہر وائز مین کے دماغ میں موجود تھے [illegible] اور یہ دیکھ رہے تھے کہ وہ بڑی مہارت سے اس مشین کو [illegible] ہینڈل کررہا ہے۔

ٹرانسفارمر مشین کے مراحل سے گزرنے والوں پر بے ہوشی طاری ہوجایا کرتی تھی۔ جیکی ہنٹر بھی بے ہوش ہوگیا تھا [illegible] اسے مشین کے بیڈ سے اٹھا کر دوسرے بیڈ پر لا کر ڈالا گیا۔ جب وہ رفتہ رفتہ ہوش میں آنے لگا تو لیزی گارڈ اس کے دماغ میں تنویمی عمل کرنے لگا۔ اس عمل کے دوران میں کینی بال اور تھری جے موجود تھے تاکہ لیزی گارڈ کے تنویمی عمل سے سب ہی متفق ہوسکیں۔

لیزی گارڈ نے جیکی ہنٹر کے دماغ میں یہ بات نقش کی کہ وہ ٹیلی پیتھی کا علم سیکھنے کے بعد اسے عام طور پر استعمال نہیں کرے گا اگر شغل کے طور پر یا اپنے ذاتی معاملات میں یہ علم استعمال کرنا چاہے گا تو اسے خیال خوانی کا طریقہ کار یاد نہیں آیا کرے گا۔ تاہم ذاتی اہم معاملات میں اور ملک و قوم کے معاملات میں آزادی سے خیال خوانی کرسکے گا۔

لیزی گارڈ نے اس کے ذہن میں ایک مخصوص آواز اور لب و لہجے کو نقش کیا پھر اسے ایک گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اس کے دماغ سے نکل آیا۔ جے کافو، جے فلو، جے سامو اور کینی بال نے اس کے دماغ میں کہا "ہم سب تمہارے تنویمی عمل سے مطمئن ہیں۔ اس عمل کے ذریعے جیکی ہنٹر کو کسی حد تک آزادی بھی دی گئی ہے اور [illegible] پابند بھی بنایا گیا ہے۔

انہوں نے باقی پانچ امریکی اکابرین کے سامنے بھی اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔ ایسے وقت جے فلو خاموشی سے جیکی ہنٹر کے دماغ میں پہنچ گیا تھا اسے تنویمی نیند سونے کا حکم دیا گیا تھا لیکن اس نے لیزی گارڈ کا لب و لہجہ اختیار کرکے جیکی ہنٹر کا [illegible] عامل بن کر اسے حکم دیا ابھی تمہیں تنویمی نیند نہیں سونا ہے۔ اس سے پہلے ایک اور آواز اور لب و لہجہ اپنے ذہن میں نقش کرو۔"

اس نے ایک اور آواز اور لب و لہجے کو اس کے دماغ میں نقش کیا اور یہ تاکید کی کہ اس آواز اور لب و لہجے کے ذریعے صرف جے کافو، جے فلو اور جے سامو اس کے پاس آکر اپنا نام بتائیں گے تب وہ صرف ان تینوں کا معمول اور محکوم بن جائے گا اور لیزی گارڈ کے تنویمی عمل کو بھول جایا کرے گا۔

ٹیلی پیتھی کی دنیا میں دغابازی اور اعتماد شکنی ایک معمول بن گئی تھی۔ جسے برتری حاصل کرنے کا موقع ملتا تھا۔ وہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر دوسروں کو کم تر بنالیا کرتا تھا۔ تھری جے نے بڑی سہولت سے اور بڑے آرام سے رفتہ رفتہ امریکی اکابرین کا اعتماد حاصل کیا تھا۔ لیزی گارڈ اور کینی بال جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی بیزون وغیرہ کے تنویمی عمل سے نجات دلا کر اپنا احسان مند بنالیا تھا۔

احمقوں کی دنیا میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ جوان سے محبتیں کررہا ہے اور احسان کرتا آرہا ہے وہ حاتم طائی ہے۔ نیکیاں کررہا ہے اور دریا میں ڈال رہا ہے جبکہ وہ نیکیوں کو نہیں بلکہ ان احمقوں کو دریا میں ڈالتا ہے۔ ان تھری جے نے پہلے دو ماہرین وائز مین اور جیکی ہنٹر کو دریا میں ڈبویا اس کے بعد ان اکابرین کو اسی طرح ٹرانسفارمر مشین سے گزارتے رہے۔ انہیں ٹیلی پیتھی سکھانے سے بہت پہلے تھری جے نے لیزی گارڈ اور کینی بال کو بیزون وغیرہ کے تنویمی عمل سے نجات دلائی تھی۔ تب ہی ان دونوں کو اپنا معمول اور محکوم بنالیا تھا۔

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں اب تک ان تھری جے نے غیر معمولی ذہانت کا ثبوت دیا تھا۔ اتنی بڑی کامیابی پہلے کبھی کسی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے حاصل نہیں کی تھی۔ وہ تینوں ایک نایاب ٹرانسفارمر مشین کے مالک بن گئے تھے اور اتنی رازداری سے کہ کوئی یہ کبھی سمجھ نہیں پاتا کہ امریکا کے کسی علاقے کے کسی تہ خانے میں ایک ٹرانسفارمر مشین موجود ہے۔ وہ تمام اکابرین اور ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ملک اور ان کی خدمت کرتے رہتے تو تھری جے کا کوئی نقصان نہ ہوتا۔ ان تینوں نے یہ طے کرلیا تھا کہ اپنے ان تمام غلاموں کے ذریعے بڑی خاموشی سے اپنا الو سیدھا کرتے رہیں گے۔

کمال حاصل کرنے والوں کو زوال نہیں آتا ہے۔ ان تینوں کے درمیان ایک بڑا ہی اہم مسئلہ تھا۔ جسے وہ حل نہیں

کرپارہے تھے اور وہ مسئلہ تھا نہیں، تھی۔ وہ مونا تھی۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ جے کافو نے پہلے اپنے دوست جے فلو کی محبوبہ ہیلو ریٹا کو ایک حادثے میں ہلاک کرایا تھا۔ دوسری بار وہ مونا کو ڈھیر ساری خواب آور گولیاں کھلا کر دوسری بار بھی کامیاب ہو رہا تھا یعنی مونا نے تقریباً بارہ گولیاں کھالی تھیں۔ اس کی ہلاکت لازمی تھی لیکن مونا کا مقدر بھی لازمی تھا۔ اس کے مقدر میں ابھی زندگی تھی۔ وہ جس کیمسٹ سے خواب آور گولیاں خریدنے گئی تھی۔ اس کیمسٹ نے غلطی سے دوسری گولیاں دے دی تھیں۔

جے کافو اپنے دوستوں کی سلامتی اور بہتری کے لیے ان کی محبوباؤں کو ہمیشہ کے لیے ختم کردینے کی کوشش کررہا تھا۔ ایک کو ختم کرچکا تھا دوسری ابھی تک زندہ تھی اور ان سب کے لیے مسئلہ بن گئی تھی۔

جب یہ پتا چلا کہ اس نے خواب آور گولیاں کھا کر خودکشی کی ناکام کوشش کی ہے تو سوال پیدا ہوا' اس نے ایسا کیوں کیا؟ جے سامو نے اس سے پوچھا "مونا پلیز بتاؤ تمہیں کیا صدمہ ہے؟"

وہ بولی "مجھے کسی طرح کا صدمہ نہیں ہے۔"

"تم جھوٹ کہہ رہی ہو اگر ایسا نہیں ہے تو تم نے خودکشی کی کوشش کیوں کی تھی؟"

"میں خود حیران ہوں کہ میں ایسا کیوں کررہی تھی۔ تمہاری زندگی میں آکر مجھے سارے جہاں کی خوشیاں مل رہی ہیں پھر بھلا میں اتنی خوش نصیب ہوکر مرنا کیوں چاہوں گی؟"

اس کی ان باتوں سے جے سامو اور جے فلو نے کہا "یار کافو! مونا مرنا نہیں چاہتی تھی پھر بھی مرنے کی کوشش کررہی تھی۔ صاف ظاہر ہے' کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں گھس گیا ہے۔ وہ ہمارے اور سامو کے دماغوں میں نہیں پہنچ سکتا ہے اس لیے مونا کو مار ڈالنا چاہتا ہے۔"

جے کافو نے کہا "ایسی بات نہیں ہے۔ یہ تو سوچو وہ مونا کو مار کر ہم سے کیا حاصل کرسکے گا؟"

وہ دونوں سوچنے لگے پھر جے سامو نے کہا "وہ نامعلوم دشمن میری مونا کو مارنے کے بعد ہم سے کچھ حاصل نہیں کرسکتا تھا بلکہ ہمارے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔"

جے فلو نے پوچھا "پھر وہ دشمن مونا کے ساتھ ایسی حرکتیں کیوں کررہا تھا؟"

جے کافو نے کہا "وہ نہ مونا کو مارنا چاہتا تھا نہ اسے آئندہ ہلاک کرے گا۔ دراصل اسی نے کیمسٹ کے ذریعے خواب آور گولیوں کے بجائے دوسری بے ضرر گولیاں دی ہوں گی تاکہ مونا بظاہر خودکشی کرے لیکن مر نہ سکے۔ اس طرح ہمیں مونا کی ایسی حرکت کا پتا چلے گا تو ہم تینوں پریشان ہوجائیں گے ذہنی طور پر الجھتے رہیں گے کہ کون مونا کے دماغ میں پہنچ گیا ہے اگر ہم نے اسے نہ ڈھونڈ نکالا تو وہ مونا کے ذریعے ہمیں تلاش کرسکتا ہے۔"

جے سامو نے کہا "اس کا مطلب ہے کہ کوئی مونا کے دماغ میں چھپ کر ہمیں چیلنج کررہا ہے۔"

جے فلو نے کہا "بالکل یہی بات ہے جے کافو صحیح کہہ رہا ہے۔ وہ دشمن یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ہمارے دماغوں میں نہیں آسکے گا اور مونا کو ہمارا خفیہ اڈا معلوم نہیں ہے۔ لٰہذا وہ مونا کے ذریعے ہمیں پریشان کرتے کرتے ہم تک پہنچنے کی کوشش کرنا چاہتا ہے۔"

سامو بہت پریشان تھا وہ مونا کو دل و جان سے چاہتا تھا۔ اس کی قربت نے اسے ٹیلی پیتھی کی دنیا سے دور ایک نئی زندگی اور نئی مسرتیں دی تھیں۔ یہ سوچ کر اس کا دل ڈوب رہا تھا کہ کوئی دشمن اس کی مونا کے دماغ سے کھیل رہا ہے۔

جے فلو نے پوچھا "سامو تم بہت پریشان ہو۔ کیا سوچ رہے ہو؟"

میں مونا کے لیے بہت پریشان ہوں۔ ایسے وقت اسے تنہا نہیں چھوڑنا چاہیے وہ کسی دشمن کے رحم و کرم پر ہے۔

جے کافو نے طنزیہ انداز میں کہا "واہ دوست واہ! اسی دن کے لیے سمجھاتا تھا۔ محبت نہ کرو' شادی نہ کرو اگر کوئی لڑکی پسند آجاتی ہے تو اس سے دوستی کرو لیکن تم نے میری بات نہیں مانی شادی کرلی۔ اس کے ساتھ گھر بسایا۔ اب دیکھو کہ وہ تمہیں زندگی کے کتنے خطرناک موڑ پر لے آئی ہے۔ کیا تمہیں اس کا احساس ہے؟"

سامو نے کہا "یار کافو! تم الٹی بات کرتے ہو۔ وہ بے چاری اپنی زندگی کے خطرناک موڑ پر آگئی ہے۔"

"ہاں! وہ بے چاری ہے۔ اس کے حوالے سے بہت کچھ سوچ رہے ہو یعنی اپنی زندگی بھی داؤ پر لگانے والے ہو۔ یہ نہیں سوچتے اب اس کے قریب جاؤ گے تو دشمن سب سے پہلے تمہیں شکار کرے گا اور تمہارے ذریعے ہم دونوں تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔"

جے فلو نے تائید میں سرہلاتے ہوئے کہا "کافو درست کہہ رہا ہے۔ تم بہت جذباتی ہو رہے ہو۔ یہ نہیں سوچ رہے ہو کہ مونا کے قریب جانا کتنی بڑی حماقت ہوگی۔ صرف تم اپنی ہی نہیں ہماری زندگیوں کو بھی داؤ پر لگاؤ گے۔"

سامو نے جھنجلا کر کہا "کیا یہ انسانیت ہے۔ اس بے

بچاری کو ایسے برے وقت میں تنہا چھوڑ دیا جائے؟"

جے کافو نے کہا "ہم انسانیت کا تقاضا پورا کریں گے۔ اسے تنہا چھوڑیں گے لیکن بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے۔ ہماری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس سے دور رہ کر اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ ہم تینوں مونا کے دماغ میں باری باری جاتے رہیں گے اور معلوم کرتے رہیں گے کہ دشمن کیا چاہتا ہے اور کیا کر رہا ہے؟"

جے کافو اور جے فلو اسے سمجھانے لگے۔ اسے یقین دلانے لگے کہ وہ اس کی مونا کو چاہتے ہیں۔ اس کی سلامتی بھی چاہتے ہیں اور سلامتی اسی میں ہے کہ اس سے دور رہ کر اس کی حفاظت کی جائے۔ سچی اور گہری محبت ثابت کرنے کے لیے اس کے قریب رہنا ضروری نہیں ہے پھر یہ کہ محبت کسی قسم کا ثبوت نہیں چاہتی۔ ابھی مونا کے دماغ میں جا کر پوچھے' وہ کہے گی کہ اس کی محبت پر اندھا اعتماد کرتی ہے۔

"تم اس سے یہ بھی پوچھو' کیا تم اس کے قریب رہ کر اپنی اور ہماری زندگی داؤ پر لگا سکے ہو؟ مجھے یقین ہے وہ تمہیں قریب آنے سے منع کرے گی۔"

جے سامو نے کہا "ٹھیک ہے میں ابھی اپنی مونا سے رابطہ کرتا ہوں۔"

جے کافو نے کہا "اپنی آواز میں ایک دو فقرے کہنا پھر یہ بتا دینا کہ آئندہ تم لب و لہجہ بدل کر اس سے بولو گے۔"

جے سامو نے سوچتی ہوئی نظروں سے دونوں دوستوں کو دیکھا۔ جے فلو نے تائید میں سر ہلا کر کہا "تم سمجھ سکتے ہو۔ ابھی ہم یہ نہیں جانتے ہیں کہ مونا کے ذریعے ہم سے کون دشمنی کر رہا ہے۔ ہو سکتا ہے' نیلماں یا اس کے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والے مونا کے دماغ سے کھیل رہے ہوں۔"

جے سامو نے کہا "نہیں ایسا ہوتا تو نیلماں اس کے دماغ میں آتی اور اس کے ذریعے ہم یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں پہنچ جاتی۔"

"کچھ اور بھی سوچا کرو۔ ہو سکتا ہے نیلماں ان دنوں بہت مصروف ہو جیسا کہ حالات تیزی سے بدل رہے ہیں۔ یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ دوسرے معاملات میں مصروف ہے اور مونا کو اپنے آلہ کاروں کے حوالے کیا ہوا ہے۔ جب بھی اسے فرصت ملے گی وہ مونا کے دماغ میں آ کر ہم تک پہنچے گی۔"

جے فلو نے کہا "ہم یہ ساری باتیں فرض کر رہے ہیں لیکن ایسا ہو سکتا ہے۔ ہم نے ٹرانسفارمر مشین حاصل کر کے بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے اگر نیلماں ہمارے دماغوں میں گھس جائے گی اور وہ ہمیں اپنا محکوم بنا لے گی تو ہماری بہت بڑی کامیابی بدترین ناکامی بن جائے گی۔"

سامو نے کہا "واقعی ہمیں یہ سوچنا سمجھنا چاہیے کہ دشمن کون ہے؟ اور جب تک دشمن سامنے نہیں آئے گا' اس وقت تک ہمیں نیلماں پر بھی شبہ کرنا چاہیے۔"

جے فلو نے کہا "تیج پال اور اس کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہم سے بری طرح حسد کر رہے ہیں۔ ایک تو ان کا بہت اہم ساتھی بیزون ان سے چھینا گیا ہے اور اب تک انہیں واپس نہیں مل رہا ہے۔ ہم ان تینوں کے مقابلے میں امریکی اکابرین کے دل و دماغ جیت چکے ہیں وہ ہماری حمایت کرتے ہیں اور ان تینوں کو گھاس نہیں ڈالتے ہیں۔"

جے کافو نے کہا "ہمیں آندرے کو بھی نہیں بھولنا چاہیے۔ اس نے اور اس کے پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اچانک امریکا سے علیحدگی کا اعلان کیا اور کہیں گم ہو گئے۔ اب تک ان کا کوئی پتا نہیں ہے۔ کیا وہ ہم سے دشمنی نہیں کر رہے ہوں گے؟ کیا وہ نہیں چاہتے ہوں گے کہ ہم امریکا کے کام نہ آئیں؟"

جے فلو نے کہا "یقیناً آندرے باغیانہ انداز میں امریکا کا مخالف بن گیا ہے۔ اب وہ اپنی قوت بڑھانے کے لیے ہم تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی ٹریپ کرنا چاہے گا اور اس کے لیے وہ مونا کو استعمال کرے گا بلکہ کر رہا ہے۔"

"انسان کو زندگی میں کامیابیاں اور مسرتیں آسانی سے نہیں ملتیں۔ ملتی بھی رہتی ہیں تو اس دوران میں مسائل اور مصائب پیش آتے رہتے ہیں۔ ہم نے ٹرانسفارمر مشین حاصل کر کے جو کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کامیابی کو ناکامی میں نہیں بدلنا چاہیے۔ مونا کے مسئلے سے اس طرح نمٹنا چاہیے کہ مونا بھی دشمنوں سے نجات حاصل کر لے اور ہمیں بھی مونا کے ذریعے دشمن سے کوئی نقصان نہ پہنچے۔"

سامو نے مونا کے دماغ میں پہنچ کر پہلے خاموشی سے اس کے خیالات پڑھے پتا چلا وہ اپنے بنگلے میں بالکل تنہا ہے سامو کا انتظار کر رہی ہے اور اس کے دماغ میں کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا نہیں بول رہا ہے۔

اس نے اسے مخاطب کیا "ہیلو مونا! میں سامو بول رہا ہوں۔"

وہ ایک دم سے چونک کر سیدھی بیٹھ گئی پھر بولی "سامو تم کہاں ہو؟ مجھ پر قیامت گزر گئی اور تم ابھی تک نہیں آئے"

"مجھ سے شکایت نہ کرو۔ میں آواز اور لب و لہجہ بدل کر بول رہا ہوں اور ایسا کیوں کر رہا ہوں یہ تمہیں ابھی بتاؤں گا۔"

وہ ایک نئی آواز اور لب و لہجے کے ساتھ بولا "مونا! میں تمہارا سامو بول رہا ہوں۔"

"نہیں تم وہ خیال خوانی کرنے والے دشمن ہو جس نے مجھے خودکشی پر مجبور کیا تھا۔"

"نہیں مونا ابھی میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ آواز اور لب و لہجہ بدل کر بولوں گا۔ تم نہیں جانتیں' دشمن بہت خطرناک ہے اگر وہ نیلماں ہے تو یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی گھس آتی ہے۔ وہ تمہارے ذریعے ہمارے دماغوں میں پہنچ جائے گی اس لیے میں لب و لہجہ بدل کر بول رہا ہوں۔ پلیز میرا یقین کرو۔"

"جب کوئی نیلماں یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں گھس آتی ہے تو پھر تمہیں محتاط رہنا چاہیے۔ میں یقین کر رہی ہوں۔"

"میں تمہیں تنہا نہیں چھوڑنا چاہتا۔ تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں لیکن میرے دونوں ساتھی منع کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ میں تم سے پوچھتا ہوں' تمہارے پاس مجھے آنا چاہیے یا نہیں؟ ان کا خیال ہے کہ میں تمہارے قریب رہوں گا تو دشمن میرے ذریعے ان دونوں تک بھی پہنچ جائے گا اور مجھے بھی نقصان پہنچائے گا۔"

"تمہارے دونوں ساتھی تمہاری بھلائی کے لیے کہہ رہے ہیں۔ میں بھی تم سے کہتی ہوں میرے قریب نہ آؤ۔ تم تو ٹیلی پیتھی جانتے ہو دور ہی دور سے میری حفاظت کر سکتے ہو۔"

"اوہ مونا! تم بھی وہی باتیں کہہ رہی ہو' جو میرے ساتھی کہہ رہے ہیں۔"

"جو عقل مند ہوتے ہیں وہ عقل کی باتیں کرتے ہیں۔ تمہیں ان کے مشوروں پر عمل کرنا چاہیے۔"

"ان کا مشورہ ہے کہ ہم تینوں باری باری تمہارے دماغ میں رہا کریں گے اور خاموشی سے معلوم کرتے رہیں گے کہ کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا کیسی کیسی چالیں چلے گا۔ آئندہ ہم اسے ایسا موقع نہیں دیں گے کہ وہ تمہیں ہلاکت کی طرف لے جائے۔"

وہ تھوڑی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ جے سامو اسے تسلیاں دیتا رہا۔ اس کے اندر حوصلہ پیدا کرتا رہا پھر اس نے کہا "آئندہ میں تمہارے دماغ میں آ کر خاموش رہا کروں گا۔ کبھی تم پیار کی کمی محسوس کرتے ہوئے مجھے پکارو گی تو میں اسی نئے لب و لہجے میں مختصر سی گفتگو کروں گا پھر خاموش ہو جایا کروں گا۔"

جے کافو اور جے فلو نے سامو سے کہا "ہم تینوں آٹھ آٹھ گھنٹے تک مونا کے دماغ میں رہا کریں گے۔ ابھی تم آٹھ گھنٹے تک اس کے دماغ میں جاتے آتے رہو۔ اس کے بعد جے فلو جائے گا پھر اس کے آٹھ گھنٹے بعد میں ڈیوٹی دوں گا۔"

اس حساب کے مطابق سامو مونا کے پاس جاتا آتا رہا۔ وہ مطمئن تھی کہہ رہی تھی "حالات کے پیش نظر یہی بہت ہے کہ تم دور رہ کر بھی میرے دماغ میں آتے رہو گے۔ مجھے ابھی ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے تم میرے پاس ہو۔"

"ہاں! ہمارا دماغ سے دماغ مل رہا ہے مگر میرے دل کی دھڑکنیں تمہارے دل کی دھڑکنوں سے نہیں لگ رہی ہیں۔"

"بے شک یہ کمی تو محسوس ہوتی رہے گی لیکن اس کمی کو برداشت کرنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے وہ دشمن جلد ہی تم تینوں ساتھیوں کی کوششوں سے بھاگ جائے۔"

جے کافو نہ اپنے دونوں ساتھیوں کا دشمن تھا اور نہ ہی مونا کے دماغ سے بھاگ کر اپنے دونوں ساتھیوں کے لیے اس کی طرف سے خطرہ پیدا کرنا چاہتا تھا۔ وہ وقفے وقفے سے مونا کے دماغ میں جاتا رہا۔ کبھی کبھی بدلے ہوئے لب و لہجے میں سامو کو مونا سے باتیں کرتا ہوا سنتا رہا پھر واپس آتا رہا۔

اس طرح چھ گھنٹے ہو گئے۔ دو گھنٹے بعد جے سامو اس کے دماغ سے واپس آنے والا تھا اور اس کے بعد جے فلو مونا کے محافظ کی حیثیت سے اس کے دماغ میں آٹھ گھنٹے تک رہنے والا تھا۔ اس سے پہلے ہی جے کافو نے ایک بار اس کے دماغ میں جا کر محسوس کیا کہ جے سامو نہیں ہے۔ وہ شاید تھوڑی دیر کے لیے اس کے دماغ سے چلا گیا تھا۔

اس نے آواز اور لب و لہجہ بدل کر کہا "مونا! میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔"

مونا نے پوچھا "تم کون ہو؟ تمہارا لہجہ وہ نہیں ہے۔ میں سامو کے بدلے ہوئے لب و لہجے کو پہچانتی ہوں۔"

"بے شک تم اسے پہچانتی ہو لیکن مجھے بھی پہچان لو۔ میں تم پر بری طرح مرمٹا ہوں۔ میں نہیں چاہتا تم سامو کے ساتھ زندگی گزارو۔ وہاں سے چلی آؤ۔"

"بکواس مت کرو اگر تم مجھے دل و جان سے چاہتے تو کبھی خودکشی کرنے پر مجبور نہ کرتے۔"

"میری محبت کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں نے خودکشی کرنے کا ایک ڈراما پلے کیا تھا میں نے ہی کیمسٹ کے ذریعے گولیاں تبدیل کروی تھیں اگر چاہتا تو تم خواب آور گولیاں کھا کر اب تک مر چکی ہوتیں لیکن میری ہی محبت کے باعث

زندہ ہو۔"

اس وقت جے سامو' مونا کے دماغ میں خاموش تھا اور اپنے ایک انجانے دشمن کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے فوراً ہی جے فلو کو مخاطب کیا اور کہا "فوراً مونا کے دماغ میں آؤ۔"

پھر وہ جے کافو کے دماغ میں پہنچا چونکہ وہ سب یوگا کے ماہر تھے۔ دماغ میں آنے والی سوچ کی لہروں کو فوراً ہی محسوس کرلیتے تھے۔ جے کافو نے سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ سامو کو یہ پتا نہیں چلنے دیا کہ وہ ابھی مونا کے دماغ میں موجود تھا۔ اس نے پوچھا "کون ہے؟"

"میں! جے سامو بول رہا ہوں۔ فوراً مونا کے دماغ میں آؤ۔ دشمن اس کے دماغ میں بول رہا ہے۔"

"چلو! میں آرہا ہوں۔"

وہ سب مونا کے دماغ میں آئے۔ جے کافو لب ولہجہ بدل کر پھر بولنے لگا "مونا! تم یا تمہارا سامو یا اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی کبھی مجھے پہچان نہیں سکیں گے کیونکہ میں ان آزاد خیال خوانی کرنے والوں میں سے ہوں جو امریکا کی غلامی سے نجات حاصل کرچکے ہیں اور اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزار رہے ہیں۔"

جے سامو نے کہا "تم کون ہو؟ ابھی مونا کے دماغ سے نہ جانا۔ ہم سے باتیں کرو۔ تم میری مونا کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟"

اس نے جواب کا انتظار کیا لیکن جواب نہیں ملا۔ جے فلو نے کہا "یہاں صرف سامو نہیں ہم تینوں ساتھی موجود ہیں اور مونا کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ تم بتاؤ کون ہو؟"

جے کافو نے دشمن کا لب ولہجہ بدل کر اپنے لب ولہجے میں کہا "میں جے کافو بول رہا ہوں۔ تم نے میرے دو ساتھیوں کی آواز سنی اور اب میری سن رہے ہو لیکن یہ سب ہمارا بدلا ہوا لب ولہجہ ہے۔ تمہارے اچھے بھی ہمارے دماغوں تک نہیں پہنچ سکیں گے اور نہ ہی تم کبھی مونا کو نقصان پہنچا سکو گے۔"

جواب میں دوسری طرف سے خاموشی رہی۔ وہ دشمن جواباً کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔ بھلا کیسے کہتا کیونکہ جے کافو ہی ڈبل رول پلے کررہا تھا۔ اب وہ دشمن کا نہیں دوست کا رول ادا کرتے ہوئے دشمن کو چیلنج کررہا تھا کہ وہ خود کو بے نقاب کردے۔ ورنہ وہ مونا کو نقصان نہیں پہنچنے دیں گے اور ہر لمحہ اس کی حفاظت کرتے ہیں گے۔ جے سامو اور جے فلو یہ دیکھ رہے تھے کہ ان کا دوست جے کافو مونا کے دماغ میں موجود ہے وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ انہی کی موجودگی میں لب ولہجہ بدل کر بول رہا تھا۔

وہ تینوں بڑی دیر تک مونا کے دماغ میں رہے اور انتظار کرتے رہے کہ دشمن کسی نہ کسی وقت ضرور بولے گا لیکن وہ بالکل خاموش ہوگیا تھا۔ اپنی ایسی حرکتوں سے ظاہر کررہا تھا کہ وہ ان تینوں میں سے کسی کی موجودگی میں بولنا نہیں چاہتا ہے۔ جب ان کی غیر موجودگی کا یقین ہوجائے گا تو پھر وہ اس کو پریشان کرے گا۔

پھر جے کافو نے کہا "سامو اور فلو! تم دونوں مونا کے دماغ سے واپس آؤ۔ میں تم لوگوں سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ دونوں اس کے دماغ میں چلے آئے۔ سامو نے پوچھا "کیا بات ہے؟ ہمیں ایک لمحے کے لیے بھی مونا کو تنہا نہیں چھوڑنا چاہیے۔"

جے کافو نے کہا "میں نے کچھ سوچ سمجھ کر تم دونوں کو مونا کے دماغ سے باہر نکالا ہے۔ اس نے میری یہ بات سنی ہوگی اور یہ سمجھ گیا ہوگا کہ ہم تینوں مونا کے دماغ سے نکل آئے۔ اب پھر مونا کے دماغ میں چلو لیکن بالکل خاموش رہو۔ اسے یہی تاثر دو کہ ہم اس کے دماغ میں نہیں ہیں۔"

جے فلو نے کہا "بہت اچھی چال ہے۔ آؤ ہم پھر اس کے دماغ میں چلتے ہیں۔"

وہ تینوں مونا کے دماغ میں آئے۔ جے کافو نے اس کے دماغ میں پہنچتے ہی اسے ایک طرف جانے پر مجبور کیا وہ اس کی مرضی کے مطابق چلتی ہوئی ایک اسٹور کی طرف آئی۔ وہاں بہت سا پرانا سامان پڑا ہوا تھا۔ وہاں سے اس نے ایک لمبی سی رسی نکالی پھر اسے لے کر اپنے کمرے میں آئی۔ میز کو کھینچ کر شہتیر کے نیچے رکھا پھر ایک کرسی اٹھا کر میز پر رکھی۔ اس کے اوپر چڑھ کر رسی کے ایک سرے کو شہتیر سے باندھنے لگی۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ دشمن اسے خود کشی کرنے پر مجبور کررہا ہے۔ ایسے وقت سامو نے کہا "اے مونا! تم کیا کررہی ہو؟"

جے فلو نے کہا "ہم تمہارے دماغ میں رہنے والے دشمن کو مخاطب کررہے ہیں۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ ہم مونا کو خود کشی کرنے نہیں دیں گے۔ وہ اپنے گلے میں پھندا نہیں ڈالے گی لیکن دشمن کو ہم سے بات کرنا چاہیے۔"

کوئی جواب نہیں ملا۔ جے سامو نے کہا "تم مونا سے محبت کرنے کا دعویٰ کرتے ہو۔ یہ کیسی محبت ہے کہ اسے مار ڈالنا چاہتے ہو۔"

جے کافو نے مونا کی زبان سے کہا "ہاں! میں دشمن ہوں لیکن اسے جان سے مارنا نہیں چاہتا۔ اسے دل و جان سے چاہتا ہوں۔ سامو! اگر تم اس سے محبت کرتے ہو۔ اس کی سلامتی چاہتے ہو تو اسے میرے حوالے کردو۔ میں زندگی بھر مونا کو خوش رکھوں گا۔ دنیا جہان کی دولت اس کے قدموں میں لا کر ڈال دوں گا۔"

جے سامو نے کہا "بکواس مت کرو۔ مونا میری ہے اور میری رہے گی۔ میں اس کی حفاظت کروں گا۔"

"تم بے وقوف ہو۔ کیا دن رات کے ایک ایک لمحے میں اس کی حفاظت کرسکو گے یا تمہارے ساتھی حفاظت کرسکیں گے۔ مجھے جب بھی موقع ملے گا۔ میں اسے ہلاک کرڈالوں گا۔ یہ اگر میری نہیں ہوگی تو تمہاری بھی نہیں رہے گی۔ میں جارہا ہوں' پھر کسی وقت اپنی مونا کے دماغ میں آؤں گا۔"

جے کافو نے مونا کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ مونا ایک دم سے چونک کر خود کو میز اور کرسی کے اوپر کھڑا دیکھ رہی تھی اور رسی کے پھندے کو بھی حیرانی سے تک رہی تھی۔ جے سامو نے کہا "سنبھل کر نیچے اتر جاؤ۔ وہ دشمن تمہیں خود کشی کی طرف لے جارہا تھا۔ ہم نے پھر تمہیں بچالیا ہے۔"

وہ کرسی سے اتر کر میز پر آئی پھر میز سے اتر کر فرش پر کھڑی ہوگئی۔ سر اٹھا کر چھت کی شہتیر کو دیکھنے لگی۔ جہاں رسی بندھی ہوئی تھی پھر وہ پریشان ہوکر بولی "سامو! یہ کیا ہورہا ہے؟ میں سمجھ رہی ہوں کہ وہ دشمن تمہیں پریشان کررہا ہے۔ مجھے باربار خود کشی کی طرف لے جارہا ہے اور تمہیں یہ تاثر دے رہا ہے کہ وہ جب چاہے مجھے ہلاک کرسکتا ہے۔"

جے کافو نے کہا "میں بھی یہی سمجھ رہا ہوں۔ وہ مونا کی جان لینا نہیں چاہتا ہے لیکن اس طرح کے ڈرامے کرتا رہے گا اور جے سامو کے ساتھ ہم دونوں ساتھیوں کو بھی ذہنی پریشانیوں میں مبتلا کرتا رہے گا۔ میں سامو اور فلو سے کہتا ہوں تھوڑی دیر کے لیے مونا کے دماغ سے نکل آؤ۔ میں ضروری باتیں کروں گا۔"

وہ دونوں پھر مونا کے دماغ سے نکل کر جے کافو کے دماغ میں پہنچے۔ وہ بولا "مونا نے ہم سے زیادہ دنیا نہیں دیکھی ہے۔ ہم سے زیادہ تجربات نہیں رکھتی ہے۔ اس کے باوجود وہ سمجھ رہی ہے کہ دشمن ہم تینوں کو پریشان کررہا ہے اور میں کہتا ہوں کہ وہ اس طرح پریشان کرنے کے بہانے ہماری کوئی نہ کوئی کمزوری پکڑ کر ہم تک پہنچنے کی کوشش ضرور کررہا ہوگا۔"

جے فلو نے کہا "میرا ذہن بھی یہی کہتا ہے۔ دشمن کوئی گہری چال چل رہا ہے۔ ہوسکتا ہے اسے مونا سے وہ محبت نہ ہو جس کا وہ اظہار کررہا ہے۔ اس نے صرف مونا کو اپنی آلہ کار بنایا ہوگا۔ ہمارا دوست جے کافو بہت پہلے سے ہم دونوں کو سمجھاتا آرہا ہے کہ ہماری زندگی میں مستقل طور پر کسی عورت کو نہیں آنا چاہیے۔"

جے سامو نے کہا "یار فلو! تمہاری زندگی میں ہیلو ریٹا آئی تھی۔ اب وہ نہیں رہی اس لیے تم بھی یہی کہہ رہے ہو۔ ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بولو اگر ہیلو ریٹا زندہ ہوتی اور تم سے کہا جاتا کہ اسے اپنی زندگی سے دور کردو یا خود اس سے دور ہوجاؤ تو کیا تم راضی ہوجاتے؟"

جے فلو نے کہا "دل کے معاملات میں عقل کام نہیں آتی۔ تم درست کہتے ہو۔ ہیلو ریٹا زندہ ہوتی تو میرے لیے بھی بڑا مسئلہ ہوتا لیکن اب وہ نہیں ہے تو عقل کام کررہی ہے اور عقل یہی کہتی ہے کہ اپنی سلامتی کے لیے اور کم از کم مونا کو ذہنی پریشانیوں سے نجات دلانے کی خاطر اس سے زیادہ سے زیادہ دوری لازمی ہے۔"

جے سامو نے کہا "اس کا مطلب یہ ہے کہ میں مونا کو اپنے سے دور کردوں تاکہ وہ دشمن اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اپنی طرف مائل کرے اور اپنی محبوبہ اور شریک حیات بنالے۔"

"تم یہ دیکھو کہ تمہاری اور ہماری سلامتی کس میں ہے۔ ہم ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کررہے ہیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ صرف ایک مونا کی وجہ سے ہماری تمام کامیابیوں پر پانی پھر جائے؟ یہ دشمن بڑی چالاکی سے ہم تک پہنچنے کی کوششیں کررہا ہے۔ کیا تم اسے اس کی کوششوں میں کامیاب ہونے دوگے؟ کیا یہ چاہو گے کہ وہ ہم تینوں تک پہنچے' ہمیں ٹریپ کرے اور پھر ہمارے ذریعے ٹرانسفارمر مشین پر اور امریکی اکابرین پر اور ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر قبضہ جمالے اور ہم اس کے غلام بن جائیں؟ سامو! عقل سے کام لو۔ ایک عورت کی خاطر اپنے ساتھ ہمیں بھی خطرات سے دوچار نہ کرو۔ اتنی بڑی کامیابیوں کو مٹی میں نہ ملنے دو۔"

جے کافو نے کہا "جے فلو! تم اتنا کچھ کہہ رہے ہو۔ میں تو کچھ کہتا بھی نہیں کیونکہ میں بہت پہلے سمجھا چکا ہوں۔ اب میں کہوں گا تو سامو مجھے اپنا دشمن سمجھے گا۔"

سامو نے کہا "یار! ایسی باتیں نہ کرو۔ ہم نے پہلے کبھی ایک دوسرے کے خلاف کوئی رائے قائم نہیں کی پھر آج کیسے تم میں سے کسی کو دشمن سمجھ لوں گا۔"

جے کافو نے کہا "یار فلو! ہم نے دوستی کا حق ادا کیا

ہے۔ جے سامو کو جس قدر سمجھانا تھا' سمجھا چکے ہیں۔ اب اس سلسلے میں بحث نہیں کریں گے۔ سامو کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اسے فیصلہ کرنے دو کیا اچھا ہے' کیا برا ہے؟ وہ جو بھی فیصلہ کرے گا ہم اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔"

جے فلو نے کہا "اگر یہ مونا کے حق میں فیصلہ کرے گا اور اسی سے چپکا رہنا چاہے گا تو کیا ہم بھی اس کے ساتھ تباہ و برباد ہو جائیں گے؟"

جے کافو نے کہا "بے شک' ہماری دوستی کا یہی تقاضا ہے۔ جئیں گے تو ایک ساتھ' مریں گے تو ایک ساتھ۔ اگر یہ ہمیں اپنے ساتھ ڈبونا چاہتا ہے تو ہم ہنسی خوشی اس کے ساتھ ڈوب جائیں گے لیکن اسے فیصلہ کرنے کی مہلت دو' آزادی دو' اور جب تک یہ اپنا فیصلہ نہ سنائے۔ اس کے معاملے میں کوئی مداخلت نہ کرو۔"

وہ تینوں دوست ایک بنگلے میں روپوشی کی زندگی گزار رہے تھے۔ مونا کے معاملے میں ہر پہلو پر گفتگو کر چکے تھے۔ اب انہوں نے سامو کو اپنے طور پر فیصلہ کرنے کے لیے چھوڑ دیا اور وہ دونوں اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ جے سامو ڈرائنگ روم میں بیٹھا سوچتا رہ گیا۔ اسے آٹھ گھنٹے تک مونا کی حفاظت کے لیے اس کے دماغ میں رہنا چاہیے تھا۔ ابھی ایک گھنٹا اور رہ گیا تھا۔ اسے ڈرائنگ روم میں جسمانی طور پر رہ کر ذہنی طور پر مونا کے پاس جانا چاہیے تھا لیکن وہ سوچ رہا تھا کیا اپنے ساتھ جے کافو اور جے فلو کو بھی ڈبو دے؟ بے شک بہت ہی بڑی اور بہت ہی زبردست کامیابیاں حاصل ہوئی تھیں۔ کیا دشمن کو موقع دیا جائے کہ وہ مونا کے ذریعے ان سب کے دماغوں میں پہنچ کر اب تک کی تمام کامیابیوں کا سہرا اپنے سر باندھ لے اور وہ اس کے غلام بن جائیں؟

وہ سوچنے لگا۔ اگر ایسا ہو گا تو تینوں دوست تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ مونا کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ کیونکہ دشمن اسے ٹریپ کر چکا ہو گا۔ اسے اپنی محبوبہ یا شریک حیات بنا چکا ہو گا یا کام نکالنے کے بعد مونا کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک چکا ہو گا۔ اس کا جو کچھ بھی ہو گا تو وہ تنہا فائدے میں یا نقصان میں رہے گی لیکن وہ تینوں دوست ہر حال میں تباہ ہو جائیں گے۔

وہ عقل سے سوچ رہا تھا تو حقیقت سمجھ میں آ رہی تھی لیکن دل کبھی کبھی مونا کے لیے مچل رہا تھا۔ تڑپ تڑپ کر کہہ رہا تھا مونا کو کیسے چھوڑ دیں؟

وہ ڈرائنگ روم سے چلتا ہوا اپنے کمرے میں آیا پھر بستر کے سرے پر بیٹھ کر مونا کے بارے میں سوچتے ہوئے اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ وہ اب اپنے بنگلے میں نہیں ہے۔ ایک چھوٹی سی اٹیچی میں اپنا ضروری سامان رکھ کر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر کہیں جا رہی ہے۔

وہ اپنے بستر پر بیٹھا بے چینی سے پہلو بدلنے لگا۔ مونا کے خیالات کہہ رہے تھے کہ وہ خود نہیں جانتی کہ کہاں جا رہی ہے۔ جس کا مطلب یہی تھا کہ دشمن اسے گھیر کے کہیں لے جا رہا ہے اور اگر مداخلت کی جائے تو دشمن پہلے کی طرح اپنے ارادوں میں ناکام ہو کر خاموشی اختیار کر لے گا۔ مونا کو پھر عارضی طور پر چھوڑ دے گا لیکن جے سامو اور اس کے ساتھیوں کے غافل ہوتے ہی پھر اسے گھیر کرنے کی کوشش کرنے لگے گا اور یہ سلسلہ پتا نہیں کب تک چلتا رہے گا۔

جے سامو پھر مونا کے دماغ میں پہنچا اس وقت وہ ائر پورٹ پہنچ چکی تھی۔ ایک کاؤنٹر پر روم جانے کے لیے ٹکٹ لے رہی تھی۔ سامو کے دل نے کہا "اسے روک دیا جائے۔" دماغ نے کہا "نہیں اسے جانے دیا جائے۔"

وہ بستر سے اتر کر بے چینی سے ٹہلنے لگا پھر اس نے سرہانے کی دراز کھول کر ایک شیشی نکالی۔ اس میں خواب آور گولیاں تھیں۔ اس نے دو گولیاں نکالیں پھر کمرے سے باہر آ کر فریج کھول کر اس میں سے پانی نکالا۔ جے فلو بھی پانی پینے آیا تھا۔ اس نے پوچھا "یہ تم کون سی گولیاں کھا رہے ہو؟"

جے سامو نے اسے دو گولیاں دکھاتے ہو کہا "پریشانی کی بات نہیں ہے' یہ خواب آور گولیاں ہیں۔ ان سے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ میں گہری نیند سو جاؤں گا۔ اس دنیا سے غافل ہو جاؤں گا۔ پھر یہ نہیں معلوم ہو گا کہ تقدیر میرے ساتھ کیا کر رہی ہے؟"

یہ کہہ کر اس نے دو گولیاں نگل کر پانی پی لیا۔ خالی گلاس کو ڈائننگ ٹیبل پر رکھا پھر وہاں سے سر جھکا کر چلتا ہوا اپنے بیڈ روم میں آ کر بستر پر لیٹ گیا۔ جے فلو نے جے کافو کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ اس نے دروازے کو کھول کر جے فلو کو دیکھا پھر کہا "آؤ! کیا بات ہے؟"

"جے سامو بہت پریشان ہے۔ اس نے نیند کی دو گولیاں کھائی ہیں اور سو نے گیا ہے۔"

"یہ اچھا ہے۔ اسے سونے دو۔ وہ کبھی سوئے گا۔ کبھی جاگے گا اپنے دل پر جبر کرے گا۔ دماغ کی باتیں مانتا رہے گا تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں آ جائے گی کہ دشمن مونا کو ہر حال میں گھیرے گا اور جب مونا اس کی ہو جائے گی تو پھر ایک پرائی عورت کے لیے اپنے ساتھ اپنے

دو ساتھیوں کی بہتری کے لیے عقل سے سوچے گا۔"

جے فلو نے کہا "ہاں! اس طرح وہ عقل سے سوچتا رہے گا تو مونا سے دور رہنے کے فیصلے پر عمل کرتا رہے گا۔ بہرحال ہمیں سونا چاہیے رات بہت گزر چکی ہے۔"

جے فلو وہاں سے اپنے بیڈ روم میں چلا گیا۔ جے کافو نے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر مونا کے دماغ میں پہنچا۔ وہ ایک طیارے میں سوار ہو رہی تھی۔ اس نے اجنبی دشمن بن کر مونا کو وہاں سے جانے پر مجبور کیا تھا پھر اس کے دماغ سے چلا آیا تھا۔ اس کے دماغ سے نکلنے کے بعد مونا کو وہاں سے نہیں جانا چاہیے تھا۔ اپنے ہوش و حواس میں رہنا چاہیے تھا۔

اور وہ ہوش و حواس میں تھی۔ لیکن خود یہ فیصلہ کر چکی تھی کہ سامو کی اور اس کے ساتھیوں کی بہتری کے لیے اسے یہاں سے دور چلے جانا چاہیے۔ محبت یہ نہیں ہے کہ سامو جیسے چاہنے والے کو مصائب میں گرفتار کیا جائے اور اس کے لیے خطرات پیدا کیے جائیں۔

جے کافو اس کے خیالات پڑھ کر دماغی طور پر حاضر ہو گیا پھر وہ دو گھنٹے بعد اس کے دماغ میں پہنچا تو وہ روم پہنچ چکی تھی اور ایک ہوٹل میں سونے کے لیے جا رہی تھی۔ جے کافو اپنے بیڈ روم سے نکل کر جے سامو کے بیڈ روم کے سامنے آیا۔ دروازے کے ہینڈل کو گھما کر دیکھا وہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے دروازے کو کھول کر کمرے کے اندر دیکھا۔ جے سامو گہری نیند سو رہا تھا۔ خواب آور گولیاں اثر دکھا رہی تھیں۔ اب وہ صبح سے پہلے بیدار ہونے والا نہیں تھا۔

وہ اپنے بیڈ روم میں آ گیا۔ دروازے کو اندر سے بند کر کے ایک صوفے پر آرام سے بیٹھنے کے مونا کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس وقت وہ بستر پر چاروں شانے چت لیٹی ہوئی اپنے سامو کے بارے میں سوچ رہی تھی اور اسے دماغ سے نکالنا بھی چاہتی تھی۔ اس وقت جے کافو نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے تھپک تھپک کر سلایا پھر اس پر تنویمی عمل کرنے لگا۔ اس وقت اس بات کا اندیشہ نہیں تھا کہ جے سامو اور جے فلو مونا کے دماغ میں آئیں گے۔ یہ اطمینان ہو چکا تھا کہ دونوں ساتھی سو رہے ہیں۔ وہ ایک ساتھی جے فلو کو عورت سے نجات دلا چکا تھا۔ اور اب جے سامو کو مونا سے نجات دلانے کے لیے اس پر تنویمی عمل کرنے لگا۔ اس کے ذہن سے سامو کا نام اور اس کے ساتھ گزارے ہوئے تمام لمحات کو مٹانے لگا۔ اس نے سامو کے حوالے سے اس کی یادداشت کو بالکل کمزور بنا دیا پھر اس کے ذہن میں دوسرا لب و لہجہ نقش کیا تاکہ اس کا دماغ لاک ہو جائے اور پھر کبھی جے سامو اس کے دماغ میں پہنچنا چاہے تو کبھی نہ پہنچ پائے۔

اس نے عمل کرنے کے بعد مونا کو تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ یہ طے تھا کہ دوسرے دن جب وہ بیدار ہو گی تو ایک نئی مونا ہو گی۔ جے سامو کو بھول چکی ہو گی۔ جے سامو اس کے دماغ میں کبھی نہیں جا سکے گا لیکن وہ مونا پر ایسا ظلم نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ دربدر کی ہو کر رہ جائے۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ دوسرے دن اسے کسی دوسرے ملک کا ویزا دلائے گا اور وہاں جانے پر مائل کرے گا۔ جب وہ دوسرے ملک میں پہنچ جائے گی تو اس کے پاس وہاں اتنی دولت پہنچا دے گا کہ وہ کسی کی محتاج نہیں رہے۔ اپنے طور پر ایک آزاد اور خود مختار زندگی گزارتی رہے۔

اس نے اپنے دونوں دوستوں کی سلامتی کے لیے دو عورتوں پر ظلم کیا تھا۔ ہیلو ریٹا کو مجبوراً ہلاک کیا تھا۔ لیکن مونا کے ساتھ رعایت کی تھی۔ بہرحال وہ جو کچھ بھی کر رہا تھا اپنے دوستوں کی بھلائی کے لیے کر رہا تھا۔ آئندہ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے امریکی اکابرین پر اور تمام امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر حکومت کرنے والا تھا۔

○☆○

ہم چین پہنچ گئے۔ میرے ساتھ بابا صاحب کے ادارے کا ذہین سراغ رساں احمد زبیری تھا اور جناب عبداللہ واسطی ہماری رہنمائی کے لیے آئے تھے۔

ہمارے میزبان ہمیں ائر پورٹ سے سیدھے گریٹ ہال آف دی پیپلز میں لے گئے۔ وہاں ایک کمرے میں ہمارے ریفرشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ ہم نے وہاں کچھ کھایا پھر کافی پی۔ مجھ سے پہلے میری شہرت وہاں پہنچ گئی تھی۔ بابا صاحب کے ادارے کی جانب سے میرے کارناموں کی تفصیلات بیان کر دی گئی تھیں۔ وہ اس حوالے سے مجھ سے مل کر بہت خوش ہو رہے تھے اور حیرانی ظاہر کر رہے تھے کہ میں اپنی زندگی میں کس طرح عجیب و غریب حالات سے اور مصائب سے گزرتا آیا ہوں۔ چینی فوج کا ایک اعلیٰ افسر اس بات پر خوش ہو رہا تھا کہ ہم امریکا کی ہر جارحیت کا منہ توڑ جواب دیتے آئے ہیں۔

ہم وہاں سے بہت وسیع و عریض کانفرنس ہال میں آئے اسے دی گریٹ ہال آف دی پیپلز کہا جاتا ہے۔ وہاں عوام کو اپنے ملک اور قوم اور سیاسی حالات پر کھل کر بولنے کی آزادی ہے۔ اسی لیے اس ہال کو.... دی گریٹ ہال آف دی

پیپلز کہا جاتا ہے۔ وہاں سیاسی اور سماجی شعبوں سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک عہدے دار نے ہماری آمد پر استقبالیہ تقریر کرتے ہوئے کہا "دنیا کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ ہم نے کسی ملک سے کوئی سیاسی معاہدہ نہیں کیا بلکہ ایک ادارے سے دوستی کا معاہدہ کیا ہے۔ اس ادارے کو بابا فرید واسطی صاحب کا ادارہ کہا جاتا ہے۔ اس ادارے کے ایک معزز بزرگ جناب عبداللہ واسطی نے ہزاروں میل کا سفر طے کر کے، مسٹر فرہاد علی تیمور اور مسٹر احمد زبیری کے ساتھ یہاں آنے کی زحمت گوارا کی ہے۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی اور جناب عبداللہ واسطی جیسے بے شمار بزرگ پچھلی نصف صدی سے کئی نسلوں کو تہذیب و اخلاق اور نیک اور پاکیزہ خیالات کا درس دیتے آئے ہیں۔ اس ادارے کے طلبا اور طالبات روحانیت کے علاوہ طب اور سائنس کی جدید ٹیکنالوجی کا علم حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اس ادارے میں کوئی جنگ جو فوج نہیں ہے۔ وہاں صرف علوم حاصل کرنے والوں کی فوج ہے۔ وہ فوج اپنے ہاتھوں میں ہتھیار نہیں رکھتی، اپنے دماغوں میں علوم کا خزانہ رکھتی ہے۔ اس ادارے سے کبھی خون خرابے والی بات نہیں کی گئی۔ بڑے بڑے سپر پاور کہلانے والے ملکوں نے جب بھی اس ادارے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی جواب میں خود انہیں ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔

امریکا نے ویت نام میں برسہا برس تک جنگ جاری رکھی لیکن وہاں اپنا تسلط قائم نہ کر سکا۔ شکست کھا کر اسے واپس جانا پڑا لیکن وہ ایشیائی ممالک پر مسلط رہنے کی خواہش سے باز نہیں آ رہا ہے۔ اب تھائی لینڈ، کمبوڈیا اور لاؤس وغیرہ میں کسی نہ کسی بہانے سے اپنی فوجیں اتارنا چاہتا ہے۔ ایسے وقت بابا صاحب کے ادارے سے ہماری دوستی کا معاہدہ ہو چکا ہے اور آپ ابھی اس بات کو پورے یقین سے نہیں سمجھ پائیں گے کہ یہ ایک ادارہ اور یہ ہمارے تین معزز مہمان اپنے اندر کیسی قوت رکھتے ہیں کہ ان کی یہاں آمد سے ہی امریکا اور دوسرے ممالک میں کھلبلی سی پیدا ہو گئی ہے۔

ان کے پاس ایک بہت ہی خطرناک ہتھیار ہے جسے ٹیلی پیتھی کہتے ہیں۔ اس ٹیلی پیتھی کے سامنے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کی بھی کوئی حیثیت نہیں رہی ہے۔ کہتے ہیں اکیسویں صدی میں کمپیوٹر کے ذریعے جنگ لڑی جائے گی اور اسٹار وار کے سلسلے میں بھی پیشین گوئی کی جا رہی ہے لیکن ٹیلی پیتھی کے سامنے بڑی بڑی جنگی تیاریاں خاک میں مل جائیں گی۔

"جناب علی اسد اللہ تبریزی اور بابا صاحب کے ادارے کے تمام افراد نے ہمارے ساتھ بے مثال دوستی کا ثبوت دیا ہے اور ثبوت کے طور پر ہمیں ٹیلی پیتھی کا ہتھیار دے رہے ہیں۔"

یہ سنتے ہی تمام حاضرین تالیاں بجانے لگے۔

وہاں کے عہدے دار نے کہا "میں اپنی تقریر کو مختصر کرتے ہوئے جناب عبداللہ واسطی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ یہاں آکر ہماری دوستی کے معاہدے پر اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کریں۔ شکریہ۔"

حاضرین تالیاں بجانے لگے۔ جناب عبداللہ واسطی نے اسٹیج پر آکر مائیک کے سامنے حاضرین کو سلام کیا پھر بسم اللہ پڑھنے کے بعد کلام پاک کی ایک آیت کی تلاوت کی اس کے بعد فرمایا "ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ علم حاصل کرنے کے لیے چین تک جانا ہو تو علوم کا خزانہ حاصل کرنے کے لیے ضرور جانا چاہیے۔ آج ہم اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اسی ہدایت کے مطابق یہاں علوم حاصل کرنے کے لیے بھی آئے ہیں اور اپنی طرف سے بھی علوم کا تحفہ لائے ہیں۔"

حاضرین تالیاں بجانے لگے۔ جناب عبداللہ واسطی نے کہا "ٹیلی پیتھی کا علم خدا کی رضا سے حاصل ہوتا ہے یا شیطان کے شر سے حاصل کیا جاتا ہے۔ دنیا کے ہر ملک میں زندگی کے ہر شعبے میں خیر اور شر کی جنگ جاری رہتی ہے۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بھی ایک عرصے سے یہ جنگ جاری ہے۔ اور ہماری طویل جدوجہد یہ ثابت کر رہی ہے کہ ہم ہمیشہ شر پر غالب آتے رہے ہیں۔ ایک طویل صبر آزما عبادت اور ریاضت کے بعد ٹیلی پیتھی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ عبادت اور ریاضت کے دشوار گزار مراحل سے بہت کم لوگ گزرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ اس لیے ٹیلی پیتھی کا علم جاننے والوں کی تعداد بہت کم ہے لیکن جب سے ٹرانسفارمر مشین تیار کی گئی ہے تب سے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج پیدا ہوتی جا رہی ہے۔

"اتنی بڑی دنیا میں یہ ٹرانسفارمر مشین صرف دو جگہ ہے۔ ایک امریکا میں اور دوسری ہمارے بابا صاحب کے ادارے میں۔"

اس بات پر سب خوش ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ انہوں نے کہا "امریکا میں کئی بار یہ مشین تیار کی گئی اور کئی بار ہم نے اسے تباہ کر دیا۔"

اس بات پر پھر تالیوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ انہوں

نے کہا "جمہوریہ چین سے ہمارا دوستی کا معاہدہ ہوا ہے۔ اس معاہدے کے مطابق ہم نے وعدہ کیا ہے کہ آپ کی فوج کے کئی افسران اور غیر معمولی ذہانت رکھنے والے جوانوں کو ہم ٹیلی پیتھی کا علم سکھائیں گے۔"

یہ سنتے ہی سب اٹھ کر تالیاں بجانے لگے پھر وہ مزید خوش آئند باتیں سننے کے لیے بیٹھ گئے۔ جناب عبداللہ واسطی نے کہا "جیسا کہ ابھی میں نے عرض کیا تھا ہماری دنیا میں خیر و شر کی جنگ جاری رہتی ہے۔ ہم نے خیر کے لیے دوستی کا معاہدہ کیا لیکن شر آڑے آنے لگا۔ حکومت فرانس نے چینی باشندوں کا داخلہ اپنے ملک میں ممنوع قرار دیا تاکہ یہاں سے آپ کے ذہین افراد ہمارے ادارے میں جا کر ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل نہ کر سکیں۔"

اس بات پر حاضرین شیم شیم کہنے لگے۔ انہوں نے کہا "آپ خاموش ہو جائیں آپ کے شیم شیم کہنے سے بے حس لوگوں کو کبھی شرم نہیں آئے گی۔ شیطان ایک راستہ بند کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ذہانت ہزار راستے بنانے کی تدابیر سجھاتی ہے۔ ہم نے ایک نیا راستہ نکالا ہے۔ آپ سے دوستی کی ایسی مثال قائم کر رہے ہیں۔ جس کے بارے میں ابھی نہ آپ سوچ سکتے ہیں نہ سپر پاور نہ دوسرے بڑے ممالک کبھی اس بات کی توقع کر سکتے ہیں اور وہ بات اور وہ راستہ یہ ہے کہ جس ٹرانسفارمر مشین تک جانے کے لیے آپ کے ذہین افراد کو روکا گیا ہے۔ ہم اس ٹرانسفارمر مشین کو یہاں آپ کے ملک میں لا رہے ہیں۔"

یہ بات سنتے ہی تمام ہال کے افراد اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ زور زور سے تالیاں بجانے لگے۔ بیک آواز ہو کر "لانگ لیو دی انسٹی ٹیوٹ آف بابا واسطی" اور "لانگ لیو جناب اسد اللہ تبریزی" کے نعرے لگانے لگے پھر ایک اعلیٰ عہدے دار نے اسٹیج پر آکر دونوں ہاتھ.... اٹھا کر خاموش رہنے کے لیے کہا۔ تھوڑی دیر بعد سب ہی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ وہاں خاموشی چھا گئی۔ وہ سب جناب عبداللہ واسطی کی طرف دیکھنے لگے۔

انہوں نے کہا "ٹرانسفارمر مشین سائز میں بہت بڑی ہوتی ہے۔ اسے رازداری سے یہاں نہیں لایا جا سکتا لیکن ہمارا ایک ماہر یہاں آ رہا ہے۔ وہ آپ کے ماہرین کے تعاون سے ٹرانسفارمر مشین یہاں تیار کرے گا۔ ہم یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارا جو ماہر یہاں آ رہا ہے۔ اس کے راستے میں قدم قدم پر بڑے ہی خطرناک جال بچھائے گئے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ وہ ان تمام جالوں کو ناکارہ بناتا ہوا یہاں پہنچ جائے۔ اس کے آنے کے بعد ہی ہمیں اطمینان ہوگا کہ ہم آپ کے ساتھ دوستی کا عملی ثبوت دے رہے ہیں۔ اب میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔ اللہ حافظ۔"

حاضرین تالیاں بجانے لگے۔ جناب عبداللہ واسطی میرے پاس آکر بیٹھ گئے۔ اعلیٰ عہدے دار نے مائیک کے سامنے آکر کہا "ابھی ہم نے جناب عبداللہ واسطی کی زبان سے جو کچھ سنا وہ ہمارے لیے چونکا دینے والی بات ہے۔ ہم تو کیا واقعی سپر پاور اور دنیا کے دوسرے بڑے بڑے ممالک کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ بابا صاحب کے ادارے کے سچے اور کھرے مسلمان اپنی دوستی کی ایسی مثال پیش کریں گے جو آج تک کسی نے نہیں کی۔ کوئی اتنا فراخ دل نہیں ہوتا کہ اپنی طاقت کا سرچشمہ ہمارے گھر لے آئے لیکن جناب علی اسد اللہ تبریزی اور بابا صاحب کا ادارہ جس چونکا دینے والی دوستی کا ثبوت پیش کر رہا ہے اسے ہم اور ہماری آئندہ نسلیں ہمیشہ یاد رکھیں گی۔ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ہم کن الفاظ میں اپنی احسان مندی کا اظہار کریں۔ ہم ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں وہ کم ہوگا۔ ہم فی الحال اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ ہماری اور بابا صاحب کے ادارے کی دوستی قیامت تک رہے گی۔"

حاضرین بار بار تالیاں بجا کر اپنی مسرتوں کا اور اپنے دلی جذبات کا اظہار کر رہے تھے پھر اس اعلیٰ عہدے دار نے میرا تعارف کرایا۔ میرے بارے میں تعریفی کلمات ادا کیے پھر کہا "حاضرین آپ نے ٹیلی پیتھی کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہوگا، بہت کچھ سنا ہوگا لیکن آپ یہ نہیں جانتے کہ ٹیلی پیتھی کا عمل اور ردعمل کیا ہوتا ہے۔ میں فرہاد صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں آپ کو کچھ بتائیں پلیز مسٹر فرہاد علی تیمور آپ اسٹیج پر تشریف لے آئیں۔"

میں تالیوں کی گونج میں اسٹیج پر آیا پھر مائیک کے سامنے کہنے لگا "معزز حاضرین! میں نے دیکھا ہے کہ میرے یہاں ..... آنے سے پہلے میرے کارناموں کے سلسلے میں کتابچے شائع ہوئے ہیں اور انہیں عوام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان کتابچوں کو پڑھنے کے بعد میری زندگی کی طویل جدوجہد اور تمام داستان قصہ کہانی والی بات لگی ہوگی۔ جب تک کسی عجیب و غریب اور غیر معمولی بات کا عملی مظاہرہ نہ ہو۔ اس وقت تک وہ بات ایک افسانہ ہی لگتی ہے۔ اگر آپ ٹیلی پیتھی کا عملی مظاہرہ دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ میں سے کوئی اپنی جگہ سے اٹھ کر مجھے مخاطب کرے۔ مجھ سے کوئی سوال کرے۔"

ایک شخص نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "مسٹر فرہاد علی تیمور! میں نیشنل پریس آف ری پبلک چائنا کا ڈائریکٹر جنرل ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی کے دماغ میں بھی گھس آتے ہیں۔ کیا آپ میرے دماغ میں آکر مجھ سے باتیں کرسکتے ہیں؟"

دوسرے ہی لمحے میں میں نے اس کے اندر پہنچ کر کہا "مسٹر! آپ نے اپنا عہدہ بتایا لیکن نام نہیں بتایا اس کے باوجود میں آپ کے دماغ میں اس طرح گھس آیا ہوں جیسے کوئی کسی کے گھر میں زبردستی گھس آتا ہے۔ آپ میری آواز سن رہے ہیں نا؟"

وہ حیرانی سے اپنے چاروں طرف دیکھتے ہوئے بولا "ہاں! مسٹر فرہاد علی تیمور! اس وقت میرے دماغ میں بول رہے ہیں۔ میں ان کی آواز سن رہا ہوں۔"

میں نے پوچھا "دوسرے کیسے یقین کریں گے کہ میں آپ کے دماغ میں ہوں؟"

ایک دوسرے شخص نے اپنی جگہ اٹھ کر کہا "بے شک این' پی' آر' سی کے ڈائریکٹر جنرل نے اعتراف کیا ہے کہ وہ اپنے دماغ میں مسٹر فرہاد علی کی باتیں سن رہے ہیں لیکن ہمیں بھی اس بات کا یقین ہونا چاہیے۔"

میں نے کہا "صرف آپ کو نہیں تمام حاضرین کو ابھی یقین ہوجائے گا۔ پہلے آپ حاضرین کے سامنے میرے اس سوال کا جواب دیں کہ آپ مستقل مزاج ہیں یا نہیں؟"

اس نے کہا "میں مستقل مزاج ہوں۔ جو فیصلہ کرلیتا ہوں' ہمیشہ اس پر قائم رہتا ہوں۔"

میں نے کہا "ابھی آپ سب کے سامنے یہ فیصلہ سنائیں کہ میں جو کچھ بھی کہوں گا آپ اس پر عمل نہیں کریں گے۔ کسی حال میں بھی میرے کسی حکم کی تعمیل نہیں کریں گے۔"

اس شخص نے بڑے اعتماد سے کہا "میں تمام حاضرین کے سامنے یہ فیصلہ سناتا ہوں کہ میں مسٹر فرہاد علی تیمور کے کسی حکم کی تعمیل نہیں کروں گا۔"

میں تھوڑی دیر تک سر جھکائے خاموش کھڑا رہا اس کے چور خیالات پڑھتا رہا پھر کہا "مسٹر! ہماری دنیا میں سب ہی کسی نہ کسی کے دوست اور کسی نہ کسی کے دشمن ہوتے ہیں۔ آپ بھی کسی کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور جسے دشمن سمجھتے ہیں وہ اسی ہال میں موجود ہے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

وہ پریشان ہوگیا۔ وہ کسی کے سامنے یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ ایک شخص کو اپنا دشمن سمجھ رہا ہے۔ جبکہ وہ دشمن ہے' اس کی دشمنی کا کوئی ثبوت اس کے پاس نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا "آپ درست کہتے ہیں۔ ہماری دنیا میں کوئی کسی کا دوست ہے اور کوئی کسی کا دشمن ہے۔ اگر میرا بھی کوئی دشمن ہے تو میں اس کی نشان دہی نہیں کروں گا۔ اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کروں گا۔"

میں نے کہا "معزز حاضرین آپ نے ان کا فیصلہ سن لیا ہے۔ اب میں جو حکم دوں گا یہ اپنے فیصلے کے مطابق اس پر عمل نہیں کریں گے لیکن میں آپ سب کے سامنے حکم دے رہا ہوں کہ یہ اپنی جگہ سے آگے بڑھیں اور اپنے دشمن کے پاس جاکر اس سے مصافحہ کریں۔"

اس نے کہا "نہیں میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔"

دوسرے ہی لمحے میں میں اس کے دماغ پر غالب آگیا۔ وہ اسی وقت میری مرضی کے مطابق اپنی جگہ سے آگے بڑھتا ہوا وہاں سے چلتا ہوا ہال کے ایک حصے میں پہنچا پھر وہاں بیٹھے ہوئے ایک شخص سے بولا "مسٹر چاؤشنگ! میں سمجھتا ہوں کہ آپ درپردہ مجھ سے دشمنی کرتے ہیں لیکن آپ کے خلاف میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ میں آپ کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا تھا لیکن مسٹر فرہاد علی تیمور کا حکم ہے کہ میں آپ سے مصافحہ کروں۔ کیا آپ کھڑے ہو کر مجھ سے مصافحہ کریں گے؟"

چاؤشنگ نامی شخص نے سر گھما کر میری طرف دیکھا پھر اٹھ کر کھڑا ہوگیا ہاتھ بڑھا کر اس سے مصافحہ کرنے لگا۔ ہال میں بیٹھے ہوئے تمام لوگ تالیاں بجانے لگے۔ میں نے کہا "میں مسٹر چاؤشنگ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ جس سے مصافحہ کر رہے ہیں۔ اس سے کچھ گفتگو کریں۔"

چاؤشنگ نے کہا "تم مجھے دشمن سمجھتے ہو لیکن میں نے کبھی دشمنی نہیں کی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ تمہارے کہتے ہی میں اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور تم سے مصافحہ کر رہا ہوں۔"

اس کی آواز سنتے ہی میں اس کے چور خیالات پڑھنے لگا پھر میں نے کہا "میں آپ دونوں کو اسٹیج پر آنے کی زحمت دے رہا ہوں۔ پلیز یہاں تشریف لے آئیں۔"

وہ دونوں وہاں سے چلتے ہوئے اسٹیج کی طرف آنے لگے۔ جو شخص چاؤشنگ کو اپنا دشمن سمجھتا تھا۔ اس کا نام لوچی منر تھا۔ وہ دونوں اسٹیج پر آکر کھڑے ہوگئے۔ میں نے کہا "معزز حاضرین! یہ مسٹر لوچی منر' مسٹر چاؤشنگ کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ ان دونوں کا تعلق ملٹری سیکرٹ سروس سے ہے۔ انہوں نے مجھے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے لیکن میں جو کہہ رہا ہوں وہ درست ہے۔ اگر یہ دونوں دوسروں

سے یہ حقیقت چھپاتے ہیں کہ ان کا تعلق ملٹری سیکرٹ سروس سے ہے تو مجھے یہ بات آپ سب کے سامنے نہیں کہنا چاہیے لیکن بات کچھ ایسی ہے کہ میں کہنے پر مجبور ہوگیا ہوں اور ان کے ذریعے ایک حقیقت سامنے لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ لٰہذا میں مسٹر لوچی منر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سب کے سامنے حقیقت بیان کریں کہ وہ مسٹر چاؤشنگ کو کیوں اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔"

لوچی منر نے کہا "میں پورے بارہ برس سے ملٹری سیکرٹ سروس میں ملازمت کر رہا ہوں اور وہاں ایک ذمے دار اور وفادار سراغ رساں سمجھا جاتا ہوں۔"

میں نے کہا "پورے بارہ سال سے نہیں بلکہ بارہ برس چار ماہ سے ملازمت کر رہے ہیں۔"

چاؤشنگ نے کہا "میں اس ادارے میں ریکارڈ کیپر ہوں۔ مسٹر فرہاد علی تیمور درست کہہ رہے ہیں۔ مسٹر لوچی منر بارہ برس چار ماہ سے ملازمت کر رہے ہیں۔"

اس بات پر لوگ تالیاں بجانے لگے۔ لوچی منر نے کہا "میں تسلیم کرتا ہوں ٹیلی پیتھی بہت ہی حیرت انگیز علم ہے مسٹر فرہاد ہزاروں میل دور سے آئے ہیں۔ مجھے نہیں جانتے ہیں لیکن پہلی ملاقات میں ہی انہوں نے مجھ سے کچھ پوچھے بغیر میرا نام معلوم کرلیا۔ میں سمجھ رہا تھا میری سروس کو بارہ سال ہوگئے ہیں لیکن مسٹر فرہاد نے صحیح عرصہ بتایا کہ بارہ سال چار ماہ ہوچکے ہیں۔ مجھ سے کہا جا رہا ہے کہ میں مسٹر چاؤشنگ کی دشمنی کے بارے میں بتاؤں لیکن میں بتاؤں گا تو میرے پاس اس دشمنی کا کوئی ثبوت نہیں ہوگا پھر بھی مسٹر فرہاد علی تیمور کے حکم کے مطابق کہہ رہا ہوں۔"

اس نے کہنے سے پہلے سر گھما کر میری طرف دیکھا پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا "مسٹر چاؤشنگ ریکارڈ کیپر ہیں۔ اس ریکارڈ روم میں ان کے علاوہ ان کے دو ماتحت جاتے آتے ہیں۔ اس کمرے میں ان تینوں کے علاوہ کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے باوجود مسٹر چاؤشنگ مجھ پر مہربان ہوگئے تھے۔ مجھے اس کمرے میں بلایا کرتے تھے۔ تب مجھے ان کی دوستی اور مہربانی کا پتا چلا ایک دن انہوں نے مجھ سے ایسا کام لینا چاہا جسے کوئی ملک... دشمن ہی کرسکتا ہے۔"

چاؤشنگ نے اسے غصے سے دیکھتے ہوئے پوچھا "یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو؟ جھوٹ کیوں بول رہے ہو؟"

میں نے لوچی منر کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ وہ کہنے لگا "ہاں! میں جھوٹ بول رہا تھا لیکن ٹیلی پیتھی کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکوں گا۔ سچ یہ ہے کہ میں ایک ٹاپ سیکرٹ فائل چرانا چاہتا تھا۔ اتنی بڑی فائل وہاں سے لے جا نہیں سکتا تھا۔ میری پلاننگ یہ تھی کہ میں اس کی مائیکرو فلم بنا کر لے جاؤں۔ اس کے لیے میں نے چاؤشنگ سے دوستی کرنی چاہی یہ ایسے تو سب کا دوست ہے لیکن کسی دوست کو تو کیا اپنے سگے بھائی اور اپنے باپ کو بھی ریکارڈ روم میں آنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ میں نے کئی بار دوست کی حیثیت سے ریکارڈ روم میں جاکر اس سے گفتگو کرنی چاہی تو اس نے یہی جواب دیا باہر انتظار کرو۔ میں آکر بات کرتا ہوں تب میں نے سمجھ لیا کہ اس کے ذریعے کام نہیں بنے گا۔"

میں نے پوچھا "مسٹر لوچی منر! تم ٹاپ سیکرٹ فائل کیوں چرانا چاہتے تھے؟"

اس نے جواب دیا "میرا تعلق ملک دشمن عناصر سے ہے۔ میں اپنے ملک کے اہم راز چرا کر ایک دشمن ملک کے سیکرٹ ایجنٹ کو دینا چاہتا تھا۔"

اس کی باتیں سن کر سب دنگ رہ گئے۔ چار مسلح جوان ایک افسر کے ساتھ فوجی انداز میں چلتے ہوئے اسٹیج پر آئے پھر وہ لوچی منر کے اطراف کھڑے ہوگئے۔ وہ کہہ رہا تھا "مسٹر فرہاد علی تیمور! میرے دماغ میں کہہ رہے ہیں کہ مجھے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ ہمارے ملک کا اہم راز ہے۔ آگے جو بھی راز کی باتیں ہیں' میں وہ تمام باتیں ملٹری سیکرٹ سروس کے اعلیٰ افسران کے سامنے بیان کروں گا۔ فی الحال میری سزا یہی ہے کہ مجھے حراست میں لیا جائے اور میرے اقبال جرم کے مطابق قرار واقعی سزا مجھے دی جائے۔"

میں نے لوچی منر کی زبان سے کہا "میں ان قانون کے محافظوں کی حراست میں جانے سے پہلے تمام ملک دشمن عناصر سے کہتا ہوں کہ اس ملک میں ٹیلی پیتھی کا ہتھیار آگیا ہے۔ ان کی خیریت اسی میں ہے کہ وہ خود کو قانون کے حوالے کردیں یا جتنی جلدی ہوسکے اس ملک سے باہر چلے جائیں۔ اب کوئی دشمن اس ملک کے خلاف اپنی سازشوں میں کامیاب نہیں ہوسکے گا۔ مسٹر فرہاد علی تیمور ایک ایک کو چن چن کر قانون کے حوالے کریں گے۔"

آرمی کا افسر اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ لوچی منر کو حراست میں لے کر وہاں سے جانے لگا۔ میں نے کہا "معزز حاضرین! ابھی جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے یہاں آنے سے امریکا اور دوسرے بڑے ممالک کیوں پریشان ہوگئے ہیں؟"

میں نے ایک ذرا خاموش رہ کر تمام حاضرین کو دیکھا پھر

کہا "لیکن پریشانیاں صرف یہ نہیں ہیں کہ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے اس ملک کی سرحدوں کے دوسری طرف امریکی فوجی اڈا بنانے نہیں دیں گے بلکہ پریشانی یہ بھی ہے کہ اس ملک کے اندر ان کی ملک دشمن سرگرمیوں کو کچل کر رکھ دیں گے۔ ملک دشمن عناصر ہزار بہروپ میں رہ کر بھی ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے چھپ نہیں سکیں گے۔"

میری اس بات پر تمام حاضرین زور زور سے تالیاں بجانے لگے۔ میں نے کہا "میرے بارے میں یہاں جو کتابچہ شائع ہوا ہے۔ اس میں میرے ایسے ہی کارناموں کا ذکر ہے۔ میں جہاں پہنچتا ہوں۔ وہاں چند گھنٹوں میں یا چند منٹوں میں دشمنوں کو بے نقاب کر دیتا ہوں اور کوئی شہ زور ناقابل شکست دشمن ہو تو اسے اس قدر شکستہ کر دیتا ہوں کہ وہ مر جاتا ہے یا وہ جگہ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔"

پھر تالیوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ میں نے کہا "میں اس ملک کے پریس سے اور تمام انفارمیشن میڈیا سے کہوں گا کہ وہ عوام سے گزارش کریں کہ وہ کھلی ہوئی آنکھیں اور جاگتا ہوا ذہن رکھیں۔ اپنے اطراف دشمنوں کو پہچاننے کی کوشش کریں کیونکہ اب وہ زیادہ سے زیادہ چھپ کر مجھ پر حملے کرنے اور مجھ کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔ مجھے اپنے خالق حقیقی' اپنے اللہ تعالیٰ پر بھرپور اعتماد ہے۔ جب تک اس نے میری زندگی لکھی ہے' تب تک مجھے کوئی نہیں مار سکے گا۔ اس کے باوجود میں آپ کا اور اس ملک کے عوام کا تعاون چاہتا رہوں گا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ شکریہ۔"

میں مائیک کے پاس سے ہٹ کر اسٹیج سے جانے لگا۔ لوگ اٹھ کر کھڑے ہوگئے تھے اور تالیاں بجا رہے تھے۔ انہوں نے اب تک ٹیلی پیتھی کے بارے میں پڑھا تھا یا سنا تھا آج اپنی آنکھوں کے سامنے اس کا عملی مظاہرہ دیکھ کر انہیں اس بات کی خوشی تھی کہ ٹیلی پیتھی جیسا عجیب وغریب اور خطرناک ہتھیار ان کے ملک میں آگیا ہے۔ اب اس کی موجودگی میں ملک دشمن عناصر چھپتے پھریں گے یا اس ملک کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔"

اور میں اپنے تجربات کی روشنی میں دیکھ رہا تھا کہ دشمن آسانی سے شکست تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ وہ بھی خود کو شہ زور سمجھ کر آخری وقت تک مقابلہ کرتے ہیں۔ گویا میں چین آکر بھی چین سے نہیں رہ سکوں گا۔ یہاں بھی میرے دن اور رات جدوجہد میں گزرتے رہیں گے۔

○☆○

الپا اپنے ملک کے اندرونی معاملات میں بھی مصروف رہا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ اس کی اہم ذمے داری یہ تھی کہ وہ امریکی اکابرین میں سے ہر ایک کے خیالات پڑھتی رہے۔ وہاں کے حکام اور وہاں کے فوجی افسران کے ذریعہ بہت سے اہم راز معلوم ہوتے رہتے تھے۔

ایک بار جب اس نے خیال خوانی کی تو پتا چلا' پانچ امریکی اکابرین کے دماغ مقفل ہو چکے ہیں۔ ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے دوسرے چند اکابرین کے دماغوں کو بھی لاک کیا تھا لیکن وہ شراب نوشی سے باز نہیں آئے۔ اس لیے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ الپا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ ان پانچ اکابرین کے دماغ کیوں مقفل کیے گئے ہیں؟ اس کے پیچھے کیا راز ہے؟

ایک تو سیدھی سی بات سمجھ میں آنے والی تھی۔ نیلماں سے سب ہی خوف زدہ تھے۔ وہ کسی کے بھی دماغ میں گھس آتی تھی۔ یوں دیکھا جائے تو وہ پانچوں اکابرین کے مقفل دماغوں میں بھی پہنچ سکتی تھی۔ اگرچہ اب وہ فلیکس اور اپنے ماتحتوں کے معرفت باتیں کرتے تھے لیکن نیلماں کی طرف سے خطرہ بدستور موجود تھا۔ الپا کے تجربات کہہ رہے تھے کہ کوئی بہت اہم راز چھپانے کے لیے ان پانچ اکابرین نے اپنے دماغ کو مقفل کرایا ہے۔

اس کی معلومات کے مطابق فی الوقت دو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اہم تھے ایک لیزی گارڈ اور دوسرا کینی بال' ان دونوں کو امریکی اکابرین کا اعتماد حاصل تھا۔ الپا یہ جانتی تھی کہ تھری جے بھی امریکا کے کام آتے رہتے ہیں لیکن یہ بھی نہیں جان سکتی تھی کہ وہ تھری جے درپردہ امریکا کے حکمران بنے ہوئے ہیں۔

اسرائیل سیکرٹ ایجنٹس اور خفیہ ایجنسی کے سراغ رساں وہاں کے ایسے رازوں تک پہنچنے کی کوششیں کر رہے تھے' جہاں الپا اب ٹیلی پیتھی کے ذریعے نہیں پہنچ پا رہی تھی۔ وہ وقتاً فوقتاً امریکا میں رہنے والے یہودی سراغ رسانوں سے رابطہ کرتی رہتی تھی۔ اسی سلسلے میں وہ ایک یہودی سراغ رساں بوبی اسمتھ کے دماغ میں پہنچی۔ وہ ذہین فرض شناس اور قوم پرست یہودی تھا اور ان دنوں ایک امریکن دوشیزہ ڈائنا ہنٹر سے عشق فرما رہا تھا۔ الپا نے کہا "بوبی! میں تمہاری فرض شناسی کو سمجھتی ہوں۔ کیا ڈائنا سے عشق کرنے کا کوئی خاص مقصد ہے؟"

"میڈم! آپ کو مشینری کے ایک ماہر مکینک جیکی ہنٹر کا نام یاد ہوگا۔"

"میں بھول رہی ہوں۔ مجھے یاد دلاؤ۔"

"بہت عرصہ پہلے ایک جزیرے میں بڑی رازداری سے ٹرانسفارمر مشین تیار کی گئی تھی۔ تیار کرنے والا یہی ماہر مکینک جیکی ہنٹر تھا۔"

"او گاڈ! ماضی میں میں نے ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ٹریپ کیا تھا۔ اس کے ذریعے جیکی ہنٹر کے بارے میں معلوم ہوا تھا۔ کیا ڈائنا اسی کی بیٹی ہے؟"

"جی ہاں۔ میں نے باتوں ہی باتوں میں ڈائنا سے معلوم کیا ہے۔ اس کا باپ جیکی ہنٹر پچھلے ایک ماہ سے کسی خاص سرکاری ڈیوٹی پر ہے۔ دن رات مصروف رہتا ہے۔ گھر نہیں آتا ہے۔"

وہ فون کے ذریعے گھر والوں سے رابطہ کرتا ہوگا؟"

"ڈائنا کو اپنے باپ سے یہی شکایت ہے۔ وہ فون کے ذریعے بھی خیر خیریت معلوم نہیں کرتا ہے۔ ایک ماہ کے دوران میں صرف دو دنوں کے لیے آیا تھا۔ بیوی بچوں سے ہنستا بولتا تھا مگر زیادہ وقت اسٹڈی روم میں گزارتا تھا۔ اس کمرے میں درجنوں مشینوں کے نقشے ہیں۔ ان دو دنوں میں وہ کسی اور مشین کا نقشہ بناتا رہا تھا۔"

"بوبی! میں نے ایک عرصے تک جیکی ہنٹر کو نظر انداز کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اس کے اسٹڈی روم میں کئی مشینوں کے نقشے ہیں۔ ان میں ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ بھی ہو سکتا ہے۔"

"یہی میں سوچ رہا تھا اور آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ آپ ڈائنا کے خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم کر سکتی ہیں۔"

"اسے فون کے ذریعے کال کرو۔ میں اس کی آواز سنوں گی۔"

"میڈم! وہ اپنی کلاس میں ہوگی۔ وہاں فون کالیں پہنچائی نہیں جاتی ہیں۔ ایک گھنٹے بعد چھٹی ہوگی۔ وہ اسکول کے سامنے مجھ سے ملاقات کیا کرتی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ایک گھنٹے میں آؤں گی۔"

وہ بوبی کے دماغ سے چلی آئی۔ جیکب رابن نے پوچھا "کہاں پہنچی ہوئی تھیں؟"

وہ ڈائنا اور اس کے باپ جیکی ہنٹر کے متعلق بتانے لگی۔ جیکب رابن نے کہا "تم نے صبح سے نارنگ اور بھیما کی خبر نہیں لی ہے۔"

"نارنگ تو بہت اکڑتا ہے۔ وہ ہر حال میں مجھ سے دشمنی کرتا رہے گا۔ میں بھیما کے پاس جا رہی ہوں۔"

"جسٹ اے منٹ۔ تمہاری صوفیہ جیسی ڈمی بڑی محنت سے تیار کی گئی ہے۔ تم نے اس مسلمان آفریدی کے پاس اسے کیوں چھوڑ دیا ہے؟"

"اسے چھوڑا نہیں ہے۔ تمہیں بتایا تو تھا کہ نارنگ نے دشمنی کی ابتدا کی ہے۔ صوفیہ کا برین واش کیا ہے۔ میرے تنویمی عمل اور تمہارے کالے جادو کے اثرات سے اسے نجات دلائی ہے۔ وہ آزاد ہوتے ہی دلیر آفریدی کے ساتھ کہیں گم ہو گئی ہے۔"

"گم ہونے سے کیا مراد ہے؟ کیا اب اس کے دماغ میں جگہ نہیں مل رہی ہے؟"

"یہی بات ہے۔ شاید نارنگ نے اس کے اور دلیر آفریدی کے لب ولہجے کو بدل دیا ہے۔ خیال خوانی کے ذریعے ان دونوں کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔"

"تم صوفیہ کو حاصل نہیں کرو گی تو مجھے افسوس ہوگا۔ وہ بہت ذہین اور معاملہ فہم ہے۔ تمہاری پرفیکٹ ڈمی ہے۔"

"میں اسے نارنگ سے چھین لینے کی پوری کوشش کروں گی۔ میں بھیما کے پاس جا رہی ہوں۔"

اس نے آنکھیں بند کر کے بھیما کا تصور کیا پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ دوسرے ہی لمحے میں اس نے آنکھیں کھول دیں۔ جیکب رابن نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ حیرانی اور پریشانی سے بولی "میری سوچ کی لہروں کو بھیما کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔ اس کا مطلب سمجھتے ہو؟"

"جب کوئی مر جاتا ہے۔ دماغ مردہ ہو جاتا ہے۔ تب خیال خوانی کی لہروں کو اس مردہ دماغ میں جگہ نہیں ملتی ہے۔ اسی لیے تم واپس آگئی ہو۔"

"تم ٹھیک سمجھ رہے ہو۔ وہ میرے تنویمی عمل سے آزاد ہو گیا ہے۔"

"ارے جب مر ہی گیا ہے تو کیا قیدی اور کیا آزادی؟ کیا تم اس مردے کو اپنا معمول اور محکوم بناؤ گی؟"

"رابن! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کتنی بار کہا ہے۔ زیادہ نہ پیا کرو۔ کیا یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ اس نے مرنے کے بعد کسی دوسرے کا جسم حاصل کیا ہوگا؟"

"او آئی سی۔ میں اس کی آتما شکتی کو بھول گیا تھا۔"

"یہ بوتل بند کرو۔ بڑی دیر سے پی رہے ہو۔"

"نہیں جان من! پینے دو۔ غم غلط کرنے دو۔ بھیما جیسا مہا شکتی مان ہمارے شکنجے سے نکل گیا ہے۔ جو ہاتھ سے نکل گیا' سمجھو وہ مر گیا۔ آہ! بے چارہ بڑی خوبیوں کا مالک تھا۔"

الپا نے اسے گھور کر دیکھا پھر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی نارنگ کے پاس آکر بولی "سانس نہ روکنا۔ میں الپا

ہوں۔"

"ہوں۔ میں جانتا تھا' تم آؤ گی۔"

"اس کا مطلب ہے' تم نے بھیما کو ہلاک کیا ہے۔"

"تم نے تو بڑے حفاظتی انتظامات کیے تھے۔ اسے مجھ سے دور رکھنے کے لیے اس کے دماغ کو مقفل کردیا تھا۔ دیکھ لو کہ میں کس طرح دماغوں کے بند دروازے کھول لیتا ہوں۔"

"بھیما کو ہلاک کرکے تمہیں کیا مل رہا ہے؟ تم نے بہت بڑی حماقت کی ہے۔ اب نہ تم جانتے ہو' نہ میں جانتی ہوں کہ اس نے کسی کے جسم میں' کس روپ میں نئی زندگی حاصل کی ہوگی۔ وہ ہم دونوں کے لیے ایک نادیدہ خطرہ بن گیا ہے۔"

"میں نے اسے ہلاک نہیں کیا ہے۔ میں نے اسے صرف زخمی کیا تھا۔ زخمی ہوتے ہی وہ سمجھ گیا کہ میں اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا غلام بنالوں گا۔"

"تم نے اسے ہلاک نہیں کیا پھر وہ کیسے مرگیا؟"

"اس نے ایک چاقو نکال کر غصے سے کہا' وہ مرجائے گا مگر زندہ رہ کر کسی کا غلام نہیں بنے گا۔ یہ کہتے ہی اس نے اپنے چاقو سے خودکشی کرلی۔"

"اس نے کس وقت خودکشی کی تھی؟"

"اب سے تین گھنٹے پہلے۔"

"وہ اب تک نیا جسم حاصل کرچکا ہوگا۔"

"یہی میں سوچ رہا ہوں۔ اس نے اب تک میرے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے۔ تم نے اسے غلام بنا کر رکھا تھا۔ وہ تمہارے خلاف بھی کچھ نہ کچھ کرے گا۔"

"میرے دشمن کم نہیں ہیں۔ ایک اور ہوجائے گا۔ اس سے بھی نمٹ لیا کروں گی۔ ویسے میں تمہارا سکون برباد کرنے والی تھی۔ اب بھیما بھی تمہاری نیندیں اڑاتا رہے گا۔"

یہ کہہ کر وہ نارنگ کے دماغ سے چلی آئی۔ جیکب رابن وہسکی کی نئی بوتل کھول رہا تھا۔ الپا نے غصے سے پوچھا "یہ کیا کررہے ہو؟"

"بس زیادہ نہیں دو پیگ لوں گا پھر بوتل بند کردوں گا۔"

"آج اتنی کیوں پی رہے ہو؟ تم پر کون سا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے؟"

"وہ بات یہ ہے کہ ابھی اچانک یاد آیا۔ یاد آیا۔ ہاں۔۔۔ آج کے دن میں پیدا ہوا تھا۔ اپنی سالگرہ کی خوشی میں مجھے پینا چاہیے یا نہیں؟ انصاف سے بولو؟"

الپا نے بیزاری سے اسے دیکھا پھر کہا "نشے کی مستی میں ڈوب رہے ہو۔ اس کی پروا نہیں ہے کہ بھیما جیسا دشمن پھر پیدا ہورہا ہے۔"

"پیدا ہورہا ہے؟ یعنی آج دشمن کی بھی سالگرہ ہے۔"

وہ منہ پھیر کر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی سراغ رساں بوبی کے پاس پہنچ گئی۔ وہ ڈائنا کے اسکول کے سامنے سڑک کے کنارے تھا۔ اپنی کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ چھٹی ہوچکی تھی طلبا اور طالبات باہر آرہے تھے۔ اپنی موٹر سائیکلوں اور کاروں میں بیٹھ کر جارہے تھے۔ جیکی ہنٹر کی بیوی اور بچوں کے لیے حکومت کی طرف سے سیکیورٹی کا انتظام تھا۔ دو مسلح گارڈز ایک گاڑی میں ڈائنا کو اسکول پہنچاتے اور پھر اسی گاڑی میں گھر پہنچا دیتے تھے۔ بوبی اسے اسکول کے احاطے میں دیکھ کر کار سے باہر آیا۔ وہ بھی اسے دیکھ کر دوڑتی ہوئی آئی "ہائے بوبی!"

"ہائے ڈارلنگ! میں روز ہی تمہارا انتظار کرتا ہوں مگر آج تمہارے لیے بہت بے چینی ہے۔ پوچھو کیوں؟"

اس نے مسکرا کر پوچھا "کیوں؟"

"آج صبح جاگنے سے پہلے خواب میں تمہیں کس کیا ہے۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "ابھی بے چینی رہے گی۔ اسکول کے احاطے میں رومانس اور کسنگ کی اجازت نہیں ہے۔"

"پلیز احاطے سے باہر آجاؤ۔"

"سوری۔ تم جانتے ہو۔ سیکیورٹی گارڈز اسکول آورز سے گھر واپس جانے تک مجھے کسی سے ملنے نہیں دیتے ہیں۔"

"تم نے نیشنل پارک میں ملنے کا وعدہ کیا ہے۔"

"شام کا وعدہ ہے۔ شام کو ملوں گی۔ اوکے گڈ بائی۔ سو فار۔۔۔"

وہ الوداعی انداز میں بولتی ہوئی سیکیورٹی گارڈز کے درمیان سے گزرتی ہوئی گاڑی میں جاکر بیٹھ گئی۔ الپا نے کہا "بوبی! میں اس کے خیالات پڑھ رہی ہوں۔ تم آرام سے ڈرائیو کرتے ہوئے اس کے بنگلے کے سامنے جاؤ۔ وہاں کہیں انتظار کرتے رہو۔"

وہ ڈائنا کے پاس آگئی۔ بوبی نے اس کے بارے میں جو رپورٹ دی تھی' اس کے خیالات وہی بتا رہے تھے کہ اس کا باپ جیکی ہنٹر پچھلے ایک ماہ سے کسی لمبی ڈیوٹی میں مصروف ہے۔ یوں تو۔۔۔ اس کی ڈیوٹی آرمی ہیڈ کوارٹر میں ہوا کرتی تھی لیکن پچھلے ماہ سے نہ وہ ہیڈ کوارٹر میں تھا اور نہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ واشنگٹن میں رہتا تھا۔

اس نے اپنی وائف سے یعنی ڈائنا کی ماں سے کہا تھا

"میں تقریباً دو ماہ کے لیے الاسکا جارہا ہوں۔ آرمی ہیڈ کوارٹر کی طرف سے دن رات یہاں سیکیورٹی گارڈز رہا کریں گے اور میرے ماتحت تمہاری اور بچوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے آتے رہیں گے۔"

ڈائنا نے پوچھا تھا "ڈیڈی! آپ فون کیا کریں گے؟"

"جہاں ڈیوٹی پر رہوں گا۔ وہاں سے فون اور فیکس کے ذریعے رابطے کا سلسلہ منقطع رہے گا۔"

اس کی وائف نے کہا "آپ لمبی مدت کے لیے ہم سے دور ہوجایا کرتے ہیں۔ بچے جوان ہوچکے ہیں۔ آپ کو ان سے دور نہیں رہنا چاہیے۔ آرمی کی ملازمت چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔"

"چھوڑ دوں گا۔ ابھی تو ایمرجنسی ہے۔ وہ مجھے سروس سے ریٹائر نہیں کریں گے۔"

الپا اس کی بیٹی ڈائنا کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ وہ گھر پہنچ کر شاور لے کر لباس تبدیل کرنا چاہتی تھی۔ لیکن الپا اسے اس کے باپ کے اسٹڈی روم میں لے گئی۔ اس کے خیالات نے بتایا تھا کہ جیکی ہنٹر ایک ماہ کے لیے آیا تھا۔ بیوی بچوں کے ساتھ دو دنوں تک وہاں رہا تھا اور اسٹڈی روم میں کسی مشین کا نقشہ بناتا رہا تھا۔

وہ اسٹڈی روم میں آئی۔ ماں نے آکر پوچھا "تم شاور نہیں لے رہی ہو؟ یہاں کیا کرنے آئی ہو؟ تمہارے ڈیڈی اس کمرے میں آنے سے منع کرتے ہیں۔"

"او۔ موم! چھوٹے بچوں کو منع کرتے ہیں۔ میں بچی نہیں ہوں۔ یہاں کی کوئی چیز ادھر ادھر نہیں کروں گی۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر جیکی ہنٹر کی تصویر دیکھ کر بولی "مجھے یہاں آکر ایسا لگتا ہے۔ جیسے میں اپنے ڈیڈی کے پاس آکر بیٹھی ہوئی ہوں۔"

ماں نے اسے محبت سے دیکھا پھر واپس جاتی ہوئی بولی "بیٹی اپنے باپ کی دیوانی ہے۔"

اس کے جاتے ہی ڈائنا نے کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کردیا پھر الماری کھول کر ایک ایک خانے سے مختلف نقشے اور فائلیں نکال کر دیکھنے اور پڑھنے لگی۔ الپا اس کے اندر رہ کر ان نقشوں اور فائلوں کو سمجھتی جارہی تھی۔ وہ سب جدید میزائل بیڈس کی مشینوں اور بکتر بند گاڑیوں کے نقشے تھے۔

ڈائنا نے الماری کے اندرونی سیف کو کھول کر ایک تہ کیا ہوا نقشہ نکالا۔ وہ وہی نقشہ تھا' جسے جیکی ہنٹر نے ایک ماہ بعد گھر آکر دو دنوں میں تیار کیا تھا۔

اس نقشے پر مشین کا نام نہیں لکھا تھا۔ نام کی جگہ اور مشین کے تمام پرزوں کی جگہ نمبر لکھے ہوئے تھے۔ اسی سیف میں ایک ڈائری رکھی ہوئی تھی۔ ڈائنا نے الپا کی مرضی کے مطابق اس ڈائری کو کھول کر پڑھا۔ نقشے میں جتنے نمبر دیے گئے تھے۔ ان نمبروں کے مطابق اس مشین کا نام اور مختلف پرزوں کے نام لکھے ہوئے تھے اور اس کا نام لکھا ہوا تھا "ٹرانسفارمر مشین۔"

یہ پڑھتے ہی الپا کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اسے اچانک ہی دنیا کا سب سے بڑا خزانہ مل گیا تھا۔ وہ چند ساعتوں کے لیے بوبی کے دماغ میں آکر خوشی سے چیختی ہوئی بولی "بوبی! تم نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ ہمارے ہاتھ لگ رہا ہے۔ تم تیار رہو۔ میں ڈائنا کو تمہارے پاس لارہی ہوں۔"

الپا چند ساعتوں کے لیے ڈائنا کے دماغ سے گئی تھی۔ وہ ہاتھ میں نقشہ اور ڈائری اٹھائے سوچ رہی تھی "میں ڈیڈی کی الماری کھول کر یہ کیا دیکھ رہی ہوں۔ یہ تو کسی مشین کا نقشہ اور ڈائری ہے۔"

الپا نے واپس آکر پھر اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ وہ نقشے کو اچھی طرح تہ کرنے لگی پھر اسے اور ڈائری کو ہاتھ میں رکھ کر سیف کو اور الماری کو بند کیا۔ وہاں ہر چیز پہلے کی طرح ترتیب سے رکھی ہوئی تھی۔ وہ دروازہ کھول کر اس کمرے سے نکل کر اپنے بیڈ روم میں آئی۔ اپنے چھوٹے سے ہینڈ بیگ میں نقشے اور ڈائری کو رکھا پھر اونچی آواز میں بولی "موم! میں بھول گئی تھی۔ مجھے کمپیوٹر کلاس اٹینڈ کرنا ہے۔ میں جارہی ہوں۔"

ماں نے کچن سے کہا "تمہاری یادداشت کو کیا ہوا ہے؟ اب کیا بھوکی جاؤ گی؟"

وہ جاتے ہوئی بولی "نہیں۔ کینٹین میں کچھ اسنیکس اور کافی لوں گی۔ اوکے موم۔ آئی ول بی بیک ان دی ایوننگ۔۔۔"

وہ بنگلے سے باہر احاطے میں آئی۔ سیکیورٹی گارڈز نے پوچھا "گاڑی نکالوں۔"

"نو تھینکس۔ باہر میرا بوائے فرینڈ ہے۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی احاطے کا گیٹ کھول کر باہر آئی۔ بوبی اسے دیکھتے ہی کار چلاتا ہوا اس کے قریب آکر رک گیا۔ وہ اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اس کے برابر بیٹھ گئی۔ بوبی نے اسے کھینچ کر اپنے بازوؤں میں بھرتے ہوئے کہا "پہلے اپنے خواب کی تعبیر پوری کرنے دو۔"

کار کی محدود فضا میں خاموشی چھاگئی۔ صرف سانسوں کی آندھیاں چلتی رہیں۔ الپا نے کہا "بوبی! تمہیں اس سے زیادہ انعامات دوں گی۔ پہلے کام کرو۔"

بوبی نے ڈائنا سے کہا "ڈارلنگ! اپنا ہینڈ بیگ کھولو۔ اس میں ہماری جان ہے۔"

اس نے ہینڈ بیگ کھول کر نقشہ اور ڈائری نکالی۔ بوبی نے لپک کروہ دونوں چیزیں لیں اور کہا "اب تم جاؤ۔ وقت کم ہے اور کام زیادہ۔ آج رات آٹھ بجے شیرٹن کے ڈائننگ ہال میں ملاقات ہوگی۔ اوکے؟"

"ڈائنا "اوکے" کہتی ہوئی کار سے باہر آگئی۔ بوبی اسے اسٹارٹ کرکے آگے چلاگیا۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی واپس بنگلے میں آئی پھر اونچی آواز میں بولی "موم! میں کلاس اٹینڈ کرنے نہیں جاؤں گی۔ بھوک لگ رہی ہے۔ ہم لنچ کریں گے۔"

وہ بیڈ روم میں آکر بستر پر چاروں شانے چت ہوگئی۔ الپا نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑدیا۔ وہ سوچنے لگی "یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں موم سے بہانہ کرکے باہر گئی۔ بوبی کی کار میں بیٹھ کر اسے خواب کی تعبیر دکھائی اور واپس آگئی۔ بوبی بڑا ضدی ہے۔ مجھ سے اپنا قرض وصول کرنے کے بعد گیا ہے۔"

الپا نے اسے رومانس کی حد تک سوچنے کے قابل رکھا۔ نقشے اور ڈائری والی بات اس کے ذہن سے مٹادی۔ آئندہ بھی بوبی سے اس کی دوستی رکھنا چاہتی تھی۔ وہ باپ بیٹی اس کے بہت کام آنے والے تھے۔

وہ بوبی کے پاس آکر بولی "گھر پہنچتے ہی پہلے نقشے اور ڈائری کے ایک ایک صفحے کی مائیکرو فلم اتار کر محفوظ کرلو۔ ان فلموں کو ایسی جگہ چھپاؤ کہ کسی تیسرے کو وہ جگہ معلوم نہ ہو۔"

"یس میڈم! میں ابھی یہی کروں گا۔"

"اس اہم کام سے فارغ ہو کر ڈائری کے صرف وہ اوراق نکال لو، جن میں ٹرانسفارمر مشین کے پرزوں کے نمبر اور نام لکھے ہوئے ہیں۔ ان اوراق کو اپنے پاس چھپا کر رکھو۔ باقی ڈائری جلا ڈالو۔ نقشے کی مائیکرو فوٹو اسٹیٹ کراؤ۔ اس مائیکرو فوٹو کی نقل فیکس کے ذریعے میرے پاس بھیجو۔"

بوبی اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گیا۔ الپا کے حکم کے مطابق ان تمام چیزوں کی مائیکرو فلمیں اتارنے لگا۔ الپا نے کہا "واشنگٹن میں ہم یہودیوں کا ایک بینک ہے۔ وہاں فرضی نام سے میرا اکاؤنٹ اور لاکر ہے۔ تم وہاں جاؤ گے تو میں بینک منیجر کے دماغ پر مسلط رہوں گی۔ وہ تمہیں ساتھ لے جاکر میرا لاکر کھولے گا۔ تم ان فلموں کو اس لاکر میں رکھ دو گے۔ یہ فلمیں وہاں محفوظ رہیں گی۔ ابھی تم اس ڈائری کے درج شدہ نام اور نمبر بتاؤ۔ میں تمہارے دماغ سے سن کر یہاں لکھ رہی ہوں۔"

الپا اپنی جگہ سے اٹھ کر جیکب سے بولی "آج میں نے زندگی کی سب سے بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ مجھے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ مل گیا ہے۔"

وہ خوش ہو کر بولا "ہپ ہپ ہرے۔ اس خوشی میں دو پیگ اور ہوجائیں۔"

الپا اسے ناگواری سے دیکھ کر اپنے بیڈ روم میں آئی۔ وہاں ایک چھوٹی سی میز کے پاس بیٹھ کر ایک قلم لے کر ڈائری کھولتی ہوئی بولی "ہاں بوبی! بولو، میں لکھ رہی ہوں۔"

وہ ٹرانسفارمر مشین کے پرزوں کے نمبر اور نام بولنے لگا۔ یہ لکھنے لگی۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ٹرانسفارمر مشین سب سے زیادہ اہم تھی۔ اس مشین کے نقشے کو سب سے پہلے بابا صاحب کے ادارے نے امریکا سے جبراً حاصل کیا تھا۔ اب اتنی مدت کے بعد الپا اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوچکی تھی۔ گویا تیسری ٹرانسفارمر مشین جمہوریہ چین میں اور چوتھی ٹرانسفارمر مشین اسرائیل میں تیار ہونے والی تھی۔

بوبی نے الپا کی ہدایت کے مطابق فیکس کے ذریعے اس مشین کا نقشہ پہنچادیا تھا۔ چونکہ اس نقشے پر مشین کا نام نہیں لکھا ہوا تھا اور نہ ہی یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کس نوعیت کی مشین ہے۔ لہٰذا یہ اندیشہ نہیں تھا کہ اس فیکس کا کسی طرح سراغ لگایا جاتا تو یہ کبھی معلوم نہ ہوتا کہ ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ امریکا سے چرا کر اسرائیل پہنچایا گیا ہے۔

الپا نے کہا "تم مختلف مشینوں کے نقشے کہیں سے بھی حاصل کرسکتے ہو۔ ٹرانسفارمر مشین کے نقشے کو دوسرے نقشوں کے ساتھ ملا کر رکھو اور ایک مکینک کی حیثیت سے انہیں لے کر فوراً میرے پاس اسرائیل چلے آؤ۔"

وہ اسے ہدایت دینے کے بعد دماغی طور پر اپنے بیڈ روم میں حاضر ہوگئی۔ اس کا دل کررہا تھا کہ خوشی سے خوب ناچتی رہے۔ اتنا ناچے کہ ناچتی ناچتی تھک کر فرش پر گر پڑے۔ وہ ڈرائنگ روم میں آئی۔ جیکب رابن نشے میں دھت صوفے پر آدھا لیٹا ہوا آدھا بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بولی "میں آج خوب ناچنا گانا اور گھومنا پھرنا چاہتی ہوں لیکن تم اس قابل نہیں ہو کہ اٹھ کر میرے ساتھ دو قدم بھی چل سکو۔"

"اے! تم مجھے کیا سمجھتی ہو۔ شراب مجھے توڑ نہیں سکتی۔ میں بوتل کو توڑ دیتا ہوں۔"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی پھر چپ ہوگئی۔ موبائل فون سے بزر کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اس نے سینٹر ٹیبل سے فون کو اٹھا کر اسے آن کیا پھر کان سے لگا کر بولی "ہیلو کون؟"

جواب میں ایک عورت کی آواز سنائی دی "ہیلو تم کون ہو۔ میں الپا سے بات کروں گی۔"

"میں الپا بول رہی ہوں۔"

"چلو تم سے بات تو ہوئی۔ دماغ میں آتی تو تمہارا دماغ مردہ ظاہر ہوتا۔ میری خیال خوانی کی لہروں کو جگہ نہ ملتی۔"

"تم کون ہو؟ کیا ٹیلی پیتھی جانتی ہو؟"

"ہائے رام! یہ تو میں بھول گئی کہ مجھے پہچان نہیں سکو گی۔ مجھے یہ دوسرا جسم ملا ہے۔ میں بھیما بول رہی ہوں۔"

"کیا؟" الپا نے شدید حیرانی سے پوچھا "تم بھیما ہو؟ مگر عورت کی طرح کیوں بول رہے ہو؟"

"کہہ تو رہی ہوں کہ غلطی سے ایک عورت کے جسم میں آگئی ہوں۔"

"او گاڈ! تم عورت بن گئے ہو؟ تم سے اتنی بڑی غلطی کیسے ہوگئی؟"

"کیا بتاؤں، وہاں اندھیرا تھا۔"

"کہاں اندھیرا تھا؟"

"جہاں اس کا دم نکلا تھا۔ اس کے مرتے ہی میری آتما وہاں پہنچی تھی۔ آتما اس کے جسم میں گھس گئی۔ اس کے بعد پتا چلا کہ وہ عورت کا جسم ہے۔"

"ٹھیک ہے، غلطی سے چلے گئے۔ مگر اب تو اس کے جسم سے نکل کر کسی مرد کے جسم میں جاسکتے ہو؟"

"جاسکتی ہوں لیکن پہلے جسم کے بعد وہ دوسرا جسم ہوگا۔ میری آتما شکتی کم ہوتی جائے گی۔ میں اتنی جلدی جسم بدلنے کی حماقت نہیں کروں گی۔"

"پھر کیا کرو گے؟"

"ایک جسم بدلنے سے آتما شکتی میں جو کمی آئی ہے۔ پہلے تپسیا کے ذریعے اس کمی کو پورا کروں گی۔ پھر اس عورت کے جسم سے نکل کر کسی صحت مند، باڈی بلڈر مرد کے جسم میں جاؤں گی۔"

"تم سنگ دل اور قاتل ہو، تمہارے جیسے مردوں کو عورت ہی بن کر رہنا چاہیے۔"

"بکواس مت کر۔ تم بہت ہی ذلیل اور کمینی ہو۔ تم نے مجھ جیسے شہ زوروں کو غلام بنایا۔ مجھے اپنے قدموں میں جھکاتی رہیں۔ میں اپنی ذلت کا انتقام تم سے لوں گی۔"

"تم جب تک مرد تھیں۔ میرا کچھ بگاڑ نہیں سکیں۔ عورت ہو کر کیا بگاڑ لوگی۔"

"میں ہمیشہ عورت نہیں رہوں گی اور جب تک ایسی رہوں گی۔ تمہارا اور نارنگ کا سامنا نہیں کروں گی۔ روپوش رہ کر، دماغ سے کام لے کر تم دونوں کے لیے مصیبت بنتی رہوں گی۔"

"کیا یہی بکواس کرنے کے لیے فون کیا ہے؟ تجھے میرا موبائل نمبر کیسے معلوم ہوا؟"

"تیرے فوجی افسروں کے دماغوں میں جاتی رہی پھر اس اعلیٰ افسر کے اندر پہنچ گئی جو تیرے بگ برادر برین آدم کی جگہ کام کررہا ہے۔ وہ تجھ سے اسی موبائل پر باتیں کرتا ہے۔ میں نے اس کے دماغ سے نمبر معلوم کرلیا۔"

"اب اس نمبر پر بات نہیں ہوسکے گی۔ ابھی اس کا نمبر بدل جائے گا یا فون بدل جائے گا۔"

اس نے فون بند کردیا۔ اسے اس طرح آف کیا کہ دوبارہ وہ رابطہ نہ کرسکے۔ جیکب رابن نشے میں چور تھا۔ اس نے پینے کے لیے گلاس اٹھانا چاہا تو وہ ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گرا اور ٹوٹ گیا۔ الپا نے ناگواری سے کہا "تم میرے لیے مصیبت بن گئے ہو۔ میری سمجھ میں نہیں آتا میں تمہیں کیوں برداشت کرتی ہوں اور کیوں تمہاری ہر جائز اور ناجائز بات مان لیا کرتی ہوں۔ ایسا لگتا ہے جیسے تم نے مجھ پر تنویمی عمل۔۔۔"

وہ کہتی کہتی رک گئی۔ اتنے عرصے بعد اس کے دماغ میں یہ بات آرہی تھی کہ جیکب رابن نے اس پر تنویمی عمل کیا ہوگا۔

ایسا عمل کرنے والے عامل اپنے معمول کے دماغ میں یہ نقش کردیتے ہیں کہ وہ تنویمی عمل کو بھول کر عامل کی غلامی کرتا رہے گا یا کرتی رہے گی۔ الپا بھی جیکب رابن کے تنویمی عمل کو بھول کر اس کی معمولہ اور کنیز بنی ہوئی تھی۔

جیکب رابن اس دوران میں ایک ایک ماہ کے وقفے سے اس پر تنویمی عمل کرتا رہا تھا۔ اس بار اس نے بے پروائی کی۔ ایک ماہ گزرنے کے لیے چند گھنٹے رہ گئے تھے۔ پچھلے تنویمی عمل کا اثر ختم ہو رہا تھا۔ اس عمل کے کمزور ہونے کے باعث ہی الپا کے دماغ میں یہ خیال آیا کہ جیکب رابن نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔

وہ گھور کر اسے دیکھنے لگی۔ سوچنے لگی "ہاں یقیناً اس نے عمل کیا ہے۔ اب مجھے یاد آرہا ہے کہ اتنے عرصے سے ساتھ رہتی ہوں اور آج تک میں اس کے خیالات پڑھنے کے لیے کبھی اس کے دماغ میں نہیں گئی اور یہ اس لیے کہ ایک

معمولہ اپنے عامل کی اجازت کے بغیر اس کے دماغ میں نہیں جاتی۔"

اس نے سخت لہجے میں پوچھا "رابن! تم نے مجھے اپنے کالے عمل سے اپنی معمولہ اور کنیز بنایا تھا؟ مجھے بتاؤ کہ تم میرے اس بنگلے میں کیوں رہتے ہو؟ اور تمہارے ساتھ رہنے پر میں نے کبھی اعتراض کیوں نہیں کیا؟"

ایسا کہتے وقت اس کے دماغ میں ایک بات آئی۔ وہ ایک دم سے چونک کر بولی "او گاڈ! اب تو میرے مزاج کے خلاف ہونے والی باتیں مجھے یاد آرہی ہیں۔ کتے! کمینے! تو میری عزت سے کھیلتا رہا ہے اور میں تیری داشتہ بنتی رہی ہوں....."

وہ صوفے سے اٹھنے کی کوشش کررہا تھا۔ الپا نے اسے زور کی لات ماری۔ وہ الٹ کر وہاں گرا' جہاں گلاس کی کرچیاں بکھری ہوئی تھیں۔ جسم میں کتنے ہی شیشے کے ٹکڑے پیوست ہوگئے۔ وہ تکلیف سے کراہنے لگا۔ وہ اس کے اندر پہنچ کر بولی "اب میں تیرے دماغ میں پہنچ گئی ہوں۔ تجھے اس طرح ذہنی اذیتیں دیتی رہوں گی کہ تو موت کی بھیک مانگے گا مگر میں تجھے مرنے نہیں دوں گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے ایک دماغی جھٹکا دیا۔ جیکب رابن کے دماغ میں جیسے زلزلہ آگیا۔ وہ چیخیں مارتے ہوئے فرش پر ادھر سے ادھر لوٹنے لگا۔

تقدیر پھر الپا پر مہربان ہوگئی تھی۔ اسے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنانے کے لیے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ مل گیا تھا۔ اس کی دوسری خوش نصیبی یہ تھی کہ وہ جیکب رابن کے شکنجے سے نکل کر پہلے کی طرح آزاد اور خود مختار الپا بن گئی تھی۔

○☆○

فرانس نے چینی باشندوں کو اپنے ملک میں آنے سے منع کردیا تھا لیکن امریکی پالیسی اس سے مختلف تھی۔ بہت عرصہ پہلے چین سے معاہدہ ہوا تھا کہ دونوں ملکوں کے درمیان محدود پیمانے پر تجارت ہوسکتی ہے اور ایک دوسرے سے ٹیکنالوجی کا تبادلہ کیا جاسکتا ہے۔ ایسے ہی معاہدے کے تحت چین کے بہت سے نوجوان طلبا اور طالبات امریکا آکر تعلیم حاصل کررہے تھے۔

ایسے ہی طلبا اور طالبات میں ایک ماؤلی لی تھی جو بہت ہی خوب صورت ذہین اور حاضر دماغ تھی اس کا ایک بوائے فرینڈ ہویونگ' وہ بھی ذہین تھا ان دونوں میں سراغ رسانی کے فرائض انجام دینے کی بھرپور صلاحیتیں تھیں پھر یہ کہ

انہیں باقاعدہ ٹریننگ دی گئی تھی۔ وہ نیویارک' واشنگٹن' شکاگو جیسے بڑے بڑے شہروں میں رہ کر بہترین فائٹر بننے اور گن شوٹر بننے اور جاسوسی کے فرائض انجام دینے کی ٹریننگ بھی حاصل کرتے رہے تھے۔

اب تک کئی چینی باشندے مکمل تربیت حاصل کرنے کے بعد واپس اپنے ملک چین آگئے تھے۔ ان پر کوئی شبہ نہیں کرسکتا تھا کہ وہ ملک دشمن بن کر آئے ہیں کیونکہ وہ جب یہاں سے گئے تھے تو محب وطن تھے۔

ماؤلی لی اپنے ساتھی ہویونگ کے ساتھ اسلام آباد آگئی تھی۔ دوسرے دن گیارہ بجے والی فلائٹ سے جمہوریہ چین جانے والی تھی۔ امریکی اکابرین نے فیصلہ کیا تھا کہ لیزی گارڈ اور کینی بال دونوں باری باری ماؤلی لی اور ہویونگ کے دماغوں میں جاتے آتے رہیں گے۔ امریکی اکابرین کا یہ فیصلہ گویا کہ تھری جے کا فیصلہ تھا۔ وہ تینوں امریکی اکابرین کے دماغوں پر حاوی رہ کر یہ فیصلہ سنا چکے تھے اور اب لیزی گارڈ اور کینی بال کو اس فیصلے پر عمل کرنا تھا۔

یہ اطلاع مل گئی تھی کہ صوفیہ اور دلیر آفریدی پیرس سے سفر کرتے ہوئے اسلام آباد پہنچے ہیں اور ان کے متعلق یہ تصدیق ہوچکی ہے کہ وہ مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں اور چین جارہے ہیں۔

ٹیلی پیتھی جاننے کی تصدیق اس طرح ہوئی کہ ان کے دماغوں میں ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں موجود رہتے تھے۔ انہوں نے چینی سراغ رساں چاؤشنگ اور اس کے ماتحت سراغ رسانوں کو ہلاک کیا تھا اور انہیں ویگن کار کے حادثے میں پولیس اسٹیشن پہنچا دیا تھا۔ بہرحال اس طرح یہ تصدیق ہوگئی تھی کہ صوفیہ اور آفریدی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں جبکہ وہ نہیں جانتے تھے۔

اسی طرح لیزی گارڈ اور کینی بال آئندہ ماؤلی لی اور ہویونگ کے اس طرح کام آنے والے تھے جیسے وہ دونوں چینی باشندے ٹیلی پیتھی جانتے ہوں۔ علی تیمور صبح نو بجے

اسلام آباد پہنچ گیا۔ ائرپورٹ سے سیدھا چینی سفیر کی رہائش گاہ میں آیا۔ سفیر نے بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا۔

دونوں ڈرائنگ روم میں آکر ایک دوسرے کے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ اس نے کہا "مسٹر علی! جمہوریہ چین تک سفر کرنے میں جتنی رکاوٹیں تھیں وہ ہم نے دور کردی ہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے انٹرکام کے ذریعے کہا "مسٹر علی تیمور کا ویزا اور ضروری کاغذات لے آؤ۔"

سفیر کا سیکریٹری ایک فائل اور چند اہم کاغذات لے کر وہاں آیا۔ انہیں سفیر کے سامنے سینٹر ٹیبل پر رکھ دیا سفیر نے ویزا کے کاغذات اٹھا کر علی تیمور کو دیتے ہوئے کہا "ہم نے قانونی یا رسمی طور پر تین ماہ کے لیے ویزا جاری کیا ہے لیکن آپ کے لیے کوئی پابندی نہیں ہے۔ آپ ہمارے ملک پہنچیں گے تو وہاں آپ کے قیام کی مدت تین ماہ تو کیا تین برس بھی ہوسکتی ہے۔"

ایک ملازم ناشتے اور چائے کی ٹرالی لے کر آیا پھر ان کے قریب وہ ٹرالی چھوڑ کر چلا گیا۔ علی نے کہا "میں نے خیال خوانی کے ذریعے آپ سے رابطہ کیا تھا اور یہ فرمائش کی تھی کہ ابھی ایک بجے کی فلائٹ سے جتنے مسافر چین کا سفر کررہے ہیں۔ ان کے ناموں کی فہرست مجھے دی جائے۔"

اس نے فائل کھول کر ایک بڑا سا کاغذ نکال کر علی کو دیتے ہوئے کہا "یہ لسٹ ہم نے کمپیوٹر کے ذریعے حاصل کی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اہم معلومات حاصل ہوئی ہیں۔"

علی نے اس فہرست کو دیکھتے ہوئے کہا "یہ کیا؟..... صرف تیس مسافر چین کا سفر کررہے ہیں؟"

"ہاں! یہ حیرانی کی بات ہے لیکن پچھلے دن صبح تک مسافروں کی تعداد دو سو دس تھی۔ پچھلی شام یہ تعداد گھٹ کر صرف ستر رہ گئی۔ اس فلائٹ سے سفر ملتوی کرنے والے امریکی سیاح ہیں۔ باقی پاکستانی مسافر ہیں جو سیاحت کے لیے یا کاروباری دورے کے لیے جارہے تھے۔ ہم نے ان سب کے لیے ویزا جاری کیا تھا۔ وہ آج یا دو دنوں کے بعد کسی بھی فلائٹ سے جاسکتے تھے۔ انہوں نے آج کی فلائٹ میں اپنے لیے سیٹیں رزرو کرائی تھیں لیکن یہاں کی حکومت نے ان کے ملک سے باہر جانے پر عارضی طور پر پابندی عائد کردی ہے۔ اس کی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آئی ہے۔"

علی نے کہا "میں کسی حد تک سمجھ سکتا ہوں۔ آنے والا وقت بتائے گا کہ ایسا کیوں ہورہا ہے۔"

چینی سفیر نے کہا "ابھی ایک گھنٹا پہلے میں نے یہ لسٹ منگوائی ہے۔ پتا چلا کہ مزید چالیس مسافر کم ہوگئے ہیں۔ یعنی یہ کل تیس مسافر رہ گئے ہیں۔ ان میں سے بھی تین ائر ہوسٹس' ایک اسٹیورڈ ایک پائلٹ اور ایک کو پائلٹ ہے۔ انہیں مسافر نہیں کہا جائے گا۔ لہٰذا صرف چوبیس مسافر رہ گئے ہیں۔"

علی سوچنے لگا "ایسا کیوں ہورہا ہے؟" پھر اس نے خیال خوانی کے ذریعے مجھے مخاطب کیا "پاپا! میں اسلام آباد میں ہوں۔ جس فلائٹ سے آنا چاہتا ہوں۔ اس فلائٹ سے پہلے دو سو دس مسافر تھے۔ اچانک ہی آج صبح تک ان کی تعداد بہت کم ہوگئی ہے۔ یعنی صرف چوبیس مسافر اور جہاز کے عملے کے چھ افراد رہ گئے ہیں۔"

میں نے کہا "یہ تشویش کی بات ہے۔ صاف ظاہر ہورہا ہے کہ اس فلائٹ میں کوئی گڑبڑ ہوگی۔ شاید اسے ہائی جیک کیا جائے گا۔"

"کیا طیارے کو اغوا کرنے کا منصوبہ ان تمام مسافروں کو معلوم ہوچکا ہے۔ جو سفر نہیں کرنا چاہتے ہیں؟"

"ایسی بات نہیں ہے۔ جن ممالک نے ایسی کوئی سازش کی ہے۔ انہوں نے اپنے ملک کے باشندوں کو اس فلائٹ سے سفر کرنے سے منع کردیا ہے۔ انہیں وجہ نہیں بتائی گئی ہے۔ لیکن ہم سمجھ رہے ہیں۔"

"ضروری تو نہیں ہے کہ طیارہ ہائی جیک کیا جائے۔ ہوسکتا ہے انہوں نے پرواز کے دوران میں طیارے کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہو۔"

"نہیں بیٹے! وہ کبھی اس طیارے کو تباہ نہیں کریں گے۔ جس میں صوفیہ اور آفریدی سفر کررہے ہیں۔ انہیں پورا یقین ہے کہ وہ دونوں بہت ہی خاص دستاویزات یہاں سے لے جارہے ہیں۔ وہ ان دستاویزات کو حاصل کرنا چاہیں گے۔ انہیں تباہ نہیں کریں گے۔"

"اس کا مطلب ہے' وہ لوگ صوفیہ اور آفریدی کو اغوا کریں گے اور طیارے کو چین تک پہنچنے نہیں دیں گے۔ اسے راستے میں کہیں جبراً اتارا جائے گا۔"

"ایسا ہی کچھ ہوگا۔ وہ ہر حال میں صوفیہ اور آفریدی کو اس وقت تک زندہ رکھیں گے جب تک کہ ان سے اہم دستاویزات حاصل نہ کریں۔ ہوسکتا ہے انہیں اس راز کی بھی بھنک پڑگئی ہو کہ اس طیارے میں ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ جارہا ہے۔ ایسی حالت میں تو وہ صوفیہ اور آفریدی کو کبھی

جان سے نہیں ماریں گے۔"

یہ صوفیہ اور آفریدی کون ہیں پاپا؟"

ایسے ہی وقت ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں نے علی کو مخاطب کیا "سر! صوفیہ اور آفریدی آپ سے ملاقات کرنے آئے ہیں۔ کیا میں انہیں سفیر صاحب کے بنگلے میں لاسکتا ہوں؟"

"وہ دونوں کہاں ہیں؟"

"وہ بنگلے سے باہر سڑک کے کنارے کار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔"

"میں تمہارے دماغ میں آرہا ہوں۔ تم مجھے دلیر آفریدی کے دماغ میں پہنچادو۔ میں ان کے خیالات پڑھوں گا۔"

میں نے کہا "بیٹے! تم جاؤ اور خیالات ضرور پڑھو لیکن یہ جناب تبریزی کا فیصلہ ہے کہ وہ دونوں تمہارے ساتھ سفر کریں گے اور دشمنوں کی توجہ تمہاری طرف سے ہٹائے رکھیں گے۔"

علی اس سراغ رساں کے دماغ میں گیا۔ پھر اس کے ذریعے دلیر آفریدی کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ صوفیہ کے ساتھ کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ صوفیہ کھڑکی کے باہر سڑک کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ایسے ہی وقت ایک ویگن کار تیز رفتاری سے آئی۔ جب ان کی کار کے قریب سے گزرنے لگی تو اس میں بیٹھے ہوئے دو افراد نے تڑاتڑ فائرنگ کی۔ جس کے نتیجے میں صوفیہ کے حلق سے ایک مختصر سی چیخ ابھری اس کے چہرے اور سینے پر گولیاں لگی تھیں۔ اس کے بعد وہ چیخ نہ سکی۔ وہیں سیٹ کے نیچے ڈھلک گئی۔

دلیر آفریدی نے غصے سے گرجتے ہوئے اپنا ریوالور نکال کر اس کے دستے سے سیٹ کے پیچھے والی اسکرین پر ہاتھ مارا' شیشہ ٹوٹ گیا۔ ٹوٹے ہوئے شیشے سے اس نے دور جانے والی کار کا نشانہ لیا پھر دو فائر کیے۔ اس کار کے پچھلے دونوں پہیے ایک دھماکے کے ساتھ پھٹے' ویگن کار چلانے والا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ گاڑی اِدھر سے اُدھر ڈگمگاتے ہوئے ایک فٹ پاتھ پر چڑھ کر ایک بنگلے کے احاطے کی دیوار سے ٹکرا کر ایک طرف الٹ گئی۔ آفریدی اپنی کار کا پچھلا دروازہ کھول کر ادھر دوڑنے لگا۔ علی نے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں سے کہا "یہ پاگل ہوگیا ہے۔ وہاں کئی دشمن ہیں۔ اسے جانے سے روکو۔"

سراغ رساں نے کہا "سر! ہمارے چار آدمی یہیں آس پاس چھپے ہوئے تھے' وہ سب نکل آئے ہیں۔ وہ بھی اس ویگن کار کی طرف دوڑتے جارہے ہیں۔ آفریدی کے لیے خطرہ نہیں ہے۔"

اس الٹی ہوئی ویگن کار میں جو بیٹھے ہوئے تھے وہ نکل نہ سکے۔ ان میں سے ایک شخص ہاتھ میں گن لیے کھڑکی کے راستے نکلنے کی کوشش کررہا تھا۔ آفریدی نے اس کے سامنے ذرا فاصلے پر پہنچتے ہی دونوں ہاتھوں سے ریوالور تھام کر اس کا نشانہ لیتے ہوئے کہا "کتے کے بچے! تو نے میری صوفیہ پر گولی چلائی ہے۔ میری صوفیہ واپس' واپس لا۔"

یہ کہتے ہوئے وہ تڑاتڑ فائرنگ کرنے لگا۔ اسے گولیوں سے چھلنی کرنے لگا۔ وہ کھڑکی کے ذریعے آدھا باہر نکلا ہوا تھا' آدھا اندر تھا۔ وہ اسی حالت میں وہیں ہمیشہ کے لیے ساکت ہوگیا۔ ان نامعلوم قاتلوں کو گھیرنے اور ہلاک کرنے کے لیے جو آدمی آئے تھے ان میں سے ایک نے کہا "مسٹر آفریدی! آپ فوراً واپس جائیں۔ ہم یہاں ہیں۔ یہاں سے کسی کو بچ کر نکلنے نہیں دیں گے۔"

وہ واپس دوڑتا ہوا کار کے پچھلے دروازے تک آیا۔ صوفیہ بے جان ہوکر دونوں سیٹوں پر پڑی ہوئی تھی۔ وہ اسے اٹھا کر اپنے سینے سے لگا کر آواز دینے لگا "صوفیہ! صوفیہ! اٹھو میں تمہیں اسپتال لے جاؤں گا۔ تمہیں مرنے نہیں دوں گا۔ صوفیہ! تم میرا ساتھ نہیں چھوڑ سکتیں۔"

اس کے دماغ میں رہنے والا سراغ رساں خیال خوانی کے ذریعے اس کے جوش اور جنون کو کم کرنے کی کوششیں کررہا تھا۔ علی اپنی جگہ سوچ رہا تھا "دلیر آفریدی کا نشانہ بڑا سچا ہے۔ اس نے جوش اور جنون کی حالت میں بھی صحیح نشانہ لگا کر بھاگنے والی کار کے دونوں پچھلے پہیے برسٹ کردیے تھے۔ دن رات کی تربیت کے بعد ہی ایسی مہارت حاصل ہوتی ہے۔"

اور آفریدی کو ایسی مہارت کیوں نہ حاصل ہوتی۔ وہ سرحدی قبائلی علاقے کا رہنے والا تھا۔ ایک قبیلے کے سردار کا بیٹا تھا۔ اس نے پیدا ہوتے ہی فائرنگ کی آوازیں سنی تھیں۔ دشمنوں نے اس کی محبوبہ کو ہلاک کردیا تھا۔ علی کو اس بات کا افسوس ہوا اور دوسرے پہلو سے یہ اطمینان ہوا کہ وہ دشمنوں پر بھاری پڑتا جاتا ہے اور اس کی ان حرکتوں کے باعث دشمنوں کو یقین ہوگیا ہے کہ وہ یہاں سے اہم دستاویزات لے کر چین جارہا ہے۔

○☆○

دلیر آفریدی کی زندگی میں صوفیہ پہلی بار محبتیں اور مسرتیں لے کر آئی تھی۔ اس سے پہلے وہ نہیں جانتا تھا کہ کسی چاہنے والی سے کس طرح دل لگ جاتا ہے؟ اس طرح کہ دل کی لگی دل میں عشق کی آگ بھردیتی ہے۔ ایسا دیوانہ بنادیتی ہے کہ پھر اس کے سوا دنیا میں اور کوئی نظر نہیں آتا۔ جینے کا کوئی مقصد نہیں رہ جاتا۔

اس پر ایسی دیوانگی طاری ہوئی تھی کہ وہ صوفیہ کی لاش سے بھی الگ نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اس کے دماغ میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے آکر اس کے اندر صدمات اور اس کے جوش وجنون کو کم کرنے کی کوششیں کررہے تھے۔ اس کے دماغ کو اپنی گرفت میں رکھ کر اس بات پر مائل کررہے تھے کہ صوفیہ کی لاش کو اسپتال پہنچا دیا جائے۔ وہاں اس کی تجہیز و تکفین کے انتظامات ہوجائیں گے۔ اسے ہر حال میں آج ایک بجے والی فلائٹ سے سفر کرنا ہے۔

وہ آسانی سے ماننے والا نہیں تھا۔ جب بھی اس کے دماغ سے گرفت ڈھیلی ہوتی تو وہ ضدی بچے کی طرح مچل جاتا تھا کہ اپنی صوفیہ کو چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ اس کی تدفین تک رکے گا اور اس کی قبر پر جاکر روز حاضری دیا کرے گا۔ روز دعائیں مانگا کرے گا۔

علی نے جناب تبریزی صاحب کو مخاطب کیا۔ انہیں سلام کرنے کے بعد کہا "بابا جانی! میں آپ کا بیٹا بول رہا ہوں یہاں دلیر آفریدی کو بہت زبردست صدمہ پہنچا ہے۔ دشمنوں نے صوفیہ کو ہلاک کردیا ہے۔ اس پر دیوانگی طاری ہے۔ اس کے دماغ کو گرفت میں رکھ کر اسے سمجھانے کی' اس کے صدمات کو کم کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں لیکن وہ صوفیہ کی دیوانگی میں آگے سفر کرنا نہیں چاہتا ہے۔"

جناب تبریزی نے کہا "موت برحق ہے۔ سبھی کو آئے گی سبھی کو فنا ہونا ہے۔ آفریدی کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ وہ صوفیہ کی خاطر وہاں کچھ روز رہ جائے لیکن اس کے رہنے سے صوفیہ واپس نہیں آجائے گی۔ بعض حالات میں اپنی عزیز ترین شے کے چھن جانے پر صبر کرنا پڑتا ہے۔ اس کی محبت کو دل میں رکھ کر دماغ سے اپنے اہم فرائض ادا کرنے پڑتے ہیں۔ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے دماغ کو پُرسکون بنایا جائے گا۔ انشاء اللہ وہ پہلے کی طرح مستعد ہوکر اپنے فرائض کے لیے چین کا سفر کرے گا۔"

دلیر آفریدی اچانک ہی پرسکون اور خاموش ہوگیا۔ صوفیہ کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے اسپتال پہنچایا گیا۔ اس کی تجہیز و تکفین کی ساری ذمے داری بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے افراد پر تھی۔ چین جانے والے طیارے کی پرواز کے لیے تین گھنٹے رہ گئے تھے۔ ویسے اسے ایک دو گھنٹے لیٹ بھی کرایا جاسکتا تھا۔ یہ بات اطمینان بخش تھی کہ دلیر آفریدی اس طرح خاموش ہوگیا تھا جیسے صبر آگیا ہو۔

وہ بے اختیار ہوٹل کے کمرے میں آگیا۔ کمرے کے دروازے کو بند کرکے بستر پر لیٹ گیا پھر اس کی آنکھ لگ گئی۔ اس نے خواب میں صوفیہ کو دیکھا وہ محبت سے بانہیں پھیلا کر کہہ رہی تھی "تم اتنے دل برداشتہ کیوں ہوگئے ہو؟ تم سمجھتے ہو میں تمہیں اپنی بانہوں کا ہار نہیں پہناؤں گی؟"

آفریدی نے کہا "صوفیہ! تم زندہ ہو؟ میں خواب دیکھ رہا تھا۔ میں نے خود دیکھا تھا دشمنوں نے تمہیں گولیوں سے ہلاک کردیا ہے لیکن تم میرے لیے زندہ ہو۔"

"ہاں' میں تمہارے خوابوں میں اور تمہارے خیالوں میں ہمیشہ زندہ رہوں گی لیکن تمہیں صبر کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھو۔ وہ کچھ لیتا ہے تو بہت کچھ دیتا بھی ہے۔"

"میں بہت کچھ لینا نہیں چاہتا۔ صرف تمہیں چاہتا ہوں۔"

"میں ہی تمہیں ملوں گی لیکن دوسرے روپ میں دوسری صورت میں۔ اتنی بڑی دنیا میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بے شمار محبتیں' بے شمار مسرتیں دیتا ہے۔ ان محبتوں اور مسرتوں میں تمہارا ابھی بھرپور حصہ ہے اور یہ حصہ تمہیں ملے گا اور بہت جلد ملے گا۔"

ایک گھنٹے بعد اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے گھڑی دیکھی فوراً ہی اٹھ کر لباس تبدیل کرنے کے بعد اپنے سفری بیگ کو اٹھایا پھر اس کمرے سے نکل کاؤنٹر پر ہوٹل کا بل ادا کیا پھر باہر آکر ایک ٹیکسی کے ذریعے کر ائرپورٹ کی طرف روانہ ہوگیا۔

وہ ایسی مستعدی سے تیار ہوگیا تھا جیسے اس کے ساتھ کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ اس کی کوئی اہم ترین شے گم ہوئی نہ ہو۔ اس کے دماغ میں یہ خیال قائم ہوگیا تھا کہ دنیا میں بہت کچھ ملتا ہے تو بہت کچھ گم ہوجایا کرتا ہے۔ گم ہوجانے پر صدمہ نہیں کرنا چاہیے۔ صبر کرنا چاہیے۔ آنے والا وقت اسے محبتیں بھی دے گا اور مسرتیں بھی دے گا۔

طیارے میں علی کی سیٹ سب سے پیچھے تھی۔ اس نے آفریدی کو دیکھا۔ وہ اس سے دو قطار آگے والی سیٹ پر جاکر بیٹھ گیا تھا۔ مسافروں میں چینی باشندے زیادہ تھے۔ ان میں دو

چینی دوشیزائیں تھیں۔ ان دوشیزاؤں میں ایک چائنا ٹاؤن کی جاسوسہ ماؤ للی تھی۔ ان کے علاوہ دو امریکی اور تین یورپی باشندے تھے۔ ان میں سے کچھ ایسے تھے جنہوں نے اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھنے سے پہلے سر گھما کر دلیر آفریدی کی طرف دیکھا تھا۔ ویسے دشمنوں کو پہچاننا کچھ مشکل نہ تھا۔ جب وہ ائر پورٹ آئے تھے اور کاؤنٹر سے بورڈنگ کارڈ لیا تھا۔ اسی وقت سے بابا صاحب کے ادارے کے سراغ رساں ان کے دماغوں میں پہنچ گئے تھے اور ان کے خیالات پڑھ رہے تھے اور جو کچھ معلوم کررہے تھے وہ تمام معلومات علی تک پہنچا رہے تھے۔

طیارے میں چونکہ مسافروں کی تعداد بہت کم تھی اس لیے سیٹ نمبر کی پابندی نہیں تھی۔ جس کی جہاں مرضی تھی وہ وہیں بیٹھ رہا تھا۔ ماؤ للی نے اپنے ساتھی ہویونگ سے کہا "میں آفریدی کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھوں گی تم کسی اور سیٹ پر جا کر بیٹھ جاؤ۔"

ہویونگ نے کہا "یہ کیا بات ہوئی؟ میں بھی آفریدی کے قریب ہی بیٹھوں گا یا اس کے پیچھے بیٹھوں گا۔ تم جانتی ہو میں تم سے دور نہیں رہ سکتا۔"

وہ بولی "مجھے تمہارا یہ عشقیہ انداز پسند نہیں ہے کئی بار سمجھا چکی ہوں، ہم بہت اچھے دوست ہیں اس کے آگے نہ سوچا کرو۔"

اس نے ایک سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہویونگ سے کہا "تم وہاں بیٹھو اور یہ نہ بھولو کہ ہم ڈیوٹی پر ہیں۔ میرے ساتھ رہو گے تو گڑبڑ ہو جائے گی۔"

یہ کہہ کر وہ تیزی سے چلتی ہوئی دلیر آفریدی کے پاس آئی پھر اس کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ آفریدی کے محافظ سراغ رساں نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "آفریدی! یہ جو تمہارے پاس آکر بیٹھی ہوئی ہے اس کا نام ماؤ للی ہے۔ یہ جمہوریہ چین میں پیدا ہوئی۔ وہیں پلی بڑھی، جوان ہوئی، ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر امریکا چلی گئی۔"

آفریدی نے کہا "مجھے کسی لڑکی سے دلچسپی نہیں ہے۔"

"تم جس مہم پر جارہے ہو۔ اس حوالے سے تمہیں اس کے متعلق معلومات رکھنی چاہیے۔"

"میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ کس مہم پر جارہا ہوں۔ بس اس لیے راضی ہوں کہ ہندوستان سے یہاں تک غیبی طاقت میرا ساتھ دے رہی ہے۔ میرے لیے بھلائی کرتی آرہی ہے۔"

"تم نیک ارادوں سے سفر کررہے ہو اور نیکی کے راستوں پر کبھی کبھی بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ تم جو قربانی دے کر آرہے ہو۔ یہ تمہاری زندگی کا ایک تلخ اور کار آمد تجربہ ہے۔ کار آمد اس لیے کہ آئندہ تمہاری زندگی میں ایسے تجربات بہت کام آیا کریں گے۔"

"کیا مجھے بتایا نہیں جاسکتا کہ میں کس مہم پر جارہا ہوں؟"

"تمہیں اطمینان سے بتاؤں گا۔ اسی سفر کے دوران میں بتانے کا موقع مل جائے گا۔ ابھی بہت مصروفیت ہے۔ تمہارے آس پاس کئی دشمن ہیں۔ صرف ایک دوست سب سے پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہے لیکن تم ادھر پلٹ کر نہ دیکھنا اور نہ ہی اس سے شناسائی پیدا کرنا۔"

"ٹھیک ہے، اس لڑکی کے بارے میں بتاؤ؟"

"امریکا پہنچ کر مزید تعلیم حاصل کرنے کے دوران میں اس نے وہاں کی رنگینیاں اور فیشن ایبل لڑکیوں کو دیکھا اور ان کے رنگ میں رنگنے لگی۔ ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ خود کو زیادہ سے زیادہ خوب صورت بنائے۔ سنگھار کرے اور طرح طرح کے ملبوسات زیب تن کرے۔ چین میں ان دنوں اس کی اجازت نہیں تھی۔ وہاں اس نے آزادی سے یہ سب کچھ کیا۔ امریکی سی آئی اے والے چین سے آنے والی طالبات اور طلبا کو تاڑتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کتنی ہی طالبات اور طلبا کی طرح ماؤ للی کو بھی رنگینیوں کے جال میں پھانس لیا۔ اسے خوب مراعات دیں۔ اسے دوسروں کی طرح اپنے رنگ میں رنگتے رہے۔ اس کا برین واش کرتے رہے۔ اب یہ حال ہے کہ وہ ان کی جاسوسہ بن گئی ہے اور اپنے ہی ملک کے خلاف جاسوسی کرنے جارہی ہے۔"

"اگر یہ جاسوسہ ہے تو میرے بارے میں کچھ جانتی ہوگی؟"

"ہاں تم پر پہلے شبہ تھا کہ تم بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے سراغ رساں ہو اور ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ اب انہیں یقین ہوگیا ہے۔ یہ تمہیں پھانسنے کے لیے تمہارے پاس آکر بیٹھی ہوئی ہے۔"

جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ امریکا میں تھری جے وغیرہ کی کوششوں کے نتیجے میں ایک ٹرانسفارمر مشین تیار ہوچکی تھی۔ اس کے بارہ رازدار تھے۔ جن میں سے تین تھری جے تھے، ایک لیزی گارڈ دوسرا کینی بال اور باقی پانچ امریکی اکابرین تھے۔ ان سب کے علاوہ دو تکنیکی ماہرین تھے جن میں سے ایک کا نام جیکی ہنٹر اور دوسرے کا نام وائزمین تھا۔

لیزی گارڈ، کینی بال اور تھری جے پہلے سے ہی ٹیلی پیتھی جانتے تھے۔ پانچ امریکی اکابرین کو اور دونوں ماہرین کو

ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر ٹیلی پیتھی سکھائی گئی۔ انہوں نے طے کیا کہ فی الحال مزید کسی کو ٹیلی پیتھی سکھائی نہیں جائے گی۔ ان پانچ رازدار امریکی اکابرین میں سے دو اعلیٰ حاکم تھے۔ تیسرا آرمی انٹیلی جنس کا اعلیٰ افسر تھا۔ اس کا نام ڈیبی جانسن تھا۔ چوتھے آرمی افسر کا نام مارک فورڈ تھا اور پانچویں افسر کا نام مارٹن کرس تھا۔

تھری جے نے کہا "ہمارے تینوں آرمی افسران کو عملی طور پر ٹیلی پیتھی کی دنیا میں رہنا چاہیے۔ ابھی ہمیں ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں کی بے حد ضرورت ہے۔ مسٹر ڈیبی جانسن آپ آرمی انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر ہیں۔ آپ کو سراغ رسانی کے سلسلے میں ہم سب سے زیادہ تجربہ ہے۔ ہماری گزارش ہے کہ جو طیارہ چین کی طرف جارہا ہے، آپ اس میں خیال خوانی کے ذریعے ماؤ للی کے پاس مسلسل موجود رہیں۔ وہ آپ کے تعاون سے ہمارے مقاصد پورے کرسکے گی۔"

اس پلاننگ کے مطابق ڈیبی جانسن، ماؤ للی کے دماغ میں موجود تھا اور اس سے کہہ رہا تھا "تم آفریدی کے پاس آئی ہو اور یہ آنکھیں بند کیے بیٹھا ہے۔ اس نے تمہاری طرف دیکھا تک نہیں ہے۔"

ماؤ للی نے کہا "ہوسکتا ہے یہ خیال خوانی میں مصروف ہو۔ پتا نہیں کس کے دماغ میں پہنچا ہوا ہے دوست کے یا دشمن کے؟ کیا وہ میرے دماغ میں موجود ہوگا؟"

ڈیبی جانسن اس کے دماغ سے نکل گیا پھر تھوڑی دیر بعد آکر بولا "کیا تم اپنے دماغ میں سوچ کی لہروں کو محسوس کررہی تھیں؟"

وہ بولی "نہیں میں صرف تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس کررہی تھی اور تم اچانک چلے گئے تھے۔"

"اس کا مطلب ہے، آفریدی تمہارے دماغ میں نہیں ہے۔ بڑی مشکل ہے۔ میں اس کے دماغ میں جاتا ہوں تو اس کے چور خیالات نہیں پڑھ پاتا ہوں۔"

"پڑھنے میں کیا دشواری ہوتی ہے؟"

"تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کے چور خانے کو مقفل کردیا گیا ہے۔ میں صرف اس کے سطحی خیالات پڑھ سکتا ہوں۔ جو ہمارے کسی کام نہیں آتے ہیں۔"

"اگر اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا جائے یا اسے زخمی کیا جائے تو اس کے ذہن سے تنویمی عمل ختم ہوجائے گا اور اس کے ذہن کا چور خانہ کھل جائے گا۔"

"ہاں ایسا ہوسکتا ہے لیکن ابھی اسے دشمن بن کر نہیں دوست بن کر چھیڑنا چاہیے۔ جیسا کہ تمہارے جیسی خوب صورت لڑکیاں چھیڑتی ہیں۔"

ماؤ للی نے کن انکھیوں سے آفریدی کو دیکھا۔ وہ بڑا ہی قد آور باڈی بلڈر تھا۔ اس کی ظاہری شخصیت ہی دوسروں کو متاثر کرنے لگتی تھی۔ اس نے سوچا "جتنا ہینڈسم اور اسمارٹ ہے اتنی ہی آسانی سے قابو میں آجائے تو بات بنے گی۔"

اس نے پڑھنے کے لیے ایک رسالے کو کھولا پھر اسے جان بوجھ کر آفریدی کے قدموں میں گرا دیا پھر فوراً ہی جھک کر بولی "اوہ، سوری۔"

آفریدی نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ رسالے کو اٹھا کر سیدھی طرح بیٹھتے ہوئی بولی "مجھے افسوس ہے میری وجہ سے آپ کی نیند میں خلل پڑ گیا۔"

وہ بولا "کوئی بات نہیں میں ابھی سو جاؤں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے پھر سے آنکھیں بند کرلیں۔ للی نے حیرانی سے اسے دیکھا پھر کہا "یہ کیا بات ہوئی؟ جب آنکھ کھل گئی ہے تو کھلی رکھو۔ دیکھو کھڑکی کے باہر برف پوش پہاڑیوں کا کتنا خوب صورت منظر ہے!"

"صاف اور سیدھی بات کرو۔ میں منظر کو دیکھوں یا تمہیں؟"

وہ مسکرا کر بولی "بہت رومانٹک ہو۔ منظر کی خوب صورتی اور میرے حسن میں سے کسی ایک کو دیکھنا چاہتے ہو۔"

"میں منظر کا حسن جانتا ہوں۔ تمہارے بارے میں نہیں جانتا۔ تم حسین ہو یا نہیں یہ کوئی شاعر بتا سکے گا۔"

"جو حسن پہلی نظر میں متاثر نہیں کرتا وہ بہت دھیرے دھیرے جڑوں میں اتر جاتا ہے۔ مجھے دیکھتے رہو۔ مجھ سے بات چیت کرتے رہو۔ تمہارے اندر کا شاعر خود ہی بیدار ہوجائے گا۔"

"تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میرے اندر تمہاری خواہش پیدا ہوگی۔ میرا دل تمہیں مانگے گا تو وہاں سے شاعری شروع ہوجائے گی؟"

"میں یہی کہہ رہی ہوں۔"

"تم غلط کہہ رہی ہو۔ جب خواہش پیدا ہوگی اور دل تمہیں مانگے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہوس پیدا ہوگئی ہے۔ سیدھی سی بات کرو۔ ایک دوسرے کو طلب کرنے کا نام شاعری نہیں ہے ہوس ہے۔"

"تم جو کہہ رہے ہو اس کے لیے تنہائی لازمی ہے۔ یہاں دوسروں کی موجودگی میں صرف شاعری ہوسکتی ہے۔"

"یہ جو ایمرجنسی دروازہ ہے۔ اسے میں کھول کر تمہیں باہر پھینک دوں گا اور خود بھی چھلانگ لگاؤں گا۔ تب ہم کسی برف پوش پہاڑی کی کھائی میں جاگریں گے۔ وہاں ہمیشہ کے لیے تنہائی مل جائے گی۔"

"تم پتھر ہو اور خشک لہجے میں پتھر کی طرح بول رہے ہو۔"

"میں صرف کام کی باتیں کرنا اور کام کی باتیں سننا چاہتا ہوں۔ بہتر ہے' اپنے مطلب کی بات کرو۔"

وہ اس کی طرف جھک کر بولی "جب تک تم اعتراف نہیں کرو گے کہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے ہو اور ان کے کسی اہم کام سے بیجنگ جارہے ہو تب تک میں تم سے اپنے مطلب کی بات کیسے کرسکتی ہوں؟"

"تو پھر یقین کرلو کہ میں بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتا ہوں۔ ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔ میں نے تمہارے دماغ میں جانے کی زحمت نہیں کی۔ جانتا ہوں کہ تمہارے دماغ کو مقفل کیا گیا ہے۔"

"تم جو باتیں میرے دماغ میں آکر معلوم کرنا چاہتے ہو۔ وہ میں اپنی زبان سے بتادیتی ہوں۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں تمہارا نام ماؤ للی ہے۔ چین تمہارا آبائی وطن ہے اس کے باوجود تم امریکی سی آئی اے کی ایجنٹ بن کر اپنے ہی ملک کے خلاف جاسوسی کرنے جارہی ہو۔ تمہارے دماغ میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا مسلسل رہتا ہے اور اس وقت بھی موجود ہے۔ کیا اور کچھ بتاؤں؟"

"میرے بارے میں نہیں اپنے بارے میں بتاؤ۔ کیا اپنے ساتھ تحریری دستاویزات اور تصویری دستاویزات لے جارہے ہو؟"

"ہاں' ایک مائیکرو فلم میں بہت سے اہم راز لے جارہا ہوں۔"

"اب یہ بھی بتادو کہ مائیکرو فلم کہاں ہے؟"

"جہاں ہے وہاں سے نکال نہیں سکو گی۔"

"تم بتاؤ' نکالنا میرا کام ہے۔"

"میں نے اسے انڈر ویر میں چھپا رکھا ہے۔ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے پوچھو کہ کیسے نکالو گی۔ کسی دوسرے کو تو میں اپنے قریب نہیں آنے دوں گا۔"

ڈینی جانسن نے اس کے دماغ میں کہا "للی اس کے ساتھ ٹائلٹ میں جاؤ اور وہ مائیکرو فلم حاصل کرو۔"

وہ ناگواری سے بولی "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میں آپ کے لیے جاسوسی کرسکتی ہوں' بے حیائی نہیں کرسکتی۔"

"کیا بکواس کررہی ہو۔ کیا ٹریننگ کے دوران میں تمہیں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ جاسوسی کرتے ہوئے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے کسی بھی مرحلے سے گزرتے وقت ہچکچانا نہیں چاہیے۔"

"اور میں نے اپنے ٹرینر سے کہہ دیا تھا کہ میں جان دینے کے مرحلے سے بھی گزر جاؤں گی لیکن بے حیائی گوارا نہیں کروں گی۔ تب ٹرینر نے میری بات تسلیم کرلی تھی۔"

"اس لیے تسلیم کرلی تھی کہ خیال خوانی کے ذریعے تمہارے دماغ پر قبضہ جما کر تم سے بے حیائی کروائی جاسکتی ہے۔"

"نونان سنس۔ بہتر ہے میرے دماغ سے چلے جاؤ۔ میں اگر اچھی دوست بن سکتی ہوں تو بدترین دشمن بھی بن سکتی ہوں۔"

"چیلنج نہ کرو۔ ہمیں حاصل ہونے والی کامیابی کو یقینی بناؤ۔ ہمیں معلوم ہوچکا ہے کہ اس نے مائیکرو فلم کہاں رکھی ہے۔ یہاں ہمارے دوسرے ساتھی اس مائیکرو فلم کو اس سے جبراً حاصل کرسکتے ہیں لیکن بات بگڑ جائے گی۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس طیارے میں ہنگامہ برپا ہو۔ جو کام سہولت سے نکل سکتا ہے۔ اس کے لیے ہنگامہ آرائی نادانی ہوگی۔"

"مسٹر ڈینی! مجھ سے جس ٹیلی پیتھی جاننے والے نے پہلے رابطہ کیا تھا۔ اس کا نام لیزی گارڈ ہے۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے ہر طرح کا تحفظ فراہم کرے گا۔ تم اسے بلاؤ میں اس مسئلے پر اس سے بات کروں گی۔"

"وہ تمہارا نوکر نہیں ہے۔ بہت مصروف رہتا ہے۔ تم یہاں دیر کرو گی تو ہماری کامیابی ناکامی میں بدل جائے گی۔ تم جاتی ہو یا اس کے ساتھ جانے پر تمہیں مجبور کیا جائے؟"

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی "میں کیا کروں؟ یہ ڈینی میرے دماغ پر قبضہ جمائے گا تو میں حاضر دماغ رہ کر اپنے طور پر انکار نہیں کرسکوں گی۔ یہ جو چاہے گا وہی کرنا ہوگا۔"

ڈینی نے کہا "تم درست سوچ رہی ہو۔ اب میں وقت ضائع نہیں کروں گا۔ تمہیں دو منٹ دے رہا ہوں۔ دو منٹ میں اسے یہاں سے ٹائلٹ کی طرف لے جاؤ۔"

دو منٹ گزرنے میں کتنی دیر لگتی ہے۔ وہ سمجھ گئی کہ اب اسے غائب دماغ بنا کر بے بس کردیا جائے گا اور اس سے اپنے ہر جائز اور ناجائز حکم کی تعمیل کرائی جائے گی۔ شرم و حیا اس کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ وہ سب کچھ کرسکتی تھی مگر بے شرمی گوارا نہیں کرسکتی تھی۔ اس سے پہلے کہ دو منٹ کی

مہلت ختم ہوتی اس نے یک بارگی آفریدی کو جھنجوڑتے ہوئے کہا "مجھے بچاؤ!!!"

جس سے دشمنی کرنے آئی تھی اسی کو سہارے کے لیے پکار رہی تھی لیکن اسے پکارتے ہی ڈینی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ آفریدی نے پوچھا "تم مجھے اس طرح کیوں جھنجوڑ رہی ہو؟"

اب وہ اپنے اختیار میں نہیں تھی۔ اس نے مسکرا کر کہا "میں اس خوشی سے جھنجوڑ رہی تھی کہ تمہارے پاس مائیکرو فلم ہے۔ پلیز ٹائلٹ چلو اور مجھے وہ مائیکرو فلم نکال کر دو۔"

"لیکن تم ابھی گھبرا کر کہہ رہی تھی کہ میں تمہیں بچاؤں۔ آخر بات کیا ہے؟"

"کچھ نہیں۔ کچھ بھی تو نہیں۔ میں "بچاؤ" نہیں کہہ رہی تھی۔ "دکھاؤ" کہہ رہی تھی۔ وہ مائیکرو فلم دکھاؤ۔"

"کیا مفت میں دکھاؤں؟ یہ بتاؤ صلے میں کیا ملے گا؟"

"جو تم چاہو گے' وہی ملے گا۔ یہاں سے اٹھو ٹائلٹ چلو۔"

وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کر بولا "کیا مصیبت ہے' جہاز میں بیڈ روم نہیں ہوتا۔ ٹائلٹ چلنے کو کہہ رہی ہو۔"

اس نے ٹائلٹ کی طرف جاتے ہوئے پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے علی کو دیکھا۔ بہت دیر سے یہ چاہتا تھا کہ ایک نظر اس شخص کو دیکھ لے' جس کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے اور جو دشمنوں کے درمیان اس کا ساتھی بن کر رہنے والا ہے۔ علی بھی اس کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا اور اس سے انجان بنا ہوا تھا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ ٹائلٹ کیوں جارہا ہے؟

ماؤ للی اس کے پیچھے چلتی ہوئی ٹائلٹ کے پاس آئی۔ آفریدی نے کہا "میں دروازہ کھول رہا ہوں لیکن ہم دونوں ایک ہی ٹائلٹ میں جائیں گے تو دیکھنے والے کیا سوچیں گے۔"

"دیکھنے والوں کی پروا نہ کرو۔ مجھے وہ دکھاؤ جو دیکھنا چاہتی ہوں۔"

اس نے دروازہ کھول کر کہا "پہلے آپ!"

وہ اندر گئی۔ اس کے پیچھے آفریدی نے آکر دروازے کو اندر سے بند کردیا۔ للی نے کہا "وہ فلم جلدی نکالو۔"

"اتنی جلدی کیا ہے؟ پہلے انعام تو دو۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"بڑے پیار سے اپنے دونوں ہاتھ میرے ہاتھوں میں دو اور رومانس کرو۔"

اس نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے۔ آفریدی نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر ایک ذرا قوت سے دبایا۔ وہ تکلیف کی شدت سے چیخنا چاہتی تھی۔ ڈینی نے اسے چیخنے نہیں دیا۔ کہنے لگا "تکلیف برداشت کرو۔ یہ کم بخت چال چل رہا ہے۔ تمہیں تکلیف پہنچا کر تمہارے دماغ کو کمزور بنانا چاہتا ہے۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔"

لیکن ایسا ہو رہا تھا۔ آفریدی نے اس کے ہاتھوں کو ذرا اور زور سے دبایا تو اس کا دماغ کمزور ہونے لگا۔ ڈینی کی گرفت اس کے دماغ پر کمزور پڑنے لگی۔ آفریدی کے دماغ میں رہنے والے سراغ رساں نے للی کے دماغ میں کہا "ہائے للی! دیکھو یہ تمہارے دماغ پر قبضہ جما کر تمہیں کہاں لے آیا ہے۔"

للی نے حیرانی سے ٹائلٹ کو دیکھا پھر پوچھا "میں یہاں کیسے آگئی؟"

سراغ رساں نے آفریدی کی زبان سے کہا "جن لوگوں کے لیے تم اپنے وطن سے دشمنی کرنے جارہی ہو۔ وہی تمہیں یہاں ٹائلٹ میں' میری تنہائی میں لے آئے ہیں۔"

وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی تکلیف بھول گئی۔ ایک قدم پیچھے ہٹ کر ٹائلٹ کی دیوار سے لگ گئی پھر بولی "نہیں میں بے شرم بننے سے پہلے اپنی جان دے دوں گی۔ یہ دروازہ کھولو۔"

وہ دروازے سے لگا کھڑا تھا۔ اس کے ہٹنے کے بعد ہی وہ دروازہ کھول سکتی تھی۔ اس نے کہا "میں نے تمہیں بری نیت سے ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ یہ دروازہ کھل جائے گا۔ تم باہر چلی جاؤ گی لیکن سوچو کیا محفوظ رہو گی؟"

وہ فوراً ہی اس کے بازو کو تھام کر بولی "مجھے بچاؤ۔ پلیز کسی طرح اس دماغ میں آنے والے ڈینی سے بچاؤ۔"

آفریدی نے کہا "ڈینی! بازی پلٹ گئی ہے۔ تم جب بھی اسے آلۂ کار بنا کر استعمال کرنا چاہو گے' میں اس کے دماغ کے دروازے کھول کر تمہاری ہر چال ناکام بنادیا کروں گا۔"

ڈینی نے کہا "میں اس کے دماغ میں زلزلے پیدا کرتا رہوں گا۔ اس کے دماغ کو پھوڑا بنادوں گا اگر یہ میرے کام کی نہیں رہے گی تو تمہارے کام کی بھی نہیں رہ سکے گی۔ دانش مندی یہ ہوگی کہ اس ٹائلٹ میں سمجھوتا کرلو۔ وہ مائیکرو فلم نکال کر اسے دے دو۔"

"نہیں دوں گا تو اس جہاز میں بیٹھے ہوئے تمہارے کتے مجھ پر بھونکنے لگیں گے۔ تمہارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ للی کے دماغ میں زلزلے پیدا کرو اور اصل مقصد کو پس پشت ڈال دو۔ لہٰذا للی کو بھول جاؤ اور اپنا مقصد حاصل کرو۔ میں

باہر نکل رہا ہوں اور جانتا ہوں کیا ہونے والا ہے۔"

وہ دروازہ کھول کر باہر آیا۔ اس وقت اسپیکر کے ذریعے کہا جا رہا تھا "آفریدی! تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم کر سکتے ہو۔ ہم نے پائلٹ کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے ہم چاہیں تو یہ جہاز تباہ ہو سکتا ہے لیکن ہم تمہارے ساتھ مرنا نہیں چاہتے اگر تم مائیکرو فلم نہیں دو گے تو ہم ایمرجنسی دروازہ کھول کر تمہیں طیارے سے باہر لے جائیں گے۔"

ایک شخص ہاتھ میں ریوالور لیے پائلٹ کیبن سے باہر آیا پھر آفریدی کو دیکھ کر بولا "یہ تو تم بھی دیکھ رہے ہو اور ہم بھی دیکھ رہے ہیں کہ ہم سب کے پاس پیرا شوٹ ہے۔ طیارے سے چھلانگ لگانے کے بعد نہیں گر کر نہیں مریں گے لیکن اس برفانی علاقے میں پتا نہیں کن خطرناک وادیوں میں پہنچ جائیں گے۔"

للی' آفریدی کے سامنے آکر ڈھال بن کر بولی "اپنا ریوالور نیچے کرو۔ جس نے مجھے بے شرمی سے محفوظ رکھا ہے' میں اسے مرنے نہیں دوں گی۔"

"ٹھیک ہے پہلے تمہیں گولی ماردی جائے گی۔ یہ تو ہمیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے بتا دیا گیا ہے کہ تم ہمارے کسی کام کی نہیں رہی ہو۔"

یہ کہہ کر اس نے ریوالور سے للی کا نشانہ لیا۔ اسی وقت علی نے اپنی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے وہیں سے گولی چلائی۔ وہ ریوالور والا اپنا بازو تھام کر لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے جا کر ایک سیٹ سے ٹکرا کر گر پڑا۔

علی نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "اس کے دماغ کو مقفل کیا گیا تھا۔ اسے خوش فہمی تھی کہ اس کے اندر کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ اب کوئی بھی پہنچ سکتا ہے۔"

اسپیکر سے آواز آنے لگی "آفریدی کا ایک اور حمایتی نکل آیا ہے اور یہ بھول رہا ہے کہ میرے دماغ کو بھی مقفل کیا گیا ہے۔ اب یہاں پائلٹ کیبن میں کسی نے بھی قدم رکھنے کی کوشش کی تو میں پائلٹ کو گولی مار دوں گا۔ ہم سب اس طیارے کے ساتھ تباہ ہو جائیں گے۔ فنا ہو جائیں گے اور وہ مائیکرو فلم چین کے اکابرین تک نہیں پہنچ پائے گی۔"

اس وقت سراغ رساں آفریدی کے دماغ میں کہہ رہا تھا "فوراً ایمرجنسی دروازے کو کھولو اور للی کے ساتھ چھلانگ لگا دو۔ ہمارا ایک ساتھی للی کے دماغ میں رہے گا اور پیرا شوٹ کے ذریعے نیچے پہنچنے میں اس کی مدد کرے گا۔"

آفریدی نے یکبارگی جست لگائی پھر ایمرجنسی دروازے کے پاس پہنچ کر اس کے ہینڈل کو پوری قوت سے گھماتے ہوئے ایک جھٹکے سے دروازے کو کھول دیا۔ باہر کی تیز ہوائیں اندر آتے ہی طیارہ ڈگمگانے لگا۔ آفریدی نے للی کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور دروازے کے پاس آتے ہی باہر چھلانگ لگا دی۔

ڈیمی نے اپنے حواریوں کے دماغوں میں پہنچ کر کہا "دیکھتے کیا ہو؟ فوراً باہر چھلانگ لگاؤ وہ مائیکرو فلم اپنے ساتھ لے گیا ہے۔"

چھ حواریوں نے یکے بعد دیگرے باہر چھلانگ لگائی۔ جو پائلٹ کیبن میں تھا۔ وہ بھی دوڑتا ہوا آیا پھر اس نے بھی باہر چھلانگ لگا دی۔ جہاز کے اسٹیورڈ نے فوراً ہی جہاز کے اس دروازے کو پوری قوت سے کھینچتے ہوئے بند کر دیا۔ اس کے ہینڈل کو گھما کر لاک کر دیا۔ طیارے کی پرواز ناہموار ہو رہی تھی۔ دروازہ بند کرتے ہی اس کا توازن قائم ہو گیا۔

باہر ہزاروں فٹ کی بلندی سے چھلانگیں لگانے والوں کے پیرا شوٹ کھلتے جا رہے تھے۔

○☆○

جیکب رابن ہر ماہ کے اختتام سے پہلے الپا پر تنویمی عمل کیا کرتا تھا۔ اس طرح الپا اس کے زیر اثر رہا کرتی تھی۔ وہ اسے اپنی کنیز بنانے کے بعد اس خوش فہمی میں مبتلا ہو گیا تھا کہ وہ ہمیشہ اس کی فرماں بردار کنیز بن کر رہے گی۔

اسی خوش فہمی کے باعث اس بار اس نے مقررہ وقت پر تنویمی عمل نہیں کیا۔ یہ سوچا کہ ایک دو دن بعد عمل کر سکتا ہے۔ اتنی جلدی اس کا اثر ختم نہیں ہوا ہو گا لیکن اس کا اثر زائل ہوتا چلا گیا تھا اور الپا ذہنی طور پر اپنے اختیار میں رہ کر سوچنے اور سمجھنے لگی تھی کہ وہ جیکب رابن کے زیر اثر رہتی آئی ہے اور وہ وچ ڈاکٹر اسے داشتہ بنا کر عیش کرتا رہا ہے۔

وہ غصے سے تلملا گئی۔ اس نے اسے خوب گالیاں دیں اسے لاتوں سے مارا۔ اس کے دماغ میں زلزلے پیدا کیے۔ وہ تکلیف سے تڑپتا رہا چیختا رہا حتیٰ کہ اس پر نیم بے ہوشی طاری ہو گئی۔ وہ اسے اسی طرح تڑپا تڑپا کر مار ڈالنا چاہتی تھی پھر اس نے سوچا وہ مر جائے گا تو دل کو تسلی نہیں ہو گی۔ دل تو یہی چاہتا ہے کہ اسے روز تڑپا تڑپا کر مارتی رہے۔ لہٰذا اس نے فیصلہ کیا کہ اسے زندہ رکھے گی لیکن ایک مردے سے بدتر بنا کر رکھے گی۔

جیکب رابن کی دماغی تکلیف کچھ کم ہونے لگی تو اس نے حکم دیا "اٹھو یہاں سے اور اپنے کمرے میں بستر پر جا کر لیٹ جاؤ۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ ایک بستر پر آکر چاروں شانے چت لیٹ گیا۔ الپا نے اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلایا پھر اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔ اب وہ معمول بن کر اس کے زیر اثر رہنے والا تھا۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں یہی ہوتا ہے۔ کبھی کوئی ایک برتری حاصل کر کے دوسرے کو کمتر بنا دیتا ہے اور جب دوسرا موقع سے فائدہ اٹھا کر برتری حاصل کر لے تو وہ اس کے سامنے کمتر بن جاتا ہے۔

اگرچہ جیکب رابن نے الپا کے مزاج کے خلاف اس سے بدمعاشیاں کی تھیں لیکن ایک مرد کی حیثیت سے اس کا بہت ہی معاون اور مددگار رہا تھا۔ اب بھی وہ اس کا محکوم بن کر اس کے کام آنے والا تھا۔ ویسے اس نے اپنی بدمعاشیوں سے الپا کو یہ احساس دلا دیا تھا کہ اس کا اپنا کوئی مستقل لائف پارٹنر ہونا چاہیے۔

دراصل غیر شعوری طور پر الپا کے دماغ میں بوبی اسمتھ سما گیا تھا۔ اس جوان نے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ حاصل کر کے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا تھا۔ یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ بہت ہی ذہین اور باصلاحیت ہے اگر وہ اس سے تعاون کرے گی' اسے آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے مواقع دیتی رہے گی تو وہ اس کا بہترین لائف پارٹنر ثابت ہو سکے گا۔

یوں بھی ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ حاصل ہو جانے کے بعد اس مشین کو بڑی رازداری سے تیار کرانا تھا اور اس کے لیے بوبی اسمتھ ایک قابلِ اعتماد اور رازدار ساتھی ثابت ہو سکتا تھا۔

جیکب رابن تنویمی نیند سے بیدار ہوا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ چھت کو تکتے ہوئے سوچنے لگا "بے وقت کیوں سو گیا تھا؟" اسے جاگنے کے بعد یہ یاد نہیں رہا کہ الپا نے اس کی پٹائی کی تھی۔ اس کے دماغ میں زلزلے پیدا کیے تھے اور اچھی طرح دماغی تکلیف میں مبتلا کرنے کے بعد اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ الپا نے حکم دیا تھا کہ تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد وہ اس کے تنویمی عمل کو بھول جائے گا۔

وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا پھر اس بستر سے اتر کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا اپنے کمرے سے نکل کر ڈرائنگ روم میں پہنچا۔ وہاں الپا ایک آرام دہ صوفے پر بیٹھی خیال خوانی میں مصروف تھی۔ وہ اس کے سامنے جا کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ الپا نے خیال خوانی سے چونک کر اسے دیکھا پھر نفرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا "اے کتے! تو کون ہے؟"

وہ اس کے سامنے فرش پر گھٹنے ٹیک کر بولا "آپ کا کتا ہوں۔"

اپنا تمام سامان اٹھا کر حیفہ والے بنگلے میں چلا جا۔ وہیں رہا کرنا۔ جب تک میں حکم نہ دوں اس بنگلے سے باہر نہ نکلنا۔"

"میڈم! میں آپ کا غلام ہوں۔ آپ کے حکم کے بغیر اس بنگلے سے کبھی باہر نہیں نکلوں گا۔"

"اب جا یہاں سے۔ میں تیری صورت دیکھتی ہوں تو میرے اندر انتقام کی آگ بھڑکنے لگتی ہے۔ میں نے تجھے خاص مقصد کے لیے زندہ رکھا ہے اگر تو باکمال جادوگر نہ ہوتا تو ابھی تک زندہ بھی نہ ہوتا۔ جا اب میرے سامنے نہ آنا۔ پچھلے دروازے باہر چلے جانا۔"

وہ سر جھکا کر وہاں سے اپنا سامان سمیٹنے چلا گیا۔ الپا خیال خوانی کے ذریعے بوبی اسمتھ کے پاس پہنچ کر بولی "ابھی تھوڑی دیر پہلے میں تمہارے خیالات پڑھ رہی تھی۔ پتا چلا تم صبح کی فلائٹ سے یہاں آ رہے ہو۔"

"یس میڈم! میں کل صبح آ رہا ہوں۔ میں نے مختلف مشینوں کے نقشوں کے درمیان ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ بھی رکھ لیا ہے۔ کسی کو شبہ نہیں ہو گا۔"

"جب تمہارا سفر شروع ہو گا تو میں تمہارے دماغ میں رہوں گی اگر کسی نے اس نقشے کو سمجھنے کی کوشش کی تو میں اسے سمجھنے کا موقع نہیں دوں گی۔ کچھ زیادہ گڑبڑ ہوگی تو میں اسے جلا کر راکھ کر دوں گی۔"

"یہی بہتر ہو گا۔ میں نے فیکس کے ذریعے پہلے ہی آپ کے پاس مشین کا نقشہ بھجوا دیا ہے اور اس نقشے کے متعلق ڈائری میں جو کچھ تفصیلات لکھی ہوئی تھیں وہ آپ میرے دماغ سے پڑھ کر نوٹ کر چکی ہیں۔"

"میں نے تمام احتیاطی تدابیر پر عمل کیا ہے۔ میرے لاکر میں بھی تم نے ٹرانسفارمر مشین کے نقشے اور ڈائری کی مائیکرو فلم رکھ دی ہے۔ ہمیں اب یہ اندیشہ نہیں ہے کہ ہم اس مشین سے محروم ہو جائیں گے اگر ایک جگہ سے رکاوٹ پیدا ہو گی یا اس مشین کے نقشے کو تباہ کیا جائے گا تو ہم دوسری جگہ سے وہ نقشہ حاصل کر لیں گے۔"

"واقعی آپ پیش آنے والی رکاوٹوں کو خوب سمجھتی ہیں اور انہی کے مطابق پلاننگ کر کے عمل کرتی ہیں۔"

"میں دیکھ رہی ہوں کہ تم بھی فرائض کی ادائیگی کے وقت ذہانت سے کام لیتے ہو۔ تم نے پچھلے دنوں بھی بڑی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تھا اور اب مجھے ٹرانسفارمر مشین تک پہنچا کر تم نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ میں تمہیں اپنا ذاتی معاون بنانا چاہتی ہوں۔ تمہیں منظور ہے۔"

"میڈم! آپ تو میرے نصیب جگا رہی ہیں۔ یہ میری خوش قسمتی ہوگی کہ میں صرف آپ کا کام کرتا رہوں گا اور میں یقین دلاتا ہوں کہ کبھی آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔"

"ہوں۔ تم نے نقشہ تو حاصل کرلیا ہے اور اس نقشے کے متعلق تمام تفصیلات بھی ہمارے پاس ہیں لیکن کسی ماہر کے بغیر مشین تیار نہیں ہوسکے گی۔ تم نے اس سلسلے میں کیا سوچا ہے؟"

"میڈم! ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ٹرانسفارمر مشین سے زیادہ کوئی اہم چیز نہیں ہے۔ اس اہمیت کو سمجھتے ہوئے ہمیں ایسا مکینک چاہیے جو نیا نہ ہو۔ ہم نے جیکی ہنٹر کے گھر سے اس نقشے کو حاصل کیا ہے۔ جیکی ہنٹر اب تک امریکا میں دوبار ٹرانسفارمر مشین تیار کرچکا ہے اور مجھے شبہ ہے کہ وہ آج کل شاید یہی کام پھر کررہا ہے۔"

"میں بھی یہ سوچ رہی ہوں کہ امریکی اکابرین بڑی رازداری سے پھر ٹرانسفارمر مشین تیار کررہے ہیں اور میں اس پہلو سے سوچ رہی تھی کہ جیکی ہنٹر جیسا تکنیکی ماہر کوئی دوسرا نہیں ملے گا۔ اسے ٹریپ کرکے یہاں اسرائیل لانا چاہیے پھر اسے قیدی بنا کر بڑی رازداری سے وہ مشین تیار کرانا چاہیے۔"

"میڈم! اگر آپ مناسب سمجھیں تو ڈائنا کے خیالات پڑھیں۔ اس کے ذریعے اس کے باپ جیکی ہنٹر کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہوسکتا ہے۔"

"درست کہتے ہو۔ میں ابھی اس کے خیالات پڑھ کر تمہارے پاس آؤں گی۔"

وہ ڈائنا کے پاس پہنچ گئی۔ ڈائنا بنگلے کے لان میں ایک جھولے پر بیٹھی ہوئی تھی اور بوبی اسمتھ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ اس سے اتنی محبت کرتی تھی کہ اس کے لیے دیوانی ہوگئی تھی۔ یہ جانتی تھی کہ اس کا باپ بڑا محتاط رہتا ہے۔ اس کے لیے زبردست سیکیورٹی رہتی ہے۔ کسی ایسے ویسے سے ملنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اس کے باوجود وہ بوبی سے کسی نہ کسی طرح ملتی رہتی تھی۔

اس کے خیالات نے بتایا کہ اس کے باپ نے ایک طویل عرصے کے بعد اس کی می سے فون پر باتیں کی تھیں اور یہ خوش خبری سنائی تھی کہ اس کی ڈیوٹی ختم ہوگئی ہے اور وہ آج رات گھر پہنچنے والا ہے۔

الپا نے گھڑی دیکھی وہاں کے وقت کے مطابق اسرائیل میں آدھی رات ہونے والی تھی اور امریکا میں شام ہوچکی تھی۔ اس نے ڈائنا کے خیالات سے یہ معلوم کرنا چاہا کہ وہ رات کو کون سی فلائٹ سے کس وقت آرہا ہے۔

اس کے خیالات نے بتایا کہ اس سلسلے میں جیکی ہنٹر نے اس کی می کو کچھ نہیں بتایا ہے۔ یہ بات ابھی تک راز میں ہے کہ وہ امریکا کے کس علاقے میں ہے اور کہاں سے کس فلائٹ میں آنے والا ہے اور کتنے بجے پہنچنے والا ہے۔"

وہ بوبی کے پاس آکر بولی "میں نے معلوم کیا ہے۔ اس کا باپ جیکی ہنٹر آج رات کسی فلائٹ سے گھر آنے والا ہے۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ آپ جیکی ہنٹر کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرسکیں گی اور ان معلومات کی روشنی میں ہم اسے ٹریپ کرنے کا پلان بنا کر اس پر عمل کرسکیں گے۔"

"میں جیکی ہنٹر کے دماغ میں آسانی سے نہیں جاسکوں گی۔ وہ آرمی میں خفیہ اہم فرائض انجام دیتا رہتا ہے۔ اس لیے اس کے دماغ کو مقفل کیا گیا ہوگا۔"

"پھر تو اسے دماغی طور پر کمزور بنانا ہوگا۔"

"یہی ایک طریقہ ہے کہ اس کے کھانے یا پینے کی چیز میں اعصابی کمزوری کی دوا ملاوی جائے۔ میں یہی کروں گی۔

ڈائنا کے ذریعے اسے اعصابی کمزوری کی دوا کھلاؤں گی۔"

"میری فلائٹ کل صبح آٹھ بجے ہے۔ کیا مجھے اس فلائٹ سے نہیں آنا چاہیے' یہاں انتظار کرنا چاہیے؟ اگر آپ اسے ٹریپ کرلیں گی اپنا معمول اور محکوم بنالیں گی تو میں اسے اپنے ساتھ لے کر آؤں گا۔"

"میں یہی کہنے والی تھی۔ تم وقت اور حالات کے مطابق میری طرح سوچتے ہو لیکن کل صبح کی فلائٹ منسوخ نہ کرو۔ ہوسکتا ہے اس سے پہلے ہی میں اسے اپنا معمول بنالوں۔"

ٹرانسفارمر مشین تیار کرانے کے لیے نقشہ بہت اہم تھا اور وہ مل چکا تھا۔ اس کے بعد جیکی ہنٹر کی سب سے زیادہ اہمیت تھی۔ وہ دوبار ایسی مشین بنا چکا تھا اور الپا کی قید میں رہ کر اس کے لیے تیسری مشین تیار کرسکتا تھا۔ وہ اسے ٹریپ کرنے کے لیے بے چین ہوگئی تھی۔ یہ سوچ کر اور بے چین ہورہی تھی کہ پتا نہیں وہ رات کے کس حصے میں اپنے گھر واپس آئے گا۔

اس نے کہا "بوبی یہاں آدھی رات ہوچکی ہے۔ مجھے جیکی ہنٹر کے انتظار میں شاید صبح تک جاگنا ہوگا۔ پتا نہیں وہ کب آنے والا ہے۔"

"میڈم! اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنا فون نمبر مجھے بتا دیں اور آرام سے سو جائیں۔ میں اس کے بنگلے سے ذرا دور

اپنی کار میں بیٹھ کر انتظار کرتا رہوں گا۔ جب بھی وہ آئے گا تو میں فون کے ذریعے آپ کو جگا دوں گا۔"

"اب میرے لیے سب سے بڑی کامیابی یہ ہوگی کہ میں جلد سے جلد جیکی ہنٹر کے دماغ میں پہنچ کر اسے اپنا معمول بنالوں۔ جب تک میں ایسا نہیں کرلوں گی مجھے سکون نہیں ملے گا۔ ویسے بھی میری عادت ہے میں کوئی کام ادھورا چھوڑ کر نہ سوتی ہوں نہ آرام کرتی ہوں۔"

"میں صبح جس فلائٹ سے آنے والا ہوں۔ کیا اس میں ایک اور سیٹ ریزرو کرالوں؟"

"احتیاطاً ریزرو کرالو۔ میں پوری کوشش کروں گی کہ اس فلائٹ سے پہلے ہی ہمیں کامیابی حاصل ہوجائے۔"

ایک ملک سے دوسرے ملک جانے کے لیے پاسپورٹ اور ویزا لازمی ہوتا ہے۔ اسی کے حوالے سے سیٹ ریزرو کرائی جاتی ہے لیکن الپا نے بوبی کے دماغ میں رہ کر فرضی نام سے سیٹ ریزرو کرائی اور ٹکٹ جاری کرنے والوں کو یہ سوال کرنے کا موقع نہیں دیا کہ پاسپورٹ کہاں ہے؟

فرضی نام اور فرضی پاسپورٹ کے حوالے سے اس فلائٹ میں ایک اور ٹکٹ مل گیا۔ بوبی نے کہا "میڈم! ٹیلی پیتھی بھی کیا کمال کی چیز ہے۔ جو کام ناممکن ہوتا ہے وہ پلک جھپکتے ہی ممکن ہوجاتا ہے۔"

"ٹرانسفارمر مشین تیار ہونے دو۔ میں سب سے پہلے تمہیں ٹیلی پیتھی سکھاؤں گی۔"

وہ خوش ہو کر بولا "اوہ میڈم! میں آپ کا شکریہ کیسے ادا کروں۔ میں تو ساری زندگی آپ کا احسان یاد رکھوں گا اور صرف آپ ہی کی خدمت کرتا رہوں گا۔"

"مجھے یقین ہے' تم میرے وفادار رہو گے۔"

اس نے بظاہر بوبی سے یہ بات کہہ دی لیکن اپنے تجربات کی روشنی میں خوب سمجھتی تھی کہ کوئی کسی کا فرماں بردار اور وفادار نہیں رہتا۔ وقت اور حالات کے ساتھ وفاداریاں بدل جاتی ہیں۔

وہ کبھی ایک گھنٹے اور کبھی آدھ گھنٹے کے وقفے سے ڈائنا اور اس کی ماں کے دماغوں میں جاتی رہی۔ رات گیارہ بجے جیکی ہنٹر نے فون کے ذریعے ڈائنا کی ماں کو مخاطب کیا اور کہا "میں آگیا ہوں۔ ائرپورٹ پر ہوں۔ ابھی آرہا ہوں۔"

اس کی بیوی نے پوچھا "میں کار لے آؤں؟ ابھی آدھے گھنٹے میں پہنچ جاؤں گی۔"

"اس کی ضرورت نہیں۔ یہاں میرے لیے سیکیورٹی موجود ہے میں ان کی گاڑی میں آرہا ہوں۔"

"تمہاری آواز ایسی کیوں ہے۔ طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

"میں ٹھیک ہوں۔ بس ذرا پیٹ خراب ہوگیا ہے۔ کئی بار ٹائلٹ جا چکا ہوں۔ سوچ رہا ہوں ابھی راستے میں کسی ڈاکٹر سے مشورہ کروں گا۔"

الپا نے فوراً ہی اس کی بیوی کے ذریعے کہا "ڈاکٹر کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے ہاں فرسٹ ایڈ باکس میں زود اثر دوا رکھی ہوئی ہے۔ ایک گولی سے ہی آرام آجائے گا۔ تم سیدھے یہیں آجاؤ۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ الپا اس کے خیالات سے معلوم کرنے لگی کہ فرسٹ ایڈ باکس میں کون کون سی دوائیں رکھی ہوئی ہیں۔ اس کی بیوی کو قبض کی شکایت رہا کرتی تھی۔ وہ اس باکس میں قبض کشا گولیاں ہمیشہ رکھا کرتی تھی۔ ضرورت کے وقت انہیں استعمال کرتی تھی۔ الپا نے سوچ لیا وہ گولیاں دھوکے سے جیکی ہنٹر کو کھلائی جائیں گی تو اسے اور زیادہ ٹائلٹ کی طرف دوڑتے رہنا ہوگا۔ جس کے نتیجے میں وہ بے حد کمزور ہوجائے گا۔

وہ آدھے گھنٹے بعد سیکیورٹی گارڈز کے ساتھ آگیا۔ اس کے انتظار میں ڈائنا اور دوسرے بچے جاگ رہے تھے۔ اس نے دور ہی سے انہیں وش کیا اور تیزی سے چلتا ہوا ٹائلٹ کے اندر چلا گیا۔ اس کی وائف نے مسکرا کر بچوں سے کہا "بچو! مائنڈ نہ کرنا۔ تمہارے پاپا مجبور ہیں اس لیے تم لوگوں کو پیار کرنے سے پہلے ہی ٹائلٹ چلے گئے ہیں۔"

ڈائنا کے چھوٹے بھائی نے کہا "ممی! ہم جانتے ہیں کہ ڈیڈی پرابلم میں ہیں۔ ہمیں یہ خوشی ہے کہ واپس آگئے ہیں۔"

وہ تھوڑی دیر بعد ٹائلٹ سے باہر آیا پھر اس نے اپنی بیوی کو اور تمام بچوں کو باری باری کس کیا۔ بیوی نے کہا "آپ فوراً دوا کھائیں۔ دس پندرہ منٹ میں آرام آجائے گا۔"

وہ فرسٹ ایڈ باکس کے پاس آئی۔ الپا اس کے دماغ میں تھی۔ اس نے الپا کی مرضی کے مطابق قبض کشا گولی نکالی۔ اس کے ریپر کو پھاڑ کر پھینک دیا۔ تاکہ جیکی ہنٹر ریپر پڑھنے کے بعد اس کی غلطی کی نشان دہی نہ کرے۔ وہ ایک گلاس میں پانی لے کر آئی پھر جیکی ہنٹر کو دوا دے کر کہا فوراً اسے نگل لو۔"

اس نے گلاس لے کر گولی نگل کر پانی پیا پھر بستر کے سرے پر بیٹھتے ہوئے بولا "میرے بچوں نے میرے بغیر کافی لمبا عرصہ گزارہ ہے۔ اب میں تم سب کے ساتھ خوب انجوائے

کروں گا۔ ہم چھٹی منانے کے لیے شہر سے باہر کہیں جائیں گے۔"

بچے خوش ہوگئے۔ چھوٹا بچہ آکر باپ سے لپٹ گیا۔ اس نے اسے پیار کیا پھر فوراً اسے ایک طرف ہٹا کر بستر پر بٹھاتے ہوئے کہا "اوہ گاڈ! پھر ضرورت محسوس ہورہی ہے۔"

یہ کہتے ہی وہ تیزی سے چلتا ہوا ٹائلٹ کے اندر چلا گیا۔ ایسے وقت کوئی خیال خوانی کرنے والا دماغ میں نہیں رہتا لیکن الپا کو بے چینی تھی۔ وہ اس کے دماغ میں پہنچ چکی تھی اور اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔

اس نے اور بوبی نے اندازہ لگایا تھا کہ جیکی ہنٹر اس بار بھی کہیں ٹرانسفارمر مشین رازداری سے تیار کرنے گیا ہوا ہے۔ تب ہی اتنا عرصہ اپنے بیوی بچوں سے دور رہا ہے۔ اب اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ واقعی ایک ٹرانسفارمر مشین تیار ہوچکی ہے۔

اس کے خیالات نے بتایا کہ اس ٹرانسفارمر مشین کے بارہ افراد رازدار ہیں۔ جن میں تھری بے ہیں۔ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے لیزی گارڈ اور کینی بال ہیں، پانچ امریکی اکابرین اور دو تکنیکی ماہرین ہیں۔ جن میں ایک جیکی ہنٹر اور دوسرا وائز مین ہے۔

ایک اور بات معلوم ہوئی کہ پانچوں اکابرین اور دونوں ماہرین کو ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا گیا ہے۔ اس طرح الپا کو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ وہ جس جیکی ہنٹر کے دماغ میں پہنچ کر خیالات پڑھ رہی ہے وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔

جان ہنٹر ٹائلٹ سے باہر آیا تو اس کی وائف الپا کی مرضی کے مطابق دوسری گولیاں لے کر کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے کہا "یہ دوسری گولی ہے۔ اس سے ضرور آرام آئے گا۔"

اس بار اس نے صحیح گولیاں کھانے کے لیے دیں۔ جس کے نتیجے میں اسے فوراً ہی ٹائلٹ جانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی پھر بھی آدھے گھنٹے بعد اسے ٹائلٹ جانا پڑا۔ اس طرح الپا کے کام میں دیر ہورہی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ اب جلد سے جلد اس پر تنویمی عمل کرے۔ اس نے اس کی بیوی کے ذریعے پھر اسے دوسری گولی کھلائی۔ اس کے نتیجے میں اسے مکمل طور پر آرام آگیا۔ یعنی ایک گھنٹے بعد وہ بستر پر لیٹ گیا۔ الپا نے اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تھپک تھپک کر سلا دیا۔

اس کی بیوی نے کہا "بچو! یہاں سے چلو، پاپا کو آرام کرنے دو۔ صبح ان سے باتیں ہوں گی۔"

وہ بچوں کے ساتھ اس کے کمرے سے چلی گئی۔ وہ طویل عرصے کے بعد آیا تھا پھر یہ کہ اس کی طبیعت بھی ناساز تھی۔ اس کی بیوی تشویش میں مبتلا تھی۔ اس نے دوبارہ کمرے میں آکر دیکھا تو وہ گہری نیند سو رہا تھا۔ اس نے لائٹ آف کردی پھر دروازے کو بند کرتے ہوئے باہر چلی آئی۔ اسے اطمینان تھا کہ وہ سو رہا ہے۔ بے چاری یہ نہیں جانتی تھی کہ اس وقت اس پر تنویمی عمل کیا جارہا ہے۔

الپا نے بوبی کے پاس آکر کہا "میں نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔ اب وہ میرا معمول اور فرماں بردار بن کر رہے گا۔ اس حد تک ہمیں کامیابی حاصل ہوچکی ہے۔ اب اسے صبح آٹھ بجے کی فلائٹ سے یہاں لانا ہے۔"

"آپ اطمینان رکھیں۔ خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں موجود رہیں۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔"

"بوبی ہم نے یہ درست سوچا تھا کہ امریکا والے پھر ٹرانسفارمر مشین تیار کرا رہے ہیں۔ بلکہ اب تیار کرا چکے ہیں۔ اس مشین کے بارہ رازدار ہیں۔"

وہ بوبی کو اس مشین کے بارے میں اور اس کے رازداروں کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگی۔ بوبی نے کہا "یہ ہمارے حق میں اچھا ہے کہ جیکی ہنٹر کو ٹیلی پیتھی کا علم آگیا ہے۔ اب وہ آپ کا معمول بن کر آپ کے احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا اور آپ کے کام آتا رہے گا۔"

الپا کی مرضی کے مطابق جیکی ہنٹر صبح چھ بجے بیدار ہوا۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کرنے کے بعد اپنی بیوی سے کہنے لگا "ابھی آرمی ہیڈ کوارٹر سے فون آیا تھا۔ ایمرجنسی ڈیوٹی کے لیے مجھے جانا ہوگا۔ بچوں کو سونے دو، ان سے کہنا میں دوپہر میں لنچ تک واپس آجاؤں گا۔"

یہ کہہ کر اس نے بیگ میں اپنا پاسپورٹ اور دوسرا ضروری سامان رکھا پھر باہر آیا۔ سیکیورٹی گارڈ نے پوچھا "آپ کے لیے کون سی گاڑی نکالی جائے۔"

"میں اپنی کار میں جاؤں گا۔ مجھے فی الحال سیکیورٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آرمی ہیڈ کوارٹر جارہا ہوں۔"

وہ اپنی کار ڈرائیو کرتا ہوا وہاں سے روانہ ہوا لیکن اس کار میں ائرپورٹ تک نہیں گیا۔ ایک شاپنگ پلازہ کے سامنے اس نے کار روک دی۔ وہاں بوبی ایک دوسری کار میں موجود تھا۔ وہ اس کار میں آکر بیٹھ گیا۔ بوبی کار ڈرائیو کرتا ہوا ائرپورٹ پہنچا۔ جیکی ہنٹر کا ٹکٹ فرضی نام سے لیا گیا تھا اور فرضی پاسپورٹ کا حوالہ دیا گیا تھا۔ الپا نے جیکی ہنٹر کو حکم دیا تھا کہ وہ فرضی پاسپورٹ کے مطابق اس ٹکٹ کو اوکے کرائے اور ایسا کرانے تک امیگریشن والوں کے دماغوں پر مسلط رہے۔

وہ بھی ان کے دماغوں پر مسلط رہی۔ اس طرح انہیں بورڈنگ کارڈ مل گیا۔ کسی نے یہ نہیں پوچھا کہ پاسپورٹ جیکی ہنٹر کا ہے اور وہ جیکی ہنٹر فرضی نام سے کیوں سفر کر رہا ہے اور فرضی پاسپورٹ کا حوالہ کیوں دیا گیا ہے۔ امیگریشن والوں کو پاسپورٹ پر توجہ دینے کی مہلت نہیں دی گئی تھی۔

الپا نے یہ مشکل مرحلہ طے کرلیا۔ بوبی، جیکی ہنٹر کو ساتھ لے کر طیارے میں سوار ہوا پھر جب طیارے نے پرواز کی تو الپا نے اطمینان کی سانس لے کر کہا "تھینکس گاڈ بوبی! ہم کامیاب ہوچکے ہیں۔"

الپا نے رات کے دو بجے جیکی ہنٹر پر تنویمی عمل کیا تھا اور چار گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کے بعد صبح چھ بجے بیدار ہونے کی ہدایت کی تھی۔ اسی کے مطابق الپا نے اور بوبی نے بھی اپنی نیند کے تقاضے پورے کیے تھے۔ جب بوبی اور جیکی ہنٹر کا سفر طیارے میں شروع ہوگیا تو الپا نے جیکب رابن کے دماغ میں آکر پوچھا "اے کتے! کیا کر رہا ہے۔"

وہ فوراً ہی فرش پر گھٹنے ٹیک کر سر جھکا کر بولا "میڈم! میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔"

"کالے عمل کی تیاری کر۔ دو افراد کے دماغوں کو بظاہر مردہ بنانا ہے۔ جس طرح کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ میں نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح ان دونوں کے دماغوں میں بھی کسی کو نہیں پہنچنا چاہیے۔"

"میڈم! یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ میں ابھی اس کی تیاری شروع کرتا ہوں۔"

"ایک اور بات ہے ان دونوں کے دماغوں میں ایسی دوسری کیل پیوست کی جائے کہ وہ صرف میرے فرماں بردار بن کر رہیں۔"

"میں ایسی دو کیلوں پر آپ کے نام سے کالا عمل کروں گا۔ جب وہ کیلیں ان کے دماغوں میں پیوست ہوجائیں گی تو وہ ہمیشہ آپ کے غلام بن کر رہا کریں گے۔"

وہ فاتحانہ انداز میں مسکرانے لگی۔ اس نے اسی لیے جیکب رابن کو زندہ رکھا تھا۔ وہ اس کے بہت کام آرہا تھا اور آئندہ بھی کام آنے والا تھا۔

○☆○

آسمان کی بلندیوں سے کھلے ہوئے پیراشوٹ پستی کی طرف آرہے تھے لیکن وہ جدھر آرہے تھے ادھر زمینی پستی نہیں تھی۔ فلک بوس پہاڑوں کی ناہموار سطح تھی۔ اونچے اونچے ٹیلے تھے اور گہری گہری کھائیاں تھیں۔ تقدیر ان میں سے کسی کو مسطح حصے میں پہنچانے والی تھی اور کسی کو اندھی گہری کھائی میں گرانے والی تھی۔

ان میں سے کچھ ایک دوسرے کے دوست تھے اور کچھ دشمن تھے۔ کچھ ایک دوسرے کے قریب تھے اور کچھ دور دور تھے لیکن جو قریب تھے وہ بھی آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہوکر ایک دوسرے کی مدد نہیں کرسکتے تھے۔ کسی کو گہری کھائی میں گرنے سے نہیں بچا سکتے تھے۔

وہ سب سہمے ہوئے اور پریشان تھے کہ پتا نہیں ہوا کے بہاؤ میں رہنے والے پیراشوٹ انہیں کہاں پہنچائیں گے۔ گہری کھائیوں میں گرنے کے بعد زندگی کی طرف واپسی ناممکن تھی لیکن برف پوش پہاڑوں کی سطح پر بھی اندیشے تھے کہ پتا نہیں برفانی سطح ٹھوس ہوگی یا ایسی نرم اور گہری ہوگی کہ اس میں اترتے ہی برف کے اندر دھنستے چلے جائیں گے پھر وہاں سے ابھرنا ناممکن ہوجائے گا۔

ماؤ للی سہمی ہوئی ان خطرناک پستیوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے آس پاس دور تک پیراشوٹ کے ذریعے اترنے والے کئی افراد تھے لیکن وہ مدد کے لیے جس دلیر آفریدی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ اس سے بہت دور تھا۔ علی نسبتاً قریب تھا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ ماؤ للی کے ساتھ وہ بھی گہری کھائیوں کی طرف جانے والا ہے۔ اس سے پہلے اگر پیراشوٹ سے اترنے کا رخ نہ بدلا گیا تو وہ اور ماؤ للی دوسرے دو دشمنوں کے ساتھ گہری کھائیوں میں پہنچ جائیں گے۔

آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہ کر ایک دوسرے کی مدد کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ وہ اپنی مرضی سے پیراشوٹ کو دائیں بائیں بھی ایک ذرا سا موڑ نہیں سکتے تھے۔ اپنی مرضی سے کسی محفوظ جگہ نہیں اتر سکتے تھے اور علی خود کو اور ماؤ للی کو گہری کھائیوں کی طرف جانے سے نہیں روک سکتا تھا۔

اگرچہ وہ گہری کھائیوں سے بہت دور اور بہت بلندی پر تھے، پندرہ یا بیس منٹ کے بعد وہاں پہنچنے والے تھے لیکن ہوا کا رخ بتا رہا تھا کہ وہ اسی طرف پہنچیں گے پھر گہری کھائی میں پہنچنے کے بعد ان کی ہڈیوں کو بھی وہاں سے اٹھانے والا کوئی نہ ہوگا۔

آفریدی پیراشوٹ سے بندھا ہوا اس طرح تڑپ رہا تھا جیسے رخ بدل کر للی کے پاس پہنچنا چاہتا ہو اور اسے بچانا چاہتا ہو۔ ایسی جان لیوا مہمات میں وہ اناڑی تھا۔ انسان رفتہ رفتہ تجربات حاصل کرتا ہے۔ علی دشوار گزار مرحلوں سے کئی بار

گزر چکا تھا۔ اس نے فوراً ہی گن نکال کر ماؤ للی کی طرف مسلسل فائرنگ کی۔ فائرنگ کے نتیجے میں اس کے پیراشوٹ میں سوراخ ہونے لگے۔ ان سوراخوں سے ہوا اور تیزی سے گزرنے لگی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تیزی سے پستی کی طرف آنے لگی۔ اس کا رخ کھائی کی طرف ہونے کے باوجود وہ وہاں پہنچنے سے پہلے ہی برف کے مسطح حصے میں پہنچنے والی تھی۔

علی نے اپنے پیراشوٹ کی طرف بھی مسلسل فائرنگ کی۔ کئی سوراخ ہوتے گئے اور ہوا تیزی سے گزرتی گئی' پستی میں اتر آنے کی رفتار بھی تیز ہوتی چلی گئی۔

علی نے ماؤ للی اور دلیر آفریدی کے بعد جہاز سے چھلانگ لگائی تھی اسے زیادہ بلندی پر ہونا چاہیے تھا لیکن اس نے چھلانگ لگانے سے پہلے ماؤ للی اور دلیر آفریدی کے سامان سے بھری ہوئی دونوں کٹس اٹھا کر طیارے کے باہر چلا آیا تھا۔ اس کے بعد.... اس نے اپنے پیراشوٹ کو کھولا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس پیراشوٹ میں علی اور اس کے سامان کے کٹ کے علاوہ للی اور آفریدی کے سامان کی کٹس کا بھی بوجھ تھا۔ جس کے نتیجے میں وہ آفریدی کے مقابلے میں تیزی سے پستی کی طرف جاتے ہوئے ماؤ للی کی طرف پہنچتا جا رہا تھا پھر اس نے مزید حکمتِ عملی سے اور حاضر دماغی سے کام لیا تو فائرنگ کے باعث دونوں کے پیراشوٹ میں سوراخ ہوتے گئے۔ وہ تیزی سے نیچے آتے ہوئے برف کی ملائم سطح پر گر پڑے اگر برف کی سطح پتھروں کی طرح سخت ہوتی تو ان کی ہڈیاں ٹوٹ جاتیں۔ انہوں نے خطرہ مول لیا تھا جس کے نتیجے میں وہ کھائی میں گرنے کے بجائے بحفاظت برف کی سطح پر پہنچ کر ذرا دھنس گئے تھے۔ علی تیزی سے اٹھ کر خود کو دھنسنے سے بچاتے ہوئے باہر آیا پھر دوڑتا ہوا للی کے پاس گیا وہ اندر دھنستی جا رہی تھی۔ اس نے فوراً ہی اس کی طرف ایک رسی پھینکی۔ للی نے اس رسی کو کیچ کیا۔ آفریدی نیچے کی طرف آتے ہوا دیکھ رہا تھا کہ علی نے کتنی ذہانت سے ماؤ للی کو بچایا ہے اور اب اسے برف میں دھنسنے سے بھی بچا رہا ہے۔ للی رسی کو پکڑ کر باہر آ چکی تھی۔ علی اس کے شانوں سے اور کمر سے بیلٹ کھول کر اسے پیراشوٹ کی لپیٹ سے نجات دلا رہا تھا۔

دلیر آفریدی ان سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر نیچے اتر آیا تھا۔ دوسرے دشمن بھی کئی کئی کلومیٹر کے فاصلے پر تھے۔ اونچی نیچی پہاڑیوں کے باعث نظر نہیں آ رہے تھے۔ صرف دو دشمن جو کھائیوں کی طرف جانے والے تھے انہوں نے بھی علی کا طریقہ استعمال کر کے اپنے پیراشوٹ پر فائرنگ کی تھی۔ جس کے نتیجے میں وہ کھائیوں کی طرف جانے سے بچ گئے تھے۔ ان میں سے ایک ایسی جگہ نیچے آ کر گرا تھا جہاں ایک اونچی نوکیلی چٹان تھی۔ وہ اس چٹان کی نوک میں ایسا دھنسا کہ نوک تلوار کی طرح اس کے جسم میں پیوست ہو کر دوسری طرف نکل گئی تھی۔ اس کے حلق سے آخری چیخ نکلی تھی۔ پھٹا ہوا پیراشوٹ اس پر آ گیا تھا اور کفن کی طرح اسے ڈھانپ چکا تھا۔

اس کا دوسرا ساتھی چالاک تھا۔ برف کی سطح پر آنے سے وہ پیراشوٹ کا بیلٹ کھولتا جا رہا تھا۔ نیچے آنے پر برف میں دھنستے ہی وہ تیزی سے چاروں ہاتھوں پاؤں سے رینگتا ہوا اس جگہ سے دور چلا آیا جہاں اس کے گرنے سے برف میں گڑھا پڑ گیا تھا۔ اس طرح گڑھے کے اندر ڈوب جانے سے پہلے ہی بچ نکلا تھا۔

کئی کلومیٹر دور ایک جگہ چھت کی طرح نکلی ہوئی برف پوش چٹان سے ایک پیراشوٹ الجھ گیا تھا۔ وہ پیراشوٹ والا اس سے بندھا ہوا بلندی پر لٹکنے لگا تھا۔ اِدھر سے اُدھر جھولے کی طرح جھول رہا تھا۔ نیچے تقریباً دو سو یا ڈھائی سو فٹ کی پستی میں برف کی سطح تھی وہ پیراشوٹ کا بیلٹ کھول کر وہاں سے چھلانگ لگا سکتا تھا لیکن نیچے پہنچ کر اس بات کی ضمانت نہیں تھی کہ اس کی ہڈیاں سلامت رہیں گی۔

دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے سراغ رسانوں کے دماغوں میں جا کر ایک ایک کی خیریت معلوم کر رہے تھے۔ لیزی گارڈ نے اس سے کہا "تم بری طرح پھنس گئے ہو۔ پیراشوٹ کی بیلٹ کھولو گے تو نیچے پستی میں برف کی سطح پر گرد گے۔ پتا نہیں کیا انجام ہوگا۔"

اس نے جواب دیا "میری فکر نہ کرو۔ میں کوہ پیما ہوں میرے کٹ میں کوہ پیمائی کا ضروری سامان ہے۔ میں ابھی یہاں سے نیچے اترنے کی کوشش کروں گا۔"

لیزی گارڈ دوسرے سراغ رساں کے دماغ میں پہنچا۔ وہاں کینی بال موجود تھا اور وہ سراغ رساں کئی کلومیٹر کے فاصلے پر بخیریت برف پوش پہاڑی کے ایک حصے میں اتر آیا تھا۔ لیزی گارڈ اور کینی بال دوسرے دو سراغ رسانوں کے دماغوں میں گئے۔ کینی بال نے ہویونگ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا "تم خیریت سے ہو؟"

"تھینکس گاڈ! میں یہاں خیریت سے اتر گیا ہوں مگر یہاں آس پاس کوئی نظر نہیں آ رہا ہے۔ کیا تم نشان دہی کر سکتے ہو کہ میری ساتھی ماؤ للی کہاں ہے؟"

"تمہاری ساتھی نے تو ہمارے لیے بڑے مسائل پیدا کر دیے ہیں اگر وہ آفریدی کے لباس کے اندر سے مائیکرو فلم نکال لیتی تو یہ مصیبتیں تم سب پر نازل نہ ہوتیں۔"

ہویونگ نے حیرانی سے پوچھا "کیا آفریدی کے لباس کے اندر مائیکرو فلم ہے؟"

"ہاں' صرف وہاں سے نکالنا رہ گیا تھا مگر وہ اپنی شرم و حیا کا بہانہ کر رہی تھی۔"

"میں اپنی ساتھی کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ بہت حیا والی ہے۔ آخر وہ کیوں کسی کے لباس کے اندر ہاتھ ڈال کر ایسی چیز نکالے گی۔ یہ تو سراسر بے شرمی والی بات ہے۔"

"ماؤ للی کی طرح فضول باتیں نہ کرو' وہ یہاں مل جائے تو اسے سمجھانے کی کوشش کرو۔ وہ آفریدی کو بے وقوف بنا کر اس سے وہ مائیکرو فلم اب بھی حاصل کر سکتی ہے۔"

وہ بولا "میں نے طیارہ میں دیکھا ہے کہ ہمارا.... ایک امریکی ساتھی' آفریدی کو گولی مارنا چاہتا تھا۔ ماؤ للی اس کے سامنے ڈھال بن گئی تھی۔ وہ ماؤ للی کو بھی گولی مارنا چاہتا تھا۔ کیا ہمیں اس لیے اس مہم پر روانہ کیا گیا ہے کہ ہماری ضرورت نہ ہو تو ہمیں مار ڈالا جائے؟"

"تم فضول سوالات میں وقت ضائع نہ کرو۔ آگے جاؤ اور ماؤ للی کو تلاش کرو۔"

"میں نے جہاز میں یہ بھی دیکھا ہے کہ ماؤ للی کو گولی مارنے سے پہلے ہی ایک اور شخص نے ہمارے امریکی ساتھی کو گولی مار دی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ ماؤ للی اور آفریدی کا ایک حمایتی اور ہے۔"

"ہاں' اس سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔"

وہ خاموش رہا۔ کینی بال نے کہا "تمہارے چور خیالات بتا رہے ہیں کہ تم ہم سے بددل ہو رہے ہو اور ماؤ للی کی حمایت میں سوچ رہے ہو۔ یہ درست ہے کہ تم اسے چاہتے ہو لیکن محبت کا اور عشق کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم اپنے فرض کو بھول جاؤ۔ ہم خیال خوانی کے ذریعے ماؤ للی کو تمہاری محبت کی طرف مائل کر دیں گے۔ یہی تمہارا انعام ہوگا لیکن کسی طرح للی کو اس بات کے لیے آمادہ کرو کہ وہ آفریدی سے مائیکرو فلم حاصل کرے۔"

"کیا تم ماؤ للی کے دماغ میں جا کر اسے اس کام پر آمادہ نہیں کر سکتے؟"

"نہیں' آفریدی اور اس کے دوسرے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے للی کے دماغ پر قبضہ جمائے ہوئے ہیں۔ وہاں ہم خیال خوانی نہیں کر سکیں گے۔"

"ٹھیک ہے' خیال خوانی کے ذریعے اسے مخاطب نہ کرو لیکن خاموشی سے اس کے دماغ میں جا کر یہ تو معلوم کرو کہ وہ کہاں ہے اور ان پہاڑیوں کے کس حصے میں ہے۔ تب میں ادھر جا سکوں گا۔"

"ٹھیک ہے' میں للی کے بارے میں معلوم کرتا ہوں لیکن تمہارے خیالات باغیانہ ہو رہے ہیں۔ میں تمہیں وارننگ دیتا ہوں اگر تم نے ہماری مخالفت کی' ہمیں دھوکا دینے کی کوشش کی تو ہم تمہارے دماغ میں ایسا زلزلہ پیدا کریں گے کہ تم تڑپ تڑپ کر مرنے لگو گے لیکن ہم تمہیں مرنے نہیں دیں گے پھر تمہیں زندہ رکھیں گے اور پھر تمہارے اندر زلزلے پیدا کریں گے۔"

امریکی اکابرین میں سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا آرمی انٹیلی جنس کا اعلیٰ افسر تھا اس کا نام ڈینی جانسن تھا اور وہ ماؤ للی کے دماغ میں رہ کر اسے آفریدی سے مائیکرو فلم حاصل کرنے کے سلسلے میں مائل کرتا رہا تھا۔ مجبور بھی کرتا رہا تھا لیکن ناکام ہو چکا تھا پھر اس نے محسوس کیا تھا کہ آفریدی اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ماؤ للی کے دماغ پر قبضہ جما رکھا ہے اور وہ اسے دماغی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ لہٰذا وہ خاموش رہ کر اس کے دماغ میں جاتا تھا اور اس کے خیالات پڑھتا تھا۔

کینی بال نے اس کے پاس آ کر پوچھا "مسٹر ڈینی! للی کے بارے میں کچھ بتاؤ۔ کیا یہاں کا محل وقوع معلوم کر سکتے ہو کہ للی اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ اس وقت کہاں ہے؟"

"یہ تم میرے دماغ میں رہ کر' للی کے دماغ میں پہنچ کر بھی معلوم کرنا چاہو گے تو نہیں کر سکو گے۔ یہاں دور دور تک برف پوش پہاڑیاں ہیں۔ کسی خاص راستے کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ نہ ہی یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ کئی کلومیٹر دور تک کون کہاں کہاں پہنچا ہوا ہے۔ وہاں بھٹکتے ہوئے ہی ایک دوسرے کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔"

"ہم ماؤ للی اور اپنے اپنے سراغ رسانوں کے دماغوں میں رہ کر دیکھتے رہیں گے کہ کون سا پہاڑی ٹیلا کس شکل کا ہے اور مختلف پہاڑیاں ایک دوسرے کے مقابلے میں کتنے فاصلے پر ہیں۔ اس طرح ہم اپنے ساتھیوں کو بتاتے رہیں گے۔ شاید وہ اس طرح ہماری رہنمائی میں وہاں تک پہنچ سکیں گے۔"

وہ دونوں للی کے دماغ میں تھے۔ اس کے ذریعے معلوم کر رہے تھے کہ وہ کدھر جا رہے ہیں۔ اس کے دو ساتھیوں میں سے ایک ساتھی (علی) کہہ رہا تھا "ہمیں ایسی پہاڑی تلاش کرنا چاہیے جو وسیع و عریض چٹان کے ذریعے سایہ

کرے اور غار نما ہو۔ تاکہ وہاں پہنچ کر ہم اس برفانی علاقے کا لباس پہن سکیں۔ ورنہ سردی میں ہماری قلفی جم جائے گی۔"

آفریدی نے علی سے کہا "طیارے میں ایک شخص مجھے اور للی کو گولی مارنا چاہتا تھا لیکن تم نے اسے زخمی کردیا تھا۔ تم نے وہاں ہم دونوں کی جانیں بچائی تھیں اور یہاں للی کو برف کے اندر دھنسنے سے بچایا ہے۔ کیا میں تمہارا نام پوچھ سکتا ہوں؟"

"ہم ایک دوسرے کے بارے میں کچھ نہ پوچھیں تو بہتر ہوگا۔ للی کے دماغ پر اگرچہ ہم قبضہ جمائے رہتے ہیں اس کے باوجود دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے خاموش رہ کر ہماری باتیں سن سکتے ہیں بلکہ سن رہے ہوں گے۔ انہیں ہمارے بارے میں زیادہ کچھ معلوم نہیں ہونا چاہیے۔"

آفریدی اس کی باتوں سے قائل ہو کر خاموش رہا۔ للی اس کا بازو تھام کر علی کے پیچھے چل رہی تھی۔ ان سب کے پیر برف میں دھنستے جارہے تھے۔ ڈینی اور کینی بال ان کے ذریعے آس پاس کی پہاڑیوں کو اور برف کی اونچی نیچی سطح کو سمجھتے جارہے تھے پھر کینی بال نے کہا "مسٹر ڈینی! آپ للی کے دماغ میں بدستور موجود رہیں۔ میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے دماغوں میں جارہا ہوں۔ انہیں گائیڈ کروں گا اور ادھر پہنچانے کی کوشش کروں گا۔"

وہ تینوں بہت دیر تک چلتے رہنے کے بعد ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں ایک برف کی اونچی دیوار پہاڑی کی بلندی تک گئی ہوئی تھی۔ اس دیوار میں بڑا سا شگاف پڑگیا تھا۔ علی نے آگے بڑھ کر اس شگاف میں جھانک کر دیکھا پھر کہا "شاید یہاں غار ہے اور یہی ہماری مطلوبہ جگہ ہوسکتی ہے۔"

علی اور آفریدی نے اپنی اپنی کٹس کو کھول کر اس میں سے ایک ایک ہتھوڑی نکالی پھر جہاں برف میں شگاف پڑا ہوا تھا۔ اس شگاف کے آس پاس کے حصے کو ہتھوڑیوں سے توڑنے لگے۔

برف کی بہت موٹی تہ جمی ہوئی تھی۔ تھوڑی سی محنت کے بعد وہ ٹوٹتی گئی۔ شگاف بڑا ہوتا گیا اور اندر کا حصہ نظر آتا گیا۔ واقعی ایک غار تھا جو اندر کہیں دور تک گیا ہوا تھا۔

انہوں نے برف کو ایک چھوٹے سے دروازے کی صورت میں توڑ کر اندر جانے کا راستہ بنایا پھر اندر پہنچ کر دیکھا۔ وہاں باہر کی طرح زیادہ برف نہیں جمی ہوئی تھی۔ پتھریلی چٹانیں اور پتھر وغیرہ دکھائی دے رہے تھے۔ وہ مختلف پتھروں کے پاس پہنچ کر ان پر بیٹھ کر ہانپتے ہوئے سانسیں درست کرنے لگے پھر ان تینوں نے اپنی اپنی کٹس کو کھولا۔

اس میں سے فر کے استر چڑھے ہوئے ایسے چرمی لباس نکالے جو برفانی علاقوں میں پہنے جاتے ہیں۔ ان کے سر، دونوں کان، اور گردن سے لے کر ٹخنوں تک پورا جسم ایسے فر کے ملبوسات سے چھپ گیا تھا۔ پیروں میں علاقے کی مناسبت سے جوتے پہن لیے گئے تھے۔ دن کے وقت سورج کی روشنی برف پر پڑتی تھی اور اس کی تیز روشنی وہاں سے منعکس ہو کر آنکھوں کو خیرہ کردیتی تھی۔ اچھی طرح دیکھنا محال ہوجاتا تھا۔ ایسی جگہ گہرے رنگ کے گاگلز پہنے جاتے ہیں۔ ایسے ہی گاگلز انہوں نے پہن لیے تھے۔ کمر اور شانوں سے بلٹس لگی ہوئی پٹیاں تھیں۔ کمر کی پیٹی میں نو گولیوں کے میگزین والے پستول لگے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ہاتھوں میں بھی انہوں نے گنیں پکڑلی تھیں۔ بے شمار... بلٹس لباسوں کے اندر بھی تھیں ان کی کٹس میں اور بہت کچھ تھا۔

ایک کٹ میں ایک فرائی پین، ایک چھوٹی کیتلی اور چھوٹے گلاس وغیرہ تھے۔ ان کے علاوہ ایسے کیوبس تھے، جنہیں آگ دکھانے سے وہ لکڑی کی طرح جلنے لگتے تھے پھر بجھا دینے کے بعد دوسری بار کام آتے تھے۔ انہوں نے ٹن کے منجمد ڈبوں سے کھانا نکالا۔ للی نے ایک لائٹر کے ذریعے کیوبس کو آگ دکھائی تو ننھے ننھے شعلے بھڑکنے لگے۔ اس نے ٹن پیکڈ ڈبوں کا کھانا ایک فرائی پین میں ڈال کر گرم کیا۔ اس کھانے کو وہ چمچ سے کھانے لگے پھر برف لاکر کیتلی میں ڈالی گئی۔ اسے آگ دکھائی گئی تو وہ پگھلنے لگی۔ اس پگھلی ہوئی برف کے پانی کو انہوں نے پیا۔ اس طرح پیٹ بھرنے کے بعد علی نے کہا "ہم نے ایک دشمن کو نوکیلی چٹان پر مرتے دیکھا ہے۔ باقی پانچ دشمن زندہ ہوں گے۔ ان سے نمٹنے کے بعد ہی ہم اس علاقے سے جائیں گے۔"

للی نے پوچھا "مگر اس ویران برفانی علاقے سے کہاں جائیں گے؟ نہ کوئی سمت معلوم ہے اور نہ ہی یہ پتا ہے کہ ہم کس ملک کے کس حصے میں ہیں؟"

آفریدی نے کہا "تم بھول رہی ہو کہ ہم ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ خیال خوانی کے ذریعے اپنے لیے ہیلی کاپٹر منگوا سکتے ہیں۔"

للی نے کہا "پھر تو فوراً ہیلی کاپٹر منگوا کر یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

علی نے کہا "ایسی حماقت ہم نہیں کریں گے۔ ہیلی کاپٹر جب ادھر ہماری مدد کے لیے پہنچے گا تو دور دور تک چھپے ہوئے دشمن فائرنگ کریں گے اور ہیلی کاپٹر کو نقصان پہنچائیں گے۔ اسی طرح ہمارے لیے آنے والی مدد سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔"

للی نے کہا "پھر تو ہمیں جلد سے جلد دشمنوں کو تلاش کرکے انہیں جلد سے جلد ختم کردینا چاہیے۔"

آفریدی نے کہا "انہیں تلاش کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میرے پاس مائیکرو فلم ہے۔ لہٰذا وہ ہمیں تلاش کررہے ہوں گے۔ ہم اس غار سے نکلیں گے تو یقیناً کہیں نہ کہیں ان سے ٹکراؤ ہوگا۔"

وہ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر بولی "میری عقل ماری گئی تھی۔ میں اپنے وطن کے خلاف جاسوسہ بن کر جارہی تھی اور وہ مائیکرو فلم امریکی سی آئی اے والوں کے لیے حاصل کرنے کی کوشش کررہی تھی۔"

علی نے کہا "پچھلی باتیں بھول جاؤ غلطی ہر انسان سے ہوتی ہے۔ یہ بڑی بات ہے کہ تم جلد ہی راہ راست پر آگئی ہو اور ہمیں یقین ہے کہ اب تم اپنے وطن کے لیے جی جان سے دشمنوں کو منہ توڑ جواب دے سکوگی۔"

آفریدی نے کہا "اس نے منہ توڑ جواب دیا ہے۔ ان کے جبر کرنے کے باوجود اس نے مجھ سے مائیکرو فلم حاصل کرنا گوارا نہیں کیا۔"

وہ بولی "میں تم دونوں سے ایک التجا کرتی ہوں۔"

علی نے کہا "التجا نہ کرو۔ تم ہماری ساتھی ہو۔ ایک دوست بن کر بولو۔"

"میرا ایک ساتھی ہیونگ بھی انہی دشمنوں میں ہے اگر دشمنوں سے سامنا ہو تو میں چاہوں گی کہ اسے ہلاک نہ کیا جائے۔ وہ بھی امریکا میں رنگین اور پرتعیش زندگی گزارتے ہوئے اپنے ملک کا دشمن بن گیا ہے۔ میں اسے سمجھاؤں گی۔ وہ میری طرح راہِ راست پر آجائے گا۔"

علی نے کہا "فکر نہ کرو۔ ہم اسے ہلاک نہیں کریں گے۔ اسے اپنا دوست بنانے کی کوشش کریں گے۔"

"تم لوگ بڑی فراخ دلی سے تعاون کرتے ہو۔ کیا اب ہم غار سے باہر چلیں گے؟"

علی نے کہا "شام ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد اندھیرا چھا جائے گا۔ اس وقت ہم اینٹی ڈارک گاگلز پہن کر نکلیں گے تو اندھیرے میں دور تک دیکھ سکیں گے۔ ہمیں رات کا انتظار کرنا چاہیے۔"

وہ بولی "پھر تو دشمنوں کے پاس بھی اینٹی ڈارک گاگلز ہوں گے۔"

"بے شک ہوں گے، اندھیرے میں زیادہ دور تک نظر نہیں آتا۔ دشمنوں سے آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے جنگ جاری رکھی جائے گی۔"

وہ رات کا انتظار کررہے تھے۔ ادھر شام سے پہلے وہ طیارہ بیجنگ پہنچ گیا، جو اب دوستوں اور دشمنوں سے خالی ہوگیا تھا۔ اس طیارے میں صرف جہاز کا عملہ ہی رہ گیا تھا۔ میں نے چین میں اعلیٰ آرمی افسر سے کہہ دیا تھا کہ وہ طیارہ جونہی رن وے پر اترے تو فوراً فوجی جوان اس طیارے کو گھیرلیں اور اس کے پائلٹ کو حراست میں لے کر آرمی ہیڈ کوارٹر پہنچادیں۔

میں جناب عبداللہ واسطی کے ساتھ آرمی ہیڈ کوارٹر میں تھا۔ ہمارا ٹیلی پیتھی جاننے والا سراغ رساں ساتھی احمد زبیری دوسرے معاملات میں مصروف تھا۔ اس کا ذکر میں بعد میں کروں گا۔ وہاں میری ہدایت پر عمل کیا گیا۔ انہوں نے پائلٹ کو حراست میں لیا پھر اسے آرمی ہیڈ کوارٹر کی طرف لانے لگے۔ جہاز کے عملے کے دوسرے افراد کو دوسرے افسران کے پاس پہنچایا گیا۔ وہ افسران ان سے بیانات لینے لگے۔

کو پائلٹ نے کہا "دشمنوں نے ہمارے طیارے کو اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔ ایک شخص ہمارے پائلٹ کے پاس آگیا تھا اور اسے دھمکی دے رہا تھا کہ وہ اس کی مرضی کے خلاف کوئی حرکت کرے گا تو اسے گولی ماردی جائے گی۔ دوسرا دشمن ریوالور نکال کر مسافروں کی طرف گیا تھا۔ وہاں وہ ایک مسلمان مسافر آفریدی سے کوئی مائیکرو فلم مانگ رہا تھا۔"

ایک افسر نے حیرانی سے پوچھا "مائیکرو فلم، کیسی مائیکرو فلم؟"

کو پائلٹ نے کہا "ہم نہیں جانتے کہ وہ کس قسم کی مائیکرو فلم مانگ رہا تھا۔ اس مسلمان مسافر آفریدی نے دینے سے انکار کیا تو وہ اسے گولی مارنے والا تھا۔ ایسے وقت ایک دوسرے مسلمان مسافر نے اپنے ریوالور سے اس دشمن ریوالور والے کو زخمی کردیا پھر وہ دونوں مسلمان مسافر ایک لڑکی کے ساتھ ایمرجنسی دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگا کر چلے گئے۔ وہ مائیکرو فلم ان کے لیے بہت اہم تھی۔ لہٰذا وہاں سے باقی چھ دشمن بھی ان کے پیچھے اس ایمرجنسی دروازے سے چھلانگ لگا کر چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی ہم نے ایمرجنسی دروازے کو فوراً بند کردیا کیونکہ ناہموار پرواز کے باعث طیارہ کہیں گرنے والا تھا۔ ہمارے پائلٹ نے اسے پھر سنبھال لیا۔"

ایک افسر نے کہا "وہ مائیکرو فلم اتنی اہم تھی کہ اسے

حاصل کرنے کے لیے چھ دشمنوں نے طیارے سے باہر چھلانگ لگادی۔"

یہ کہہ کراس افسر نے ٹیلی فون کے ذریعے آرمی ہیڈ کوارٹر والوں سے رابطہ کیا پھر اس کو پائلٹ کے بیان کو فون پر سنایا۔ میں آرمی ہیڈ کوارٹر کے ایک کانفرنس روم میں وہاں کے اعلیٰ اور ذمّے دار افسران کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت ایک اعلیٰ افسر فون پر اس کو پائلٹ کا بیان سن رہا تھا۔ ایسے ہی وقت طیارے کے پائلٹ کو وہاں پہنچایا گیا۔ جب وہ کمرے میں آیا تو دروازے کو بند کردیا گیا۔ اعلیٰ افسر نے ریسیور رکھ کراس پائلٹ کو دیکھا پھر مجھ سے کہا "مسٹر فرہاد! میں فون پر باتیں سن رہا تھا۔ آپ نے یقیناً میرے دماغ میں رہ کروہ باتیں سن لی ہوں گے۔"

"جی ہاں' نہ بھی سنتا تو حقیقت جانتا ہوں۔"

"وہ مائیکرو فلم اتنی اہم تھی کہ ان دو مسلمانوں کے پیچھے چھ دشمن جہاز سے باہر چھلانگ لگا کر چلے گئے۔ آپ نے ہمیں اس مائیکرو فلم کے بارے میں کچھ نہیں بتایا؟"

"میں وقت آنے پر بتانے والا تھا اور اب وقت آگیا ہے۔"

میں نے پائلٹ کو اپنے پاس بلایا۔ وہ میرے پاس آیا پھر اس نے میری مرضی کے مطابق اپنی رسٹ واچ کو کلائی سے اتار کر میری طرف بڑھایا پھر اس کمرے سے باہر چلا گیا۔ میں نے اس رسٹ واچ کو لے کر تمام افسران کو دکھاتے ہوئے کہا "یہ گھڑی اس پائلٹ نے پاکستان میں پہنی تھی۔ اس وقت سے یہ گھڑی بند ہے اس کے کانٹے رکے ہوئے ہیں لیکن اس پائلٹ کے دماغ پر ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے قبضہ جمائے ہوئے تھے۔ اس طرح اس نے گھڑی کی طرف توجہ نہیں دی اور نہ ہی کبھی وقت دیکھا۔ جو دشمن اس کے پاس ریوالور لیے طیارے میں کھڑا تھا اس نے بھی گھڑی کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔"

یہ کہتے ہوئے میں نے گھڑی کے پچھلے حصے کو کھولا۔ اس کے اندر سے مائیکرو فلم نکال کر دکھاتے ہوئے کہا "یہ ہے وہ مائیکرو فلم جسے حاصل کرنے کے لیے چھ دشمنوں نے جہاز سے باہر ہمارے آدمیوں کے پیچھے چھلانگ لگائی ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے حیرانی سے پوچھا "جب دشمن اس مائیکرو فلم کو حاصل کرنا چاہتے تھے تو پھر انہوں نے دوسری کون سی مائیکرو فلم کے لیے جہاز سے باہر چھلانگ لگائی ہے؟"

"دشمنوں کو دھوکا دیا گیا ہے۔ ہمارے آدمیوں کے پاس کوئی مائیکرو فلم نہیں ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ یہ فلم پائلٹ کی گھڑی میں رہ کر یہاں تک پہنچ جائے۔ یہ مائیکرو فلم انہیں نہ ملتی تو وہ طیارے کو تباہ کردیتے اور خود بھی اپنی جان دے دیتے۔ مائیکرو فلم کو یہاں تک کبھی پہنچنے نہ دیتے۔"

وہ سب بڑی توجہ سے میری باتیں سن رہے تھے اور مجھے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ میں نے کہا "اس مائیکرو فلم کو یہاں تک بحفاظت پہنچانے کے لیے ہمارے دو ساتھیوں نے اپنی جان خطرے میں ڈالی ہے۔ ان کے پاس کوئی مائیکرو فلم نہیں ہے لیکن انہوں نے دشمنوں کو فریب دیا ہے اور انہیں یہ یقین دلایا ہے کہ فلم ان کے پاس ہے لہٰذا وہ اسے حاصل کرنے کے لیے ان دونوں کے پیچھے جہاز سے باہر چلے گئے ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے پوچھا "یہ مائیکرو فلم اتنی اہم ہے کہ اس کی خاطر آپ نے اپنے دو ساتھیوں کو خطرات مول لینے کے لیے پتا نہیں کس برفانی علاقے میں پہنچا دیا ہے؟"

"آپ اس فلم کی اہمیت کو اس طرح سمجھیں کہ جن دو آدمیوں نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر طیارے کے باہر چھلانگ لگائی ہے۔ ان میں سے ایک نوجوان میرا لے پالک بیٹا ہے۔ اس نے میری بیوی آمنہ کا دودھ پیا ہے اور وہ جناب علی اسد اللہ تبریزی کا بیٹا علی تیمور ہے۔"

وہ سب جیسے دم بخود ہو کر مجھے تکتے رہے پھر ایک نے کہا "اوہ گاڈ! یہ فلم اتنی اہم ہے کہ بابا صاحب کے ادارے کے سب سے بڑے بزرگ کے بیٹے کی جان خطرے میں ڈالی گئی ہے۔ پلیز' جلدی بتائیں کہ اس فلم میں کیا ہے؟"

میں نے کہا "بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے مسلمان اپنی جانیں دے کر بھی اپنی زبان پر قائم رہتے ہیں۔ جب ہم نے زبان دی ہے کہ آپ کو ٹیلی پیتھی کا علم سکھائیں گے اور جب ہم نے زبان دی ہے کہ یہاں ٹرانسفارمر مشین تیار کریں گے تو آپ کے لیے نوید ہے کہ یہ ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ آپ کے سامنے ہے۔"

یہ کہہ کر میں نے ایک اعلیٰ افسر کے سامنے وہ مائیکرو فلم پھینک دی۔ وہ اسے حیرانی سے اٹھا کر دیکھ رہا تھا۔ باقی تمام افسران اپنی جگہ سے اٹھ کر خوشی سے تالیاں بجانے لگے تھے۔ مائیکرو فلم اٹھانے والے افسر نے کہا "پلیز آپ سب بیٹھ جائیں۔"

وہ سب بیٹھ گئے پھر اس اعلیٰ افسر نے کہا "آپ لوگوں نے ہمارے دل جیت لیے ہیں۔ ہمیں خرید لیا ہے۔ اب ہمارا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ جناب علی اسد اللہ تبریزی کے صاحبزادے کو اور اس کے ساتھ اس ویرانے میں چھلانگ لگانے والے نوجوان کو کسی طرح بچانا چاہیے۔ میں حکم دیتا ہوں کہ ہمارے درجنوں سراغ رساں ہیلی کاپٹرز وہاں بھیجے جائیں اور وہ جگہ تلاش کی جائے جہاں وہ پیراشوٹ کے ذریعے پہنچے ہوں گے۔"

میں نے کہا "یہ مائیکرو فلم دشمنوں کے لیے بہت اہم ہے۔ اسے حاصل کرنے کے لیے اور وہاں پیراشوٹ سے اترنے والے چھ دشمنوں کی مدد کرنے کے لیے امریکی ہیلی کاپٹر وہاں ضرور پہنچیں گے اور ان ہیلی کاپٹروں کے ذریعے وہاں مسلح فوجیوں کو پہنچایا جائے گا۔ آپ بھی اپنے ہیلی کاپٹرز کے ذریعے اپنے مسلح فوجیوں کو وہاں پہنچائیں۔ علی تیمور کے ساتھ ماؤ للی اور ایک نوجوان' دلیر آفریدی ہے۔ ان تینوں کے کھانے پینے اور تحفظ کے تمام سامان بھی وہاں پہنچا دیا جائے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "وہاں امریکی فوجیوں کو اترنے دیں۔ آپ اطمینان رکھیں ہم ہر قیمت پر علی تیمور اور اس کے ساتھیوں کو یہاں لائیں گے۔"

مائیکرو فلم کو بحفاظت چین تک پہنچانے کے لیے ضروری تھا کہ علی تیمور اور دلیر آفریدی کو خطرات سے کھیلنے دیا جاتا اور وہ خطرات سے کھیل رہے تھے۔ ادھر امریکی فوج آسکتی تھی ادھر سے چینی فوج کے جوان پوری طرح مسلح ہو کر جانے والے تھے۔ ان برف پوش پہاڑوں میں گھمسان کی جنگ ہونے والی تھی اور پتا نہیں کیا کچھ ہونے والا تھا۔

○☆○

الپا ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بہت جلد بڑی طاقت بننے والی تھی۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے علاوہ مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے بھی زبردست چیلنج بننے والی تھی۔ اسی لیے میں اپنی داستان میں الپا کا' اور نارنگ اور بھیما وغیرہ کا ذکر کرتا ہوں کیونکہ آئندہ یہ سب ہمارے لیے مسئلہ بننے والے تھے۔

اس سلسلے میں ابھی بھیما کا ذکر ہو جائے۔ جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے' نارنگ نے بھیما کو زخمی کیا تھا تاکہ اس کے دماغ میں پہنچ کر اس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا غلام بنالے لیکن بھیما غلام بننا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے اپنے سینے میں خنجر گھونپ کر اپنی جان دے دی۔ اس طرح نارنگ سمجھ گیا کہ بظاہر وہ مرگیا ہے لیکن اب اپنی آتما کسی دوسرے جسم میں داخل کرنے والا ہے' ایک نئی زندگی پانے والا ہے' اور ایک نئی مصیبت بننے والا ہے۔

ادھر بھیما کو یہ اندیشہ تھا کہ جان دینے کے بعد بھی نارنگ اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ وہ بھی اپنی جان دے کر اپنی آتما کے ذریعے اس کا تعاقب کرے گا اور یہ دیکھے گا کہ بھیما کس کے جسم میں داخل ہو رہا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے بعد وہ بھی کسی کے جسم میں داخل ہو کر پھر اس کے پاس پہنچے گا۔ دوسری بار اسے خودکشی کرنے کا موقع نہیں دے گا۔ اس سے پہلے ہی اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے جان دینے سے باز رکھے گا۔

بھیما کا یہ خیال درست ہو سکتا تھا۔ اس نے اپنے گرو کو غلام بنایا تھا۔ اب گرو اسے بدترین سزائیں دینے کے لیے خود بھی جسم بدل سکتا تھا۔ بھیما کی آتما کا تعاقب نارنگ کی آتما بھی کرسکتی تھی۔

اس خیال نے بھیما کو بری طرح خوف زدہ کیا تھا۔ وہ اپنے گرو کے غصے اور انتقام کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ لہٰذا جلد سے جلد اپنی آتما کسی کے جسم میں داخل کرنا چاہتا تھا۔

وہ عجلت میں ایسی جگہ پہنچا جہاں ایک کمرے میں گہری تاریکی تھی۔ اس مکان کی بجلی گئی ہوئی تھی۔ ایک کمرے میں کسی کے جسم سے آتما نکلی تھی۔ اسی نکلنے والی آتما کی کشش سے بھیما کی آتما وہاں پہنچی تھی۔ چونکہ آتما نہ مرد ہوتی ہے' نہ عورت ہوتی ہے۔ اس لیے بھیما یہ نہ جان سکا کہ تاریکی میں کس کا جسم حاصل کر رہا ہے۔

کوئی عورت کہہ رہی تھی "مین سوئچ میں خرابی ہوگی اسے چیک کرو۔ میری بچی کی طبیعت بگڑتی جارہی ہے۔ ڈاکٹر کو فون کرکے بلاؤ یا اسے اسپتال لے چلو۔"

تاریکی میں اس عورت کو پتا نہ چلا کہ اس کی بیٹی مرچکی تھی' آنکھیں بند کرچکی تھی اور بھیما اس کے جسم میں داخل ہونے کے بعد آنکھیں کھول چکا تھا اور اس عورت کی باتیں سن رہا تھا۔ سننے کے باوجود وہ یہ نہیں سمجھ پایا کہ وہ اسی بیٹی کے بارے میں بول رہی ہے۔ جس کے اندر وہ داخل ہو چکا ہے اسے یہ بھی احساس نہیں ہوا کہ وہ کسی لڑکی کے جسم میں پہنچا ہوا ہے۔

مین سوئچ میں خرابی تھی۔ ایک منٹ کے بعد ہی روشنی ہوگئی۔ اس عورت نے اسے دیکھتے ہوئے کہا "ہائے میری بچی! تم کیسی ہو؟"

بھیما نے اسے حیرانی سے دیکھا پھر بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس عورت نے خوش ہو کر کہا "ہائے رام! سادھو مہاراج کی ایک پڑیا نے چمتکار کردیا۔ میری بچی اٹھ کر بیٹھ گئی ہے۔"

بھیما نے بستر پر ذرا پیچھے کھسک کر کہا "تم کسے بیٹی کہہ رہی ہو؟"

ایسا کہتے وقت وہ اپنے جسم کو ٹٹولنے لگا تو پتا چلا کہ وہ ایک نوخیز لڑکی بن چکا ہے۔ اس کے دماغ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ کہاں وہ شہ زور پہلوان بھیما اور کہاں یہ نوخیز لڑکی۔ کوئی مرد کبھی عورت بننا تو کیا عورت کہلانا بھی گوارا نہیں کرتا۔ جبکہ وہ بن چکا تھا۔

اس لڑکی کا باپ اور بھائی کمرے میں آچکے تھے۔ وہ عورت اس کے ہاتھ کو تھام کر کہہ رہی تھی "بیٹی! تم پریشان نظر آرہی ہو۔ جبکہ تمہیں خوش ہونا چاہیے۔"

وہ کھسکتا ہوا پلنگ کے دوسری طرف کھڑا ہوگیا۔ اس کے باپ نے کہا "بیٹی کلپنا! تم اٹھ کر بیٹھنے کے قابل نہیں تھی اور اب تو کھڑی ہوگئی ہو۔ بالکل تندرست لگ رہی ہو۔"

اس عورت نے کہا "سادھو مہاراج نے ہمارے گھر میں بھوجن کیا۔ ایک پیسا بھی نہیں لیا اور ایک پڑیا دی۔ دیکھیں اس ایک پڑیا کو کھانے کے بعد یہ کیسی تندرست ہوگئی ہے۔ ایسا لگتا ہے کبھی بیمار ہی نہیں تھی۔"

اس کے بھائی نے پوچھا "کلپنا! تم پریشان کیوں ہو؟ ہم سب کو اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو؟ بات کیا ہے؟"

بھیما ان سے کیا کہتا کہ وہ عورت نہیں ہے' مرد ہے۔ کہنے سے کوئی یقین نہ کرتا پھر انہیں یقین دلانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اسے تو اپنے موجودہ حالات پر غور کرنا تھا اور سوچنا تھا کہ آئندہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ کیا اسی جسم میں رہنا چاہیے یا فوراً جسم بدل دینا چاہیے؟

وہ بولا "نہیں میں ٹھیک ہوں۔ پریشان نہیں ہوں۔ اتنی جلدی اچھی ہو کر حیرانی سے سوچ رہی ہوں کہ کیسے اٹھ کر کھڑی ہوگئی ہوں۔"

اس کی ماں نے کہا "بیٹی! یہ سادھو مہاراج کا چمتکار ہے۔"

بھائی نے اس کے پاس آکر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ باپ نے اسے اپنے سینے سے لگالیا پھر کہا "تم اچھی بھلی دکھائی دے رہی ہو۔ تمہیں بھوک لگی ہوگی۔ آؤ ہم نے ابھی کھایا نہیں ہے' ہمارے ساتھ کچھ کھالو۔"

وہ بولا "کھانا لگتے ہی میں ڈائننگ ٹیبل پر آجاؤں گی۔ ابھی ذرا اکیلی رہنا چاہتی ہوں۔ مجھے اس کمرے میں چھوڑ دیں۔ میں کچھ سوچنا' سمجھنا چاہتی ہوں۔"

اس کی ماں نے کہا "تم اور کیا سوچو گی۔ کبھی کسی سادھو مہاراج پر یقین نہیں رکھتی تھیں۔ آج ان کی پڑیا نے چمتکار دکھایا ہے تو سوچ میں پڑگئی ہو۔"

وہ بولا "جی ہاں' میں اسی بارے میں سوچنا چاہتی ہوں۔ پلیز مجھے سوچنے کا موقع دیں۔"

"ٹھیک ہے' اچھی باتیں سوچو گی اسی لیے ہم جارہے ہیں۔ جلدی ڈائننگ روم میں چلی آنا۔"

وہ تینوں وہاں سے چلے گئے۔ تنہائی میں وہ سوچنے لگا "مجھے کیا کرنا چاہیے؟" فی الحال اس بات کا اطمینان ہوگیا تھا کہ نارنگ کی آتما نے اس کا پیچھا نہیں کیا ہے۔ اگر نارنگ نے اس کا پیچھا کرنے کے لیے آتما کو اپنے جسم سے نہیں نکالا ہے اور اسی جسم میں ہے تو پھر یہ معلوم نہیں کرسکے گا کہ بھیما ایک لڑکی کے جسم میں سمایا ہوا ہے۔"

اس نے نارنگ کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے سانس روک لی۔ بھیما نے دوسری بار اس کے پاس پہنچ کر کہا "میں بھیما ہوں۔"

اتنا کہتے ہی وہ چپ ہوگیا۔ یہ پتا چلا کہ صرف زبان سے بولتے وقت اس کی آواز نسوانی نہیں ہوئی ہے بلکہ خیال خوانی کے وقت بھی وہی آواز اور لہجہ ہوتا ہے۔ اگرچہ اس نے نارنگ کو مخاطب کرنے سے پہلے اپنا لہجہ بدل لیا تھا۔ آواز کے بارے میں خیال تھا کہ سوچ کی لہریں مردانہ ہوں گی لیکن "میں بھیما ہوں۔" کہتے ہی اسے ٹیلی پیتھی کے میدان میں اپنی ناتجربے کاری کا پتا چلا۔ نارنگ نے حیرانی سے پوچھا "بھیما؟ تم بھیما ہو؟ بکواس کررہی ہو؟ سچ بتاؤ میرے دماغ میں آکر بھیما کا نام کیوں لے رہی ہو؟"

بھیما اتنی دیر میں اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کرچکا تھا کہ نارنگ نے اسے تلاش کرنے کے لیے جسم نہیں بدلا ہے۔ اسی پہلے والے جسم میں ہے۔ وہ اسے حیرانی میں مبتلا کرکے اس کے دماغ سے چلا آیا۔ نارنگ نے اس کی زنانہ آواز اور لب و لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی ہوگی اور بھٹکتا رہ گیا ہوگا کیونکہ نسوانی آواز کے باوجود لہجہ بدلا ہوا تھا۔ اس نے نارنگ کو کلپنا کے لہجے میں مخاطب نہیں کیا تھا۔

پھر اسے الپا کا خیال آیا۔ نارنگ اور الپا دونوں ہی اس کے بدترین دشمن تھے۔ بھیما کو یہ سوچ کر غصہ آرہا تھا کہ الپا نے اتنے دنوں تک اسے اپنا غلام بنا رکھا تھا۔ اس نے الپا کو چیلنج کرنے کے لیے ٹیلی فون کے ذریعے اسے مخاطب کیا پھر الپا سے اس نے جو باتیں کیں ان باتوں کا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ بہرحال الپا کو چیلنج کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ صرف غصے میں دل کی بھڑاس نکال لی۔

——وہ فون کا ریسیور رکھ کر ایک قد آدم آئینے کے سامنے

آکر خود کو دیکھنے لگا۔ سامنے آئینے میں ایک بہت خوب صورت بھرپور نوجوان لڑکی کھڑی ہوئی تھی۔ یعنی وہ خود اپنے سامنے ایک دوسرے روپ میں کھڑا ہوا تھا۔ وہ کبھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ ایک لڑکی بن کر رہے۔ وہ اپنی توہین محسوس کررہا تھا لیکن اسے کئی پہلوؤں سے غور کرنا تھا۔

ایک اہم پہلو یہ تھا کہ وہ بھیما کا جسم چھوڑ کر اس نوخیز لڑکی کے جسم میں آیا تھا۔ اب اس کا جسم چھوڑ کر کسی دوسرے جسم میں جاتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ وہ دوبار جسم چھوڑنے والی آتما کی شکتی کو کمزور کرچکا ہوتا پھر اس آتما شکتی کی کمی پوری کرنے کے لیے چالیس دن کی تپسیا ضروری ہوتی۔

اس کی عقل میں یہ بات آرہی تھی کہ اسی لڑکی کے جسم میں رہ کر تپسیا کرنے کے بعد جو تھوڑی آتما شکتی کم ہوگئی ہے اسے پوری کرلے پھر کسی خوب رو' قد آور' صحت مند جوان مرد کے جسم میں چلا جائے گا۔

پھر یہ بات عقل میں آئی کہ عورت بن گیا ہے تو کیا ہوا اوپر سے عورت ہے لیکن اندر سے ایک مرد کی طرح شہ زور ہے' ٹیلی پیتھی جانتا ہے' کالا جادو جانتا ہے۔ کوئی بھی شہ زور اسے عورت سمجھ کر نقصان پہنچانے آئے گا تو بے موت مارا جائے گا۔

وہ فیصلہ کررہا تھا کہ تپسیا کرنے تک اسی گھر میں رہے گا۔ لہٰذا گھر والوں کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرلینی چاہیے۔

یہ سوچ کر وہ کلپنا کی ماں کے دماغ میں پہنچا۔ وہ میز پر کھانا لگا رہی تھی۔ ایسے وقت ایک لڑکی اور ایک نوجوان وہاں آئے۔ لڑکی نے آتے ہی کہا "ہائے آنٹی! آپ نے فون کیا اور ہم دوڑے چلے آئے۔ یہ سن کر خوشی ہورہی ہے کہ کلپنا بالکل ٹھیک ہوگئی ہے اور اب اٹھنے بیٹھنے لگی ہے۔"

اس کی ماں نے کیا جواب دیا بھیما نے اس پر توجہ نہیں دی۔ اس لڑکی کے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ آئی ہے اور اس کا بھائی منگیتر ہے اور کلپنا اپنے اس منگیتر کو بہت چاہتی تھی۔ اب یہ نہیں کہنا چاہیے کہ چاہتی تھی۔ کیونکہ کلپنا تو زندہ کھڑی ہوئی ہے لہٰذا وہ اب بھی چاہتی ہے۔

بھیما نے ناگواری سے سوچا "اس منگیتر کی ایسی کی تیسی میں تو نہیں چاہتی۔"

اس نے محسوس کیا کہ وہ بے اختیار کلپنا کے لہجے میں ڈھل رہا ہے اور بالکل عورتوں کی طرح بولنے لگا ہے۔ اس نے آئینے میں خود کو دیکھ کر کہا "میں عورتوں کی طرح نہیں بولوں گا۔"

پھر اس کی زبان سے بے اختیار نکلا "نہیں بولوں گی۔"

وہ پوری طرح کلپنا کے دماغ پر حاوی نہیں تھا۔ کلپنا دوبارہ زندہ ہونے کے بعد اپنے دماغ سے سوچ رہی تھی۔ اپنے مزاج کے مطابق بول رہی تھی۔ اپنے مزاج کے مطابق آنے والے منگیتر کے لیے کشش محسوس کررہی تھی۔ بھیما اس کے اندر رہ کر ایسی باتوں کو کم کررہا تھا۔ ختم کرنے کی کوشش کررہا تھا۔

اب سے کچھ عرصہ پہلے نیلماں ایک دوسری لڑکی ناصرہ کے جسم میں سمائی تھی۔ وہ واقعہ اس واقعے سے مختلف تھا کیونکہ ایک عورت ایک لڑکی کے جسم میں سمائی تھی لیکن دونوں کی سوچ مختلف تھی۔ ناصرہ اپنے دماغ سے سوچتی تھی اور پورس سے بے انتہا محبت کرتی تھی۔ اس کے برعکس' نیلماں پورس سے نفرت کرتی تھی اور اپنی آتما شکتی کے ذریعے ناصرہ کے دماغ پر حاوی رہنے کی کوشش کرتی تھی۔

اب یہی بات بھیما سوچ رہا تھا کہ وہ آتما شکتی کے ذریعے کلپنا کے دماغ پر حاوی رہے گا اور اسے اس کے منگیتر کے قریب نہیں جانے دے گا۔ اس کے سوچنے کے دوران میں اس کا منگیتر اپنی بہن کے ساتھ اس کے کمرے میں آگیا۔ اسے دیکھتے ہی کلپنا خوشی سے کھل گئی۔ بھیما نے اسے قابو میں کیا۔ وہ ناگواری سے منہ پھیر کر کھڑی ہوگئی۔ اس کے منگیتر نے قریب آتے ہوئے کہا "کیا مجھ سے ناراض ہو؟ بھئی کل میں ممبئی سے باہر چلا گیا تھا۔ اس لیے تمہارے پاس نہ آسکا۔"

اس کی بہن نے اس کے سامنے آکر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر کہا "میری ہونے والی بھابی میرے بھیا سے ناراض نہیں ہوسکتی۔ یہ تو بس دکھاوا ہے۔"

وہ جوان تھی خوب صورت تھی۔ گردن میں بانہیں ڈالتے ہی بھیما کا دل کچھ کچھ ہونے لگا۔ کلپنا نے حیرانی سے کہا "تم مجھ سے لپٹ رہی ہو اور مجھے عجیب سا لگ رہا ہے۔"

بھیما نے فوراً ہی اس پر قابو پاتے ہوئے کہا "مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے تم سے پیار ہوگیا ہے۔ تمہارے اندر کشش محسوس ہورہی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس وقت مرد بن جاؤں اور تمہیں گلے سے لگا کر خوب چومنے لگوں۔"

یہ سنتے ہی دونوں بہن بھائی ہنسنے لگے۔ اس کا بھائی قریب آکر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا "بھئی' میری بہن سے کیوں' مجھ سے لپٹ جاؤ۔ ناراضگی چھوڑ دو اور تندرست

ہونے کی خوشی کا اظہار کرو۔"

وہ کلپنا کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنا چاہتا تھا۔ ایسے ہی وقت بھیما نے اس کے دماغ میں ایسا احساس پیدا کیا۔ جیسے اس کے دماغ میں ہلکی ہلکی خراشیں پڑ رہی ہوں۔ اس حرکت کے باعث وہ عجیب ذہنی پریشانی محسوس کرنے لگا۔

اس کی بہن نے پوچھا "کیا ہوا بھیا؟ ابھی تو آپ بالکل ٹھیک تھے۔ کیا میری بھابی کو دیکھتے ہی بہانہ کر رہے ہیں تاکہ میں یہاں سے چلی جاؤں۔ آپ دونوں اکیلے رہ جائیں!"

وہ جانا چاہتی تھی لیکن بھیما نے اسے پکڑ لیا۔ کھینچ کر اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بولا "چھوڑ کر نہ جاؤ۔ سینے سے لگی رہو اچھا لگتا ہے۔"

دوسرے ہی لمحے میں کلپنا نے اسے اپنے سے دور ہٹا دیا پھر بولی "منوہر! تمہیں کیا ہو رہا ہے، تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

وہ یہ کہتی ہوئی اس کے پاس آ گئی۔ دونوں ہاتھوں سے اس کے چہرے کو تھام کر بولی "پتا نہیں کیا ہو گیا ہے؟ میں تم سے ناراض نہیں ہونا چاہتی لیکن ابھی میں نے تم سے منہ پھیر لیا تھا۔"

منوہر نے کہا "تم جسمانی طور پر ٹھیک ہو گئی ہو لیکن دماغی طور پر کمزور ہو۔"

بھیما نے اس کے ہاتھوں کو اس کے چہرے سے ہٹا دیا تھا اور اسے پیچھے ہٹنے پر بھی مجبور کیا تھا۔ وہ پھر پریشان ہو کر بولی "یہ کیا ہو رہا ہے؟ میں کیوں خود بخود پیچھے ہٹ گئی ہوں؟ میں کیوں تمہیں چھونا نہیں چاہتی؟"

ایسے وقت اس کی ماں کمرے میں آئی۔ منوہر نے کہا "آنٹی! یہ بیماری سے اٹھی ہے۔ اسے ذرا کھلی ہوا میں تفریح کرنا چاہیے۔"

ماں نے کہا "ابھی تو بستر سے اٹھ کر کھڑی ہوئی ہے۔ اس کمزوری میں کہاں گھومنے پھرنے جائے گی۔ اسے آرام کرنا چاہیے۔"

منوہر کی بہن نے کہا "نہیں آنٹی، یہ ذہنی طور پر الجھی ہوئی ہے۔ کچھ پریشان ہے۔ گھر کے اندر قید رہے گی تو اور زیادہ الجھتی رہے گی۔"

منوہر نے کہا "پلیز آپ اجازت دیں۔ ہم اسے لے جاتے ہیں۔ ایک دو گھنٹے بعد واپس لے آئیں گے۔"

ماں نے کلپنا کو دیکھا، کلپنا نے کہا "ہاں، میں ذرا باہر جانا چاہتی ہوں۔ یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے۔"

"ایسی بات ہے تو پھر جاؤ۔ مجھے انکار نہیں ہے۔"

بھیما نے اس کے جانے پر اعتراض نہیں کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ باہر تفریح کے لیے جائے۔ منوہر اس کے قریب رہے گا تو وہ اسے ذہنی پریشانیوں میں مبتلا کرتا رہے گا۔ کلپنا اپنی مرضی سے اور اپنی محبت سے جس طرح زندگی گزارنے کا حق رکھتی تھی۔ وہ زندگی اس کی گزر چکی تھی۔ اب نئی زندگی بھیما کی تھی۔ دوسری زندگی پانے کے بعد کلپنا کا دماغ اپنی مرضی چاہتا تھا لیکن بھیما اس جسم میں تھا اور یہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اس جسم کو ہاتھ لگائے۔ منوہر اسے ہاتھ لگانا چاہتا تو کلپنا بڑے پیار سے اپنا جسم اس کے حوالے کر دیتی لیکن بھیما کو تو ایسا ہی لگتا جیسے اس کی آبرو کا کباڑا کیا جا رہا ہے۔ وہ نہ تو کلپنا تھا اور نہ ہی بھیما رہا تھا۔ بیچ کی چیز بن کر رہ گیا تھا۔

وہ منوہر اور اس کی بہن کے ساتھ بنگلے کے باہر آیا۔ وہاں پورچ میں منوہر کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ کلپنا اس کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھنا چاہتی تھی لیکن وہ جبراً اس کے جسم کو پچھلی سیٹ پر منوہر کی بہن کے پاس لے آیا۔ منوہر نے پوچھا "یہ کیا؟ تمہیں میرے پاس بیٹھنا چاہیے۔"

بھیما نے کہا "آج تمہاری بہن بہت خوب صورت لگ رہی ہے۔ میں اس سے لپٹ کر بیٹھنا چاہتی ہوں۔"

اس کی بہن نے کہا "نہیں بھابی! تم سامنے بھیا کے ساتھ بیٹھو۔ اگر میں اچھی لگ رہی ہوں تو بعد میں لپٹ کر مجھ سے پیار کر لینا۔"

وہ دونوں بھائی بہن کے کہنے پر مجبور ہو کر اگلی سیٹ پر منوہر کے پاس آ گیا۔ کار اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔ منوہر اس سے پیار بھری باتیں کرنے لگا۔ بھیما نے کہا "میں ابھی ممی اور ڈیڈی کے ساتھ رات کا کھانا کھانے والی تھی مگر تم مجھے اپنے ساتھ لے آئے ہو۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

"فائیو اسٹار میں کھاؤ گی یا کسی ڈھابے میں؟"

"میں پاؤ بھاجی کھانا چاہتی ہوں۔"

وہ کچھ دیر تک ڈرائیو کرتے رہنے کے بعد ایک ڈھابے کے سامنے کار روک کر بولا "یہاں بیٹھو۔ میں ابھی آرڈر دیتا ہوں۔"

وہ کار سے اتر کر ڈھابے کے کاؤنٹر پر گیا۔ اس کی بہن نے پچھلی سیٹ سے کہا "ابھی میں نے ٹھاکر جسونت پال کی کار یہاں سے گزرتے ہوئے دیکھی ہے۔ کیا تم نے دیکھا تھا؟"

بھیما نے کہا "نہیں، میں نے نہیں دیکھا تھا۔"

پھر وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کرنے لگا کہ ٹھاکر جسونت پال کون ہے؟ پتا چلا وہ ایک بے انتہا دولت مند شخص ہے۔ عیاش اور بدمعاش بھی ہے۔ اس نے کلپنا کو اپنی طرف

مائل کرنے کی کوششیں کی تھیں۔ جب وہ اس کی دولت اور شخصیت سے متاثر نہیں ہوئی تو اس نے چیلنج کیا تھا "میں جسے چاہتا ہوں اسے حاصل کر کے رہتا ہوں۔ بہتر ہے میری بات مان جاؤ اور میرے ساتھ کچھ روز گزارو۔"

کلپنا اس سے نفرت کرتی تھی۔ اس کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ کالا جادو جانتا ہے۔ اس نے اسی کالے جادو کے ذریعے بے انتہا دولت حاصل کی ہے۔ اب وہ دولت سے اور کالے جادو کی طاقت سے جو چاہتا ہے حاصل کر لیتا ہے اور اس نے چیلنج کیا تھا کہ اسے کہیں شادی نہیں کرنے دے گا۔ اگر کرے گی تو شادی سے پہلے وہ اسے اپنے رنگ محل میں لے آئے گا۔

ٹھاکر کہلانے والے سوسائٹی میں بڑے ہی معزز ہوتے ہیں۔ جسونت پال نے بے انتہا دولت حاصل کرنے کے بعد معزز کہلانے کے لیے اپنے نام کے آگے ٹھاکر لگایا تھا۔ دکھاوے کے لیے دھرم کرم کے کام کرتا تھا اور بڑے بڑے عزت دار لوگوں میں نمایاں مقام حاصل کرنے کی کوششوں میں لگا رہتا تھا۔

بھیما سوچنے لگا "یہ کالا جادو جاننے والا جسونت پال کہاں سے پہنچ گیا؟ میں تو ممبئی اور مہاراشٹر کے تمام چھوٹے بڑے جادوگروں کو جانتا ہوں۔ جسونت پال کا نام پہلی بار سن رہا ہوں۔ یقیناً یہ کسی دور دراز کے صوبے سے آیا ہے۔"

بھیما کے لیے یہ جاننا لازمی ہو گیا تھا کہ اس کے مقابلے میں جسونت پال کتنا شکتی مان ہے اگر وہ اس سے بڑھ چڑھ کر ثابت ہو گا تو اس کے لیے مصیبت بن جائے گا۔

منوہر آرڈر دے کر واپس آیا پھر اس کے پاس اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر بولا "ابھی تمہاری پسند کی پاؤ بھاجی آ رہی ہے۔"

موبائل سے بزر کی آواز ابھرنے لگی۔ منوہر نے موبائل فون نکال کر اسے آن کر کے کان سے لگایا پھر پوچھا "ہیلو؟"

دوسری طرف سے کہا گیا "موبائل کلپنا کو دو۔"

منوہر نے تھوڑی دیر تک سوچا پھر پوچھا "اوہ جسونت، تم ہو؟"

"ہاں، کلپنا کو فون دو۔"

"کلپنا میرے ساتھ نہیں ہے۔"

"جھوٹ نہ بولو۔ وہ تمہاری کار میں ابھی دیکھی گئی ہے اور اس وقت تمہاری کار میں موجود ہے۔"

"ہوں، تم نے جاسوس لگا رکھے ہیں۔ کیسے ڈھیٹ ہو۔ اس نے تمہیں منہ نہیں لگایا۔ تم سے سخت نفرت کرتی ہے۔ اس کے باوجود پیچھے پڑے ہوئے ہو۔"

"میں کہہ چکا ہوں۔ ہر حال میں وہ میری ہو گی۔ چاہے تم اسے دن رات اپنے ساتھ لیے پھرتے رہو۔"

"تمہاری شامت آئی ہے۔ تم جانتے ہو۔ میں مہاراشٹر میں کتنے اختیارات رکھتا ہوں۔ جب چاہوں گا تمہیں اس صوبے سے باہر جانے پر مجبور کر دوں گا۔"

"تم نے اپنے سیاسی ذرائع استعمال کر کے مجھے ممبئی سے نکالنے کی کوشش کی تھی اور ناکام رہے تھے۔ اتنی بڑی بات نہ کرو کہ مہاراشٹر سے مجھے نکال دو گے اور جب نکالو گے تب دیکھا جائے گا۔ ابھی تو کلپنا کو فون دو۔"

وہ کلپنا کو فون نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس کے باوجود کلپنا بھیما کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمام باتیں سن رہی تھی۔ اس نے کہا "فون مجھے دو۔"

وہ منوہر سے فون لے کر اپنے کان سے لگا کر بولی "تم کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ تم مر چکی تھیں پھر زندہ کیسے ہو گئیں؟"

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"جب تم بیمار تھیں تو میں نے بتایا تھا کہ میرے کالے عمل کے ذریعے تم بیمار ہو اور بیمار رہو گی پھر میں نے تمہارے باپ سے کہا تھا، اگر تمہاری شادی مجھ سے نہ کی گئی تو میں تمہیں مار ڈالوں گا لیکن تمہارے باپ کو منوہر پر بہت غرور ہے۔ وہ سمجھتا ہے، منوہر مجھے تم سے دور بھگا دے گا۔ ممبئی سے اور اس صوبے سے باہر جانے پر مجبور کر دے گا۔"

"جو کچھ بھی ہو رہا ہے، اس میں تم مات کھا رہے ہو مگر تمہیں عقل نہیں آ رہی ہے۔ تم نے اپنے کالے عمل کے ذریعے مجھے بیمار کیا تھا لیکن سادھو مہاراج کی ایک پڑیا سے میں بالکل ٹھیک ہو گئی ہوں۔"

"میری پوری بات سن لو۔ میں نے تمہارے باپ کو وارننگ دی تھی کہ اب اگر اس نے میرا مطالبہ پورا نہ کیا اور تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں نہ دیا تو کالے عمل کے ذریعے تمہیں مار ڈالوں گا۔ کیا تم نے محسوس نہیں کیا تھا کہ تمہاری جان تمہارے جسم سے نکل چکی تھی؟"

"میں نے تھوڑی دیر کے لیے محسوس کیا تھا لیکن پھر جان میں جان آ گئی تھی۔"

"یہی پوچھ رہا ہوں، تمہارے جسم میں دوسری بار جان کیسے پڑ گئی؟ میں نے اپنے کالے عمل سے تمہیں مار ڈالا تھا۔"

"یہ کہتے ہوئے تمہیں شرم آنی چاہیے۔ میں مرجاتی تو کیا تم مجھے حاصل کرلیتے؟"

"میں نے یہی پلان بنایا تھا۔ میرے کالے عمل کے مطابق میں تمہیں ایک گھنٹے تک مردہ بنا کر رکھتا اور اس دوران میں تمہارے باپ کو قائل کرتا کہ وہ میری بات مان لے تو میں تمہیں زندہ کردوں گا۔ جب وہ میری بات مان لیتا تو میں اپنے کالے عمل کے ذریعے تمہیں دوبارہ زندہ کردیتا۔"

"مگر ایسا نہیں ہوا۔ میں سادھو بابا کے علاج سے اچھی ہوگئی ہوں۔ تمہارا وار خالی گیا ہے۔"

"کسی سادھو بابا نے تمہیں زندگی کی طرف نہیں لوٹایا ہے۔ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتیں۔ کوئی نہیں جانتا۔ تمہارے جسم میں کوئی دوسری آتما سمائی ہے۔ تمہاری آتما تمہارے جسم سے نکل چکی ہے۔ تم مرچکی ہو۔ اس سنسار میں صرف تمہارا یہ جسم رہ گیا ہے اور یہ جسم کسی دوسرے کے رحم و کرم پر ہے۔"

"نہ مجھے موت آئی تھی نہ میں مردہ ہوں۔ میں زندہ تھی اور اب بھی زندہ ہوں۔ یہ بکواس ہے کہ تم نے کالے عمل سے مجھے مار ڈالا تھا اور میں خود ہی دوبارہ زندہ ہوچکی ہوں۔ میں فون بند کررہی ہوں۔ دوسری بار فون نہ کرنا۔ میں اسے مستقل طور پر بند رکھوں گی۔"

"صرف ایک منٹ۔ ابھی فون بند نہ کرنا۔ صرف ایک بات کا جواب دے دو۔ کیا تم نے اچانک زندہ ہونے کے بعد یہ محسوس کیا ہے کہ تمہارے اندر کوئی تبدیلی آئی ہے۔ تمہاری بول چال میں اور تمہارے مزاج میں کوئی بھی ایسی تبدیلی جو تمہیں پریشان کرتی ہو؟"

کلپنا نے اور اس کے اندر رہنے والے بھیما نے فون بند کرنے کی دھمکی دی تھی لیکن اس کے اس سوال نے انہیں چونکا دیا۔ کلپنا سوچنے لگی کہ واقعی مزاج میں کچھ تبدیلی ہوئی ہے۔ کبھی وہ منوہر سے بے انتہا محبت کرنے لگتی ہے۔ کبھی اس سے ناگواری محسوس ہونے لگتی ہے۔

بھیما نہیں چاہتا تھا کہ کلپنا اپنی ایسی تبدیلیوں کا اظہار کرے اور جسونت کو یہ معلوم ہوجائے کہ اس کے اندر جو بھی آتما سمائی ہوئی ہے۔ وہ ایسی آتما شکتی رکھتی ہے کہ جسم میں داخل ہونے کے بعد کلپنا کے دماغ کو اپنے قابو میں کرتے رہنے کی کوششیں کررہی ہے۔

کلپنا یہ بتانا چاہتی تھی کہ واقعی وہ تبدیلی محسوس کررہی ہے۔ منوہر سے بے انتہا محبت کرنے کے باوجود کبھی اس سے بیزاری محسوس کرنے لگتی ہے پھر یہ کہ اس کے کمرے میں جب منوہر آیا تھا اور وہ دونوں ایک دوسرے کے گلے لگنا چاہتے تھے تو کلپنا کے دماغ میں عجیب سی بے چینی اور پریشانی پیدا ہوگئی تھی۔ اس کے علاوہ اور بھی ایک تبدیلی تھی کہ کلپنا کا دل اس کی بہن کو دیکھ کر ایسا چاہتا تھا جیسے اسے گلے لگا کر خوب چومنے لگے۔ ایسے وقت کلپنا اپنے اندر مردانہ جذبات محسوس کرتی تھی۔

بھیما نے ایسی تبدیلیوں کا اظہار کرنے کا موقع نہیں دیا۔ کلپنا نے اس کی خیال خوانی کے زیر اثر رہ کر فون کو بند کردیا۔ ڈھابے میں کام کرنے والا لڑکا ایک ٹرے میں کھانے پینے کی چیزیں لے آیا تھا۔ منوہر نے ٹرے میں سے اپنے لیے اور کلپنا کے لیے کچھ کھانے پینے کی چیزیں ڈیش بورڈ پر رکھیں پھر اس ٹرے کو اپنی بہن کی طرف بڑھا دیا۔ کلپنا سے بولا "وہ کمینہ تم سے کیا کہہ رہا تھا؟"

کلپنا نے کہا "تم تو جانتے ہو منوہر وہ کالا جادو بھی جانتا ہے۔ کہہ رہا تھا کہ اسی نے اپنے کالے عمل سے مجھے بیمار بنایا تھا اور اس نے مجھے مار ڈالا تھا لیکن میں اچانک ہی زندہ ہوگئی تھی۔ اب وہ مجھ سے پوچھ رہا ہے کہ میں اچانک کیسے زندہ ہوگئی؟"

منوہر نے کھانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "چلو کھانا شروع کرو۔ وہ بکواس کرتا ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ تمہیں مار ڈالے اور تم خود ہی زندہ ہوجاؤ؟"

"وہ کہہ رہا تھا مجھے مار ڈالنے کے بعد ایک گھنٹا گزر جائے گا تو زندہ کردے گا لیکن ایک گھنٹا تو بہت دور کی بات ہے۔ میں تو مرنے کے بعد ہی دوبارہ زندہ ہوگئی تھی۔ اس کا کہنا ہے میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتی ہوں۔"

"ایسی باتیں جاننے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ کھاؤ' پیو' ہنسو بولو اور خوش رہو۔"

وہ کلپنا کو ہنسانے کے لیے ایک لطیفہ سنانے لگا۔ بھیما گہری سوچ میں تھا کہ جسونت کے بارے میں کس طرح معلومات حاصل کرے۔ کلپنا' منوہر اور اس کی بہن سب ہی اس کے بارے میں بہت کم جانتے تھے۔ صرف اس حد تک معلوم تھا کہ وہ کالا جادو جانتا ہے اور اچانک ہی بہت دولت مند بن گیا ہے۔

وہ کار ائرکنڈیشنڈ تھی۔ اس کے تمام شیشے چڑھے ہوئے تھے۔ اسٹیرنگ سیٹ کے شیشے کے پاس آکر ایک شخص نے انگلی سے دستک دی۔ اس کے ایک ہاتھ میں ٹرے تھی اور ٹرے پر ٹھنڈے مشروب کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ منوہر نے کھڑکی کے شیشے کو نیچے کرنے کے بعد اس سے ایک ایک

کرکے بوتلیں لیں۔ جتنی دیر میں وہ تین بوتلیں لیتا۔ اس شخص نے منوہر کی نظریں بچا کر دوسرا ہاتھ اندر کیا پھر ایک چھوٹی سی پرفیوم کی شیشی سے اسپرے کرنے لگا۔ اس شیشی میں بے ہوشی کی دوا تھی۔

منوہر نے تین بوتلیں لینے میں جتنا وقت لگایا۔ اتنے وقت میں وہ اسپرے کرچکا تھا۔ اس نے کھڑکی کا شیشہ دوبارہ چڑھا دیا۔ اس کے بعد ہی ان تینوں نے محسوس کیا کہ کار کی محدود فضا میں تبدیلی آگئی ہے اور وہ بے چینی محسوس کررہے ہیں۔ منوہر نے سر گھما کر کھڑکی کے شیشے کو نیچے کرنا چاہا تو وہاں وہی بوتلوں والا شخص ہاتھ میں ریوالور لیے کھڑا ہوا تھا۔ ریوالور کو دیکھتے ہی منوہر نے حیرانی سے اس شخص کے چہرے کو دیکھا۔ اس شخص نے دوسرے ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا کہ کار کے شیشے کو نیچے نہیں ہونا چاہیے۔ چاروں طرف کے شیشے بند رہیں گے۔

کلپنا اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکل سکتی تھی لیکن جانتی تھی کہ ایسا کرنے سے وہ منوہر کو گولی ماردے گا۔ لہٰذا اس کی جان بچانے کے لیے اس نے اپنی طرف کا دروازہ بند رکھا۔ بھیما چاہتا تھا کہ وہ دروازہ کھول کر فوراً باہر نکلے کیونکہ وہ بے ہوش ہوگی تو یہ اس کے جسم میں صرف ایک آتما کی حیثیت سے رہ جائے گا۔ اس کے دماغ سے نہ کچھ سوچ سکے گا' نہ کانوں سے سن سکے گا اور نہ ہی آنکھوں سے کچھ دیکھ سکے گا لہٰذا اس نے کلپنا کو مجبور کیا۔ وہ مجبور ہوکر اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکلنا چاہتی تھی۔ اسی وقت کسی نے باہر سے دروازے پر لات ماری۔ دروازہ دوبارہ بند ہوگیا۔ اس نے دیکھا' اس کھڑکی کے باہر بھی ایک شخص ریوالور لیے کھڑا ہوا تھا۔

کلپنا باہر نکلنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ منوہر کی جان بچانا چاہتی تھی۔ اب بھیما کو کلپنا کی جان بچانا تھا کیونکہ وہ ماری جاتی تو پھر اس کا جسم چھوڑ کر تیسرے جسم کی طرف بھٹکنا پڑتا۔ اس طرح وہ خود ہی اپنی آتما شکتی کو کمزور کرنے کی حماقت کرتا۔

اتنی دیر میں کلپنا پر بے ہوشی طاری ہورہی تھی۔ وہ اسے بے ہوش ہونے سے نہیں بچا سکتا تھا۔ منوہر خود کو بے ہوشی سے بچانے کے لیے سانس روکنے کی کوششیں کررہا تھا اور ناکام ہورہا تھا۔ اس کی بہن بے ہوش ہوچکی تھی۔ اس کے بعد کلپنا کو بھی کچھ ہوش نہ رہا۔ دوسرے لفظوں میں بھیما بھی بے ہوش ہوچکا تھا۔

O☆O

یہ امریکی عزائم تھے کہ وہ کمبوڈیا' لاؤس اور تھائی لینڈ کو اپنے زیر اثر لائیں گے پھر رفتہ رفتہ وہاں فوجی اڈا بنائیں گے تاکہ چین اپنے جنوبی ممالک کی طرف پیش قدمی نہ کرسکے اور اگر کرے تو اسے روکنے کے لیے امریکی فوج موجود رہے۔

انہوں نے پہلے ان ممالک کو اپنے زیر اثر لانے کے لیے وہاں پال پوٹ کی حمایت کی اور دہشت پھیلاتے رہے۔ وہاں کے لوگوں کا قتل عام ہوتا رہا اور پال پوٹ دہشت کی علامت بن کر کمبوڈیا' لاؤس اور تھائی لینڈ کے بوڑھوں' بچوں' عورتوں اور مردوں کے حواس پر چھانے لگا۔ ان حالات میں وہ ممالک امداد کے لیے امریکا کے سامنے گھٹنے ٹیک سکتے تھے۔ لہٰذا سوچی سمجھی پلاننگ کے مطابق یہی ہوا۔ امریکا ان کا یاور و مددگار بن کر وہاں پہنچ گیا۔

ایسے ہی وقت سونیا پورس اور پارس وہاں پہنچ گئے۔ سونیا نیلماں کا رول ادا کرنے لگی۔ وہاں ہمارا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ جناب عبداللہ واسطی کے بھائی اور اس کے خاندان کو بحفاظت وہاں سے نکال کر کسی دوسرے ملک میں پہنچا دیا جائے۔ اس کے علاوہ وہاں جتنے مسلمان خاندان ہیں۔ ان کے تحفظ کے انتظامات کیے جائیں۔

سونیا نے بحسن و خوبی اپنے فرائض انجام دیے تھے۔ اگرچہ جناب عبداللہ واسطی کے بھائی کا جوان بیٹا سلام مارا گیا تھا۔ اس کے بعد پھر اس خاندان پر آنچ نہیں آنے دی گئی۔ اس خاندان کو بحفاظت مصر کے شہر قاہرہ میں پہنچا دیا گیا تھا اور ان کی بڑی صاحب زادی کا رشتہ بھی ایک نہایت ہی دولت مند شخص سے طے پاگیا تھا۔ اس کے علاوہ تھائی لینڈ' کمبوڈیا اور لاؤس کے حکمرانوں کو یہ دھمکیاں دی جارہی تھیں کہ وہاں کے مسلمان خاندانوں پر کوئی ظلم و ستم نہ کیا جائے اگر کسی مسلمان خاندان کو یا اس خاندان کے کسی فرد کو بھی نقصان پہنچایا جائے گا تو اس کے نتائج وہاں کے حکمرانوں کے لیے بہت ہی عبرت ناک ہوں گے۔

ان دھمکیوں کا خاطر خواہ نتیجہ نکل رہا تھا۔ ان ممالک کے مسلمانوں کو ان کے آباؤ اجداد کے گھروں میں دوبارہ آباد کیا جارہا تھا اور ان کو زندگی کی دوسری تمام سہولتیں فراہم کی جارہی تھیں۔

اس عرصے میں سونیا وہاں سے جاچکی تھی اور اس کی جگہ ثانی آگئی تھی۔ ثانی نے آتے ہی یہ کمال کیا کہ جس پال پوٹ کو کوئی ڈھونڈ نہ سکا' گرفتار نہ کرسکا۔ اسے اس نے اپنا معمول بنالیا تھا۔ اب بابا صاحب کے ادارے سے کہا گیا تھا کہ وہ پورس کی محبوبہ ثنانہ عرف جینی کے ساتھ واپس

ادارے میں چلی آئے۔ پارس سے کہا گیا تھا کہ وہ اسرائیل جائے اور پورس کو ہدایت دی گئی تھی کہ اسے ہندوستان جانا چاہیے۔

ثانی نے نیلماں کی حیثیت سے تھائی لینڈ کے حکمرانوں کو مخاطب کیا پھر کہا "اپنے امریکی آقاؤں سے کہو' نیلماں ان سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔ لہٰذا پندرہ منٹ کے بعد اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تم سب کے دماغوں میں بھیج دے اور میری بات بھی سن لیں۔"

وہ فون اور فیکس کے ذریعے امریکی اکابرین سے اس سلسلے میں باتیں کرنے لگے۔ اس دوران میں پارس نے پال پوٹ کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے فون پر تھائی لینڈ کے اکابرین سے رابطہ کرنے پر مجبور کیا۔ اس نے رابطہ کرنے کے بعد کہا "میں پال پوٹ بول رہا ہوں۔ تم سب مجھے ایک طویل عرصے سے تلاش کر رہے ہو۔ تمہارا امریکا بہادر بھی مجھے تلاش کر سکا نہ گرفتار کر سکا اور نہ ہلاک کر سکا۔"

تھائی لینڈ کے ایک فوجی افسر نے کہا "پال پوٹ! اب تم ہمارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتے ہو۔ تم زندہ رہو یا مر جاؤ ہمارے لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"بہت فرق پڑے گا۔ تم نے مجھے غیر اہم کہا ہے۔ میں سب سے پہلے تمہیں قتل کر رہا ہوں اور ٹھیک پندرہ منٹ کے اندر قتل کر رہا ہوں۔ ہو سکے تو اپنی سلامتی کے انتظامات کر لو۔"

فوجی افسر نے ہنستے ہوئے کہا "تم ایسے کہہ رہے ہو۔ جیسے ٹیلی پیتھی جانتے ہو اور میرے چاروں طرف سخت پہرہ ہو گا تب بھی خیال خوانی کے ذریعے مجھے ہلاک کر دو گے۔"

ایسے وقت ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس تھائی لینڈ کے فوجی افسر کے دماغ میں آچکا تھا۔ اس نے کہا "پال پوٹ! میں تمہاری گفتگو سن رہا ہوں۔ تمہاری شامت آگئی ہے اب تم خود کو بچاؤ۔ میں تمہارے اندر آرہا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کینی بال نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو خیال خوانی کی لہریں واپس آگئیں۔ ثانی نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو مقفل کر دیا تھا۔ کینی بال نے واپس اسی فوجی افسر کے دماغ میں آکر فون کے ذریعے کہا "اچھا تو تم نے اپنی حفاظت کے انتظامات کر لیے ہیں۔ کسی تنویمی عمل کرنے والے کی خدمات حاصل کر کے اپنے دماغ کو مقفل کرا لیا ہے۔"

"میں اناڑی نہیں ہوں۔ اپنی حفاظت کا سامان کر چکا ہوں۔"

"وہ تو کر چکے ہو لیکن اس فوجی افسر کو کیسے ہلاک کرو گے؟ اور پھر تم نے پندرہ منٹ کا وقت دینے کی زحمت کیوں کی ہے؟ تم چاہو تو اسے ابھی ہلاک کر سکتے ہو۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم کس طرح اس افسر کے پاس آؤ گے یا کوئی تمہارا جاں باز کیسے آئے گا اور کیسے ہلاک کر سکے گا؟"

کینی بال جس افسر کے دماغ میں رہ کر پال پوٹ کو چیلنج کر رہا تھا۔ پارس بھی اسی افسر کے دماغ میں موجود تھا۔ اس افسر نے پارس کی مرضی کے مطابق اپنے ہولسٹر کو میز کی دراز سے نکالتے ہوئے کہا "میں اپنی حفاظت کے لیے یہ ریوالور نکال رہا ہوں اور دروازے کی طرف جا رہا ہوں۔ خطرہ ہو گا تو نمٹ لوں گا۔ ویسے باہر میرے محافظ موجود ہیں۔"

کینی بال نے کہا "تمہیں ریوالور نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آرام سے اسی کمرے میں رہو۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ پال پوٹ نے ایسی کیا قوت حاصل کی ہے کہ اس نے تمہیں پندرہ منٹ کے اندر ہلاک کرنے کا چیلنج کیا ہے۔"

فوجی افسر نے کہا "تم نے اس سے کہا ہے کہ وہ پندرہ منٹ بھی انتظار نہ کرے۔ لہٰذا وہ انتظار نہیں کر رہا ہے اور ابھی مجھے ہلاک کر رہا ہے۔"

یہ کہتے ہی اس افسر نے ریوالور کی نال کو اپنی کنپٹی سے لگایا۔ اس سے پہلے کہ کینی بال اسے روکتا' اس نے ٹریگر کو دبا دیا۔ ٹھائیں کی آواز سے گولی نکلی اور کنپٹی کے ایک طرف سوراخ کرتی ہوئی دوسری طرف سے باہر نکل گئی۔ گولی چلنے کی آواز سنتے ہی کئی مسلح محافظ دوڑتے ہوئے اندر آئے۔ انہوں نے فوجی افسر کو اس کمرے کے فرش پر مردہ پڑا دیکھا۔ اس کے ایک ہاتھ کے پاس ریوالور پڑا ہوا تھا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا تھا کہ اس افسر نے خودکشی کی ہے۔

اس مرنے والے اعلیٰ افسر کا ایک ماتحت افسر دوسرے کمرے میں تھا۔ اس فون سے منسلک دوسرے ریسیور سے اس کی باتیں سنتا رہا تھا۔ اس نے بھی دوڑتے ہوئے آکر اپنے اعلیٰ افسر کی لاش دیکھی پھر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اس کا ریسیور نیچے لٹک رہا تھا۔ اس نے ریسیور کو اٹھا کر ٹیلی فون کے کریڈل پر ہاتھ رکھا پھر دوسرے نمبر ڈائل کیے۔ دوسرے اعلیٰ افسران کو اطلاع دی۔

دوسرے اعلیٰ افسر نے پوچھا "وہ کیسے ہلاک ہو گیا؟"

ماتحت نے کہا "میں فون پر اپنے افسر کی باتیں سن رہا تھا۔ دوسری طرف سے پال پوٹ نے اسے چیلنج کیا تھا کہ پندرہ منٹ کے اندر اسے ہلاک کر دے گا لیکن ہمارے اعلیٰ

افسر کے دماغ میں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے آکر پال پوٹ کو چیلنج کیا اور کہا "مہلت کیوں دیتے ہو۔ ابھی اسے ہلاک کرو ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم کیسی پراسرار قوت کے مالک ہو پھر میں نے دوسری طرف کے ریسیور سے سنا۔ دوسرے ہی لمحے مجھے گولی چلنے کی آواز سنائی دی۔ میں دوڑتا ہوا آکر اس کے کمرے میں پہنچا تو اس وقت تک وہ مر چکا تھا۔

اس کی لاش ابھی کمرے میں پڑی ہوئی ہے۔"

دوسرے فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ اس اعلیٰ افسر نے اسے اٹھا کر کان سے لگایا پھر پوچھا "ہیلو؟"

دوسری طرف سے ایک دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "اس وقت میرے دماغ میں ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا بول رہا ہے اور مجھے بتا رہا ہے کہ ہمارا ایک اعلیٰ افسر خودکشی کر کے مر چکا ہے لیکن اس نے اپنی مرضی سے خودکشی نہیں کی تھی۔ کوئی خیال خوانی کرنے والا اس کے دماغ میں چھایا ہوا تھا۔ اس سے پہلے پال پوٹ اسے چیلنج کر چکا تھا کہ اسے ہلاک کرے گا۔"

"اگر وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے دماغ میں ہے تو میں اسے اپنے دماغ میں آنے کی زحمت دوں گا۔"

دوسرے ہی لمحے میں کینی بال نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "وہ اعلیٰ افسر درست کہہ رہا ہے۔ میں پال پوٹ کے دماغ میں جانے کی کوشش کر چکا ہوں مگر کسی نے اس کے دماغ کو مقفل کر دیا ہے پھر میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس اعلیٰ افسر کو قتل کر سکتا ہے۔ اس کی موت سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ پال پوٹ نے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی حمایت حاصل کی ہے۔"

کینی بال کے علاوہ تھری جے بھی اپنی آواز اور لہجے بدل کر خیال خوانی کر رہے تھے اور مختلف افسران کے دماغوں میں پہنچے ہوئے تھے۔ ان میں سے جے کافو نے کینی بال سے کہا "پال پوٹ ایک دوسرے افسر کے دماغ میں کہہ رہا ہے کہ تھائی لینڈ کے تمام اکابرین کو کانفرنس روم میں جمع ہونا چاہیے تاکہ وہ بیک وقت اس کی باتیں سن سکیں' نہیں سنیں گے تو بہت نقصان اٹھائیں گے۔"

کینی بال نے کہا "نیلماں نے بھی پندرہ منٹ کے بعد ان اکابرین سے رابطہ کرنے کے لیے کہا تھا۔ اب پندرہ منٹ پورے ہو چکے ہیں۔"

جے کافو نے کہا "وہ بھی اسی کانفرنس روم میں خیال خوانی کے ذریعے پہنچ کر کچھ بولے گی۔"

اس وقت ثانی اور ثنا عرف جینی تھائی لینڈ چھوڑ کر طیارے میں سفر کرتی ہوئی پیرس کی طرف جا رہی تھیں۔ جب وہ تمام فوجی افسران اور تھائی لینڈ کے حکمران آرمی ہیڈ کوارٹر کے ایک کانفرنس روم میں پہنچ گئے تو پال پوٹ نے پارس کی مرضی کے مطابق ٹیلی فون کے ذریعے کہا "میں پال پوٹ' تم تمام اکابرین سے مخاطب ہوں۔"

اس کانفرنس روم میں جتنے لاؤڈ اسپیکر تھے ان سب کو اس فون سے منسلک کیا گیا تھا تاکہ دوسری طرف سے بولنے والے کی باتیں سب ہی سن سکیں۔ پال پوٹ نے کہا "پہلے میں نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اپنے ناقابلِ شکست ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اس کے بعد تم سب سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ کئی برس پہلے میں کمبوڈیا میں ایک بڑی فوجی قوت بننا چاہتا تھا۔ ایسے وقت امریکا نے میری پشت پناہی کی۔ میرے لیے جنگی سامان' راشن' دوائیں سپلائی کیں اور مجھے مالی امداد بھی دیتا رہا پھر نیلماں ٹیلی پیتھی کے ہتھیار کے ذریعے اس پورے علاقے میں ایک دہشت بن گئی تو امریکا بھی دہشت زدہ ہو کر نیلماں کو خوش کرنے کے لیے اس بات پر آمادہ ہو گیا کہ وہ مجھے ہلاک کرا دے گا۔

"وہ میری وفاداری اور خدمات بھول کر اب تھائی لینڈ' کمبوڈیا اور لاؤس کے حکمرانوں کی پشت پناہی کر رہا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ان تین ممالک میں اپنے قدم جمانے کے بعد چین کی پیش قدمی روک سکے گا اگر کبھی جنگ چھڑ جائے تو ان تینوں ممالک میں فوجی اڈے بنا کر جوابی حملے کر سکے گا۔ اس نے اتنی بڑی کامیابیاں حاصل کرنے اور نیلماں کو خوش رکھنے کی خاطر مجھے ایک چیونٹی کی طرح مسل ڈالنے کی کوششیں کیں لیکن اب تک کامیاب نہ ہو سکا۔

"بے شک میں کچھ عرصے تک ایک چیونٹی بن گیا تھا لیکن اب پہاڑ بن چکا ہوں۔ میں نے جس افسر کو ہلاک کرنے کا وقت مقرر کیا تھا اسے ہلاک کر دیا اور امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی حفاظت نہ کر سکے۔ آئندہ تم میں سے کوئی مجھے چیلنج کرے گا اور میرے مطالبات پورے نہیں کرے گا۔ میں اسے اسی طرح خاک میں ملا دوں گا۔ تمہارے ملک کی فوج مجھے شہروں اور جنگلوں میں ڈھونڈتی رہے گی۔ تم نے امریکی سراغ رسانوں کو بھی مجھے تلاش کرنے کے لیے یہاں بلایا ہے۔ وہ بھی ناکام رہیں گے۔ اب میرا مطالبہ ہے کہ انہیں چوبیس گھنٹے کے اندر اس ملک سے رخصت کر دو۔ یہاں میں ایک امریکی باشندے کو بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے فون کے ذریعے پوچھا "ہمیں یہ بتاؤ

کہ تمہیں ٹیلی پیتھی کی قوت کہاں سے حاصل ہو رہی ہے؟"

اس کانفرنس روم میں ایک اعلیٰ حاکم کی لیڈی سیکریٹری موجود تھی۔ ثانی نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "میں نیلماں بول رہی ہوں۔ امریکی اکابرین نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ پال پوٹ کو جلد ہی گرفتار کر کے ہلاک کر دیں گے لیکن ایسا وقت نہیں آیا۔ میں انتظار کرتی رہی اور پال پوٹ آزادی سے زندگی گزارتا رہا اور یہ ثابت کرتا رہا کہ اس علاقے میں امریکی طاقت اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ ٹھیک اسی طرح امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے میرے خلاف بھی بہت کچھ کیا لیکن میرا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکے۔ دیکھا جائے تو اس علاقے میں میں اور پال پوٹ برابر کے طاقت ور ہیں۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہم دونوں کا نہ کچھ بگاڑ سکے نہ آئندہ بگاڑ سکیں گے۔ ان حقائق کے پیش نظر میں نے پال پوٹ سے اتحاد کیا ہے۔"

جے کافو نے ایک فوجی افسر کی زبان سے کہا "میڈم نیلماں! یہ آپ بہت بڑی غلطی کر رہی ہیں۔ پال پوٹ اب بھی ہمارے لیے ایک چیونٹی ہے۔ آپ نے اسے ٹیلی پیتھی کا سہارا دیا ہے۔ اس لیے وہ آج اپنی طاقت کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ ورنہ اب سے پہلے جنگلوں میں چھپتا پھرتا رہا ہے۔"

"اس کی مخالفت میں بولنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ میرا اس سے سمجھوتا ہو چکا ہے۔ میں چالیس دنوں کے لیے جا رہی ہوں کیونکہ مجھے تپسیا کرنی ہے۔ چالیس دنوں تک میری غیر حاضری میں یہاں پال پوٹ رہے گا۔ میرے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت اس کی مدد کرتے رہیں گے۔"

"کیا آپ چالیس دنوں تک تھائی لینڈ میں نہیں رہیں گی؟"

"میں کہاں رہوں گی یہ صرف میں جانتی ہوں۔ مجھے کسی سے کسی طرح کا خوف نہیں ہے۔ مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے مجھ سے بہت خوش ہیں۔ میں نے ایک مسلمان خاندان کو بحفاظت یہاں سے نکال کر قاہرہ پہنچایا ہے۔ دوسرے مسلمانوں کے تحفظ کے لیے بھی کوششیں کرتی رہی ہوں اور ان کی بہتری کے لیے تھائی لینڈ، کمبوڈیا اور لاؤس کے حکمرانوں سے اپنے مطالبات منواتی رہی ہوں۔"

"مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنی غرض اور مفادات کے لیے تمہیں اس علاقے میں ڈھیل دے رہے ہیں۔ اب وہ چین پہنچ رہے ہیں وہاں وہ قدم جمانے کے بعد یہاں سے تمہارے قدم اکھاڑ دیں گے اور تمہاری خوش فہمی ختم ہو جائے گی۔"

"پہلے مجھے "آپ" سے مخاطب کر رہے تھے۔ اب "تم" پر اتر آئے ہو۔ تمہیں یقین ہو چکا ہے کہ میں تم لوگوں سے کبھی اتحاد نہیں کروں گی۔ مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے آئندہ کبھی مجھے نقصان پہنچائیں گے تو یہ میرا ذاتی معاملہ ہوگا اور میں سمجھ لوں گی کہ ان حالات میں مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے بھی کس طرح نمٹنا چاہیے۔ فی الحال میں یہاں سپر پاور کے مقابلے میں سپر پاور بن چکی ہوں۔ میں چالیس دنوں کے بعد آ کر دیکھوں گی کہ پال پوٹ نے میری برتری کو قائم رکھا ہے یا نہیں۔"

کینی بال نے ایک فوجی افسر کے ذریعے آواز دی "میڈم نیلماں! آپ کو ایسا کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ہمارے اکابرین سے گفتگو کرنا چاہیے۔"

اس کی بات کا جواب نہیں ملا۔ خاموشی چھائی رہی پھر پال پوٹ نے فون کے ذریعے کہا "میڈم نیلماں جا چکی ہیں۔ اب میں یہاں سب کچھ ہوں۔"

"ہم کیسے مان لیں کہ تم پال پوٹ ہو؟ میڈم نیلماں کے دو ماتحتوں میں سے ایک ماتحت اس وقت پال پوٹ بن کر بول سکتا ہے۔"

پال پوٹ نے کہا "اگر میں پال پوٹ نہیں ہوں اور میڈم نیلماں نے مجھ سے اتحاد نہیں کیا ہے تو پھر میڈم نیلماں کو یا ان کے ماتحتوں کو کیا پڑی ہے کہ وہ میرا نام لے کر تمہارے ایک فوجی افسر کو ہلاک کریں اور آئندہ بھی میرے مطالبات تسلیم نہ کرنے کی صورت میں ایسی ہی تباہی لایا کریں گے۔"

"سیدھی سی بات ہے اگر تم پال پوٹ ہو اور تم بڑی قوتیں حاصل کر چکے ہو تو پھر سامنے کیوں نہیں آتے ہو۔ سامنے آ کر ہمیں یقین دلا سکتے ہو۔"

"تم سمجھتے ہو، میں پہلے کی طرح جنگلوں میں یا شہروں میں چھپا رہوں گا اور کبھی سامنے نہیں آؤں گا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں سامنے آؤں گا لیکن اس سے پہلے وارننگ دے رہا ہوں۔ اگر میری جان کو نقصان پہنچا تو میڈم نیلماں اپنی چالیس دنوں کی تپسیا چھوڑ کر چلی آئیں گی پھر تم لوگوں کا جو انجام ہوگا اسے دیکھ کر دوسرے ممالک کبھی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مدد کے لیے نہیں پکاریں گے۔"

اس چیلنج کے بعد تھائی لینڈ کے فوجی افسران اور دوسرے اکابرین نے یہ فیصلہ سنایا کہ وہ امریکا کے وفادار رہیں گے لیکن پال پوٹ کے مطالبات بھی تسلیم کرتے رہیں گے اور اسے اپنے ملک کا امن دامان خراب کرنے کا موقع نہیں

دیں گے۔

امریکی اکابرین نے کہا "تھائی لینڈ میں نیلماں ہمارے لیے مستقل مسئلہ بنی ہوئی تھی۔ اب وہ چلی گئی ہے۔ اس کی جگہ پال پوٹ آگیا ہے اور اسی نیلماں کے تعاون سے آیا ہے۔ لہٰذا نیلماں رہے یا نہ رہے اس کا ایک آلۂ کار وہاں موجود رہے گا۔ ہمارے لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہم یہی سمجھیں گے کہ نیلماں وہاں دوسری صورت میں موجود ہے۔"

بابا صاحب کے ادارے سے ملنے والی ہدایات کے مطابق پارس اسرائیل کے لیے اور پورس ہندوستان کے لیے روانہ ہو گیا تھا۔ پال پوٹ کو دو ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں کے حوالے کر دیا گیا۔ ثانی کو یہ ہدایت دی گئی تھی کہ وہ پیرس میں یا بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر وہیں سے نیلماں کی حیثیت سے خیال خوانی کرتی رہے گی اور مخالفین کو یہ سوچنے پر مجبور کرے گی کہ نیلماں تپسیا میں مصروف رہنے کے دوران میں بھی تھائی لینڈ کے معاملات سے غافل نہیں ہے۔

پال پوٹ نے سب کی موجودگی میں کہا تھا کہ اب وہ شہروں اور جنگلوں میں روپوش نہیں رہے گا۔ آزادی سے منظر عام پر آیا کرے گا۔ اس نے اسی کانفرنس روم میں سب ہی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں دوسرے دن صبح دس بجے اعلیٰ حاکم کی رہائش گاہ میں اس سے ملاقات کرنے کے لیے آؤں گا۔

وہاں کے اعلیٰ حاکم نے امریکی اکابرین سے کہا "کل صبح پال پوٹ جب مجھ سے ملنے آئے گا تو اس کی حفاظت کرنا ہماری ذمّے داری ہوگی۔ ہم امریکی اکابرین اور امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ پال پوٹ جب بھی منظر عام پر آئے اس سے کسی طرح کی دشمنی نہ کی جائے اور اسے نظر انداز کیا جائے۔ اگر کبھی پال پوٹ سے ہمیں نقصان پہنچے گا تو ہم اپنے طور پر اس سے نمٹ لیں گے لیکن پال پوٹ کو نقصان پہنچا کر نیلماں سے دشمنی مول لینے کی حماقت نہیں کریں گے۔

دوسرے دن دس بجے سے پہلے پال پوٹ اپنے دونوں خاص باڈی گارڈز اور اپنے اٹھارہ جانبازوں کے ساتھ اعلیٰ حاکم کی رہائش کی طرف روانہ ہوا۔ وہ ایک بہت ہی مہنگی اور شان دار گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس گاڑی کے آگے پیچھے اس کے مسلح جانبازوں کی گاڑیاں تھیں۔ جیسے کسی بڑے ملک کے سربراہ کو پروٹوکول دیا جاتا ہے۔ ایسے ہی پروٹوکول کے ساتھ وہ وہاں.... پہنچ گیا۔

اعلیٰ حاکم اور دوسرے اکابرین نے اس کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔ جب کوئی ظالم و جابر، بے انتہا قوت و اقتدار حاصل کر لیتا ہے تو دنیا اس کے ظلم و ستم کو بھلا دیتی ہے اور اسے معزز اور باوقار شخصیات کی فہرست میں پہلے نمبر پر رکھ کر گرم جوشی سے خوش آمدانہ انداز میں اس کا استقبال کرتی ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہم کسی ظالم و جابر کے دباؤ میں نہیں رہتے ہیں۔ ثانی نے اسے گرفتار کیا تھا۔ اسے غلام بنایا تھا پھر عارضی طور پر اسے غیر معمولی قوتیں حاصل کرنے کی خوش فہمی میں مبتلا رکھا تھا اور دوسروں کو دہشت زدہ کیا تھا۔ جب وہ وہاں ان اکابرین کے درمیان پہنچا تو ہمارے دونوں سراغ رسانوں نے اس کا دماغ الٹ دیا۔

پال پوٹ نے استقبال کرنے والے اعلیٰ حاکم کو ایک طمانچہ رسید کرتے ہوئے پوچھا "تم سب کس کا استقبال کر رہے ہو؟"

تمام اکابرین اس کی اس حرکت سے غصے میں آگئے۔ ایک نے غصہ ضبط کرنے کے باوجود کہا "یہ... یہ... آپ... نے کیا حرکت کی ہے؟ آپ نے ہمارے اعلیٰ حاکم پر ہاتھ اٹھایا ہے!"

"تو کیا بُرا کیا ہے؟ کیا تمہارے حاکم کو طمانچہ مارنا بری بات ہے؟"

تمام اکابرین نے اسے حیرانی سے اور غصے سے دیکھا لیکن جواباً اس کی پٹائی نہیں کر سکتے تھے۔ ایک فوجی افسر نے کہا "آپ کیسی بات کر رہے ہیں؟ کیا کسی پر ہاتھ اٹھانا، کسی کو طمانچہ مارنا اچھی بات ہے؟"

"اگر اچھی بات نہیں ہے تو اب تک میں نے لاکھوں معصوم بچوں، بے گناہ عورتوں مردوں، جوانوں اور بوڑھوں کو قتل کیا ہے۔ اس پر تو کوئی اعتراض نہیں کر رہا ہے۔ آپ میں سے کوئی اسے بُرا نہیں کہہ رہا ہے اور چونکہ یہ بُرا نہیں ہے اسی لیے اتنی محبت سے میرا استقبال کیا جا رہا ہے۔ مجھے عزت دی جا رہی ہے۔"

"آپ کو عزت کے جواب میں عزت دینی چاہیے۔"

"عزت کے جواب میں ذلت دی جاتی ہے اور ذلت کے بدلے عزت انعام میں ملتی ہے۔ جیسا کہ آپ لوگ مجھے انعام کے طور پر عزت دے رہے ہیں۔"

یہ کہتے ہی پال پوٹ نے ایک آرمی افسر کے منہ پر گھونسا جڑ دیا۔ آرمی افسر یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ لاکھوں افراد کا قاتل دنیا کا بدترین مجرم اس کے منہ پر گھونسا مارے وہ آپے

سے باہر ہوگیا۔ اس نے بھی جواباً اس کے منہ پر گھونسا رسید کیا تو پال پوٹ گھوم کر لڑکھڑاتا ہوا، فرش پر اوندھے منہ گر پڑا۔

اس کے دونوں خاص محافظوں اور مسلح جانبازوں نے فوراً ہی اپنی گنیں سیدھی کرلیں اور ان تمام اکابرین کو نشانوں پر رکھ لیا۔ ایک آرمی افسر نے کہا "حماقت نہ کرو۔ اپنے ماسٹر پال پوٹ کو سمجھاؤ اور ہمیں نشانے پر رکھنے سے پہلے اپنے چاروں طرف دیکھ لو۔"

ان کے چاروں طرف تھائی لینڈ کے مسلح فوجی جوان کھڑے ہوئے تھے۔ ان سب نے پال پوٹ اور اس کے جانبازوں کو نشانے پر رکھا ہوا تھا۔ ایک آرمی افسر کہہ رہا تھا "اگر کسی نے ایک فائر بھی کیا تو پال پوٹ کے ساتھ تم سب کو بھون کر رکھ دیا جائے گا۔"

پال پوٹ نے زمین سے اٹھتے ہوئے کہا "ہاں، کوئی فائر نہ کرے۔ فائر کرنے سے یہ جوابی فائر کریں گے۔ میں نے اسے ہاتھ سے مارا ہے۔ اس نے بھی مجھے ہاتھ سے مارا ہے۔ اب میں پھر اسے لات سے مارتا ہوں۔ دیکھتا ہوں یہ مجھے کیسے لات سے مارے گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے چھلانگ مار کر اس افسر کے سینے پر ایک لات ماری۔ افسر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے گیا۔ ایسے ہی وقت ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں میں سے ایک نے ایک فوجی افسر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس افسر نے اپنا ریوالور نکال کر پال پوٹ کو گولی ماردی۔ گولی پیشانی میں لگی تھی۔ وہ فرش پر گرتے ہی ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس کے مرتے ہی دونوں خاص باڈی گارڈز اور جاں نثاروں نے اپنے ہتھیار پھینک دیے۔ ان کا کمانڈر مارا جاچکا تھا اور وہ چاروں طرف سے گھرے ہوئے تھے۔ ایسے میں مقابلہ نہیں کرسکتے تھے۔

وہ پال پوٹ جو ایک طویل عرصے سے کمبوڈیا، لاؤس اور تھائی لینڈ میں دہشت طاری کیے ہوئے تھا، لاکھوں انسانوں کا قاتل تھا، کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا۔ وہ آخر اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

وہاں کے مسلح فوجی جوان، اس کے دونوں باڈی گارڈز اور جاں نثاروں کو وہاں سے قیدی بنا کر لے گئے۔ تمام اکابرین نے اس فوجی افسر سے پوچھا "یہ تم نے کیا کیا؟ پال پوٹ کو گولی ماردی۔"

"اور کیا کرتا! اس نے ہمارے اعلیٰ حاکم پر ہاتھ اٹھایا، فوجی افسروں کی توہین کرنے لگا۔ کیا یہ برداشت ہوسکتا تھا؟ میں تو برداشت نہ کرسکا۔"

"لیکن اب کیا ہوگا؟ نیلماں کو خبر مل چکی ہوگی۔ اب وہ ہمارے خلاف انتقامی کارروائی کرے گی۔"

"آپ اسے کہہ سکتے ہیں کہ میں نے پال پوٹ کو گولی ماری ہے۔ ایسے ذلیل، کمینے کے ہاتھوں ذلت اٹھانے سے بہتر ہے کہ میں نیلماں سے سزا پانے کے لیے تیار رہوں۔"

ایک حاکم نے حیرانی سے کہا "تعجب ہے کہ ایسے وقت کوئی بھی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہم میں سے کسی کو مخاطب نہیں کررہا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں کوئی ہمارے دماغوں میں نہیں ہے۔"

انہوں نے ٹیلی فون کے ذریعے امریکی اکابرین سے رابطہ کیا پھر انہیں بتایا کہ پال پوٹ کس طرح ان سب کے لیے ناقابلِ برداشت ہوگیا تھا۔ اس نے اس قدر غصہ دلایا تھا کہ ایک فوجی افسر نے اسے گولی ماردی ہے۔ پال پوٹ ہمیشہ کے لیے ختم ہوچکا ہے لیکن اب نیلماں کا خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے۔

وہاں سے کہا گیا "تمہارے آرمی افسر کو اس قدر غصے میں آکر گولی نہیں چلانی چاہیے تھی۔ کیا ہمارے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اس کے دماغ میں رہتے ہوئے اسے ایسا کرنے سے نہیں روکا تھا؟"

"آپ کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہم میں سے کسی کے دماغ میں نہیں ہے۔"

تعجب سے کہا گیا "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ ہم نے ایک نہیں تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہا تھا کہ پال پوٹ آپ کی طرف آرہا ہے لہٰذا ایسے وقت ان تینوں کو آپ تمام اکابرین کے دماغوں میں رہنا چاہیے۔"

"آپ کے احکامات کے باوجود یہاں کوئی نہیں ہے۔ آپ ان تینوں کو طلب کرکے پوچھ سکتے ہیں؟"

"اچھی بات ہے ہم ابھی معلوم کرتے ہیں کہ وہ تینوں وہاں کیوں نہیں ہیں اور کہاں مصروف ہیں؟"

امریکی اکابرین میں سے ایک حاکم نے رابطہ ختم کیا۔ ریسیور رکھا پھر دوسرے اکابرین سے کہا "آپ لوگوں نے وائڈ اسپیکر کے ذریعے وہاں کی تمام باتیں سنی ہیں۔ اب آپ ہی فرمائیں۔ یہ ہمارے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں کیوں نہیں گئے۔ آخر کہاں مصروف ہیں؟"

وہاں جتنے اکابرین بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے تین ایسے تھے جو ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں رازدار تھے اور انہوں نے باقی دوسرے اکابرین کو اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا تھا اور وہ تینوں ٹیلی پیتھی جانتے تھے۔ انہیں یہ معلوم تھا

کہ وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے کہاں مصروف ہیں۔

ان میں سے ایک نے باتیں بناتے ہوئے کہا "لیزی گارڈ میرے دماغ میں بول رہا ہے کہ چین کے معاملات تھائی لینڈ سے زیادہ اہم ہیں۔ لہٰذا وہ اچانک ادھر مصروف ہوگئے ہیں۔ بعد میں اپنی مصروفیات کے بارے میں بتائیں گے۔"

کینی بال، لیزی گارڈ اور ڈینی خیال خوانی کے ذریعے اپنے ان سراغ رسانوں کے دماغوں میں تھے، جو برف پوش پہاڑوں میں آفریدی تک پہنچ کر مائیکرو فلم حاصل کرنے کی کوششوں میں تھے۔ تھری جے نے یہ ذمّے داری لی تھی کہ جب پال پوٹ اعلیٰ حاکم کی رہائش گاہ میں آئے گا تو وہ وہاں ان اکابرین کے اور اعلیٰ حکام کے دماغوں میں موجود رہیں گے لیکن اچانک ہی حالات نے ایسا پلٹا کھایا تھا کہ وہ تینوں تھائی لینڈ کے کسی بھی حاکم یا اعلیٰ افسر کے دماغ میں نہ جاسکے۔

ٹرانسفارمر مشین کے جتنے رازدار ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ انہیں خبر ملی کہ جیکی ہنٹر کی بیوی نے فون کے ذریعے آرمی ہیڈ کوارٹر کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا تھا اور یہ تشویش ظاہر کی تھی کہ اس کا شوہر غائب ہے۔

یہ معلوم ہوتے ہی تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے جیکی ہنٹر کی بیوی کے دماغ میں پہنچ گئے تھے اور اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کررہے تھے۔ جیکی ہنٹر ٹرانسفارمر مشین کے پاس آیا تھا۔ اس وقت اس کی طبیعت ناساز تھی۔ وہ بار بار ٹائلٹ جارہا تھا پھر کسی حد تک طبیعت سنبھلنے کے بعد وہ بستر پر سوگیا تھا لیکن صبح اٹھ کر پتا چلا کہ وہ بیوی بچوں سے کچھ کہے سنے بغیر بنگلے کے باہر گیا تھا۔ اس نے سیکیورٹی گارڈز میں سے بھی کسی کو ساتھ نہیں لیا تھا اور تنہا کار ڈرائیو کرتا ہوا چلا گیا تھا۔ اس کے بعد اب تک واپس نہیں آیا ہے۔ صبح سے شام ہوچکی ہے اس نے فون کے ذریعے بھی یہ نہیں بتایا ہے کہ کہاں مصروف ہے؟

ان سب نے خیال خوانی کی پروازیں کیں۔ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا لیکن خیال خوانی کی لہریں وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔ اس سے یہ سمجھ میں آگیا کہ کسی نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے لب و لہجے کو بدل دیا ہے اور یہ بات ان سب کے لیے بہت ہی تشویش ناک تھی۔

اگر وہ کہیں اپنی مرضی سے چلا جاتا، کہیں گم ہوجاتا، کسی حادثے کا شکار ہوجاتا، کہیں مرجاتا تو اطمینان ہوتا۔ اب تو یہ سوچ کر اطمینان غارت ہوگیا تھا کہ کسی نے اسے ٹریپ کیا ہے۔ اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔ اس کے لب و لہجے کو بدل کر اس کے دماغ کو مقفل کردیا ہے۔ اب ٹرانسفارمر مشین کے جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے رازدار تھے وہ اپنے اس ساتھی جیکی ہنٹر تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔

سب سے زیادہ تشویش کی بات یہ تھی کہ ٹرانسفارمر مشین کا راز کھل گیا تھا۔ جس نے بھی اسے ٹریپ کیا تھا اور اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اسے معلوم ہوچکا ہوگا کہ بارہ امریکیوں نے بڑی رازداری سے ایک نئی ٹرانسفارمر مشین تیار کرائی ہے اور اسے ایک خفیہ اڈے میں چھپا کر رکھا ہے۔

وہ سب فوراً ہی اس ٹرانسفارمر مشین کو وہاں سے کسی دوسرے خفیہ اڈے میں منتقل کرنے کی تیاری کرنے لگے۔ اس مشین کو تیار کرنے والے دو ماہر تھے۔ جن میں سے ایک وائزمین تھا۔ جیکی ہنٹر کو اغوا کیا جاچکا تھا اب وائزمین ہی صرف ایک رازدار باقی رہ گیا تھا۔ وہ دوسرے رازدار ساتھیوں کے ساتھ اس مشین کے ایک ایک حصے کو کھول کر لکڑی کی مضبوط پیٹیوں میں پیک کرنے لگا۔ اب وہی ایک ماہر ان کے پاس رہ گیا تھا جو اس مشین کو کھول سکتا تھا اور دوبارہ اسے جوڑ سکتا تھا۔

تھری جے نے کینی بال، لیزی گارڈ اور ڈینی سے کہا "تم تینوں امریکا میں ہو لہٰذا دماغی طور پر وہیں حاضر رہو اور ٹرانسفارمر مشین کو دوسری جگہ منتقل کرنے کی جلد از جلد کوشش کرو۔ ہم تھری جے ان برف پوش پہاڑیوں میں اپنے سراغ رسانوں کے ساتھ رہ کر اس مائیکرو فلم کو حاصل کرنے کی کوششیں کرتے رہیں گے۔"

اس ٹرانسفارمر مشین کے پہلے بارہ رازدار تھے۔ اب جیکی ہنٹر کم ہوگیا تھا ان کی تعداد گیارہ رہ گئی تھی۔ وہ گیارہ میں سے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے یعنی والے تھری جے باقی آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے درپردہ الگ تھے۔ انہوں نے ان سب پر تنویمی عمل کیا ہوا تھا اور ان سب کو اپنا فرماں بردار بنا رکھا تھا۔

تھری جے نے برف پوش پہاڑیوں کی طرف جانے سے پہلے آپس میں مشورے کیے۔ وہ تینوں ہم مزاج اور ہم خیال تھے۔ کسی بھی معاملے میں کسی بھی احساسِ کمتری کے بغیر ایک دوسرے کے سامنے ..... جھک جاتے تھے اور ایک دوسرے کی باتیں تسلیم کرلیا کرتے تھے۔ اب ذرا ایک مسئلہ پیدا ہوگیا تھا۔ وہ ایک دوسرے سے صلح مشورے کرتے تو ایسے وقت جے سامو اپنے پورے ہوش و حواس میں نہیں رہتا تھا۔

جب سے اس کی مونا اس سے جدا ہوگئی تھی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ غائب ہوئی تھی۔ تب سے وہ ذہنی طور پر الجھا رہتا تھا۔ سوچتا رہتا تھا، اپنے ساتھیوں سے کہتا رہتا تھا کہ وہ

کہاں ہوگی؟ کس حال میں ہوگی؟ جو مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والا پچھلے دنوں اسے ٹریپ کرتا رہا تھا۔ اس نے اسے کہاں لے جاکر رکھا ہوگا اور اس کے ساتھ کیسا سلوک کررہا ہوگا؟

جے سامو کے بارے میں ضروری تفصیلات آگے بیان کی جائیں گی۔ فی الحال وہ خیال خوانی نہیں کررہا تھا۔ جے کافو اور جے فلو نے اسے آرام کرنے کو کہا تھا۔ وہ دونوں خود ہی مشورے کرتے تھے اور خیال خوانی میں مصروف رہ کر اپنے فرائض انجام دیتے رہتے تھے۔

اس وقت بھی جے فلو نے کہا "یار کافو! تمہارا کیا خیال ہے؟ کس نے جیکی ہنٹر کو اغوا کیا ہوگا؟ اور جس نے بھی کیا ہوگا کیا سوچ کر کیا ہوگا؟ کیا اسے معلوم ہوگیا تھا کہ اس نے ہمارے لیے ٹرانسفارمر مشین تیار کی ہے؟"

"یہ واقعی بہت گہری اور نہ سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ کسی کو کیسے معلوم ہوگیا؟"

"ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ اس کی بیوی اور بچوں کے ذریعے کسی نے معلومات حاصل کی ہیں۔"

"ہم اس کے بیوی اور بچوں کے دماغ کو ٹٹول کر معلومات حاصل کرنے کی کوششیں کریں گے لیکن ابھی یہ سمجھنا چاہیے کہ جس نے بھی ہماری ٹرانسفارمر مشین کے بارے میں معلوم کیا ہے وہ آئندہ یہ بھی معلوم کرسکتا ہے کہ ہم اسے کسی دوسرے اڈے میں کہاں چھپا رہے ہیں۔ وہ اس مشین کو تباہ کرسکتا ہے۔"

"ایسا ممکن ہے۔ دشمن سب کچھ کرسکتا ہے۔"

"اس کے سب کچھ کرنے سے پہلے ہمیں ٹرانسفارمر مشین سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھالینا چاہیے۔"

"وہ کیسے؟"

"ابھی پانچ اکابرین' ایک دائز مین اور دو ٹیلی پیتھی جاننے والے لیزی گارڈ اور کینی بال ہمارے محکوم ہیں۔ یعنی آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے زیر اثر ہیں اور ہم انہیں ہمیشہ اپنے زیر اثر رکھنے کی کوششیں کرتے رہیں گے۔ ان کے علاوہ بھی ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک مضبوط ٹیم ہونی چاہیے۔ پتا نہیں کس وقت وہ ٹرانسفارمر مشین کسی گہری سازش کے تحت ناکارہ بنادی جائے۔ ہم نے دن رات کی محنت سے اسے تیار کرایا ہے۔ ہماری ساری محنت رائگاں جائے گی۔"

"تم بڑی دانشمندی سے سوچ رہے ہو۔ اب ہمیں پہلی فرصت میں اپنے زیر اثر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد بڑھاتے رہنا چاہیے۔"

"برف پوش پہاڑیوں میں چھ امریکی سراغ رساں تھے۔ جن میں سے ایک ہلاک ہوچکا ہے۔ وہاں پانچ رہ گئے ہیں۔ اگر تم تنہا ان کے دماغوں میں جاتے رہو اور ان کی مدد کرتے رہو تو میں فارغ رہ کر ایسے ذہین' باصلاحیت اور صحت مند افراد کا انتخاب کرتا ہوں جنہیں ہم ٹیلی پیتھی سکھا کر اپنے زیر اثر بنا کر رکھ سکیں۔"

"وہ مائیکرو فلم امریکی اکابرین کے لیے بہت زیادہ اہم ہے۔ ہمارے لیے اس وقت ٹرانسفارمر مشین سے زیادہ اہم کوئی چیز نہیں ہے۔ لہٰذا تم فارغ رہ کر بہترین افراد کا انتخاب کرو۔ میں ان پانچ سراغ رسانوں کے دماغوں میں باری باری جاتا رہوں گا اور ان کی مدد کرتا رہوں گا۔ ویسے جے سامو بالکل ہی غائب دماغ نہیں رہتا ہے اور ہمیشہ ذہنی طور پر الجھا نہیں رہتا ہے۔ میں اسے سمجھاتا ہوں اور اپنے ساتھ خیال خوانی کرنے کے لیے راضی کرتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ ان برف پوش پہاڑیوں میں جائے گا۔"

اس فیصلے کے مطابق جے فلو خیال خوانی کے ذریعے ایسے ذہین' صحت مند اور باصلاحیت افراد کو ٹریپ کرنے چلا گیا جو آئندہ ان کے لیے وفادار ٹیلی پیتھی جاننے والے ثابت ہوسکتے تھے۔

جے فلو نے خیال خوانی کے ذریعے جے سامو کے پاس آکر کہا "یار سامو! ہمیں تمہارے تعاون کی ضرورت ہے۔"

سامو نے کہا "یہ غیروں کی طرح مجھ سے تعاون کیوں چاہتے ہو؟ کیا یہ سمجھ رہے ہو کہ میں تم دونوں سے دور رہو رہا ہوں یا ہوچکا ہوں؟"

"ایسی بات نہیں ہے۔ تم مونا کی وجہ سے ذہنی طور پر بہت الجھے رہتے ہو۔ کسی اہم معاملے میں ہمارے ساتھ خیال خوانی کرو گے تو ذہنی الجھنوں کے باعث کوئی گڑ بڑ ہوسکتی ہے۔"

"ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ بالکل نارمل ہوں۔ ٹھیک ہے کہ مونا کی خاطر پریشان رہتا ہوں۔ اس کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں لیکن جب خیال خوانی میں مصروف رہوں گا تو اس وقت تک مونا کے خیالوں سے دور رہوں گا۔"

"میں یہی چاہتا ہوں۔ پھر آؤ میرے ساتھ برف پوش پہاڑیوں کی طرف چلو وہاں پانچ امریکی سراغ رساں ہیں۔ وہ دلیر آفریدی سے مائیکرو فلم حاصل کرنے کی کوششیں کررہے ہیں۔ ہمیں ان کی مدد کرنا ہے۔"

جے سامو خیال خوانی کے ذریعے اپنے ساتھی جے فلو کے دماغ میں رہ کر ان پانچ سراغ رسانوں کے دماغوں میں پہنچنے لگا۔ ان دنوں جے سامو کے ساتھ یہ مسئلہ تھا کہ پہلے کی طرح کھاتا پیتا نہیں تھا۔ کھانے کے دوران میں مونا کے بارے میں سوچتا تو کھانا چھوڑ دیتا تھا۔ سونے کا موقع ملے تو کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا دماغ کو ہدایات دے کر سوجاتا ہے۔ خواہ کیسی ہی پریشانی ہو۔ دماغ کو ہدایات دینے کے بعد وہ پریشانیاں دور ہوجاتی ہیں اور وقتی طور پر چار چھ گھنٹے کی نیند آجاتی ہے۔ جے سامو کو بھی یہی کرنا چاہیے تھا لیکن سونے کا موقع ملتا تو اپنے دماغ کو ہدایات نہیں دیتا تھا بلکہ مونا کے خیال میں ڈوبا رہتا تھا اور اس کے بارے میں طرح طرح سے سوچتا رہتا تھا۔

جے کافو اور جے فلو نے اس سے کہا تھا "جب تم معمول کے مطابق کھاتے پیتے نہیں ہو' سوتے جاگتے نہیں ہو تو تمہیں ذمے دار معاملات میں خیال خوانی نہیں کرنی چاہیے۔ کچھ دنوں تک آرام کرنا چاہیے۔"

جے سامو نے کہا "میں اہم معاملات میں خیال خوانی کرسکتا ہوں کیونکہ ایب نارمل نہیں ہوں۔ پورے ہوش وحواس میں رہ کر اپنے فرائض ادا کرسکتا ہوں۔"

جے فلو نے کہا "سامو! تم خود اپنی حالت سمجھ نہیں پا رہے ہو۔ ہم تمہیں دیکھتے ہیں۔ تمہارے دماغ میں آکر تمہارے حالات معلوم کرتے ہیں اور افسوس کرنے کے سوا کچھ نہیں کرسکتے۔"

"یار! میرے لیے کب تک افسوس کرو گے۔ مونا تو مجھے زندگی بھر کا غم دے گئی ہے۔"

"ایسی بات نہ کرو۔ مجھے دیکھو میں نے ہیلو ریٹا کی ابدی جدائی کو کیسے برداشت کیا ہے۔ میں بھی اسے دل وجان سے چاہتا تھا۔ اس کا دیوانہ تھا مگر اب مجھے صبر آگیا ہے۔"

"تمہارے اور میرے معاملات میں بڑا فرق ہے۔ تمہیں اس لیے صبر آگیا ہے کہ ہیلو ریٹا اب اس دنیا میں نہیں رہی ہے۔ قانونِ قدرت کے مطابق یہ طے ہے کہ اب وہ اس دنیا میں کبھی واپس نہیں آئے گی لیکن میری مونا اس دنیا میں موجود ہے' زندہ ہے۔ سلامت ہے یا نہیں یہ فکر مجھے کھائی جاتی ہے۔ میں ٹیلی پیتھی کی صلاحیت رکھتے ہوئے بھی اس کے کسی کام نہ آسکا اور نہ ہی اب اس کے کسی کام آسکتا ہوں۔ اس کا کوئی پتا ٹھکانا معلوم ہی نہیں ہورہا ہے۔"

جے کافو نے کہا "ابھی تم نے یہ کہا ہے کہ مونا تمہیں زندگی بھر کا غم دے گئی ہے۔ پہلے ہم تینوں کے درمیان ایسا کوئی غم یا عشق کا روگ نہیں تھا۔ ہم ٹھوس حقائق کی بنیادوں پر سوچتے تھے' فیصلے کرتے تھے اور کامیابی سے زندگی گزارتے تھے۔ اب بھی ہم کامیاب ہیں لیکن آئندہ کامیابی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی کیونکہ اب تک ہم صرف تین تھے۔ تین کے علاوہ کسی چوتھے کو ہم نے اپنے درمیان نہیں آنے دیا لیکن ایک چوتھی مونا لاپتا ہونے کے باوجود تمہارے حواس پر چھائی رہے گی۔ تم ہی عقل سے جواب دو' کیا تم نے خود کو مونا کی خاطر ہم سے ایک ذرا الگ کیا ہے یا نہیں؟"

"میرے ایک ذرا الگ ہونے سے تم لوگوں کو کیا نقصان پہنچ رہا ہے؟"

"تمہاری غائب دماغی' تمہاری ذہنی الجھن کسی وقت بھی دشمن کو تمہارے دماغ میں آنے کا موقع دے سکتی ہے۔ کیا اتنی سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آرہی ہے؟"

جے فلو نے کہا "یہ تو ہماری دانش مندی ہے کہ ہم شروع سے دور دور رہتے ہیں۔ ایک دوسرے سے الگ رہ کر خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رکھتے ہیں۔ اگر تم ہمارے ساتھ رہتے تو اب تک دشمن تمہارے ذریعے ہمارے دماغوں تک بھی پہنچ چکے ہوتے۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ دشمن میرے دماغ تک پہنچے ہوئے ہیں اور تم دونوں تک پہنچنے کا انتظار کررہے ہیں۔"

"ہمیں اس حد تک یقین ہے کہ کوئی دشمن تمہارے دماغ میں پہنچا ہوا نہیں ہے۔ لیکن ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ دشمن چالاکی سے دور ہی دور رہ کر تمہاری نگرانی کررہے ہیں اور اس تاک میں ہیں کہ ہم کبھی کسی ضرورت سے ایک جگہ ملاقات کرنے کے لیے جمع ہوں تو وہ ہم پر حملہ کریں۔"

جے فلو نے کہا "ہمیں لاعلمی میں نقصان اٹھانے سے پہلے ان پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرنا چاہیے۔ ہم پہلے جس طرح دانش مندانہ طریقوں پر عمل کرتے ہوئے دشمنوں سے محفوظ رہتے آئے ہیں۔ انہی طریقوں پر ہمیں عمل کرنا چاہیے۔"

تینوں دوست ایک طویل عرصے سے ایک دوسرے کی باتیں سمجھتے آئے ہیں اور ایک دوسرے کی باتیں مانتے آئے ہیں۔ اسی طرح جے سامو کو جب سمجھایا جاتا تھا تو وہ ان کی باتیں مان لیتا تھا لیکن پھر مونا کا خیال اس کے دل ودماغ پر غالب آجاتا تھا۔ عورت کا جادو جب سر چڑھ کر بولتا ہے تو پھر اس دیوانے کا کوئی علاج نہیں رہ جاتا۔

جے کافو ضد کا پکا تھا۔ اس نے طے کرلیا تھا کہ اپنے دوست کے دماغ سے مونا کی طلب کو ختم کرکے رہے گا۔ اس نے دو دن پہلے ایک خوب صورت لڑکی دیکھی تھی۔ وہ حسن و جمال میں مونا سے کسی طرح کم نہیں تھی۔ اپنے اندر بڑی کشش رکھتی تھی۔ جے کافو نے اسے ٹریپ کیا تھا۔ ایک

رات پہلے اس کی نیند کے دوران اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اس کے خواب میں سامو کا ناک نقشہ پیش کیا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی تھی کہ یہ آئیڈیل اسے ملنے والا ہے۔ جب بھی وہ سامنے آئے گا تو وہ اسے بڑی محبت سے اپنی طرف مائل کرے گی۔

وہ تینوں دوست ہر اتوار کو عبادت کے لیے چرچ جایا کرتے تھے۔ ایک دوسرے سے دور رہنے کے بعد ایک چرچ ایسی جگہ تھی۔ جہاں وہ ایک دوسرے کے قریب آکر بیٹھ جاتے تھے۔ لیکن جب مونا کے جانے کے بعد سامو ذہنی انتشار میں مبتلا ہوا تھا تب سے جے کافو اور جے فلو دوسرے چرچ میں جانے لگے تھے۔ پہلے چرچ میں سامو بدستور جاتا رہتا تھا۔

جے کافو نے جس لڑکی کو ٹریپ کیا تھا۔ اس کا مختصر سا نام بنی تھا۔ اس نے بنی کے دماغ میں یہ بات بھی نقش کی تھی کہ وہ اگلے اتوار اسی چرچ میں عبادت کے لیے جائے گی تو وہاں اسے اس کا آئیڈیل ضرور ملے گا۔

جے کافو نے اپنے دیوانے ساتھی کے علاج کے لیے ایک نسخہ لکھ دیا تھا۔ اس نسخے کے مطابق اگلے اتوار کو چرچ میں اس کے لیے دوا پہنچنے والی تھی۔

○☆○

تھا جس کا انتظار وہ شاہکار آگیا۔

بوبی اسمتھ آگیا اور اپنے ساتھ جیکی ہنٹر کو لے آیا۔ الپا کو جیکی ہنٹر کا ہی انتظار تھا۔ وہی ٹرانسفارمر مشین جیسا شاہکار تیار کرسکتا تھا۔ وہ دونوں جہاز سے اتر کر امیگریشن کاؤنٹر سے گزر کر اپنا مختصر سا سامان لے کر وزیٹرز لابی میں آئے۔ وہاں الپا موجود تھی۔ وہ دونوں اسے نہیں پہچانتے تھے۔ اسے تو کوئی بھی چہرے سے نہیں پہچانتا تھا۔ وہ کبھی کسی کے روبرو نہیں آتی تھی اور آتی بھی تھی تو اس طرح کہ کوئی اسے پہچان نہ سکے۔

آئندہ اور ایک بڑی کامیابی حاصل کرنے کے لیے جیکی ہنٹر اس قدر اہم تھا کہ الپا خود اسے لینے ائرپورٹ آئی تھی۔ وہ بوبی کو چہرے سے پہچانتی تھی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے اس سے کہا تھا "میری ایک خاص ماتحت تمہیں اور جیکی ہنٹر کو ریسیو کرنے آئے گی۔ تم دونوں اس کے ساتھ حیفہ کے ایک بنگلے میں جاؤ گے۔ ایسے وقت میں تمہارے دماغ میں موجود رہوں گی۔"

بوبی نے وزیٹرز لابی میں پہنچ کر کہا "میڈم! ہم یہاں آگئے ہیں۔ اب آپ کی خاص ماتحت کو کس طرح پہچانیں گے۔"

"تمہیں پہچاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ خود تمہاری طرف آرہی ہے۔"

چند سیکنڈ کے بعد ہی بوبی نے دیکھا' ایک حسین عورت مسافروں کی بھیڑ سے گزرتی ہوئی آرہی تھی پھر اس کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ مصافحے کے لیے بڑھاتے ہوئے کہا "میں تمہاری میزبان ہوں۔"

پھر اس نے خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں کہا "یہی میری خاص ماتحت ہے۔ اس سے مصافحہ کرو اور اس کے ساتھ جاؤ۔"

بوبی نے اس سے مصافحہ کیا پھر اس سے کہا "یہ ہیں مسٹر ہنٹر۔"

الپا نے جیکی ہنٹر سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "مسٹر ہنٹر! تم سے مل کر بہت خوشی ہورہی ہے۔ یہ ملک یہ شہر تمہارے لیے انجان ہے لیکن ہم تمہارے لیے انجانے اور اجنبی نہیں رہیں گے۔ تم یہاں ہمارے ساتھ خوب انجوائے کرو گے۔ کم آن اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے۔"

وہ دونوں اس کے ساتھ چلتے ہوئے ائرپورٹ کی عمارت سے باہر آئے۔ الپا نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "بوبی! ابھی میں تمہارے دماغ میں نہیں رہوں گی۔ جیکی ہنٹر کے اندر موجود رہوں گی۔ اگرچہ یہ میرا معمول ہے اس کے باوجود دل نہیں مانتا۔ دماغ یہی کہتا ہے کہ مجھے اس کے دماغ میں ہمیشہ موجود رہنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری کسی غلطی کے باعث میرے تنویمی عمل سے نجات حاصل کرلے یا کوئی دشمن اچانک ہی کسی حکمتِ عملی سے اس کا سراغ لگا کر اسے ہم سے چھین کرلے جائے۔"

"ٹھیک ہے میڈم' ٹرانسفارمر مشین کے تیار ہونے تک آپ دن رات اس کے دماغ میں رہا کریں۔ آپ ضرورت کے وقت مجھے مخاطب کرلیا کریں۔"

وہ دونوں کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ الپا نے اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کیا پھر ڈرائیو کرتی ہوئی تل ابیب کے ملحقہ شہر حیفہ کی طرف جانے لگی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے جیکب رابن سے پوچھا "کیا کررہے ہو؟"

"میڈم! آپ کا انتظار کررہا ہوں۔"

"کیا تم نے میرے حکم کے مطابق تمام تیاریاں مکمل کرلی ہیں؟"

"یس میڈم' تمام تیاریاں مکمل ہوچکی ہیں۔ آپ کے آتے ہی میں اپنا کام شروع کردوں گا۔"

الپا نے اس سے کہا تھا کہ اس کے ساتھ دو اجنبی آئیں گے۔ وہ دونوں اس کے لیے بہت اہم ہیں۔ لہٰذا ان کے دماغوں میں بھی ایسی ایک ایک کیل پیوست کی جائے جس کے نتیجے میں ان کے دماغ بظاہر مردہ ہوجائیں اور کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا کبھی ان کے دماغوں تک نہ پہنچ پائے۔

جس طرح وہ ایک کیل کے ذریعے محفوظ رہتی تھی۔ کبھی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ تک نہیں پہنچ پاتا تھا۔ اسی طرح وہ چاہتی تھی کہ جیکی ہنٹر اور بوبی اسمتھ کے دماغوں میں بھی کبھی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہ پہنچ پائے۔ جیکی ہنٹر پر ایسی جادوئی کیل کا عمل بے حد لازمی تھا۔ اس کا دماغ بظاہر مردہ ہوجاتا تو پھر دوست یا دشمن کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا کبھی یہ معلوم نہیں کرپاتا کہ جیکی ہنٹر کہاں ہے اور کس کے لیے ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کررہا ہے۔

وہ بوبی اسمتھ کے لیے بھی ایسا ہی تحفظ فراہم کرنا چاہتی تھی۔ اس کے فیصلے کے مطابق بوبی آئندہ اس کا لائف پارٹنر بن کر رہنے والا تھا۔ وہ بہت ذہین تھا اور بڑے بڑے کارنامے انجام دینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ الپا کو ایک ایسے ہی جوان مرد کا سہارا چاہیے تھا۔

جیکی ہنٹر اور بوبی اسمتھ کے دماغوں میں ایسی ایک ایک کیل پیوست کرنے کے بعد اس نے جیکب رابن سے دوسری ایک ایک کیل پیوست کرنے کے سلسلے میں حکم دیا تھا۔ اس دوسری کیل کی جادوئی خاصیت یہ تھی کہ وہ الپا کے نام سے جس کے بھی دماغ میں پیوست کی جاتی وہ تاحیات الپا کا غلام بن کر رہتا اور اس پر کبھی تنویمی عمل کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

جیکب رابن اپنے بنگلے سے نکل کر دوسرے بہت بڑے بنگلے میں آگیا تھا۔ وہ بھی الپا کا ایک خفیہ بنگلا تھا۔ جس کے بارے میں وہاں کے اکابرین بھی نہیں جانتے تھے۔ اس بنگلے میں چار بیڈ روم اور بڑے ہال نما ڈرائنگ اور ڈائننگ روم تھے۔ اس بنگلے کے اوپری حصے میں الپا کا ایک بہت بڑا شاہانہ بیڈ روم تھا۔ ٹی وی لاؤنج اور اسٹڈی روم وغیرہ بھی تھے۔ ایک دور افتادہ آخری کمرے میں الپا نے جیکب رابن کو اجازت دی تھی کہ وہ وہاں اپنے کالے جادو کا تمام سامان لاکر رکھے اور وہیں اس کے حکم کے مطابق کالا عمل کرتا رہے۔

الپا وہاں پہنچ گئی۔ جیکی ہنٹر اور بوبی اسمتھ کو ساتھ لے کر جیکب رابن کے کمرے میں آئی۔ وہ اپنی مطلوبہ منزل تک پہنچنے کے لیے ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے جیکب رابن سے کہا "یہ مسٹر جیکی ہنٹر ہیں۔ پہلے ان پر عمل کرو۔"

جیکب رابن نے کہا "مسٹر ہنٹر! یہاں تشریف لائیں اور اس اسٹریچر ٹرالی بیڈ پر آرام سے چاروں شانے چت لیٹ جائیں۔"

الپا جیکی ہنٹر کے دماغ میں تھی۔ وہ انکار نہیں کرسکتا تھا۔ الپا کی مرضی کے مطابق اس اسٹریچر ٹرالی بیڈ پر جاکر آرام سے چاروں شانے چت لیٹ گیا۔ بوبی اسمتھ الپا کے ساتھ ذرا دور جاکر ایک ڈبل صوفے پر بیٹھ گیا اور جیکب رابن کے کالے عمل کو بڑی توجہ سے دیکھنے لگا۔

بہت پہلے ایسا عمل الپا پر کیا گیا تھا۔ ایک محافظ کیل اس کے سر میں دماغ کی جگہ پیوست کی گئی تھی۔ اس محافظ کیل کے باعث بظاہر اس کا دماغ مردہ ہوگیا تھا۔ نارنگ جیسا دشمن خیال خوانی کے ذریعے اس کو تلاش کرتا رہا تھا پھر اس فریب میں آگیا تھا کہ وہ مرچکی ہے۔

جیکب رابن اپنے کالے عمل میں مصروف تھا۔ جیکی ہنٹر بستر پر لیٹنے کے بعد آنکھیں بند کرکے ایسے غافل ہوگیا تھا جیسے گہری نیند میں ڈوب گیا ہو یا بے ہوش ہوگیا ہو۔ کالے عمل کے دوران میں خاموشی ضروری تھی کیونکہ وہ زیر لب منتر پڑھتا جارہا تھا۔ الپا نے خیال خوانی کے ذریعے بوبی کو بتایا کہ "وہ کیا کررہا ہے اور اس کے ساتھ بھی ایک بار ایسا ہوچکا ہے۔ بوبی نے سوچ کے ذریعے حیرانی سے پوچھا "میڈم! کیا آپ کے سر میں بھی ایسی کوئی کیل پیوست کی گئی ہے؟"

"ہاں' یہ بہت باکمال وچ ڈاکٹر ہے۔ میرے سر میں جو کیل پیوست کی گئی ہے اس کے نتیجے میں کوئی دشمن میرے قریب نہیں آتا ہے۔ خیال خوانی کی تمام لہریں بھٹک کر ادھر اُدھر چلی جاتی ہیں۔"

"پھر تو آپ جیکی ہنٹر کے دماغ کو بظاہر مردہ بنا کر بڑی دانش مندی کا ثبوت دے رہی ہیں۔ ہماری ٹرانسفارمر مشین تیار ہوتی رہے گی تو کوئی زبردست دشمن بھی اس کے دماغ میں نہیں پہنچ پائے گا اور کسی رکاوٹ کے بغیر آپ کی مشین تیار ہوجائے گی۔"

"یہی سوچ کر میں ایسا کررہی ہوں۔ اس کے بعد تم پر بھی یہی عمل کیا جائے گا کیونکہ تم میرے خاص ماتحت' میرے پرسنل سیکریٹری بن کر رہا کرو گے۔ لہٰذا تمہیں بھی دشمنوں سے محفوظ رکھنا میرا سب سے پہلا فرض ہے۔ تم محفوظ رہو گے تو میں بھی محفوظ رہوں گی۔"

"میڈم! یہ آپ کی مہربانی ہے۔ آپ مجھ پر بہت اعتماد کررہی ہیں۔ آنے والا وقت بتائے گا کہ میں کس طرح

آزمائشی مرحلے میں آپ کا اعتماد برقرار رکھوں گا۔"

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد جیکب رابن نے الپا کے سامنے آکر ادب سے کہا "مس! آپ میڈم سے کہہ دیں کہ محافظ کیل کا عمل مکمل کرچکا ہوں۔"

الپا نے کہا "میڈم کو کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تمہارے دماغ میں موجود ہیں۔ تم سوچ کے ذریعے گفتگو کرو۔"

یہ کہتے ہی وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "بوبی اسمتھ کے سامنے زبان سے کچھ نہ بولو۔ اب بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میڈم! دوسری کیل آپ کے نام سے جیکی ہنٹر کے سر میں پیوست کی جائے گی۔ عمل کے دوران آپ کو وہ کیل ایک چٹکی میں پکڑ کر اس کے سرہانے کھڑے رہنا ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی بوبی کو دوسرے کمرے میں بھیج رہی ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر بوبی سے بولی "بوبی! میڈم کہہ رہی ہیں۔ تم ان کی خواب گاہ میں جاکر آرام کرو۔ ابھی تھوڑی دیر بعد تمہیں یہاں بلائیں گی۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا پھر وہاں سے جانے لگا۔ الپا نے اس کے دماغ میں آکر کہا "بوبی! کچھ مائنڈ نہ کرنا۔ وہ وچ ڈاکٹر جیکب رابن کہہ رہا ہے کہ وہاں کسی بھی غیر ضروری فرد کو موجود نہیں رہنا چاہیے۔"

"میڈم! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں بھلا کیوں مائنڈ کروں گا۔ میں آپ کی خواب گاہ میں آرام کرنے جارہا ہوں۔"

اس کے جانے کے بعد الپا نے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر جیکب رابن سے کہا "میں الپا ہوں اور میں ہی جیکی ہنٹر کے سرہانے اس کیل کو پکڑ کر کھڑی رہوں گی۔ تم عمل کرسکتے ہو۔"

جیکب رابن فوراً ہی اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اپنا سر جھکا کر بولا "میڈم! مجھے معلوم ہوتا کہ آپ ہی میری میڈم ہیں تو میں پہلے ہی آپ کے سامنے جھک جاتا۔"

"ٹھیک ہے' زیادہ فرماں برداری نہ دکھاؤ۔ پہلے کام کرو۔"

وہ اٹھ کر ایک چھوٹا سا منتر پڑھ کر سناتے ہوئے بولا "آپ اسے میرے ساتھ پڑھتی رہیں اور اسے یاد کرلیں۔ جب آپ یہ منتر پڑھتی رہیں گی تو میں ایک دوسرا منتر پڑھتا رہوں گا۔ جب تک میں نہ کہوں آپ اسے زیرلب پڑھتی رہیں گی۔"

وہ پڑھنے لگا۔ الپا بھی اس کے ساتھ پڑھنے لگی۔ اس مختصر سے منتر کو یاد کرنے لگی پھر وہ دس منٹ کے بعد بولی "یہ مجھے اچھی طرح یاد ہوگیا ہے۔ میں پڑھ کر سنا رہی ہوں۔ تم سنو۔"

وہ خاموشی سے سر جھکا کر سننے لگا۔ الپا نے اسے ایک بار' دو بار اور پھر تیسری بار سنایا تو وہ اثبات میں سرہلا کر بولا "ٹھیک ہے' میڈم آپ کو یاد ہوچکا ہے۔ آپ عمل کے دوران میں یہ اچھی طرح یاد رکھیں کہ اس عمل کے پڑھتے وقت کوئی غلطی نہ ہو۔ اگر غلطی ہو تو فوراً ہی آپ مجھے بتا دیں۔ اس طرح میں آپ کی غلطی پہلے درست کروں گا۔ اس کے بعد ابتدا سے عمل شروع کروں گا۔"

وہ دونوں اس کالے عمل میں مصروف ہوگئے۔ جس کے نتیجے میں جیکی ہنٹر اس وقت تک الپا کا غلام بنا رہتا جب تک وہ دوسری کیل اس کے سر میں پیوست رہتی اگر وہ کیل تا حیات اس کے سر میں رہتی تو وہ اپنی آخری سانس تک اس کا غلام بنا رہتا۔

بوبی اسمتھ' الپا کے بیڈ روم میں تھا اور چاروں طرف گھوم گھوم کر اس شاہانہ طرز کی آرائش دیکھ رہا تھا۔ دیکھنے سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس خواب گاہ کی آرائش میں لاکھوں ڈالر خرچ کیے گئے ہیں۔ اس وسیع و عریض خواب گاہ کو اس قدر خوب صورت بنایا گیا تھا' اس قدر پرکشش بنایا گیا تھا کہ وہاں پہنچتے ہی رنگین و سنگین خواب انگڑائیاں لینے لگتے تھے۔ کوئی وہاں پہنچتا تو کسی کی آرزو ضرور کرتا۔ کوئی وہاں پہنچتی تو خواب آور لائٹ آن کرکے تمام بتیاں ضرور بجھا دیتی۔

بوبی اس خواب گاہ کو چاروں طرف گھوم گھوم کر اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں خواب اتر رہے ہوں۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا الپا کے نرم و ملائم بیڈ کی طرف آیا پھر اس بیڈ پر جھک کر آہستہ آہستہ اپنی ہتھیلی پھیرنے لگا۔ وہ ایسا ملائم اور نشیلا تھا جیسے کسی گل بدن کو بستر بنا دیا گیا ہو۔ بدن ہویا بستر ہو۔ اس پر جھکنے والا اوندھے منہ گر جاتا ہے۔

وہ بستر پر آیا تھا۔ اسے بستر پر ہی رہنا تھا لیکن وہ ڈوبنے لگا۔ ایسے وقت اسے بے اختیار ڈائنا یاد آئی۔ یہ محسوس ہونے لگا جیسے وہ ڈائنا کے پھیلے ہوئے وجود میں جذب ہوتا جارہا ہو۔ جب الپا نے خیال خوانی کے ذریعے معلومات حاصل کی تھیں تب بوبی کے خیالات نے بتایا تھا کہ وہ ڈائنا کا دیوانہ نہیں ہے۔ بس اپنا الّو سیدھا کرنے کے لیے مطلب نکالنے کے لیے عشق کررہا ہے۔

انسان خود نہیں جانتا کہ اس کے تحت الشعور میں کون سی بات چھپی ہوئی ہے۔ بوبی بھی نہیں جانتا تھا کہ ڈائنا اس کے اندر بہت گہرائی میں اتری ہوئی ہے۔ کبھی ایسے جذباتی لمحات آتے ہیں جب اندر کا چھپا ہوا جذبہ اچانک ہی ابھر کر باہر آجاتا ہے۔ کسی چیز کو غیر اہم سمجھ کر چھوڑ آؤ تو آگے جاکر اچانک ہی شدت سے احساس ہوتا ہے کہ پیچھے اپنی زندگی کی سب سے اہم پونجی چھوڑ آئے ہیں۔

جیکب رابن اپنا جادوئی عمل مکمل کرچکا تھا۔ اس نے کہا "میڈم! اب اسے دو گھنٹے تک سوتے رہنا چاہیے۔ جب یہ بیدار ہوگا تو سر سے پیر تک آپ کا غلام بن چکا ہوگا اور اس کا دماغ بھی ایسا مقفل ہوجائے گا کہ دنیا کا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر داخل نہیں ہوسکے گا۔"

"میں جانتی ہوں تم بہت باکمال ہو۔ تمہارا عمل کامیاب رہے گا۔ اب دو گھنٹے بعد اس کے نتائج سامنے آجائیں گے۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر جھک کر بولا "آپ میری صلاحیتوں کی اور میرے کمال کی تعریف کرتی ہیں تو مجھے اپنی محنت کا صلہ مل جاتا ہے۔"

"زیادہ باتیں نہ بناؤ اب بوبی پر عمل کرنے کی تیاری کرو۔"

"اس کے لیے بھی تیاریاں مکمل ہیں لیکن آپ سے گزارش ہے کہ دو گھنٹے کا وقفہ کریں۔ کالے عمل کے دوران میں' میں اندر ہی اندر دماغی تکلیف میں مبتلا رہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ دو گھنٹے تک میرے دماغ کو کچھ سکون ملے۔"

"اچھا دو گھنٹے بعد ہی سہی۔ تم یہاں آرام کرو۔ میں پھر آؤں گی۔"

وہ اس کمرے سے نکلتے ہوئے خیال خوانی کے ذریعے بوبی کے دماغ میں پہنچی۔ اس وقت بوبی اس کے بستر پر اوندھا پڑا چاروں ہاتھ پاؤں پھیلائے ڈائنا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ ٹھٹک گئی۔ اپنی خواب گاہ میں داخل ہونے سے پہلے رک گئی۔ اس کے خیالات پڑھتے ہوئے تعجب سے سوچنے لگی "میں نے اس کے چور خیالات پڑھے تھے اس پر تنویمی عمل کیا تھا پھر اس کے اندر کی یہ ڈائنا والی بات مجھے معلوم کیوں نہیں ہوئی؟"

اس کی سمجھ میں یہی بات آئی کہ بعض باتیں انسان اپنے بارے میں بھی سمجھ نہیں پاتا۔ وہ اس کے اندر اتنی گہرائیوں میں چھپی ہوتی ہیں کہ چور خیالات کے خانے میں بھی نہیں آتیں۔ ایسی باتیں اچانک ہی کسی خاص موقع پر ظاہر ہوتی ہیں۔

اس طرح بوبی کی طرف سے الپا کا دل صاف ہوا۔ اس کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ بوبی نے جان بوجھ کر اس سے ڈائنا والی بات نہیں چھپائی ہے۔ وہ خود نہیں جانتا تھا کہ ڈائنا سے اندر ہی اندر محبت کرتا رہا ہے اور اوپر ہی اوپر یہ سمجھتا رہا تھا کہ وہ صرف اپنا مطلب نکالنے کے لیے ڈائنا کو اپنی محبت کے جال میں پھانستا رہا ہے جبکہ وہ خود ہی لاشعوری طور پر محبت کے جال میں پھنستا رہا تھا۔

الپا نے اسے مخاطب کیا "ہائے بوبی! کہاں پہنچے ہوئے ہو؟"

اس کے مخاطب کرتے ہی وہ ایک دم سے چونک کر'.... ہڑبڑا کر بستر پر بیٹھا پھر وہاں سے اتر کر قالین پر کھڑا ہوگیا۔ چاروں طرف دیکھنے لگا۔ تب پتا چلا کہ الپا خواب گاہ میں نہیں آئی ہے بلکہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں ہے۔

الپا نے کہا "میری وہ خاص ماتحت مس روزی آرہی ہے۔ میں اس کی زبان سے باتیں کروں گی۔"

وہ مس روزی کی حیثیت سے بیڈ روم میں آگئی۔ ایک صوفے پر بیٹھ کر بولی "میں الپا بول رہی ہوں۔ آؤ یہاں صوفے پر بیٹھو اور حال دل سناؤ۔"

وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا "میں حالِ دل کیا سناؤں۔ حیران ہوں کہ مجھے خود اپنے دل کا حال معلوم نہیں تھا۔ میں شعوری طور پر نہیں جانتا تھا کہ ڈائنا سے پیار کرتا ہوں۔"

"کرتے ہو تو ڈرتے کیوں ہو؟ پیار کا اظہار ایسے کررہے ہو جیسے کوئی جرم سرزد ہورہا ہے۔"

"آپ کی اجازت کے بغیر پیار کروں گا تو اس پیار کو جرم سمجھوں گا۔"

"میری طرف سے اجازت ہے۔ جس پر دل آتا رہے' اس سے پیار کرتے رہو۔ جس سے بیزار ہوجاؤ۔ اسے ٹھکراتے رہو۔ میں تمہارے ذاتی معاملات میں مداخلت نہیں کروں گی۔"

"آپ بہت فراخ دل ہیں۔ میں کبھی کسی سے عشق نہیں کروں گا۔ کسی کو اپنی اہم ضرورت نہیں بناؤں گا۔ جو زندگی میں اہمیت اختیار کرلیتی ہے' وہ بعد میں مصیبت بن جاتی ہے۔"

"شاباش! میں اسی لیے تمہیں پسند کرتی ہوں۔ تم ہر کام بڑی ذہانت سے کرتے ہو۔ بائی دا وے مس روزی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یہ تمہارے پاس بیٹھی ہے۔"

"اچھی ہے۔ خوب صورت ہے۔ پرکشش ہے۔ جب

تک حالات اجازت دیتے رہیں' اس کے ساتھ وقت گزارہ جاسکتا ہے۔"

"تو پھر وقت گزارو۔ میری طرف سے کھلی آزادی ہے۔ ڈیڑھ گھنٹے بعد تم پر عمل کیا جائے گا۔"

وہ صوفے پر الپا کے قریب کھسک کر آیا۔ یہ نہیں جان سکتا تھا کہ الپا نے اسے اپنے قریب آنے کی اجازت دی ہے۔ وہ ہاتھ پکڑ کر بولا "مس روزی! او پا اور مقناطیس ایک صوفے پر ہیں۔ الگ نہیں رہ سکتے۔ ایم آئی رائٹ؟"

"اگر میڈم کو اعتراض نہ ہو تو یو آر پرفیکٹلی رائٹ!"

"میڈم مہربان ہیں۔ ہم انسان ہیں۔ خطا کے پتلے اور نادان ہیں۔"

اس نے روزی کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ الپا ہاتھ آ گئی۔

○☆○

دن کی روشنی میں برف پوش پہاڑیاں حد نظر تک دکھائی دیتی رہیں۔ یہ اندازہ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ کس ملک کی برف پوش سرحدیں ہیں۔ علی کا خیال تھا وہ سب بھوٹان اور چین کے سرحدی علاقے ہیں۔ دن کو وہ بہت دور تک دیکھ سکتے تھے اب رات ہوگئی تھی۔ انتہائی سرد علاقہ تھا۔ چاند کی چاندنی بھی دھندلا گئی تھی۔ چار چھ فٹ کے فاصلے تک بھی دیکھنا ممکن نہیں رہا تھا۔

اینٹی ڈارک گاگلز نے ناممکن کو ممکن بنا دیا تھا۔ ایسے چشمے کے ذریعے وہ کئی گز کے فاصلے تک دیکھ سکتے تھے۔ ماؤ للی' آفریدی اور علی نے غار سے نکل کر دیکھا تھا۔ برف باری کا سماں تھا۔ تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔ چند گز کے فاصلے تک نظر آرہا تھا۔ اس کے بعد سفید دھند چھائی ہوئی تھی۔ اس دھند میں کہیں بھی دشمن ہوسکتے تھے۔

علی نے خیال خوانی کے ذریعے دونوں کو غار کے اندر چلنے کے لیے کہا پھر وہ تینوں اندر آگئے۔ انہیں تیز ہواؤں کے جھکڑوں سے وقتی طور پر نجات مل گئی۔ علی نے کہا "ہم ان گاگلز کے ذریعے دور تک نہیں دیکھ سکتے۔ پتا نہیں دشمن کہاں چھپے ہوں گے۔ ماؤ للی کو یہاں رہنا چاہیے۔ ہم دونوں باہر جائیں گے۔"

للی نے کہا "مجھے یہاں کیوں رہنا چاہیے؟ پلیز مجھے کمزور نہ سمجھو۔ میں تربیت یافتہ ہوں۔ تنہا دو چار دشمنوں سے نمٹ سکتی ہوں۔"

علی نے کہا "میں تمہارے خیالات پڑھ چکا ہوں۔ تم بے شک کوہ پیما بھی ہو اور بہترین فائٹر بھی' ہر طرح کے ہتھیار استعمال کرنا جانتی ہو۔ تمہارا نشانہ بھی پکا ہے۔"

"پھر مجھے ساتھ کیوں نہیں لے جانا چاہتے؟"

دلیر آفریدی نے کہا "دشمن چھپ کر گولی ماریں گے۔ تمہاری تربیت' تمہاری صلاحیتیں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ باہر دیکھ چکی ہو۔ ان گاگلز کے باوجود واضح طور سے دکھائی نہیں دیتا ہے۔"

وہ بولی "یہ دشواری تم دونوں کو بھی پیش آئے گی۔ دشمن تم دونوں پر بھی چھپ کر حملے کرسکتے ہیں۔"

"تم لڑکی ہو۔ ہم دشمنوں سے اپنے بچاؤ کی فکر کریں گے تو اپنے ساتھ تمہاری بھی فکر لگی رہے گی۔"

"میں اس غار میں تنہا رہوں گی۔ یہاں بھی بیک وقت کئی دشمن آسکتے ہیں۔"

"دشمن صرف پانچ ہیں۔ وہ ایک ساتھ رہنے کی حماقت نہیں کریں گے۔ دو اور تین کی ٹولیوں میں ہوں گے۔ یہاں دو آئیں گے یا تین آئیں گے۔ تم چھپ کر رہو گی تو انہیں غار میں داخل ہوتے دیکھ سکو گی ان کے سنبھلنے سے پہلے ہی ایک دو کو ہلاک کرسکو گی۔"

"پھر یہ کہ ہم تم سے دور نہیں رہیں گے۔ غار کے اطراف میں ہی رہیں گے۔"

علی کہتے کہتے رک گیا۔ ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے پوچھا "پاپا! کیا آپ نے ہمارے لیے ہیلی کاپٹر بھیجا ہے؟ میں آواز سن رہا ہوں۔"

میں نے کہا "پھر تو وہ دشمن ہوں گے۔ ہمارے چھ ہیلی کاپٹر ابھی یہاں سے روانہ ہونے والے ہیں۔ ان میں چینی فوج کے مسلح جوان ہیں۔ آدھے یا پون گھنٹے بعد ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنو تو ٹریسر گولیاں چلاؤ۔ ان گولیوں سے روشنی پھیلے گی۔ چینی فوجیوں کو پتا چل جائے گا کہ تم سب پہاڑیوں کے کس حصے میں ہو۔ کیا تم ایک ہی ہیلی کاپٹر کی آواز سن رہے ہو؟"

علی نے کہا "میں ابھی غار سے باہر جاکر دیکھتا ہوں۔"

وہ ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اٹھ کر کھڑا ہوگیا پھر بولا "تم دونوں یہاں رہو۔ میں ہیلی کاپٹر کے بارے میں معلوم کرتا ہوں۔ ایک ہیں یا زیادہ؟"

اس نے کٹ میں سے دور تک فائر کرنے والی گن نکالی پھر تیزی سے چلتا ہوا غار سے باہر آکر دور تک نظریں دوڑانے لگا۔ ایک سے زیادہ ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ دشمنوں میں سے کسی نے آسمان کی طرف ٹریسر گولی داغی تھی۔ اس گولی کے پھٹنے سے دور تک روشنی پھیل گئی تھی۔ ہیلی کاپٹروں میں آنے والوں کو اس طرح

معلوم ہوگیا کہ ان کے امریکی سراغ رساں پہاڑیوں کے اسی حصے میں ہیں۔

تمام ہیلی کاپٹروں کی سرچ لائٹس روشن ہوگئیں۔ ان لائٹس کے باعث ان کی تعداد معلوم ہوئی۔ اتفاق سے وہ بھی چھ تھے۔ فضا میں دور دور رہ کر ٹھہری ہوئی پرواز کررہے تھے اور پرواز نیچی کرتے جارہے تھے۔ ان کے فوجیوں کو اتارنے کے لیے رسیوں کی سیڑھیاں لٹکائی جارہی تھیں۔

ایک ہیلی کاپٹر غار سے کچھ فاصلے پر بہت بلندی پر تھا اور آہستہ آہستہ نیچے آرہا تھا۔ رسیوں کی ایک سیڑھی نیچے لٹکا دی گئی تھی مگر اترنے کے لیے کوئی اس سیڑھی پر نہیں تھا کیونکہ ہیلی کاپٹر کی سرچ لائٹ گہری کھائی کی نشان دہی کررہی تھی۔ علی کے ایک ہاتھ میں چھڑی تھی۔ وہ چھڑی ٹیکتا ہوا آگے جانے لگا۔ اس چھڑی کے ذریعے معلوم ہورہا تھا کہ برف کہاں سخت ہے اور اسے کہاں کہاں قدم رکھ کر آگے بڑھتے رہنا چاہیے۔

غار کے اندر آفریدی نے للی سے کہا "یہ مجھے پسند نہیں ہے۔"

"کیا پسند نہیں ہے؟"

"ہمارا ایک ساتھی تنہا باہر گیا ہے۔ میں بھی مرد ہوں۔ مجھے بھی اس کے ساتھ جانا چاہیے تھا۔"

"پھر کیوں نہیں گئے؟"

"تمہاری وجہ سے یہاں ہوں۔ میں جاؤں گا تو تم بھی ساتھ آؤ گی۔"

"میرے لیے ڈرتے ہو کہ مجھے کوئی دشمن ہلاک کردے گا۔ تم میرے لیے سوچتے ہو۔ میری سلامتی چاہتے ہو۔"

"تم گمراہی سے راہِ راست پر آئی ہو۔ تمہاری بہتری کے لیے سوچنا میرا فرض ہے۔"

"صرف فرض ہے؟ اور کچھ نہیں؟"

"اور کیا ہوگا؟ تم باتوں میں الجھا رہی ہو اور میں اپنے ساتھی کی مدد کے لیے جانا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر چلو۔"

"پلیز یہاں رہو۔ مجھے جانے دو۔ بہت دیر ہوچکی ہے۔ ساتھی ابھی تک واپس نہیں آیا ہے۔"

آفریدی کے دماغ میں رہنے والے سراغ رساں نے کہا "اس غار کے قریب ایک ہیلی کاپٹر اترنے والا ہے۔ تمہارا ساتھی تنہا ادھر جارہا ہے۔ تمام سامان اٹھاؤ اور للی کے ساتھ باہر جاؤ۔"

آفریدی نے دیکھا' للی سامان سمیٹ کر کٹس میں رکھ رہی تھی۔ وہ بھی رکھتے ہوئے بولا "ہمارا ساتھی ایک دشمن ہیلی کاپٹر کی طرف جارہا ہے۔ ہم بھی ادھر جائیں گے۔"

"مجھے معلوم ہے۔ ابھی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے اندر یہی کہہ رہا تھا۔"

وہ دونوں اپنے اپنے سامان کی کٹ اپنی اپنی پشت پر باندھ کر غار سے باہر آئے۔ باہر تیز ہواؤں کا شور تھا۔ برف کے اڑتے ہوئے ذرات کے باعث گہری سفید دھند چھائی ہوئی تھی۔ وہ اینٹی ڈارک چشمے کے ذریعے چند گز کے فاصلے تک دیکھ سکتے تھے لیکن ہواؤں کا شور اس قدر تھا کہ وہ باتیں نہیں کرسکتے تھے۔ آفریدی نے اس سے کہا "چھڑی ٹیکتے ہوئے برف کی سختی کا اندازہ کرو پھر آگے بڑھو۔"

للی نے اس کے ہلتے ہوئے ہونٹوں کو دیکھا پھر پوچھا "کیا کہہ رہے ہو؟"

آفریدی کو اس کی آواز سنائی نہیں دی۔ تب ایک سراغ رساں نے للی کے دماغ میں کہا "میں آفریدی کی باتیں تمہیں سمجھایا کروں گا۔"

دوسرے سراغ رساں نے آفریدی سے کہا "للی جو کہنا چاہے گی' وہ میں تم سے کہا کروں گا۔"

آفریدی نے کہا "ہمیں گائیڈ کرو۔ ہمارا ساتھی کس طرف گیا ہے؟"

"تقریباً سو گز کے فاصلے پر ایک ہیلی کاپٹر نیچی پرواز کرکے مسلح فوجیوں کو یہاں اتارنا چاہتا ہے۔ گہری دھند کے باعث انہیں مناسب جگہ دکھائی نہیں دے رہی ہے۔"

آفریدی ایک سمت دیکھتے ہوئے بولا "میرے بائیں سمت سرچ لائٹ کی دھندلی سی روشنی دکھائی دے رہی ہے۔ ہواؤں کے شور میں ہیلی کاپٹر کی دھیمی سی آواز سنائی دے رہی ہے۔"

آفریدی کے محافظ سراغ رساں نے کہا "شاید یہ دوسرا ہیلی کاپٹر ہے۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

اس وقت دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں تھری جے کے جے فلو اور جے ساموتھے اور ڈپٹی تھے۔ جس طرح وہ للی کے دماغ میں آکر علی اور آفریدی کی مصروفیات معلوم کررہے تھے۔ اسی طرح بابا صاحب کے ادارے کے سراغ رساں' امریکی سراغ رسانوں کے دماغوں میں جاکر معلوم کررہے تھے کہ ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کس طرح ان کی مدد کررہے ہیں۔

محافظ سراغ رساں نے آفریدی کے دماغ میں واپس آکر کہا "تمہارا ساتھی جس ہیلی کاپٹر کی طرف گیا ہے۔ یہ ہیلی کاپٹر وہ نہیں ہے۔ یہ دوسرا ہے۔ تم اس دوسرے ہیلی کاپٹر کی طرف جاؤ۔ ادھر امریکی فوجیوں کو اترنے نہ دو۔"

علی کے دماغ میں بھی یہی کہا گیا۔ وہ دونوں اس طرف گھوم کر جانے لگے۔ وہ دوسرا ہیلی کاپٹر اگرچہ پوری طرح نظر نہیں آرہا تھا۔ تاہم سرچ لائٹ کی دھندلی روشنی سے پتا چل رہا تھا کہ وہ اپنی پرواز نیچی کررہا ہے اور خلا میں معلق رہ کر مناسب جگہ نہ ملنے پر ادھر سے اُدھر جارہا ہے۔

علی جس ہیلی کاپٹر کی طرف گیا تھا' وہ بھی فضا میں کبھی نیچی اور کبھی اونچی پرواز کرتا ہوا مناسب جگہ تلاش کررہا تھا پھر علی نے ایک دشمن کے دماغ میں پہنچ کر ڈینی کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا "ہیلی کاپٹر کی طرف جاؤ۔ اسے مخصوص سگنل دو۔ میں پائلٹ کے دماغ میں رہوں گا۔ تم اپنے ساتھی کے ساتھ سگنل کے ذریعے بتاؤ کہ ہیلی کاپٹر کو اتارنے کے لیے کون سی برفانی سطح ٹھوس ہے؟"

علی ایک برفانی ٹیلے اور چٹان کے درمیان کھڑا ہوا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں سے کہا "میرے دماغ میں آؤ۔ دو دشمن ادھر آرہے ہیں۔ ہم دونوں ان کے دماغوں میں رہیں گے۔"

وہ علی کے پاس آیا۔ علی نے اسے دشمن کے ایک ساتھی کے دماغ میں پہنچا دیا پھر اس نے مجھ سے کہا "پاپا! آپ ہمارے لیے جو فوجی امداد بھیج رہے ہیں۔ اسے روک دیں۔"

میں نے پوچھا "بات کیا ہے؟"

"یہاں دشمنوں کے ہیلی کاپٹرز کو اترنے کی جگہ نہیں مل رہی ہے۔ ان کے فوجی رسیوں کی سیڑھیوں سے بھی نہیں اتر رہے ہیں۔ یہ اندیشہ ہے کہ جہاں اتریں گے' وہاں ٹھوس سطح نہ ہوئی تو وہ برف میں دھنس کر اندر دفن ہوتے چلے جائیں گے۔ ہماری امداد کے لیے آنے والوں کو بھی ایسی ہی دشواریاں پیش آئیں گی۔"

میں نے کہا "یہاں سے چھ ہیلی کاپٹرز روانہ ہوچکے ہیں۔ میں انہیں ہدایات دیتا ہوں کہ وہ چین کے انتہائی مغربی حصے کے کسی شہر میں اپنی پرواز ملتوی کریں اور اگلی ہدایات کا انتظار کریں۔"

علی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ سراغ رساں نے اس کے پاس آکر کہا "سر! وہ دونوں ایسی جگہ پہنچ گئے ہیں' جہاں ہیلی کاپٹر نیچی پرواز کررہا ہے۔"

علی نے کہا "میرے سامنے کافی فاصلے پر ہیلی کاپٹر نیچی پرواز کرتا ہوا خلا میں معلق ٹھہر گیا ہے۔ ان دونوں کے دماغوں میں چلو۔"

وہ دونوں دشمنوں کے دماغوں میں پہنچ گئے۔ ڈینی ان میں سے ایک کے دماغ میں کہہ رہا تھا "ہمارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا پائلٹ کے اندر موجود ہے۔ تم جہاں کھڑے ہوئے ہو' وہاں کی سطح ٹھوس ہے۔"

"ہاں ادھر ٹھوس ہے۔ میرا ساتھی آگے گیا ہے۔ اگر وہاں تک سطح ٹھوس ہوگی تو ہیلی کاپٹر کو اتارا جاسکے گا۔"

ڈینی اس کے ساتھی کے دماغ میں گیا۔ علی نے بابا صاحب کے ادارے کے دو مزید ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے دماغ میں بلایا پھر کہا "میرے اندر رہو۔ میں اس برفانی دھند میں اندھی جنگ لڑنے کے لیے خود آگے نہیں جاؤں گا۔ دشمنوں کو ہی اپنا آلۂ کار بنایا جائے گا۔"

برف کی ٹھوس سطح کافی دور تک تھی۔ وہاں ہیلی کاپٹر اتر گیا۔ ایک فوجی افسر نے سلائیڈنگ دروازہ کھول کر دیکھا۔ ہوا اتنی تیز تھی کہ اس کی شدت سے پیچھے ہٹ گیا پھر اس نے مسلح جوانوں کو اترنے کا حکم دیا۔ وہ ایک ایک کرکے اترنے لگے۔ ان کے پیچھے فوجی افسر بھی برف کی سطح پر آیا۔ وہ دونوں امریکی سراغ رساں ان کے قریب پہنچ گئے۔ علی ایک امریکی سراغ رساں کے دماغ پر قبضہ جما کر اس فوجی افسر کے قریب اسے لے گیا۔ اس کے کان کے پاس منہ لے جاکر بولا "کیا ہمارے لیے گرم کافی اور کچھ کھانے کا سامان لائے ہو؟"

فوجی افسر نے اس کے کان سے منہ لگا کر کہا "فکر نہ کرو۔ سب کچھ ملے گا۔ پہلے کام کی بات کرو۔ جس کے پاس مائیکرو فلم ہے' وہ کہاں ہے؟"

"بھوک پیاس سے ہماری جان آدھی ہورہی ہے۔ ہم پہلے کھائیں گے پھر مائیکرو فلم والے کو تلاش کریں گے۔"

علی کا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اس فوجی افسر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ افسر نے اس کی مرضی کے مطابق ایک فوجی جوان کے کان میں کہا "ہیلی کاپٹر میں جاؤ۔ کافی سے بھرا ہوا تھرماس اور ٹن پیکڈ کھانا لے آؤ۔"

ڈینی نے افسر کے دماغ میں کہا "ضروری باتیں مجھ سے کہا کرو۔ میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہارے جوانوں کو تمہارا حکم سنا دیا کروں گا۔ بے شک' یہ سب بھوکے پیاسے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں' جلد ہی کھا پی کر اس غار کی طرف جائیں' جہاں وہ چھپے ہوئے ہیں۔"

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات (41) ویں حصے میں ملاحظہ فرمائیں
جو کہ 15 ستمبر 2001 کو شائع ہوگا